انسائیکلوپیڈیا

اولیائے کرام

سلسلہ عالیہ

چشتیہ ★ تاجیہ
وارثیہ ★ اویسیہ

کے 163 بزرگان دین کی سوانح حیات کا حسین مرقع

تصنیف و تالیف

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

عبداللہ اکیڈمی

الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور (پاکستان)

انسائیکلوپیڈیا

اولیائے کرام

سلسلہ عالیہ

چشتیہ ★ تاجیہ

وارثیہ ★ اویسیہ

کے 163 بزرگان دین کی سوانح حیات کا حسین مرقع

تصنیف و تالیف

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

عبداللہ اکیڈمی

الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور (پاکستان)

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

ISBN-978-969-8904-08-1

نام کتاب ــــــ انسائیکلوپیڈیا اولیاء کرام
سلسلہ عالیہ ــــــ (چشتیہ) (تاجیہ) (وارثیہ) (اویسیہ)
تصنیف وتالیف ــــــ صاحبزادہ مقصود احمد صابری
صفحات ــــــ 730
ایڈیشن: ــــــ دوئم جنوری 2015
ناشر اینڈ پبلشر: ــــــ عبداللہ اکیڈمی (الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)
قیمت ــــــ

مین اسٹاکسٹ
مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ۔ اُردو بازار، لاہور

نوٹ: کتاب ہذا میں اگر کہیں کوئی کمپوزنگ کی غلطی ہو تو ادارہ کو اطلاع فرما کر اپنا دینی فرض پورا کریں تاکہ ان شاء اللہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکے۔ شکریہ

Marfat.com

۱۱/۰۹-۸-۰۷

عرض ناشر

اولیاء کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی پاکیزہ زندگیوں اوران کی کرامات کے حوالے سے بہت سے مصنفین ومؤلفین نے اپنے اپنے انداز میں کتب مرتب کی ہیں مگراس کام میں ابھی بہت تشنگی باقی تھی اولیاء کرام کی سوانح حیات کے موضوع پرایک مستند اور جامع انسائیکلو پیڈیا کی ضرورت تھی چنانچہ اس عظیم سعادت کو حاصل کرنے کا شرف خادم الفقرا والاولیاء، محبّ الاصفیاء و الاتقیاء صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب کو ہوا جنہوں نے شبانہ روز پندرہ برسوں کی مسلسل محنت، تحقیق، مشاہدے اور عرق ریزی کے بعد بزرگان دین کی سوانح حیات پر مشتمل ایک حسین مرقع انسائیکلو پیڈیا کی شکل میں تالیف کیا جو کہ اہل علم، متلاشیان حق اور اولیاء کرام سے محبت رکھنے والوں کے لیے ایک منفرد واعلیٰ تحفہ ہے جس کا مطالعہ ہرایک کے لیے سکون وراحت قلبی کا باعث ہے اس کے مطالعہ سے صراط مستقیم کی روشن شاہراہ دکھائی دیتی ہے جو منزل حقیقی کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

برصغیر کی تاریخ میں اولیاء کرام کی سوانح حیات کے بارے میں محققانہ انداز میں نہایت اچھے پیرائے واسلوب اور تحریر کی تمام ترخوبیوں کے ساتھ لکھے گئے اس عظیم الشان انسائیکلو پیڈیا کو دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ پہلی مرتبہ شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ خوبصورت انسائیکلو پیڈیا چھ حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصے میں سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھنے والے اولیاء کرام کی زندگیوں اور انسانیت کی رہنمائی کے حوالے سے ان کی خدمات کا بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں سلسلہ نقشبندیہ کے اولیاء کرام کی حیات طیبہ کا نہایت متاثر کن اور جامع تذکرہ ہے۔ تیسرے حصے میں چشتیہ صابریہ و چشتیہ نظامیہ کے اولیاء کرام کی حیات مبارکہ کے روحانی پہلو اجاگر کیے گئے ہیں۔ چوتھے حصے میں سہروردیہ، قادریہ چشتیہ سلاسل کے اولیاء کرام کی سوانح حیات کو صفحات کی زینت بنایا گیا ہے۔ پانچواں حصہ قادریہ نوشاہیہ اور قلندریہ سلسلے کے اولیاء کرام کی سوانح حیات پر مشتمل ہے جبکہ چھٹے حصے میں چشتیہ تاجیہ، وارثیہ، اویسیہ سلاسل کے بزرگان دین کی پاکیزہ زندگیوں ان کی کرامات اور خدمات اسلام کا نہایت خوبصورت بیان کیا گیا ہے۔

بزرگان دین کی سوانح حیات کے اس حسین مرقع کو انسائیکلو پیڈیا کی شکل میں تصنیف کرنا بلاشبہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری دامت برکاتہم العالیہ کی ایک بہت بڑی کاوش اور دینی خدمت ہے۔ برصغیر میں اردو زبان میں پہلی مرتبہ اس انسائیکلو پیڈیا کو پیش کرنے کی سعادت بھی حسب روایت ادارہ ہذا ''مشتاق بک کارنر'' کو حاصل ہوئی ہے جو صرف اور صرف اللہ رب العزت کے فضل و کرم اور قارئین کی محبت اوران کی ہماری کتب کی پسندیدگی و پذیرائی کے باعث ممکن ہوئی۔

Marfat.com

دعا

اے خالقِ ارض و سما، بہرِ جنابِ مصطفٰےؐ
ہر دو جہاں میں کر عطا مجھ کو وِلائے مرتضٰےؑ

حسنینؑ کا طالب رہوں زین العباؑ کا نام لُوں
باقرؑ کی الفت میں مروں جعفرؑ کی ہو مجھ پہ عطا

کاظمؑ کے صدقے سے مرے حُبِّ رضاؑ دِل میں رہے
سیّد تقیؑ کے جام سے دست نقیؑ سے مَے پلا

عسکری سیّد حسنؑ مجھ پر رہیں سایہ فگن
مہدیؑ امامِ ہر زمن کرتے رہیں جُود و سخا

امیر صابری کہہ برملا بارہ اماموں کی وِلا
دیتی ہے اللہ سے مِلا ہے ضامنِ روزِ جزا

ازقلم
کشتۂ عشق صابر پاک

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

از جناب مظفر وارثی صاحب۔ کراچی

صفات رحمٰن کا ترانہ ہے قل ھواللہ
تہائی قرآن کا خزانہ ہے قل ھواللہ

تمام توحید ہے رسالت ہے آخرت ہے
ہر اک منزل ہر اک زمانہ ہے قل ھواللہ

غلط ہے جو اس کو قرآن کی آنکھ کہیے
جمال رب کا نگارخانہ ہے قل ھواللہ

بنائے ارض و سما ہے رکھی ہوئی اسی پر
حیات انسان کا آب و دانہ ہے قل ھواللہ

نزول اس کا فلک سے دو مرتبہ ہوا تھا
شعور کی عید کا دوگانہ ہے قل ھواللہ

جمال بھی ہے ایمان بھی نور و معرفت بھی
خدا کے عرفان کا بہانہ ہے قل ھواللہ

پکاری جاتی ہے بیس ناموں سے یہ اکیلی
یقیناً اک سورۃ یگانہ ہے قل ھواللہ

بلال جس سے ہر اک ستم کا جواب دیتے
احد احد کا وہ شادیانہ ہے قل ھواللہ

نسب اگر جاننا ہو خلاق دوجہاں کا
تو اس کی تفسیر منصفانہ ہے قل ھواللہ

پڑھوں مظفر میں اک تسبیح روز اس کی
ذریعہ قرب والہانہ ہے قل ھواللہ

Marfat.com

نعت شریف

نمی دانم چه منزل بو د شب جائے که من بو د م
به هر سُو رقصِ بسمل بو د شب جائے که من بو د م

پری پیکر نگارے سَرْو قدے لالہ رخسارے
سراپا آفتِ دل بو د شب جائے که من بودم

رقیباں گوش بر آواز، اُو در نازو من ترساں
سخن گفتن چه مشکل بو د شب جائے کو من بو د م

خدا خود میرِ مجلس بو د اندر لامکاں خسروؔ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم شمعِ محفل بود شب جائے که من بودم

کلام
سوختہ عشق و محبت
حضرت امیر خسروؔ رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

نعت شریف

میری برباد بستی کو بسا دو یارسول اللہ
کنارے پر میری کشتی لگا دو یارسول اللہ

میرے تاریک دل پر نور کی برسات ہو جائے
میرے قلب سیہ کو جگمگا دو یارسول اللہ

میرا آئینہ دل دن بدن سیاہ ہوتا جاتا ہے
رہِ للہ جلا دو یا ضیاء دو یارسول اللہ

میری نظریں تمہاری دید کی طالب ہیں مدت سے
رخ پر نور سے پردہ اٹھا دو یارسول اللہ

گرا ہوں بحرِ عصیاں میں گرفتار مصائب میں ہوں
مجھے اس قید سے للہ چھڑا دو یارسول اللہ

دل اندوہگیں پر ہو نزول رحمت باری
بجاہ حق شراب روح فزا دو یارسول اللہ

اسے میخانہ دنیا میں جانے کی ضرورت کیا
جسے صہبائے الفت تم پلا دو یارسول اللہ

میری تقدیر بن جائے میری قسمت سنور جائے
مریضان محبت میں بٹھا دو یارسول اللہ

پریشان حال پر نگاہ لطف ہو جائے
سنو آہ و فغاں غم کو مٹا دو یارسول اللہ

رحیم بیکساں تم ہو حکیم دردمنداں ہو
طبیب مرض عصیاں ہو دوا دو یارسول اللہ

میرا مسکن مدینہ ہو میرا مدفن مدینہ ہو
میرا سینہ مدینہ ہی بنا دو یارسول اللہ

سر میدانِ حشر بارِ عصیاں سے حراساں ہوں
مجھے مژدہ شفاعت کا سنا دو یارسول اللہ

وفور شوق سے بیدار ہیں عاشق مدینے کی
مجھے بھی خواب غفلت سے جگا دو یارسول اللہ

یہی ہے آرزوئے زندگی تابش قصوری کی
دم آخر رخ زیبا دکھا دو یارسول اللہ

ازقلم: علامہ محمد منشا تابش قصوری

Marfat.com

قطعہ تاریخ اشاعت (از قلم)

نامور ادیب و محقق ممتاز شاعر **صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی** ایم اے

اصدق التواریخ گلدستہ اولیاء

۲۰۱۰

گ ☆ گوہر کانِ عِلم و خلوص و وفا — پیر مقصود احمد خجستہ لقا

ل ☆ لائق داد و تحسین ہے ذات آپ کی — عاشقِ مصطفےٰ ہیں محبِ خدا

د ☆ دولتِ دین و دانش سے ہیں مالا مال — عظمت کلک و قرطاس سے آشنا

س ☆ سامنے ہے مرے اِک کتاب آپ کی — ہے صحیفہ یہ پاکیزہ احوال کا

ت ☆ تیرگی میں جہالت کی ہے شمعِ نُور — مثل نیّر ہر اک لفظ ہے پُرضیا

ہ ☆ ہوگی مقبول شرق و غرب یہ ضرور — روشنی اس سے پائیں گے شیخ و فتا

ا ☆ اک اضافہ ہے سیرت نگاری میں خوب — سب سلاسل کا نشان اِس سے ظاہر ہوا

و ☆ واقعی ہے یہ تالیف اِک شاہکار — ہے یہ احسان اہل سنت پر بڑا

ل ☆ لحہ لحہ رہیں دہر میں ارجمند — آپ کو حق سے عُمرِ خضر ہو عطا

ی ☆ یہ یقیناً ہو گی توشۂ آخرت — وجہِ غفران بنے گی یہ روزِ جزا

ا ☆ اس کا سالِ رسا کہہ دو فیض الامین — پُرتونور گلدستہ اولیاء

۱۴۳۱

صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی ایم اے
سجادہ نشین مونیاں شریف ضلع گجرات

Marfat.com

قطعہ تاریخ کتاب (ازقلم)

معروف ادیب ومحقق مخدوم اہل سنت جناب

عبدالقیوم طارق سلطانپوری صاحب مدظلہ العالی

کی رقم مقصود احمد صابری نے ایک اور بے مثال وطُرفہ جامع کتابِ معرفت

کی رقم مردانِ حق کی یاد میں اس نے کتب قابل صد فخرِ اہل حق ہے اس کی شخصیت

خاندان علم و عرفان کا ہے وہ ممتاز فرد — ہے مُسلم دہر میں اس کا مقامِ تمکنت

وہ مُفسر وہ محقق و قلم کارو ادیب — اس کے پیکر کی ہے دیدہ زیب ودلکش ہر جہت

معتبر اہل قلم اس کے ہنر کے معترف — اس کے واصف نامور علم و معرفت

اس کی ہر تحریر ہے ذوق آفریں وکیف بخش — اس کے خاصہ کا ہے ہر نقشِ حسیں بامنفعت

اس کی عمدہ تر کتابوں سے بخوبی ہے عیاں — اس کی تصنیفی مہارت اس کی تخلیقی سکت

یہ کتاب نوعظیم اربابِ حق کا ذکرِ خوب — اہلِ دل اہلِ نظر دیکھیں تو اس کی خاصیت

اس میں شامل جھلکیاں ان کی حیاتِ پاک کی — صالحین و متقی جن کے لئے عاقبت

اولیاء بارہ سلاسل بصد شانوں شکوہ — جلوۂ اس میں ہیں والا شاہ و عالی مرتبت

اس صدتحسین وتبریک اس کو بے حد آفرین — یہ دعا دی وہ رہے یارب بخیر و عاقبت

اس کتابِ خوب کی طارق کہی تاریخ چھاپ

یہ ہے نادر مجلسِ فیضانِ علم و معرفت

2010ء

دلدادۂ چراغ چشت — باحُب خوبانِ چشت

1955ء — ۱۳۷۵ھ

Marfat.com

نذرانہ عقیدت

عارف بلا، قطب زمانہ، سلطان العارفین، برہان الواصلین
امام العاشقین، وارثِ ولایتِ مخدوم صابر کلیری، شہنشاہ کلیام

حضرت خواجہ **فضل الدین کلیامی چشتی صابری** رحمۃ اللہ علیہ

کے حضور پیش کرتا ہوں

جن کے علم و عرفان اور روحانی فیضان سے
ایک جہان نے روشنی پائی

Marfat.com

انتساب

فخر السادات، رازی دوراں، شیخ الحدیث والتفسیر، استاد العلماء، مبلغ عالم اسلام

پیر طریقت، امیر شریعت

حضرت علامہ

پیر سید حسین الدین شاہ مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سلطان پور شریف حسن ابدال

منبع فیوض و برکات، جانشین حضرت منظور المشائخ، پیر طریقت رونق سلسلہ عالیہ صابریہ، پیکر اخلاص و محبت

حضرت

صاحبزادہ پیر سعید احمد صابری مدظلہ العالی

سجادہ نشین درگاہ حضرت منظور المشائخ اوکاڑہ

کے نام کرتا ہوں

گر قبول افتد زہے عزو شرف

Marfat.com

اسلام مجاہد ملت، بطل حریت، مبلغ یورپ

حضرت علامہ پیر عبدالقادر قادری مدظلہ

قلم و قرطاس سے تعلق ہمیشہ سے عظمت اور بلندی کا باعث بنا اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اس مشکل میدان میں اپنی زندگیاں صرف کرنے والے تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ اپنے کام اور نام کی وجہ سے نہ صرف دیر تک یاد رکھے جاتے ہیں بلکہ رہتی دنیا سے عقیدتوں، محبتوں اور تحسین کا خراج وصول کرتے ہیں۔ یہ جان کر انسانی طبیعت خوشی اور مسرت سے جھوم جاتی ہے کہ قلم و قرطاس کی دنیا کے شناور اپنے اس فن اور علم کو مقدس اور پاکیزہ مشن کے لئے وقف کرتے ہیں تو ان کے نام اور کام کے ساتھ ان کی قبریں تک زندہ ہو جاتی ہیں۔ اللہ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا جذبہ تحریر و تقریر اور تبلیغ و تدریس میں ایک خاص لذت اور مٹھاس پیدا کرتا ہے۔ کسی بھی انسان کا قلم جب اللہ جل شانہ اور تاجدار عرب و عجم رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین و ارشادات کی تشہیر اور نشر کا باعث بنتا ہے تو وہ امر ہو جاتا ہے اور مر کر زندہ ہونے کا اعزاز پالیتا ہے۔

اسی مقدس مشن کا ایک مضبوط ارادوں اور نحیف و نزار جثے کا مالک انسان، پاسبان مسلک اولیاء حضرت علامہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری ہے۔ موصوف اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کے علمبردار اور صوفیائے کرام اور روحانی اور علمی دولت کے وارث اولیاء امت سے ہمیشہ دلی عقیدت اور والہانہ پن کا اظہار کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں اور وہ اپنی ان کامیابیوں کا سہرا بھی اپنی محنت و مشقت کو نہیں بلکہ مقبولان بارگاہ کی دعا اور نگاہ کو گردانتے ہیں۔

موصوف علامہ صاحبزادہ احمد صابری زید اقبالہٗ کی تصنیف کردہ مختلف کتب میری نظر سے گزریں اور ان تصانیف نے اہلسنت و جماعت کے علمی، تنظیمی اور روحانی حلقوں سے خوب داد بھی پائی۔ تجلیات خواجگان چشت، گلدستۂ اولیاء، تذکرہ اولیائے پوٹھوار اول، دوم، صداقت اہلسنت، تذکرہ العارفین، مجموعہ کرامات اولیاء، مسائل رمضان، مسائل الصلوٰۃ، وظیفۂ خداوندی، ایصال ثواب اور حقیقت گیارہویں شریف اور تحفہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

درج بالا کتب کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ متعدد ایڈیشن منظر عام پر آئے جو موصوف کی مقبولیت اور کتب کی مختلف حلقوں میں اہمیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اس وقت میرے سامنے علامہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری کی ایک نئی علمی کاوش کا مسودہ ہے جس میں 1275 سے زائد تصوف کے بارہ مختلف سلاسل عالیہ کے اولیاء کرام کے حالات زندگی شامل ہیں۔ کتاب کی فہرست خوبصورت انداز اور ہر سلسلۂ عالیہ کے بزرگوں

Marfat.com

کے ذکر کے آغاز سے قبل اس سلسلے کا مکمل تعارف، آغاز ابتداء، تسلسل اور سلسلے کے مراکز پر خوبصورت بحث یقیناً کتاب کی مقبولیت کا باعث ہوگی۔ کتاب کا نام ''انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام المعروف گلدستۂ اولیاء'' ہے۔ کتاب کے حُسن ترتیب نے بے حد متاثر کیا۔ کتاب کا ہر ورق پلٹتے ہوئے موصوف کے لئے دعا کے کلمات نکلے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ اس مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

راقم الحروف اپنی علمی کم مائیگی کے باعث اس عظیم تالیف کے جملہ فضائل ومحاسن کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ تصوف سے دلچسپی رکھنے والے اور تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے یہ کتاب نعمت غیر مترقبہ ہے۔ علامہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب نے اولیاء اللہ کی تاریخ لکھ کر ملت اسلامیہ کے لئے ایک ذخیرہ مہیا کیا ہے جن کو لوگوں نے بھلا دیا تھا ان کے حالات زندگی کی تلاش کے لئے سخت محنت کی ضرورت تھی جو علامہ موصوف نے کی اور ایک ضخیم کتاب چھ جلدوں میں معرضِ وجود میں آئی۔ یہ ان کی محنت، رات کا جاگنا اور تلاش وتحقیق کی وجہ سے ہو اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے علامہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو برکتوں سے مالا مال فرمائے۔

کتاب قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ اس گزارش کے ساتھ

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

عبدالقادر عفی عنہ
پرنسپل جامعہ رضویہ انوار العلوم
لالہ رخ، واہ کینٹ
سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ جنڈی شریف، کہوٹہ
17-1-2008

Marfat.com

تقریظ از قلم

معروف صحافی و ادیب فخر السادات

جناب سیّد واجد علی شیرازی صاحب

امیگریشن کنسلٹنٹ کینیڈا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صاحبزادہ مقصود احمد صابری کا شمار پاکستان کے چند معروف مؤرخین اور مصنفین میں ہوتا ہے، مگر اولیاء اللہ پر ان کی موجودہ تحقیق اور کاوش نے ان کو دوسروں میں یقینی طور پر نمایاں بنا دیا ہے۔ خدائے لم یزل بطفیل رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آلِ محمد علیہ السلام ان کی کاوشوں کو قبول فرما کر اس میں مزید جلاء بخشیں۔

تاریخ پر مبنی کتاب تحریر کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں خصوصاً اس دور میں جب کہ حقیقت کو چھپانے کے لئے من گھڑت روایات اور قصے کہانیوں کا سلسلہ تواتر سے جاری ہو، ایسے میں حقیقت معلوم کرنے کی ذمہ داری اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علامہ صابری صاحب کے سپرد کی ہے، جس کو بحسن وخوبی انجام دینے پر میں انہیں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں، صابری صاحب نے ہمیشہ اپنی تحریروں میں فرقہ واریت سے بالاتر ہو کر بات کی ہے، ان کی نجی محافل ہوں، یا روحانی مجالسِ عرس انکا مطمۂ نظر مسلم اُمہ میں اتحاد ویگانت، امن وآتشی اور بھائی چارے کی ہی بات کی گئی۔ اللہ تعالیٰ فرقہ واریت، دہشت گردی کے خلاف ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور ان کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے، آمین ثمہ آمین۔

ناچیز سے علامہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری کا تعلق دورِ جوانی سے ہے اور تا حال انکے خلوص اور محبت وعقیدت میں کمی نہیں بلکہ اضافہ ہی دیکھا ہے، بے لوث اللہ توکل شخص، محبت کرنے والی شخصیت ہر کسی کے دکھ درد میں برابر کے شریک فرد کو صابری کہتے ہیں۔

اولیائے کاملین نے جس کام کے لئے انہیں منتخب کر لیا ہے یہ اعزاز بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ان کاوشوں اور لگن میں اضافہ فرمائے۔ آمین

دعا گو: سیّد واجد علی شیرازی
حال مقیم کینیڈا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روشنیوں کا سفر

انسائیکلو پیڈیا اولیائے اکرام

(کے مولف صاحبزادہ مقصود احمد صابری کا مختصر سوانحی خاکہ)

ازقلم: راشد حمید کلیامی

(قومی ایوارڈ یافتہ مصنف وفاقی وزارت تعلیم ،حکومت پاکستان)

﴿1﴾

خدا کی بنائی کائنات بہت وسیع ہے۔اس کائنات میں جاندار اور بے جان مخلوقات لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ ہر شے اپنے اپنے دائرے میں ہمیشہ حرکت کرتی اور اپنے اپنے مدار میں گھومتی رہتی ہے۔حرکت زندگی کی علامت ہے اور سکون موت کی۔ لیکن جزوی اختیارات کی حامل مخلوق ''انسان'' کی چاہتیں اور آرزوئیں بھی انوکھی اور نرالی ہیں۔انسان زندگی کا دوام بھی مانگتا ہے اور سکون کی چاہت بھی اسے سکون نہیں لینے دیتی۔سب کچھ عطا کرنے کا وصف رکھنے والی ربّ کی ذات، انسان کی ان دونوں تمناؤں کی تکمیل اپنے جن خاص بندوں کے توسط اور توسل سے کرتی ہے، انہیں انبیاء اور اولیاء کے ناموں سے پہچانا جاتا ہے۔یہ وہ ہستیاں ہیں جن کی حیات کا ہر ثانیہ اور جن کی شخصیت کا ہر زاویہ، جن کی تعلیمات کا ہر عقدہ اور جن کے پیغام کا ہر نکتہ بندے کو اس کے خالق سے ملوا کر اسے دائمی حیات اور ابدی سکون کی سوغات عطا کرتا ہے۔

زمانہ مصدق اور انسانیت گواہ ہے کہ دنیا کی کسی بستی کے کسی کوچے میں اور کسی نگر کے کسی آنگن میں، کم نصیبی اور لاچارگی کا روگ

Marfat.com

لے کر جب بھی انسانوں کا کوئی گروہ اپنی اُجڑی جھوک، اپنی ویران روح اور بے سکونی کی سلوں تلے پسے اپنے دل کے ٹکڑوں کو اپنے دریدہ دامن اور شکستہ و مجروح ہاتھوں میں سمیٹ کر کھلے آسماں کے نیچے کھڑا ہوا اور آسمانوں کے مولا کو اپنے رخساروں پہ سجے آنسوؤں کے ستارے پیش کیئے تو ان ستاروں کی چمک ماند پڑنے سے پہلے ہی کریم رب نے اپنے کسی محبوب بندے کو سکون کا بیوپاری اور دلوں کا سوداگر بنا کر وہاں بھیج دیا۔ پھر کیا تھا؟ دیکھتے ہی دیکھتے ہجوم لگ گیا۔ نفرتوں کے مقابل محبتیں بٹنے لگیں۔ تشنگیوں کے ٹوٹے کاسے لے کر، سیرابیوں کے بھرے ساغر تقسیم ہونے لگے۔ جان کُنی کے بجائے حیات آفرینی کے سودے ہونے لگے، شخصی امتیاز کی کرگسیں، روحانی مساوات کی قمریوں سے مات کھانے لگیں۔ بے سکون، ٹوٹے دلوں کی دراڑوں پہ یادِ خدا کا مرہم رکھ دیا گیا اور روح کی اُجڑی کھیتیاں، فضلِ باری کی برکھا سے شاداب ہو کر لہلہانے لگیں۔

امام الانبیا ﷺ کے بعد اولیائے کرام کی ذواتِ اعلیٰ صفات ہی ہیں جنہوں نے دلوں کی دنیا میں قائم خیر کی حکومتوں کو دوام اور استحکام بخشا۔ یہی پاکانِ امت ہیں جو اپنی پوری پوری ظاہری حیات، گدڑیوں میں یا پھر پتھر کی سلوں پہ بیٹھ کر، بارگاہِ صمدیت میں اپنی انا اور خواہشوں کو نثار کر، بے سکون دنیا کے باسیوں کو اطمنان کی جنتوں سے متعارف کرا گئے۔ یہی وہ سعید روحیں ہیں جن کی قبروں پر جلنے والے دیئے آج بھی طالبانِ حقیقت اور تشنگانِ معرفت کے دلوں کی بے قرار بستیوں میں یادِ مولا اور اتباعِ سنّت کے چراغ اُجالتے ہیں۔ یہی وہ آشنائے نسخہ ہائے حیات ہیں جن کی قبریں جیتی ہے، جن کے مقبروں میں جمع دھول خاکِ شفا اور جن کے مزاروں پہ رکھے پھول اور پتھر بصارتوں کے حجاب اور دلوں کے آزار مٹا دیتے ہیں۔

2

راولپنڈی کنارے، ایک شخص خدامست، سجادہ بچھائے، چھوٹے سے بوسیدہ کمرے میں گذشتہ کئی سالوں سے بیٹھا اپنے بیگانے کو گلے لگاتا، ہر آنے والے کو کھانا کھلاتا، ہر دم مسکراتا اور اپنی دھن میں مگن ایک ہی گیت گاتا چلا جا رہا ہے کہ

دل کے ٹکڑوں کو بغل بیچ لئے پھرتا ہوں
کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں ہے کہ نہیں؟

یہ درویش مقصود احمد صابری ہے۔ اور کسی چارہ گر کو ڈھونڈنے نکلا تو اَن گنت بندگانِ پاک طینت کی زندگیوں کے روشن تر حوالے ساتھ ڈھونڈ لایا۔ بزرگانِ دین کی سیرۃ و سوانح جمع کرنے کا شوق دل میں اُٹھا تو اسے عشق کی چنگاری نے آن لیا۔ پھر پاکستان کے شہر اور دیہات، قصبے اور مضافات میں سے کوئی ایسا نہ تھا جہاں کی خاک اس درویش نے نہ چھانی ہو۔ پاکستان اور ملحقہ ممالک کا کوئی سجادہ ایسا نہ ہوگا جس پہ بیٹھنے والے شیخ نے درویش کو اپنے سامنے کھڑا نہ پایا ہو۔ وطن عزیز کی کوئی ایسی درگاہ نہ ہوگی جس کی چوکھٹ پہ درویش نے

Marfat.com

محبت وادب کے نذار نے پیش نہ کئے ہوں۔ روحانی دنیا کے بغدادی تاجدارؒ سے لے کر" پکھیوں والی سرکار" جیسے حوالوں سے پہچانے جانے والے لاتعداد بے نام شہنشاہانِ بے سریر و بے تاج کے احوال، روحانی تصرفات، نظری کمالات، شرعی پابندیوں، سالکانہ اداؤں اور خارق عادات وکرامات کو قرطاس وقلم کی زینت بناڈالا۔ ایک دہائی کے محدود دورانیے میں تیرہ ہزار سے زائد صفحات صوفیۂ کاملین کے خداپرستانہ جذبوں کی نذر کردیئے درویش نے بزرگانِ دین کی پاکیزہ حیات اور مطہر زندگیوں پہ جتنا لکھا اردو لکھائی کی تاریخ میں اس کی مثال ڈھونڈے سے نہ ملے گی۔

﴿3﴾

صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو اپنے دل کے ٹکڑوں کے علاج کیلئے کسی چارہ گر کی تلاش ہوئی تو وہ تحصیل وضلع راولپنڈی کے دور افتادہ گاؤں ماڑی بنگیال پہنچے اور بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے اکتسابِ فیض کرنے والی عظیم ہستی، پیکرِ صبر و رضا، منبع رشد وہدیٰ حضرت صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ کی معہدِ تربیت میں وقت گزارنا شروع کیا۔ عشق کی تپش دوآتشہ ہوئی تو 23 دسمبر 1995ء کو سلسلۂ چشتیہ میں شیخ کے ہاتھ پر بیعتِ توبہ کرلی۔ یہ بیعت درحقیقت منزل تھی اُس راستے کی جس راستے کو آپ کے والد گرامی اور ان کے پیر بھائی قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے لیئے آپ کے بچپنے میں تلاشا تھا۔

مرشد کے ہاتھ "بِک" جانے کے بعد مرشد کی ایک نگاہ نے ہی دل کا قصہ تمام کردیا اور جذب وذوق اور عرفان وآگہی کے ایسے دروازے کھول دیئے جہاں سے ہمیشہ محبتِ اولیاء کی ہواؤں کا گزر ہوتا رہے گا۔ صاحبزادہ مقصود احمد صابری نے اپنے شیخ سے بے پناہ عقیدت اور محبت وارادت کے بے پایاں جذبے اپنے دل میں سمیٹنا شروع ہی کیے تھے کہ آسمانِ طریقت کا یہ مہرِ تاباں اور گلشنِ تصوف کا گلِ تازہ، طالبانِ راہِ ہدایت تک اپنی مہک اور روشنیوں کے ہمہ دم روشن اور صدا بہار، اَن گنت ہالے چھوڑ کر داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گیا، مرشد سے جدائی نے آپ کو بے قرار و بے تاب کیا تو آپ جلوتوں کی گہما گہمی سے کنارہ کش ہوگئے۔ اور خلوتوں کا نور سمیٹنا شروع کردیا۔ دیپ سے دیپ جلا، پروانے جمع ہوئے اور اصلاحِ نفس، تزکیہ ذات، تشکیلِ کردار اور ہدایتِ طالبانِ طریقت کے فریضہ کی ادائیگی شروع ہوگئی۔ اس منصب کو نبھانے کی باقاعدہ اجازت تو پیر سید دلدار حسین شاہ قادری گیلانی (نارووال) نے آپ کو والد گرامی کی وفات کے فوراً بعد ہی سلسلہ قادریہ کا خرقۂ خلافت عطا کر کے دے دی تھی لیکن جنابِ صابری اپنا حلقہ ارادت وسیع کرنے کیلئے کبھی متحرک دکھائی نہیں دیئے۔ باطنی دنیا کے سفر اور سلوک کی راہوں پہ چلتے ہوئے ہدایت کا علم اپنے اردگرد بیٹھے لوگوں کو تھماتے ہوئے جناب صابری نے حد درجہ احتیاط کو اختیار کیا اور ہمیشہ اپنے مرشد اور اولیائے کاملین سے استمداد کرتے رہے۔ مشکلات سہیں اور تنگیوں کو کشادہ روئی سے برداشت کیا۔ دکھوں اور آلام کو عزیزِ جان جانا۔ فقر کی آزمائشوں سے خوب پنجہ آزمائی کی۔ والد گرامی کی عنایات بھری روحانی نگاہ بھی

Marfat.com

زیست کی الجھنوں اور حیات کی تلخیوں میں ہمیشہ جام وجلا کا کام دیتی رہی۔

راہ ہموار جو ہوتی تو بھٹک جاتے ہم
ہم کو چلنے کے ہنر، ٹھوکریں کھانے سے ملے

4

وہ لمحے اور خطے اپنی قسمت پہ ناز کرتے ہیں جن میں اور جہاں کوئی ایسا انسان جنم لیتا ہے جو کارگاہِ زیست میں لگا تار جدوجہد سے دکھوں کی جھاڑیوں پہ شادمانیوں کے پھول اگاتا ہے۔ اور اشک چھلکاتی آنکھوں میں مسرتوں کی چمک لاتا ہے۔ بزرگانِ دین کی زندگیوں کے نادیدہ گوشے عام انسانوں کے سامنے لاکر صاحبزادہ مقصود احمد صابری نے بلاشبہ سکون وراحت کی ایک بہار قائم کردی ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلد اور امام احمد رضا خان فاضل بریلویؒ کے پیروکار، چشتیہ صابریہ سلسلہ کی روایات کے امین اور سروہی راجپوت کا خاندانی پس منظر رکھنے والے صاحبزادہ مقصود احمد صابری 11 اگست 1955ء (۱۱ ذی الحج ۱۳۷۵) کو راولپنڈی شہر کے ایک علاقہ جھنگی محلہ میں پیدا ہوئے۔ صاحبزادہ جمیل اختر صابری سجادہ نشین دربار عالیہ صابریہ صدیقیہ نے آپ کا قطعہ تاریخ پیدائش یوں رقم کیا ہے

ہجری تیرہ سو پچھتر اور دن تھا سوموار — ایسے میں پیدا ہوئے ایک پسرِ نامدار
اور صدائیں چار سو آئیں مبارکباد کی — حافظ فیض محمد کا گھر ہوگیا پُر بہار
اے جمیل صابری اس عالمِ بے بدل کا — نام مقصود احمد رکھا، مقصود تھا ہر چہار

نامور قلم کاروں نے صاحبزادہ مقصود احمد صابری کی تاریخ پیدائش ہجری وعیسوی کا استخراج یوں کیا ہے۔

"خاکپائے درمخدوم صابرنواز" ——— 1955ء (میاں غلام فرید وارثی لاہور)
"خادمِ فقراء میاں مقصود احمد صابری عفی عنہٗ" ——— 1955ء (صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی)
"صاحبِ دردِ عشق مقصود احمد صابری" ——— 1375ھ (صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی)
"دلدادۂ چراغ چشت" ——— 1955ء (عبدالقیوم طارق سلطان پوری)
"باحبِ خوبانِ چشت" ——— 1375ھ (عبدالقیوم طارق سلطان پوری)

صاحبزادہ مقصود احمد صابری کے والد گرامی حضرت مولانا فیض محمد چشتی صابری، صاحبِ طریقت بزرگ اور اعلیٰ علم وفضل کے حامل عالم

Marfat.com

دین تھے۔ جو ضلع سہارنپور یوپی انڈیا سے ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے تھے۔ جناب صاحبزادہ نے تحصیلِ علوم دینیہ کا آغاز اپنے والدِ گرامی کے مدرسہ تجوید القرآن سے کیا۔ اور ساتھ ہی عصری علوم کے حصول کیلئے مقامی سکول میں داخلہ لے لیا۔ جامعہ نعیمیہ غوثیہ گجرات سے درس نظامی کی سند لی۔ جبکہ علامہ مختار احمد نعیمیؒ، شیخ الحدیث علامہ محمد یعقوب ہزارویؒ اور مفتی مختار احمد درانیؒ سے الگ الگ دورہ تفسیر القرآن کیا۔ علاوہ ازیں امام المناطقہ مفتی محمد سلیمان رضوی مدظلہ سے بھی کسبِ فیض کیا۔

5

عِلم جب زور کرتا ہے تو اظہار چاہتا ہے اور سجادہ ومنبرِعلم کے اظہار کا ہمیشہ سے موثر ذریعہ رہے ہیں۔ سجادہ ومنبر سے اُٹھنے والی آوازوں نے ہزاروں دلوں کیلئے خداشناسی کے اسباب مہیا کئے، لاکھوں دماغوں کو معرفت کے نور سے جلا بخشی اور کروڑوں پیشانیوں کو سجدہ ریزی کی لذت سے آشنا کیا، انہی آوازوں کو سن کر کانوں کو حق کی پہچان ملی اور آنکھوں کو یادِ محبوب ﷺ میں رونے کا ہنر آیا لیکن اس بات پر مزید تحقیق کی ضرورت نہیں کہ اصل زور لفظوں میں نہیں کردار میں ہوتا ہے۔ وہ الفاظ جن کی صداقت کی گواہی لفظ ادا کرنے والے کا کردار نہ دے اُس پھیری والے کی بولی کی طرح ہیں جو گندہ اور بے کار پھل بیچنے گلیوں میں نکل آتا ہے۔ صاحبزادہ مقصود احمد صابری نے تحصیل علم کے بعد 1979ء میں 24 سال کی عمر میں پہلی مرتبہ منبر رسول ﷺ پہ قدم رکھا۔ دل دھڑکا اور آنکھیں ڈبڈبائیں کہ اس منصب کے تقاضے نبھانے کی اہلیت بھی ہے کہ نہیں؟ مرشد کی نگاہ اور والد کی توجہ نے سہارا دیا۔ اور غوث اعظم روڈ راولپنڈی کی جامع مسجد غوثیہ میں امامت وخطابت کی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ پھر راولپنڈی کے مختلف علاقوں ڈھوک حسو، مورگاہ، چٹہ موڑ مری، خیابان سرسید، بنی چوک، کمال آباد، دھمیال کیمپ، میرا کلاں، اور حاجیا گلی ایبٹ آباد میں خطابت کی ذمہ داریاں ادا کرتے رہے۔ 1980 میں آپ رشتہ ازدواج سے منسلک ہوئے 1988ء میں صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو اپنی زندگی کی محنت شاقہ اور اپنی حیات کی شب زندہ داریوں کا صلہ ربِ قدوس نے اس طرح سے دیا کہ غوث اعظمؒ روڈ (سابقہ چکری روڈ) پہ آپ کو معیاری درسگاہ کے قیام کیلئے ایک قطعہ اراضی تفویض کر دیا۔ بنیادی تعمیراتی کام دو سال میں مکمل ہوا اور جامعہ اسلامیہ فیض القرآن کے نام سے ایک پروقار درسگاہ قیام پا گئی۔ 11 اپریل 1992ء کو محدث کبیر شارح بخاری علامہ غلام رسول رضوی فیصل آبادیؒ کے ہاتھوں اس درسگاہ کا افتتاح ہوا۔ جامعہ سے منسلک جامع مسجد اکبری صابری میں خطبہ جمعہ اور جامعہ میں درس وتدریس کی مصروفیات آج بھی جناب صابری کے معمولات کا حصہ ہیں۔

6

قربِ الٰہی کی اُمنگ جب انسان کے سینے میں جا لیتی ہے تو انسان دیوانہ وار دوڑنے اور بھاگنے لگتا ہے۔ یہ وہ کسک ہے جو کبھی انسانوں

Marfat.com

کے وجود میں نمو پاتی، کبھی دل سے اٹھتی، کبھی آنکھوں سے اُڑتی، کبھی رخساروں سے پھوٹتی اور کبھی دماغوں میں ابلتی ہے۔ اس جوہر کی تلاش، انسان کو قریہ قریہ گھماتی اور جنگل جنگل بساتی ہے۔

اسی لعلِ انمول کی تلاش میں جناب صابری، مزارات پہ حاضری کو اپنا وطیرہ اور اپنا معمول بنائے رکھتے ہیں۔ لیکن مَن میں دبی آگ جب شعلوں کا روپ دھار کر سوچوں کی شکل میں باہر نکلتی ہے تو ایک مقام پر قرار مشکل ہو جاتا ہے۔ صاجزادہ مقصود احمد صابری پاکستان بھر کے اہل اللہ کے مزارات پہ حاضری کے بعد دسمبر 1975ء میں مسقط کا رخ کرتے ہیں۔ جہاں چھ ماہ کے اپنے قیام میں متعدد انبیائے کرام کی قبور پر حاضری کا شرف حاصل ہوتا ہے ساتھ ہی ساتھ کئی ماہ تک مسلسل، روزانہ حضرت عمران علیہ السلام کے مزار پُر انوار پہ حاضری اور ختم خواجگان پڑھنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

دسمبر 1983ء میں آپ نے پڑوسی ملک بھارت کا دورہ کیا اور اپنے خاندان کے افراد سے ملاقاتوں کے علاوہ مظفر نگر، دیوبند، دہلی، مہرولی، میرٹھ اور کلیر شریف کے بزرگوں کے مزارات پر حاضری ہوئی۔

1995ء میں حکومت ایران کی دعوت پہ آیت اللہ خمینی کی برسی میں شرکت کے لئے ایران گئے۔ اپنے وفد کے قائد کی حیثیت سے خمینی کے مزار پر حاضری دی۔ جبکہ دیگر مزارات کے علاوہ مشہد میں حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے مزارِ پُر انوار پر حاضری نصیب ہوئی۔

1997ء میں سرکاری پروٹوکول کے ساتھ شام کا دورہ کیا اور متعدد صحابہ، تابعین اور آئمہ مجتہدین کے مزارات پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ یہاں پہ آپ کی ملاقاتیں مفتیٔ اعظم شام اور نائب مفتیٔ شام سے رہیں۔

1999ء میں متحدہ عرب امارات کا دورہ کیا اور علماء و مشائخ سے ملاقاتیں ہوئیں۔

1983ء اور پھر چودہ برس کی فرقت کے بعد 1997ء میں ادائیگی عمرہ کے سفر میں جناب صابری اپنی ہچکیوں، آہوں اور آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرنے اُس بارگاہ میں پہنچے، جہاں زمانے کی بادشاہت کی خیرات بٹتی ہے۔ جہاں بے نواؤں کو نوائے اثر ملتی ہے۔ جہاں لاچاروں کو حیات کی نوید عطا ہوتی ہے۔ وہ بارگاہ جہاں من کی سیاہیاں اور دل کی کالکیں نبوت کے نور سے دُھل کر ہدایت کے سرچشموں میں بدل جاتی ہیں۔ جہاں حُسن و جمال کے سارے آئینے اور خوبی و کمال کے تمام پیمانے ٹوٹ جاتے ہیں۔ جہاں احساسات کو جداگانہ آواز اور دھڑکنوں کو نئے نئے انداز ملتے ہیں۔ جہاں سے خدا تک پہنچنے کے ہر رستے کی ابتداء ہوتی ہے اور جہاں پہ عقیدت و محبت کے ہر انداز کی انتہا ہوتی ہے۔ وجود میں مچلتی آرزوؤں اور آنکھوں سے اُمڈتی التجاؤں کی گٹھڑی باندھ کر جناب صابری قدمین شریفین کی جانب ایک کونے میں سمٹے اور انتہائے ادب کے ساتھ گٹھڑی آگے کو بڑھا دی۔ آنسوؤں کا نہ تھمنے والا سلسلہ اور سسکیوں کا نہ رکنے والا مرحلہ جاری تھا۔ اپنی ذات، پیارے وطن اور امتِ رسول ﷺ کیلئے دعائیں، لفظوں کا روپ دھار رہی تھیں۔ جناب صابری نے اپنے کانپتے ہاتھوں، لرزتے ہونٹوں اور ڈوبتے دل کے ساتھ اپنی حیات کا مقدمہ پیش کیا کہ

Marfat.com

حضور ﷺ دہر میں آسودگی نہیں ملتی　　　تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی

اور

ترا وصال جو ملتا تو ہم کہاں ہوتے؟　　　ہمیں تو تیری کمی نے سنبھال رکھا ہے

﴿7﴾

انسان کے بول اور تحریر دونوں اہم ہوتے ہیں۔ مگر بول کی عمر بہت کم اور تحریر کی عمر بہت طویل ہوتی ہے۔ خوبصورت آواز، زبان پہ دسترس، بولنے کی صلاحیت سب اللہ کی عظیم نعمتیں ہیں لیکن لکھنے کی صلاحیت کا کوئی بدل نہیں۔

صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو اللہ تعالیٰ نے تحریر کی قوت میں سے حصۂ وافر عطا فرمایا ہے آپ مسلسل مطالعے اور لگاتار لکھنے کے خوگر ہیں۔ تحقیق، جستجو اور علمی مواد کو جمع کرنا آپ کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ محبوبانِ خدا کی زندگیاں آپ کی تحریروں کا محبوب عنوان ہیں یہی وجہ ہے کہ جو کچھ لکھا، کم وبیش اسی عنوان پہ لکھا۔ تحریر میں سلاست اور تحقیق کا رنگ نمایاں ہے اپنی تحریروں میں تصوف کے بعض پیچیدہ مسائل پہ بہت کھل کر بات کی ہے۔ بزرگان دین کے احوال کے تناظر میں علم اسماء الرجال پہ دسترس رکھتے ہیں۔ تحریر کا ہر جملہ محبت اور ادب کی شیرینی لئے ہوئے ہے۔ دوسرے سلاسل کا احترام بھی اُسی طرح ہے جس طرح اپنے سلسلے کا، اپنی تحریر میں کسی بزرگ کو توقیر کے مروّجہ پیمانے سے نیچے لانے کی کوتاہی کبھی نہیں کرتے۔ تصانیف کی تعداد بڑھانے کے بجائے کام کے معیار کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

''خواجگانِ چشت'' کے نام سے آپ کی پہلی تصنیف، عمر کے ستائیسویں برس 1982ء میں سامنے آئی اور پھر رقم طرازیوں اور قلم کاریوں کا یہ تسلسل ٹوٹنے نہ پایا۔ تذکرہ اولیائے پوٹھوار، گلدستۂ اولیا، تجلّیات خواجگان چشت، تذکرۃ العارفین، صابری انسائیکلوپیڈیا، مجموعہ کراماتِ اولیاء، ارکانِ طریقت اور تصوف کے مسائل اور عظمتِ رفقائے مصطفی ﷺ آپ کی اہم تصانیف میں شامل ہیں۔ مجموعی طور پر لگ بھگ 25 کتب مکمل ہو کر اب تک اہل ذوق کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہیں۔ جبکہ کئی ایک تکمیل اور طباعت کے مراحل میں ہیں۔ ''انسائیکلو پیڈیا اولیائے اکرام'' یقیناً آپ کی قابل فخر تالیف ہے۔ جو چھے ضخیم جلدوں میں، بارہ سلاسل طریقت کے 1200 سے زائد صوفیۂ کرام کی نفیس زندگیوں، مقدس سیرتوں اور زریں تعلیمات کا احاطہ کرتی ہے۔ یہ تصنیف اپنے موضوع پر اردو زبان میں سب سے بڑی اور منفرد کتاب حوالہ ہے۔ جس سے محبان طریقت صدیوں تک استفادہ کرتے رہیں گے۔

صاحبزادہ مقصود احمد صابری نے اطلسی کشاکش سے دور ہو کر، ایک ٹوٹے مکان میں رہ کر، تحقیق وتصنیف کی جملہ سہولیات کے بغیر، جماعتوں اور تنظیموں کا سہارا لئے بنا، اور مال وزر کی جھنکار سے مرعوب نہ ہو کر تنِ تنہا وہ کام کر دکھایا جو رپوں کے ڈھیر، رنگوں اور

Marfat.com

پردوں سے لش پش کرتی عمارتیں، تنظیموں کے ہجوم اور خدّام کے ٹھٹھ مل کر بھی نہیں کر سکتے۔ بارگاہِ لم یزل کے فضل اور عنایتِ مصطفی ﷺ نے انہیں مخدوموں کی صف میں شامل کر دیا ہے۔ انہوں نے زندگی کی لذتوں، دہن کی حلاوتوں، وقتی کرّ وفر، ظاہری نمود و نمائش، عارضی جاہ و حشم اور مَن چاہی کے مخملیں بچھونوں کو اپنے مشن اور اپنے کام کی خاطر نظر انداز کیا اور فاقہ مستی کا علم لے کر اپنے مقصد کی تکمیل کرتے ہوئے امر ہو گئے۔

صد شکر کہ افلاس کی یلغار میں دانش
فاقہ کوئی توہینِ ہُنر تک نہیں پہنچا

راشد حمید کلیامی
پرنسپل قاسم ہال سکول سسٹم
غازی آباد، کمال آباد روڈ، راولپنڈی کینٹ
20 : 10 : 2010

۱۲۷۳۸۹
Marfat.com

سلسلہ عالیہ چشتیہ

Marfat.com

Marfat.com

45	حضرت شیخ کمال چشتیؒ	قلعہ روہتاس تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم	گیارھویں	صدی ہجری	312
46	حضرت خواجہ ابراہیم دپاسی چشتیؒ	ڈھاڈر ضلع کچھی، بلوچستان	۱۱۰۰ھ	1700ء	313
47	حضرت شیخ نظام الدین المعروف پیر مہکا چشتیؒ	علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو محمد نگر لاہور	۱۱۱۷ھ	1705ء	315
48	حضرت خواجہ ولی محمد چشتیؒ	بدایوں نزد دہلی، انڈیا	۱۱۳۳ھ	1720ء	317
49	حضرت میاں فتح دین چشتی عرف بابا فتوے شاہ	موضع کسان ٹھٹھہ مدو کا تحصیل و ضلع اوکاڑہ	۱۳۹۰ھ	1970ء	321

سلسلہ عالیہ تاجیہ

نمبر شمار	نام	بمقام	سن ہجری	سن عیسوی	صفحہ نمبر
1	حضرت بابا تاج الدین اولیاءؒ	ناگپور شریف صوبہ سی پی، انڈیا	۱۳۴۴ھ	1925ء	330
2	حضرت قادر محی الدین المعروف بمبئی والے بابا	تاج آباد شریف ناگپور صوبہ سی پی انڈیا	۱۳۰۰ھ	1882ء	348
3	حضرت بابا محمد غوث تاجیؒ	شکردرہ ناگپور شریف صوبہ سی پی انڈیا	۱۳۳۸ھ	1919ء	351
4	حضرت بابا عبدالرحمٰن تاجیؒ	تکیہ بابا غوث شاہ شکردرہ ناگپور شریف انڈیا	۱۳۴۴ھ	1925ء	352
5	حضرت بابا عبدالرحمٰن تاجیؒ	تکیہ بابا غوث شاہ شکردرہ ناگپور شریف انڈیا	۱۳۴۴ھ	1925ء	345
6	حضرت بابا رسول تاجیؒ	تاج آباد ناگپور شریف صوبہ سی پی انڈیا	۱۳۴۵-۶ھ	1926-7ء	358
7	حضرت خواجہ علی امیر الدین تاجیؒ	شکردرہ ناگپور شریف صوبہ سی پی انڈیا	۱۳۴۹ھ	1930ء	359
8	حضرت بابا عبدالکریم المعروف بابا محمد حسین تاجیؒ	تاج آباد شریف ناگپور صوبہ سی پی انڈیا	۱۳۵۰ھ	1931ء	362
9	حضرت بابا یوسف شاہ تاجیؒ	قبرستان میوہ شاہ کراچی	۱۳۶۷ھ	1947ء	365
10	حضرت بابا سید احمد ترمذی تاجیؒ	تلواڑہ روڈ کوروالی مسجد سیالکوٹ چھاؤنی	۱۳۷۱ھ	1951ء	370
11	حضرت فرید الدین المعروف چھوٹے بابا تاجیؒ	تاج آباد شریف ناگپور صوبہ سی پی انڈیا	۱۳۷۴ھ	1954ء	371
12	حضرت بابا قاضی سید امجد علی شاہ تاجیؒ	دربار تاجیہ E-I ایریا، لیاقت آباد، کراچی	۱۳۷۸ھ	1958ء	372
13	حضرت بابا قادر محی الدین قادر اولیا تاجیؒ	تاج آباد شریف ناگپور صوبہ سی پی انڈیا	۱۳۷۹ھ	1959ء	377
14	حضرت بابا سید محمد سرور شاہ تاجیؒ	تاج آباد شریف ناگپور صوبہ سی پی انڈیا	۱۳۹۴ھ	1974ء	379
15	حضرت مولانا بابا ذہین شاہ تاجی	قبرستان میوہ شاہ کراچی	۱۳۹۹ھ	1978ء	382

Marfat.com

سلسلہ عالیہ وارثیہ

Marfat.com

نمبر	نام	مقام	ہجری	عیسوی	صفحہ
8	حضرت فقیر سید معروف شاہ وارثیؒ	دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی صوبہ یوپی انڈیا	۱۳۴۶ھ	1927ء	459
9	حضرت فقیر بے نظیر شاہ وارثیؒ	حیدرآباد دکن انڈیا	۱۳۵۱ھ	1932ء	460
10	حضرت فقیر عبدالکریم حافظ پیاری شاہ وارثیؒ	دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی صوبہ یوپی انڈیا	۱۳۵۲ھ	1932ء	462
11	حضرت فقیر میاں بیدم شاہ وارثیؒ	گورستان شاہ اویس دیوہ شریف، انڈیا	۱۳۵۵ھ	1936ء	464
12	حضرت فقیر کلی شاہ وارثیؒ	خنک پور آگرہ انڈیا	۱۳۵۶ھ	1937ء	470
13	حضرت سید غفور شاہ وارثیؒ	کراہر سرا ضلع پٹنہ گیا صوبہ بہار انڈیا	۱۳۶۰ھ	1941ء	471
14	حضرت فقیر محبت شاہ پنجابی وارثیؒ	بمقام سہوارہ انڈیا	۱۳۶۵ھ	1945ء	474
15	حضرت حافظ فقیر اکمل شاہ وارثیؒ	چھپر شریف، تحصیل گوجر خان، راولپنڈی	۱۳۶۸ھ	1948ء	475
16	حضرت فقیر حاجی اوگھٹ شاہ وارثیؒ	بچھرایوں ضلع مرادآباد انڈیا	۱۳۷۲ھ	1952ء	479
17	حضرت فقیر بابا حسن رضا وارثیؒ	۱۲ اصندل گلی نمبر ا، رائے چرن پال کلکتہ انڈیا	۱۳۷۴ھ	1954ء	480
18	حضرت فقیر عبداللہ شاہ وارثیؒ	چھپر شریف، تحصیل گوجر خان، راولپنڈی	۱۳۷۵ھ	1953ء	483
19	حضرت خواجہ فقیر مقصود شاہ وارثیؒ	دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی صوبہ یوپی انڈیا	۱۳۷۷ھ	1957ء	484
20	حضرت فقیر سید تفضّل حسین شاہ وارثیؒ	ماڈل کالونی ملیر، کراچی	۱۳۷۸ھ	1958 ء	486
21	حضرت فقیر بابا فیضو شاہ وارثیؒ	موضع بہما انڈیا	۱۳۸۱ھ	1961ء	487
22	حضرت فقیر ابر شاہ وارثیؒ	سفراں روڈ نزد دربار شاہ شمس، ملتان	۱۳۸۳ھ	1963ء	488
23	حضرت فقیر سیّد حیرت شاہ وارثیؒ	قبرستان پاپوش نگر کراچی	۱۳۸۳ھ	1963ء	491
24	حضرت فقیر صوفی شرف الدین وارثیؒ	قبرستان میانی صاحب لاہور	۱۳۸۶ھ	1966ء	500
25	حضرت فقیر سید محبت شاہ وارثیؒ	ملیر ۱۵ اسٹی کراچی	۱۳۸۷ھ	1967ء	504
26	حضرت فقیر سید الحمدللہ شاہ وارثیؒ	جامعہ وارثیہ جونا دھوبی گھاٹ قبرستان کراچی	۱۳۹۱ھ	1971ء	505
27	حضرت فقیر سلمان شاہ وارثیؒ	بچھرایوں ضلع مرادآباد انڈیا	۱۳۹۱ھ	1971ء	506
28	حضرت فقیر حسرت شاہ وارثیؒ	میرٹھ یوپی انڈیا	۱۳۹۱ھ	1971 ء	507
29	حضرت فقیر پنڈت نایاب شاہ وارثیؒ	دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی، یوپی، انڈیا	چودھویں	صدی ہجری	508
30	حضرت فقیر قاضی مولانا نور کریم وارثیؒ	بڑاگاؤں دیوہ شریف، ضلع بارہ بنکی، انڈیا	چودھویں	صدی ہجری	510

Marfat.com

Marfat.com

سلسلہ عالیہ اویسیہ

نمبرشمار	نام	بمقام	سن ہجری	سن عیسوی	صفحہ نمبر
1	حضرت سید شاہ محمد دولہا سبزواری اویسیؒ	کھارادر جعفر فدو ٹاور کراچی	۷۰۱ھ	1301ء	567
2	حضرت شاہ یعقیق بخاری اویسیؒ	چوہڑ جمال صوبہ سندھ	۸۵۵ھ	1451ء	569
3	حضرت سید محمد حسین پیر مراد اویسیؒ	مکلی شریف ضلع ٹھٹھہ صوبہ سندھ	۸۹۳ھ	1487ء	571
4	حضرت شیخ حسین صفائی اویسیؒ	مکلی ٹھٹھہ صوبہ سندھ	۹۳۱ھ	1524ء	573
5	حضرت خواجہ لطف اللہ مخدوم نوح اویسیؒ	ہالہ کندی ضلع حیدرآباد صوبہ سندھ	۹۸۸ھ	1580ء	575
6	حضرت دھیودرویش اویسیؒ	تروکی نہر سانکر صوبہ سندھ	۱۰۰۱ھ	1592ء	577
7	میاں اخوند محمد سعید شوربانی اویسیؒ	قصور شہر	۱۰۳۰ھ	1620ء	579
8	حضرت شیخ رحمکار المعروف کاکا صاحب اویسی	تحصیل وضلع نوشہرہ	۱۰۶۳ھ	1652ء	585
9	حضرت سید حسن رسول نما اویسیؒ	اکبرآباد، دہلی، انڈیا	۱۱۰۳ھ	1693ء	589
10	حضرت میاں حمید اللہ اویسیؒ	بستی ابوالخیر تحصیل وضلع جھنگ	۱۱۰۵ھ	1693ء	592
11	حضرت سید محمد امین المعروف شاہ دوست اویسیؒ	موضع "ڈلے والی"، تحصیل وضلع میانوالی	۱۱۷۴ھ	1760ء	593
12	حضرت خواجہ عبدالخالق اویسیؒ	ریلوے اسٹیشن بخشن خان، چشتیاں، بہاولنگر	۱۱۸۷ھ	1774ء	598
13	حضرت خواجہ محکم الدین سیرانیؒ	گوٹھ بخشا خانقاہ شریف، ضلع بہاولپور	۱۱۹۷ھ	1782ء	603
14	حضرت میاں عارف شہیدؒ	صدر بازار لیہ	۱۲۰۸ھ	1793ء	610
15	حضرت میاں عبدالنبی اویسیؒ	حاجی پور، جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان	۱۲۲۰ھ	1805ء	611
16	حضرت سلطان بالادین اویسیؒ	ریلوے اسٹیشن بخش خان، چشتیاں، بہاولنگر	۱۲۴۱ھ	1825ء	612
17	مولانا میاں تاج محمد مہر اویسی قادری	میاں جو گوٹھ ضلع شکارپور صوبہ سندھ	۱۲۶۷ھ	1850ء	613
18	حضرت فقیر میاں عیسیٰ قادری اویسیؒ	بستی بختاور تحصیل بھل ضلع بھکر	۱۲۸۰ھ	1963ء	615
19	حضرت پیر سید علی مردان اویسیؒ	اندرون بوہڑ گیٹ ملتان شہر	۱۲۸۲ھ	1865ء	621
20	حضرت خواجہ محمد عارف اویسیؒ	خانقاہ شریف جی ٹی روڈ تحصیل وضلع بہاولپور	۱۲۹۷ھ	1879ء	624

Marfat.com

Marfat.com

مقدمتہ الکتاب از مؤلف

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الْمُتَوَحِّدُ بِجَلَالِ ذَاتِہٖ وَ کَمَالِ صِفَاتِہٖ الْمُتَقَدِّسُ فِیْ نُعُوْتِ الْجَبَرُوْتِ عَنْ شَوَائِبِ النَّقْصِ وَ سَمَاتِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سید الموحدین محمد ن المؤیّد بساطع حججه و واضع بیّناته وعلی الہٖ واصحابه الذین هادو اعلی طریق الحق و حماته.

وبعد یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی مقصود احمد الصابری شرفا الحنفی مشرباً جشتی الصابری اَلْحَنْفِی عفی عنه اله التمس منی بعض الاخلاء والصدقاء و امرنی خصوصاً شیخ الطریقة و رئیس الاتقیاء و شبیه اهل السلوك السید محمد شبیر علی شاہ الجیلانی النقشبندی مجددی ثم جوراهی من منطقعه اتلك (عاملنا اللّٰه وایاهم بلطفه الخفیی) ان الّف کتابا فی تاریخ الاولیاء الصالحین انسائیکلو بیدیا اولیاء کرام المعروف بُستان اولیاء الذین قاموا بنصرۃ الدین یقرب من سلك فی هذا الطریق لیعلم کیف تعاشوا اولیاء اللّٰه فی هذہٖ الطریق واجبّة طالب للثواب فحاولت ایضًا ان االفه تالیفا اننی بایعت فی سلسلة الجشتیة الصابریة علی ید الشیخ الحاج منیر آحمد الجشتی الصابری الراوبندی سمّیته الانسائیکلو بیدیا فی الاولیائے کرام المعروف بستان اولیاء واللّٰه اسال ان ینفع به عباده و یدیم به الافاده۔ امابعد فاعوذ باللّٰه من الشطین الرجیم ○ بسم الله الرحمن الرحیم ○ ان رحمت للّٰه قریبٌ من المحسنین ○ صدق الله العظیم و صدق رسوله لنبی الکریم ○

انبیا اللہ کے ان خاص بندوں کو کہا جاتا ہے جو خالق کی جانب سے خلق کے پاس ہدایت لے کر آتے ہیں، اور حصولِ کمال کے وہ راستے بتلاتے ہیں جو اُس زمانہ کے لوگوں کے مناسب حال ہوں، یہاں سمجھنے کے لئے ایک ضروری بات یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام دو اقسام پر منقسم ہیں، اول وہ جو نئی شریعت لے کر آئے، دوم وہ جو شریعت لے کر نہیں آئے بلکہ کسی اولوالعزم پیغمبر کی لائی ہوئی شریعت کی مطابقت میں لوگوں کو ہدایت فرماتے ہیں، جو نبی صاحب شریعت جدیدہ ہوتے ہیں اور اپنی لائی ہوئی شریعت کی تبلیغ دنیا میں فرماتے ہیں وہ رسول کے لقب سے ملقب ہوتے ہیں۔

Marfat.com

دنیا میں جتنے بھی لوگ آئے ان پر انبیاء علیہم السلام کو خدا نے فضیلت عطا فرمائی اور انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں سب سے زیادہ فضیلت اولوالعزم رسولوں کو حاصل ہے، اور اللہ کے اولوالعزم رسولوں میں سب سے زیادہ افضلیت سرکار ابد قرار نبی مختار حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے۔

آپ خاتم النبیین ہیں، خاتم الرسُل ہیں، کافتہ اللناس ہیں، رحمتہ اللعالمین ہیں، آپ کی شریعت جملہ ادیانِ سابقہ کی ناسخ ہے اور قیامت تک آپ ہی کی شریعت برقرار رہے گی، دنیا میں جس قدر تمدنی، ومعاشرتی، سیاسی، پیچیدگیاں قیامت تک پیدا ہوں گی، جس قدر حجاباتِ ظلمت وغفلت خالق ومخلوق کے درمیان حائل ہوں گے ان سب کے دفیعہ کے لئے شریعت محمدیہ ہی کافی ثابت ہوگی۔

جب رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ مخلوق میں برگزیدہ ٹھہرے تو کمال انسانی کا انحصار بھی آپ ہی کے اتباع پر رہے گا، یا ان مقدس ہستیوں کے اتباع پر جنہوں نے آپ کی پیروی میں پوری صداقت واستقلال اور ثابت قدمی کا مظاہرہ فرمایا، مثلاً خلفائے راشدین وآئمہ اطہار ومعصومین، وصحابہ کرام اولیائے متقدمین ومتاخرین کی جماعتیں اس میں شامل ہیں۔

اس اتباع کی بھی دو قسمیں ہیں، اول ظاہری، دوم باطنی، ظاہری اتباع مرتبہ نبوت سے متعلق ہے، اور متابعت باطنی مرتبہ ولایت سے مشتق ہے، نبوت سے اُن احکامِ شریعت کی جانب اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم قدس سے بواسطہ جبرائیل علیہ السلام حاصل فرما کر خلق کو پہنچاتے ہیں، اور ولایت وہ فیضانِ اسرار توحید ومعرفت ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام **لِی مَعَ اللّٰہِ** میں جبریل علیہ السلام کے واسطے کے بغیر براہ راست حق تعالیٰ سبحانہ سے اخذ فرماتے ہیں، اسی وجہ سے بعض عارفین فرماتے ہیں کہ "ولایت نبوت سے افضل ہے"۔

یہاں بھی ایک اہم بات سمجھنے کی ہے کہ عارفین کے قول کا اشارہ اسی امر کی جانب ہے، کہ ہر نبی ولی اللہ ہوتا ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر ولی نبی ہو، وہ ولی جو نبی نہیں ہوتا وہ انوار ولایت کا استفادہ کمالات نبوت سے کرتا ہے، جبکہ ہر نبی نور نبوت اور کمالات نبوت کو اپنی ہی ولایت کے آفتاب سے اخذ کرتا ہے، اس میں وہ کسی غیر کا محتاج اور تابع نہیں ہوتا۔

چونکہ نبی مثل آفتاب کے ہے جو خود بھی روشن ہے اور دوسروں کو بھی روشنی بخشتا ہے، جبکہ ولی مثل ماہتاب کے ہے جو آفتاب نبوت سے نور ولایت کو اخذ کرتا ہے اور متابعت آفتاب اس پر اس وقت تک لازم رہتی ہے کہ جب تک اس کی ولایت کمال کو نہیں پہنچ جاتی۔

نبوت ظاہر نہیں ہوتی، قوت نبوت حسب قوتِ ولایت ہوتی ہے، جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام جب جنت میں تھے ولی تھے، جب دنیا میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت عطا فرمائی، کیونکہ نبوت تشریع وتکلیف کا نام ہے، اور دنیا تکلیف کا گھر ہے، برخلاف جنت کے، کہ وہ کرامت ومشاہدہ کی جگہ ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیضان حاصل کرنے والی دو جماعتیں ہیں، اوّل جماعت کثیر جو متابعت ظاہری سے مستفیض ہوتی رہی، دوم جماعت قلیل، جسے قرآن نے **یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ** کے اعزاز سے نوازا اور وہ اسرار ولایت تک رسوخ پاتی ہے، اول الذکر کو ارباب ظاہر اور موخر الذکر کو ارباب باطن کہتے ہیں، نبوت کا تعلق ظاہر سے ہے، اور ولایت کا تعلق باطن سے

Marfat.com

ہے، اور یہ بھی یاد ہے کہ نبوت کا باطن ولایت ہے، ظاہر کو باطن سے مدد ملتی ہے اور باطن ہی سے ظاہر کی پرورش ہوتی ہے، اور باطن ہی کی جانب سے ظاہر کو فیضان پہنچایا جاتا ہے۔

آقا علیہ السلام کو قرآن نے اسی واسطے سِرَاجاً مُّنِیْرًا (چمکتا ہوا سورج) کا اعزاز بخشا کہ میرا محبوب مثل آفتاب کے ہے، مثل چراغ کے ہے۔ خود بھی روشن ہے اور جو اس کے ساتھ لگ جائے وہ بھی روشن اور منور ہو جائے گا، یہ بات بھی اہل علم وفضل بخوبی جانتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام امام الانبیاء ہیں، خاتم الانبیاء ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا، خداوند کریم نے نبوت کے خاتمے کے بعد نبوت کے مشن کی تکمیل کے لئے سلسلہ ولایت جو مخفی چلا آ رہا تھا ظاہر فرمایا تو امام الانبیاء نے حضرت مولائے کائنات شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو امام الاولیاء کا اعزاز بخشا اور سلسلہ ولایت میں اپنا جانشین وتبع حضرت مولائے کائنات علی ابنِ ابی الطالب کرم اللہ وجہہٗ کو مقرر فرمایا، اس طرح قرآن مقدس کے اس فرمان اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (ہم نے زمین میں نائب مقرر کیا) کی تکمیل نبوت سے ولایت میں ہوئی،

قدوۃ الابرار حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ رسالہ اشتغال میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ کو حکم ملا تھا کہ اسرار مرتبہ ولایت وتوحید جو مقام **لِیْ مَعَ اللّٰہ** میں آپ کو براہ راست حق تعالیٰ سبحانہ سے ملے ہیں، بلا طلب کسی کو نہ بتائے جائیں، اور مرتبہ نبوت کے جو اسرار واحکام جو بواسطہ جبریل علیہ السلام ملے ہیں وہ ہر خاص وعام تک پہنچائے جائیں خواہ کوئی طلب کرے یا نہ کرے۔

ایک دن امام الانبیاء سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغموم بیٹھے تھے کہ ہر شخص ہم سے احکام شریعت دریافت کرتا ہے، مگر اسرارِ باطن کا طلب گار کوئی بھی نہیں ہے، شاید یہ اسرار میں اپنے ساتھ ہی لے جاؤں گا، اتفاقاً یہ حکم **اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ شَیْئًا یُّسَبِّبُ اَسْبَابَہٗ** (جب اللہ کسی شے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب پیدا فرماتا ہے) اسی وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دل میں خیال آیا کہ فرمانِ الٰہی کے مطابق میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احکام شریعت تو حاصل کر لئے مگر اسرارِ باطن سے آگاہی حاصل نہیں کی، پھر کیوں کر ان کی متابعت کر سکوں گا۔

چنانچہ بہ کمال صدق واخلاص اسی وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اسرارِ باطن سے آگاہ فرمائیں جو آپ کو مقام **لِیْ مَعَ اللّٰہ** میں عطا ہوئے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی زبان سے یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے، اور فرمایا کہ مجھے حق تعالیٰ کی طرف سے یہی حکم ملا تھا کہ بشرطِ صدقِ طلب یہ راز کسی کو نہ بتائے جائیں، الحمد للہ کہ حق تعالیٰ نے تجھے اس بات کی ہدایت فرمائی ہے۔

اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی، ولایت میں کہ جس کا مطلب مشاہدہ حق ہے، تم میری مانند ہو، اور یہی راز حضرت علی سے بعد کے مشائخ کو حاصل ہوئے، اور یہ سلسلہ آج بھی سینہ بسینہ جاری وساری ہے، اور اہل علم وعرفان کے نزدیک **العلماء ورثۃ الانبیاء** (علماء انبیاءؑ کے وارث ہیں) کا یہی مطلب ہے۔

حضرت خواجہ بندہ نواز سیّد محمد گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں اور شیخ محمد اکرم قدوسی اقتباس الانوار میں، حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی مرآۃ الاسرار میں میر سید محمد کرمانی سیر الاولیا میں فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت کی دو قسمیں ہیں

Marfat.com

،اول خلافت کبریٰ دوم خلافت صغریٰ، خلافت کبریٰ باطنی خلافت ہے، جبکہ خلافت صغریٰ، ظاہری خلافت ہے، اور اس بات پر تمام امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلافت کبریٰ حاصل تھی،

حضرت میر سیّد کرمانی اپنی کتاب سیر الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ اوصاف جود وسخا فقر وغنا میں حضرت علی تمام صحابہ میں ممتاز تھے، اور اپنی قوت وشوکت وجمال کی بنا پر رب العزت کی بارگاہ سے اسد اللہ الغالب کا خطاب حاصل کیا۔

اور خلعت خرقہ فقر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج کو عطا ہوا تھا اس سے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مشرف ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے بعد یہ خرقہ خلافت چار شخصیات کو عطا فرمایا جو چار پیر کے نام سے مشہور ہوئے، ان میں اول حضرت امام حسن، دوم حضرت امام حسین، سوم حضرت خواجہ کمیل بن زیاد چہارم حضرت خواجہ حسن بصری رضوان اللہ علیہم اجمعین، سلسلہ طریقت میں چار پیر کی اصطلاح ان چار حضرات سے جاری ہوئی، اور انہی چار سے مختلف سلاسل جن کی تعداد چودہ ہے جاری ہوئے۔ اب ان سلاسل کی تفصیل بھی کافی وسیع وعریض ہے مگر اختصار سے کام لیتے ہوئے پہلے چودہ پھر بعد کے بارہ سلاسل طریقت کا اجمالی تعارف پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا، تاکہ ہر خاص وعام پر یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ کوئی اختلافی گروہ نہیں ہیں بلکہ ان کا مرکز ومنبع اور مقصد ومنشاء ایک ہی ہے، مگر یہ اپنے اپنے زمانے میں مختلف ناموں سے جانے پہچانے گئے اور انہی ناموں سے تا قیامت معروف رہیں گے۔

ان سلاسل کے بھی دو ادوار ہیں، پہلے دور میں جو چودہ سلاسل ہوئے ان کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے جو حضور غوث الاعظم سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ سے قبل کے ہیں، بعد کے بارہ سلاسل کا مختصراً اور ان سے جاری ہونے والے ۱۲ سلاسل کا کچھ تفصیلی تذکرہ ہوگا جو حضور غوث الاعظم سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ سے تا قیامت جاری رہیں گے۔

قرون اولیٰ کے چودہ سلاسل ☆: ان سلاسل میں پہلا سلسلہ زیدیہ ہے جو حضرت خواجہ عبد الواحد زید سے منسوب ہے، حضرت خواجہ عبد الواحد زید حضرت خواجہ حسن بصری کے اور وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مرید وخلیفہ تھے، حضرت خواجہ عبد الواحد زید کے دو خلیفہ ہوئے اول حضرت فضیل ابن عیاض اور دوسرے حضرت ابو یعقوب السوسی علیہم الرحمتہ والرضوان والغفر ان جن سے سلسلہ زیدیہ جاری ہوا۔

نمبر۲ ☆: دوسرا سلسلہ عیاضیاں ہے جو حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض سے منسوب ہے، حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض مرید و خلیفہ تھے حضرت عبد الواحد زید کے وہ حضرت امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے وہ مولا علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مرید وخلیفہ تھے۔

حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض نے حضرت خواجہ ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ کو اپنا خرقہ خلافت عطا فرمایا جن سے سلسلہ عیاضیاں جاری ہوا۔

نمبر۳ ☆: تیسرا سلسلہ ادھمی جو حضرت ابراہیم بن ادھم سے منسوب ہے، حضرت ابراہیم بن ادھم مرید وخلیفہ تھے حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض کے وہ مرید وخلیفہ تھے خواجہ عبد الواحد زید کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت خواجہ حسن بصری کے وہ مرید وخلیفہ تھے

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے۔

حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم کو خواجہ فضیل بن عیاض کے علاوہ حضرت خضر علیہم السلام اور حضرت امام باقر علیہم السلام سے بھی خرقہ خلافت حاصل تھا۔

یہ سلسلہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے واسطہ سے حضرت امام حسین علیہ السلام بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملتا ہے، اور خواجہ فضیل ابن عیاض کے واسطے سے حضرت خواجہ حسن بصری سے ہوتا ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔

نمبر۴ ☆: چوتھا سلسلہ ہبیریہ ہے جو حضرت خواجہ ابوہبیرہ امین الدین بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے منسوب ہے۔ حضرت خواجہ امین الدین ابوہبیرہ البصری مرید وخلیفہ ہیں۔ حضرت خواجہ شاہ حذیفہ مرعشی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں۔ حضرت خواجہ ابراھیم ادھم کے وہ مرید وخلیفہ خواجہ فضیل ابن عیاض کے وہ مرید وخلیفہ خواجہ عبدالواحد بن زید کے وہ مرید وخلیفہ حضرت خواجہ حسن بصری کے وہ مرید خلیفہ امام الاولیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم وعلیہم الرحمۃ والرضوان والغفر ان کے۔

ان کے مرید وخلیفہ حضرت، خواجہ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ ہوئے جن سے ہبیریہ سلسلہ جاری ہوا۔

نمبر۵ ☆: پانچواں سلسلہ چشتیہ جو حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری سے جا کر ملتا ہے، حضرت خواجہ علو ممشاد دینوری خواجہ ابوہبیرہ امین الدین البصری کے مرید وخلیفہ تھے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت حذیفہ مرعشی کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت خواجہ ابراھیم ادھم کے۔

حضرت ابراھیم ادھم کو جو نعمت باطنی اپنے مرشد خواجہ فضیل ابن عیاض علیھم الرحمتہ اور حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت امام محمد باقر علیہ الرحمتہ سے عطا ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنی آخری عمر میں خواجہ حذیفہ مرعشی کو انہوں نے خواجہ امین الدین ہبیرہ بصری کو انہوں نے آپ کو عطا فرمادی تھی۔

آپ نے وہ امانت اپنے مرید وخلیفہ حضرت شیخ ابو اسحاق شامی کو عطا فرمائی، جن سے سلسلہ چشتیہ جاری ہوا، سلسلہ عالیہ چشتیہ کی تفصیل۔ سلسلہ چشتیہ کے باب میں ہے مطالعہ کے لئے دیکھئے تعارف سلسلہ چشتیہ کا باب۔

نمبر۶ ☆: چھٹا سلسلہ عجمی کا ہے جو حضرت خواجہ حبیب عجمی سے جا کر ملتا ہے، حضرت خواجہ حبیب عجمی مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ حسن بصری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت مولا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے۔

عجمی سلسلہ کے لوگ اکثر پہاڑوں میں رہتے بدن پر کپڑا بھی اس قدر پہنتے تھے کہ جسم ڈھکا رہے، اکثر روزے سے ہوتے، سات دن کے بعد ایک یا تین کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے، جنگل میں رہنے کی وجہ سے جنگلی جانور اور پرندے ان لوگوں سے الفت کرتے تھے۔

نمبر۷ ☆: ساتواں سلسلہ طیفوری ہے، جو حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے منسوب ہے، حضرت بایزید بسطامی نے ایک سو سولہ 116 بزرگوں سے فیض پایا، حضرت امام جعفر علیہ اسلام سے باطنی استفادہ بھی حاصل تھا، جبکہ ظاہری خرقہ خلافت اور بیعت کا شرف حضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھا۔

آپ سے حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار، حضرت شیخ مسعود، شیخ محمود، شیخ ابراھیم اور شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے خرقہ

Marfat.com

خلافت حاصل کیا جن سے سلسلہ طیفوریہ جاری ہوا۔
نمبر ۸ ☆: آٹھواں سلسلہ کرخی ہے جو حضرت خواجہ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے۔ حضرت خواجہ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کے غلام اور انہی کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، انہی سے بیعت اختیار کی اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز و ممتاز ہوئے۔

حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرید خاص حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا انہی سے سلسلہ عالیہ کرخی جاری ہوا۔ جو حضرت معروف کرخی سے ہوتا ہوا حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام اور ان کے ذریعے سے ہوتا ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔
نمبر ۹ ☆: نانواں سلسلہ سقطی ہے جو حضرت خواجہ سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے، حضرت سری سقطی خواجہ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید و خلیفہ تھے، اور وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کے، حضرت خواجہ سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید و خلیفہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، جن سے سلسلہ سقطی جاری ہوا۔
نمبر ۱۰ ☆: دسواں سلسلہ جنیدیہ ہے، جو حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے منسوب ہے، حضرت جنید بغدادی مرید و خلیفہ حضرت سری سقطی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت، حضرت معروف کرخی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کے پھران سے ہوتا ہوا یہ سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی کے مرید و خلیفہ حضرت خواجہ رویم ان کے مرید و خلیفہ حضرت خواجہ عبداللہ خفیف ان کے مرید و خلیفہ حضرت خواجہ ابواسحاق گازرونی علیہم الرحمتہ والرضوان والغفران ہوئے جن سے سلسلہ جنیدیہ مشہور ہوا۔
نمبر ۱۱ ☆: گیارھواں سلسلہ گازرونی ہے، جو حضرت خواجہ ابواسحاق گازرونی رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب ہے، حضرت خواجہ اسحاق گازرونی مرید و خلیفہ ہیں حضرت خواجہ عبداللہ خفیف کے وہ مرید و خلیفہ حضرت خواجہ رویم کے وہ مرید و خلیفہ حضرت جنید بغدادی کے وہ مرید و خلیفہ خواجہ سری سقطی کے وہ مرید و خلیفہ خواجہ معروف کرخی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام وعلیہم الرحمتہ و الغفران کے تھے۔

حضرت ابواسحاق گازرونی رحمتہ اللہ علیہ جب مرشد کامل خواجہ عبداللہ خفیف علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے تو انہوں نے فرمایا اے اسحاق میں نے تجھے دنیا بھی دی اور دین بھی عطا کیا، تو علم اور طبل اور جھنڈا جو علم کا نشان ہے اور طبلیل یعنی نقارہ جو نشان شاہی ہے۔ دونوں کو بلند کر۔

اس سلسلہ کے مریدوں سے سلسلہ گازرونی جاری ہوا۔
نمبر ۱۲ ☆: بارھواں سلسلہ طوسی ہے جو حضرت شیخ علاؤالدین طوسی کے نام سے منسوب ہے حضرت شیخ علاؤالدین طوسی اور شیخ نجم الدین کبریٰ دونوں کے درمیان اخوت و یگانت تھی، حضرت خواجہ علاؤالدین طوسی مرید و خلیفہ تھے، حضرت شیخ وجہ الدین ابوحفص کے

Marfat.com

اور وہ چار واسطوں سے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

نمبر ۱۳ ☆: تیرھواں سلسلہ سہروردی ہے جو حضرت شیخ ضیاء الدین ابونجیب سہروردی رحمتہ اللہ علیہ سے جا کر ملتا ہے، حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ وجہ الدین ابوحفص کے وہ چار واسطوں سے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی علیہم الرحمتہ والرضوان والغفر ان کے مرید وخلیفہ تھے۔

حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت شیخ احمد العرلا سے بھی خلافت حاصل تھی۔

حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ حضرت شیخ شہاب الدین سہرورد رحمتہ اللہ علیہ جن کے دم قدم سے سلسلہ سہروردیہ نے عروج پایا۔

نمبر ۱۴ ☆: چودھواں سلسلہ فردوسی ہے، جو حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے منسوب ہے، حضرت نجم الدین کبریٰ اکابر فردوس سے تھے اور سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کا سلسلہ بیعت سات واسطوں سے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے جا کر ملتا ہے، اور سلسلہ عالیہ فردوسیہ، سہروردیہ، طوسیہ، اور گازرونیہ، یہ چاروں سلاسل حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمتہ سے ہوتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتے ہیں۔

یہ چاروں سلاسل حضرت جنید بغدادی کے ذریعے حضرت سری سقطی سلسلہ سے اور ان کے ذریعے حضرت معروف کرخی کے سلسلہ سے پیوست ہوتے ہیں، اور یہ سات سلسلے حضرت امام باقر علیہ السلام سے ہوتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتے ہیں۔

حضرت شیخ محمد بن مائکیل سے انہیں حضرت محمد بن داؤد سے انہیں ابوالعباس بن ادریس سے انہیں حضرت ابوالقاسم بن رمضان سے انہیں حضرت یعقوب السوسی سے انہیں حضرت ابوعبداللہ عثمان المکی سے انہیں ابویعقوب نہرجوری سے انہیں حضرت یعقوب انہیں حضرت کمیل بن زیاد علیہم الرحمتہ سے خرقہ خلافت حاصل تھا جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے محرم راز اور خلیفہ تھے۔

قارئین کرام! یہاں تک چار پیر اور چودہ سلاسل کا ذکر ختم ہوا، دوسرے چالیس فروعی سلاسل ان چودہ سلسلوں سے جاری ہوئے، ان تمام کا ذکر بطوالت خاطر ترک کر کے ان میں سے صرف بارہ سلاسل طریقت کا ذکر کیا جائے گا، جو مروّجہ اور سب سے زیادہ مشہور ہیں۔

الغرض یہ چالیس سلاسل ان چودہ سے اور یہ چودہ چار پیروں سے اور یہ چار پیر منبع ولایت مولا مشکل کشا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اور وہ ذات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا کر ملتے ہیں۔

دوسرے دور کے بارہ سلاسل طریقت کا تعارف ☆: ان میں پہلا سلسلہ عالیہ قادریہ ہے جو حضور پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی قطب ربانی السیّد نا الشیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب ہے۔

حضرت پیران دستگیر سیّد عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ ابوسعید مخزومی کے وہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت شیخ ابوالحسن علی القرشی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ ابوالفضل

Marfat.com

عبدالواحد یمنی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ ابوبکر شبلی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی کے وہ مرید خلیفہ ہیں حضرت شیخ سری سقطی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ خواجہ معروف کرخی علیہم الرحمۃ کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کے یہ سلسلہ حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کے ذریعے چلتا ہوا منبع ولایت مولا نا مشکل کشا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی معرفت سے امام الانبیاء سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے منسوب سلسلہ عالیہ قادریہ کی تفصیل تعارف سلسلہ عالیہ قادریہ کے باب میں درج ہے جس سے حضور غوث اعظم سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے مقام ومرتبہ اوران کے سلسلہ کی تعلیمات اور افادیت کا پتہ چلتا ہے۔

دوسرا سلسلہ لیسویہ☆: اس سلسلہ کے بانی حضرت خواجہ احمد لیسوئی ہیں، جو ترکستان کے معروف شیخ طریقت ہیں، حضرت خواجہ احمد لیسوئی مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ خواجہ ابویوسف ہمدانی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ علی الفارمدی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں ابوعثمان مغربی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں خواجہ ابوعلی کاتب کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت ابوعلی رودباری کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی کے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت شیخ احمد لیسوئی حضرت پیر خورد کے اشارے سے ملک ترکستان میں جاکر مسند ارشاد پر متمکن ہوئے وہاں آپ کے فیض سے ایک جہان فیض یاب اور مالا مال ہوا، حضرت شیخ احمد لیسوئی کا سلسلہ نسب حضرت محمد حنیف بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملتا ہے، آج بھی ترکستان میں آپ کا سلسلہ جاری وساری ہے۔

تیسرا سلسلہ نقشبندیہ☆: سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت خواجہ سید بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب ہے، حضرت خواجہ شیخ بہاؤالدین شاہ نقشبند مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ امیر سید علی کلال کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت بابا محمد سماسی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ علی رامتینی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ ابوالخیر فغنوی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ عارف ریوگیری کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ علی الفارمدی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں خواجہ ابوالقاسم الگرگانی وہ تین واسطوں سے مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ جنید بغدادی کے رضوان اللہ علیہ تعالیٰ علیہم اجمعین، الیٰ آخر مولائے کائنات مشکل شیر خدا اوران کے ذریعے سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔

کنات رشحات میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی کا باطنی سلسلہ روحانی طور پر حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک بھی پہنچتا ہے، پس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو دومراکز اول حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوم حضرت امیر المومنین مولا مشکل شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہر دو حضرات کے ذریعے فیضان ولایت مل رہا ہے۔

اس سلسلہ کے بارے مکمل تفصیل فقیر نے اس کتاب میں ''تعارف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ'' کے باب میں دی ہے، جس کو پڑھنے سے اس سلسلہ کے بارے مکمل معلومات اوراس کی تعلیمات اور سلسلہ کے بانی حضرت خواجہ بہاؤالدین شاہ نقشبند کے مرتبہ ومقام کا پتہ چلتا

Marfat.com

ہے، دیکھئے تعارف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ۔

چوتھا سلسلہ نوریہ☆: سلسلہ نوریہ حضرت شیخ ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ کے نام نامی سے منسوب ہے آپ کا اسم گرامی احمد بن محمد تھا، رہنے والے بغشو جو ہرات اور مروؔ کے درمیان ایک موضع ہے کے مستقل رہائشی ہیں، آپ کی ولادت باسعادت بغداد شریف میں ہوئی اور سلسلہ طریقت میں حضرت خواجہ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں وہ مرید حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے تھے الیٰ آخر جا کر مولائے کائنات شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہوتا ہوا امام الانبیاء شاہ دوسرا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے، یہ سلسلہ بغداد شریف اور ملک ایران کے مختلف شہروں میں اب بھی جاری ہے۔

پانچواں سلسلہ شطاریہ عشقیہ☆: سلسلہ عالیہ شطاریہ ہندوستان میں حضرت خواجہ عبداللہ شطاری رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے منسوب ہو کر جاری ہوا، حضرت خواجہ عبداللہ شطاری حضرت خواجہ شیخ محمد عارف کے مرید وخلیفہ ہیں اور وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ شیخ محمد العشقی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ خدا قلی ماوراالنہری کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ ابوالحسن عشقی خرقانی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ ابی المظفر مولانا ترک طوسیٰ کے وہ مرید وخلیفہ ہیں شیخ بازید العشقی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ محمد مغربی کے وہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی علیہم الرحمۃ کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت امام محمد جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر علیہم السلام کے وہ حضرت امام زین العابدین کے وہ حضرت امام عالی مقام سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے وہ مرید وخلیفہ مولا مشکل کشا خدا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے۔

اس سلسلہ کے بانی حضرت خواجہ عبداللہ شطاری رحمتہ اللہ علیہ اپنے شیخ کے حکم سے ہندوستان میں آئے اور ہر شہر میں جا کر نقارہ بجا کر اعلان کرتے کہ اگر کوئی اللہ کا طالب ہے تو آئے میں اس کو اللہ سے ملا دوں ہندوستان کے علاقہ جونپور کے بہت سے لوگ ان سے فیض پا کر درجہ ولایت کو پہنچے، جس کی وجہ سے ان کا سلسلہ تا حال ہندوستان میں جاری ہے۔ صاحب مراۃ الاسرار حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی رقم طراز ہیں کہ یہ سلسلہ طیفوریہ سے نکلا ہے، اور حضرت شیخ عبداللہ پہلے واحد شخص ہیں جو شطاری کہلائے، اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں علم شطار سے مراد شغل باطنی ہے جس سے صوفی فنافی اللہ اور بقاباللہ کے منصب کو پاتا ہے۔

جب حضرت شیخ عبداللہ اس مرتبہ ومقام پر فائز ہوئے تو آپ کے شیخ کامل حضرت شیخ محمد عارف نے آپ کو شطار کا لقب عطا فرمایا، جس سے آپ عبداللہ شطاری کے نام سے مشہور ہوئے، حضرت خواجہ شیخ محمد غوث گوالیاری رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عنایت لاہوری قادری، اور حضرت بابا بلھے شاہ قادری قصوری علیہم الرحمۃ کا سلسلہ طریقت اسی سلسلہ سے جا کر ملتا ہے اور وہ قادری شطاری سلسلہ سے اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔

ساتواں سلسلہ حسینیہ بخاریہ☆: سلسلہ حسینیہ بخاریہ کے روح رواں اور سالار قافلہ حضرت سیّد مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔

حضرت مخدوم سیّد جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ برصغیر میں سادات بخاری کا مرکز ومنبع ہیں، ان کا شجرہ نسب اپنے جدامجد

Marfat.com

حضرت مخدوم سیّد جلال الدین سرخ بخاری سے ہوتا ہوا چند واسطوں سے امیر المومنین مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہوتا ہوا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا کر ملتا ہے۔

حضرت مخدوم سیّد جہانیاں جہاں گشت بخاری رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ طریقت سہروردیہ میں حضرت شاہ رکن الدین عالم سہروردی جو اپنے والد حضرت مخدوم صدر الدین کے وہ اپنے والدِ حضرت غوث العالم شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی کے وہ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید وخلیفہ ہیں، ان کا سلسلہ اپنے مرشدوں سے ہوتا ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا کر ملتا ہے۔

اس کے علاوہ حضرت مخدوم سیّد جہانیاں جہاں گشت بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت مخدوم سیّد نصیر الدین چراغ دہلی سے بھی چشتی نظامی سلسلہ میں اجازت وخلافت ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے خانوادے میں دو سلسلوں کا فیضان جاری ہے، اول سہروردی دوم چشتی نظامی، تیسرے یہ کہ سب سے بڑی فضیلت آپ کی یہ ہے آپ سادات بخارا کے وہ عظیم فرزند ہیں جن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا بیٹا فرمایا ہے، جس کی تفصیل آپ کے حالات میں دیکھی جا سکتی ہے۔

آٹھواں سلسلہ زاہدیہ☆ : یہ سلسلہ حضرت شیخ بدر الدین زاہد رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے منسوب ہے، حضرت شیخ بدر الدین زاہد مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ خواجہ فخر الدین زاہد کے وہ حضرت خواجہ صدر الدین سمرقندی کے وہ حضرت خواجہ عبد السلام کے وہ حضرت خواجہ عبد الکریم کے وہ حضرت خواجہ قطب الدین عبد المجید کے وہ حضرت خواجہ ابو اسحاق گازرونی کے وہ حضرت خواجہ حسین بازیار ہروی کے وہ حضرت خواجہ ابو محمد رویم کے وہ حضرت خواجہ جنید بغدادی علیہم الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے، آگے حضرت جنید بغدادی سے یہ سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے، دراصل یہ سلسلہ گازرونی کی ایک شاخ ہے۔

سلسلہ عالیہ زاہدیہ ہندوستان کے پہاڑی علاقوں میں خوب پھلا پھولا اس کے علاوہ جونپور شہر اور دیگر مقامات پر بھی اس کے شیوخ نے خدمات انجام دیں۔

نانواں سلسلہ انصاریہ☆ : یہ سلسلہ حضرت شیخ السلام خواجہ عبد اللہ انصاری المعروف پیر ہرات کے نام سے منسوب ہے، حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری المعروف پیر ہرات مرید وخلیفہ ہیں۔

حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی کے جن کی باطنی تربیت حضرت خواجہ بایزید بسطامی نے روحانی طور پر فرمائی اور ظاہری بیعت وخلافت حضرت ابو الحسن خرقانی کی حضرت شیخ ابو العباس قصاب سے ان کی حضرت شیخ ابو محمد بن عبد اللہ کبریٰ سے ان کو شیخ ابو محمد جریری سے ان کو حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی علیہم الرحمۃ سے بیعت وخلافت کا شرف حاصل تھا، پھر یہ سلسلہ ان کے ذریعے مولا مشکل علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے، یہ سلسلہ ایران کے علاقہ ہرات، خراسان کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی جاری وساری ہے۔

دسواں سلسلہ صفویہ☆ : یہ سلسلہ حضرت شیخ صفی الدین اسحاق بیلی رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب ہے، حضرت شیخ صفی الدین اسحاق اربیلی مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ زاہد ابراہیم گیلانی کے وہ حضرت سیّد جلال الدین تبریزی کے وہ حضرت شیخ شہاب الدین ابہری کے وہ حضرت شیخ رکن الدین سنجاسی کے وہ شیخ قطب الدین ابہری کے وہ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی علیہم الرحمتہ کے مرید

Marfat.com

وخلیفہ ہیں اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ اپنے شیوخ سے ہوتا ہوا حضرت جنید بغدادی کے ذریعے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے، یہ سلسلہ عراق اور خراسان میں بہت پھیلا ہوا ہے۔

گیارھواں سلسلہ عیدروسیہ ☆ : یہ سلسلہ حضرت میر سید عبداللہ المکی العیدروس رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب ہے، آپ حضرت شیخ ابوبکر کے مرید وخلیفہ تھے وہ حضرت شیخ عبدالرحمٰن کے وہ شیخ مولیٰ کے وہ شیخ علی کے وہ شیخ علوی کے وہ شیخ محمد بن علی المقدوم کے وہ شیخ ابومحمد مدین مغربی کے جو چند واسطوں سے حضرت جنید بغدادی کے مرید وخلیفہ تھے رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔ حضرت میر سیّد عبداللہ المکی العیدروس رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ سہروردیہ سے بھی بیعت وخلافت یافتہ تھے اور سلسلہ سہروردیہ میں آپ کی نسبت حضرت امام محمد جعفر صادق علیہ السلام پر منتہی ہوتی ہے۔

بارھواں سلسلہ قلندریہ ☆ : سلسلہ عالیہ قلندریہ، قبل ازیں دیئے گئے چند سلاسل کے بزرگوں پر مشتمل اور متعلق ہے، اس سے متعلق لوگ اپنے آپ کو مشرب قلندرانہ سے منسوب کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت شیخ محمد قلندر رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے مریدین یہ عظیم القدر مشرب قلندرانہ رکھتے تھے، یہ شعر بھی انہی کا ہے۔

ماز دریائم و دریا ھم زماست
ایں سخن داند کسے کہ آشنا است

ترجمہ ☆: میں دریا سے ہوں اور دریا خود مجھ سے ہے یہ بات وہی جانتا ہے کہ جو آشنا ہے۔

سلسلہ عالیہ قلندریہ کی تفصیل اور اس کے پیروکاروں کا مرتبہ ومقام اس کتاب میں ''تعارف سلسلہ عالیہ قلندریہ'' کیباب میں تفصیل سے موجود ہے، جس سے اس سلسلہ کے بارے مکمل وضاحت ہوتی ہے۔

اللہ اگر توفیق نہ دے تو انسان کے بس کا کام نہیں
فیضانِ محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں

فقیر راقم الحروف نے اس کتاب کا نام ''انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام'' رکھا ہے اور اس میں برصغیر میں جاری بارہ سلاسل طریقت جن میں سلسلہ عالیہ قادریہ، سہروردیہ نقشبندیہ، چشتیہ، چشتیہ نظامیہ، چشتیہ صابریہ، چشتیہ قادریہ، قادریہ نوشاہیہ، وارثیہ، اویسیہ، قلندریہ، تاجیہ کے 1200 بزرگوں کا تذکرہ درج کیا ہے۔ ہر سلسلہ کے بزرگوں کے تذکرے سے قبل اس سلسلہ پر ایک تعارف بھی لکھا ہے جو ''تعارف سلسلہ عالیہ'' کے نام سے بالترتیب کتاب ہذا میں درج ہے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رہے کتاب میں درج بارہ سلاسل طریقت کا تعلق سابقہ تفصیل میں دیئے گئے چودہ اور بارہ سلاسل سے ہی ہے اور یہ اولیائے سابقین کا ہی فیض عام ہے۔

اس کتاب کی چھ جلدیں ہیں، غالباً اتنی ضخیم جلدوں پر مشتمل یہ بارہ سلاسل طریقت کا 1200 بزرگان دین کی سوانح حیات کا حسین مرقع برصغیر بالخصوص پاکستان میں پہلی مرتبہ ضیاء العلوم پبلی کیشنز، راولپنڈی کے زیر اہتمام چھپ کر منظر عام پر آرہا ہے، جس کیلئے فقیر

Marfat.com

ادارے کے مالکان جناب حضرت مولانا سید شہاب الدین شاہ صاحب سلطان پوری مدظلہ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بزرگانِ دین کی سوانح حیات وتعلیمات وافکار ونظریات پر مشتمل یہ عظیم ذخیرہ محبان اولیاء تک پہنچانے کا ذمہ اُٹھایا اور عملی طور پر اسے آپ تک پہنچانے کا سبب بنے، جس کیلئے رب کعبہ کے حضور دعا گو ہوں خداوند کریم ان کے کاروبار جان ومال اور گھربار میں اور آپ کے قائم کردہ اداروں میں لافانی برکتیں پیدا فرمائے تاکہ حضرت قبلہ پیر سید ضیاء الدین شاہ صاحب سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ روشن چراغ چمکتا دمکتا رہے، آمین......!

فقیر نے اس کتاب کو ترتیب دینے کے لئے نہایت ہی آسان اور سلیس زبان کی اردو کا استعمال کیا ہے تاکہ پڑھنے والے کو آسانی ہو سکے اور وہ لفظوں اور جملوں میں گم ہو کے نہ رہ جائے۔

تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ نئی نسل کے نوجوان اُردو کو خیر باد کہہ چکے ہیں، اکثریت ایسی ہے جو بی ایس سی، ایف ایس سی اور نہ جانے کون کون سی ڈگریوں کے حامل ہیں مگر اپنی قومی زبان کو خیر باد کہہ چکے ہیں اُردو کی تحریر لکھنا تو درکنار اُردو کی عبارت بھی بہ آسانی نہیں پڑھ سکتے۔

یہی وجہ ہے کہ فقیر نے بجائے علمیت جھاڑنے اور لفاظی دکھانے کے بجائے کتاب کی تحریر کو آسان اُردو میں رکھا ہے تاکہ ہماری آنے والی نسلیں ڈائجسٹ اور ناول اور دیگر مخرب الاخلاق کتابوں کو چھوڑ بزرگان دین کے حالات زندگی اور ان کے ذکر کو پڑھ کر نہ صرف اپنی سوچ وفکر کو بدلیں بلکہ وہ اپنے اجداد کے مسلک پر قائم رہتے ہوئے بزرگان دین سے محبت اور ان کی اتباع کر کے عِنْدَ الذِّکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃ (صالحین کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے) کے مصداق خدا کی رحمت وبخشش ومغفرت کے حقدار کہلائیں۔

اس کتاب میں عرب وعجم، ایران وعراق، آزاد کشمیر اور جموں کشمیر، افغانستان، ترکستان، ترکمانستان، ہندوستان بالخصوص پاکستان بھر کے بڑے بڑے جلیل القدر اولیائے کاملین کا تذکرہ درج ہے۔ پاکستان کے چاروں صوبوں بالخصوص سرحد وبلوچستان اور سندھ کے معروف اضلاع اور پنجاب کے تمام اضلاع کے ہر چھوٹے بڑے دربار کا تذکرہ موجود ہے، مگر اس کے باوجود فقیر کو اس کا اعتراف ہے کہ اب بھی ہزاروں کی تعداد میں خاصان خدا کا تذکرہ نہ ہو سکا، اس کو میں اپنی کم ہمتی سے تعبیر کروں گا، اس لئے کہ خدا نے ہر ہر خطے میں اپنے اپنے وقت میں لاتعداد اولیائے کاملین کو اپنی مخلوق کی رشد وہدایت کے لئے بھیجا اور انہوں نے آکر اس ڈیوٹی کو کما حقہ ادا کر کے عہدہ برآں ہونے کی سعادت حاصل کی۔ اگر زندگی نے وفا کی تو انشاء اللہ بقیہ بزرگوں کے جس قدر بھی تذکرے دستیاب ہو سکے ان کو مزید جلدوں میں پیش کر دیا جائے گا۔

اس کتاب کو ترتیب دینے کے لئے بڑی احتیاط سے کام لیا گیا ہے مگر باوجود اس کے مجھے اعتراف ہے کہ بشری تقاضوں کے مطابق ضرور کوئی غلطی ہو گئی یا رہ گئی ہو گی، قارئین سے گزارش ہے کہ مجھے اس غلطی سے بذریعہ خط یا بذریعہ ٹیلی فون براہ راست مطلع فرما دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی درستگی کی جا سکے۔

آخر میں اپنے کرم فرما بزرگ وشیخ تربیت حضرت پیر سیّد شبیر حسین گیلانی آستانہ عالیہ غازی آباد شریف ڈھوک سیداں راولپنڈی،

Marfat.com

اور اپنے شیخ صحبت محسن و مربی وارث علوم حضرت خواجہ چوراہی عالمی مبلغ اسلام حضرت علامہ الحاج الحافظ پیر سیّد محمد شبیر علی شاہ گیلانی نقشبندی مجددی سجادہ نشین دربار گوہر بار چورہ شریف ، اپنے برادر طریقت و محسن جانشین حاجی الحرمین پیر طریقت حضرت صاحبزادہ مشتاق احمد صابریؔ سجادہ نشینِ آستانہ عالیہ صابریہ ماڑی بگیال شریف، مخلص فی اللہ حضرت ڈاکٹر تنویر وارثی صاحب آستانہ عالیہ سنگھوئی شریف و آستانہ عالیہ چھپر شریف گوجر خان، برادر اکبر و اُستاد محترم جناب حافظ نور احمد قادری، پیر طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد سبطین شاہ جہانی چشتی صابری اسلام آباد پیر طریقت محمد الیاس صابریؔ مرحوم، خلیفہ حضرت منظور المشائخ اوکاڑہ، سلسلہ عالیہ اویسیہ کے روح رواں اور حضرت خواجہ گوہر دین احمد اویسی علیہ الرحمۃ کے خاندان کے چشم و چراغ و پڑپوتے عالی مرتبت جناب پیر شہزاد نوید گوہر صاحب جنیدڑ شریف گجرات، کے علاوہ میرے دیرینہ کرم فرما دوست اور سفر و حضر کے ساتھی محبوب حضرت قمر المشائخ جناب شیخ فواد رشید صابریؔ، مخدوم اہل سنت پیر طریقت محمد خورشید خان لودھی چشتی صابریؔ، خلیفہ مجاز دربار حضرت شاہ عبدالشکور صابریؔ حال مقیم لودھی ہاؤس مصریال روڈ راولپنڈی، اور عالی مرتبت جناب حضرت صاحبزادہ میاں غلام فرید وارثی صاحب حال مقیم لاہور، جناب شاہد رشید، جناب حاجی راشد نظامی صاحب، اپنے دیرینہ کرم فرما دوست مرزا محمد شفیق صاحب، حضرت علامہ قاری غلام محمد چشتی، علامہ محمد ثناء اللہ قادری، اور ان تمامی احباب گرامی کا مشکور و ممنون ہوں اور بالخصوص جناب حاجی محمد سعید ظفر صاحب ساکن ڈھاب کلاں چکوال اور ان کے صاحبزادے جناب ہمایوں ظفر صاحب کا خصوصی طور پر مشکور ہوں کہ جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں ہر ممکن تعاون فرمایا، مجھے مواد فراہم کیا، پروف ریڈنگ میں بڑھ چڑھ حصہ لیا اور میری غلطیوں کی نشاندہی کی اور ہر ممکن اپنے تعاون سے نوازتے رہے، الغرض جس شخص نے جس جس انداز سے اس میں تعاون کیا میں سب کا مشکور اور ان کے لیے دعا گو ہوں کہ مالک کریم اپنے ان پاکیزہ نفوس قدسیہ کا تصدق ان کی دینی و دنیاوی زندگی کو بہتر اور کامیاب بنائے، اور دین و دنیا میں اللہ تعالیٰ میرے ان تمام معاونین کو کسی کا محتاج نہ کریں۔ آمین ثمہ آمین......!

بِجَاہِ سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ وَ بِحَقِّ اَوْلِیَاءِ اُمَّتِہِ الْکَامِلِیْنَ اَجْمَعِیْن ۔ بِرَحْمَتِکَ یَاَ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن ۔

والسلام طالب دعا، دلدادۂ چراغ چشت

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

آستانہ عالیہ گلستان غریب نواز

بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ جامع مسجد اکبری صابریؔ

موہڑہ چھپر، غوث اعظم روڈ (سابقہ چکری روڈ) راولپنڈی

0333-5594225 - 0321-5103103

Marfat.com

ثمر بار محبتیں ____ سدا بہار چاہتیں

راشد حمید کلیامی

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ
وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ
قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ O

دنیا مقام فنا ہے ____ اس کی ہر چیز ____ جلد یا بدیر ____ فنا ہونے والی ہے ____ انسان اور جن ____ سب فنا ہو جائیں گے ____ چرند اور پرند ____ حیوان اور وحوش ____ طوطا اور مینا ____ بلبل اور جگنو ____ ہاتھی اور چیونٹی کیڑے اور حشرے ____ پتنگے اور بھنورے ____ مچھلی اور کیکڑے ____ سب پہ فنا آ جائے گی ____ بحر و بر ____ ارض و سما ____ صباح و مساء ____ شرق و غرب ____ مکین و مکان ____ چنین و چناں ____ پربت و ریگزار ____ اشجار و اثمار ____ ہوا و فضا ____ نشیب و فراز ____ عباد و ملوک ____ سب فنا کی زد میں آنے والے ہیں مگر ____ ایک ذات ____ جس کے ہاتھ ____ کُل کائنات ____ کا نظام ہے ____ جو زیست کی آخری ہچکیاں لینے والوں کو ____ طویل زندگی کی خوشگوار سانسیں عطا کر دیتی ہے ____ اور زندگی کے ہنگاموں میں گم ہونے والوں کو ____ دفعتہً موت کی دہلیز پہ لا کھڑا کر دیتی ہے ____ اُس ذات کو ____ اُس کریم مولا کو ____ اُس پالنہار رب کو ____ اُس قادر قدیر خالق کو کبھی ____ فنا نہیں آئے گی ____ صرف بقا ہی بقا اُس کی صفت ہے ____ اور یہی تا ابد زندہ و قائم رہنے والی ذات ____ کائنات کا رب ____ جب اپنے سوا کسی اور ذات کو ____ اپنا محبوب ____ اپنا دلبر ____ اپنا دلربا ____ اپنا دلگیر ____ اپنا دلدار ____ اپنا دلپذیر ____ اپنا دل چاہا قرار دے کر ____ اُسے اپنے سے ____ ”دو کمانوں یا اُس سے بھی کم فاصلے پر“ ____ بُلا کر

Marfat.com

اپنی ______ انمٹ محبت ______ لازوال چاہت کی سب داستانیں کہہ ڈالتا ہے تو پھر ______ یہ محبوب بھی فنا کے دائروں سے نکل کر ______ ابدیت کے جہان کا نظارہ کرنے لگ جاتا ہے ______ بھلا محب کب چاہے گا کہ اُس کا محبوب فنا ہو جائے ______؟ اُس کی محبتیں اکارت چلی جائیں؟ ______ اُس کی چاہتیں چند گھڑی کی ہو جائیں؟ ______ جبھی تو محب نے اپنے لئے ''الاوّل'' ''الآخر'' کے وصف تراشے تو ______ محبوب کو بھی ''اوّل'' اور ''آخر'' کی حُسن آفرینیوں سے متصف کر دیا ______

صلی اللہ علیہ وسلم ______ صلی اللہ علیہ وسلم ______ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک ایسا محبوب جو اپنی خِلقت کے اعتبار سے تمام خلائق سے اول ______ اور اپنی رحمتوں کی تقسیم کیلئے سب سے آخر تک رہیگا ______ ایک ایسا محبوب جو روشنی کا ہالہ بھی ہے ______ جو نور کی کرن بھی ہے ______ جو اجالوں کا نقیب بھی ہے ___ جو چاند کا استعارہ بھی ہے ______ جو خوشبوؤں کا معدن بھی ہے ______ جو نکہتوں کا مخزن بھی ہے ______ جو رحمت کا سراپا بھی ہے ______ جو رافت کا دریا بھی ہے ______ جو ہدایت کا سرچشمہ بھی ہے ______ جو راہبری کا منبع بھی ہے ______ جو امن کا ضامن بھی ہے ______ جو سلامتی کا سفیر بھی ہے ______ جو حقوق کا محافظ بھی ہے ______ جو فرائض کا مبلغ بھی ہے ______ جو شمشیر و سناں بھی اُٹھاتا ہے ______ جو گُل و یاسمن بھی بانٹتا ہے ______ جو برائی کا دشمن بھی ہے ______ جو بُروں کی جائے پناہ بھی ہے ______ جو تخت و تاج و حکومت کو نوکِ پا پہ رکھتا ہے ______ اور جس کی دہلیز پہ زمانے کی بادشاہت کی خیرات بھی بٹتی ہے ______ جس نے اپنے لبوں کی مُسکان ______ اپنے ہونٹوں کے تبسم ______ کو اپنی امت کی ______ سربلندی ______ فتحمندی ______ ارجمندی سے مشروط کر دیا ہو ______ جس نے اپنی آنکھوں کے آنسوؤں ______ اپنی آشا کی لڑیوں کو ______ اپنے پیروکاروں کی امانت کر کے رکھ چھوڑا ہو۔

صلی اللہ علیہ وسلم ______ صلی اللہ علیہ وسلم ______ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک ایسا محبوب جس کی اپنے محبّ کے سامنے نیاز آفرینی کا عالم یہ ہو کہ خود محبّ ''قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا'' کی تاکید کرنے لگ جائے ______

ایک ایسا محبوب جس کی اپنے محبّ کے سامنے ناز انگیزی کا عالم یہ ہو کہ امتحان گاہِ بدر کو نکلتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کو اُٹھا کے محبّ سے کہہ دے کہ اگر آج تو نے ہم گنتی کے لوگوں پہ اپنی چاہت کی چادر نہ پھیلائی تو قیامت تک تیرا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا ______ ایک ایسا محبوب جو ''قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ'' کے تحت اپنے من میں مچلتی آرزوؤں کو نطق و لب کی امانت بننے سے پہلے ہی اپنے محبّ کی صفتِ معبودیت کی جلوہ گری کا مقام بدلتا ہوا دیکھ لیتا ہے ______ ایک ایسا محبوب کہ ''وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی'' کے تحت جس کی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ اُس کی اپنی پسند ناپسند اور خواہشات کے عکاس نہیں بلکہ اُس کے محبّ کی چاہتوں اور ارادوں کے امین ہوتے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم ______ صلی اللہ علیہ وسلم ______ صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی پوچھے کہ یہ سب مدحت کس کی ہو رہی ہے؟ ______ سب جانیں کہ یہ سب مدحت کس کی ہو رہی ہے ___ فقط اُس کی جو سراپا اعجاز ہے ______ جو والیٔ کائنات ہے ______ جو انسانیت کا ناز ہے ______ جو غریبوں کا ہمدم بھی ہے ______ جو دُرِّ یتیم بھی ہے ______ جو یتیموں کا مولا بھی ہے ______ جو مولا کا پرستار بھی ہے ______ جو پرستاروں کا دست گیر بھی ہے ______ جو دست گیروں کا امام بھی ہے ___

Marfat.com

جو اماموں کا راہبر بھی ہے ــــــ جو راہبروں کا مقدر بھی ہے ــــــ جو مقدر کا مصور بھی ہے ــــــ جو مصورِ اعلیٰ کا شاہکار بھی ہے
ــــــ جو شاہکاروں کا طلبگار بھی ہے ــــــ جو طلب گاروں کی دعا بھی ہے ــــــ جو دعاؤں کیلئے باعثِ قبولیت بھی ہے
ــــــ جو قبولیت کا راز بھی ہے ــــــ جو راز آشنا بھی ہے ــــــ جو آشنائے خدا بھی ہے ــــــ جو خدا کی دلیل بھی ہے ــ
جو دلیل سے ماوریٰ بھی ہے ــــــ جو ماوریٰ کا شاہد بھی ہے ــــــ جو شاہد بشیر اور نذیر بھی ہے ــــــ جس کی نظیر ڈھونڈے سے نہ ملے
ــــــ جس کا مل جانا نجات کا پروانہ بنے ــــــ جو پروانوں کی خاطر غم زدہ ہو جاتا ہے ــــــ جس کو غم زدہ کرنا خدا کو غضب ناک بنا دیتا ہے
ــــــ جو غضب ناکی میں بھی منصف رہے ــــــ جو منصف کو ہر حال میں محبوب رکھتا ہے ــــــ جس کو محبوب رکھنے والا کسی اور کا محتاج نہ رہے
ــــــ جو محتاجوں کی نوا بھی ہے ــــــ جو نواؤں کا اثر بھی ہے ــــــ جو اثر میں بے مثل بھی ہے ــــــ جس کی مثل کائنات میں نہیں
ــــــ جو کائنات حُسن بھی ہے ــــــ اور ــــــ جو حُسنِ کائنات بھی ہے ــــــ مگر حقیقت پوچھو تو سچ یہی ہے کہ

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ
وَلٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

ورنہ ــــــ ایک اُمی و عامی ــــــ راشد کلیامی ــــــ اُس نیرِ تاباں ــــــ مہرِ درخشاں ــــــ ماویٰ فقیراں
ــــــ جلوہ گاہِ غریباں ــــــ کی رحمتوں بھری چوکھٹ ــــــ پہ اپنا دستِ طلب کیسے پھیلا سکتا ہے ــــــ یہ تو مچلتی محبتوں
ــــــ سسکتی تمناؤں ــــــ کی گٹھڑی باندھے ــــــ اپنے رخساروں پہ آنسوؤں کے ستارے ٹانکے ــــــ اپنے پیا کی
دہلیز کے ساتھ چپکا ــــــ چپ چاپ ــــــ کھڑا ہے کہ

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

اور

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

لیکن کس کا جگرا کہ اس حقیقت سے انکاری ہو کہ

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

انسانیت کی ہدایت و راہنمائی کیلئے اتارے گئے خدا کے دین کو ــــــ اگر مجسم صورت میں دیکھنا ہو تو ــــــ ذاتِ رسول ﷺ ــــــ کو دیکھنا

Marfat.com

چاہیے ______ کہ ذاتِ رسول ﷺ کی نفی ______ کے بعد جو کچھ بچ جائے وہ ______ جہالت و گمراہی ______ کے سوا کچھ نہیں ______ ہدایت ______ حیاتِ رسول ﷺ کا دوسرا نام ______ اور ______ کائنات کی بقا محتاجِ وجودِ رسول ﷺ ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم ______ صلی اللہ علیہ وسلم ______ صلی اللہ علیہ وسلم

______ صفتِ خدا ______ قرآن ______ میں وارد، تعارفِ رسول کے عکس سے لفظوں کے جو دائرے ہم تراش سکے وہ یہی ہیں کہ ______ (هُوَ الَّذِي) یہ کسی مخلوق کی دسترس میں نہیں بلکہ لافانی ذات کا ذاتی فیصلہ تھا کہ ______ (بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا) اُس نے تخلیقِ کائنات سے کہیں پہلے اپنی صناعی کا شاہکار ایک پیکر تخلیق کر کے اسے اپنی محبوبیت کے اعزاز سے سرفراز کیا اور پھر اسے رسالت کا منصب عطا کر کے ردائے کائنات لپیٹنے سے قبل علمِ حقیقی سے نابلدان پڑھوں کے ایک طبقۂ انسانی میں مبعوث کر دیا۔ ______ (مِنْهُمْ) یہ رسول اپنے اخلاق و فضائل میں اس درجہ کمال پہ تھا کہ اُس نے لمحوں اور ثانیوں میں لوگوں کے دل جیت لئے اور لوگوں کی خیر خواہی اس طور کی کہ وہ سمجھے گویا یہ انہی میں سے کوئی ان کا چاہنے والا ہو ______ (يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ) پھر وہ ایک سہانی صبح فاراں کی چوٹیوں پہ چڑھ کر اپنوں سے کہتا ہے کہ تمہارے بیچ گزاری ہوئی برسوں کی زندگی جسے تم اپنی جاگتی آنکھوں سے پڑھتے رہے۔ یہ میرے سچے خدا کی آیتیں ہی تھیں۔ ______ (وَيُزَكِّيهِمْ) پھر وہ آلائشوں میں لتھڑے انسانوں کو تا قیامِ قیامت پاک کرنے کی ذمہ داری نبھاتا ہے۔ کہ یہ ذمہ داری فقط اسی کو زیبا ہے۔ کیونکہ پاک کرنے کی صلاحیت اُسی میں ہو سکتی ہے جو پہلے خود ہر آلائش، کمزوری اور عیب سے پاک ہو ______ (وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ) اور پھر ان کو کتاب و حکمت اور تقدیرِ بقا کی تعلیم دیتا ہے ______ (وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ) یہ ثابت شدہ ہے کہ ہدایتِ انسانی کا آخری زینہ نقوشِ قدمِ رسول ہی کے ذریعے پہچانا جا سکتا ہے۔ بعثتِ رسول سے پہلے تو روشنیاں قید اور اندھیاروں کا راج تھا۔

ذاتِ کامل کے اسوہ کی روشنیوں کی لو جب بڑھی ______ اور ______ اُس کی کرنیں یہاں سے وہاں اور اِدھر سے اُدھر کو پھیلنے لگیں ______ تو ______ گدڑیوں میں لپٹے ______ دنیا سے بے تعلق، بے غرض لوگوں ______ کے دلوں میں ان کرنوں کو پالینے کی طمع نے انگڑائیاں لینا شروع کر دیں ______ پھر کیا ہوا کہ کسی کے ہاتھ ننھی سی کرن آئی ______ تو کسی نے شعاع کو پالیا ______ کسی نے ایک ہالہ سمیٹ لیا ______ تو کوئی اجالوں کا ایک سلسلہ اپنے من میں سمانے لگ گیا ______ من میں بسے اجالے ______ جب نور بن کر چہروں سے پھوٹے تو شناختیں آسان ہو گئیں ______ کوئی چہرہ اویس قرنی کہلایا تو کوئی رابعہ بصری ______ کوئی علی ہجویری ______ عبدالقادر جیلانی ______ شہاب الدین سہروردی ______ بہاؤالدین نقشبند ______ صابر کلیری ______ اور حاجی محمد نوشہ گنج بخش کے نام جانا گیا ______ کوئی بابا تاج الدین ناگپوری ______ حاجی وارث علی شاہ ______ محکم الدین سیرانی ______ بوعلی قلندر ______ شاہ رکن عالم ______ نظام الدین اولیاء کہلایا ______ کوئی عبداللطیف بھٹائی ______ شمس تبریز ______ مہر علی ______ اور کوئی ______ فضل الدین کلیامی کہلایا۔

یہ سب نام اس فانی دنیا کے ______ لافانی خالق کے ______ لافانی محبوب ______ کے گلستانِ ہدایت میں اُگنے والے ______ لافانی گلوں ______ کے ہیں۔ جن کی تازگی سے کائنات تازہ ہے ______ جن کی شگفتگی سے انسانیت خنداں ہے ______ اور

Marfat.com

جن کی مہک سے جنت آباد ہے ______ یہ سب نام اُس ایک ______ نامِ محمد ﷺ ______ کی مختلف آئینوں میں جھلکتی ______ اور ______ مختلف جاموں میں چھلکتی ______ نور آور لکیریں ہیں ______ یہ سب نام ایک سراج منیر کے گرد جمع ہونے والے پروانے ہیں ______ یہ سب نام عکس ہیں اُس سیرۃ مطہرہ کے ______ جس کا ہر ہر پہلو لائق تقلید واتباع ہے ______ یہ سب نام شمعیں ہیں ______ اُس ایک شمعدان کی ______ جو نورِ ازل کا نقیب ہے ______ یہ سب نام زاویے ہیں اُس ______ لافانی حُسن ______ کے جس کی خیرات چاہنا کسی کو تحقیر کی وادیوں میں نہیں ______ فضل کی بلندیوں پہ لے جاتا ہے۔

سراپا حُسن بن جاتا ہے جس کے حُسن کا طالب
بھلا اے دل حسین ایسا بھی ہے کوئی حسینوں میں

صلی اللہ علیہ وسلم ______ صلی اللہ علیہ وسلم ______ صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم ______ صلی اللہ علیہ وسلم ______ صلی اللہ علیہ وسلم

ازقلم: پروفیسر راشد حمید کلیامی
پرنسپل: قاسم ہال سکول سسٹم
کمال آباد، ڈھوک سیداں، راولپنڈی

Marfat.com

﴿تعارف سلسلہ عالیہ چشتیہ﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ٥ وَعَلٰی سَائِرِ اَوْلِیَآءِ اُمَّتِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ الْمُعَظَّمِیْنَ وَ عَلَیْنَا مَعَھُمْ اَجْمَعِیْنَ ٥ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ٥ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ ٥ بَیْنَھُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ ٥ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ٥ یَخْرُجُ مِنْھُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ٥ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ٥

صوفیائے کرام کے قائلین ہی نہیں منکرین بھی یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ تصوف نے اسلامی معاشرے پر گہرے اثرات مرتب کیئے ہیں، اس کے زیر اثر کئی تخت نشینوں نے تخت و تاج کو ٹھکرا کر سایہ فقر میں آ کر پناہ لی۔

کتنے ہی کافر و ملحد زندیق اس کے انوار سے منور ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، اسی طرح لاتعداد فاسق و فاجران صاحبان تصوف و معرفت کی نگاہ پر تاثیر سے اللہ کے حضور تائب ہو کر اس احکم الحاکمین کے مطیع و فرمانبردار بن گئے، کتنے ہی گوشئہ گمنامی میں پڑے لوگ شہرت کی بلندیوں پر پہنچے۔ جس کی بنا پر تصوف کی تاثیر سے انکار ممکن نہیں۔

لفظ صوفی اور تصوف کی ہر اہل دل، صاحب علم و قلم نے اپنے اپنے انداز میں تشریح و توضیح کی، لیکن ہم آپ کے سامنے حضرت سید علی بن عثمان الحسینی الہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی پیش کر رہے ہیں۔

حضرت داتا صاحب فرماتے ہیں "صفا" کدورت کی ضد ہے، چونکہ صوفیا اخلاق و عادات کو سنوار لیتے ہیں اور طبعی آلودگی سے اپنے آپ کو پاک رکھتے ہیں، اس لیے انہیں صوفی کہا جاتا ہے، یہ اسم عرفاء کے لیے علم ہے۔

صاحب کتاب للمع حضرت شیخ ابو نصر سراج رحمتہ اللہ علیہ ان پاکبازان امت کے لیے فرماتے ہیں کہ صوفیاء کی اولین خصوصیت یہ ہے کہ لایعنی باتوں اور ہر اس شئے سے ترک تعلق کرتے ہیں جو ان کے اور ان کے مطلوب و مقصود حقیقی کے درمیان حائل ہو، اور ان کا مقصود و مطلوب اللہ کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

اس فکر کے نتیجے میں صوفیاء کا جو کردار وجود میں آتا ہے اس کے بارے شیخ ابو نصر سراج یوں روشنی ڈالتے ہیں، جو ان کے اوصاف

Marfat.com

حمیدہ میں سے ہیں۔

ا۔☆قلیل پر قناعت اور اسی روزی پر اکتفا جو زندہ رہنے کے لیے ضروری ہو۔۲۔☆ دنیاوی مال ومتاع لباس، بستر کھانا پینا وغیرہ میں سے صرف بہت ضروری کو لینا۔۳۔☆ جاہ اور ترفع کی بجائے عاجزی اور انکساری اختیار کرنا اور ہر کسی سے شفقت و عاجزی سے پیش آنا۔۴۔☆ اللہ سے حسن ظن رکھنا نیکیوں اور طاعتوں کی طرف اخلاص کے ساتھ بڑھنا ہر ایک سے لاتعلق ہو کر صرف اور صرف اللہ کی طرف متوجہ رہنا۔۵۔☆ اللہ کی آزمائشوں پر صبر کرنا اور اس کے فیصلوں کو دل وجان سے قبول کرنا۔۶۔☆ ہمہ وقت مجاہدہ میں رہنا اور خواہشات نفسانی کی مخالفت میں لگے رہنا کیونکہ نفس کو اللہ تعالیٰ نے امارہ کہا ہے اور حدیث پاک میں اسے انسان کا سب سے بڑا دشمن قرار دیا گیا ہے، جو اس کے دو پہلوؤں کے درمیان ہے، یہی اہلسنت وجماعت کا تصوف ہے، اگر تصوف وصوفی کی مذکورہ تعریف پیش نظر رہے تو معترضین کے تمام اعتراضات از خود ھباءً منثورا ہو جاتے ہیں۔

آج اگر کوئی صوفی کہلاتا ہے، لیکن مذکورہ اخلاق وافکار کا مالک نہیں تو اس کے لیے وہی فتویٰ ہے جو عارف رومی حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ نے دیا ہے،

کار شیطاں می کند نامش ولی
گر ولی ایں است لعنت بر ولی

شہنشاہ ولایت، عطائے رسول، ہندالولی حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ولایت ہند کا پروانہ عطا ہوا، تو حضرت خواجہ غریب نے تصوف کی مذکورہ اصطلاحوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے مکارم اخلاق، صدق وصفا اور شجاعت وجوانمردی سے اجمیر کی سرزمین پر راجہ پرتھوی راج جیسے بد باطن شخص کے سامنے اعلائے کلمۃ الحق کی بنیاد پر تصوف کے وضع کردہ اصولوں پر قائم رہتے ہوئے دین اسلام کی تبلیغ کے کام کا آغاز کیا اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کی ہندوستان میں داغ بیل ڈالی۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ کی داغ بیل سب سے پہلے حضرت خواجہ شاہ ابواسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ التوفی ۳۶۹ ہجری بمطابق 980ء نے ڈالی تھی، لیکن اس کو پوری دنیا میں پروان چڑھانے کا فریضہ اگر کسی نے انجام دیا ہے تو وہ حضور غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات والاصفات ہے، جنہوں نے اس سلسلہ کی ابتداء اور اپنے مشائخ کے حالات وکردار اور سلسلہ کی تاریخ اس سلسلہ کا نظام اصلاح وتربیت، انداز تبلیغ واشاعت اور اس کے بنیادی اصول وضع کر کے لوگوں کے سامنے پیش کیئے اور ایک انقلاب برپا کر دکھایا۔

چشت! خراسان ملک ایران کے مشہور شہر کا نام ہے۔ یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ چشت نام کے دو شہر اور مقام ہیں ایک شہر خراسان میں ہرات کے قریب واقع ہے۔

دوسرا چشت پاکستان میں ملتان اور اوچ شریف کے درمیان ضلع بہاولنگر کی تحصیل چشتیاں کا نام ہے، جہاں حضرت بابا فرید کے پوتے حضرت تاج الدین سرور چشتیاں اور غریب نواز خواجہ اجمیری کے بھانجے سید چراغ الدین ہراتی علیہم الرحمۃ کے مزارات اور قریب ہی مہار شریف میں حضور قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا مزار ہے۔

Marfat.com

خواجگان چشت اہل بہشت کا تعلق خراسان والے قصبہ چشت سے ہے۔ حضرت شیخ ابو اسحاق شامی رحمتہ اللہ علیہ اس دنیا میں پہلے بزرگ ہیں جو چشتی نام سے معروف ہوئے۔

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی رحمتہ اللہ علیہ شام کے رہنے والے تھے، اپنے وطن سے چل کر بغداد شریف آئے اور حضرت خواجہ ممشاد دنیوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو انہوں نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟

عرض کیا۔ ابو اسحاق شامی، حضرت ممشاد علو دنیوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا آج سے لوگ تجھے ابو اسحاق چشتی کہہ کر پکاریں گے اور چشت کے گردونواح کے لوگ تجھ سے ہدایت پائیں گے اور ہر وہ شخص جو تیرے سلسلے میں داخل ہوگا۔ اس کو قیامت تک چشتی کہہ کر پکاریں گے۔

اس کے بعد حضرت خواجہ ممشاد دنیوری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو بہت سے پندونصائح فرما کر قصبہ چشت نزد ہرات ملک ایران کی طرف روانہ کردیا، جہاں حضرت ابو اسحاق چشتی کی پر خلوص محنت ولگن اور جدوجہد سے سلسلہ عالیہ چشتیہ کی داغ بیل پڑی اور چشتی سلسلہ بہت جلد ایک روحانی نظام کا مرکز قصبہ چشت میں بن کر چمکا، ایک بزرگ نے اس کی منظر کشی کچھ اس طرح کی ہے

وبه اقتدى من اهل جشت شيوخم
كل ولى الله فى ميلاده
منهم ابواسحاق اكبر شيخهم
طور سما من الشيخ اطواره
اضحىٰ هداية الدين يبتغونه
لا يُعدلون التهج فى معتاده

ترجمہ☆: یعنی اہل چشت کے مشائخ میں سے تمام اولیاء اللہ نے ان کے میلاد میں اقتدا کی ان میں سب سے بڑے اور ذی وجاہت شیخ ابو اسحاق ہیں، جو مشائخ میں ایسے ہیں جیسے پہاڑوں میں ایک بلند اور اونچا پہاڑ، دین کے رہبران کے پیروکار ہیں اور ان کی راہ سے عدول کرنے کی طاقت نہیں رکھتے،

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی رحمتہ اللہ علیہ فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے، ایک دن اپنے مرید حضرت خواجہ ابو احمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا۔ اے ابو احمد! درویشی عرب وعجم کی بادشاہی سے بھی بڑھ کر ہے، اگر ابو اسحاق کو ملک سلیمان بھی دیں تو خدا کی قسم وہ قبول نہیں کرے گا۔

ہندوستان میں اس سلسلہ کا عروج حضرت خواجہ غریب نواز کی نظر ولایت سے ہوا۔ اور یہ شہرہ اس قدر بلند ہوا کہ اس کا چرچا پوری دنیا میں ہوگیا جو قیامت تک جاری وساری رہے گا۔

شہنشاہ ولایت حضرت خواجہ ہندالولی خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سلسلہ کے روح رواں اور سالار قافلہ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کے مشائخ میں ممتاز و بلند مقام رکھتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے وہ حضرت خواجہ حاجی شریف زندانی کے وہ حضرت خواجہ ابو احمد کے وہ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی کے وہ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری کے وہ حضرت خواجہ امین الدین ہبیرہ بصری کے وہ حضرت خواجہ سدید الدین خذیفہ مرعشی کے وہ حضرت خواجہ ابراہیم ادھم کے وہ حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض کے وہ حضرت خواجہ عبدالواحد زید کے وہ حضرت خواجہ حسن بصری کے وہ مولائے کائنات شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم وعلیہم الرحمۃ والرضوان والغفر ان کے۔

اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبل کچھ چشتی بزرگ ہندوستان میں تشریف لائے تھے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ چشتیہ سلسلہ کو ہندوستان میں متعارف کرانے کا شرف غریب نواز اجمیری کو ہی حاصل ہوا، آپ پرتھوی راج کے دور میں ہندوستان تشریف لائے اور اجمیر کو اپنا مستقل مستقر بنا کر تبلیغ اسلام اور دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت کے کام میں مصروف ہوئے۔

جناب میر خورد نے آپ کو ''نائب رسول اللہ فی الہند'' لکھا ہے،

ابوالفضل نے آئین اکبری میں لکھا ہے کہ ان دنوں اجمیر شریف راجپوت سامراج کا مضبوط مرکز اور ہندوؤں کا مذہبی گڑھ تھا۔

اس کی تائید میں حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب اخبار الاخیار میں رقم طراز ہیں کہ

ایک ایسے زبردست سیاسی و مذہبی مرکز میں قیام کا فیصلہ نہ صرف خواجہ صاحب کے عزائم کی ترجمانی کرتا ہے بلکہ ان کی غیر معمولی خود اعتمادی کا بھی آئینہ دار ہے، بہرحال اس وقت یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ غریب نواز کے ہندوستان تشریف لانے سے ایک زبردست روحانی اور سماجی انقلاب برپا ہوا۔

اس انقلاب کی صحیح نوعیت سمجھنے کے لیے ہندوستان کی سماجی حالت پر ایک طائرانہ نظر ڈالنی ضروری ہے۔

حضرت غریب نواز کی آمد سے قبل گیارھویں اور بارھویں صدی عیسوی میں ہندوستان کی سماجی حالت حد درجہ تباہ تھی، ہر شخص نہ صرف ''اسیر امتیاز ماوتو'' تھا بلکہ ایک دوسرے سے برسرپیکار بھی تھا، اتحاد فکر وعمل کا کہیں دور دور تک نام نہ تھا، چھوت چھات نے مدنی زندگی کے سارے سرچشمے مسموم کر دیئے تھے، زندگی کی ساری لذتیں اونچی ذات کے لوگوں کے لیے مخصوص تھیں، غریب عوام جن مصائب میں مبتلا تھے ان کی دردناک تصویر تاریخ ہند کی کتابوں میں بھری پڑی ہے۔

زندگی ان کے لیے بوجھ تھی، اللہ نے انہیں آدمی اور انسان بنایا تھا، لیکن اس کے بندوں نے انہیں جانوروں جیسی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

تاریخ ہند کا مؤرخ البیرونی لکھتا ہے کہ ہندوؤں میں بکثرت ذاتیں ہیں، ہم مسلمانوں کا مسلک عام مساوات نیز، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ کے مطابق ان سے بالکل جداگانہ ہے اور یہی وہ سب سے بڑی رکاوٹ ہے جو ہندوؤں اور

Marfat.com

مسلمانوں کے درمیان حائل ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھوت چھات کے اس بھیانک ماحول میں ان لوگوں کے سامنے اسلام کا نظریہ توحید عملی حیثیت سے پیش کیا۔ اور بتایا کہ یہ صرف ایک تخیلی چیز نہیں ہے بلکہ زندگی کا ایسا اصول ہے جس کو تسلیم کر لینے کے بعد ذات پات کی سب تفریق بے معنی ہو جاتی ہے۔

یہ خواجہ غریب نواز کا ایک زبردست دینی اور سماجی انقلاب کا اعلان تھا جس کو سن کر ہندوستان کے ہزاروں مظلوم انسان جو زبوحالی کا شکار تھے وہ اپنی زندگیوں میں ایک کیف محسوس کرنے لگے۔

شہنشاہ ولایت عطائے رسول حضرت خواجہ غریب نواز سید معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عملی زندگی بہت سادہ لیکن دلکش تھی، ہندوستان کے سب سے بڑے سماجی انقلاب کے بانی خواجہ غریب نواز ایک پھٹی ہوئی دھوتی (تہبند) میں بیٹھے رہتے، پانچ مثقال سے زیادہ کی روٹی کبھی افطار میں میسر نہ آتی لیکن نظر کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ جس کی طرف دیکھتے معصیت کے سوت اس کی زندگی میں خشک ہو جاتے۔

رسالہ احوال پیران چشت میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر جس فاسق و فاجر پر پڑ جاتی وتائب ہو جاتا اور پھر کبھی گناہ کے پاس تک نہ جاتا، راجہ پرتھوی راج کا ایک مقرب درباری آپ کے حلقہ ارادت میں داخل تھا، جس کے معنے یہ ہیں کہ آپ کے اثرات کا دائرہ تھوڑے ہی دنوں میں بہت وسیع ہو گیا تھا۔

محمد شاہ غوری اور قطب الدین ایبک کی فتوحات کے بعد اجمیر کی سیاسی حیثیت اور اہمیت میں کمی آ گئی، سلطنت کا مرکز پہلے لاہور اور پھر دہلی میں منتقل ہو گیا۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ اس سیاسی تبدیلی سے متاثر ہوئے بغیر اجمیر ہی میں مقیم رہے اور جو شمع باد مخالف کے تیز وتند جھونکوں میں روشن کی تھی اس کو جلاتے رہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز نے اپنے ایک عزیز و مرید و خلیفہ اکبر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت عطا فرمانے کے بعد دہلی کی ولایت عطا فرما دی اور ان کو دہلی میں بیٹھ کر تبلیغی خدمات انجام دینے کا فریضہ سونپا، حضرت خواجہ قطب صاحب نے شمالی ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کی بے مثال خدمات انجام دیں اور اپنے مرشد کے مشن پر قائم رہتے ہوئے اپنی تمام عمر اسی میں صرف کر دی بڑے بڑے طوفانوں کے باوجود پائے استقلال میں لغزش نہ آنے دی۔

حضرت خواجہ غریب نواز کے خلفاء میں دو بزرگ خاص طور پر قابل ذکر ہوئے ہیں، اول الذکر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ دوسرے شیخ حمید الدین صوفی سوالی ناگوری رحمتہ اللہ علیہ۔

ان کو غریب نواز نے ناگور میں متعین کر دیا تھا جہاں ان کے پاس صرف ایک بیگھ زمین کاشت کے لیے تھی۔ جسے کاشت کر کے روزی حاصل کرتے تھے۔ ان کے جسم پر ایک چادر بندھی رہتی تھی، دوسری چادر جسم کے اوپر کے حصے پر ہوتی، بیوی کا حال یہ تھا کہ سر پر دوپٹہ تک نہ تھا، پیراہن (قمیض) کا دامن سر پر ڈال لیا کرتی تھیں۔

مگر اس غریبی میں استغناء فقر کی ایک عجیب شان تھی کہ دنیاوی جاہ وحشم کا ذکر کبھی ان کی مجلس میں کسی نے نہیں سنا۔

Marfat.com

ایک مرتبہ والئی ناگور نے بادشاہ وقت کی جانب سے کچھ زمین اور نقد روپیہ بطور نذر پیش کر کے قبول کرنے کی درخواست کی تو حضرت قاضی حمید الدین صوفی ناگوری رحمتہ اللہ علیہ نے بڑی شان استغنا سے فرمایا

میرا طریق امارت نہیں محبت ہے

ہمارے خواجگان میں سے کسی نے ایسی نذر قبول نہیں کی ایک بیگھہ زمین میرے پاس ہے جو میرے لیے کافی ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز نے دوسرے خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اپنی خصوصی توجہات سے سلسلہ کی جو خدمات انجام دیں اس کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔ اس سے صرف نظر کرتے ہوئے دوسرا پہلو یہ کہ انہوں نے دہلی سے پورے ایشیا میں اپنے خلفا کو امیر بنا کر مختلف شہروں دیہاتوں قصبوں اور علاقوں میں بھیجا جس کے باعث ان علاقوں میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کے چراغ روشن ہوئے اور گھر گھر میں ایمان کی دولت پہنچی۔

خواجہ قطب صاحب کے لاتعداد خلفاء میں سے آپ صرف اور صرف مسعود العلمین زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فرید مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی دیکھ لیں کہ انہوں نے کس طرح روحانی انقلاب برپا کیا اور اس کے لیے ان کو کتنی تکالیف اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے توحید و رسالت کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہے، آپ کے دور میں بھی مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہوئی، طاغوتی طاقتیں کمزور پڑیں اور آپ کی نظر ولایت سے مسلمانوں کو نہ صرف افرادی قوت ملی بلکہ معاشی و سماجی طور پر بھی مسلمان مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے گئے۔

جبکہ عملی کردار حضور خواجہ گنج شکر کا یہ تھا کہ بادشاہ وقت کے داماد ہیں مگر فقر و استغنا کی حالت یہ تھی کہ سوکھی روٹی رات کو صبح کے لیے بھگو کر سوتے تھے، لنگر خانہ کی حالت یہ تھی کہ پورے شہر پاکپتن شریف کا ہر کس و ناکس چھوٹا بڑا امیر و غریب گنج شکر کے در دولت سے دو وقت کی روٹی کھاتا تھا۔

حضور بابا صاحب نے اپنی عملی زندگی اور اپنا کردار لوگوں کے سامنے پیش کر کے ایسا روحانی اور نورانی انقلاب برپا کیا کہ آج پوری دنیا میں یا فرید، حق فرید، یا فرید حق فرید، یا فرید، حق فرید کے نعرے لگ رہے ہیں۔

حضور بابا گنج شکر کے لاتعداد خلفاء میں سے صرف دو خلفا کی خدمت کو اگر دیکھا جائے تو یہ بات بہ بانگ دہل کہی جا سکتی ہے کہ تا قیام قیامت حضور بابا گنج شکر کے خلیفہ اکبر حضرت مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری اور حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء زری زر بخش علیہم الرحمتہ کا فیضان معرفت جاری و ساری رہے گا۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات والا صفات سے سلسلہ عالیہ چشتیہ کے دریا سے **یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان** دو نہریں جاری ہوئیں، ان میں ایک سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ جس کے میر کارواں سالار قافلہ اور روح رواں سلطان الاولیاء حضرت مخدوم سید علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اور دوسرے سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی زری زر بخش رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔

Marfat.com

ہر دو حضرات کے حالات چشتی صابری اور چشتی نظامی کے ابواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

یوں تو برصغیر میں تمامی سلاسل مثلاً سلسلہ عالیہ قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ کے بزرگان دین نے لوگوں کی ہدایت واصلاح میں حصہ لیا اور ہزاروں غیر مسلموں کو کلمہ پڑھا کر داخل اسلام کیا، مگر دوسری طرف اگر بغور نظر دیکھا جائے تو سالار سلسلہ عالیہ چشتیہ حضرت خواجہ غریب نواز نے نوے لاکھ غیر مسلموں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور اسی بناء پر دنیا کا ہر مؤرخ و تذکرہ نگار یہ لکھنے پر مجبور ہے کہ برصغیر پاک و ہند چشتیوں کا ورثہ ہے، اس لیے کہ برصغیر پاک و ہند میں جو عدیم المثال کامیابی تبلیغ اسلام اور تصوف وطریقت کو روشناس کرانے میں چشتیوں کو حاصل ہوئی ہے وہ انہی کا حصہ ہے، اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ ''**نسبت چشتیہ یعنی شدید بست عشقیہ**'' یعنی فطرت انسانی کے عین مطابق ہے کیونکہ حضرت انسان کے قلب میں جیسا کہ حدیث میں ہے **کنت کنزاً مخفیاً** اور قرآن پاک میں ہے **و نفخت فيه من روحی** میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا اور قرآن میں ہے کہ (میں نے انسان میں اپنی روح پھونکی) کے مطابق عشق الٰہی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے، اسی مناسبت سے چشتی سلسلہ کے حضرات زرد رنگ کا کپڑا بطور دستار یا زرد کپڑا زیب تن کیئے ہوتے ہیں جو آگ کا رنگ ہے۔

ایک دفعہ کسی نے حضرت مرزا مظہر جان جاناں سے پوچھا کہ نسبت نقشبندیہ اور چشتیہ میں کیا فرق ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ نقشبندی نسبت کا نشہ افیون کی پینک کی طرح ہے۔ اور چشتیوں کا نشہ شراب کا نشہ ہے، جس میں جوش اور ولولہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی نسبت عشقیہ حاصل تھی، جس پر قرآن کریم شاہد ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ **وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ** (ساتواں پارہ ابتدائی آیات) یعنی جب صحابہ کرام قرآن کریم کی آیات سنتے ہیں تو ان کی آنکھوں میں آنسوؤں کا طوفان امڈ آتا تھا، اس لیے کہ ان کو اپنے رب کی معرفت اور مشاہدہ حاصل تھا، قرآن کریم میں ایک اور جگہ رب کریم نے فرمایا **وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ** مومنین میں وہ لوگ ہیں جو شدت سے اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

مشائخ چشت اہل بہشت میں یہی شدید عشقیہ نسبت ہے جس کی بدولت ان میں سے اکثر حضرات مقام محبوبیت پر فائز ہوئے ہیں۔

اور محبوبیت کی ایک ہلکی سی جھلک ملاحظہ فرمائیں، کتاب ''سیر الاقطاب'' کے حوالے سے سلسلہ عالیہ صابریہ کے نامور مورخ شیخ محمد اکرم قدوسی نے اپنی کتاب ''اقتباس الانوار'' میں لکھا ہے کہ ایک دن خواجہ غریب نواز سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ حرم کعبہ میں مشغول عبادت تشریف فرما تھے کہ غیب سے ندا آئی کہ اے معین الدین میں تجھ سے راضی ہوں اور میں نے تجھ کو بخش دیا اب جس چیز کی تجھ کو خواہش ہو طلب کر میں عطا کروں گا، غریب نواز نے عرض کی الٰہی معین الدین کے مریدین اور مریدین کے مریدین جو بھی اس سلسلہ میں داخل ہوں ان کو بخش دے۔

فرمان ہوا کہ اے معین الدین تو میرا ہے اور تیرے مرید اور تیرے مریدوں کے مرید قیامت تک جو بھی تیرے سلسلے میں داخل ہونگے میں نے سب کو بخش دیا ہے **(الحمد الله علی ذالك)**

اس کے بعد خواجہ بزرگ بار بار فرماتے تھے کہ جو شخص میرا مرید ہے یا میری مریدوں کا مرید ہے اور قیامت تک جو بھی میرے سلسلہ میں داخل ہوگا معین الدین اس وقت تک بہشت میں قدم نہ رکھے گا جب تک اس کو بہشت میں نہ لے جائے گا۔ اسی وجہ سے اس

Marfat.com

سلسلہ کو پوری دنیا میں خواجگان چشت اہل بہشت کہا جاتا ہے۔

صاحبان طریقت کے تمام بزرگ خواہ وہ کسی سلسلہ سے متعلق ہوں جب اس سلسلہ کا نام لیتے ہیں تو وہ یہی کہتے ہیں کہ خواجگان چشت اہل بہشت۔

اس سلسلہ کے لوگ محفل سماع کے دلدادہ ہوتے ہیں اور دورانِ سماع وجد و کیف کا غلبہ ان پر طاری رہتا ہے۔

اس سلسلہ کے لوگوں میں پیار محبت اخوت کا گہرا اثر ہے۔ اس سلسلہ میں داخل ہونے والا مرید ذکر و فکر اور اپنے خواجگان کی تعلیم پر سختی سے عمل پیرا رہتا ہے۔

اس سلسلہ کے پیروکاروں میں محبوبیت و عشق اور تڑپ پھڑک کا اپنا انداز ہے۔

ذوق مستی و کیف اس سلسلہ کا طرۂ امتیاز ہے۔

والسلام مع الکرام۔ خاکپائے در مخدوم صابر نواز

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

Marfat.com

سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

علیؓ شاہ مرداں علیؓ شیر یزداں
سراجاً منیرا اماماً کبیرا
علیؓ سرِ حق است واصل بحق است
و بعد از نبیؐ شد بشیراً نذیرا
علیؓ رازدار رسالت مآبے
علیؓ خلق عالم را روشن کتابے
علیؓ در ولایت شود آفتابے
علیؓ شاہ حیدر علیماً خبیرا
علیؓ خانہ زاد است خلاق عالم
علیؓ نائب مصطفےؐ ہر دو عالم
اگر پیش آید تو بحر مصائب
تو ورد زباں کن تو ناد علیؓ را
قسم مست حب علیؓ مرتضائے
برآمد زمن یا علیؓ گاہے گاہے
بہ پیش سرا ہیچ توقیر سلطاں
نمی خوف آید زمنکر نکیرا

Marfat.com

حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم

تعارف ☆: آں مقاتل درراہ خدا، حاملِ اسرار مصطفیٰ، رہبر زمرۂ اولیاء صوفیاء اتقیاء امام المشارق و المغارب مولائے کائنات مشکل کشا، حاجت روا قبلہ حاجات و المطالب، اسد اللہ الغالب، امام الاولیاء حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابی الطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف، برادر و داماد مصطفےٰ اور پدر حسنین کریمین ہیں آپ کی ولادت باسعادت 13 رجب المرجب شریف واقعہ فیل کے تیسویں سال مکہ مکرمہ خانہ کعبہ میں ہوئی۔آپ کے والد کا نام ابوطالب تھا۔حضرت ابوطالب نے والدین کریمین کے وصال کے بعد حضور ﷺ کو بڑی محبت وشفقت سے اپنے پاس رکھا آپ حضور ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے اور آپ کے القاب امیر المومنین، مرتضیٰ اسد اللہ اور ولی اللہ ہیں۔

نبی پاک ﷺ کے بعد خلافت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہی اور پھر متفقہ طور پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس بعد ازاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا حضرت ابو بن عمر نے محمد بن حنیفہ کی روایت نقل کی ہے۔محمد بن حنیفہ نے فرمایا جس زمانہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ محصور تھے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا ایک شخص نے آ کر کہا کہ عنقریب امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے گا۔

حضرت علیؓ یہ سن کر فوراً کھڑے ہوئے میں نے اس وقت آپ کی حفاظت کی غرض سے آپ کی کمر پکڑی آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو۔پھر حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے گھر پہنچے۔اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم وہاں سے واپس آ کر اپنے مکان میں داخل ہو گئے اور اندر سے دروازہ بند کر لیا۔لوگوں نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا اور آپ کے گھر میں داخل ہو کر بتایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں اور مسلمانوں کو یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ سے زیادہ خلافت کا حقدار ہماری نظر میں کوئی نہیں ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا مجھے خلیفہ بنانے کا خیال ترک کر دو۔میں امیر ہونے سے بہتر تمہارے لئے وزیر ہوں۔لوگوں نے جواب دیا خدا کی قسم آپ سے زیادہ حقدار خلافت کا ہم کسی اور کو نہیں جانتے۔فرمایا اگر تم نہیں مانتے تو پھر میری بیعت پوشیدہ طور پر نہیں ہوگی۔میں مسجد میں جاتا ہوں جو میری بیعت کرنا چاہے وہاں آ کر میری بیعت کرے۔یہ فرما کر آپ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے لوگوں نے آپ کی بیعت قبول کر لی اور پھر آپ شہادت تک امام برحق خلیفۃ المسلمین رہے۔

Marfat.com

آپ نبی پاک ﷺ کے داماد بھی ہیں آپ کے ہاں نبی پاک ﷺ کی نورِ نظر حضرت سیدہ طیبہ، زاہرہ، طاہرہ، عابدہ، صالحہ، عارفہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا تھیں۔

آپ کے پاس جبرائیل امین کی آمد☆: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس ایک مرتبہ جبرائیلؑ اعرابی کی شکل میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے علیؓ آپ باب مدینۃ العلم ہیں۔ ذرا تلاش کیجیے اور بتایئے کہ اس وقت جبرائیلؑ کہاں ہے۔ حضرت علی نے پہلے تو دائیں بائیں پھر اوپر اور نیچے دیکھا اور فرمایا۔ اس وقت جبرائیلؑ نہ تو آسمان نہ زمین پر نظر آیا۔ اس لئے میرے خیال میں تو تو ہی جبرائیل ہے۔ (نزہتہ المجالس صفحہ 352)

یہ شان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ہے کہ جن نگاہوں سے جبرائیلؑ بھی پوشیدہ نہ ہے کہ یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ حضرت علیؓ سے معرفت الٰہی پوشیدہ نہیں تھی آپ معرفت طریقت شریعت، حقیقت کے رموز و اسرار سے واقف تھے۔ حضرت علی برادر مصطفیٰ ﷺ غریق بحر بلا مقتدائے جملہ اولیاء و اصفیا طریقت میں آپ کی شان اور درجہ رفیع ہے۔ اصول حقائق کی تعبیرات میں آپ کو کمال دسترس تھی۔ یہاں تک کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ **شیخنا فی الاصول والبلاء** علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اصول و بلا میں ہمارے پیشوا اور رہنما یعنی آپ علم طریقت اور اس کے معاملات میں ہمارے پیشوا اور رہنما ہیں۔

کسی نے آ کر آپ کی خدمت میں عرض کی اے امیر المومنین مجھے کوئی وصیت فرمایئے آپ نے ارشاد فرمایا اپنے آپ کو اپنی زن و اولاد میں مشغولیت کو برا سمجھنا اگر وہ اللہ کے دوستوں اور اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ تو اللہ اپنے دوستوں اور ولیوں کو ضائع نہیں فرماتا اور اگر وہ اللہ کے دشمن ہیں تو تیرا ارادہ اور ان میں مشغولیت حق تعالیٰ سبحانہ کے دشمنوں سے ہوگی تو کیوں ان سے غم خواری اور ان سے تعلق رکھتا ہے یعنی آپ نے وصیت کی تیری اولاد و زن تیرے قریبی اگر خدا کے دشمن ہیں تو ان سے تعلق نہ رکھ وگرنہ تیرا ان کے ساتھ ملنا اور مشغلہ کرنا بھی ان کے برابر شمار ہوگا۔

کسی سائل نے آ کر عرض کیا کہ سب سے اچھا عمل کون سا ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا **غِنَـا الْقَلْبِ بِاللّٰہِ تعالی** یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل کو تونگر بنانا جو دل خدا کے ساتھ غنی ہو نہ اسے دنیاوی نیستی پریشان کرتی ہے نہ اسے خوش کرتی ہے۔

تفویض خرقۂ معراج☆: میر سید کرمانی اپنی کتاب سیر الاولیاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ اوصاف جود و سخا، رزم و غنا اور فقر و صفا میں آپ تمام صحابہ کرام میں ممتاز تھے اور اپنی قوت و شوکت کی بنا پر حضرت رب العزت کی طرف سے خطاب ''اسد اللہ الغالب'' حاصل کیا۔ آپ کثرت علم کی وجہ سے صحابہ کرام میں ممتاز و یکتا تھے اور خلعتِ خرقۂ فقر جو رسالت مآب ﷺ کو بارگاہ رب العزت سے شب معراج عطا ہوا۔ اس سے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مشرف ہوئے۔ اور اس کی بنا پر مشائخ عظام میں خرقۂ خلافت جاری کرنے کی سنت جاری ہوئی جو قیام قیامت تک بفضلہٖ تعالیٰ جاری رہے گی اور آپ کی بدولت کار دین میں تقویت ملتی رہے گی۔

حضرت علی کے آخری خلیفہ ہونے میں حکمت☆: صاحب مراۃ الاسرار حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی المتوفی ۱۰۹۴ھ رقم طراز ہیں کہ حضرت مولائے کائنات تمام عمر حضور ﷺ کے ساتھ رہے اور تمام جنگوں میں مرتبہ جہاد کما حقہ انجام دیا۔ نبی

Marfat.com

کریم ﷺ کے وصال باکمال کے بعد آپ گوشہ نشینی اختیار کر کے ریاضت وقناعت وعبادت میں مشغول ہو گئے اور اپنی ولایت کبریٰ کی قوت سے عزلت وتنہائی میں بیٹھ کر تمام ظاہری و باطنی علوم معرفت میں منہمک ہو گئے۔ حضرت علی سے پہلے حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلیفہ بننے میں یہی حکمت تھی کہ خلافت راشدہ کے ۲۵ سالہ دور میں حضرت علی المرتضیٰ کنج عزلت میں مقامات ولایت طے کرتے رہے۔ اگر رسالت مآب ﷺ کے بعد آپ خلافت کے منصب پر فائز ہوتے تو خلافت کی ذمہ داریوں کی وجہ سے آپ باطنی کمالات کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکتے اور نہ ہی پہلے تین خلفائے کرام کو منصب خلافت پر اپنے جوہر دکھانے کا موقع ملتا۔ کیونکہ حضرت علی کا وصال ان تینوں خلفاء کے وصال کے بعد ہوا۔ حکمت ازلی کا تقاضہ یہی تھا کہ صحبت نبوی کے چاروں تربیت یافتہ مردان باکمال اپنے اپنے عرصہ جات میں اپنے اپنے جوہر دکھاتے اور دنیا کو اپنے فیوض و برکات سے مستفیض فرماتے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد اکابر مہاجرین و انصار اور زعمائے ہر شہر و دیار کے متفقہ فیصلے کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور ہر خاص وعام نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

خلافتِ صغریٰ وخلافتِ کبریٰ ☆: حضرت خواجہ عبید اللہ احرار اپنے رسالہ استغال میں رقم طراز ہیں کہ امام الانبیاء حبیب کبریا ﷺ کو بارگاہ خداوندی سے حکم ملا کہ اسرار مرتبۂ ولایت وتوحید جو مقام "لی مع اللہ" میں آپ کو بلاواسطہ جبرئیل امین علیہ السلام حق تعالیٰ سے براہ راست ملے ہیں وہ بلا طلب کسی کو نہ بتائے جائیں (یہ سنت مشائخ عظام میں آج بھی جاری ہے)۔

اور مرتبہ نبوت کے جو احکام بواسطہ جبرائیل امین ملے تھے۔ وہ ہر خاص وعام تک پہنچائے جائیں خواہ کوئی طلب کرے یا نہ کرے۔

ایک دن رسالت مآب ﷺ مغموم بیٹھے تھے کہ ہر شخص ہم سے احکام شریعت دریافت کرتا ہے مگر اسرار باطن کا طلب گار کوئی نہیں۔ شاید یہ اسرار میں اپنے ساتھ ہی لے جاؤں گا۔ آپ ﷺ کے دل میں ابھی یہ خیال آیا ہی تھا کہ رب کائنات کی جانب سے حکم آیا۔ **اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ شَیْئًا یُّسَبِّبُ اَسْبَابَہٗ** ادھر یہ حکم آیا ادھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دل میں خیال آیا کہ فرمان الٰہی کے مطابق میں نے احکام شریعت تو حضور سرور کائنات ﷺ سے حاصل کر لئے ہیں مگر احوال باطن سے ابھی تک آگاہ نہیں ہوں تا کہ ان معاملات میں بھی حضور ﷺ کی متابعت کروں۔

چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بہ کمال صدق و اخلاص حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اسرار مرتبۂ ولایت وتوحید سے بھی آشنا فرما دیجیے۔ آپ کے اس سوال سے حضور علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے علی مجھے رب کریم کی پاک ذات کی طرف سے یہی حکم ملا تھا کہ جو طلب کرے اسے عطا کر دینا اس کے علاوہ کسی کو بھی اس پوشیدہ راز سے آگاہ نہ کرنا۔ الحمد اللہ کہ خدا نے آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا اے علی ولایت جس کا مطلب ذات حق کا مشاہدہ ہے۔ اس میں تم میری مانند ہو۔ اور نبی کریم نے وہ تمام پوشیدہ اسرار و معرفت و ولایت وتوحید آپ کے سینے میں منتقل فرما دیئے۔

چنانچہ اس کے بعد یہی راز حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مشائخ عظام کو حاصل ہوئے۔ اور اس کے بعد ان سے آگے چل کر آنے والے مشائخ کو سینہ بسینہ منتقل ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے۔ اس سلسلہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک **اَلْعلما**

Marfat.com

ورثة الانبیاء۔ علماء وارث ہیں انبیاء کے۔ کا معنیٰ اور مطلب یہی ہے۔

حضرت بندہ نواز گیسودراز رحمتہ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام کی خلافت کی دو قسمیں ہیں ایک خلافت کبریٰ دوسری خلافت صغریٰ۔ خلافت کبریٰ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذات سے مخصوص ہے اس پر امت مصطفیٰ ﷺ کا اتفاق ہے۔ لیکن خلافت صغریٰ کے متعلق قدرے اختلاف ہے۔ اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ خلافت صغریٰ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق کو ملی جبکہ شیعہ وروافض کہتے ہیں کہ حضرت علی کو ملی۔

لیکن حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب اقتباس الانوار میں رقمطراز ہیں کہ خلافت کبریٰ وصغریٰ دونوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی اور پھر اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچی اور ان کے ذریعہ سے تمام مشائخ کبار کو پہنچی۔ اور یہی صحیح ہے۔

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ لطائف اشرفی میں فرماتے ہیں کہ بارگاہ رب العزت سے جو خلعت حضرت جبرائیل لے کر آئے تھے نبی کریم ﷺ نے اس کے چار ٹکڑے فرمائے اور اپنے صحابہ میں سے ایک ٹکڑا حضرت صدیق اکبر، ایک ٹکڑا حضرت فاروق اعظم، ایک ٹکڑا حضرت عثمان غنی، ایک ٹکڑا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو عطا فرما کر وصیت کی کہ ان کو سنبھال کر رکھنا اور بوقت ضرورت لے آنا۔ ایک دن آقا علیہ السلام نے ان چاروں سے وہ جامہ طلب کیا تو تین اصحاب گھر گئے مگر کافی تلاش کے بعد بھی نہ ملا جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے وہ چاروں ٹکڑے لا کر آپ کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیش کر دیئے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ارشاد فرمایا اے علی مبارک ہو۔ اور اسے پہنو اور لوگوں کو پہناؤ۔ حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی فرماتے ہیں کہ یہ روایت حضرت بندہ نواز سید محمد گیسودراز الرحمۃ کے قول کے عین مطابق ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ خلافت کبریٰ وصغریٰ چاروں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عطا ہوا۔ بعد ازاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عطا ہوا۔ اور ان کے ذریعے دیگر مشائخ عظام میں سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔

فضائل ومراتب درشان حضرت مولائے کائنات ☆: حضرت مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا مقام فقر وولایت میں بہت بلند وبالا ہے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ **شَیْخُنَا فِی الْاُصُوْلِ وَالْبَلَاءِ عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی** ۔ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس طریق میں ہمارے امام ہیں۔

نمبر۲ ☆: حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مراۃ الاسرار میں روضۃ الشہداء سے نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کے کسی اور صحابی سے اس قدر علم نہیں ملا جتنا علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ذریعے ملا۔

نمبر۳ ☆: اسی طرح تصوف کی مستند اور جامع کتاب شرح تعرف کے مصنف حضرت شیخ ابوبکر بن ابی الحاق بخاری کلاآبادی نے لکھا ہے کہ جو حقائق ومعارف حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بیان فرمائے ہیں وہ آپ سے پہلے کسی اور صحابی نے بیان نہیں فرمائے

Marfat.com

اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد ایک دن آپ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ (سَلُوْنِیْ مَادُوْنَ الْعَرْشِ) یعنی مجھ سے ماورائی عرش کے متعلق پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو۔ اور میری دونوں جانب علمائے بیٹھے ہیں۔ یہ اثر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لعاب دہن کا جو آپ نے ولادت علی کے بعد حضرت علی کے منہ میں ڈال کر نوازا تھا۔

نمبر ۴ ☆: حضرت امام ہمام محدث کبیر الحافظ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف تاریخ الخلفاء کے صفحہ نمبر ۲۲۹ پر رقم طراز ہیں کہ حاکم میں بروایت احمد منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی فضیلت پر جتنی احادیث وارد ہوئی ہیں اتنی کسی اور صحابی کی فضیلت میں نہیں ہیں۔

بخاری اور مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا اے علی تم مدینہ میں ہی رہو تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ بچوں اور عورتوں پر مجھے خلیفہ بنا کر جا رہے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں تمہیں ویسے چھوڑ کر جا رہا ہوں جیسے موسیٰ علیہ السلام ہارون علیہ السلام کو چھوڑ کر گئے تھے۔ بس فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

نمبر ۵ ☆: بخاری و مسلم میں حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جنگ خیبر کے دوران فرمایا اسلامی پرچم کل میں اس شخص کو دوں گا۔ جس کے ہاتھوں انشاء اللہ خیبر فتح ہوگا اور وہ شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ جبکہ اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے خوش ہیں۔ ساری رات لوگ آپس میں رائے زنی کرتے رہے کہ کل یہ علم کس کو ملے گا۔ صبح ہوئی تو ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ شاید یہ اعزاز مجھے ملے گا۔

حضور اکرم ﷺ نے سب صحابہ کو بلایا جب تمام صحابہ کرام پہنچ گئے تو سرکار علیہ السلام نے پوچھا حضرت علی کہاں ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا حضور ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں اس لئے خدمت میں حاضر نہ ہو سکے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا انہیں جلدی سے بلاؤ۔ جب وہ تشریف لائے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن حضرت علی کی آنکھوں میں لگایا جن سے ان کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ بعد ازاں اسلامی پرچم سرکار علیہ السلام نے حضرت علی کے ہاتھوں عطا فرمایا۔ اور ہم تمام صحابہ سوچتے ہی رہ گئے۔

نمبر ۶ ☆: مسلم شریف میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ (پ ۳۔ سورۃ آل عمران ع ۱۴۔ آیت ۶۱)

نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا حضرت امام حسن علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام کو بلا کر جمع کیا اور اللہ کریم کی بارگاہ میں فرمایا اے میرے معبود یہ میرے اہل بیت ہیں۔

نمبر ۷ ☆: ترمذی شریف میں ابو سریحہ اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا **مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاهُ** جس کا میں مولا اس کا علی بھی مولا ہیں۔ یہ حدیث مسند احمد اور طبرانی شریف میں بھی ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور

Marfat.com

اکرم ﷺ نے فرمایا یا اللہ جو علی سے محبت رکھتا ہے اس سے تو بھی محبت فرما۔ اور جو علی سے دشمنی رکھتا ہے تو بھی اس سے دشمنی فرما۔

مسند احمد میں ابوالطفیل سے مروی ہے کہ حضرت علی نے ایک دفعہ لوگوں کو ایک کھلے میدان میں جمع کیا اور فرمایا کہ تم لوگ قسم کھا کر بتاؤ کہ یوم غدیر خم کے موقع پر حضور ﷺ نے میرے حوالے سے کیا فرمایا تھا۔ چنانچہ تیس افراد مجمع میں سے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمارے سامنے فرمایا تھا کہ **مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ** جس کا میں مولا ہوں اس کے علی بھی مولا ہیں۔

اور فرمایا اے اللہ علی سے محبت کرنے والوں سے تو بھی محبت فرما۔ اور جو علی سے بغض رکھتے ہیں ان سے دشمنی فرما۔

نمبر ۸ ☆: صحیح مسلم میں ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو جان دے کر اُگایا۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ مومن تجھ سے محبت کرے گا جبکہ منافق دشمنی رکھے گا۔

نمبر ۹ ☆: طبرانی شریف میں حضرت جابر بن عبداللہ سے جبکہ ترمذی اور حاکم میں حضرت علی سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا **اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا** میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

نمبر ۱۰ ☆: حاکم میں ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے مجھے یمن کا قاضی مقرر فرمایا۔ میں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ بے کس پناہ کے اندر عرض کیا کہ میں نوعمر ہوں اور معاملات نمٹانے کا تجربہ بھی نہیں ہے پھر بھی آپ مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیج رہے ہیں؟

نبی کریم ﷺ نے یہ سُن کر میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اے اللہ اس کے سینے کو منور فرمادے اور اس کی زبان کو پُر اثر بنادے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس پاک ذات کی قسم جس کے حکم پر بیج سے درخت پیدا ہوتا ہے اس دعا کے بعد کسی مقدمہ اور مسئلہ کے حل کرنے میں کبھی مجھے کوئی تردد یا کھٹکا نہیں ہوا۔ اور ہر مقدمہ میں بلاشک وشبہ میں نے صحیح فیصلہ کیا۔

نمبر ۱۱ ☆: حضرت امام عبدالرحمٰن صفوری شافعی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب نزہۃ المجالس صفحہ ۱۴۰ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان اگر ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور حضرت علی کا ایمان دوسرے پلڑے میں تو حضرت علی کا ایمان بڑھ جائے۔

نمبر ۱۲ ☆: سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ جو چاہتا ہو کہ حضرت آدم کو ان کے علم میں نوح علیہ السلام کو ان کی سمجھ میں ابراہیم کو ان کے حلم میں موسیٰ کو ان کے زہد میں اور محمد مصطفیٰ ﷺ کو ان کے رونق و بہار میں دیکھے اسے علی ابن ابی الطالب کو دیکھنا چاہیے۔ اس کو امام ابن جوزی نے اپنی کتاب الوفا اور حضرت امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں بالالفاظ مختلف روایت کیا ہے۔

نمبر ۱۳ ☆: امام عبدالرحمٰن صفوری نزہۃ المجالس صفحہ ۱۴۰ پر رقم طراز ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ علی ابن ابی اطالب کی محبت گناہوں کو ایسے کھاجاتی ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو کھاجاتی ہے۔ اور اگر تمام لوگ ان کی محبت پر مجتمع ہوجاتے تو خدا جہنم کو پیدا نہ کرتا۔

Marfat.com

نمبر۱۴☆: فقیر راقم الحروف عرض گزار ہے کہ اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مراتب وفضائل مفصل طریقے سے درج کئے جائیں تو ایک دفتر درکار ہے میں اس پر اکتفا کرتے ہوئے اتنا ضرور عرض کروں گا کہ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ آپ برادرِ مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ آپ داماد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور سرکار علیہ السلام کے باطنی علوم کے وارث قرار پائے گئے اور اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی کہ آپ کی ولادت کعبہ شریف میں ہوئی اور شہادت مسجد میں ہوئی۔ بقول عارف کامل:

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت
بہ کعبۂ ولادت بہ مسجد شہادت

صفات مولائے کائنات☆: مولائے متقیان حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے کلام کی روشنی میں: امور میں توکل، گفتگو میں صداقت، سلام میں پہل، انتقام میں تاخیر، نیکی میں سبقت، کلام میں ادب، جواب میں تامل، امور میں تفکر، کاموں میں استقامت، مصائب میں صبر، مشکلات میں ثابت قدمی، اطاعت میں اصرار، فیصلہ میں انصاف، جہاد میں تعاون، معاش میں نظم، شہوت میں کمی، لباس میں پاکیزگی، تکبر سے دوری، غصہ سے پرہیز، غیبت سے اجتناب، جاہلوں سے نرمی، لوگوں سے محبت، اہلخانہ سے خوش اخلاقی، مغلوب سے فیاضی، بخل سے پرہیز، مظلوم کی امداد، غریبوں کی دلجوئی، بیمار کی عیادت، نیکوں کی صحبت، وعدہ کی وفا، نفس کی مخالفت، خلوص کی کوشش، مساکین پر ایثار، یتیموں پر نوازش، موقع پر سخاوت، قدرت کے باوجود درگزر، خدمت خلق، مہمان نوازی، نعمتوں کا شکر، والدین کا احترام۔

کرامات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم☆: صحیح روایات سے ثابت ہے کہ جب آپ گھوڑے پر سواری کرتے وقت گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو تلاوت قرآن شروع کرتے اور دوسری رکاب میں پیر ڈالتے تو ختم کلام مجید کر لیتے تھے۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ گھوڑے پر پوری طرح بیٹھنے سے پہلے قرآن کریم ختم کر لیتے تھے۔ حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب اقتباس الانوار میں اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ آپ کی یہ کرامت بسطِ زمان کہلاتی ہے اور شیخ ابن عربی فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ ولی اللہ کی زبان پر درحقیقت قاری حق تعالیٰ تھا اور بشر درمیان میں نہ تھا۔

شواہد النبوت صفحہ ۲۸۰ تاریخ الخلفاء۔ نزہتہ المجالس۔ مرآۃ الاسرار وغیرہ۔

کرامت نمبر۲☆: حضرت عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب شواہد النبوۃ کے صفحہ ۲۸۱ پر رقم طراز ہیں کہ حضرت اسماء بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ جس رات حضرت سیدنا علی علیہ السلام نے میرے شب زفاف گزاری۔ مجھے آپ سے بہت خوف لاحق ہوا۔ کیونکہ میں نے زمین کو آپ سے ہمکلام ہوتے ہوئے سنا۔ صبح ہوئی تو میں یہ تمام واقعہ سرکار علیہ السلام کی خدمت میں گوش گزار کیا تو رسالت مآب ﷺ نے ایک طویل سجدہ کیا اور سر اٹھا کر فرمایا۔ اے فاطمہ تجھے پاکیزہ اولاد کی خوشخبری ہو جن کو خدائے تعالیٰ نے تمام مخلوق پر فضیلت دی اور زمین کو حکم دیا کہ وہ آپ کو ایسے تمام واقعات بتلائے جو مشرق ومغرب تک اس پر واقعہ ہونے والے ہیں۔

اقتباس الانوار صفحہ ۱۰۸۔

Marfat.com

کرامت نمبر۳ ☆: ایک مرتبہ اہل کوفہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی یا امیر المومنین اِمسال دریائے فرات میں طیغانی کے باعث ہماری کھیتیاں ضائع ہوگئی ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر آپ اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا مانگیں کہ دریا کا پانی کم ہو جائے۔ آپ اٹھ کر گھر تشریف لائے۔ لوگ دروازے پر کھڑے ہو کر آپ کا انتظار کرنے لگے۔

اچانک آپ حضور ﷺ کا جبہ مبارک پہنے اور عمامہ سر پر باندھے عصا مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے باہر تشریف لائے۔ ایک گھوڑا منگوا کر اس پر سوار ہوئے۔ اپنے بیگانے سب لوگ آپ کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔ جب نہر فرات کے کنارے پہنچے تو آپ گھوڑے سے اترے اور دو رکعت نماز نہر فرات کے کنارے ادا کی پھر کھڑے ہوئے اور عصا مبارک ہاتھ میں لیا اور فرات کے پُل پر آ گئے اس وقت حضرت حسنین کریمین بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے عصا مبارک سے دریا کی جانب اشارہ کیا تو پانی کی سطح ایک فٹ کم ہوگئی۔ آپ نے فرمایا اے اہل کوفہ کیا اتنا کافی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا نہیں اے امیر المومنین۔ آپ نے پھر عصا مبارک سے دریا کے پانی کو اشارہ کیا تو پانی ایک فٹ اور کم ہو گیا۔ حتیٰ کے تیسری مرتبہ بھی اسی طرح کیا جب تین فٹ پانی کم ہو گیا تو لوگوں نے کہا یا امیر المومنین بس اتنا کافی ہے۔ شواہد النبوۃ صفحہ ۲۸۲۔۸۳۔

کرامت نمبر۴ ☆: حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب مرآۃ الاسرار کے حوالے سے حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی رحمتہ اللہ علیہ کی اپنی کتاب اقتباس الانوار کے صفحہ ۲۱۱ پر رقم طراز ہیں کہ ایک دن شاید حضرت امیر المومنین مذاق کر رہے تھے اور آنحضرت کی بھی عادت شریفہ تھی کہ کبھی کبھی مذاق فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی بھی موجود تھے۔ انہوں نے ایک بات کی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ بچپن یا جوانی کے دوران کی بات ہے۔ اس پر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا۔ اے سلمان کیا تم ازرونہ جنگل کا واقعہ بھول گئے ہو انہوں نے کہا کہ نہیں آپ نے فرمایا وہ برقعہ پوش سوار میں ہی تھا۔ یہ سن کر حضرت سلمان فارسی نے معافی مانگی۔

اصل واقعہ یوں ہے کہ حضرت سلمان فارسی کی عمر چار سو سال تھی آپ کا وطن فارس تھا۔ حضرت علی علیہ السلام کی ولادت سے دو سو سال پہلے حق تعالیٰ کے ایک اشارے کے مطابق وہ اپنے شہر سے نکلے اور مرشدِ ہادی کی تلاش میں ایک دن بیابان جنگل سے گزر رہے تھے جس کا نام ازرونہ تھا کہ یکا یک ان پر ایک خونخوار شیر نے حملہ کر دیا۔ چونکہ وہاں پر امداد کرنے والا کوئی نہ تھا حضرت سلمان فارسی نے دل میں خیال پکا کر لیا کہ اب موت یقینی ہے۔ اسی وقت غیب سے ایک برقعہ پوش سوار برآمد ہوا جس نے شیر پر نیزے سے حملہ کر کے دور بھگا دیا۔ اس واقعہ کا صرف اور صرف حضرت سلمان فارسی کو علم تھا۔ جس کو حضرت علی نے اس وقت یاد دلایا تھا۔

حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی فرماتے ہیں کہ اس وقت شاید حضرت علی کی روحانیت نے ولادت سے دو سو برس قبل وجود مثالی میں ظاہر ہو کر حضرت سلمان فارسی کو شیر کے پنجے سے نجات دلائی ہو گی۔

کرامت نمبر۵ ☆: جس وقت آپ جنگ صفین میں مشغول تھے کہ آپ کے ساتھیوں کو پانی کی طلب ہوئی۔ لوگ دائیں بائیں دوڑے لیکن کہیں بھی پانی کا سراغ نہ ملا۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی توجہ ایک کنویں سے ہٹائی تو تو لق و دق صحرا میں ایک کلیسا نظر آیا۔ آپ نے اس کلسیا میں رہنے والے سے پانی کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہاں سے دو فرسنگ کے

Marfat.com

فاصلے پر پانی موجود ہے۔ آپ کے ساتھیوں نے عرض کیا۔ امیر المومنین ہمیں اجازت دیجیے۔ شاید ہم اپنی قوت ختم ہونے سے پہلے پانی تک رسائی حاصل کر لیں۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا اس کی کیا حاجت ہے؟

پھر آپ نے اپنے خچر کو مغرب کی طرف مہمیز لگائی اور ایک طرف اشارہ کر کے فرمایا یہاں سے زمین کھودو۔ ابھی تھوڑی ہی زمین کھودی گئی تھی تو زمین کے نیچے سے ایک پتھر نکلا جسے ہٹانے کے لئے کوئی بھی ہتھیار کارگر نہ ہو سکا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا یہ پتھر پانی پر واقع ہے۔ ذرا ہمت کر کے اسے اکھاڑ پھینکو۔ آپ کے ساتھیوں نے ہر چند کوشش کی لیکن اسے اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے۔ اس پر حضرت مولائے کائنات مشکل کشا شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے خچر سے نیچے تشریف لائے اور اپنی آستین چڑھا کر اپنی انگلیاں اس پتھر کے نیچے رکھ کر زور لگایا تو وہ پتھر وہاں سے ہٹ گیا اور اس کے نیچے سے صاف نہایت ٹھنڈا اور میٹھے پانی کا چشمہ نکل آیا۔ پانی ایسا صاف کہ تمام سفر میں کسی نے ایسا پانی نہ پیا تھا۔

چنانچہ سب نے پانی پیا اور جتنا چاہا اپنے برتنوں میں بھر لیا پھر حضرت علی نے اس پتھر کو اٹھا کر دوبارہ اس چشمہ پر رکھ دیا۔ اور فرمایا کہ دوبارہ اس پر مٹی ڈال دو۔

اس تمام معاملے کا مشاہدہ اس کلیسا کا راہب بذات خود کر رہا تھا۔ وہ کلیسا سے نیچے اترا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سامنے کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا کیا آپ پیغمبر و مرسل ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا نہیں۔ پھر اس نے پوچھا کیا آپ کوئی مقرب فرشتہ ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر اس نے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا میں وصی پیغمبر و مرسل جناب محمد ﷺ ہوں۔

راہب کہنے لگا۔ ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لوں۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تو راہب نے کہا

اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰه وَاَشْهَدُ اَنَّكَ عَلِيٌّ وَصِيّ رَسُوْلَ اللّٰه

جب وہ کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر چکا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس راہب سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ تم عرصہ سے اپنے مذہب پر کاربند تھے اور اب ایک دم مذہب اسلام کو قبول کر چکے ہو؟

اس نے عرض کیا یا امیر المومنین۔ اس کلیسا کی بنیاد اس پتھر ہٹانے والے کے لئے تھی۔ مجھ سے پہلے کئی راہب یہاں رہتے رہے ہیں مگر چونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے اور اپنے راہبوں سے سنا ہے کہ اس جگہ پر چشمہ ہے اور اس پر ایک نادیدہ پتھر ہے جسے کسی پیغمبر یا وصی پیغمبر کے سوا کوئی نہ اکھاڑ سکے گا۔ جب میں نے دیکھا کہ آپ نے اس پتھر کو اکھاڑ پھینکا ہے تو میری مراد پوری ہو گئی اور مجھے جس چیز کا انتظار تھا۔ وہ مل گئی۔ جب آپ نے اس کی یہ بات سنی تو اتنے روئے کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک تر ہو گئی۔ پھر فرمایا سب تعریفیں اللہ کریم کے لئے ہی۔ کہ میں بھولا بسرا نہیں ہوں بلکہ اس کی کتابوں میں میرا ذکر ہے۔

اس کے بعد وہ راہب آپ کا غلام بن گیا۔ اور آپ کے ساتھ اہل شام سے مقابلہ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کر دیا۔ اور اس کے لئے دعائے مغفرت کی جس وقت بھی اس کا ذکر آپ کے سامنے ہوتا آپ اسے

Marfat.com

غلام کہہ کر پکارتے۔

مولانا رومی کا آپ کی خدمت میں منظوم خراج عقیدت☆:

تاصورت پیوند جهاں بود علی بود
تانقش زمیں بود زماں بود علی بود

ترجمہ☆: کائنات کا شیرازہ جن کے دم سے قائم ہے وہ علی ہیں۔ زمین وزماں کا نقش یعنی خلاصہ یا دیباچہ علی ہیں۔

شاهے که ولی بود وصی بود علی بود
سلطان سخا و کرم و جود علی بود

وہ بادشاہ جو بیک وقت ولی بھی ہیں اور وصی یعنی نبی اکرم ﷺ کے وصیت یافتہ وہ علی ہیں۔ سخاوت اور کرم وعطا کے بادشاہ بھی علی ہیں۔

آں شاه سرفراز که اندر شب معراج
بااحمد مختار یکے بود علی بود

وہ بلند مرتبہ شہنشاہ جو شب معراج سرور کائنات کے ساتھ یک جان تھے وہ علی ہیں۔

آں شیرِ دلاور که برائے طمعِ نفس
برخواه جهاں پنجه نیا بود علی بود

وہ دلاور شیر کہ جس نے طمع نفس سے کبھی بھی دنیا کے دسترخوان پر اپنا ہاتھ آلودہ نہ کیا وہ علی ہیں۔

سرِّ دوجهاں جمله ز پیدا وز پنهاں
شمش الحق تبریزی که به نمود علی بود

ساری کائنات کے سب ظاہری وباطنی رموز جو شمس الدین تبریزی نے بیان کئے وہ علی ہیں۔

هارون ولایت زپس موسیٰ و عمران
باالله که علی بود علی بود علی بود

اقلیم ولایت کے ہارون بعد حضرت موسیٰ وعمران خدا کی قسم علی ہیں۔ علی ہیں۔ علی ہیں۔

ایں یك دو سهه بیتے که بگفتم بحقیقت
صفا که مرادِ من و مقصود علی بود

حضرت رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ ایک دو تین شعر جو میں نے کہے ہیں میری مراد اور میرا مقصود اس میں وصال علی تھا یا حضرت علی کی خوشنودی طبع ہے۔

Marfat.com

اقوالِ زریں و تعلیمات ☆: ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سخاوت کی تعریف پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ بن مانگے کسی کو کچھ دے دینا یہ سخاوت ہے۔ جبکہ مانگنے پر دینا بخشش ہے۔

نمبر۲ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ عبادت میں سستی کا پیدا ہو جانا دراصل معصیت کی سزا ہے۔ نیز معصیت سے معاشی تنگ دستی اور لذت و لطف میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

نمبر۳ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ حرام کی کمائی کو مکمل اور بھرپور طریقہ سے چھوڑنے کی کوشش پر رزق حلال کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔

نمبر۴ ☆: آپ کی خدمت میں ایک یہودی نے آ کر عرض کی ہمارا رب کب سے ہے؟ یہ سُن کر آپ کا چہرا انوار سُرخ ہو گیا اور فرمایا کہ وہ اس طرح کی ذات نہیں کہ پہلے نہیں تھا بعد میں ہو گیا۔ وہ جیسا ہے ویسا ہی ہمیشہ سے ہے نہ اس کی ابتداء ہے اور نہ انتہا ہے تمام نہایات اس سے پہلے ختم ہو جاتی ہیں وہ تمام انتہاؤں کی انتہا ہے وہ یہودی یہ سنتے ہی مسلمان ہو گیا۔

نمبر۵ ☆: آپ جب ابن ملجم کی تلوار کے وار سے زخمی ہو گئے تو آپ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ میری چار باتوں کو ان چار باتوں سے ملا کر یاد رکھنا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا فرمائیے کہ وہ چار باتیں کونسی ہیں۔

۱۔ آپ نے فرمایا اول یہ کہ عقل کی دولت سب سے بڑی تونگری ہے جبکہ حماقت سب سے بڑی مفلسی ہے۔ غرور و تکبر سب سے بڑی وحشت ہے جبکہ اخلاق سب سے بڑا کرم ہے۔

۲۔ احمق کی صحبت سے بچنا۔ وہ نفع پہنچانا چاہتا ہے مگر پہنچاتا نقصان ہے۔

۳۔ آپ فرماتے ہیں کہ جھوٹے آدمی سے بچو کہ وہ قریب کو بعید اور بعید کو قریب کر دیتا ہے۔

۴۔ بخیل سے بچو کہ وہ ایسی چیزیں تم سے ترک کرا دے گا جس کی سخاوت و فیاضی تمہیں ضرورت ہے۔ نیز فاجر سے بھی بچو کہ وہ تمہیں معمولی دام بیچ دے گا۔

نمبر۶ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ جس پر احسان کرو اس کے شر سے بچنے کی بھی تدبیر سوچو۔

نمبر۷ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ حد سے زیادہ ہوشیاری دراصل بدگمانی ہے۔

نمبر۸ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ محبت سے دور کے لوگ بھی نزدیک ہو جاتے ہیں جبکہ دشمنی سے قریبی لوگ بھی دور ہو جاتے ہیں۔ ہاتھ جسم کا قریبی حصہ ہے۔ مگر جب یہ گل سڑ جاتا ہے تو اسے کاٹ دیا جاتا ہے اور اس مقام کو پھر داغ دیا جاتا ہے۔

نمبر۹ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ میری یہ پانچ باتیں گرہ باندھ لو۔

۱۔ ڈرنا ہے تو صرف گناہ سے ڈرو باقی کسی چیز سے مت ڈرو۔

۲۔ اپنی آرزوئیں اور امیدیں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے وابستہ رکھو۔

۳۔ کسی بھی چیز کو سیکھنے میں شرم نہ کرو۔

۴۔ اگر کوئی مسئلہ پوچھے اور عالم صحیح طرح نہ جانتا ہو تو اسے یہ کہنے میں عار نہیں آنی چاہیے کہ میں یہ مسئلہ نہیں جانتا۔

Marfat.com

۵۔ صبر اور ایمان کی مثال سر اور جسم کی سی ہے سر کٹتے ہی جسم بے طاقت ہو جاتا ہے۔ یعنہ مرجاتے ہی ایمان رخصت ہو جاتا ہے۔

لائق فقیہہ وہی ہے جس سے لوگ مایوس نہ ہوں اور وہ گناہوں کے کاموں میں لوگوں کو ڈھیل نہ دے اور نہ ہی عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کا اطمینان دلائے۔ بلکہ انہیں قرآن پڑھنے کے لئے مائل کرے۔ یاد رکھو عبادت گزار کو اگر اپنی عبادت کی خبر نہ ہو تو ایسی عبادت میں خیر و بھلائی نہیں ہو سکتی۔ وہ علم علم ہی نہیں ہے جسے اچھی طرح سے سمجھ کر نہ پڑھا گیا ہو۔

نمبر ۱۰☆: آپ فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں لوگ خود دیکھ لیں گے کہ مومن شخص آزاد کو غلام سے بھی زیادہ ذلیل سمجھا اور کہا جائے گا۔

آپ کی پیشن گوئی ☆: آپ نے اپنے خطبوں میں سے ایک خطبے میں واقعہ بغداد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ میں نبی عباس میں سے ایک شخص کو دیکھ رہا ہوں جسے وہاں کے لوگ قربانی کے اونٹ کی طرح ذبح کر رہے ہیں لیکن اسے طاقت نہیں کہ وہ ان سے چھٹکارا حاصل کر سکے۔ اس پر نہایت ہی افسوس ہے کہ اپنے پروردگار کے احکام کو پس پشت ڈال کر اس قوم میں نہایت ذلیل و خوار ہو گیا ہے اور بندہ دنیا کا ہو کر رہ گیا ہے۔

اسی دوران فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو تمہیں ان کے ناموں سے ان کے قال و قیل اور ان کے حیلے بہانے اور قتل گاہیں بتادوں۔

آپ کی عمر و مدت خلافت اور آپ کے خلفاء ☆: آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس ہوئی۔ جبکہ آپ چار برس نو ماہ خلیفۃ المسلمین کے منصب جلیلہ پر فائز رہے۔ اور آپ کے کل چار خلفاء ہوئے ہیں جن پر تمام مورخین کا اتفاق ہے۔ جن میں علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں علامہ عبدالرحمٰن جامی شواہد النبوت میں علامہ امام یوسف بنہانی جامع کرامات اولیاء میں علامہ حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی مرآۃ الاسرار میں حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی اقتباس الانوار میں امام عبدالرحمٰن جامی نفحات الانس میں امام صفوری نزہۃ المجالس میں اِن خلفاء کے نام پر متفق ہیں جن میں حضرت امام حسن حضرت امام حسین حضرت خواجہ حسن بصری حضرت خواجہ کمیل بن زید رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

جو کہ چہار پیر کے نام سے معروف و مشہور ہیں اور ان ہی حضرات سے طریقت کے تمام سلاسل جاری ہوئے اور تمام سلاسل کے پیشوایان کا شجرہ طریقت کسی نہ کسی طرح ان چار حضرات جن کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے خرقہ خلافت ملا سے تعلق واسطہ بنتا ہے۔

آپ کی اولادِ اطہار و ازواج مطہرات ☆: آپ کی نو (۹) بیویاں تھیں لیکن جب تک حضرت سیدہ طیبہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ظاہری طور پر حیات رہیں آپ نے دوسری شادی نہیں فرمائی۔

نبی اکرم ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد ماہ رمضان المبارک گیارہ ہجری میں حضرت سیدہ کائنات کا وصال باکمال ہوا۔ تو اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بقیہ زندگی میں آٹھ عورتوں سے عقد یعنی نکاح فرمایا۔ اور ان تمام ازواج سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اٹھارہ بیٹے جبکہ دوسری روایت کے مطابق بارہ بیٹے اور پندرہ بیٹیاں عطا فرمائیں۔

آپ کے پانچ فرزندان کی اولاد زندہ رہی باقی لاولد فوت ہوئے۔ آپ کے فرزندان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ جن میں

Marfat.com

حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت محمد حنیف، حضرت عمر، حضرت عباس رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ جن میں سے حضرت امام حسن و حسین حضرت سیدہ کائنات فاطمۃ الزہرا کے بطن مبارک سے اور حضرت محمد حنفیہ حضرت اسما بنت عمیس کے بطن سے حضرت عمر خولہ بنت جعفر بن قیس بن سلمہ کے بطن سے اور حضرت عباس حضرت ام البنین بنت خرام بن خالد بن جعفر بن ربیعہ کلابی جو اکابر قریش میں سے تھے کے بطن سے متولد ہوئے۔

وصال با کمال و ذوق شہادت ☆: معتبر کتب میں یہ روایت بھی کثرت سے موجود ہے کہ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو جناب رسالت مآب فخر موجودات حضرت رسول کریم ﷺ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی آپ کو آپ کا قاتل دکھا دیا تھا کہ یہ شخص تمہاری جان لے گا۔ قاتل دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئے اور شکر بجالا کر جو الفاظ آپ کی زبان ترجمان سے نکلے ان کا منظوم ترجمہ مولانا روم علیہ الرحمۃ نے اپنی مثنوی میں اس طرح فرمایا ہے۔

سیف و خنجر ریمانا...... نرجس و نسرین عدوئے جاننا

ہجرت کے بعد جب چالیس برس مکمل ہو گئے تو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اکثر اوقات فراق آمیز کلمات بیان فرمایا کرتے تھے۔

ایک بار آپ نے حضرت امام حسن و امام حسین علیہم السلام کو بلا کر وصیت فرمائی اور جو امانت رسول کریم ﷺ سے آپ کو ملی تھی ان کے حوالے فرمائی اور خلافت و امامت حضرت امام حسن کو عنایت فرمائی۔

جس روز آپ کو شہادت عظمیٰ نصیب ہوئی آپ اس سے پہلے تمام رات عبادت و ریاضت اور شوق حضوری میں جاگتے رہے اور صبح صادق کے وقت تازہ وضو کر کے مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ملعون ابن ملجم نے زبردست زہر آلود تلوار سے آپ کے سر مبارک پر وار کیا جس سے آپ کے مغز تک گہرا شگاف پڑ گیا۔ تلوار کی ضرب کھاتے ہی آپ نے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ آج میرا مقصد پورا ہوا۔ قید وجود سے نجات ملی اور محبوب حقیقی کا وصال نصیب ہوا۔ اس کے بعد حضرت امام حسن سے فرمایا کہ شرائط امامت بجالا کر لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ۱۹ ماہ رمضان المبارک ۴۰ھ کو آپ پر حملہ ہوا اور اکیس رمضان المبارک شب جمعہ آپ شہادت عظمیٰ کے منصب پر فائز ہو کر کامیاب و کامران ہوئے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب آپ کا وصال با کمال ہوا تو قاتل نے کہا کہ تمام لوگ باہر چلے جائیں اور اس بندہ خدا کو میرے پاس رہنے دیں۔ جب میں باہر گیا تو اندر سے آواز سنائی دی کہ محمد علیہ السلام چلے گئے اور ان کا خلیفہ حامی دین متین بھی شہید ہو گیا۔ اب امت کی نگہبانی کون کرے گا۔ دوسرے شخص نے کہا جو ان کی سیرت پیش کرے گا۔

جب آوازیں ختم ہوئیں تو ہم اندر گئے۔ آپ کو غسل دیا۔ اور کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھا نماز جنازہ کی امامت حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمائی بعدازاں آپ کو آپ کی وصیت کے مطابق مقام غزہ جو آج کل نجف اشرف کے نام سے مشہور ہے عراق میں دفن کر دیا گیا۔

Marfat.com

بنا کردند خوش رسمے بخاك و خون غلطیدن
خدا رحمت کند این عاشقانِ پاك طینت را

حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی شان میں یوں رقم طراز ہیں۔

اوصاف علی علیه السلام بگفتگو ممکن نیست
گنجائش بحر درسبو ممکن نیست
من ذات علی بوالعجبی کے دانم
الله داند که مثل او ممکن نیست

فقیر راقم الحروف شانِ حیدر کرار میں یوں رقمطراز ہے

زمانے سے علی والوں کی سلطانی نہیں جاتی
اسی باعث منافق کی پریشانی نہیں جاتی
علی کی دشمنوں کی عاقبت پہچان لولوگو
یہ مرتے ہیں تو ان کی شکل پہچانی نہیں جاتی

ملنگوں کی زباں پر کبھی تالہ نہیں ہوتا
جہاں نورِ ولایت ہو وہ دل کالا نہیں ہوتا
قلندر نے دیا ہے درس یہ سارے زمانے کو
کہ ڈر جائے جو دنیا سے علی والا نہیں ہوتا

Marfat.com

منقبت در شان حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ

خواجۂ خواجگان حسن بصری
عارف لامکاں حسن بصری

آب پس خوردۂ نبی نوشد
بحر علم رواں حسن بصری

یافتے فیض از علیؓ مولا
رہبر رہبراں حسن بصری

پیش ظالم حجاج بن یوسف
بود کوہ گراں حسن بصری

نکتہ ہائے سلوک و عرفاں را
شہر سن بیاں حسن بصری

خاک پائیت ہمیں ظفر بس است
زندہ و جاوداں حسن بصری

از قلم: ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

Marfat.com

حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قدوۃ السالکین، برہان العارفین، امام الواصلین حجۃ الکاملین، دلیل العاشقین حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ زینت الاصفیاءؑ ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت گیارہ رمضان المبارک ۲۱ھ بروز بدھ بوقت مغرب مدینہ منورہ میں حضرت یسار بن موسیٰ راعی بن حضرت خواجہ اویس قرنی کے گھر ہوئی۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے جایا گیا۔ انہوں نے فرمایا اس کا نام حسن رکھو کیونکہ خوبرو یعنی خوبصورت ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خادمہ تھیں۔ آپ کے والد گرامی ہجرت کے بارہویں سال حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ ایک اور روایت کے مطابق وہ حضرت ثابت انصاری کے غلام تھے۔

آپ کی توبہ کا واقعہ ☆: تصوف کی معروف کتاب رونق المجالس میں آپ کی توبہ کا سبب یہ لکھا ہے۔ کہ ایام جوانی میں آپ عمدہ لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے اور بصرہ کے بازاروں میں خودنمائی اور سیر کیا کرتے تھے۔

ایک دن محلہ میں سے جا رہے تھے کہ ایک نہایت ہی حسین وجمیل اور صاحب جمال عورت پر نظر پڑی وہ آگے جا رہی تھی اور آپ پیچھے جا رہے تھے اس عورت کو یہ بات ناگوار گزری اور پیچھے کی طرف مڑ کر کہا تجھے شرم نہیں آتی۔ حسن بصری نے کہا کس سے شرم آئے عورت نے کہا۔ **فمن یعلم خائنۃ الاعین و ماتخفی الصدور** اس بات سے حضرت حسن بصری بہت متاثر ہوئے اس کے بعد اس عورت نے پوچھا کہ میری کس خوبی کی وجہ سے تم میرے پیچھے پڑ گئے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ تمہاری آنکھوں کا شیدا ہوں۔ عورت نے کہا میرے ساتھ آؤ۔ جب وہ اپنے گھر پہنچی تو اس نے اندر لے جا کر دونوں آنکھیں پلیٹ میں نکال کر رکھ دیں۔ اور اوپر رومال ڈال کر حضرت حسن بصری کے پاس بھیج دیں۔ اور یہ پیغام بھیجا کہ میں نہیں چاہتی کہ میری ان دو آنکھوں کے سبب کوئی شخص فتنہ میں مبتلا ہو۔ یہ بات سن کر حضرت حسن بصری اپنے فعل قبیح پر نادم ہوئے اور خاک وخون میں غلطیدہ ہو کر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور روتے ہوئے اپنے گھر پہنچے اور اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہا کہ افسوس ہے تم پر اور تمہاری ڈاڑھی پر کہ اس عورت سے بھی کم ہمت نکلا۔

چنانچہ آپ تائب ہو گئے اور ساری رات گریہ وزاری میں مبتلا رہے۔ جب صبح ہوئی تو اس عورت کی خبر گیری کے لئے دوبارہ اس

Marfat.com

کے گھر گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے گھر کا دروازہ بند ہے اور اندر سے رونے کی آواز آ رہی ہے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو چکی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر آپ روتے اور تڑپتے ہوئے گھر آئے اور مسلسل تین رات تک اسی طرح گریہ وزاری کرتے رہے۔ چوتھی رات خواب میں دیکھا کہ وہ عورت بہشت میں ایک خوبصورت پلنگ پر بیٹھی ہے۔ یہ دیکھ کر آپ نے کہا اے حور بہشت میرا گناہ معاف کر دے اور مجھے بخش دے۔ اس خاتون نے کہا تمہاری وجہ سے تو مجھے یہ درجہ ملا ہے۔ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے اس سے فرمایا مجھے کوئی نصیحت کرو تا کہ اس پر کاربند رہوں۔ اس نے کہا میری نصیحت یہ ہے کہ ہمیشہ یاد خدا میں رہو خصوصاً خلوت میں۔ جب آپ خواب سے بیدار ہوئے تو گھر کا تمام اثاثہ غربا اور فقراء میں تقسیم کر دیا۔ حتیٰ کہ ایک دن کا کھانا بھی اپنے پاس نہ چھوڑا۔

اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام عمران کی خدمت اختیار کی اور ریاضت ومجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ پھر کیفیت یہ بن گئی کہ تین دن کبھی چار دن کے بعد بعض اوقات پانچ دن کے بعد افطار کرتے تھے۔ اور یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچی ہے کہ آپ (۷۰) ستر برس تک باوضو رہے۔

جواہرات کی سوداگری کا واقعہ☆: ابتداء میں موتیوں اور جواہرات کے سوداگر تھے قسم قسم کے موتی اور جواہرات کی آپ تجارت کرتے تھے اور بڑے بڑے بادشاہوں کے پاس جوہرات تحفہ میں لے جا کر پیش کرتے۔ ایک دفعہ کچھ جواہرات ہرقل بادشاہ روم کے پاس لے کر گئے پہلے وزیر سے ملے اور بادشاہ کی خدمت میں تحفے لانے کا حال بیان کیا۔ وزیر نے کہا کل تو بادشاہ کو ایک نہایت ضروری کام ہے۔ فرصت نہ ہوگی اور وہ کام دیکھنے کے قابل ہے۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے کہا میں ضرور دیکھوں گا۔ وزیر نے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو لے جا کر ایک جگہ میدان میں ٹھہرایا۔ جس میدان میں ایک خیمہ زری قائم تھا اس کے آس پاس اعلیٰ درجہ کی مخمل کا فرش تھا۔ خیمہ کی تنابین زری کی تھیں۔ اس کی چوبیں چاندی کی تھیں میخیں سونے کی تھیں۔ غرض کہ نہایت قابل دید منظر تھا۔ وزیر نے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو خیمہ کے عقب میں چلمن کے پیچھے کھڑا کر دیا۔ اس جگہ سے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے سارا واقعہ دیکھ لیا وہ خیمہ دراصل شاہ ہرقل کے عزیز فرزند کی قبر پر کھڑا تھا اور آج اس کی سالانہ برسی کا دن تھا۔ بادشاہ سال بعد تعزیت ادا کرنے یہاں آیا تھا۔ حضرت حسن نے دیکھا کہ پہلے ایک جماعت عیسائی لوگوں کی خیمے کے اندر آئی اور قبر کے پاس کھڑے ہو کر کچھ پڑھنے لگے اور پھر روتے ہوئے نکل کر چلے گئے اس کے بعد ایک جماعت طبیبوں کی اور بڑے بڑے ذی عقل لوگوں کی آئی۔ یہ لوگ بھی ننگے سر قبر کے پاس کھڑے روتے رہے اور تھوڑی دیر کے بعد نکل کر چلے گئے۔ ان کے بعد فوج کے افسروں کی جماعت ننگی تلواریں لے کر خیمہ کے اندر آئی۔ وہ بھی خیمہ کی سلامی اتارنے کے بعد ناکام واپس چلی گئی۔ فوجی لوگوں کے بعد ایک جھنڈ نوجوان عورتوں کا آیا۔ جن کے سر کے بال کھلے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں سونے کی تھالیاں تھیں جن میں موتی ہیرے اور جواہرات بھرے ہوئے تھے ان عورتوں نے قبر کا طواف کیا اور بہت سارونے کے بعد یہ بھی خیمے سے چلی گئیں۔

ان کے بعد بادشاہ قبر کے پاس آیا اور قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگا۔ بیٹا تو مجھے بہت پیارا تھا۔ مگر افسوس کہ تو مر گیا۔ اگر مجھے معلوم ہو کہ جس نے تیری جان لی ہے وہ ان بڑے بڑے راہبوں اور پادریوں کا کہا مان کر تیری جان واپس کر دے گا تو یہ بڑے بڑے

Marfat.com

عیسائی، راہب پادری اسی کام کے لئے ہیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ ان کے کہنے سے کچھ بھی نہ ہوگا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ عقل مندوں اور طبیبوں کی تدبیر کرنے سے خدا تیری جان بخش دے گا۔ تو یہ بڑی جماعت طبیبوں اور عقلمندوں کی تیری قبر کے پاس کھڑی ہے مگر تیری رہائی کی تدبیر نہیں چلتی۔ اے فرزند اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جس نے تیری جان نکالی ہے وہ کسی بڑی فوج سے ڈر کر تجھے چھوڑ دے گا تو یہ کثیر فوج اور فوج کے افسر تجھے قید سے چھڑانے کیلئے تیری قبر کے پاس موجود ہیں لیکن جس نے تجھے قید کیا ہے وہ ایسا زبردست ہے کہ میری فوج اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی اے فرزند اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جس نے تجھے مارا ہے وہ حسین اور خوبصورت عورتوں کا طالب ہے اور حسین عورتیں لے کر تجھے چھوڑ دے گا تو حسین عورتوں کی جماعت حاضر ہے مگر میں جانتا ہوں کہ وہ نہ حسین عورتوں کا طالب ہے نہ مال وزر ہیرے جواہرات کا خواستگار ہے اب وہ تجھے کسی طرح نہ چھوڑے گا۔ اس لئے میں تجھ سے اب پھر ایک سال کیلئے رخصت ہوتا ہوں یہ کہہ کر بادشاہ خیمہ سے باہر نکل آیا اور سب لوگ قبر کے پاس سے رخصت ہو گئے۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے یہ واقعہ دیکھا تو دل پر ایسا اثر پڑا کہ دنیا سے طبیعت یک لخت ہٹ گئی اور آپ نے دنیا کے جواہرات بیچنا چھوڑ دیئے اور آخرت کے جواہرات خریدنا شروع کر دیئے اور دنیا کے جملہ کاروبار سے الگ ہو کر اس فکر میں پڑ گئے کہ آخرت کا زادِ راہ مہیا کریں اور بصرے میں آ کر قسم کھائی کہ اب اس دنیا میں کبھی نہ ہنسوں گا اور پھر عبادت و مجاہدے میں کچھ اس طرح مشغول ہو گئے کہ اس زمانے میں کوئی آپ جیسا نہ تھا۔ اور ستر برس تک تادم زیست بے وضو نہ رہے۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 14)

حضرت علی کا بصرہ میں تمام منبر توڑنا ☆: جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بصرہ میں تشریف لائے تو تمام واعظین کو وعظ کرنے سے منع کر دیا۔ اور تمام منبر توڑ ڈالے۔ اس کے بعد ایک دن اچانک آپ کی مجلس میں چلے گئے اور آپ سے دریافت فرمایا کہ کیا تم عالم ہو یا متعلم ہو۔ آپ نے عرض کیا میں کچھ بھی نہیں ہوں جو کچھ پیغمبر اسلام سے مجھ کو پہنچا ہے اسے خلق تک پہنچا دیتا ہوں۔

یہ سن کر حضرت مولائے کائنات نے آپ کو وعظ کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ جوان شائستہ سخن ہے یہ کہہ کر واپس جانے لگے تو آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بارگاہ میں عرض کی خدا کے لئے مجھے وضو کرنا سکھا دیں۔

چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے بیٹھ کر آپ کو ظاہری و باطنی طہارت کی تعلیم دی۔ اس مقام کو ارباب تصوف ''باب الطشت'' کہتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے حضرت مولا علی سے باطنی تعلیم و تربیت حاصل کی جس کی وجہ سے مقبول بارگاہ ہیں۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت مولائے کائنات مولا مشکل کشا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دست حق پرست پر ۱۹ جمادی الاول ۳۲ھ بروز جمعہ بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت و اجازت پا کر صاحب ارشاد ہو کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

مقام ولایت ☆: ایک مرتبہ حضرت عبداللہ نماز فجر کے لئے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد میں تشریف لے گئے تو اندر سے مسجد کا دروازہ بند تھا۔ اور مشغول دعا تھے اور کچھ لوگوں کے آمین کہنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

چنانچہ میں یہ خیال کر کے شاید آپ کے ارادت مند ہوں گے مسجد سے باہر ہی ٹھہر گیا اور صبح ہونے پر دروازہ کھلا تو میں نے اندر جا

Marfat.com

کر دیکھا تو تنہا تھا۔ فراغت کے بعد جب صورتحال دریافت کی تو فرمایا پہلے کسی کو نہ بتانے کا وعدہ کرو میں نے وعدہ کرلیا پھر فرمایا کہ یہاں جنات وغیرہ آتے ہیں اور میں ان کے سامنے وعظ کہتا ہوں۔ بعد میں دعا ہوتی ہے جس پر وہ سب آمین کہتے ہیں۔ آپ کو خدا کی طرف سے یہ مقام ولایت حاصل تھا کہ آپ جنات کو تبلیغ کرتے تھے اور وہ بھی آپ کی تبلیغ کو سننے کے لئے آتے تھے۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ باعمل عالم تھے، زاہد متقی اور سنت نبوی پر سختی سے عمل پیرا تھے اور سدا خشیت الٰہی میں غرق رہتے آپ کی والدہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیز تھیں آپ کی والدہ اگر مصروف ہوتیں اور آپ رو رہے ہوتے تو ام المومنین آپ کو گود میں اٹھا کر پستان مبارک آپ کے منہ میں دے دیتیں اور خود شوق میں آپ کے پستان مبارک سے دودھ بھی نکلنے لگتا۔ اندازہ فرمایئے جس نے ام المومنین کا دودھ پیا ہو اس کے مراتب ولایت کا مقام کیا ہوگا۔

دعائے مصطفیٰ ﷺ ☆: بچپن میں ایک دن حضور اکرم ﷺ کے پیالے کا پانی پی لیا اور جب حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ میرے پیالے کا پانی کس نے پیا ہے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا وہ پانی حسن نے پی لیا یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس قدر پانی میرے پیالے کا پیا ہے۔ اسی قدر میرا علم اس میں نفوذ کر گیا ہے۔

ایک دن حضور ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لائے۔ تو انہوں نے حضرت حسن بصریؒ کو آپ ﷺ کی گود میں ڈال دیا۔ اس وقت حضور ﷺ نے آپ کی بھلائی کی دعا فرمائی۔ اس دعا کی برکت سے آپ کو بے پناہ مراتب حاصل ہوئے۔

ایک اور مقام ☆: مشہور ہے کہ ابوعمرو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے ایک نوعمر حسین لڑکا تعلیم کے لئے پہنچا۔ حضرت عمرو نے اسے بری نیت سے دیکھا جس کے نتیجے میں سارا قرآن بھول گئے گھبرائے ہوئے حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس پہنچے اور خدمت اقدس میں پورا واقعہ بیان کر دیا۔ آپ نے حکم دیا کہ ایام حج قریب ہیں پہلے حج ادا کرو۔ حج ادا کرنے کے بعد مسجد خیف میں پہنچ جاؤ۔ وہاں تمہیں محراب میں ایک صاحب مصروف عبادت ملیں گے۔ جب وہ عبادت سے فراغت پالیں تو ان سے دعا کی درخواست کرنا۔

ابوعمرو کہتے ہیں کہ جب میں مسجد خیف پہنچا۔ تو وہاں ایک کثیر مجمع دیکھا۔ کچھ دیر کے بعد ایک بزرگ تشریف لائے تو سب لوگ تعظیماً کھڑے ہوگئے اور جب سب لوگوں کے جانے کے بعد وہ بزرگ تنہا رہ گئے تو میں نے پورا واقعہ بیان کر دیا۔

چنانچہ ان بزرگ کے تصرف سے مجھے پورا قرآن دوبارہ یاد ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہیں میرا پتہ کس نے دیا۔ میں نے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا نام لے لیا یہ سن کر انہوں نے فرمایا کہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ کو رسوا کیا۔ میں بھی ان کا راز فاش کروں گا۔ فرمایا کہ وہ صاحب جو ظہر کی نماز کے وقت یہاں تھے وہ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ ہی تھے جو اسی طرح روزانہ یہاں آتے ہیں اور ہم سے باتیں کر کے عصر کے وقت بصرہ پہنچ جاتے ہیں اور جن کے رہنما حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ جیسے ہوں تو ان کو دوسروں کی حاجت نہیں ہوتی یعنی اس کو ہماری دعا کیا حاجت ہے۔

آپ کے خلفاء ☆: آپ کے پانچ خلفاء ہیں جن میں حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید، حضرت ابن زرین، حضرت خواجہ حبیب عجمی، حضرت شیخ عضبہ ابن علام، حضرت شیخ محمد واسع رحمتہ اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔

Marfat.com

کرامت ☆: کچھ بزرگ آپ کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوئے راستے میں کچھ لوگوں کو پیاس کی شدت محسوس ہوئی چنانچہ راستے میں ایک کنویں پر نظر پڑی لیکن اس پر رسی وڈول کچھ نظر نہ آیا۔ جب حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے صورتحال دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ جب میں نماز میں مشغول ہو جاؤں تو تم پانی پی لینا۔

چنانچہ آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو اچانک کنویں میں سے پانی خود بخود ابل پڑا اور سب لوگوں نے اچھی طرح پیاس بجھائی لیکن ایک شخص نے احتیاطاً کچھ پانی کوزے میں بھر کر رکھ لیا۔ اس حرکت کے بعد کنویں کا پانی خود بخود ختم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تم نے خدا پر اعتماد نہیں کیا یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ پھر آگے روانہ ہوئے تو آپ نے راستہ میں کچھ کھجوریں اٹھا کر لوگوں کو دیں جن کی گٹھلیاں سونے کی تھیں جن کو فروخت کر کے لوگوں نے سامان خورد و نوش خریدا اور صدقہ بھی دیا۔

فلسفہ تنہائی ☆: جب حضرت بشر حافی علیہ الرحمۃ کو یہ علم ہوا کہ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سفر حج کا ارادہ کر کے حج کرنے جا رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت بشر حافی علیہ الرحمۃ نے ایک تحریر لکھ کر بھیجی کہ میری یہ تمنا ہے کہ آپ کے ساتھ حج کروں۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں معافی چاہتا ہوں کیونکہ میری یہ تمنا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ستاری کے پردے میں زندگی گزاروں اور اگر ہم دونوں ہوں گے تو ایک دوسرے کے عیب یقیناً سامنے آئیں گے اور ہم ایک دوسرے کو معیوب سمجھنے لگیں گے۔

تباہی مردہ دلی میں ہے ☆: حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جب میں نے آپ سے پوچھا کہ لوگوں کی تباہی کس چیز میں پوشیدہ ہے۔ آپ نے فرمایا مردہ دلی میں۔ میں نے پوچھا مردہ دلی کا کیا مفہوم ہے فرمایا کہ دنیا کی جانب راغب ہو جائے۔

دنیا کا انجام ☆: آپ کسی مردے کی تدفین کے لئے قبرستان چلے گئے اور فراغت تدفین کے بعد قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر اس قدر روئے کہ قبر کی خاک تک نم ہو گئی۔ پھر فرمایا کہ جب آخری منزل ہی آخرت ہے تو پھر ایسی دنیا کے متمنی کیوں ہو۔ جس کا انجام قبر ہے اور اس عالم سے خوف زدہ کیوں نہیں جس کی ابتدائی منزل بھی قبر ہے گویا تمہاری پہلی اور آخری منزل قبر ہے آپ کی نصیحت سے لوگ اس درجہ متاثر ہوئے کہ شدت گریہ سے بے حال ہو گئے۔

زیارت قبور میں عبرت ہے ☆: ایک مرتبہ لوگوں کے ہمراہ قبرستان پہنچ کر فرمایا کہ اس میں ایسے ایسے افراد مدفون ہیں جن کا سر آٹھ جنتوں کے مساوی نعمتیں پانے پر بھی نہ تھک سکتا اور ان کے قلوب میں ان نعمتوں کا شعور بھی نہ آیا۔ لیکن مٹی میں اتنی آرزوئیں لے کر چلے گئے کہ اگر ان میں سے ایک کو بھی تمام آسمانوں کے مقابلے میں رکھا جائے تو وہ خوفزدہ ہو کر پاش پاش ہو جائیں۔

صبر کا مفہوم ☆: کسی دہقانی نے آپ سے صبر کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ صبر کی دو قسمیں ہیں اول ابتلا و مصیبت میں صبر کرنا ان چیزوں سے اجتناب کرنا جن سے بچنے کا اللہ نے حکم دیا۔ بدو نے عرض کیا کہ آپ تو بہت بڑے زاہد ہیں۔ فرمایا کہ میرا زہد تو آخرت کی وجہ سے ہے اور اسی کا نام جزا ہے اور میرا التقویٰ محض رغبت آخرت میں اپنا حصہ طلب کرنے کی وجہ سے ہے نہ کہ سلامتی جسم و جان کے لئے اور صابر وہ ہیں جو اپنے خدا پر راضی ہے آخرت کی طلب نہ کرے بلکہ اس کا صبر صرف ذات الٰہی کے لئے ہو اخلاص کی علامت یہی ہے۔

نافع علم ☆: فرمایا کہ انسان کے لئے ضروری ہے۔ اخلاص و قناعت صبر جمیل سے حاصل کرتا رہے اور جب یہ چیزیں حاصل

Marfat.com

ہوجائیں تو اس کے آخر مراتب کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا فرمایا کہ بھیڑ بکریاں انسانوں سے زیادہ باخبر رہتی ہیں کیونکہ چرواہے کی ایک آواز پر چرنا چھوڑ دیتی ہیں۔ اور انسان اپنی خواہشات کی خاطر احکام الٰہی کی بھی پرواہ نہیں کرتا اور صحبت بد انسان کو نیک لوگوں سے دور کر دیتی ہیں فرمایا کہ ہر شخص دنیا سے تین تمنائیں لئے ہوئے چلا جاتا ہے۔ اول جمع کرنے کی حرص، دوئم جو کچھ حاصل کرنا چاہا وہ حاصل نہ ہوسکا سوئم توشہ آخرت جمع نہ کرسکا۔

کسی نے عرض کیا فلاں پر نزع کا عالم طاری ہے تو فرمایا کہ جب سے دنیا میں آیا اس وقت سے آج تک عالم نزع میں ہی ہے۔

بوقت وصال آپ کا مسکرانا☆: جب آپ کے وصال باکمال کا وقت قریب آیا تو آپ مسکرائے۔ حالانکہ آپ کو اس سے پہلے پوری زندگی میں کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تھا آخری وقت آپ کے منہ سے یہ کلمات نکلے کہ کون سا گناہ باقی ہے۔ اس کے بعد آپ کا وصال باکمال ہوگیا۔

آپ کے وصال کے بعد ایک بزرگ نے خواب میں آپ کو دیکھا اور پوچھا کہ ساری عمر تو آپ نہیں مسکرائے۔ موت کے وقت کیوں مسکرائے تھے۔ آپ نے جواب دیا کہ موت کے وقت میں نے آواز سنی کہ ملک الموت اسے سختی سے پکڑو ابھی اس کا ایک گناہ باقی ہے۔ یہ بات سن کر مجھے خوشی ہوئی اور ہنسی آ گئی۔ اور میں نے پوچھا کہ کون سا گناہ باقی ہے اور جان نکل گئی۔

ایک اور بزرگ نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور منادی ہو رہی ہے کہ حسن بصری خدا تک پہنچ گیا ہے اور خدا اس سے راضی ہے۔

کسی عارف کامل نے آپ کی قطعۂ تاریخ یوں لکھی ہے۔

خواجہ دورز منی آنِ محسن اَحسن حسن

زیب بصرہ زینت دین مقتداء و متقی

سال وصلش قطب گوا علی بذاں سالك بخواں

هم ولی امجد همایوں هادی ملك علی

آپ کا وصال باکمال☆: ۴محرم الحرام ۱۱۱ھ بااختلاف روایت یکم رجب المرجب ۱۱۰ھ بمطابق 728ء ۹۸ برس کی عمر میں آپ کا وصال باکمال بصرہ میں ہوا۔

مزار پرانوار بصرہ سے تین کوس کے فاصلے پر ملک عراق میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

منقبت در شانِ خواجہ سلطان ابراہیم ادھم بلخی رحمتہ اللہ علیہ

کیا عجب شان ہے شاہ عرفان کی
خواجہ ابن ادھمؒ عالی ذیشان کی

وہ خدا کے ہوئے تو ہوئے اس طرح
حق نے مخلوق سب زیر فرمان کی

ناز کرنے لگا چشتیہ سلسلہ
بات جب بھی چلی ان کے عرفان کی

فقر کے تاجور رونق بحروبر
مختصر داستاں ان کی پہچان کی

تاج و تخت و کلاہ و سپہ چھوڑ کر
بادشاہی فقیری پہ قربان کی

مجھ کو بیٹا نہیں وحدہٗ چاہیے
بات سب سے الگ ان کے ایقان کی

دولت بے نیازی مبارک رہے
چشتیوں کو ظفر ان کے فیضان کی

ازقلم: ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

Marfat.com

حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان التارکین، مقرب حضرت رب العالمین، تارک مملکت دنیا، مصدق و متوکل علی اللہ، بہ نہایت فنافی اللہ صاحب سلطنت عقبیٰ، حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ طبقہ اولیٰ میں سے تھے۔

آپ کی کنیت ابواسحاق ہے آپ نسبتاً ادھم بن سلیمان بن ناصر بلخی شاہان بلخ بن عبداللہ بن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔ آپ نسبتاً فاروقی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۹ شوال ۱۱۰ھ بمطابق 728ء بروز جمعہ تہجد کے وقت بلخ میں ہوئی۔ آپ بہت ہی اہل تقویٰ بزرگ ہوئے ہیں اور بہت سے مشائخین سے شرف نیاز حاصل کیا۔ بہت عرصہ تک امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ کو وہ تمام علوم حاصل ہیں جو اولیاء کرام کے ہوا کرتے ہیں اور حقیقت میں آپ گنجینہ علوم کی کلید تھے۔

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے سیدنا کہہ کر خطاب کیا اور اپنے نزدیک جگہ دی اور جب لوگوں نے سوال کیا کہ انہیں سرداری کیسے حاصل ہوئی تو امام اعظم علیہ الرحمۃ نے جواب دیا کہ ان کا مکمل وقت ذکر و شغل میں صرف ہوتا ہے اور ہم دنیاوی مشاغل میں بھی حصہ لیتے ہیں۔

سبق آموز واقعات ☆: ابتداء میں آپ بلخ کے سلطان اور عظیم المرتبت حکمران تھے۔ ایک مرتبہ آپ محوخواب تھے کہ چھت پر کسی کے چلنے کی آہٹ محسوس ہوئی تو آواز دے کر پوچھا کہ چھت پر کون ہے جواب ملا کہ میں آپ کا ایک شناسا ہوں اور اونٹ کی تلاش میں چھت پر آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ چھت پر اونٹ کا کیا کام ہے چھت پر اونٹ کس طرح آ سکتا ہے۔ جواب ملا کہ آپ کو تاج و تخت میں خدا کس طرح ملے گا۔ یہ سن کر آپ ہیبت زدہ ہو گئے۔ اور دوسرے دن جس وقت دربار جما ہوا تھا۔ تو ایک بہت ذی حشم شخص دربار میں آ پہنچا اور حاضرین پر ایسا رعب طاری ہوا کہ کسی کو کچھ پوچھنے کی سکت باقی نہ رہی اور وہ شخص تیزی کے ساتھ تخت شاہی کے نزدیک جا پہنچا اور چاروں طرف کچھ دیکھنے لگا۔

بادشاہ ابراہیم ادھمؒ نے سوال کیا کہ تم کون ہو۔ کس کی تلاش میں آئے ہو۔ تو اس نے کہا کہ میں قیام کرنے کی نیت سے آیا تھا آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی سرائے نہیں ہے بلکہ شاہی محل ہے اس فقیر نے آپ سے پوچھا کہ آپ سے پہلے یہاں کون آباد تھا۔ آپ نے

Marfat.com

جواب دیا کہ میرے آباؤ اجداد اسی طرح کئی پشتوں تک پوچھنے کے بعد اس نے کہا کہ اب آپ کے بعد یہاں کون رہے گا فرمایا کہ میری اولادیں اس نے کہا ذرا غور کریں اور تصور کریں کہ جس جگہ اتنے لوگ آ کر چلے گئے ہوں اور کسی کو اثبات نہ مل سکا تو وہ جگہ سرائے نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ اچانک غائب ہو گیا۔

ابراہیم بن ادھم رات کے واقعہ سے بہت مضطرب تھے۔ اس لئے اس واقعے نے اور بھی بے چین کر دیا اور آپ اس کی جستجو میں نکل کھڑے ہوئے۔ اسی اڈھیر بن میں آپ لشکر سمیت شکار کے لئے نکل پڑے لیکن آپ اپنے لشکر سے بچھڑ کر تنہا رہ گئے تو غیب سے ندا آئی کہ اے ابراہیم علیہ الرحمۃ موت سے قبل بیدار ہو جاؤ اور یہ آواز مسلسل آتی رہی۔ جس سے آپ کی قلبی کیفیت دگرگوں ہوتی چلی گئی۔

پھر اچانک ایک ہرن نظر آیا آپ نے شکار کرنا چاہا تو وہ بول پڑا کہ اگر آپ میرا شکار کریں گے تو آپ خود ہی شکار ہو جائیں گے کیا آپ کی تخلیق کا یہی مقصد ہے۔ کہ آپ سیر و شکار کرتے پھریں۔

پھر آپ کو سواری کی زین سے بھی یہی صدا آنے لگی اور آپ گھبرا کر اسی طرح متوجہ الی اللہ ہو گئے اور آپ نے تاج و تخت کو خیر آباد کہہ دیا اور صحرا بصحرا زندگی گزارنے لگے نیشاپور کے قریب و جوار میں ایک بھیانک و تاریک غار میں مکمل نو سال تک مصروف عبادت رہے اور ہر جمعرات کو غار سے باہر تشریف لا کر لکڑیاں جمع کر کے فروخت کر دیتے اور جو کچھ ملتا آدھا مال راہ مولیٰ میں دے دیتے اور باقی رقم سے روٹی خرید کر کھاتے نماز جمعہ ادا کرتے اور پھر ہفتہ بھر عبادت میں گزار دیتے۔ جب بلا قصد آپ سے کرامات کا ظہور ہونے لگا تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ کون ہیں۔

عام لوگوں سے لاتعلقی ☆: جب عوام کو آپ کے مراتب کا پتہ چلا تو آپ کے قریب جمع ہونے لگے یہ کیفیت دیکھ کر آپ نے غار کو خیر باد کہا اور مکہ مکرمہ کا رخ کیا۔ اور فرمایا کہ خانہ کعبہ ہر شخص پیروں سے جایا کرتا ہے مگر میں آنکھوں کے بل جاؤں گا۔ مکہ مکرمہ کے سفر کے دوران ہر قدم پر دوگانہ نفل ادا کیا اور صحرا بہ صحرا طے کرتے ہوئے چودہ برس کے بعد مکہ مکرمہ پہنچے۔ یہ دیکھ کر تمام مشائخ کبار آپ کے استقبال کے لئے باہر تشریف لائے اور عزت و تکریم سے پیش آئے اسی موقع پر آپ کی ملاقات حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض علیہ الرحمۃ سے ہوئی اور وہیں شرف بیعت حاصل کیا اور پچاس برس تک حرم شریف کے مجاور رہے۔ اس کے بعد ایک مرتبہ حضرت شیخ ابوسعید علیہ الرحمۃ نے اس غار کی زیارت کی اور فرمایا کہ اگر یہ غار مشک سے لبریز کر دیا جاتا تو اتنی خوشبو نہ ہوتی جتنی ایک بزرگ کے چند روزہ قیام سے ہوئی ہے۔

ایک بزرگ سے ملاقات ☆: صحرائی سفر میں آپ کی ایک خدا رسیدہ بزرگ سے ملاقات ہوئی جس نے آپ کو اسم اعظم کی تعلیم دی اور آپ ہمیشہ اسی اسم اعظم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہے۔

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ☆: اسی دوران آپ کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی انہوں نے فرمایا جن بزرگوں نے تمہیں اسم اعظم کی تعلیم دی وہ بھائی الیاس ہیں۔ اس کے بعد آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کی بیعت کر لی اور بلند

Marfat.com

مرتبہ پہنچے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بیابانوں کی خاک چھانتا ہوا جب نواح عراق پہنچا میں نے ایسے ستر فقراء کو دیکھا جو راہ مولیٰ میں اپنی جان نچھاور کر چکے تھے لیکن ان میں ایک فرد ایسا بھی تھا جس میں زندگی کے کچھ آثار موجود تھے او جب میں نے اس واقعہ کی نوعیت دریافت کی تو آپ نے فرمایا اے ابراہیم بس محراب اور پانی کو جستہ وحیات بنا کر آگے جانے کی سعی نہ کرنا۔ ورنہ مجبور ہو جاؤ گے اور قربت کا تصور بھی چھوڑ دو ورنہ اذیت اٹھاؤ گے۔ کیونکہ کسی کی مجال وطاقت نہیں کہ سلامت روی کی حالت میں گستاخی کا مرتکب ہو سکے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم اور حضرت رابعہ بصری کا دلچسپ مکالمہ☆: حضرت بدرالدین اسحاق بن حضرت شیخ فریدالدین مسعود العلمین گنج شکر علیہم الرحمۃ اپنی کتاب میں رقم طراز ہیں کہ جب آپ مکہ مکرمہ پہنچے تو کیا دیکھا کہ حضرت رابعہ بصری قلندر رحمۃ اللہ علیہا بیٹھی ہوئی ہیں اور کعبہ ان کے چاروں طرف طواف کر رہا ہے۔ ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی حیرت ہوئی حضرت رابعہ بصری قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو انہوں نے آواز دے کر پوچھا یہ کیا تماشہ تم نے دنیا میں رچا رکھا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے ابراہیم تماشہ یہ نہیں ہے۔ تماشہ وہ ہے جو تم نے برپا کر رکھا ہے۔ چودہ برس سے تم آنکھوں کے بل چل رہے ہو۔ لیکن تمہیں منزل دکھائی نہیں دیتی اور اس کی وجہ محض یہ ہے کہ تم کو خانہ کعبہ کو دیکھنے کی آرزو ہے اور مجھ کو خانہ کعبہ کے مالک کو دیکھنے کی تمنا ہے۔ پس جس شخص کو گھر کے مکین کی تمنا ہو وہ مکان تو اسے نظر آئے گا ہی کیونکہ جہاں مکین ہوتا ہے وہیں مکان ہوتا ہے۔

(اسرار الاولیاء، صفحہ ۱۶۳۔۱۶۲)

مکہ معظمہ کا سفر☆: آپ قطع مسافت کرتے اور گریہ وزاری کرتے ہوئے مکمل چودہ برس میں مکہ مکرمہ پہنچے اور جب اہل حرم بزرگوں کو آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ برائے استقبال نکل کھڑے ہوئے تو آپ محض اس خوف سے کہ کوئی شناخت نہ کر سکے خود کو قافلے سے جدا کر لیا اور جب خدامِ حرم نے آگے بڑھ کر آپ سے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیم ادھم کہاں ہیں تو آپ نے فرمایا کہ وہ ایک ملحد اور دہریہ ہے آپ کیوں ملنا چاہتے ہیں۔ یہ بات سنتے ہی خدام حرم نے آپ کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا کہ ملحد دہریہ تو خود ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں جب وہ لوگ آگے نکل گئے تو آپ نے نفس سے فرمایا کہ اپنی کرتوت کی سزا بھگت لی خدا کا شکر ہے کہ اہل حرم کے استقبال کرنے کی خواہش پوری نہ ہو سکی اور جب اہل حرم خدام نے آپ کو شناخت کر لیا تو آپ کے اس قدر عقیدت مند ہوئے تو آپ نے بھی وہیں مکمل سکونت اختیار کر لی اور بے شمار لوگ آپ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور آپ کی حالت یہ تھی کہ حصول رزق کے لئے بڑی مشقت کے ساتھ جنگل سے لکڑیاں لا کر فروخت کرتے اور کبھی کبھی کسی کے کھیت پر رکھوالی کا کام بھی کرتے۔

فقیر اور اولاد کی محبت☆: جب آپ نے بلخ کی سلطنت کو خیر باد کہا تو اس وقت آپ کا ایک لڑکا تھا جو کہ بہت ہی چھوٹا تھا۔ جب وہ جوان ہوا تو اس نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ میرے والد کہاں ہیں تو والدہ نے تمام واقعہ بتا دیا اور بتایا کہ وہ اس وقت مکہ مکرمہ میں ہیں تو اس کے بعد لڑکے نے تمام شہر میں منادی کرا دی کہ جو لوگ میرے ہمراہ سفر حج کرنا چاہیں تو وہ میرے ساتھ چلیں میں ان

Marfat.com

کے سفر کے پورے اخراجات برداشت کروں گا۔ یہ منادی سن کر تقریباً چار ہزار افراد چلنے پر تیار ہو گئے جن کو وہ لڑکا لے کر اپنے والد کے دیدار کی تمنا میں کعبۃ اللہ پہنچ گیا۔ اور مشائخین حرم سے اپنے والد کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے مرشد ہیں اس وقت وہ اس نیت سے جنگل میں لکڑیاں لینے گئے ہیں۔ انہیں فروخت کر کے اپنے کھانے کے لئے انتظام کریں یہ سنتے ہی وہ لڑکا جنگل کی طرف چل پڑا راستے میں ایک بوڑھے کو سر پر لکڑیاں لاتے دیکھا تو فرط محبت سے وہ بے تاب ہو گیا لیکن بطور سعادت مندی اور ناواقفیت کی بنا پر وہ خاموش ہو کر ساتھ چلنے لگا اور بازار پہنچ گیا اور دیکھا کہ حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمتہ اللہ علیہ نے آواز لگائی کہ کون ہے جو پاکیزہ مال کے بدلے پاکیزہ مال خریدے یہ سن کر ایک شخص نے روٹیوں کے عوض وہ لکڑیاں خرید لیں جن کو آپ نے اپنے مریدین اور عقیدت مندوں میں تقسیم کر دیا اور خود نماز میں مشغول ہو گئے۔ آپ اکثر اپنے ارادت مندوں سے کہا کرتے تھے کہ کبھی کسی عورت یا بے ریش لڑکے کو نظر بھر کر نہ دیکھنا اور خصوصاً اس وقت بہت محتاط رہنا جب ایام حج کے دوران کثیر عورتیں اور بے ریش لڑکے جمع ہو جاتے ہیں۔ اس ہدایت پر آپ کے تمام مریدین وارادت مند پوری طرح عمل پیرا تھے۔

ایک مرتبہ آپ مریدین کے ہمراہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے کہ آپ کی نگاہ میں آپ کا لڑکا سامنے آ گیا آپ کی نگاہیں لڑکے پر جم گئیں فراغت طواف کے بعد آپ کے ارادت مندوں نے عرض کیا حضور جس کام سے آپ نے ہمیں باز رہنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ اس کام میں آج آپ خود ہی ملوث ہو گئے کیا آپ اس کی وجہ بیان کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ بات تو تمہارے علم میں ہے کہ جس وقت میں بلخ کو خیر باد کہہ کر آیا تھا۔ تو اس وقت میرا ایک لڑکا بہت چھوٹا سا تھا جو کہ اب جوان ہو چکا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ بچہ میرا ہی ہے جس کو میں دوران طواف دیکھ چکا تھا۔

اگلے دن آپ کا ایک مرید بلخ کے قافلے کو ڈھونڈتا ہوا نکلا۔ اور قافلے میں وہی لڑکا دیبا وحریرہ کے خیمے میں کرسی پر بیٹھا قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔ تلاوت سے فارغ ہونے کے بعد اس لڑکے نے سوال کیا کہ آپ کیسے آئے ہیں تو اس نے لڑکے سے پوچھا کہ آپ کس کے صاحبزادے ہو لڑکے نے یہ بات سن کر روتے روتے جواب دیا کہ میں اپنے والد بزرگوار حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کی تلاش میں ہوں لیکن کل میں اپنے والد بزرگوار کی تلاش میں نکلا تو ایک شخص کو جنگل سے لکڑیاں لاتے ہوئے دیکھا اور دیکھ کر یہ محسوس ہوا کہ شاید یہ میرے والد ہی ہیں اگر میں ان سے پوچھ گچھ کرتا تو اندیشہ تھا کہ وہ فرار ہو جاتے کیونکہ وہ گھر سے فرار ہیں اور مجھے اپنا صحیح احوال نہ بتاتے یہ بات سن کر مرید نے کہا چلیے میں آپ کی ملاقات کرادوں مرید کے ساتھ لڑکا اور آپ کی بیوی دونوں بیت اللہ میں داخل ہوئے جس وقت بیت اللہ میں حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کی نظر اپنی بیوی اور لڑکے پر پڑی تو جوش محبت سے دونوں کو آتے ہوئے دیکھا تو محبت سے بیوی اور لڑکا آپ کے ساتھ بیتابانہ لپٹ گئے اور روتے روتے بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو آپ نے اپنے لڑکے سے پوچھا کہ تمہارا دین کیا ہے تو لڑکے نے جواب دیا اسلام پھر آپ نے سوال کیا کیا تم نے قرآن پڑھا ہے لڑکے نے کہا جی ہاں۔ یہ سن کر آپ نے کہا کہ الحمد للہ پھر پوچھا کہ اس کے علاوہ اور بھی کوئی تعلیم حاصل کی تو لڑکے نے اثبات میں جواب دیا۔ اس کے بعد آپ جانے کے لئے

Marfat.com

اٹھے تو بیوی اور لڑکے نے اصرار کیا اور روک لیا۔ آپ رکے اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا:

یَـااِلٰهِیْ اَغِثْنِیْ یہ کہتے ہیں آپ کا صاحبزادہ اور بیوی زمین پر گر پڑے اور فوت ہو گئے اس بارے میں ارادت مندوں نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا جب میں بچے سے ہم آغوش ہوا تو دفور جذبات اور فرط محبت سے بے تاب ہو گیا۔ تو اسی وقت یہ ندا آئی کہ ہم سے دوستی کے دعویٰ کے بعد دوسروں کو دوست بناتا ہے یہ سن کر میں نے عرض کیا کہ یا اللہ یا تو میری جان لے لے یا لڑکے کو موت دے دے۔

چنانچہ لڑکے کے حق میں دعا قبول ہو گئی اگر اس پر کوئی اعتراض کرے تو اس کو میرا یہ جواب ہے یہ واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے زیادہ حیران کن نہیں کیونکہ انہوں نے بھی تعمیل حکم میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کر دینے کی ٹھان لی تھی۔

آپ کی دعا☆: آپ اکثر فرماتے کہ میری جستجو رہتی تھی کہ رات کے وقت میں کسی وقت خانہ کعبہ خالی مل جائے لیکن ایسا موقعہ نصیب نہ ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ بارش زوروں پر تھی اور میں تنہا طواف میں مصروف تھا۔ میں نے حسن اتفاق سمجھتے ہوئے حلقہ کعبہ میں ہاتھ ڈال کر اپنے گناہوں کی مغفرت کی التجا اللہ کریم سے کرنی چاہی لیکن غیب سے ندا آئی کہ پوری مخلوق مجھ سے مغفرت کی طالب ہوتی ہے۔ اگر میں سب کو معاف کر دوں تو پھر میری غفاریت و رحمانیت کی کیا قدر رہ جائے گی۔ یہ سن کر آپ نے پھر عرض کی اے اللہ میری مغفرت فرما دے۔ ندا آئی کہ اے ابراہیمؒ دوسروں کے متعلق ہم سے سوال کیا کر اپنے متعلق ہم سے کچھ نہ کہہ۔ کیونکہ دوسروں کیلئے تیری سفارش مناسب ہے۔

آپ کی دعا☆: آپ فرماتے ہیں کہ میں اکثر یہ دعا کیا کرتا ہوں کہ اے اللہ تو علیم و خبیر ہے کہ تیری عنایت و کرم جو مجھ پر ہے اس کے مقابلے میں آٹھوں جنتوں کی بھی کوئی حیثیت نہیں اور اسی طرح تیری محبت کے مقابلے میں آٹھوں جنتیں ہیچ ہیں۔ لہٰذا اے خدا رسوائی اور مصیبت سے بچاتے ہوئے مجھے اطاعت کا شرف عطا فرما دے اور جو تیری ذات سے واقف ہے اسے کیا خبر کہ اس شخص کی کیا کیفیت ہو گی جو تجھ سے قطعاً ناواقف ہے۔

بیعت و خلافت☆: آپ حضرت فضیل ابن عیاض علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور مکہ مکرمہ میں انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ اس کے علاوہ آپ کو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی فیض صحبت بھی نصیب ہوئی اور انہوں نے بھی آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر اوج کمال تک پہنچایا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ حضرت زید راعی علیہ الرحمۃ سے بھی خرقہ خلافت نصیب ہوا۔

اس کے علاوہ حضرت عمران بن موسیٰ علیہ الرحمۃ نے بھی آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا تھا۔

سیرت و کردار☆: آپ پر ہر وقت گریہ طاری رہتا پوری زندگی کے تیس برس تک کسی شخص نے آپ کو مسکراتے ہوئے نہ دیکھا۔ مسلسل ۹ برس تک ایک غار میں رہ کر عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ خداوند کریم نے ظاہری و باطنی حسن و جمال سے نوازا ہوا تھا جو بھی آپ کے چہرہ انور کو دیکھتا فریفتہ ہو کے رہ جاتا۔ تصرف اس قدر بڑھ چکا تھا کہ یکا یک منزل طے فرما لیتے تھے۔ کائنات کے اسرار و رموز آپ

Marfat.com

کی نظروں سے پوشیدہ نہ تھے۔آپ کثرت سے لوگوں میں طعام تقسیم فرمایا کرتے تھے۔بھوکوں کو کھانا کھلانا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔عبادت و ریاضت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔اپنے زمانے کے مشائخ کبار کیلئے آپ حجت تھے۔

کنویں سے پانی کی جگہ مروارید بھر جانا☆: ایک دن آپ کو خبر موصول ہوئی کہ خراسان میں آپ کا کوئی رشتہ دار فوت ہو گیا ہے اور اس کی بہت سی جائیداد آپ کے ورثہ میں آئی ہے۔

یہ خبر سن کر آپ نے سفر کا ارادہ کیا تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نابینا پرندہ پتھر پر بیٹھا ہے پانی سے ایک جانور نکلا جو مٹی سے کیڑے نکال کر نابینا پرندے کے منہ میں دینے لگا۔آپ نے یہ تماشہ دیکھ کر اپنے ساتھی سے کہا کہ تم نے دیکھا ایک نابینا پرندہ کو بھی اللہ تعالیٰ بھوکا نہیں رہنے دیتا اور روزی دے رہا ہے۔لہٰذا اگر ہم خراسان نہ جائیں تو روزی تو ہمیں ضرور ملے گی۔ یہ کہہ کر آپ نے سفر کا ارادہ ترک کر دیا اور واپس چلے آئے صحرا میں جا کر قیام فرمایا۔

ایک مرتبہ طہارت کے لئے کنویں پر گئے اور ڈول کنویں میں ڈالا جب ڈول باہر آیا تو موتیوں سے لبریز تھا۔آپ نے عرض کی اے رب العالمین مجھے پانی درکار ہے تاکہ وضو کروں مجھے موتیوں کی کیا ضرورت ہے۔چنانچہ ڈول کو کنویں کے اندر پھینک کر واپس چلے آئے۔

آسمانی دنیا سے ذات خداوندی کا انعام☆: جب آپ بادشاہی ترک کر کے دریائے دجلہ کے کنارے پہنچے تو وہاں پہلے سے موجود ایک فقیر کو پایا۔جو دن بھر روزہ رکھتے تھے اور شام کے وقت ان کے لئے ایک طبق آسمان سے اترتا تھا۔

آپ ایک دن اس درویش کے پاس رہے۔شام کے وقت جب درویش کے پاس حسب معمول ایک طبق اترا اور حضرت ابراہیم ادھم کے لئے دس طبق کھانا آیا۔

یہ دیکھ کر درویش کے دل میں غیرت پیدا ہوئی اور کہنے لگا کہ اے الٰہی میں تو مدت سے توکل کر کے دریا پر بیٹھا ہوں میرے لئے ایک طبق آیا ہے جبکہ اس مہمان کے لئے جس نے ابھی فقیری اختیار کی ہے دس طبق آ گئے ہیں۔اس کی کیا وجہ ہے۔

ہاتف نے آواز دی اے درویش تم مفلس تھے اور تمہیں طعام کی یہ مقدار کا تردد اور سوال کے بعد حاصل ہوئی جو تمہارے لئے غنیمت ہے لیکن یہ مہمان جو آیا ہے اس نے میرے لئے بادشاہی قربان کر دی ہے۔لہٰذا اس کی شان و شوکت کے لحاظ سے یہ دس طبق بھی کم ہیں۔زیادہ طوالت مت کرو کیونکہ میرے اور میرے دوستوں کے درمیان بے شمار راز کی باتیں ہیں۔

دریائے دجلہ کی مچھلیوں پر حکومت☆: دریائے دجلہ کے کنارے ایک مرتبہ آپ گدڑی سی رہے تھے کہ کسی نے آکر کہا کہ تم نے حکومت چھوڑ کر کیا حاصل کیا ہے یہ سن کر آپ نے اپنی سوئی دریا میں پھینک دی اور حکم دیا کہ اے دریا کی مچھلیو یہ سوئی نکال کر لاؤ تو دریا کی تمام مچھلیاں اپنے اپنے منہ میں سونے کی ایک ایک سوئی لے کر پانی سے نمودار ہوئیں لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے تو اپنی سوئی چاہیے۔چنانچہ ایک مچھلی آپ کی سوئی لے کر آ گئی آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ حکومت کو خیر باد کہہ کر ایک معمولی چیز حاصل ہوئی ہے۔

Marfat.com

وصال باکمال☆: آپ کے انتقال کے بعد پورے عالم نے یہ ندا سنی کہ آج دنیا کا امن فوت ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ کے انتقال کی خبر ملی۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ مزار بغداد میں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت لوطؑ کی قبر کے نزدیک ملک شام میں مدفون ہیں۔ دوسری روایت زیادہ معتبر ہے۔

آپ کا وصال ملک شام میں ۱۶۲ ہجری بمطابق 778ء اتوار کے روز دوسری روایت کے مطابق ۱۶۶ ہجری اور ایک اور روایت کے مطابق آپ کا وصال یکم شوال ۱۸۷ ہجری کو ابو عبداللہ خلیفہ سوئم کے عہد حکومت میں ہوا۔ جبکہ سیر الاقطاب ۲۸۰ھ اور سفینۃ الاولیائے ۲۶۱ اور خزینۃ الاصفیاء کے نزدیک ۲۶۵ھ ہے۔ واللہ اعلم ورسولہٗ

ایک عارف کامل نے قطعۂ تاریخ یوں لکھی ہے۔

شیخ ابراھیم سلطان ولی — شد چو از دنیا بفردوس بریں
دل بسالِ وصل آں والا ھمم — قطب حق ییں قطب ھم قطب یقین
۲۸۱ھ

رہے آستانہ سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

منقبت در شان حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ

متقی و پارسا عبد الٰہ
شیخ عبدالواحد اہل بقا

او خلافت یافت از خواجہ حسنؒ
کاملان وقت را او راہنما

یک خلافت داد او را شاہ کمیلؒ
آن کہ حاصل کرد او از مرتضیٰؓ

ناز بردارِ فضیل ابن عیاضؒ
منفرد او در گروہ اولیا

حلقۂ طوق غلامی داشتند
صد ہزاران اصفیا و اذکیا

روز و شب گریہ کناں او پیش حق
زاں سبب معروف شد اہل بقاء

از قلم: ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

Marfat.com

حضرت شیخ خواجہ عبدالواحد زید رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام العاشقین، برہان الواصلین، عارف باللہ، قطب زمانہ، فائز بہ مکاشفات توحید وجود، شہباز قضائے تجرید ہمائے آشیانہ تفرید، فرد حقیقت حضرت شیخ خواجہ عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ شہباز میدان حقیقت ومعرفت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۹ شعبان المعظم ۳ھ بروز سوموار جدہ میں ہوئی۔ ریاضت ومجاہدے میں مشغول رہتے تھے۔ آپ بڑے درجہ کے عالم تھے آپ امیر المومنین حضرت امام حسنؓ بن علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے شاگرد تھے۔

آپ ہر گھڑی عبادت میں رہتے تھے۔ ذکر کو دوست رکھتے تھے اور کثرت سے ذکر کیا کرتے تھے عام لوگوں سے میل جول بالکل نہ رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے ملاقات کرتے جہاں کہیں بھی کسی درویش کی خبر پاتے فوراً اس کی ملاقات کیلئے روانہ ہو جاتے اور درویشوں سے بڑے اخلاص سے پیش آتے۔ آپ اپنے پاس آنے والوں اور ملنے والوں کو سلام میں پہل کرتے اور اس کی تعظیم بجا لاتے۔ جیسے نوکر یا غلام اپنے آقا کی تعظیم بجالاتے ہیں۔ آپ بڑے ادب کے ساتھ لوگوں کے پاس بیٹھتے اور فرماتے کہ تم تمام لوگ بادشاہ کے غلام ہو۔ اس لئے تمہاری تعظیم مجھ پر واجب ہے کیونکہ جسے بادشاہ کی محبت ہوتی ہے۔ وہ بادشاہ کے غلاموں کی تعظیم کرتا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اور تم اللہ تعالیٰ کے بندے ہو پس ہمیں ہم پر واجب ہے کہ ہم تمہاری تعظیم کریں کیونکہ تمہاری تعظیم دراصل اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اُنہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔ اس کے علاوہ حضرت کمیل ابن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے خلیفہ تھے۔ انہوں نے بھی آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا تھا۔

سیرت وکردار ☆: آپ ریاضت ومجاہدات ترک وتجرید ذوق وشوق عشق میں بے نظیر وبے مثال اور صائم الدھر تھے۔ تین روز کے بعد افطار فرماتے وہ بھی صرف تین لقمہ سے زیادہ تناول نہیں فرماتے تھے۔ ہر وقت آپ پر گریہ وزاری کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہونے سے قبل ۴۰ برس تک عبادت وریاضت میں مصروف رہے۔ علم میں آپ باکمال شخصیت اور حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے

Marfat.com

شاگرد تھے۔اور کسب ودانش آپ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے سیکھا تھا۔آپ زیادہ تر خلق خدا سے الگ تھلگ رہتے عام لوگوں سے میل جول بہت کم رکھتے۔اولیائے کرام سے ملاقات اوران کی زیارت کے لئے دور دور تک سفر فرماتے تھے۔اور جس بھی بزرگ کے پاس تشریف لے جاتے سلام کرنے میں سبقت فرماتے تربیت مریدین میں آپ یدطولیٰ رکھتے تھے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے تین خلفائے نامدار ہوئے ہیں جن میں حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض حضرت خواجہ ابوالحسن علی بن زرین اور حضرت خواجہ ابو یعقوب سنوسی علیہم الرحمۃ ہیں ان تینوں خلفاء میں سے حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض سے سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں کا شجرہ طریقت ملتا ہے۔

جبکہ حضرت خواجہ ابو یعقوب سنوسی علیہ الرحمۃ سے حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی اور حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کا سلسلہ جا ملتا ہے۔

کشف و کرامت☆: آپ صاحب کرامت بزرگ تھے بہت سے گذشتہ لوگوں نے آپ کی کرامات دیکھی ہیں۔ایک مرتبہ دریائے دجلہ کے کنارے پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دریا کے کنارے چند فقیر کشتی کی انتظار میں بیٹھے تھے۔کشتی جب آئی تو ملاح نے تمام لوگوں کو تو سوار کرلیا مگر درویشوں کو سوار نہ کیا۔فقیر اس بات سے نہایت شکستہ اور رنجیدہ ہوئے۔

آپ نے ان کو اشارہ کیا کہ آؤ میں تمہیں دریا سے پار کرادوں آپ نے فرمایا کہ دجلہ کو جا کر کہو کہ عبدالواحد زید نے کہا کہ خشک ہو جا فقیروں نے جا کر اسی طرح کہہ دیا۔کہتے ہیں پانی فوراً خشک ہو گیا اور فقیروں کا ٹخنہ بھی تر نہ ہوا۔سارے فقیر دریا پار ہو گئے اور بہت خوش ہوئے۔ملاح نے یہ واقعہ دیکھا تو آ کر آپ کے پیروں میں گر گیا اور عرض کرنے لگا کہ یا شیخ مجھے معاف فرما دیجئے۔مجھ سے خطا ہو گئی کہ میں نے فقیروں کو کشتی میں سوار نہ کیا۔آپ نے فرمایا جا میں نے معاف کیا پھر کبھی فقیروں کے دل کو نہ ستانا۔

کرامت نمبر۲☆: ایک روز آپ کسی راہ چل رہے تھے آپ کو راستے میں چند فقیر جو بھوکے پیاسے تھے ملے اور آپ کے ہاتھ پاؤں چومے اور آہ وزاری کرنے لگے اور عرض کی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں اور آپ کی دعا مقبول ہے۔ہم سب بھوکے ہیں۔ ہمارے بال بچے بھی بھوک سے ہلاک ہو رہے ہیں۔آپ دعا کریں کہ ہمیں صرف دو وقت کا کھانا مل جایا کرے ہم دنیا کی کوئی چیز نہیں چاہتے۔

آپ نے فرمایا کہ جاؤ تم آج ہی سے دولت مند ہو جاؤ گے۔لیکن یاد رکھو شریعت نبوی پر قائم رہنا اور پیغمبر خدا کی تابعداری کرنا اور برے کاموں سے بچے رہنا۔فقیروں نے اس نصیحت کو قبول کیا اور اپنے اپنے گھر واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ گھر میں ہر ایک کے ہاتھ میں سونے کے دینار ہیں۔انہوں نے پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے اور یہ مال کس نے دیا ہے ان کی عورتوں نے کہا کہ ہم سب بھوکے پیاسے تھے ایک شخص نے دروازہ کی زنجیر کھٹکھٹائی ہم نے دروازہ کھولا تو اس نے دیناروں سے بھرا ہوا تھیلا ہمیں دیا اور کہا کہ تم تمام مرد عورتیں یہ رقم آپس میں بانٹ لو جب تمہارے مرد آئیں کہنا کہ شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ علیہ کا ایک دوست آیا تھا۔اس نے یہ دینار ہمیں دیئے ہیں اور کہا ہے اے ناقصو جب تم حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ علیہ سے ملے تھے۔تو صرف دنیا کی ہی کیوں طلب کی اگر دین بھی طلب کرتے تو اللہ حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ علیہ کے صدقے سے تمہیں دین کامل بھی عطا فرما دیتا۔

کرامت نمبر۳☆: ایک دن آپ ایک راستے پر تشریف لے جا رہے تھے تو کیا دیکھا ایک بوڑھا ضعیف وناتواں عاجز و

Marfat.com

نحیف دھوپ میں پڑا ہے اور کوئی شخص اس کا پرسان حال نہیں ہے۔

آپ کو اس کی حالت زار پر رحم آیا اور اَبر کو اشارہ کیا کہ اس بے نوا پر سایہ کرے۔ جب اُس بوڑھے نے یہ کرامت دیکھی تو عرض کیا حضور میرے لئے دعا کریں کہ مجھے صحت ہو جائے۔ آپ نے دعا کی تو وہ اُسی وقت صحت یاب ہو گیا۔

آپ کا تقویٰ ☆: آپ ہر روز روزہ رکھتے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہمیشہ روتے رہتے اور بہت کم کھانا کھاتے دو دو تین تین وقت کا فاقہ کرتے تھے اور تین فاقہ کے بعد دو یا تین نوالے کھاتے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کھانا کیوں کم کھاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں پیغمبر خدا نبی پاک ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور اپنے پیر و مرشد کی پیروی کرتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے بھی کھانا بہت کم کھایا ہے اور بھوک و فاقے کو دوست رکھا ہے۔ اگر میں ان کی اطاعت نہ کروں تو مجھے لوگ درویش نہیں کہیں گے۔ کیونکہ درویش وہ شخص ہے جو قول و فعل میں جناب محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور اپنے پیر و مرشد کی مثالیت قائم کرے جب وہ مثالیت نہیں کرتا تو لوگ اس کو حقیر جانتے ہیں اور درویش کو حقیر جاننا دراصل اس کے پیر کو حقیر جاننا ہے اور اس کے پیر کو حقیر جاننا گویا مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حقیر جاننا ہے اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حقیر جاننا گویا خاتم الانبیاء نبی پاک صاحب لولاک فخر موجودات ﷺ کو برا جاننا ہے اور نبی پاک ﷺ کو حقیر جاننا گویا نعوذ باللہ من ذالک اللہ تعالیٰ کو برا جاننا ہے پس درویش کو چاہیے کہ اپنے پیر کی مطابقت نہ چھوڑے۔ کیونکہ پیر کی مطابقت جناب مصطفیٰ ﷺ کی مطابقت ہے۔

بیعت ہونے کے بعد آپ کا پہلا قدم ☆: جب آپ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کے مرید ہوئے تو آپ کے پاس اس وقت سات غلام تھے۔ آپ نے وہ ساتوں غلام آزاد کر دیئے اور فرمایا کہ گناہوں سے پاک و آزاد ہوا ہوں اور جو مال و اسباب آپ کے پاس گھر میں موجود تھا سب محتاجوں اور فقیروں کو دے دیا اور گودڑی پہن کر حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ آپ فقیروں اور مسکینوں سے محبت کرتے اور اہل دنیا کو ترک کرتے اور اتفاقیہ کسی فقیر کے لئے مال ساتھ میں لے لیتے آپ اکثر فرماتے تھے کہ اس شخص پر افسوس ہے جو دل کو دولت کی طرف لگائے اور ہاتھ میں دنیا لے کیونکہ دنیا پر خدا کا غضب ہے اور جب سے یہ پیدا ہوئی ہے اسے نظر رحمت سے نہیں دیکھا۔

پس اگر کوئی شخص درویش ہوا اور درویشوں کا خرقہ پہنے اور ان کا جانشین ہو تو اسے چاہیے کہ دنیا کے نزدیک بالکل نہ جائے اور دنیا کے مال کو بالکل نہ چھوئے۔ اور اسے بالکل پاس نہ رکھے اور اگر رکھے تو درویشی خرقہ کے لائق نہیں اور قیامت کے دن اسے درویشوں میں جگہ نہ دی جائے گی اور اسی وجہ سے وہ نبی پاک ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سامنے شرمندہ ہوگا کیونکہ درویش وہ ہے جس کے دل میں ماسوا اللہ کے دوسری چیزوں کا دل میں خیال تک نہ ہو۔ درویش ہمیشہ خالی ہاتھ خالی شکم والا ہوتا ہے۔ جب رات آئے تو گھر میں جو بھی موجود ہو وہ کھائے اگر کوئی چیز آئندہ رات کے لئے رکھے تو سمجھ لو کہ وہ سست اعتقاد اور بہت کم ہمت ہے۔

اور اسے توکل کی راہ معلوم نہیں وہ متبدی ہے۔ مقتدائی کے لائق نہیں بچے کی طرح نادان ہے۔ وہ دانا نہیں۔ وہ علیل ہے۔ خلیل نہیں۔ راستہ چلنے والا ہے۔ لیکن پرہیز گار نہیں۔ کچا اور نامکمل مرید ہے۔ اسے پیری کا مرتبہ حاصل نہیں۔ درویش کو جو کچھ مل جائے تو وہ کھا

Marfat.com

لیتا اور صبر شکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتا ہے اگر رزق قسمت میں ہے تو مل کر رہے گا۔ اگر قسمت میں نہیں ہے تو موجودہ رزق بھی کیا فائدہ دے سکتا ہے جب کہ وہ کھایا نہ جائے۔

قبل از وصال ایام علالت کی کرامت ☆: آخری ایام میں اس قدر بیمار ہوئے کہ اٹھنے کی طاقت نہ رہی بلکہ حرکت بھی نہ کر سکتے تھے۔ ایک دن نماز کے وقت خادم موجود نہ تھا کہ وضو کراتا۔ آپ نے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ مجھے اس قدر صحت اور طاقت عطا فرما کہ اٹھ کر وضو کر سکوں اور نماز ادا کرلوں۔ اس کے بعد جو حکم ہو بندہ حاضر ہے۔ دعا مانگتے ہی آپ کو صحت ہوگئی اٹھے اور وضو کیا جی بھر کر نماز ادا کی۔ اس کے بعد جب بستر پر آئے تو بدستور بیمار ہو گئے۔

وصال باکمال ☆: ستائیس (۲۷) ماہ صفر ۱۷۷ھ بمطابق بروز بدھ 793ء کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔ اور مزار پُر انوار بصرہ میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ بعض مورخین کے نزدیک آپ کا مزار پُر انوار مکہ مکرمہ میں ہے۔

کسی عارف کامل نے آپ کی قطعۂ تاریخ یوں لکھی ہے ☆:

عبدواحد چوں ز دنیا رخت بست
سالِ آں شهه والا مکان
زبده دین عبدواحد کن رقم
۱۷۷ھ
هم امام عبدواحد کن بیان
۱۷۷ھ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

منقبت در شان خواجہ فضیل ابن عیاض رحمتہ اللہ علیہ

سر گروہ اولیا خواجہ فضیل ابن عیاض
بے نیاز و بے ریا خواجہ فضیل ابن عیاض

دست بستہ سامنے روتا رہا ہارون رشید
ہیں وہ ایسے باخدا خواجہ فضیل ابن عیاض

کفش برداروں میں شامل ہو کے سلطان الادھم
کہتے تھے مولائے ما خواجہ فضیل ابن عیاض

کر دیا جس ہاتھ نے مٹی کو سونا دفعتاً
آپ کا دست عطا خواجہ فضیل ابن عیاض

معتکف برسوں رہے جو کعبۃ اللہ میں ظفرؔ
مظہر نور خدا خواجہ فضیل ابن عیاض

از قلم: ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

Marfat.com

حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: مقدمہ تابعاں، معظم نائباں، آفتاب کرم واحسان، دردریائے ورع وعرفان، مجذوب عشق رب رحمان، بسمل تیغ تسلیم ورضا، مشرف براسرار قدر وقضا، قطب حقیقت حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ سرگروہ اولیا ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت گیارہ ذیقعد صبح کے وقت کوفہ یا اختلاف روایت سمرقند میں ہوئی۔ آپ کا شمار نہ صرف اہل تقویٰ اور اہل ورع میں ہوتا ہے بلکہ آپ مشائخین کے مقتداء راہ طریقت کے ہادی ولایت وہدایت کے مہر منور اور کرامت وریاضت کے اعتبار سے اپنے دور کے شیخ کامل تھے اور آپ کے ہمعصر آپ کو صادق ومقتداء تصور کرتے ہیں۔ آپ کوفہ کے رہنے والے تھے بعض کہتے ہیں آپ کا اصل وطن خراسان ہے اور مرہ کے مضافات میں رہتے تھے۔ آپ طبقہ اولیٰ کے بزرگوں میں سے ہیں اور آپ کی کنیت ابوعلی اور ابوالفیض ہے۔

آپ ابتدائی دور میں ٹاٹ کا لباس اونی ٹوپی اور گلے میں تسبیح ڈالے پھرتے تھے آپ کے جتنے یار دوست تھے وہ سب کے سب ڈاکو اور قذاق تھے صحرا بصحرا لوٹ مار کیا کرتے تھے۔ آپ ان قزاقوں کے سرغنہ تھے غارت گری کا سارا مال تقسیم کر کے اپنے لئے پسندیدہ شے رکھ لیا کرتے اس کے باوجود نہ صرف خود پنجگانہ نماز کے عادی تھے بلکہ خدام اور ساتھیوں میں سے جو نماز نہ پڑھتا اس کو خارج از جماعت کر دیتے۔

عجیب واقعہ☆: ایک مرتبہ متمول قافلہ اس جانب سے گزر رہا تھا ان میں سے ایک مالدار کے پاس بہت رقم تھی چنانچہ ان لٹیروں کے خوف سے یہ سوچ کر کہ یہ رقم بچ ہی جائے تو بہتر ہے وہ شخص صحرا میں رقم دفن کرنے کیلئے جگہ کی تلاش میں نکلا تو وہاں اس کو ایک بزرگ مصلے بچھائے نماز پڑھتے ملے۔ دیکھ کر مطمئن سا ہو گیا اور وہ رقم بطور امانت ان بزرگ کے پاس رکھ دی اور جب قافلہ میں واپس پہنچا تو پورا قافلہ لٹیروں کی نذر ہو چکا تھا۔

چنانچہ وہ شخص جب اپنی رقم کی واپسی کیلئے ان بزرگ کے پاس گیا تو دیکھا تو وہ شخص لٹیروں کے ساتھ مل کر مال غنیمت تقسیم کر رہے ہیں۔ اس بیچارے نے اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنی رقم اپنے ہاتھوں سے ایک قذاق کے حوالے کر دی۔

لیکن آپ نے اپنے قریب بلایا اور پوچھا کہ یہاں کیوں آئے ہو۔ اس نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ اپنی رقم کی واپسی کے لئے آپ

Marfat.com

نے فرمایا کہ جس جگہ رکھ کر گئے تھے۔ وہیں سے اٹھالو جب وہ اپنی رقم لے کر واپس ہوگیا تو آپ کے ساتھیوں نے پوچھا کہ یہ رقم باہمی تقسیم کی بجائے آپ نے واپس کیوں کردی۔ آپ نے فرمایا اس نے مجھ پر اعتماد کیا اور میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتا ہوں۔

پھر چند یوم بعد لٹیروں نے دوسرا قافلہ لوٹ لیا۔ جس میں بہت مال ہاتھ آیا۔ اہل قافلہ میں سے کسی نے پوچھا کہ تمہارا کوئی سرغنہ نہیں ہے لٹیروں نے جواب دیا کہ ہے تو سہی لیکن وہ اس وقت لب دریا نماز میں مشغول ہے اس شخص نے کہا کہ یہ وقت نماز کا نہیں ہے۔ راہزنوں نے کہا کہ نفلیں پڑھ رہے ہیں۔ پھر اس نے سوال کیا کہ جب تم لوگ کھانا کھاتے ہو تو کیا تمہارے ہمراہ نہیں کھاتا انہوں نے جواب دیا کہ وہ دن میں روزے رکھتے ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ یہ رمضان کا مہینہ تو نہیں ہے۔ ڈاکوؤں نے کہا کہ نفلی روزے رکھتے ہیں۔ یہ حالات سن کر وہ شخص حیرت زدہ ہو گیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی صوم صلوٰۃ کے ساتھ رہزنی کا کیا تعلق ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تو نے قرآن پاک پڑھا ہے اس شخص نے جب اثبات میں جواب دیا تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا ○ (پ ۱۱۔ سورۃ توبہ رکوع ۲۔ آیت ۱۰۲)

یعنی دوسروں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے عمل صالح کو اس کے ساتھ غلط ملط کر دیا۔ آپ کی زبانی آیت سن کر وہ شخص محو حیرت رہ گیا۔

روایت ہے کہ آپ بہت بامروت و باہمت تھے اور جس کارواں میں کوئی عورت ہوتی یا جس کے پاس قلیل متاع ہوتی اس کو نہیں لوٹتے تھے اور جس کو لوٹتے تھے اس کے پاس کچھ نہ کچھ مال و متاع چھوڑ دیتے تھے۔

ابتدائی دور میں آپ ایک عورت پر فریفتہ ہو گئے اور اکثر اس کی محبت میں گریہ وزاری کرتے رہتے اور لوٹے ہوئے اثاثے میں اپنا حصہ اس عورت کے پاس بھیج دیتے اور گاہے بگاہے خود بھی جاتے رہتے۔

سبق آموز واقعہ☆: ایک مرتبہ کوئی قافلہ آ کر ٹھہرا اور اس قافلے میں کوئی شخص یہ آیت تلاوت کر رہا تھا۔ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (پ ۲۷۔ سورۃ حدید۔ ع ۱۷۔ آیت ۱۶)

کیا اہل ایمان کیلئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے قلوب اللہ کے ذکر سے خوف زدہ ہو جائیں۔

اس آیت کریمہ کا آپ کے قلب پر ایسا اثر ہوا جیسے کسی نے تیر مار دیا ہو اور آپ نے اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا یہ غارت گری کا کھیل کب تک جاری رہے گا اور اب وہ وقت آ چکا ہے کہ ہم اللہ کی راہ پر چل پڑیں یہ کہہ کر زار و قطار رونے لگے اور اس کے بعد مشغول عبادت ہو گئے اور ایک ایسے صحرا میں جا نکلے جہاں کوئی قافلہ پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے اور اہل قافلہ میں سے کوئی شخص یہ کہہ رہا تھا کہ اس راستے میں فضیل ڈاکے مارتا ہے۔ لہٰذا ہمیں راستہ بدل کر چلنا چاہیے یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اب بالکل بے خوف ہو جاؤ اس لئے کہ میں نے رہزنی سے توبہ کر لی ہے پھر تمام لوگوں سے جن کو آپ سے اذیتیں پہنچی تھیں ان سے معافی طلب کر لی۔

لیکن ایک یہودی نے معاف کرنے سے انکار کر دیا اور شرط پیش کی کہ اگر تم سامنے والی پہاڑی کو یہاں سے ہٹا دو تو پھر معاف کر

Marfat.com

دوں گا۔ چنانچہ آپ نے مٹی اٹھانی شروع کردی تو اتفاق سے ایک آندھی آئی کہ وہ پوری پہاڑی اپنی جگہ سے ختم ہوگئی۔

یہودی یہ واقعہ دیکھ کر بہت متاثر ہوا اور اپنے قلب سے آپ کے بارے میں کدورت ختم کردی اور عرض کیا کہ میں نے یہ عہد کیا تھا کہ جب تک تم میرا مال نہ دو گے میں اس وقت تک آپ کو معاف نہ کروں گا۔ لہٰذا اس وقت میرے تکیے کے نیچے اشرفیوں سے بھری ہوئی تھیلی رکھی ہوئی ہے وہ آپ اٹھا کر مجھے دے دیں تاکہ میری قسم کا کفارہ ادا ہو جائے۔

چنانچہ وہ تھیلی اٹھا کر آپ نے اس کو دے دی۔ اس کے بعد اس نے یہ شرط پیش کی آپ مجھے مسلمان کرلیں پھر معاف کردوں گا۔ آپ نے کلمہ پڑھا کر مسلمان کرلیا۔ اسلام لانے کے بعد اس نے بتایا کہ میرے مسلمان ہونے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے توریت میں پڑھا تھا کہ اگر صدق دل سے تائب ہونے والا خاک کو بھی ہاتھ لگادے تو سونا بن جائے لیکن مجھے یقین نہ آیا اور آج جب کہ میری تھیلی میں مٹی بھری ہوئی تھی اور جب آپ نے مجھ کو اٹھا کر دی تو واقعی اس میں سونا نکلا اور مجھے مکمل یقین ہوگیا کہ آپ کا مذہب سچا ہے۔

خوف خدا ☆: ایک مرتبہ آپ نے کسی سے استدعا کی کہ میں نے بہت سارے گناہ کئے ہیں۔ لہٰذا مجھے امیر وقت کے پاس لے چلو تاکہ وہ مجھ پر شرعی حدود نافذ کرے۔ جس وقت آپ کو امیر وقت کے پاس پیش کیا گیا تو اس نے نہایت تعظیم و تکریم کے بعد واپس کر دیا۔ جب آپ نے اپنے گھر کے دروازے پر آواز دی تو بیوی نے اضمحلال سے بھری ہوئی آواز سن کر یہ تصور کیا کہ آپ زخمی ہوگئے ہیں۔ بیوی نے پوچھا کہ زخم کہاں پر آیا ہے۔ تو فرمایا کہ آج میرے قلب پر زخم لگا ہے پھر بیوی سے کہا کہ میں سفر حج پر جانا چاہتا ہوں۔ لہٰذا اگر چاہو تو میں تم کو طلاق دے دوں کیونکہ راستے میں تمہیں میرے ساتھ بڑی بڑی مصیبتیں جھیلنی پڑیں گی۔ لیکن بیوی نے کہا کہ میں خادمہ بن کر تمہارے ہمراہ رہوں گی۔ کیونکہ میرے لئے تمہاری فرقت ناقابل برداشت ہے۔

چنانچہ آپ نے انہیں بھی شریک سفر کرلیا اور اللہ تعالیٰ نے تمام راستے کی مشکلات دور فرمادیں۔ آپ نے مکہ معظمہ پہنچ کر کعبۃ اللہ کی مجاورت اختیار کرلی اور مدتوں حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہ کر علم حاصل کیا اور عبادت و ریاضت میں معراج کمال تک رسائی حاصل کی اہل مکہ آپ کے گرد جمع رہتے اور آپ اپنے مواعظ حسنہ سے انہیں مستفیض فرماتے رہتے۔ آپ کے کچھ اعزاء بغرض ملاقات پہنچے تو آپ نے ان سے ملاقات نہیں کی لیکن بے حد اصرار کے بعد چھت پر چڑھ کر فرمایا کہ اللہ تم کو عقل سلیم عطا فرمائے تاکہ کسی اچھے کام میں مشغول ہو جاؤ۔ یہ الفاظ سن کر تمام لوگ بڑے متاثر ہوئے ان پر غشی طاری ہوگئی اور تمنائے ملاقات لئے ہوئے واپس وطن چلے گئے۔

بیعت و خلافت ☆: لوٹ مار اور ڈاکہ زنی سے تائب ہو کر آپ کوفہ تشریف لے گئے اور وہاں پر حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی صحبت اختیار کی اور حصول علم کے لئے کافی عرصہ تک ان کی خدمت میں رہ کر علوم ظاہری کی تکمیل کی بعد ازاں آپ بیعت کی غرض سے بصرہ تشریف لے گئے تاکہ حضرت خواجہ حسن بصری کے ہاتھ پر بیعت توبہ کرلی جائے مگر بصرہ پہنچ کر آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کا وصال ہو چکا ہے تو آپ نے رونا شروع کردیا۔ اس موقع پر کسی شخص نے کہا کہ آپ اگر بیعت ہی ہونا چاہتے ہیں تو رونے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کے ممتاز خلیفہ و جانشین حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید علیہ الرحمۃ

Marfat.com

کے ہاتھ پر بیعت حاصل کرلیں عصر حاضر میں ان جیسا درویش اور کامل بزرگ کوئی اور نہیں ہے۔ حضرت خواجہ حبیب عجمی جیسے بزرگ ہر ہفتہ ان کے پاس دوستی کے ناطے آتے ہیں۔

چنانچہ اس شخص کی ناصحانہ گفتگو نے آپ کے دل پر بڑا اثر کیا اور آپ کے دل میں حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید علیہ الرحمۃ سے ملاقات کی تڑپ پیدا ہوئی اور پتہ کرتے ہوئے ان کی خدمت میں پہنچ کر بیعت سے مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید علیہ الرحمۃ نے آپ کو پند و نصائح کئے اور فرمایا اے فضیل تمام چیزوں کو چھوڑ کر صالح بن جاؤ۔ درویشی بے خویشی اور خاموشی کا نام ہے۔ اسے اختیار کرو اور اپنے گناہوں کا ماتم کرو ہر جگہ ہر وقت خدائے عزوجل کو یاد رکھو کیونکہ تمہارا نام محبان خدا میں درج ہو چکا ہے۔ اس لئے تم ولی بن جاؤ گے۔ اور فرمایا کہ ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو قائم رکھو۔

اپنے شیخ کے نصائح سننے کے بعد آپ نے مکہ مکرمہ پہنچ کر خلوت اختیار کی اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں ترقی کی منازل طے کر کے اپنے شیخ کامل کی بارگاہ میں پہنچے تو شیخ کامل نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر ممتاز فرمایا۔

سیرت و کردار☆: آپ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے (یعنی ہمیشہ روزہ رکھتے اور ساری رات جاگتے تھے) آپ پر خوف خدا اس قدر غالب تھا کہ ہمیشہ گریہ وزاری کرتے رہتے تھے اور جو شخص آپ کے چہرے کو دیکھتا تھا اس پر بھی گریہ طاری ہو جاتا تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ یہ شخص نہایت ہی مصیبت زدہ ہے۔ آپ جس روز مرید ہوئے اس کے بعد اہل دنیا کو نہ دیکھا۔ بلکہ راستے میں اگر کوئی اہل دنیا نظر آ جاتا تو راستہ چھوڑ دیا کرتے تھے۔ اگر اتفاق سے کوئی دنیادار سامنے آ جاتا تو آپ اپنے کپڑے فقیروں اور غریبوں میں تقسیم فرما دیتے تھے اس خوف سے کہ شاید اہل دنیا کے پاؤں کی خاک کپڑوں پر پڑ گئی ہو۔

آپ صاحب سماع صاحب کشف و کرامات اور باعظمت و باکمال بزرگ تھے اور تین دن اور بعض اوقات چار اور پانچ دن کے بعد روزہ افطار فرماتے ہر روز پانچ سو رکعت نماز نفل ادا فرماتے۔ روزانہ ایک قرآن مجید ختم کرتے جس روز آپ کے گھر میں فاقہ ہوتا آپ چند رکعت نماز شکرانہ ادا فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے میں چاہتا ہوں کہ بیمار ہو جاؤں تاکہ نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے باہر نہ جاؤں اور اس طرح خلق خدا کو نہ دیکھوں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس شخص کا مجھ پر احسان عظیم ہوگا جو راستے میں مجھ کو سلام نہ کرے۔ اور جب بیمار ہو جاؤں تو عیادت کو نہ آئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب رات آتی ہے تو مجھے خوشی ہوتی ہے کہ مکمل خلوت حاصل ہوگی۔ جب صبح ہوتی ہے مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اب خلق خدا سے ملاقات ہوگی کیونکہ اس سے مجھے پریشانی ہوتی ہے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے پانچ خلفائے نامدار ہیں جن میں حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادھم حضرت شیخ محمد بن یزید شیرازی حضرت خواجہ بشر حافی حضرت خواجہ ابی جار عطاری حضرت خواجہ عبداللہ سیاری علیہم الرحمۃ ہیں۔

آپ کی تعلیمات واقوال زریں☆: آپ فرماتے ہیں کہ میں حق تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے عبادت کرتا ہوں نہ کہ ڈر کی وجہ سے۔

نمبر۲☆: کسی نے آپ سے دریافت کیا اصل دین کیا ہے۔ آپ نے فرمایا عقل۔ اُس نے پوچھا عقل کی اصل کیا ہے۔ آپ

Marfat.com

نے فرمایا حلم۔ اس نے پوچھا حلم کیا ہے۔ آپ نے فرمایا صبر۔

نمبر۳☆: آپ فرماتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ غیر سے امید نہ رکھے اور متوکل وہ ہے کہ جس کا ظاہر و باطن سراپا تسلیم ورضا بن جائے۔

نمبر۴☆: آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ تیس برس تک مسلسل کبھی بھی نہ مسکرائے۔ جس روز آپ کے فرزندار جمند کا وصال ہوا تو آپ نے تبسم فرمایا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت یہ بھی کوئی مسکرانے کا وقت ہے۔ آپ نے فرمایا اس کی موت پر حق تعالیٰ راضی تھا۔ چنانچہ میں نے بھی حق تعالیٰ کی موافقت کی ہے اور خوش ہوا ہوں۔

قبل از وصال آپ کی عجیب وغریب وصیت☆: جب آپ کے وصال کا وقت آیا تو آپ نے اپنی دو بیٹیوں کے متعلق اپنے اہل خانہ کو وصیت فرمائی کہ ان کو کوہ ابوقبیس پر لے جانا اور یہ کہنا کہ الٰہی فضیل نے ہمیں نصیحت کی ہے کہ ان کو میں نے تیرے سپرد کر دیا۔ چنانچہ ہم ان کو تیرے سپرد کر رہے ہیں۔

چنانچہ آپ کے وصال کے بعد آپ کے اہل خانہ ان دونوں بیٹیوں کو کوہ ابوقبیس پر لے گئے۔ اس وقت یمن کا بادشاہ اپنے دو شہزادوں اور دیگر ہمراہیوں کے ہمراہ وہاں سے گزر رہا تھا۔ جب اس نے مجمع کو دیکھا تو پوچھا کہ ماجرا کیا ہے۔ لوگوں نے آپ کی وصیت کے متعلق بادشاہ یمن کو بتایا۔ تو اس نے اسی وقت آپ کی دونوں صاحبزادیوں کا نکاح اپنے دونوں شہزادوں سے کر دیا اور یمن لے گیا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال تین ربیع الاول شریف دوسری روایت کے مطابق ۴ ماہ محرم الحرام ۱۸۷ھ بمطابق 802ء کو مکہ مکرمہ میں ہوا۔

روایت ہے کہ بوقت وصال آپ کے قریب تلاوت قرآن کی جا رہی تھی تلاوت کرنے والے نے جب سورۃ القارعہ پڑھی تو آپ نے نعرہ مارا اور وصال ہو گیا۔

آپ کی مرقد منورہ بیت الحرام کے قریب قبرستان جنت المعلیٰ میں حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ کے روضہ اقدس کے نزدیک ہے۔
کسی عارف کامل نے آپ کی قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

چوں فضیل از دار فانی رخت بستا
رفت "عشر تگہ دار القرار
ماہ عالم وصال آنجناب
۱۸۷ھ
سید الاقطاب و واقف کن شمار
۱۸۷ھ

رہے آستانہ سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

منقبت درشان حضرت خواجہ سدیدالدین حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ

مقتدائے مبتدی و منتہی
حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی

آپ کے حسن عمل کا آج تک
معترف دنیا کا ہے ہر اک ولی

پاگیا ہر اک مرید باصفا
ذوق و شوق و سوز و ساز آگہی

بہرہ ور ہے جو ترے فیضان سے
کب اسے اچھا لگے تاج شہی

پڑ گئی جس پر تری چشم کرم
ہو گیا حاصل اسے قرب نبیؐ

طالبان علم و عرفان کے لئے
قبر اطہر سے ہے جاری رہبری

دیکھی جاتی ہی نہیں ان سے ظفر
دل کی بے تابی نظر کی بے کسی

از: ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

Marfat.com

حضرت خواجہ شیخ سدیدؒ الدّین حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قمری شاخ سارا حدیث بلبل مرغزار صمدیت ہمدم نسیم وصال وافر الفضل والاحسان، اکرم الرجال، اہل ایمان، ملک الاولیاء، امام الفقراء، قطب وقت ہست جام بے غشی، حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ شہنشاہ ملک بقا ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳ ذالحج ۱۷ا ء بروز منگل بوقت مغرب قصبہ مرعش ملک شام میں ہوئی آپ اکابر مشائخ وقت اور پیشوائے اولیائے صاحب اسرار تھے۔ زہد وعبادت اور ترک تجرید میں آپ یگانہ روزگار تھے حقائق و معارف میں آپ نے بلند کلمات ارشاد فرمائے آپ حضرت خواجہ ابراہیم ابن ادھم علیہ الرحمۃ کے محبوب مرید باصفا تھے حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ نے جو نعمت حضرت خضر علیہ السلام، امام باقر علیہ السلام اور حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ سے حاصل کی تھی وہ سب حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کردی۔ آپ کامل اور صاحب ریاضت و مجاہدہ بزرگ تھے۔

علوم سلوک میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں مشائخین کبار کے سردار تھے۔ آپ کے زمانے کے تمام درویش آپ کی طرف توجہ کرتے اور عشق و معرفت کی تعلیم آپ سے حاصل کرتے تھے آپ کے اقوال بہت عمدہ ہیں۔ بہت سے لوگ ان کے وسیلے سے قرب الٰہی تک پہنچ گئے۔

عبادت ☆: آپ ہمہ وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتے تیس سال تک آپ کا وضو سوائے حاجت کے باطل نہ ہوا اور مجاہدہ ریاضت اس قسم کی کرتے تھے کہ تین فاقوں کے بعد افطار کرتے اور فرماتے کہ جو درویش ہر روز کھاتا ہے اس کو ہر روز قضائے حاجت انسانی ہوتی ہے اور جس کو ہر روز قضائے حاجت انسانی ہوتی ہے وہ اس قدر یاد الٰہی سے غافل رہتا ہے اگرچہ عاشق کا دل ذکر یزدانی میں مشغول رہتا ہے لیکن زبان سے ذکر رحمانی نہیں کرسکتا پس وہ درویش جو دیدار خدا کا عاشق ہے وہ ذکر الٰہی کرتا ہے اس سے ایک پل بھی غافل نہیں رہ سکتا۔

درویش کے لئے ہدایت ☆: ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ درویش کو خالی ہاتھ خالی شکم خالی نفس ہونا چاہیے۔ اگر تو درویش کے پاس درہم دیکھے تو اس کے پاس نہ بیٹھنا اس واسطے کہ درویشوں کی محبت اور اس کا قرب اللہ سے ہوتا ہے اور درہم قہری اور دوری کی علامت رکھتا ہے جو درویش پیٹ بھر کر روٹی کھاتا رہے جان لو کہ ابھی فقیری کے کام میں خام ہے اور نفس پرست ہے ابھی درویشی

Marfat.com

کے مرتبے تک نہیں پہنچا اور درویشوں کی راہ ابھی طے نہیں کی۔ اسرار الٰہی اور رحمت کا دروازہ اس پر بند ہے اگرچہ وہ اپنے تئیں مقتدا ظاہر کرتا ہے مگر ابھی وہ مقتدی بھی نہیں۔ اس لئے کہ مقتدی کو امام کی مطابقت ضروری ہے اور درویش کا امام پیر ہوتا ہے۔ تمام پیران عظام خالی پیٹ ہو گزرے ہیں، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے لے کر آج تک ہر ایک نے فقر و فاقہ دیکھا۔ کسی نے بھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا اور جس درویش میں کوئی دنیاوی شغل ہو اس سے بچنا چاہیے۔ اس واسطے کہ دنیاوی شغل اس کو ذکر الٰہی سے روکتا ہے اور ہلاکت میں ڈالتا ہے اور وہ شخص جو خود ہلاکت میں ہو دوسروں کو کب نجات دلا سکتا ہے۔

آپ کا ترک دنیا☆: جب آپ نے دنیا کو ترک کیا اور خلوت گزیں ہوئے تو ایک دن آپ کے پاس حضرت خواجہ خضر علیہ السلام آئے اور فرمانے لگے اے حذیفہ راستہ چلنے والے کا راہبر ضرور ہوتا ہے تو جا کر حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ کی صحبت اختیار کر جو راہ انہوں نے طے کی ہے تو بھی وہی راہ اختیار کرتا کہ جلدی اپنے مطلب اور مقصد کو پہنچ جائے۔ تجھے درویشی کی راہ میں کسی کامل شخص کی خدمت کرنی چاہیے جو شخص کامل درویشوں کی خدمت کرتا ہے وہ بھی چند عرصہ بعد کامل درویش بن جاتا ہے۔

بیعت و خلافت☆: آپ اپنی خلوت کی جھونپڑی سے نکلے اور پوچھتے پوچھتے حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچ کر قدم بوس ہوئے جب حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ کی نظر آپ پر پڑی تو بہت تواضع سے پیش آئے اور آپ کو اٹھا کر گلے لگا لیا اور فرمایا اے حذیفہ خاطر جمع رکھ انشاء اللہ چند روز میں تو بلند درجہ کو پہنچ جائے گا۔ آپ حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے اور گوشہ نشینی اختیار کر کے یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔

آپ چھ ماہ تک حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ کی خانقاہ میں رہے اور اس چھ ماہ کے عرصہ میں آپ نے چھ مرتبہ کھانا کھایا۔ جب آپ کے پیر و مرشد نے آپ کا مجاہدہ اور ریاضت دیکھی تو فرمایا الحمد للہ جو کام درویشوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ حذیفہ سے ہوا اے حذیفہ میں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی ہے کہ تو بہت جلد بلند مرتبہ کو پہنچ جائے اور تیرا مرتبہ درویشوں میں اونچا ہو جائے۔ اے حذیفہ درویشوں کا خرقہ خلافت جوان کی یادگار میرے پاس ہے۔ اسے پہن لو اور میرے جانشین بن جاؤ لوگوں کو دست بیعت کرو اور ان کی رہنمائی کرو انہیں شریعت طریقت معرفت حقیقت کی تعلیم دو اور جس راہ پر ہمارے پیر چلے ہیں۔ اسی راہ پر تو بھی چل اور اسی راہ پر قدم رکھ۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ کی نصیحت قبول کی اور خرقہ پہن لیا۔ خرقہ پہننے کے بعد آپ نے عرض کی یا پیر و مرشد مجھے کچھ اور بھی نصیحت فرمائیں تا کہ میں اس پر کامل رہوں خواجہ ابراہیم ادھم علیہ الرحمۃ نے فرمایا جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کرتا ہے تو دنیا اس کی طرف توجہ کرتی ہے تا کہ اسے یاد الٰہی سے باز رکھا جائے۔ اس لئے مناسب ہے کہ تو فقر کو اختیار کر لے۔ کیونکہ ہمارے پیروں نے فقر کو اختیار کیا ہے اور فاقے اٹھائے ہیں اور رنج و محنت برداشت کی ہے بعد ازاں فقر و فاقے کی بدولت قرب الٰہی کی سعادت حاصل کی اور دوسرے یہ کہ فقیروں اور درویشوں کو دوست رکھنا اور فقیروں سے ہمنشین ہونا اور غیروں سے محبت نہ کرنا دولت مندوں کی صحبت کو مصیبت اور آفت خیال کرنا جس دن تجھے دولت مندوں کی صحبت حاصل ہو اس روز بہت گریہ و زاری کرنا اور توبہ استغفار کرنا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنا کہ اے اللہ مجھے اپنے پیارے محبوب ﷺ اور علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت

Marfat.com

خواجہ حسن بصری، حضرت عبدالوحد، حضرت فضیل ابن عیاض اور ابراہیم بن ادھم علیہم الرضوان کی پیروی نصیب کر۔

آپ کی تعلیمات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کو چاہیے کہ اہل دنیا سے اس طرح بھاگے اور ان کے گروہ سے اس طرح نکلے جیسے تیر کمان سے نکل کر جاتا ہے۔

۲ ☆: درویش کو اللہ رب العزت کی یاد میں مشغول رہنا چاہیے اگر شکایت کرے تو اللہ تعالیٰ سے کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے کرے کیونکہ درویش اور فقیر اللہ کے دوست ہوتے ہیں۔

۳ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ دنیا قہر کی علامت ہے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اسے رحمت کی نظر سے نہ دیکھا گیا اور اہل دنیا دنیا کے دوست ہیں اور جو دنیا سے بھاگتا ہے وہ گویا اہل دنیا سے بھاگتا ہے۔

آپ کا مقام ☆: حضرت حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ نے خرقہ خلافت پہنا تو ریاضت اور مجاہدہ اور زیادہ کرنا شروع کر دیا اور ہمہ وقت آپ پر رقت طاری رہتی۔ لوگوں نے پوچھا آپ اس قدر کیوں روتے ہیں۔ تو جواب دیا کہ اس واسطے روتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں کہ میں کون سے فرقے میں ہوں گا۔ آیا کہ بہشتی فرقے میں یا دوزخی میں کسی شخص نے پوچھا کہ یا شیخ جب آپ کو اپنے بارے میں معلوم نہیں آپ کون سے طبقے میں ہیں تو آپ لوگوں کو دست بیعت کر کے ان کی راہ کیوں مارتے ہیں۔ یہ بات سنتے ہی آپ نے نعرہ مارا اور بے ہوش ہو گئے۔ جب آپ کے منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر ہوش میں لایا گیا۔ تو غیب سے ایک آواز آئی۔ اس آواز کو تمام حاضرین نے بھی سنا کہ اے حذیفہ ہم تجھے دوست رکھتے ہیں تو ہمارا برگزیدہ بندہ ہے ہم تجھے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے ہمراہ بہشت میں داخل کریں گے اور جو تجھ سے محبت کرے گا ہم اس کو بھی بخش دے گے اس بات کو سن کر اس روز تین سو کافر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

آپ کا اسرار غیبی ☆: منقول ہے کہ آپ کو کشف ارواح حاصل تھا جس قبر پر جاتے اس کا بھید معلوم کر لیتے۔

سیرت و کردار ☆: آپ نے سات برس کی عمر عزیز میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا اور آپ کا معمول تھا کہ ہر شب ایک قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ جس کسی بھی درویش کو دیکھتے اس کا بے حد احترام فرماتے اور اس سے فیض طلب کرتے۔ آپ اٹھارہ برس کی عمر شریف میں عالم علم لدنی ہو گئے اور شریعت و طریقت حقیقت و معرفت میں کامل و اکمل ہو گئے تھے۔ ہمیشہ ٹاٹ کا لباس پہنتے اور خلوت میں آہ و بکا میں مصروف رہتے تھے۔ تیس برس تک آپ کبھی بے وضو نہ رہے تمام عمر مجرد گزاری نہ بیوی تھی نہ بچے۔ آپ کا معمول تھا کہ تین چار روز اکثر پانچویں روز افطار کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ درویش کی غذا ذکر **لَآ اِلٰـہَ اِلاَّ اللّٰـہ** ہے۔ آپ تربیت مریدین میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ اپنے وقت کے ایسے عظیم شہباز طریقت ہوئے ہیں کہ کئی مردان خدا آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ اور حصول منزل کو پہنچے۔ آپ نے کبھی بھی کسی بھی شخص سے کوئی لالچ یا طمع نہ رکھی۔ حق تعالیٰ کی جانب سے جو ملتا وہ قبول کرتے اور فقراء میں راہ خدا تقسیم فرما دیتے تھے۔

کشف و کرامات ☆: ایک مرتبہ چند بے وقوف اور نادان شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اے حذیفہ اگر تم خدائے تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو تو ہم تمہیں اس مشغولی سے باز رکھیں گے۔ تم ہمیں کوئی نقصان پہنچا سکتے ہو تو پہنچاؤ۔

Marfat.com

آپ نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ اس کے بعد ان میں سے ایک شخص نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اس زور سے تکلیف دی کہ آپ نے تین مرتبہ آہ آہ آہ کی۔ اُسی وقت آپ کے دہن سے آگ نکلی جس نے ان سب بے وقوفوں بے ادبوں کو جلا کر خاک کر دیا۔

کرامت نمبر۲☆: آپ نے ستر برس تک اپنے گھر سے باہر قدم نہ رکھا کبھی بھی کسی سفر پر نہ گئے تھے۔ لیکن جب حاجی لوگ حج سے واپس آ کر آپ سے ملتے تو بیان کرتے تھے کہ ہم نے آپ کو اپنے ساتھ کعبۃ اللہ اور بیت المقدس میں دیکھا ہے۔

آپ کی روضہ رسول ﷺ پر حاضری ☆: حضرت حذیفہ رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضری کے لئے گئے تو آقا علیہ السلام نے اپنے جمال جہاں آرا سے مشرف فرمایا۔ آپ نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی اے آقا یارسول اللہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے قہر کی آگ میں جلا دیا جائے رحمت عالم ﷺ نے خوشخبری دی اور عہد کیا کہ جب تک تو بہشت میں اپنا پاؤں نہیں رکھے گا میں اس وقت تک اپنا پاؤں بہشت میں نہ رکھوں گا۔ پہلے تو بہشت میں جائے گا پھر میں جاؤں گا اور فرمایا کہ اے حذیفہ جو تجھ سے محبت کرنے والے اور جو تیرا وسیلہ رکھتے ہیں وہ بھی تیرے ہمراہ بہشت میں جائیں گے۔

کسی عارف کامل نے آپ کی قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

شهه حذیفه مرعشی خواجه دو جهاں

چو گشت از جهاں سوئے جنت رواں

یکے قطب عالم بگو سال او

۲۵۲ھ

دگر رحلتش پروین شد عیاں

۲۵۲ھ

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال 24 شوال 252ھ میں ہوا آپ کا مزار پُر انوار قصبہ مرعش ملک شام میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستانہ سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

منقبت در شان خواجہ امین الدین ہبیرہ البصری رحمتہ اللہ علیہ

خواجہء عارفیں امین الدین
قبلہء واصلیں امین الدین

وہ جو صحرا نشیں رہے برسوں
منفرد مہ جبیں امین الدین

باوضو پیش حق رہے ہر دم
پاک گو، پاک ہیں، امین الدیں

ترک و تجرید میں بسر کی ہے
سر صدق و یقیں امین الدیں

جن کی راتیں کبھی نہیں سوئیں
ایسے خلوت نشیں امین الدیں

جن کو شاہوں سے کچھ نہیں لینا
ہیں وہ عہد آفریں امین الدیں

فخر کرتے رہے ظفؔر جن پر
اولیں، آخریں، امین الدین

از: ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

Marfat.com

حضرت خواجہ امین الدین ہبیرہ بصری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: امام اہل طریقت، اسیر حلقہ واصلان، تاج العارفین، مقتدائے دین، فائز بہ کمالاتِ الفقر فخری، غوث دوراں قطب وقت، حضرت خواجہ امین الدین ہبیرہ بصری رحمتہ اللہ علیہ قطب ساز شخصیت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۲۲ رجب ۱۵۲ھ بروز بدھ بوقت عصر بصرہ ملک عراق میں ہوئی۔ آپ اپنے زمانے کے علماء اور مشائخ کے امام اور پیشوا تھے اور صاحب رفیع الدرجات اور مقامات عالیہ پر فائز المرام تھے۔ مریدین کی تربیت میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ کا اور آپ کے مریدین کا طریقہ یہ تھا کہ دن رات وضو سے رہتے تھے نماز حضور دل سے پڑھتے تھے غیر کا ذکر آپ کی مجلس میں نہ ہوتا تھا کیونکہ ان کے لئے غیر کا وجود ختم ہو چکا تھا۔ صفائی قلب کے لئے بے حد کوشش کرتے تھے ہمیشہ مراقبہ اور محاسبہ میں رہتے تھے قلب کی آنکھوں سے انوار و تجلیات کا مشاہدہ کرتے تھے تجرد کی حالت میں صحراء میں رہتے تھے۔ آپ اہل اللہ سے محبت کرتے اور درویشوں سے مل کر بیٹھا کرتے اور مشائخ عظام کی خدمت کیا کرتے تھے۔ آپ بہت سے درویشوں کے منظور نظر تھے اور درویشی کی راہ کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔

آپ مجاہدہ اور ریاضت کے پابند تھے۔ آپ نے بہت سی مصیبتیں اور سختیاں برداشت کر کے اپنا مقصد حاصل کیا۔ جو آپ کی صحبت پاک میں بیٹھتا وہ صاحب نظر و صاحب ولایت درویش بن جاتا۔ آپ کی نظر کیمیائے سعادت تھی جو آپ کا منظور نظر ہو جاتا وہ ولی کامل بن جاتا اسی واسطے آپ کے تمام مرید بڑے بڑے مشائخ اور قطب زمانہ ہوئے ہیں۔ آپ کی عمر سو سال تھی مگر بعض اکابرین فرماتے ہیں کہ آپ کی عمر 120 سال تھی۔

آپ سترہ سال کی عمر میں حافظ قرآن و عالم دین بن گئے۔ آپ دو قرآن پاک دن کو اور دو قرآن پاک رات کو ختم کیا کرتے سترہ سال کی عمر سے لے کر تادم حیات آپ کا وضو سوائے قضائے حاجت انسانی کبھی باطل نہ ہوا۔ آپ ساری عمر رات کو نہیں سوئے آپ ہمہ وقت لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ کے ذکر میں مشغول رہتے اور فقیروں سے بہت پیار کرتے تھے۔ درویشوں سے مل کر کھانا ان کے ساتھ کھاتے تیس سال تک آپ تین چار روز تک افطار نہ کرتے جب آپ افطار کرنا چاہتے تو چند ورق لکھ کر اس کی آمدنی سے افطار کرتے آپ تیس سال تک مسلسل روزہ رکھتے رہے اور خلوت میں بیٹھتے رہے ہر وقت اپنی کٹیا میں مصروف عبادت رہے اور دنیا والوں سے بہت کم ملتے اور نہ ان کے

Marfat.com

گھر جاتے نہ ان کے گھر والوں کا کھانا کھاتے نہ پانی پیتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس درویش پر افسوس ہے جو بادشاہوں کا کھانا کھاتا اور ان کے پاس بیٹھتا ہے میں نہیں جانتا کہ اس کی حالت کیا ہوگی۔

آپ کی درویشوں کے حق میں نصیحت ☆: آپ فرماتے ہیں کہ بادشاہوں کے گھر کا کھانا درویشوں کے حق میں زہر سے بڑھ کر ہے۔ اس واسطے کہ زہر تو علاج کرنے سے درست ہو جاتا ہے اور زہر کا علاج مشہور ہے مگر بادشاہوں کا کھانا کھانے سے جو سیاہی اور تاریکی فقیر کے دل پر آ جاتی ہے اس کا علاج سخت مشکل ہے۔ اس تاریکی اور سیاہی کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا۔ جب عنایت الٰہی شامل ہوتی ہے اس وقت انسان کے دل میں روشنی پیدا ہوتی ہے۔

درویش کا طرز عمل ☆: آپ فرماتے ہیں کہ درویش وہ ہے جو دنیا میں رہ کر سب دنیا والوں سے بیگانہ ہے درویش کا طرز عمل ایسا ہو کہ وہ دیوانہ بن کر یاد الٰہی میں مشغول ہو جائے کسی کی تعریف کرنے سے خوش اور کسی کے گالی دینے سے ناراض نہیں ہونا چاہیے کیونکہ درویشوں کے نزدیک تعریف اور گالی یکساں ہے۔

ایمان کی سلامتی ☆: آپ فرماتے ہیں کہ ایمان کی سلامتی درویشی میں ہے اور کفر کا خوف دولت مندی میں ہے ایک مرتبہ ایک دولت مند نے آپ کی خدمت میں ایک ہزار دینار پیش کئے تو آپ نے ان کو دیکھ کر زوردار نعرہ مارا اور بے ہوش ہو گئے اس حالت میں آپ کے منہ سے جھاگ نکلنے لگی۔ کافی لوگ جمع ہو گئے۔ آپ کے چہرہ مبارک پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ جب آپ ہوش میں آئے اور پھر انہی درہموں پر نظر پڑی تو پھر نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ پھر پانی کے چھینٹے دیئے گئے۔ یہ کیفیت تین مرتبہ وقوع میں آئی۔ جب آپ تیسری مرتبہ ہوش میں آئے تو آپ کا جسم مبارک کانپ رہا تھا اور چہرہ مانند زردی مائل ہو گیا تھا۔

آپ سے پوچھا کہ آپ کو کیا ہو گیا تھا کہ آپ نعرہ مار کر بے ہوش ہو جاتے ہیں آپ نے روتے ہوئے فرمایا کہ جو بیچارہ محبوب کی تلاش میں ہو اور اپنے مطلب کا خواہ ہو اور اس کے سامنے غیر مطلوب چیزیں پیش کی جائیں تو اس کا زندگی سے بہتر مر جانا اچھا ہے۔ کیونکہ درویش فقر و فاقہ قبول کر کے گوشہ نشین ہو گیا ہے تو پھر اسے اہل دنیا سے اور دولت سے کیا سروکار کہ اہل دنیا اس کے پاس آئیں اور دنیا کی دولت اس کے پاس لائیں تو میرا دل اس سے خراب ہو گیا اور میرا جگر جل گیا اور پانی پانی ہو گیا۔

آپ کے اس معاملے سے پتہ چلا کہ جو درویش دولت کا پجاری ہو وہ فقر کے لائق نہیں۔ جو فقیر دنیا کی دولت سے پیار نہیں کرتے اصل میں وہی لوگ خدا کی رحمت کے مستحق ہیں۔ اور انہی لوگوں کا ایمان سلامت رہتا ہے کیونکہ دنیا کی ہوس ایمان کو سلامت نہیں رہنے دیتی اور درویشی میں ایمان کی سلامتی ہے۔

آپ کا مجاہدہ ☆: حضرت بوہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ تیس سال تک خلوت میں **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کے ذکر میں مشغول رہے اور تیس سال تک بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے رہے اے پروردگار بیچارہ ہبیرہ تیرے تئیں تیری خاطر جلا جاتا ہے اور سب سے قطع تعلق کر کے تیرے در پر آیا ہے۔ اسے سیدھی راہ دکھا اور وہ راہ دکھا جس راہ سے مجھے سکون مل سکے آواز آئی اے بوہبیرہ خلوت کو چھوڑ اور کٹیا سے باہر نکل اور میرے دوست حذیفہ عشی علیہ الرحمۃ کی خدمت کر اور درویشی کی راہ اس سے سیکھ تا کہ میں تجھے اس کے وسیلے سے مل سکوں اور اپنے

Marfat.com

قرب کا درجہ نصیب کردوں تاکہ تجھے تیرا مطلوب نصیب ہوسکے۔

جب آپ نے یہ آواز سنی تو فوراً کٹیا سے باہر نکلے اور حضرت شاہ حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے جب آپ وہاں پہنچے تو آواز آئی اے ہبیرہ چونکہ تو حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آ گیا ہے اس لئے ہم نے تجھے قبول کیا اور اپنا دوست بنالیا۔ اس بات سے آپ کا دل خوش ہوگیا۔

آپ حضرت حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدم بوسی کی سعادت حاصل کی حضرت شیخ حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ روشن ضمیر فقیر تھے۔ باطنی نور سے معلوم کرلیا کہ یہ اہل مجاہدہ وریاضت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہے۔ انہوں نے آپ کی بہت تعظیم کی اور فرمایا کہ اے ہبیرہ بصری تیرا کام دن بدن ترقی پر ہے تو نے تیس سال محنت و مشقت برداشت کی اور مجاہدہ اور ریاضت کی لیکن مشاہدے کو نہ پہنچ سکا۔ اس واسطے جو یاد الٰہی تو نے کی وہ اپنی طرف سے تھی۔ کسی کی فرمائی ہوئی نہیں تھی کسی کی فرمائی ہوئی کا پورا پورا اثر ہوتا ہے۔ کوئی شخص خود بخود مشاہدے کے مرتبے کو نہیں پہنچا اگر مجاہدہ میں کسی مرتبے پر پہنچ بھی جائے تو مشاہدہ پر نہیں پہنچ سکتا کسی وسیلہ کے ذریعے تو مشاہدہ کو پہنچ سکتا ہے اگر کسی سے نسبت کرنی ہے تو وہ شخص جلدی مشاہدے کو پہنچ جاتا ہے۔

بیعت وخلافت ☆: شیخ حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ کے اقوال سن کر آپ پر اس کا بہت اثر ہوا اور آپ حضرت شیخ حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ کے مرید ہوگئے۔ حضرت حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ نے آپ کو کچھ اوراد و وظائف بتلائے تو اس کے بعد ایک ہفتہ کے اندر آپ قرب اور انس کے مقام کو پہنچ گئے اور مجاہدہ حاصل ہوگیا اور اپنا مقصود پالیا۔

جس وقت حضرت حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا تو نصیحت فرمائی کہ اے ہبیرہ تو بارگاہ الٰہی میں منظور ہو گیا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ اپنے پیروں کے کام میں مستقل اور مستقیم چلے جس راہ پر وہ چلے ہیں تو بھی اس راہ چل۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی محبت تیرے دل سے اٹھالی ہے۔ اس لئے تجھ پر لازم ہے کہ مردار دنیا کی طرف نگاہ نہ کرے اور فقر و فاقہ جو حضرت محمد ﷺ اور علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم اور تمام پیغمبروں نے اختیار کیا ہے تو بھی وہی کچھ کر جو کچھ اکابرین نے کیا ہے کیونکہ فقر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ بڑی نعمت ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچتا ہے اور راہ ہدایت دکھانا چاہتا ہے اسے فقر و فاقہ عطا کر دیتا ہے تاکہ اس کا دل لذتوں اور خواہشوں سے پاک ہوجائے۔

آپ نے اپنے پیرومرشد حضرت حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ کی نصیحتوں کو قبول کرلیا اور خرقہ خلافت پہن کر زار وزار روئے اور روتے روتے بے ہوش ہوگئے۔ جب آپ کو ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا جب آپ نے خرقہ خلافت پہنا تو آپ روئے کیوں تھے اس میں کیا بھید ہے آپ نے فرمایا کہ جب میں نے خرقہ خلافت پہنا تو تمام مشائخ کے علاوہ حضرت نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی روح مبارک نظر آئیں تو میرے مرشد حضرت حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ نے میرا ان سے تعارف کرایا اور ہر ایک نے میرے لئے دعا کی اور واپس تشریف لے گئے۔ میں خدا سے ڈر کر رونے لگا کیونکہ درویشی کا کام انبیاء اولیائے کرام کا کام ہے اور آج میں نے درویشی کا خرقہ پہنا ہے اس کو پہننے کے بعد ہوسکتا ہے کہ مجھ سے غلطی سرزد ہوجائے جس کے سبب میں ان سب کے سامنے شرمندہ ہوں۔ بس میرے رونے کی یہی وجہ

Marfat.com

تھی کیونکہ ایک اہم معاملہ میں پھنس گیا ہوں۔ یہ کام میرے لئے انتہائی کٹھن ہے اس لئے خوف خدا سے رو رہا تھا۔

خرقہ خلافت کے بعد آپ کی حالت☆: جب سے آپ نے خرقہ خلافت پہنا تو اس کے بعد آپ نے گوشت کھانا چھوڑ دیا اور گھی شکر نمک کبھی نہ کھایا۔ پانچ چھ روز کے بعد کھانا کھاتے کبھی جَو کی روٹی اور بغیر نمک کی سبزی کھاتے جس روز آپ افطار کرتے اس روز اس قدر روتے کہ لوگوں کو یہی گمان ہوتا کہ آپ کا خون جگر آنکھوں سے نکل جائے گا۔ افطار کے بعد آپ ساری ساری رات روتے رہتے اور کہتے اے میرے اللہ بیچارہ ہبیرہ کمزور ناتواں ہے۔ اگر تو اس سے کھانے کا حساب پوچھے گا تو یہ عاجز جواب نہ دے سکے گا اور افطار کا حساب نہ دے سکے گا اس کی عاجزی پر رحم کر آواز آئی کہ ہبیرہ ہم نے تجھ پر حساب آسان کر دیا اور ہم نے تجھے اپنی رحمت سے نوازا اور ہم تجھ سے خوش ہیں ہم تجھے بہشت میں جگہ عطا کریں گے اور تیرا مطلوب اور مقصود تجھے عنایت کریں گے۔ جب آپ یہ ندا سنتے تو آپ کو قرار آتا اور آرام کرتے۔

وصال با کمال☆: آپ کا وصال با کمال سات شوال المکرم ۲۹۹ ہجری با اختلاف روایت ۲۸۷ھ بمطابق 900ء ایک سو بیس برس کی عمر میں بروز اتوار بوقت نماز ظہر میں ہوا مزار پُر انوار ہبیر نامی جنگل جو بصرہ سے چند کلو میٹر کے فاصلے پر ملک عراق میں ہے مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر نور عرفان سے منور ہوتے ہیں۔

حضرت مفتی غلام سرور قادری لاہوری نے آپ کی قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

شد چو از دنیا بفردوس بریں

آہ هبیرۂ خواجہ عالم عالی مکان

وصل او کامل امین الدین بود

۲۸۷ھ

رحلتش زاهد کریم آمد عیاں

۲۸۷ھ

رہے آستانہ سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

منقبت درشان خواجہ ممشاد علو دینوری رحمتہ اللہ علیہ

کامل و اکمل و قطب الاوتاد ہیں
خواجہء خواجگاں خواجہء ممشاد ہیں

جس پہ قائم عمارت یہ ساری ہوئی
چشتیہ سلسلے کے وہ بنیاد ہیں

بے کسوں بے سہاروں کا ہیں آسرا
لحہ لحہ وہ مائل بہ امداد ہیں

عبد کو اپنے معبود سے دیں ملا
حاصل زندگی ان کے ارشاد ہیں

ان کے در پر ملیں خوان لطف و کرم
سب کی جھولی بھریں ایسے جواد ہیں

جو بھی آیا وہیں کا وہیں رہ گیا
میکدے آج تک ان کے آباد ہیں

ترک و ایثار و عشق، انکساری ظفرؔ
ان کے فقر و طریقت کی بنیاد ہیں

از: ڈاکٹر ظفر پاتوآنہ

Marfat.com

حضرت شیخ خواجہ علومشاد دینوری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: موصوف بہ صفات سرمدی، ماحی رسول بشری، مقتدائے طریقت، عارف حقیقت، شیخ العصر، حضرت خواجہ شیخ خواجہ علومشاد دینوری رحمتہ اللہ علیہ طبقہ ثانی سے تعلق رکھتے تھے آپ کا وطن دینور ہے۔ دینور کرمانشاہ ایران کے مغربی کوہستان کا ایک شہر ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲ رجب المرجب شریف ۱۹۶ھ بمطابق 811ء دوشنبہ کے روز مغرب کے وقت قصبہ دینور ملک ایران میں ہوئی۔ آپ نے اپنی تعلیم وتربیت بغداد شریف میں مکمل کی آپ مشائخ عراق میں سے تھے۔ آپ جوانمردی میں یگانہ روزگار تھے علم وعمل اور کرامات ظاہر وباطن میں صاحب کمال تھے آپ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے اصحاب میں سے تھے۔ آپ اپنے زہد وتقویٰ کے اعتبار سے عدیم المثال بزرگ تھے۔ کثیر مشائخین کی صحبت وفیض حاصل کرنے کی وجہ سے عوام آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

آپ ہمہ وقت اپنی خانقاہ کا دروازہ بند رکھتے تھے کسی کو داخلہ کی اجازت نہ تھی اگر کوئی دروازہ پر دستک دیتا تو دروازہ کھل جاتا او جب تک وہ آپ کے پاس قیام کرتا آپ اس سے نہایت خاطر ومدارت سے پیش آتے لیکن اگر کوئی مقامی آدمی آتا تو آپ یہ کہہ کر واپس کر دیتے کہ تمہارے قیام سے میرے قلب میں تمہاری جانب رغبت پیدا ہوگی اور تمہاری واپسی کے بعد میرے لئے تمہاری جدائی ناقابل برداشت ہو جائے گی۔

کسی نے آپ سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ بارگاہ خداوندی میں پہنچ جاؤ وہاں میری دعا کی حاجت نہ رہے گی جب اس شخص نے کہا کہ مجھے بارگاہ خداوندی کا علم ہی نہیں تو آپ نے فرمایا کہ بارگاہ خداوندی وہاں ہے جہاں تمہارا وجود نہ ہو۔ یہ سن کر اس شخص نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور یاد الٰہی میں مشغول ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے کرم سے سعادت کی دولت سے مالا مال کر دیا۔

نصیحت آموز واقعہ☆: ایک روز زوردار سیلاب آیا کہ آبادی کے تمام لوگ غرق ہونے لگے چونکہ آپ کی خانقاہ بلندی پر تھی اس لئے آبادی کے تمام لوگ پناہ لینے کی غرض سے آپ کی خانقاہ کی طرف چل دیئے۔ اسی دوران آپ نے ایک گوشہ نشینی اختیار کرنے والے شخص کو دیکھا کہ وہ پانی پر مصلہ بچھائے چلا آ رہا ہے۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ آج کل کس مقام پر ہو۔ تو اس نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ آپ ہی کے فیض وکرم کا کرشمہ ہے کیونکہ خدا نے مجھ کو آپ کی دعا سے ہی ماسوا اللہ سے مستغنی کر دیا ہے جیسا کہ آپ کے

Marfat.com

سامنے ہے آپ نے فرمایا کہ آج سے یہ اندازہ ہو گیا ہے کہ فقر کیلئے جدوجہد ضروری ہے پھر اس کے بعد آپ نے کسی درویش کے ساتھ مذاق نہیں کیا۔

اقوال زریں ☆: آپ کے اقوال زریں بہت ہیں مگر وقت کے پیش نظر چند ایک پیش خدمت ہیں۔ آپ نے فرمایا بتوں کی کئی قسمیں ہیں۔ بعض لوگ نفس کو بت بنا کر اس کے پجاری بنے ہوئے ہیں بعض بیوی بچوں کو بت بنا کر اس کے پجاری بنے ہوئے ہیں بعض صنعت وتجارت کو بت سمجھ کر اس کی پوجا میں مصروف ہیں۔ بعض صوم وصلوٰۃ وزکوٰۃ کو بت تصور کر کے اس کے پجاری بنے ہوئے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ساری مخلوق کسی نہ کسی شے کی پرستش میں گرفتار ہے۔ یعنی کوئی بھی پرستش سے مستثنیٰ نہیں البتہ ایسے شخص کو کسی شے کا پرستار نہیں کہا جا سکتا جو اپنے نفس کی نیکی وبدی پر نفس کی موافقت نہیں کرتا۔ بلکہ ہمیشہ نفس کو ہدف ملامت بنائے رکھتا ہے۔

نمبر 2 ☆: آپ نے فرمایا کہ مرید کے لئے مرشد کی خدمت اور اپنے بھائیوں کا ادب ضروری ہے اور تمام خواہشات نفس کو ہدف ملامت بنائے رکھنا ہے۔

نمبر 3 ☆: ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس وقت تک کسی بزرگ سے ملاقات نہیں کی جب تک اپنے تمام علوم و حالات کو ترک نہیں کر دیا اور جب ان چیزوں سے دستبردار ہو کر کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے اقوال غور سے سننے کے بعد ان کی برکتوں سے فیوض حاصل کئے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان مراتب سے مجھے سرفراز فرمایا۔

نمبر 4 ☆: فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی ادنیٰ سی قدر وخودی کے ساتھ بزرگوں سے ملتا ہے تو اس کے لئے بزرگوں کے اقوال و صحبت بیکار ہیں اہل اللہ کی صحبت سے قلب میں صلح وجہ پیدا ہوتی ہے اور اہل شر کی صحبت قلب کو فتنہ وفساد کی طرف مائل کر دیتی ہے۔

نمبر 5 ☆: آپ فرماتے ہیں کہ علائق کے تین اسباب ہیں اول ان اشیاء کی جانب رغبت جن کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جیسا کہ **اَلْاِنْسَانَ حَرِیْصٌ عَلٰی مَامَنَعَ** یعنی انسان اُسی شے کی حرص کرتا ہے جس سے اس کو منع کیا جاتا ہے۔

دوئم گزشتہ لوگوں کے حالات پر غور کرنا سوئم فراغت کو زائل کر دینا۔ انسان کے لئے وہ وقت بہترین ہوتا ہے جس میں وہ مخلوق سے کنارہ کش ہو کر اپنے خالق ومالک سے نزدیک تر ہو جاتا ہے اور ان اشیاء سے دل کو خالی کر لیتا ہے۔ جن اشیاء کی جانب مخلوق کا رجحان ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جو اشیاء اہل دنیا کے لئے پسندیدہ ہیں وہ کبھی بھی اس کو پسند نہیں کرے گا۔

نمبر 6 ☆: فرمایا کہ کوئی متقدمین ومتاخرین کے اعمال کو اور حکمت کو مجتمع کر کے ولی وسادات ہونے کا دعویدار ہو تو اس کو کسی طرح بھی عارفین کا مقام حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ معرفت کا خلاصہ یہی ہے کہ بندہ خلوص قلب سے اللہ اللہ کہنے والے کے ساتھ فقر و احتیاج اختیار کرے۔

نمبر 7 ☆: فرمایا کہ معرفت کی تین قسمیں ہیں۔ اول تمام امور میں غور کرنا کہ اس کو کس انداز سے قائم کیا گیا دوئم مقدرات کے سلسلہ میں یہ غور کرنا کہ اس کو کس طرح مقدر کیا گیا سوئم مخلوق کے بارے میں یہ غور کرنا کہ یہ کس طرح عمل میں آئی ہے فرمایا کہ جمع کا مفہوم یہ ہے کہ جس کو توحید میں جمع کیا گیا ہے اور تفرقہ اس کو کہتے ہیں جس کو متفرق کر دیا ہے فرمایا کہ خدا کا راستہ بہت دور ہے اور صبر کرنا

Marfat.com

بہت دشوار ہے۔یعنی حصول معرفت کی راہ بہت کٹھن ہے اوران راہوں پرصبر کرنا بہت مشکل ہیں۔

نمبر 8 ☆: آپ نے فرمایا کہ حکمانے فکروخاموشی کے ساتھ حکمت کو حاصل کیا ہے اورانبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح کشف و مجاہدے کے عالم ہیں اورصدیقین قربت واطلاع میں ہیں۔

نمبر 9 ☆: فرمایا کہ صفائی قلب کے ساتھ خدا کا پسندیدہ عمل کرنے اور مخلوق سے کنارہ کش رہنے کا نام تصوف ہے۔تصوف اختیاروعدم اختیار کے اظہار کا نام ہے۔اورلغو چیزوں کوترک کردینے کا نام بھی تصوف ہے۔

نمبر 10 ☆: فرمایا کہ جس چیز پرنفس غالب وراغب ہو۔اس کوترک کردینا توکل ہے۔اور حالت بھوک میں نماز پڑھنا اور جب طاقت نہ رہے تو سوجانے کا نام فقر ہے۔کیونکہ دوچیزوں سے اللہ تعالیٰ کبھی درویش کوخالی نہیں رکھتا۔یا تو قوت عطا کرتا ہے یا موت سے ہمکنار کرتا ہے تاکہ ہرشے سے چھٹکارا حاصل ہوجائے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت خواجہ امین الدین ہبیرہ بصری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور ۱۶ ماہ رجب المرجب شریف بروز شنبہ بعد نماز اشراق مدینہ منورہ میں آپ کے شیخ کامل نے آپ کوخرقہ خلافت وکلاہِ چہارترکی عطا فرما کرسرفراز وممتاز فرمایا۔

آپ کے خلفائے نامدار ☆: آپ کے ۳۶ خلفاء ہوئے ہیں جبکہ خلیفہ اکبر سردار چشت اہل بہشت حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی علیہ الرحمۃ ہوئے ہیں جن سے تاقیامت آپ کا سلسلہ عالیہ چشتیہ جاری وساری رہے گا۔

ذوق سماع ☆: آپ صاحب سماع تھے اکثر سماع سنتے اور خودبھی مجالس سماع منعقد کراتے تھے۔مجلس سماع کی ابتداء تلاوت قرآن پاک سے کرتے تھے اورآخر میں بھی قرآن پڑھتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ کورسول کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ سماع کی کس چیز سے آپ کو انکار ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا **مَآ اَنْكَرَهُ بِشَيْءٍ** مجھے اس کی کسی چیز سے بھی انکارنہیں ہے۔

لیکن اہل سماع سے کہہ دو کہ مجلس کا آغاز تلاوت قرآن سے کیا کریں۔اس روز سے سماع سے قبل تلاوت قرآن آپ کا مستقل معمول بن گیا۔

جوازعرس وسماع ☆: آپ ہمیشہ اپنے مشائخ کا عرس کیا کرتے تھے اورعرس کے موقع پرسماع بھی سنتے لوگ جمع ہوتے اور ان کولنگر بھی پیش فرماتے تھے۔

کسی نے آپ سے پوچھا کہ سماع سننا اور وہ بھی عرس کے دوران یہ کہاں جائز ہے۔آپ نے فرمایا کہ ہمارے آقا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اورہمارے تمام مشائخ نے سماع سنا ہے۔

عرس کے دن کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس روز اولیائے کرام کومحبوب حقیقی کا وصال نصیب ہوتا ہے۔**اَلْمَوْتُ جَسْرٌ**

Marfat.com

يُوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبَ موت ایک پُل کی مانند ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔ پس میں اپنے مشائخ کے یوم وصال کی شادی کے موقع پر سماع سنتا ہوں تاکہ ان کی توجہ سے ہم بھی مقام وصال تک پہنچ جائیں۔

وصال باکمال سے پہلے کی کیفیت☆: انتقال کے وقت جب لوگوں نے مزاج پرسی کی تو فرمایا کہ کیا تم مجھ سے کچھ پوچھ رہے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ **لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه** کہیے تو آپ نے دیوار کی جانب رخ پھیر کر فرمایا کہ میں تو سراپا تیرے اندر فنا ہو چکا ہوں کیا تم کو دوست رکھنے والوں کا یہی معاوضہ ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ تین سال سے میرے سامنے جنت پیش کی جا رہی ہے۔ لیکن میں نے اس طرف نظر اٹھا کر کبھی نہیں دیکھا اور تین سال سے میں نے اپنے قلب کو گم کر دیا ہے لیکن آج تک اس کو پانے کی تمنا نہیں ہوئی کیونکہ صدیقین کی یہی خواہش ہوا کرتی ہے کہ ذکر الٰہی میں قلب کو فنا کر دے یہ فرمانے کے بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ **اِنَّـا لِلّٰـهِ وَاِنَّـا اليه رَاجعون.**

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴ محرم الحرام ۳۲۰ھ بمطابق 933ء بروز چہارشنبہ قبل از نماز عشاء قصبہ دینور ملک عراق میں ہوا اور دینور میں ہی آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔ بعض حضرات نے آپ کا سن وصال ۲۹۸ بھی لکھا ہے مگر تاریخ آئینہ تصوف میں ۳۲۰ھ ہے۔ جبکہ دوسری تاریخ معتبر معلوم ہوتی ہے۔

مفتی غلام سرور قادری نے آپ کی قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

شیخ عالی علو ممشاد دینوری　　یافت چوں زین جهاں بخلد مکاں

شد عیاں آپنجه از دلِ سرور　　سال ترحیل آں شهه ذیشان

۲۹۸ھ

رہے آستانہ سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

منقبت در شان خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی رحمتہ اللہ علیہ

ہیں سر سلسلہ چشتیہ آپ ہیں
رہبر و راہنما مقتدا آپ ہیں
سچ کی راہوں میں ہے عمر جن کی کٹی
عابد بے ریا با خدا آپ ہیں
جن کو الفت رہی رب کی مخلوق سے
مشفق و مونس و حق نما آپ ہیں
خواجہ ممشاد نے بخشا چشتی لقب
چشتیوں کی حسیں ابتدا آپ ہیں
ناز کرتا ہے سب سلسلہ آپ پر
اول پنجتن چشتیاں آپ ہیں
قرب حق اس قدر ان پہ غالب رہا
مدح و قدح سے ماورئی آپ ہیں
فقر غیور ہی ان کو مرغوب تھا
بے نیاز نمود و غنا آپ ہیں
آپ اہل محبت کے ہیں پیشوا
رحمت دوجہاںؐ کی عطا آپ ہیں

از: ڈاکٹر ظفر یاتو آنہ

Marfat.com

حضرت شیخ ابواسحاق شامی چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عاشق ذات الہ، محبوب ذاتِ کبریا، امام الاصفیاء، فنافی الرسول ﷺ، حضرت شیخ المشائخ بحرِ شریعت وطریقت قطب اوتاد حضرت خواجہ ابواسحاق چشتی رحمتہ اللہ علیہ پیشوا وسالارِ چشت اہل بہشت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۷ ذی الحجہ ۲۳۷ھ بروز جمعہ وقت تہجد دمشق ملک شام میں ہوئی۔

یاد رہے کہ چشت خراسان میں ایک شہر کا نام ہے جو دارالخلافہ ہرات کے نزدیک ایک پہاڑی درہ کے پاس واقع ہے اس مقام کو شاقلان پیران بھی کہا جاتا ہے۔

آپ اپنے وقت کے بہترین عالم دین اور صاحب سماع بزرگ تھے۔ آپ سماع بہت شوق سے سنتے تھے آپ جب سماع سنتے تو آپ کو اپنے آپ کی ہوش نہ رہتی۔ باوجود اس کیفیت کے کسی شخص نے آپ پر اعتراض نہ کیا نہ یہ کہا کہ یہ سماع حرام ہے۔ اس زمانے کے مجتہدوں نے جنہوں نے آپ کا دوران سماع یہ حال دیکھا یہی کہا کہ سماع مباح ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ کے قول کے مطابق سماع مباح ہے لیکن امام اعظم علیہ الرحمۃ کے قول کے مطابق جائز نہیں اگر جائز ہے تو اس کیلئے کہ جس کے افعال مرتعش کے افعال کی طرح ہوں یا ایسے شخص کیلئے جس کو دعا یا دوا سے صحت حاصل نہ ہوتی ہو اور سماع سے اس کو شفا حاصل ہوتی ہو ایسے شخص کیلئے امام اعظم علیہ الرحمۃ کے قول کے مطابق مباح ہے۔

بیعت وخلافت ☆: مرشد کامل کی تلاش کے لئے ملک شام سے بغداد شریف حضرت خواجہ علو ممشاد دینوری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے اور ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے، بیعت کرنے کے بعد آپ کے شیخ کامل نے پوچھا کہ کیا نام ہے تو عرض کیا حضور مجھے ابواسحاق شامی کہتے ہیں خواجہ ممشاد دینوری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آج سے لوگ تمہیں ابواسحاق چشتی کہیں گے اور اہل چشت اور اس ملک کے لوگ آپ سے ہدایت پائیں گے اور جو لوگ آپ کے سلسلہ میں داخل ہوں گے ان کو بھی لوگ قیامت تک چشتی کہیں گے۔

پیرومرشد سے تربیت مکمل کرنے کے بعد آپ ۹ شعبان المعظم ۲۷۳ھ کو اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ علو ممشاد دینوری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور مرشد کامل نے ۲۲ شوال ۳۰۲ھ بروز چہارشنبہ بوقت چاشت آپ کو خرقہ خلافت و

Marfat.com

اجازت مسجد اقصیٰ میں عطا فرما کر سرفراز فرما کر آپ کو چشت شریف بھیج دیا اس دن سے خواجگان چشت اہل بہشت کا ظہور رہا۔

نوٹ ☆: خواجگان چشت کے سردار پانچ حضرات ہیں جنہیں چشتیوں کے پانچ تن کہا جاتا ہے۔ (اول) حضرت خواجہ ابواسحاق چشتی (دوئم) حضرت خواجہ ابو محمد چشتی (سوئم) حضرت خواجہ ابو احمد چشتی (چہارم) حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی (پنجم) حضرت خواجہ مودود چشتی رحمت اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ یہ پانچوں حضرات چشت شریف میں رہتے ہیں اور ان کے مزارات بھی چشت شریف میں ہیں۔ اسی طرح ان کے خلفاء میں سے درج ذیل حضرات ملک ہندوستان میں چشتیوں کے پانچ تن ہیں۔

جن میں (اول) حضرت خواجہ معین الدین چشتی (دوم) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی (سوم) حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی (چہارم) حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء چشتی (پنجم) حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

جس شخص کا شجرہ طریقت ان پانچ تن کے ذریعے اول الذکر پانچ تن تک پہنچتا ہے وہ چشتی ہے۔

کرامت ☆: منقول ہے کہ جس وقت آپ محفل سماع میں ہوتے اور محفل سنتے تو حاضرین کو کیف ہو جاتا اور کمرے کے در و دیوار ہلنے لگتے جو آپ کی مجلس میں ایک مرتبہ محفل سماع سنتا تھا۔ وہ پھر کبھی گناہ کے نزدیک نہیں جاتا تھا۔ آپ اہل دنیا اور دولت مندوں کو محفل سماع سننے کی اجازت نہ دیتے۔ اگر کوئی دولت مند آپ کی رضا کے بغیر محفل میں آ جاتا تو فوراً آپ کے سامنے تائب ہو جاتا۔ اور تمام مال و اسباب اور دولت کو فقیروں اور غریبوں میں تقسیم کر دیتا اور درویشوں کی خدمت کر کے صاحب نعمت ہو جاتا۔ اگر کوئی تائب نہ ہوتا۔ تو ایسا بیمار ہو جاتا کہ کسی دوا سے صحت نہ پاتا جب لوگوں نے آپ کی یہ کرامت دیکھی تو محفل سماع میں آنا چھوڑ دیا اور محفل میں شریک نہ ہوتے اور جس شخص کو دین حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی وہ پہلے دنیا سے کنارہ کش ہو کر بعد میں محفل سماع سنتا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔

محفل سماع کے بارے میں ایک سوال ☆: حضرت شیخ ابو اسحاق چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ اہل دنیا کو اور دولت مندوں کو محفل سماع میں آنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے آپ نے فرمایا کہ میں دنیاداروں کو محفل سماع میں آنے کی اجازت اس لئے نہیں دیتا کہ تمام اہل سماع درویش اہل لطافت ہیں اور تمام اہل دنیا اہل کثافت ہیں اور لطافت اور کثافت کی ایک دوسرے سے ضد ہے اور دو ضدیں کسی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی اور فقرا اور درویش اللہ ہی کے طالب ہیں اور اہل کثافت دنیا کے طالب ہیں اور طالبان خدا اور طالبان دنیا میں کوئی مناسبت نہیں کہ آپس میں جمع ہو سکیں۔

طالبان حق کے لئے ہدایت ☆: آپ نے فرمایا کہ محفل سماع سننے والوں کے لئے دوران سماع دل جمعی کا ہونا ضروری ہے اور ہر ایک کی طلب دیدار خدا ہونی چاہیے اور ہر ایک کو راہ خدا کا طالب ہونا چاہیے اگر اہل سماع میں سے ایک کا دل بھی متفرق ہو تو سب کے دل متفرق ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ تمام فقراء ایک جان کی طرح ہوتے ہیں اور اہل دنیا چونکہ دنیا کے طالب ہوتے ہیں۔ اسی واسطے دنیاداروں کے لئے محفل سماع میں آنے کی پابندی ہے کیونکہ جب درویش حضرات سماع سنتے ہیں اور اس شغل میں مشغول ہوتے ہیں تو ان پر اسرار الٰہی کا اظہار ہوتا ہے اور ان کے دل روشن ہوتے ہیں اگر اس وقت اہل دنیا حاضر ہوں تو چونکہ وہ دنیا سے محبت کرتے ہیں اور مردار دنیا کی صورت ان کے دلوں پر نقش ہوتی ہے۔ اہل سماع درویشوں کی نظر جب باطنی طور پر روشن ہوتی ہے تو ان دنیاداروں کے دل کا

Marfat.com

تفرقہ اہل سماع کے تفرقہ کا باعث ہوتا ہے۔ اہل دنیا کا دل حاضر نہیں ہوتا۔ ان کی نگاہ دنیاوی اسباب کی طرف لگی رہتی ہے۔ اسی لئے اہل دنیا کا دل حاضر نہیں ہوتا۔ اہل دنیا کی بے حضوری اہل سماع کو تشویش میں ڈال دیتی ہے۔ اس لئے دنیادار کو سماع کے وقت ممانعت ہے۔ اسی واسطے درویش حضرات اہل دنیا کو مجلس سماع میں آنے کی اجازت نہیں دیتے تا کہ ان سے علیحدہ رہ کر سماع کو فراغت سے سن سکیں۔

جب آپ سماع سننا چاہتے تو آپ تین روز قبل قوال کو اطلاع دیتے اور اپنے دوستوں اور یاروں سے فرماتے کہ تیار ہو جاؤ ہم سماع سننا چاہتے ہیں۔ آپ کے یار دوست دو طی کرتے بعض تین طی اور بعض چار طی کرتے یعنی سماع سننے سے پہلے دو یا تین یا چار وقت کا فاقہ کرتے۔ آپ کی محفل میں قوال حضرات بھی تائب ہو کر جاتے تھے اور برے افعال سے اپنے آپ کو بچاتے تھے۔ آپ کی مجلس سماع میں اگر کوئی مریض آ جاتا تو وہ شفاء حاصل کر کے جاتا۔

بارش کا نزول بذریعہ سماع ☆: آپ کے زمانے میں ایک مرتبہ بارش کی سخت قلت ہوئی چنانچہ لوگ گھبرا گئے اور فقیر و غریب لوگ کھانا نہ ملنے کی وجہ سے ہلاک ہونے لگے تو خلیفہ وقت نے آپ کی خدمت میں التجا کی اور عرض کی کہ آپ جیسے مخدوم کے ہوتے ہوئے بارش نہ ہو۔ بہت تعجب کی بات ہے آپ بارگاہ الٰہی میں دعا کریں۔ کیونکہ آپ کی دعا مقبول ہے آپ دعا فرمائیں تا کہ بارش کا نزول ہو اور بیچاری مخلوق کو آرام اور فقیروں کو قرار مل سکے۔

آپ نے فرمایا کہ قوال کو بلاؤ ہم نے بہت دن سے سماع نہیں سنا اور دیکھو سنو جب سماع کے وقت ہماری آنکھوں سے پانی نکلنا شروع ہوگا اس وقت بارش بھی شروع ہو جائے گی۔ خلیفہ وقت نے فوراً قوال کو بلا لیا جب قوال حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اے خلیفہ گھر چلے جاؤ۔ خاطر جمع رکھو کہ بارش ضرور ہوگی خلیفہ نے عرض کیا یا مخدوم میں آپ کا ایک ادنیٰ سا غلام ہوں۔ مجھے بھی اپنے ساتھ سماع سننے کا موقع دیجئے آپ نے فرمایا اگر تو ہماری مجلس میں ہوگا تو ہم کو وہ نعمت نہیں ملے گی جس کی ہم کو طلب ہے ہماری مجلس میں تیرا بیٹھنا ٹھیک نہیں تو اپنے گھر چلا جا خلیفہ واپس چلا گیا۔ آپ نے قوال کو حکم دیا کہ قوالی شروع کرو جونہی محفل سماع شروع ہوئی۔ اس کے کچھ وقت بعد آپ نے رونا شروع کر دیا۔ جیسے ہی آپ پر رقت طاری ہوئی ویسے فوراً بارش شروع ہو گئی جس سے لوگوں کو آرام و قرار حاصل ہوا۔

خلیفہ کی دوبارہ آمد ☆: بارش پڑنے کے دو روز بعد خلیفہ قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ تو خلیفہ کو دیکھ کر آپ پر رقت طاری ہو گئی۔ آپ کے رونے کا تمام حاضرین پر ایسا اثر ہوا کہ تمام حاضرین مجلس رونے لگے۔ بعد میں آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ یا شیخ آپ اس قدر کیوں روئے آپ نے فرمایا میں اس طرح اس واسطے رویا ہوں کہ میں دو روز سے دنیا والوں یعنی خلیفہ وقت سے ملاقات کر رہا ہوں پتہ نہیں کہ ایسا کون سا فعل مجھ سے سرزد ہوا ہے کہ اس کی مجھے سزا مل رہی ہے۔ اور فقراء اور مساکین کی محبت سے مجھے ہٹا رکھا ہے کیونکہ فقراء اور مساکین اللہ کے دوست ہیں اور اہل دنیا میرے پاس آتے ہیں اور مجھے اہل دولت کے پاس بٹھایا جاتا ہے میں ڈرتا ہوں کہ قیامت کے روز میرا حشر دولت مندوں میں نہ ہو۔

اتنا فرما کر آپ نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے اور فقیروں کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے پروردگار میں فقیر و غریب ہوں اور مسکین ہوں۔ میری زندگی اور موت فقیروں، غریبوں اور مسکینوں میں ہو۔ آپ زار و قطار روتے تھے اور فرماتے تھے کہ افسوس ہے اس درویش پر جو اغنیاء

Marfat.com

کے قریب بیٹھے دنیا اور اہل دنیا کو دوست رکھے۔ خلیفہ نے کھڑے ہو کر دست بستہ عرض کی یا شیخ اگر اجازت ہو تو میں بھی آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہو جایا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ تو غفلت اور کم عقلی سے بادشاہی کرتا ہے۔ اس لئے تیرا چہرہ دیکھنے سے ہمارا یہ حال زار ہو جاتا ہے۔ اگر تو پھر آئے گا تو ہماری حالت اس سے بھی زیادہ خراب ہو جائے گی۔

فقر☆: منقول ہے کہ حضرت شیخ ابو اسحاق شامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ **اَلْفَقْرُ طَرِیْقَ الْاَوْلِیَاءَ** یعنی فقر اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی راہ ہے جو درویشی کی راہ چلا وہ کسی مرتبے کو جا پہنچا۔ تمام انبیاء و اولیاء ہمارے پیشوا صاحب فقر تھے اور فقر کو عزیز جانتے تھے۔ اور یہ تمام حضرات اہل مشاہدہ اور اہل مجاہدہ و ریاضت والے تھے۔

آپ فرماتے ہیں کہ بھوک میں اللہ تعالیٰ کی اسرار اور نعمتیں ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ محرم اسرار و اہل نعمت بناتا ہے۔ اس کو بھوکا رہنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور وہ بھوک کو اختیار کرتا ہے کیونکہ بھوک پیاس پر توکل کرنا تمام انبیاء اولیاء کا کام ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے شکموں کو بھوکا رکھو اور جگروں کو پیاسا رکھو اور اپنے بدنوں کو ننگا رکھو۔ مگر اپنے ستر کو ڈھانکو۔

آپ کا حضرت علو ممشاد دینوری کے دست حق پر بیعت کرنا☆: جب آپ نے حضرت علو ممشاد علیہ الرحمۃ کا مرید ہونا چاہا تو چالیس روز تک آپ نے استخارہ کیا۔ اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اے اللہ میں علو ممشاد دینوری علیہ الرحمۃ کا مرید ہونا چاہتا ہوں۔ تو آواز آئی کہ علو ممشاد دینوری علیہ الرحمۃ ہمارا دوست ہے تو جا کر اس کا مرید ہو جا۔ اور اس کی خدمت کر آپ جس وقت حضرت علو ممشاد دینوری علیہ الرحمۃ کے گھر آئے اور حضرت علو دینوری کی قدم بوسی کی تو حضرت علو دینوری نے فرمایا اے اسحاق درویشی بہت کٹھن کام ہے مگر جو درویش بن جاتا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دوست بن جاتا ہے اور پروردگار عالم کے اسرار کا محرم ہو جاتا ہے۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد سے عرض کی جب بندہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہے۔ امید ہے کہ آپ کی دعا سے درویش بھی ہو جائے گا۔

شیخ علو ممشاد دینوری علیہ الرحمۃ نے آپ کو گلے لگا لیا۔ اور فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تو کامل درویش ہو جائے۔ اس کے بعد حضرت ممشاد علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنے دست حق پرست پر بیعت کا شرف بخشا اور نصیحت کی اے ابو اسحاق تجھے لازم ہے کہ فقر و فاقہ اختیار کرے اور فقر کو عزیز جانے اور فقیروں اور مسکینوں سے محبت و اخلاق سے پیش آئے۔ اور اہل دنیا سے علیحدہ رہے اور دنیا کو قبول نہ کرنا کیونکہ ہمارے شیوخ بھی فقیر ہی تھے اہل دنیا سے الگ رہتے تھے اور فقیروں مسکینوں سے محبت کرتے تھے۔ فرمایا اے ابو اسحاق گوشہ نشینی اختیار کرو اور **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کا ذکر کرو...... کیونکہ ہمارے پیر بھی اس کا ذکر کرتے تھے۔ اور ہمہ وقت اس ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ آپ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور سات سال تک آپ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کے ذکر میں مشغول رہے اور شیخ علو ممشاد دینوری علیہ الرحمۃ کی خدمت بھی کرتے رہے اسی اثناء میں غیب سے ندا آئی اے علو دینوری ہم نے ابو اسحاق کو اپنی بارگاہ میں قبول کر لیا ہے کیونکہ ابو اسحاق نے اپنا کام ٹھیک کر لیا ہے اور اپنے آپ کو میری ذات میں فنا کر دیا ہے۔ اب وہ ہماری بارگاہ کے لائق ہو گیا ہے۔

خرقہ خلافت☆: حضرت علو ممشاد دینوری علیہ الرحمۃ نے اپنے غلام کو بلا کر کہا کہ جاؤ جا کر حضرت ابو اسحاق کو بلا کر لاؤ جس وقت آپ مرشد کامل کے پاس آئے تو آپ کے مرشد نے فرمایا کہ اے ابو اسحاق تو میرا فرزند ہے اور میں تجھے عزیز جانتا ہوں۔ اس لئے

Marfat.com

تجھ پر لازم ہے کہ تو میرا جانشین بنے اور ہمارا اور ہمارے پیروں کا نام روشن کرے۔ اس کے بعد آپ کو خرقۂ خلافت پہنا کر ارشاد فرمایا اے ابواسحاق خلق خدا کے ساتھ نیک سلوک کر و فقیر کو مالدار سے افضل و اعلیٰ سمجھو اور فقر کو دولت مندوں سے بہتر خیال کرنا آپ نے درویشی کا خرقہ پہنا تو غیب سے آواز آئی کہ اے ابواسحاق تجھے خرقہ پہننا مبارک ہو۔ آپ رونے لگے۔ آپ سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ میری نظر سے پردہ اٹھ گیا۔

عرش سے تحت الثریٰ تک میری نظر عرش و کرسی پر پڑتی ہے مگر ہم عرش و کرسی کو کیا کریں۔ بھوکا آدمی ٹھنڈا پانی کب پیتا ہے ہمارا مطلب اور واسطہ عرش و کرسی کے خالق سے ہے۔

خلافت کے بعد آپ کی کیفیت ☆: خرقہ خلافت پہننے کے بعد آپ پر ہر وقت رقت طاری رہتی لوگوں نے منع کیا کہ یا شیخ اس قدر رویا نہ کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ زیادہ رونے کے سبب آنکھوں کی بینائی جاتی رہے۔ یہ بات سن کر آپ نے نعرہ مارا اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو لوگوں نے نعرہ مارنے اور رونے کا سبب پوچھا۔ تو فرمایا **لَا مُحِبٌّ مَحْبُوْسٌ**، محبّ قیدی ہوتا ہے۔ پرواز نہیں کر سکتا اس واسطے نعرے مارتا ہوں اور ہر دم روتا ہوں کہ اس کوشش سے وہاں پہنچ جاؤں اور اس تاریکی سے آزاد ہو جاؤں۔

فقراء چشت اہل بہشت کی پندرہ خصوصیات ☆: خواجگان چشت اہل بہشت کا طریقہ کار یہ ہے کہ (۱) سنت نبوی کے مطابق شہروں قصبوں اور دیہاتوں میں رہائش (یعنی آبادی) میں رکھتے ہیں۔ (۲) خلق خدا کو یاد حق میں مشغول رکھتے ہیں۔ (۳) غیر اللہ سے منع کرتے ہیں اور ہمیشہ صفائے باطن (یعنی تزکیہ نفس) میں کوشاں رہتے ہیں اور (۴) اپنے مشائخ کے مسلک (یعنی طریقہ) پر سختی سے قائم رہتے ہیں۔ (۵) دل کو ہر قسم کے وسواس سے خالی رکھتے ہیں۔ اس وجہ سے شرح صدر ان کا مدعا ہوتا ہے۔ (۶) عبادت و ریاضت اور مجاہدہ کو عزیز جانتے ہیں۔ (۷) مہمان کی خدمت و خاطر کا خصوصیت سے اہتمام کرتے ہیں۔ (۸) محفل سماع اور اہل سماع کو بے حد عزیز جانتے ہیں۔ (۹) اپنے مشائخ و بزرگان کا عرس پورے اہتمام اور ذوق و شوق سے کرتے ہیں۔ (۱۰) ہر ایک کو اپنے سے بہتر تصور کرتے ہیں۔ (۱۱) ہر ایک کے ساتھ محبت و صلح رکھتے ہیں۔ (۱۲) وحدت الوجود کو ہمیشہ مدنظر رکھتے ہیں۔ اگرچہ اکثر وقت کثرت (یعنی ریاضت) میں بسر کرتے ہیں لیکن احدیت کا عین کثرت میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور **هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ** کا دم بھرتے ہیں۔ (۱۳) مریدین کو شروع سے **لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰه** کا مراقبہ بتاتے ہیں۔ تاکہ ایمان حقیقی سے محروم نہ رہ جائیں (۱۴) اور ہر شغل یعنی اپنے شیخ کے بتلائے ہوئے اوراد و وظائف، ورد، یا عبادت جو اپنے اوپر لازم رکھتے ہیں اس کو قبر میں جانے تک انجام دیتے ہیں۔ (۱۵) ان حضرات کا اصل مشرب عشق، انکساری، ترک دنیا اور ایثار ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴ ماہ محرم الحرام باختلاف روایت ۱۴ ربیع الثانی ۳۵۱ھ بروز شنبہ بوقت نماز عصر بمقام عکہ میں ہوا۔ خزینۃ الاصفیاء نے ۳۲۹ھ بمطابق 940ء لکھی ہے۔ مزار پرانوار بمقام عکہ ملک شام میں مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کے مزار پرانوار کی یہ خصوصیت زبان زد خاص عام پر ہے کہ آپ کے وصال باکمال کے بعد سے ہر شام سے لے کر صبح

Marfat.com

صادق تک غیب سے چراغ روشن ہو جاتا ہے۔ اور خواہ کتنی آندھی آئے یا طوفان یا بارشیں ہوں چراغ نہیں بجھتا بلکہ مسلسل جلتا رہتا ہے۔

کسی عارف کامل نے یہ شعر آپ کے مناسب حال کہا ہے۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد

حضرت مفتی غلام سرور قادری نے آپ کی قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے:

چوں ابو اسحاق شامی پیر چشت
شد ازیں دنیا بہ جنت شاد کام
وصل یا کش ہست قطب الواصلیں
۳۲۹ھ
ہم ابو اسحاق محبوب انام
۳۲۹ھ

Marfat.com

منقبت درشان خواجہ ابواحمد ابدال چشتی رحمتہ اللہ علیہ

خواجہء خواجگان اعلیٰ اقبال ہیں
مرشد اصفیا احمد ابدال ہیں

رشک کرتے رہے کتنے ہی اولیاء
منفرد اس قدر ان کے احوال ہیں

آپ سبط پیمبر کے لخت جگر
سارے عزو شرف ان کے اجمال ہیں

متفق اس پہ ہیں سارے ذی مرتبہ
آپ محبوب حق قطب الابدال ہیں

روز روشن سے بڑھ کر چمکتے ہوئے
مثل شمس و قمر ان کے اعمال ہیں

زندگی بخش دیں روح کو اک نئی
روح پرور ظفرؔ ان کے اقوال ہیں

ازقلم: ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

Marfat.com

حضرت خواجہ شیخ ابو احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عمدۃ الابرار، قدوۃ الاخیار، رئیس الاولیاء، پیشوائے اصفیاء، حضرت خواجہ شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ قطب مادرزاد ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۲ رجب المرجب ۲۶۰ھ بروز چہارشنبہ شب کے وقت بدخشاں میں ہوئی۔ آپ سلطان فرستانہ کے صاحبزادے تھے جو شرفائے چشت میں سے تھے اور اپنی ولایت کے امیر تھے۔ آپ صحیح النسب حسینی سیّد ہیں اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد پاک سے ہیں شجرہ نسب اس طرح ہے خواجہ ابو احمد بن سلطان فرستانہ بن سید یحییٰ بن سید احمد بن سید مجید المعالی بن سید ناصر الدین بن سید نور اللہ بن سید حسن مثنیٰ بن امیر المومنین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بن حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

سلطان کی ایک بہن تھی جو عابدہ زاہدہ خاتون تھیں حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی علیہ الرحمۃ ان کے گھر تشریف لے جاتے اور کھانا کھاتے تھے ایک دن اُنہوں نے اس صالحہ خاتون سے فرمایا کہ تمہارے بھائی کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا جو بڑی شان والا ہوگا تمہیں چاہیے کہ اپنے بھائی کے حرم میں رہ کر اس بات کا خیال رکھو کہ حمل کے ایام میں اس کی والدہ کوئی حرام چیز نہ کھائے۔ وہ ضعیفہ خاتون خواجہ ابو اسحاق چشتی علیہ الرحمۃ کے فرمان کے مطابق اپنے ہاتھ سے رسیاں بنا کر بیچتی تھی اور اپنی بھاوج کے لئے رزق حلال مہیا کرتی حتیٰ کہ 260 ہجری میں حضرت خواجہ احمد چشتی علیہ الرحمۃ آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ کی پھوپھی نے ہی رزق حلال سے آپ کی پرورش فرمائی جب کبھی حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی علیہ الرحمۃ اُن کے گھر آتے آپ کو دیکھ کر فرماتے کہ اس لڑکے سے ایسی خوشبو آتی ہے کہ جس سے یہ سارا خانداں عزت پائے گا۔ حضرت شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کامل درویش اور صاحب مجاہدہ و ریاضت اور صاحب ولایت فقیر تھے جس کی طرف آپ نظر کرتے وہ بھی صاحب کرامت اور درویش ہو جاتا۔

کرامت ☆: منقول ہے کہ حضرت شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ایسے جنگل میں گزر ہوا۔ جہاں کافر ہی کافر تھے اور جو مسلمان وہاں سے گزرتا۔ وہ کافر اس پر ظلم کرتے اور مارتے اور زبردستی کرتے حتیٰ کہ وہ مسلمانوں کو آگ میں ڈال کر جلا دیتے اور کہتے کہ مسلمان **لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کہتے ہیں۔ اور فخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں دوزخ کی آگ سے نجات اس کلمے کے صدقے میں ہوتی ہے وہ لوگ ہر روز کئی ایک مسلمانوں کو جلاتے۔

جب آپ ادھر سے گزرے تو کافروں نے دوڑ کر آپ کا دست مبارک پکڑ لیا اور پوچھا کہ کیا تم مسلمان ہو آپ نے فرمایا

Marfat.com

اَلْحَمْدُلِلّٰہ مسلمان ہوں۔اور لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا پڑھنے والا ہوں۔کافروں نے کہا کہ ہم نے لات وعزا کی قسم کھائی ہوئی ہے کہ ہم مسلمانوں کو ہرگز زندہ نہ چھوڑیں گے اور اپنے ہاتھوں زندہ اس آگ میں ڈالیں گے۔اگر وہ آگ سے زندہ و سلامت بچ نکلے تو ہم تسلیم کرلیں گے کہ وہ واقعی مسلمان ہے اور مان لیں گے کہ واقعی اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔اور وہ اس سے نجات پاتا ہے اگر نہیں تو کس واسطے کہا گیا ہے کہ کلمہ گو مسلمان پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔اور وہ اس سے نجات پاتا ہے۔اگر ایسا نہیں ہے تو ہم اسے آگ میں جلا دیتے ہیں تا کہ دوسرے لوگ اس جھوٹے کلمے سے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ باز آجائیں۔

آپ نے فرمایا کہ واللہ ہم سچے ہیں اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ جو صدق دل اور اخلاص باطنی سے کلمہ پڑھتا ہے آگ اس کو کچھ نہیں کہتی وہ ضرور بضرور دوزخ کی آگ سے نجات پاتا ہے کافروں نے غصے میں آگ جلائی اور کہا کہ آپ مسلمان اور مومن ہیں۔آپ نے فرمایا واللہ دوزخ کی آگ کلمہ شریف کی برکت سے میرے اوپر حرام ہے۔دوزخ کی آگ کافروں اور مشرکوں کے لئے اور گنہگاروں کے لئے ہے۔کافروں نے کہا کہ اے مسلمان تو سچ کہتا ہے تو اس میں آجا۔

آپ فوراً اس آگ میں آئے اور نماز میں مشغول ہوگئے۔کافروں نے آگ میں تیل ڈال کر چھڑکا۔مگر آپ پر کچھ اثر نہیں ہوا بلکہ وہ سرد ہوگئی۔کافروں نے جب آپ کی یہ کرامت دیکھی کہ آگ کا اثر نہیں ہوا بلکہ وہ سرد ہوگئی اور کلمہ شریف کی نعمت و بزرگی دیکھی تو فوراً تائب ہوگئے اور کلمہ محمدی پڑھا۔اور اسلام کو قبول کیا اور کفر سے بیزار ہوگئے اور اُن تمام نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت قبول کی اور آپ کی خدمت اختیار کی وہ سارا قبیلہ جس میں دس ہزار عورتیں شامل تھیں۔اسی روز جب کہ شیخ آگ سے زندہ سلامت باہر نکلے تھے وہ تمام لوگ جو ایمان لائے تھے ان میں سے دوسو نومسلم آپ کے پیچھے ہوئے۔ان دوسو میں سے ہر ایک ولی اللہ ہوا۔اور عرش سے تحت الثریٰ تک دیکھنے لگا اور کامل درویش اور صاحب نعمت ہوگیا۔

بت پرستوں اور بدوؤں کا آپ پر ایمان لانا☆: ایک روز آپ دریائے دجلہ کے کنارے گئے آپ کے ہمراہ اناسی افراد تھے مگر سفر کرنے کے لئے دریا میں کشتی موجود نہ تھی آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ سارے حلقہ بنائیں اور ذکر الٰہی کریں۔ہر ایک نے حلقہ بنایا اور ذکر کرتے ہوئے دریائے دجلہ میں پیر رکھ کر چلنے لگے آپ کی جماعت کے کسی بھی آدمی کا پاؤں تک تر نہ ہوا اور سب کے سب دریا پار ہوگئے دریا پر 24 بدو بت پرستوں نے یہ معاملہ دیکھا تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ شیخ ابو محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ واقعی بزرگ اور درویش ہیں۔اور پکار کر کہنے لگے یا شیخ ہمیں بھی سیدھی راہ دکھلایئے اور اپنی صحبت پاک میں جگہ عطا فرمائے۔

آپ نے فرمایا کہ میرا نام لے کر دریا میں پاؤں رکھو اور غفلت سے کام نہ لینا اور دریا پار کرلو۔تمام کافروں نے صدق واخلاص سے دریا عبور کرکے آپ کی قدم بوسی کی۔آپ نے ان کی طرف نگاہ اٹھائی اور کہا کہ اے بارگاہ الٰہی کے مقبولو آؤ میں نے تمہارے لئے اللہ سے التماس کی ہے کہ تم میں سے ہر ایک شخص کامل درویش ہوجائے اور اہل نعمت بن جائے۔یہ بات سن کر سب کے سب اسی وقت ایمان لے آئے اور مسلمان ہوگئے اور آپ کی صحبت پاک اختیار کی اور آپ کے منظور نظر ہوگئے۔

آپ کا خوف خدا سے رونا☆: آپ پر ہر وقت خوف خدا سے رقت طاری رہتی تھی۔ایک دن کسی نے پوچھا یا شیخ آپ

Marfat.com

اس قدر کیوں روتے ہیں بلکہ آپ کی شان تو یہ ہے کہ جس کافر پر آپ کی نظر کامل پڑتی ہے وہ فوراً مسلمان ہو جاتا ہے پھر آپ اس قدر کیوں روتے ہیں۔ آپ اس کی یہ بات سن کر زار وزار رونے لگے اور فرمایا کہ برصیا زاہد نامور شخص تھا۔ جس پر نگاہ کرتے اسے خدا رسیدہ کر دیتے اچانک اسے تہاردی کا تیر لگا اور اس جہان سے بے ایمان ہو گیا اور بلعم بن باعور ولی اللہ اور مستجاب الدعوت تھا۔ اس کی دعا سے بھی کئی ہزار اشخاص نے دوزخ کی آگ سے نجات پائی۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے جباری کی نگاہ ڈالی تو اس کا ایمان چھن گیا۔ ان دونوں بزرگوں کا قصہ مشہور ہے پس میں تو اللہ کے خوف سے روتا ہوں کہ وہ قادر عادل ہے جس کو چاہتا ہے ایک دم بلا لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے دور کر دیتا ہے کوئی اس بارگاہ میں دم نہیں مار سکتا آپ فقر کو بہت عزیز رکھتے تھے آپ کے گھر میں چار چار روز کا فاقہ ہوتا تھا اور کسی پر اپنے فقر کا اظہار نہ کرتے اور نہ یہ کہتے کہ میں فقیر ہو گیا ہوں اگر کوئی شخص کوئی چیز تحفہ میں لے کر آتا تو آپ اسی وقت فقیروں میں تقسیم کر دیتے تیسرے چوتھے روز بھوک کو روکنے کے لئے تھوڑا سا کھانا کھاتے۔

ذوق محفل سماع ☆: محفل سماع میں آپ کو بہت لگن تھی آپ سماع سنتے تو حاضرین پر ایک کیف شروع ہو جاتا اور ہر ایک مست و بے ہوش ہو جاتا۔ کسی کو اپنے پرائے کی خبر نہ ہوتی اور قوال بھی اس قدر بے خود ہو جاتے کہ قوالی کرتے کرتے ان کے منہ سے جھاگ آنے لگتی اور قوالوں کے منہ سے آواز نہ نکلتی تھی۔ مگر حاضرین کو اسی طرح آواز آتی رہتی یہ آواز عالم غیب سے آتی تھی اور تمام سامعین برابر آواز سنتے رہتے تھے۔ اس زمانے میں کسی شخص نے اعتراض نہ کیا کہ قوالی سننا حرام ہے یا ممنوع ہے صرف ایک شخص نے اعتراض کیا وہ بھی صرف یہ کہا کہ سماع نہیں سننا چاہیے۔

محفل سماع پر اعتراض اور اس کا انجام ☆: حضرت فضیل برکی علیہ الرحمۃ نے محفل سماع کے بارے میں اتنا کہا کہ محفل سماع نہیں سننا چاہیے یہ خبر کسی نے حضرت ابو احمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کو کر دی اور کہا کہ فضیل برکی علیہ الرحمۃ نے اس محفل سماع کے لئے یہ کہا ہے۔ آپ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں دعا کی اے دلوں کے حال جاننے والے راز کو سمجھنے والے تو جانتا ہے کہ ہمارے دلوں میں کیا ہے اگر میں کوئی غلط کام کرتا ہوں تو مجھے سزا دے اور سیدھی راہ دکھا۔ تاکہ میں غلط کام سے باز رہوں۔ اگر یہ فعل نیک ہے اور اس کو ہمارے پیروں نے بھی کیا ہے تو برکی کو جو ہمارے پیروں کے کام کو غلط کہتا ہے۔ اس کو سزا دے آپ کی زبان مبارک سے اس بات کا نکلنا تھا کہ فضیل برکی کے جسم پر کوڑھ کی بیماری لگ گئی فضیل برکی نے بڑے بڑے حکیموں اور طبیبوں کو بلا کر علاج کرایا مگر شفا نہ ہوئی آخر تھک ہار کر علاج سے ناامید ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور راتوں کو جاگنا شروع کر دیا اور ساری ساری رات تلاوت قرآن کرنے لگے ایک رات پیغمبر خدا جناب نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھ کر عرض کی کہ حضور میرے حق میں آپ دعا فرمائیں تاکہ مجھ کو شفا حاصل ہو جائے اور میں اپنے دین پر قائم رہوں۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اے برکی ابو احمد چشتی سماع سنتے ہیں اور تو نے اس کا انکار کیا ہے اور اس سماع کا انکار گویا اس کے پیروں کی سماع کا انکار ہے اور اس کے پیروں کا انکار گویا میرا انکار ہے۔ اگر تو شفا چاہتا ہے تو ابو احمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی محفل میں جا کر سماع سن اس کی محفل میں جو جاتا ہے شفاء پاتا ہے الغرض فضیل برکی علیہ الرحمۃ جب اٹھے تو گرنے لگے مگر گرتے پڑتے محفل میں پہنچے تو آپ نے

Marfat.com

فرمایا کہ فضیل برمکی دیکھ لیا محفل سماع کا انکار کیا ہوتا ہے اس کے بعد انہوں نے محفل سماع سنی اور اس کے بارے میں کدورت دل سے نکال دی اور فوراً صحت یاب ہو گئے۔

بچپن کا زمانہ ولایت ☆: شیخ ابو احمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ سات برس کے تھے کہ آپ مجذوب ہو گئے اور اس عمر میں حضرت شیخ ابو اسحاق چشتی علیہ الرحمۃ کی مجلس میں جانا شروع کر دیا شیخ ابو اسحاق چشتی علیہ الرحمۃ نے آپ کو دیکھا تو فرمایا کہ عاشقوں کی سماع میں آیا کرو کیونکہ تم اہل سماع ہو۔ حضرت کی اتنی بات کہنے سے آپ سے پردہ دوری کا اٹھ گیا اور تحت الثریٰ سے لے کر عرش علیٰ تک آپ کی نظر پہنچ گئی آپ نے قدسی نغمات محفل سماع میں سنے اور علم لدنی حاصل کیا آپ کی کیفیت یہ تھی کہ سات سال کی عمر میں جو بات کہتے تھے وہ پوری ہوتی تھی۔ بڑے بڑے دانشمند آپ کی عزت و تعظیم کرتے تھے۔

حضرت ابو اسحاق سے بیعت حاصل کرنا ☆: آپ بیس برس کی عمر میں شیخ ابو اسحاق چشتی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ مرید ہونے کے بعد آپ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور کلمہ طیبہ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ** کے ذکر میں مشغول ہو گئے۔ آپ سات روز بعد تین نوالے کھاتے اور افطار کے وقت چوتھا حصہ پیالہ پانی کا پیتے تھے اور نماز کے لئے ساتویں دن تازہ وضو کرتے اور یہ وضو بھی نماز کی احتیاط کے لئے ہوتا تھا نہ کہ باطل ہونے کے بعد آپ کو چالیس روز بعد قضائے حاجت ہوتی جو آپ کا چہرہ دیکھتا ہیبت کھا جاتا تھا۔ آپ کا خلوت خانہ اس قدر منور ہوتا تھا کہ رات کو بغیر چراغ جلائے تلاوت فرماتے تھے۔

خرقہ خلافت ☆: آپ کے پیرو مرشد حضرت شیخ ابو اسحاق چشتی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خلافت کا خرقہ پہنایا تو اپنا جانشین بھی مقرر کیا اور فرمایا کہ اے ابو احمد تم میرے فرزند ہو جو نعمت مجھے اپنے پیروں سے ملی تھی میں نے تمہیں دے دی ہے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے عرض کی اے پروردگار ابو احمد تیری بارگاہ کا غلام ہے میرے پاس جو نعمت تھی میں نے اسے دے دی ہے۔ اب اسے تیرے سپرد کرتا ہوں تو دن بدن اس کو ترقی عطا فرما۔

آواز آئی اے ابو اسحاق ہم نے ابو احمد کو اپنا دوست بنا لیا ہے۔ آپ کے مرشد ندائے غیبی سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا ابو احمد درویشی عرب و ایران کی بادشاہی سے بہتر ہے۔ واللہ اگر مجھے سلیمان کا ملک بھی دیں تو میں قبول نہ کروں۔

آپ کے مرشد نے فرمایا ابو احمد نبیوں کے سردار حضرت محمد ﷺ تمام درویشوں کے سردار تھے اور فقر کو اختیار کیا ہم کون ہیں جو دنیا اور اہل دنیا سے آشنائی کریں جس طرح وہ دنیا اور اہل دنیا سے بیزار تھے اسی طرح ہم بھی دنیا اور دنیا والوں سے تعلق ختم کریں اور فقر و فاقہ کو اختیار کریں تا کہ قیامت کے دن ان کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔

آپ کی دعا سے امت کی بخشش ☆: آپ ہر روز دو مرتبہ دن کو اور دو مرتبہ رات کو کلام مجید ختم کرتے اور باقاعدہ تہجد کی نماز ادا کرتے اس کے بعد دعا کرتے اے پروردگار! تو اپنے بندوں پر رحم کر امت محمدی ﷺ کے گناہگاروں کو بخش دے۔

آواز آئی اے ابو احمد ہم نے تیری دعا قبول کی اور امت کے دس ہزار گناہگاروں کو تیری دعا سے بخشا قیامت کے روز ان کو تیرے ساتھ ہی بہشت میں داخل کریں گے آپ نے ساٹھ سال تک نماز تہجد قضا نہ کی ہر رات یہی خوشخبری کی آواز سنتے تھے معلوم نہیں آپ کے

Marfat.com

طفیل کتنے گناہگاروں کو اللہ نے بخش دیا اور کتنے خوش نصیب لوگ آپ کے ہمراہ جنت میں داخل ہوں گے۔ آپ کی بزرگی وعظمت اعلیٰ درجے پر تھی جو مرتبہ آپ کو حاصل ہوا ہر شخص اس مرتبے پر نہیں پہنچ سکتا۔

سیرت و کردار☆: آپ سرحلقۂ مشائخ چشت اہل بہشت ہیں اور بالاتفاق قطب ابدال ہیں۔ آپ تیس برس تک نہ سوئے اور تیس برس تک باوضو رہے۔ زندگی میں کبھی سیراب ہو کر پانی نہ پیا۔

آپ محفل سماع بے حد شوق وذوق سے سماعت فرماتے تھے اس دوران آپ کی عجیب وغریب کیفیت کا عالم یہ تھا کہ دوران سماع اگر کسی کافر پر آپ کی نظر پڑ جاتی تو وہ مشرف بہ اسلام ہوئے بغیر نہ رہتا۔ اگر کسی بیمار پر پڑ جاتی وہ صحت یاب ہو جاتا تھا۔ چہرہ مبارک سے اس دوران نور کی ایسی تجلی ظاہر ہوتی تھی کہ اس کی روشنی آسمان تک پہنچ جاتی تھی۔ آپ نے تمام عمر نیا کپڑا نہیں پہنا اور نہ ہی دنیاداروں کی صحبت میں بیٹھنا پسند کرتے تھے۔ آپ حافظ کلام ربانی تھے۔ دو قرآن مجید صبح سے شام تک اور دو قرآن مجید شام سے صبح تک ختم کرلیا کرتے تھے۔

علماء کا مناظرہ اور پھر مرید ہونا☆: آپ کی بڑھتی ہوئی شہرت سے خائف ہو کر علمائے ظواہر کے دلوں میں بغض وحسد پیدا ہوا۔ اور وہ اکٹھے ہو کر آپ کے ماموں امیر نصیر جو اس وقت ملک شام کے بادشاہ تھے کے پاس جا کر شکایت کی کہ آپ کے بھانجے شیخ ابواحمد نے بدعت سماع کھڑی کر رکھی ہے اور اس کی وجہ سے مخلق خدا گمراہ ہو رہی ہے۔ لہٰذا آپ اس کو اپنے دربار میں بلائیں تا کہ وہ ہمارے ساتھ مناظرہ کرے۔ اگر وہ راست پر ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ورنہ اُسے اس کام سے منع کیا جائے۔

چنانچہ بادشاہ وقت نے ایک قاصد کے ذریعے پیغام بھیج کر آپ کو بلایا۔ جب آپ کے پاس قاصد پیغام لے کر پہنچا تو آپ نے فوراً اپنے شیخ کا عطا کردہ خرقہ پہنا گھوڑے پر سوار ہوئے اور ایک خادم جس کا نام محمد خدابندہ تھا۔ اور اس کو سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کے علاوہ کچھ بھی نہیں آتا تھا۔ آپ اس کے ہمراہ بادشاہ کے دربار میں پہنچے۔ جہاں آپ کی آمد سے پہلے مختلف علاقوں کے سرکردہ ۸۰ علمائے کرام پہلے سے موجود تھے۔ ان لوگوں نے بادشاہ سے التجا کی کہ جب خواجہ ابواحمد صاحب آئیں تو ان کی طرف مطلقاً توجہ نہ فرمائیں۔

مگر ہوا یہ کہ جب آپ وہاں پہنچے تو آپ کی شان وعظمت اور چہرہ کے رعب سے بادشاہ اس قدر متاثر ہوا کہ رہ نہ سکا اور دروازے تک استقبال کے لئے دوڑتا ہوا گیا۔ اور آپ کا ہاتھ چوم کر بڑے ہی اعزاز واکرام سے آپ کو مجلس کی صدارت پیش کی۔

جب گفتگو شروع ہوئی تو علماء نے حسب عادت چرب زبانی سے کام لیا اور مشکل سے مشکل سوالات آپ کے سامنے پیش کرنا شروع کر دیئے۔ آپ نے اپنے خادم محمد خدابندہ کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ یہ لوگ بڑے مشکل مشکل سوالات کریں گے جن کا جواب دینا مشکل ہوگا۔ اور تم نے اگرچہ کچھ بھی نہیں پڑھا مجھے یقین ہے تم ان لوگوں کے سوالات کے جوابات با آسانی دے دو گے۔

چنانچہ محمد خدابندہ نے اسّی علماء کے اسّی سوالات کے جوابات کتب متداولہ کے مطابق دیئے۔ جس پر وہ سب علماء پریشان ہو گئے اس کے بعد محمد خدابندہ نے علمائے کرام کی اس جماعت پر ایک سوال کیا جس کا جواب ان تمام سے نہ بن سکا۔ علمائے کرام کی یہ حالت دیکھ کر بادشاہ نے مذاق کے طور پر کہا کہ اگر کوئی اور سوال باقی ہے تو کرلو۔ لیکن علماء بدستور خاموش تھے۔ کیونکہ علم لدنی کے مقابلے میں ان کا علم کیا حیثیت رکھتا تھا۔

Marfat.com

تمام علماء نے اپنی گردنوں سے دستاریں اتاریں اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور آپ کے قدموں میں گر کر معافی کے خواستگار ہوئے اور آپ کو بہت سے تحفے پیش کئے جن کو آپ نے قبول نہ کیا۔ اور واپس اپنے آستانہ پر تشریف لے آئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 14 جمادی الاول 355 ہجری بمطابق 965ء بروز دوشنبہ بوقت چاشت قصبہ چشت ہرات سے تیس کوس کے فاصلے پر ملک ایران میں ہوا۔ وہیں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خلائق عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

کسی عارف نے آپ کی قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

ھادی حق سیّدمحبوب گو ۔۔۔ سال تولیدش بقول اصفیاء

وصل او نور الٰھی احمداست ۔۔۔ نیز بو احمد فرید آمد بجا

۳۵۵ھ

Marfat.com

منقبت در شان خواجہ ابو محمد ناصر الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ

جس نے تقدیر ہند کی بدلی
بو محمد وہ محترم چشتی

شب عاشور کو ہوئے پیدا
حسنی، سیدی و خوش نسبی

وہ ظہور دعائے خرقانی
وہ بشارت رسول اکرم ﷺ کی

بتکدہ سومنات کا ٹوٹا
فتح محمود کو ملی اصلی

بن کے معمارِ اولینِ ہند
اینٹ اسلام کی رکھی پہلی

سومناتی وجود کو میرے
پھر ضرورت ہے بو محمد کی

از قلم: ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

Marfat.com

حضرت خواجہ ابو محمد ناصر الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: خوکردہ جمال محمدی، پروردۂ کمال احمدی، ولی مادرزاد امام العارفین، سلطان الاولیاء، برہان الواصلین حضرت شیخ ابو محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ سرِ حلقہ و سرگروہ اولیاء ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۲۶ محرم الحرام ۲۹۹ ھ بروز چہار شنبہ بوقت عصر چشت شریف میں ہوئی آپ باعظمت صاحب کرامت اور جید عالم دین اور صاحب مجاہدہ و مشاہدہ اہل ریاضت اور عارف اسرار الٰہی تھے جو شخص آپ کا منظور نظر ہوتا۔ وہ وقت کا ولی اور کامل درویش ہو جاتا ہے۔

مادری ولی ☆: آپ مادرزاد ولی تھے والدہ کے شکم میں ہی اہل نعمت ہو گئے تھے آپ کی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ جب شیخ محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ میرے شکم میں چار ماہ کے تھے تو ہر رات تہجد کے وقت میرے پیٹ میں کچھ جنبش سی ہوتی تھی اور میرے کان میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ذکر کی آواز سنائی دیتی تھی میں نے اس بات کا ذکر حضرت شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ سے کیا اور عرض کی کہ یا حضرت مجھے بتائیں کہ یہ کیا معاملہ ہے آپ نے فرمایا کہ تجھے مبارک ہو کہ تیرے پیٹ میں ایک نیک بخت فرزند ہے اور تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ نے اس کے صدقے میں رحم کیا ہے کیونکہ وہ آدھی رات کا وقت تہجد کا ہے اور وہ اس وقت ذکر الٰہی کرتا ہے۔

عجیب واقعہ ☆: آپ کی والدہ بزرگوار فرماتی ہیں جب سے میں حضرت خواجہ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ کے پاس گئی اور ان سے خوشخبری سن کے آئی تھی اس روز کے بعد حضرت خواجہ ابو احمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کبھی کبھی میرے گھر بھی تشریف لانے لگے۔

جب حضرت خواجہ تشریف لاتے تو فرماتے السلام علیکم یا ولی اللہ تو میرا خلیفہ ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت خواجہ ابو احمد علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ آپ نے سلام کسے کیا ہے یہاں پر تو کوئی آدمی نہیں اور کسے خلافت دی تو حضرت ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اے نیک بی بی جو فرزند تیرے شکم میں ہے میں نے سلام اس کو کیا ہے اور خلافت بھی اسے دی ہے۔

آپ کی والدہ نے عرض کیا کہ ابھی تو وہ شکم میں ہے معلوم نہیں وہ لڑکا ہے یا لڑکی نہ وہ آپ کا مرید ہوا ہے آپ نے اسے خلافت کیسے دے دی ہے۔ حضرت شیخ خواجہ ابو احمد نے فرمایا کہ اے پاک دامن تیرا فرزند مشہور زمانہ شیوخ میں سے ہے اور میں نے اس کا نام لوح محفوظ پر لکھا دیکھا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ جو فرزند تیرے شکم میں ہے اور اس کا نام شیخ ابو محمد ہے اور میرا مرید و خلیفہ ہے میں تو

Marfat.com

تمہیں خوشخبری دینے کے لئے آیا ہوں اور تیرے فرزند کو خبر دوں کہ تو میرا مرید وخلیفہ ہے۔

شیخ خواجہ ابو احمد چشتی فرماتے ہیں کہ جس رات حضرت شیخ محمد چشتی کی ولادت ہوئی تھی اسی رات حضرت نبی کریم ﷺ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ بہت خوش ہیں اور مجھے فرمایا کہ ابو احمد تجھے خوشخبری ہو کہ آج تیرا ایک مرید جو کہ مادرزاد ولی ہے اور اس کا نام ابو محمد ہوگا اور وہ پیدائش کے وقت سات مرتبہ با آواز بلند لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کہے گا اور تمام حاضرین اس آواز کو سنیں گے یہ فرزند میرا دوست بھی ہے اور ولی اللہ بھی ہے۔

کملی والے آقا کی طرف سے سلام ☆: آپ کے پیرومرشد شیخ ابو احمد فرماتے ہیں کہ ولادت والی رات مجھے خوشخبری سنانے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ابو احمد رحمتہ اللہ علیہ وہ پیدا ہونے والا میرا ہم نام ہوگا جس وقت وہ پیدا ہو تو اس کو ہمارا سلام کہنا اور اس کو یہ خوشخبری سنا دینا کہ اے ابو محمد تو ایک کامل درویش اور اپنے زمانے کے اولیا میں تیرا بلند مقام ہوگا۔

جس وقت حضرت ابو محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی تو ان کی والدہ کی جانب سے ایک شخص آیا اس نے خبر دی کہ اسی وقت اور ابھی اس گھڑی لڑکا پیدا ہوا ہے وہ لڑکا ماں کے شکم سے باہر آیا تو اس نے سات مرتبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه بلند آواز سے پڑھا۔

حضرت شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمتہ فوراً وضو کر کے شیخ محمد رحمتہ اللہ علیہ کے گھر آئے تو شیخ محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ نے اپنے نومولود فرزند کو حضرت ابو احمد چشتی علیہ الرحمتہ کے پاس بھیجا تو حضرت ابو احمد علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ السلام علیکم یا ولی اللہ تو آپ نے جواب میں کہا کہ وعلیکم یا شیخ ابو احمد چشتی آپ آج کا خواب بیان فرمائیں آپ نے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا پیغام شیخ محمد چشتی کو دیا شیخ محمد چشتی نے سنتے ہی فرمایا کہ اہل بیتہ اجمعین حضرت شیخ ابو احمد رحمتہ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے پروردگار محمد کو کامل درویش بنانا اور شیطان کے مکروفریب سے بچانا۔ آواز آئی اے ابو احمد لڑکپن میں شیطان بچے کے کان مروڑتا ہے۔ تاکہ بچہ روئے اور اس کی ماں کا دل غمگین ہو ہم ابو محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی حفاظت کریں گے تاکہ شیطان اس کے قریب نہ آئے اور اگر آئے بھی تو شکستہ دل ہو کر واپس چلا جائے گا اور کبھی کامیاب نہ ہوگا۔

آپ شیر خوارگی کے عالم میں ہر روز دن میں کئی مرتبہ بغیر کسی وجہ کے مسکراتے تھے آپ کی والدہ نے یہ بات حضرت شیخ احمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے کہی تو آپ نے فرمایا شیطان کی یہ فطرت ہے کہ وہ دن میں کئی مرتبہ بچوں کے پاس آتا ہے اور بچوں کے کان اینٹھتا ہے تو پھر بچہ روتا ہے تو اس وقت بچے کے والدین کو چاہیے کہ اس کے کان میں سبحان اللہ کہیں اس وقت فرشتے شیطان کو پکڑ لیتے ہیں اور مار مار کر باہر نکال دیتے ہیں تیرا بچہ نیک بخت ہے۔ صاحب ولایت ہے جب وہ اس بات کا معائنہ اور مشاہدہ کرتا ہے تو بغیر قصد کے اسے ہنسی آتی ہے اور یہی اس کے ہنسنے کی وجہ ہے۔

عاشورے کا احترام ☆: آپ کی ولادت عاشورے کی رات ہوئی۔ صبح کے وقت جب آپ کی والدہ صاحبہ نے آپ کے

Marfat.com

منہ میں دودھ دینا چاہا۔ عورتوں سے کہا کہ اس کو دودھ پلا دو عورتوں نے بہت کوشش کی کہ آپ کو دودھ پلایا جائے آپ نے دودھ نہ پیا دودھ حلق سے نیچے اترتا ہی نہیں تھا۔ آپ کی والدہ نے فرمایا کہ اسے حضرت شیخ ابو احمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس لے جاؤ شاید ان کی نظر کی برکت سے یہ دودھ پی لیں۔

جب آپ کو حضرت شیخ ابو احمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس لے گئے تو شیخ ابو احمد علیہ الرحمۃ نے آپ کے چہرے کی طرف دیکھا تو آواز آئی اے ابو احمد یہ بچہ روزے سے ہے آج عاشورے کا دن ہے یہ میرا دوست ہے یہ دودھ نہیں پیئے گا۔ حضرت شیخ ابو احمد علیہ الرحمۃ نے جب یہ بات سنی تو خوش ہوئے اور آپ کی والدہ کو کہلا بھیجا کہ تیرا بچہ آج روزے سے ہے اس نے عاشورے کا روزہ رکھا ہے فکر نہ کرو یہ کامل درویش ہوگا۔

نماز کا وقت☆: حضرت شیخ کی والدہ فرماتی ہیں کہ جب سے شیخ محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ پیدا ہوئے اس وقت سے لے کر ڈھائی سال کی عمر تک پانچوں نمازوں کے وقت دونوں آنکھوں کو آسمان کی طرف کرتے اللہ کا بے شمار ذکر کرتے اور آپ کے دل میں ایک نور پیدا ہو جاتا تھا جس کی وجہ سے سارا گھر روشن ہو جاتا تھا کہ گھر میں چراغ جلانے کی ضرورت نہ رہتی آپ کے چہرے کے نور کی وجہ سے سارا گھر منور رہتا تھا۔

تعلیم کے وقت کے حالات☆: حضرت شیخ محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ جب چار سال چار ماہ اور چار دن کے ہوئے تو آپ کی والدہ نے حصول تعلیم کی غرض سے آپ کو حضرت شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ کے پاس بھیجا تا کہ تعلیم حاصل کر سکیں تو حضرت ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ نے آپ سے تختی مانگی تا کہ اس پر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ○ عَلَّمَ الْقُرآنْ ○ رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ○ وَفِيْهَا وَتَمَّتْ بِالْخَيْر ○

لکھیں تو شیخ ابو احمد رحمتہ اللہ علیہ کی نظر تختی پر پڑی تو دیکھا تختی پر پہلے ہی لکھا ہوا ہے آپ بڑے حیران ہوئے اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ اے ابو احمد چشتی یہ ہمارا دوست ہے جو خط اور تحریر ابو محمد کی تختی پر لکھا ہوا ہے وہ ہماری قدرت اور حکمت سے لکھا ہوا ہے اس کو یہ تحریر سکھاؤ تب حضرت ابو احمد علیہ الرحمۃ نے کہا اے ابو محمد پڑھو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم آپ نے بسم اللہ پڑھی پھر شیخ ابو احمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ الرحمٰن سے آخر تک پڑھو آپ نے جب آخر تک پڑھا تو بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو حضرت شیخ ابو احمد علیہ الرحمۃ نے پوچھا اے ابو محمد تم بے ہوش کیوں ہو گئے تھے آپ نے عرض کی کہ جب میں نے لفظ الرحمٰن پڑھا تو میں نے دیکھا کہ ایک چمکتا ہوا نور میرے منہ میں آیا میں اس کی طاقت کی تاب نہ لاتے ہوئے بے ہوش ہو گیا حضرت شیخ ابو احمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اے ابو محمد یہ اسرار الٰہی کا نور تھا تجھے خوشخبری ہو کہ تو علم ربانی کا عالم ہوگا۔

جب آپ گھر واپس آئے تو راستے میں حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ تو خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے محمد

Marfat.com

چشتی تجھے مبارک ہو کہ مجھے حکم الٰہی ہوا ہے کہ میں تجھے علم شریعت علم طریقت علم معرفت اور علم حقیقت سکھاؤں آپ نے خواجہ خضر علیہ السلام کی قدم بوسی کی اور عرض کی کہ جو حکم ہوا ہے آپ بندہ کو سکھائیں بندہ حاضر ہے حضرت خواجہ خضر نے اسمائے اعظم میں سے ایک اسم آپ کو سکھایا جونہی آپ نے اسم اعظم کو یاد کیا تمام علوم جو توریت انجیل وزبور اور پہلے نبیوں کے تھے یاد ہو گئے۔ جب گھر گئے تو والدہ نے پوچھا اے محمد چشتی تو نے کیا پڑھا مجھے تختی دکھا۔ آپ نے فرمایا کہ مادر مہرباں جو کچھ میں نے پڑھا وہ تختی میں نہیں سما سکتا۔ آپ کے گھر میں قرآن موجود ہے لاؤ مجھے دو آپ کی والدہ حافظ قرآن تھیں فوراً قرآن مجید آپ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ تھوڑا پڑھ کر سنا آپ نے عرض کی اے مادر مہرباں آپ قرآن شریف کھولیں اور میں زبانی پڑھتا ہوں آپ نے ایک پہر میں سارا قرآن ختم کر دیا آپ کی والدہ نے فرمایا کہ اے محمد چشتی کیا تجھے پہلے سے یاد تھا یا آج ساری تعلیم پائی آپ نے اسم اعظم سیکھنے کا سارا قصہ عرض کیا یہ واقعہ سن کر والدہ ماجدہ کا دل بہت خوش ہوا۔

ابتداء میں ہی نماز ☆: شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب چار سال چار ماہ چار دن کے ہوئے تو نماز با جماعت ادا کرتے تھے اور آپ کا وضو ماسوائے قضا حاجت انسانی کے تیس سال کے عرصہ میں کبھی باطل نہ ہوا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ جب سترہ سال کے ہوئے تو حضرت شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ نے آپ کو باقاعدہ طور پر مرید کر لیا مرید ہونے کے بعد آپ دس سال تک اپنے حجرے کے اندر یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ اس عرصہ میں آپ سات روز بعد افطار کرتے تھے اور تازہ کھجور کھاتے تھے۔

آپ کی نظر کی یہ کرامت تھی کہ جو بھی آپ کے سامنے آیا خواہ کافر ہی کیوں نہ ہو فوراً مسلمان ہو جاتا آپ کے عہد میں چشت شریف میں کوئی کافر نہ رہا۔ سب مسلمان ہو گئے اور جو مومن آپ کی صحبت میں رہتا وہ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب کچھ دیکھنے لگتا۔ اس کے بعد آپ کو آپ کے پیر ومرشد حضرت شیخ ابو احمد علیہ الرحمۃ نے خلافت عطا فرمائی اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر روبرو قبلہ کھڑے ہو کر بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ اے پروردگار عالم میں نے محمد چشتی کو خرقہ خلافت پہنایا ہے۔ اسے درویشی کے کام میں استقامت عطا فرما۔ اور قیامت کے دن اسے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ہمارے پیروں کے روبرو سرخرو کرنا غیب سے آواز آئی اے ابو احمد تسلی رکھ ہم نے تیری دعا قبول کی اور قیامت کے دن ہم محمد چشتی کو محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہمراہ بہشت میں جگہ دیں گے اور جو کچھ اس کا مطلوب ہوگا عنایت کریں گے اور ہم اسے درویشوں کا سردار بناتے ہیں۔ آپ نے یہ خبر سنی تو بہت خوش ہوئے۔

آپ کا ذوق سماع ☆: آپ محفل سماع بہت ذوق سے سنتے تھے ایک روز حضرت شیخ ابو احمد علیہ الرحمۃ کی محفل میں چلے گئے قوال حضرات نے کلام پڑھنا شروع کیا تو حضرت شیخ ابو احمد علیہ الرحمۃ کو وجد ہوا کچھ دیر بعد آپ کی کیفیت بہتر ہوئی تو حضرت شیخ ابو محمد سماع سنتے سنتے بے ہوش ہو گئے اور بالکل نڈھال ہو گئے۔ سات روز تک یہ معمول دن رات جاری رہا۔ نماز کے وقت حضرت ابو احمد علیہ الرحمۃ قوالی بند کرا کر نماز ادا کرتے اور پھر نماز کے بعد یہ سلسلہ شروع ہو جاتا جب سات روز گزر گئے تو حضرت ابو احمد علیہ الرحمۃ نے قوالوں

Marfat.com

سے کہا کہ قوالی بند کر دو تا کہ محمد چشتی کو ہوش میں لایا جائے۔ جب قوالی بند ہوئی تو حضرت محمد چشتی نے دونوں آنکھیں کھول کر آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ قوالی کہو۔ حاضرین مجلس نے ایسی مجلس اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی نہ کبھی اتنا لطف نظارہ دیکھا تھا۔ آپ کے کہنے سے محفل سماع دوبارہ شروع کی گئی تین روز تک جاری رہی۔ صرف نماز کے وقت سماع بند ہوتی۔ شیخ ابو محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ ہوش میں آئے تو حضرت شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور عرض کیا یا مخدوم عاشقوں کے کام کی کشادگی جو سماع میں ہے کیا وہ کسی اور چیز میں بھی ہے شیخ ابو احمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ اے محمد سماع ایک پوشیدہ بھید ہے اس کو ہمیشہ پوشیدہ رکھنا چاہیے اگر ہم سماع کے بھید کو ظاہر کر دیں تو تمام جہان سماع میں مشغول ہو جائے اور تمام لوگوں میں اس بھید کو چھپانے کی طاقت نہیں اگر ان پر یہ بھید ظاہر کر دیا جائے تو فوراً ان کی حالت دگرگوں ہو جائے۔

سماع کے بارے میں آپ کے مرشد کے ارشادات☆: آپ کے مرشد حضرت شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اے محمد سماع کا بھید اہل سماع ہی جانتے ہیں جو نعمت سماع میں رکھی ہے وہ اللہ تعالیٰ اہل سماع کو ہی دیتا ہے اور سماع ایک وسیلہ ہے سو سال کے مجاہدے اور ریاضت میں وہ کشادگی حاصل نہیں ہوتی۔ جو سماع میں ایک لمحے میں ہوتی ہے یہ معاملہ کچھ ایسا ہے کہ انسان کو کچھ اس طرح واسطہ پڑتا ہے کہ ایک کو کہتے ہیں راہ میں سے ہو کر دروازے پر کھڑا ہو پھر ہمیں پائے گا دوسرے کو کہتے ہیں تو بھید کا واقف ہے دروازے پر نہ جا کیونکہ دیر ہوتی ہے کسی کو کہتے ہیں کہ نعمتوں کا مشاہدہ کرے وہ شخص جس نے راہ سلوک طے کی وہ بھی محبوب کا طالب ہے اور ایک جو محنت و مشقت اور تکلیف برداشت کر کے پہنچا ہے اور جو دروازے کی راہ پر رہ گیا وہ بھی محبوب کا طالب ہے لیکن ایک وہ ہے کہ اس نے بغیر رنج و محنت کے خزانہ حاصل کیا ہے۔

اور اپنا مقصد حاصل کیا لیکن ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے جو دروازے کی راہ جائے جباری اور قہاری کی حکومت کا شمشیر زن اس کا بدلہ لیتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا تو اس لائق ہے کہ راستے میں سے آئے اور ہمارے واصلوں کے مرتبے پر قدم رکھے۔ اہل سماع کا درجہ نہایت ہی اعلیٰ ہے کہ ان کے درجے کا بیان میں نہیں سما سکتا۔ اور نہ ہی تحریر ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اہل سماع پر کیا کیا کشف کے اسرار ہوتے ہیں۔ ہر شخص ان کے اسرار کے محرم ہونے کے لائق نہیں ہو سکتا۔

سومنات کے حملے میں محمود غزنوی کی مدد☆: جب سلطان محمود بن سبکتگین سومنات پر حملہ آور ہوا تو حضرت خواجہ شیخ محمد چشتی کو بھی حکم ملا کہ آپ بھی اس کی طرف توجہ اور مدد کریں اس وقت آپ کی عمر شریف ستر برس تھی۔

چنانچہ ستر برس کی عمر میں درویشوں سمیت اس کی طرف متوجہ ہوئے اور بنفس نفیس خود وہاں جا کر مشرکین کے خلاف جہاد کیا۔

ایک دن کافروں نے اس زور سے حملہ کیا کہ مسلمانوں کو جنگل میں پناہ لینا پڑی۔ آپ کا ایک مرید جس کا نام محمد کا کو تھا وہ چکی چلایا کرتا تھا۔ آپ نے اسے آواز دی کا کو جلدی آؤ۔

چنانچہ کا کو فوراً پہنچا اور لشکر اسلام کے ساتھ مل کر ایسا حملہ کیا کہ دشمن بھاگ گیا اور لشکر اسلام کو خدا نے اپنے فضل سے کامیابی

Marfat.com

عطا فرمائی۔

عین اُسی وقت لوگوں نے دیکھا کہ محمد کاکو چکی کا پاٹ اٹھا کر دیوار پر مارتا تھا۔ اور جوش کی وجہ سے اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی۔ جب لوگوں نے محمد کاکو سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے میرے شیخ نے لشکر اسلام کی مدد کا حکم دیا تھا میں ان کافروں کو مار کے رہوں گا۔

سلطان محمود غزنوی نے فتح سومنات کے وقت آپ کی ظاہری و باطنی امداد اپنی آنکھوں سے دیکھی تو معتقد ہو گیا اور حاضر خدمت ہو کر قدموں میں گر گیا اور بیعت سے مشرف ہوا۔

جانشین وخلیفہ اکبر کی آمد آمد کی پیشن گوئی ☆: آپ نے چھپن برس کی عمر تک شادی نہیں فرمائی۔ اسی طرح آپ کی ہمشیرہ محترمہ عابدہ زاہدہ عارفہ صالحہ متقیہ اور پرہیزگار خاتون تھیں انہوں نے اپنی تمام عمر آپ کی خدمت میں صرف کر دی اور چرخہ کات کر گزر اوقات کرتی تھیں اور بھائی کو بھی کھلاتی تھیں۔ بھائی کی خدمت گاری کی وجہ سے چالیس برس تک شادی نہیں کی۔

آپ اکثر اپنی ہمشیرہ سے فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے بطن سے ایک بچہ پیدا ہو گا جو قطب الاقطاب ہو گا۔ اور یہ بات شادی کے بغیر ناممکن ہے۔ لیکن آپ کی ہمشیرہ محترمہ کو آپ کی جدائی گوارا نہ تھی اس لئے وہ ہرگز شادی کیلئے تیار نہ تھی اور ہر وقت عبادت و ریاضت میں رہتیں۔ حتیٰ کے ایک وقت وہ آیا کہ آپ نے اپنے شیخ طریقت اور والد بزرگوار حضرت خواجہ شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ کو خواب میں یہ کہتے سنا کہ اے ابو محمد جو کچھ تم نے اپنی ہمشیرہ سے کہا ہے وہ درست ہے۔

تمہاری ولایت میں فلاں جگہ پر ایک صحیح النسب سیّد زادہ رہتا ہے۔ جس کا نام محمد سمعان ہے وہ بہت متقی و پرہیزگار ہے اُسے فوراً بلا کر اپنی ہمشیرہ کا عقد نکاح اس سے کر دو۔ اسی دوران آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کو بھی اسی طرح کا اشارہ والد بزرگوار شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ کی طرف سے ہوا جس کی بنا پر وہ شادی کے لئے تیار ہو گئیں۔

آپ نے ایک قاصد کے ذریعے ایک رقعہ ان کو بھجوایا اور رقعہ میں تحریر تھا کہ ایک پاؤں میں جوتا ہو اور دوسرے میں نہ ہو تو دوسرا جوتا پہننے کی بجائے فوراً میرے پاس پہنچو۔

جب قاصد وہاں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت سید سمعان اپنے دروازے پر کھڑے ہیں اور ایک پاؤں میں جوتا جبکہ دوسرے میں نہیں۔ اس عالی نسب سید زادے نے جب خط پڑھا تو تعمیل حکم کی خاطر اسی حالت میں اٹھ کر آپ کی خدمت میں چل دیئے۔ دوسرا پاؤں ننگا ہی رہنے دیا۔

جب وہ آپ کی خدمت عالیہ میں پہنچے تو آپ اس کی یہ حالت دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اُسی وقت اپنی ہمشیرہ کا عقد ان سے کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے بھی شادی کر لی مگر کافی عرصہ تک اولاد جیسی نعمت سے محروم رہے۔

چنانچہ آپ نے اپنے بھانجے ابو یوسف کو اپنی ہمشیرہ سے مانگ کر لے لیا اور اپنی اولاد کی طرح پالا پرورش کی تعلیم و تربیت سے

Marfat.com

آراستہ کیا۔ ظاہری و باطنی تعلیم کی تکمیل کے بعد مقام قرب تک پہنچایا اور خرقہ خلافت عطا فرمایا اور اپنا جانشین و خلیفہ اکبر مقرر فرمایا اور ناصرالدین کا لقب عطا فرما کر سرفراز فرمایا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال 4 ربیع الثانی 421 ہجری باختلاف روایت ۴۱۱ھ بمطابق 1020ء میں چشت شریف میں ہوا۔ مزار پُرانوار قصبہ ہرات چشت شریف میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر نور عرفان سے منور ہوتے ہیں۔

کسی عارف کامل نے قطعہ تاریخ وصال یوں لکھی ہے۔

بو محمد پیر ہر برناو پیر محرم حق واصف سرِّ خدا

واصلِ صدیق تولیدش بخواں ۴۱۱ھ رحلتش فرما محمد پیشوا ۴۱۱ھ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت خواجہ کمال الدین المعروف خواجہ روشن الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سراج العارفین، زبدۃ الواصلین، امام الکاملین، برھان العاشقین حضرت خواجہ کمال الدین المعروف خواجہ روشن الدین ولی چشتی اصفہانی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ السالکین ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت چوتھی صدی ہجری کے اوائل میں ایران کے معروف شہر اصفہان میں ہوئی۔ آپ کی وجہ سے سلسلہ عالیہ چشتیہ کو مشرقی پنجاب انڈیا میں بہت عروج ملا۔ آپ حضرت خواجہ شاہ ابوسعید چشتی کے مرید وخلیفہ تھے۔ شجرہ طریقت کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

حضرت شیخ کمال الدین المعروف خواجہ روشن الدین ولی چشتی اصفہانی جو مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ ابوسعید چشتی کے وہ مرید حضرت خواجہ خواجگان شیخ ابومحمد چشتی کے وہ مرید حضرت شیخ ابواحمد کے وہ مرید حضرت شیخ ابواسحاق شامی کے وہ مرید حضرت علومشاد دینوری کے وہ مرید ابوہبیرہ بصری کے وہ مرید حضرت شیخ حذیفہ مرعشی کے وہ مرید حضرت سلطان ابراہیم ادہم کے وہ مرید حضرت شیخ فضیل ابن عیاض کے وہ مرید حضرت شیخ عبدالواحد زید کے وہ مرید حضرت شیخ خواجہ حسن بصری کے وہ مرید حضرت مولائے کائنات امام المشارق و المغارب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم علیھم الرحمتہ والرضوان والغفر ان کے۔

مشرقی پنجاب جالندھر میں ورودِ مسعود ☆: آپ تقریباً 350 ہجری کے قریب قریب کے زمانے میں لشکر دعا کے ساتھ مشرقی پنجاب کے ضلع جالندھر میں تشریف لائے تھے۔ یہ دور امیر سبکتگین کا تھا۔ امیر سبکتگین نے 345 ہجری تا 365 ہجری غزنی پر حکومت کی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا محمود غزنوی حکمران مقرر ہوا۔ جس نے ہندوپاک پر سترہ حملے کیئے اور واپس چلا گیا۔ آپ عساکر اسلامیہ کے ایک رسالہ جس میں آپ بطور رسالدار ملازم تھے کہ ہمراہ دریائے ستلج کے کنارے ایک شہر مولا کے مواضعات میں پہنچے تو آپ کی آمد پر ایک بزرگ صاحب ولایت کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے ان کی تجہیز وتکفین کی اور اپنے اپنے لشکر کے مجاہدین سے فرمایا فقیر کو منزل مل گئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے گھوڑے اور دیگر تمام فوجی ساز وسامان سپاہیوں ہی تقسیم فرمادیا اور انہیں جانے کی اجازت دی اور آپ بذات خود اسی جگہ دریا کے کنارے اپنے چند خادمان اور عقیدت مندان کے ہمراہ اقامت پذیر ہو گئے۔

جھڑی خواجہ روشن ولی ☆: آپ کا معمول تھا کہ دریائے کے کنارے وضو کرنے کے لیے تشریف لے جاتے تو لوٹے میں پانی بھر کر لے آتے اور لکڑی کے کِلّے جو گھوڑے وغیرہ باندھنے کے ہوتے ان پر پانی چھڑک دیتے۔ اللہ کی قدرت سے وہ کِلّہ سبز ہو جاتا۔ اسی طرح دوسرا پھر تیسرا۔ لاتعداد کلّے سبز ہو گئے اور وہ ''جھڑی خواجہ روشن ولی'' کے نام سے معروف ہوا۔ اور اسی کرامت کی نسبت سے آپ خواجہ روشن ولی کے لقب سے مشہور ہوئے۔

Marfat.com

شہر مولہ کا غرق ہونا☆: اس زمانے میں دریائے ستلج کے کنارے ایک شہر مولہ آباد تھا۔ یہ شہر ضلع جالندھر کی تحصیل پھلور سے پانچ چھ میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ اس مقام پر ایک گاؤں آباد ہوا۔ جس کا نام مولہ شہر کی نسبت سے "مو" رکھا گیا۔

اس شہر کے گرد و نواح کے راجپوت بڑے متعصب تھے۔ وہ آپ کو طرح طرح کی اذیتیں دیتے اور آپ کے لگائے ہوئے درختوں کو کاٹ کر لے جاتے۔ آپ ان پر دوبارہ پانی چھڑک دیتے وہ دوبارہ سے ہرے بھرے ہو جاتے۔ مگر وہ ہندو راجپوت باز نہ آئے۔ آپ نے ان لوگوں کو بڑا سمجھایا مگر وہ پھر بھی باز نہ آئے۔ اور کہنے لگے ہم صرف حضرت سید باقی شاہ علیہ الرحمتہ کو مانتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی کو بزرگ ماننے کے لیے تیار نہیں۔

حضرت سید باقی شاہ نامی بزرگ جو کہ دریا سے پار رہتے تھے اور اپنے وقت کے بلند پایہ بزرگ تھے۔ ایک دن حضرت سید باقی شاہ علیہ الرحمتہ منشا خداوندی سے دریا کے پار کھڑے نظر آئے تو آپ نے انہیں اپنے پاس بلایا تو حضرت باقی شاہ نے عرض کی دریا کیسے پار کروں؟ آپ نے فرمایا۔ **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ پڑھ کر پانی میں قدم رکھ دیں۔ انشاءاللہ دریا راستہ دے دے گا۔

چنانچہ حضرت سید باقی شاہ علیہ الرحمتہ نے ایسا ہی کیا اور دریا سے پار آ گئے۔ اس کے روز کے بعد سے یہ دونوں بزرگ ہستیاں اکٹھے رہنے لگیں۔

لیکن راجپوت تکلیف پہنچانے سے پھر بھی باز نہ آئے۔ اور جھڑی سے لکڑیاں کاٹ کر لے جاتے رہے۔ آپ نے پھر منع کیا مگر وہ پھر بھی اپنی مذموم حرکت پر بضد رہے۔ اور پھر ان پر خدا کا غضب نازل ہوا کہ جو بھی لکڑی کاٹنے آتا اس کو سانپ ڈس لیتا۔ اور وہ ہلاک ہو جاتا تھا۔

اس طرح شہر کے ہندو راجپوتوں نے لکڑیاں کاٹنے کے لیے جوگی بھیجے۔ جب وہ لکڑیاں کاٹنے لگے تو جوگیوں کے بیلوں کو سانپوں نے ڈس لیا اور وہ لوگ اسی وقت ہلاک ہو گئے۔ اس کے باوجود جب وہ باز نہ آئے تو آپ نے ان کے حق میں بدعا کی۔ تو ان پر خدا کا عذاب سیلاب کی شکل میں نازل ہوا۔ اس کے ساتھ ہی زلزلہ بھی آیا۔ جس سے یہ شہر غرق ہو کر تہس نہس ہو گیا۔ صرف وہ لوگ باقی بچے جو آپ کی خانقاہ میں موجود تھے۔

اس سانحہ کے بعد دور دور تک آپ کی بزرگی و عظمت کو تسلیم کیا جانے لگا۔ اور آپ کی تبلیغ سے لاتعداد ہندو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے اور آپ کے فیضان و عرفان سے مالا مال ہوئے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ایک سو پچاس برس دو ماہ بارہ دن کی عمر میں تقریباً 450 ہجری بمطابق 1058ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار جھڑی خواجہ روشن ولی موضع "مو" تحصیل پھلور ضلع جالندھر انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر فیضان حاصل کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

منقبت در شان خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ

سرزمین چشت کے عالی نظر عالی گہر
''عارف کامل بوذ'' خواجہ ابو یوسف، ظفؔر

گو بظاہر آپ تھے چلہ کش و گوشہ نشیں
ہم نشیں ان کے رجال غیب رہتے تھے مگر

''سکر'' کا عالم ہی اکثر آپ پر طاری رہا
لیکن احوال شریعت میں تھے پورے باخبر

ذات پاک احدیت میں اس طرح مدہوش تھے
''مست جام حب احد'' کہتے تھے سب ہمعصر

سوچنے سے جن کو کھلتے ہیں دریچے عشق کے
نام ان کا حرزجاں رکھتے ہیں اب بھی دیدہ ور

جن و انساں اور پری زادے، سب ان کے معترف
مدح خواں ان کے ظفؔر ہیں ساکنان بحروبر

ازقلم: ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

Marfat.com

حضرت شیخ خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: امام العاشقین، سلطان العارفین، برہان الواصلین، قطب الاقطاب حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی امام عاشقاں و پیشوائے مقتدایاں ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳ شعبان المعظم ۳۲۵ھ بروز جمعرات بوقت مغرب چشت شریف میں حضرت سید سمعان علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔

آپ باعظمت اور صاحب ولایت وکرامت بزرگ تھے۔ آپ مجاہدہ وریاضت کے پابند تھے آپ نے درویشوں کی خدمت میں قرب الٰہی حاصل کیا اور شراب وصل چکھا تھا۔ آپ عشق ومحبت میں سالکوں کے راہبر تھے جو آپ کی صحبت پاک میں دن گزارتا وہ صاحب کرامت درویش بن جاتا اور اسے عرش سے تحت الثریٰ تک نظر آنے لگتا جو آپ کا منظور نظر ہو جاتا اس کے دل سے دنیا کی محبت جاتی رہتی۔ آپ کا کوئی مرید دنیا کے قریب نہ پھٹکتا نہ ہی اہل دنیا سے میل ملاپ رکھتا۔

حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمۃ اور حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے مرید اکثر آپ کے پاس ملاقات کے لئے آتے۔ خصوصاً محفل سماع میں آتے تو آپ کا چہرہ دیکھتے ہی ان پر وجد طاری ہو جاتا۔ حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمۃ سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا وجہ ہے کہ حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھ کر وجد کیوں ہو جاتا ہے اس کی کیا خاص وجہ ہے شیخ شبلی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جو کچھ میں آپ کے چہرہ مبارک میں دیکھتا ہوں۔ وہ اگر تم دیکھ لو تو بے طاقت و بے قرار ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے شیخ ناصر الدین ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ کو بہت بلند درجہ اور مقام عطا فرمایا ہے۔ طالب بے چارہ آپ کے وسیلے سے اپنے مطلوب کو پہنچتا ہے۔

آپ کی تعلیم وتربیت وپرورش آپ کے پیر مرشد اور ماموں حضرت شیخ خواجہ ابو محمد چشتی علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں مکمل ہوئی۔ انہوں نے ہی ظاہری وباطنی علوم آپ کو سکھائے۔ جب آپ کی عمر عزیز چھتیس برس کی ہوئی تو شیخ کامل کا وصال ہو گیا۔ اور آپ ان کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔

شجرہ نسب☆: حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف بن حضرت خواجہ سمعان بن حضرت سید ابراہیم بن حضرت سید محمد بن حضرت سید حسن بن حضرت سید عبداللہ الملقب علی اکبر بن حضرت امام علی نقی بن حضرت سید امام محمد تقی بن حضرت سید امام علی رضا بن

Marfat.com

حضرت سید امام موسیٰ کاظم بن حضرت سید امام جعفر صادق بن حضرت سید امام محمد باقر بن حضرت سید امام زین العابدین بن حضرت سید امام حسین بن حضرت امیر المومنین و امام المتقین اسد اللہ الغالب علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ الکریم ورضوان اللہ علیہم اجمعین۔

بیعت طریقت ☆: حضرت شیخ ناصر الدین ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ اعلیٰ درجے کے عالم تھے اس کے باوجود ہمیشہ علم کے متلاشی رہتے۔ آپ جب حضرت شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ کے پاس آتے حضرت شیخ آپ کو بہت نوازتے۔ اور بہت کچھ عنایت فرماتے اور فرماتے کہ اے ناصر خدائی علم وہ علم ہے جسے کوئی عقل سمجھ نہیں سکتی مگر باطنی تعلیم کا تجھے کیا علم ہے۔

ایک مرتبہ کسی چیز کی بابت حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف نے شیخ محمد چشتی سے سوال کیا تو حضرت شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ نے اس سوال کے سات سو جواب دیئے۔ تب جا کر حضرت شیخ ناصر الدین کو اپنا علم اپنے شیخ کے مقابلے میں ایسا معلوم ہوا جیسے ایک نادان بچہ ایک بڑے جید عالم کے روبرو ابجد شروع کرے۔ آپ اٹھے اور اپنے شیخ کے سامنے تعظیم بجالائے اور عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے مرید کرلیں شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اے ناصر الدین سات مرتبہ میرا نام لے اور زمین کی طرف دیکھ اور سات مرتبہ میرا نام لے کر آسمان کی طرف دیکھ آپ نے ویسا ہی کیا جب زمین کی طرف دیکھا تو تحت الثریٰ تک نظر پڑی۔ اور جب آسمان کی طرف دیکھا تو عرش وکرسی تک نگاہ پڑی بعدازاں آپ کو حضرت شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ نے وہ اسم اعظم بتایا جو حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو بتایا تھا۔ اسم اعظم پڑھنے کی باقاعدہ اجازت دی جونہی وہ اسم اعظم آپ کو یاد ہوا تو علم الدنی کے اسرار آپ پر کھل گئے اور توریت، انجیل اور قرآن مجید اور پہلے انبیاء کے صحیفے سب یاد ہو گئے۔

حضرت شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اے ناصر الدین تجھے لازم ہے کہ فقر و فاقہ اختیار کرے اور درویشوں کو عزیز جانے کیونکہ ہمارے تمام اکابرین نے فقر و فاقہ اختیار کیا ہے اور درویشوں کو عزیز جانا ہے جو فقر سید ابرار مدینے کے تاجدار جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے گھر میں تھا کسی پیغمبر کے گھر میں نہ تھا۔

آپ نے اپنے مرشد کی تمام نصیحتوں کو بغور سنا اور گوشہ نشینی اور خلوت اختیار کی اور **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** کے ذکر میں مشغول ہو گئے۔ مرید ہونے کے بعد چودہ سال تک آپ اس ذکر میں مشغول رہے۔ آپ تین یا چار فاقوں کے بعد افطار کرتے تھے اور افطار کے صرف تین نوالے لیتے اور فقیروں کو عزیز جانتے اور اہل دنیا کے نزدیک نہ جاتے۔

خرقہ خلافت ☆: حضرت شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ نے آپ کو چودہ سال کی مشقت اور محنت و ریاضت کرنے کے بعد ۲۷ محرم الحرام ۳۵۹ھ بروز بدھ بوقت عصر مرکزی جامع مسجد چشت شریف میں آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا اور فرمایا کہ اے ناصر الدین تو نے پیران چشت کا خرقہ پہنا ہے تجھے لازم ہے کہ اپنے پیران عظام کی پیروی کر کے اپنے آپ کو سب سے کم اور سب کو اپنے سے اعلیٰ سمجھے ہمیشہ فقر و فاقہ اور فقیروں اور غریبوں کو عزیز جانے کیونکہ فقراء سے محبت کرنا۔ دراصل سید ابرار مدینے کے تاجدار نبی مختار جناب محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کرنا ہے۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد کی نصیحت کو قبول کیا اور گوشہ نشینی خلوت و فقر و فاقہ کو اختیار کیا۔ آپ کے گھر میں چار چار اور پانچ پانچ وقت کا فاقہ بھی ہوتا تھا۔

Marfat.com

سیرت و کردار☆: آپ ہمیشہ فقراء اور غرباء کے ساتھ رہتے تھے اور ان کے ساتھ کھانا پینا پسند فرماتے تھے۔ آپ فقراء کی بہت تعظیم فرماتے اور اہل دنیا سے نفرت کرتے جب کوئی دنیادار آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا تو آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور آپ رونا شروع کر دیتے تھے۔ آپ کی صحبت میں وہ اثر تھا کہ جو شخص آپ کی خدمت میں آتا صاحب کرامت اور اہل ولایت ہو جاتا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپ کی خدمت میں خلق خدا کا ہجوم جمع رہتا تھا۔ آپ کی خدمت میں جس قدر نذرانے پیش ہوتے تھے وہ تمام غربا فقرا میں تقسیم فرما دیتے تھے۔

آپ کی تعلیمات☆: آپ فرماتے ہیں کہ افسوس اس درویش پر جو کہ اہل دنیا کی ہم نشینی اختیار کرے درویش کو درویش ہی سے مل کر بیٹھنا چاہیے تا کہ اسے حضوری کا ذوق حاصل ہو۔

نمبر۲☆: آپ فرماتے ہیں کہ ہینگ کستوری کے پاس پڑی ہو تو وہ ہینگ ہینگ ہی رہے گی اور وہ ہینگ کستوری کو خراب کرے گی اسی طرح اہل دنیا کی صحبت درویش کو اس طرح خراب کرتی ہے جیسے ہینگ کستوری کو خراب کرتی ہے۔

قیامت اور فقراء☆: کسی نے آپ سے پوچھا کہ یا شیخ قیامت کے روز ہر ایک کو اس کے گناہ کے سبب دوزخ کا عذاب ہوگا۔ وہاں پر فاسق فقراء کا کیا حال ہوگا آپ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ فقراء گناہ کے مطابق دوزخ میں جائیں گے مگر دوزخ کی آگ انہیں تکلیف نہ دے گی۔ کیونکہ فقراء اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں ہوں گے وہ عمل کے مطابق بہشت میں آئیں گے اور جب دشمن فقراء پر اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں دیکھیں گے تو خود بخود راضی ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے میرے دوست کے دشمن تو میرے دوست پر راضی ہوا ہے۔ اس لئے اس کے ہمراہ تو بھی بہشت میں آ جا۔

آپ اپنے پیروں کی ارواح کے لئے طعام تیار کرتے اور فقیروں کو بٹھا کر ان کے آگے لذیذ کھانے رکھتے اور اگر فقیروں کے درمیان کوئی اہل دنیا آ بیٹھتا تو آپ ناخوش ہوتے اور اس کو اٹھا کر کھانا واپس کر دیتے۔

کہتے ہیں کہ جو فقیر اور غریب آپ کے گھر آتا تو خوش ہو کر جاتا آپ ہرگز اہل دنیا اور بادشاہوں کو جگہ نہ دیتے اور کسی بادشاہ کو فقیروں سے اونچا نہ بٹھاتے۔

محفل سماع☆: آپ جب محفل سماع سنتے تھے تو آپ کی محفل میں علماء فقراء اور دیگر مشائخ حضرات کے علاوہ کوئی دنیادار محفل میں موجود نہ ہوتا اگر کوئی شخص ایسا بھی آ جاتا تو آپ کو سماع کا ذوق حاصل نہ ہوتا۔ جلدی ہی آپ ایسے دنیادار لوگوں کو محفل سے نکال دیتے تھے چند ایک درویشوں کو روک کر سماع سنتے تھے اور فرماتے کہ اسرار الٰہی نالائقوں پر ظاہر نہیں کرنے چاہئیں۔ ہمارے پیروں نے ایسا نہیں کیا ہے وہ سب اہل دنیا سے پرہیز کرتے آئے ہیں اور کبھی سماع کے وقت اہل دنیا کو داخل نہ ہونے دیتے تھے اگر کوئی اہل دنیا آپ کی محفل سماع میں آ بھی جاتا تو فوراً مجذوب ہو جاتا اور دنیا کی محبت اس کے دل سے جاتی رہتی اور اسی وقت خرقہ پوش درویش بن جاتا اور خلوت اختیار کر کے دن رات ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتا۔

محفل سماع کے دوران آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور خود وجود میں گم ہو جاتے اور آپ کا چہرہ مبارک کبھی سفید، کبھی

Marfat.com

زرد اور کبھی سرخ ہو جاتا تھا۔ اس قدر روتے تھے کہ اہل محفل بھی رونے لگتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مارے درد کے آپ کا سینہ پھٹ جائے گا آپ کی محفل میں بیٹھنے والا دنیا سے کنارہ کش اور طالب خدا ہو کر صاحب نعمت و کرامت ہو جاتا۔

ایک سوال کا جواب ☆: کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ یا شیخ جب کہ سماع بندے اور خدا کے درمیان ایک تعلق پیدا کرنے والی چیز ہے تو پھر جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے اس سے توبہ کیوں کی۔ آپ نے فرمایا کہ سماع سے توبہ نہیں کی البتہ اس واسطے ترک کیا ہے کہ ان دنوں شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ جیسا کوئی ولی موجود نہ تھا اور شیخ شبلی علیہ الرحمۃ بھی موجود نہ تھے کیونکہ وہ حج کو گئے ہوئے تھے جب خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے دیکھا کہ تمام یار جو سماع کے موافق تھے وہ نہ رہے۔ اس لئے سماع کو ترک کر دیا کیونکہ سماع میں بھائیوں کا ہونا ضروری تھا۔ حضرت شیخ ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے قسم کھا کر کہا کہ اگر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ چشت میں آتے یا میں خود ان کی محفل میں شریک ہوتا تو شیخ صاحب کبھی سماع سے توبہ نہ کرتے پس مجلس سماع میں اہل دنیا اور فاسق کو نہ آنے دیں سب کے سب اہل ریاضت اور مجاہدہ ہونے چاہئیں تا کہ سماع کا لطف حاصل ہو سکے۔

ایک مسئلے کا حل ☆: ایک شخص نے حضرت شیخ یوسف ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ شاذ و نادر اگر کوئی فاسق مجلس سماع میں آ جائے یا کوئی درویش آ جائے تو کیا جائز ہے آپ نے فرمایا کہ جدھر کثرت ہو فیصلہ اسی پر ہے اگر فاسق زیادہ ہوں۔ تو ایسے موقعہ پر سماع سننا جائز نہیں ہے۔ یہ بات نہ شریعت میں نہ طریقت میں اگر اہل تقویٰ زیادہ ہوں تو سماع جائز ہے کیونکہ اہل سماع عاشق ہوتا ہے اور اسے اپنے آپ کی خبر نہیں ہوتی اس مقام پر اگر وہ کسی فاسق پر نظر کر دیتا ہے تو وہ فاسق نہ رہے گا بلکہ اس کی نظر کامل سے وہ درویش بن سکتا ہے لیکن ہمارے پیروں نے یہی فرمایا ہے کہ بہتر یہی ہے کہ مجلس میں دنیا کا طالب نہ ہونا چاہیے تا کہ اسے اہل سماع کا ذوق حاصل ہو سکے اور جلدی وہ اپنے مقصد کو پالے۔

اہل سماع حضرات کے لئے آپ کا قول ☆: آپ فرماتے ہیں کہ نفس پرست اور حریص سماع کے لائق نہیں بلکہ سماع کے لائق وہ اہل دل ہے جو دیدار کا عاشق اور بقائے پروردگار کا متلاشی ہو اور سب کاموں سے دل فارغ اور اس بھید کا واقف ہو۔

آپ فرماتے ہیں کہ اہل سماع کو جو کچھ سماع میں حاصل ہوتا ہے وہ سو سالہ خلوت سے بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اگرچہ دن رات سجدے اور رکوع میں گزاریں۔ اہل سماع کا مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ مرتبہ بہت اعلیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اہل سماع کے اسرار کو نہیں جانتا کیونکہ ہر آدمی اس راز سے واقف نہیں ہے۔

سو مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھنے سے قرآن حفظ ہو گیا ☆: آپ کو پہلے قرآن مجید زبانی یاد نہ تھا۔ اس وجہ سے آپ اکثر پریشان رہتے تھے۔ ایک رات آپ کو اپنے شیخ کامل کی زیارت نصیب ہوئی تو انہوں نے فرمایا اے ابو یوسف کس وجہ سے پریشان رہتے ہو۔ آپ نے عرض کیا کہ پریشانی کی وجہ صرف یہ ہے کہ مجھے قرآن مجید یاد نہ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ قرآن حفظ کر لوں۔

آپ کے شیخ کامل حضرت شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اے ابو یوسف ایک سو مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر دعا مانگو قرآن کریم حفظ ہو جائے گا۔

Marfat.com

چنانچہ آپ نے بیدار ہونے کے فوراً بعد اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل کی اور ایک سو مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر دعا مانگی تو فوراً ایک لخت پورا قرآن کریم آپ کو مکمل زبانی یاد ہو گیا۔

اس کے بعد سے آپ کا معمول بن گیا کہ ہر روز صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک پانچ قرآن کریم روزانہ ختم کرتے تھے۔

آپ کی شادی کا واقعہ☆: تصوف کی قدیم کتاب سیر الاقطاب میں روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ اپنے شیخ کامل کے وصال کے بعد ہرات تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ کنک نامی قصبہ میں ایک درویش کے ہاں ٹھہرے جو بہت بڑے صاحب علم و عرفان بزرگ تھے۔ اس درویش کی ایک بیٹی تھی جو نہایت ہی متقی و پرہیز گار تھی۔ لڑکی نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ چودھویں کا چاند اتر کر میری بغل میں آ گیا ہے۔ اور مجھے کہہ رہا ہے کہ میں نے تجھے اپنی زوجگی کے لئے پسند کر لیا ہے اور قبول کر لیا ہے۔

ادھر علی الصبح جب لڑکی کے والد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اسے اس کی لڑکی کا خواب بتا دیا اور فرمایا وہ چاند میں خود مراد ہوں۔ لہٰذا تم فوراً اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دو۔

وہ درویش باطنی اسرار و رموز سے بخوبی واقف اور آگاہ تھے۔ اس کو فکر لاحق ہوئی اور کہنے لگا کہ ہماری کیا مجال کہ آپ جیسے سیّدزادے اور عالی نسب و مراتب بزرگ کے ساتھ قرابت داری کر سکیں۔

آپ نے فرمایا کہ **قضا امر الذی فیه تستفیتان**۔ تمہاری لڑکی خدا تعالیٰ کے حکم سے میری بیوی ہو گی۔ اور اس کے بطن سے ایسے فرزند وجود میں آئیں گے جو قطب وقت ہوں گے۔

درویش اٹھ کر اپنی لڑکی کے پاس گیا تاکہ معلوم ہو سکے کہ لڑکی کا ارادہ کیا ہے۔ اور وہ اس خواب کی تعبیر کیا بتاتی ہے جو آپ نے اس کے والد سے بیان کیا تھا۔ والد کے پوچھنے پر لڑکی نے اپنے والد کے سامنے بعینہٖ وہ پورا خواب بیان کر دیا جو اس نے رات کو دیکھا تھا۔ لڑکی کی بات سن کر والد کے پاس رضامندی کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ اس کے دل کے تمام شکوک و شبہات دور ہو گئے۔ اور اس نے لڑکی سے کہا کہ تمہیں مبارک ہو کہ جو چاند تم نے رات کو خواب میں دیکھا تھا وہ ہمارے گھر میں موجود ہے۔

اس کے بعد اس نے فوراً آپ کی خدمت میں آ کر رضامندی کا اظہار کیا۔ اور اپنی پاک دامنہ بیٹی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ آپ شادی کے چند روز بعد تک وہیں مقیم رہے اور اس کے بعد واپسی چشت شریف تشریف لے آئے اس ولیہ کے بطن مبارک سے خداوند کریم کے فضل و کرم سے حضرت خواجہ مودود چشتی اور حضرت خواجہ تاج الدین ابوالفتح علیہم الرحمۃ جیسے بزرگان دنیا میں تشریف لائے اور دین حق کی شمع کو روشن کیا۔

کشف و کرامات☆: آپ کی ۲۰ بیس برس کی عمر شریف تھی کہ ایک دن آپ کا گزر ایک امیر کے گھر کے سامنے سے ہوا۔ اس امیر کے گھر کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اندر اس کی ایک نہایت حسین و جمیل لڑکی بیٹھی ہوئی تھی اور اسکے گرد خدمتگار کھڑے تھے۔ آپ کی نظر جب اس لڑکی کے حسن و جمال پر پڑی تو بہت پسند آئی آپ نے زبان سے کہا کہ لڑکی کے والد سے کہو کہ اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دے۔ دربان نے اس وقت لڑکی کے والد کو آپ کا پیغام دے دیا۔ اس نے کہا کہ ہماری خوش بختی ہے کہ حضرت نے پیغام بھیجا ہے۔ مگر میری ایک شرط ہے کہ پہلے میں ایک خادمہ کو حضرت کی خدمت میں بھیجوں گا حضرت اس کے سامنے خطبہ پڑھیں اس

Marfat.com

کے بعد لڑکی کا نکاح دوں گا۔ جب دربان نے باہر آ کر امیر کا پیغام آپ کو دیا تو آپ نے فرمایا کہ امیر میرے ساتھ چالاکی کر رہا ہے۔ اور میں تو اس کا امتحان لے رہا تھا کہ اسے میرے ساتھ کتنی عقیدت و محبت ہے۔

جہاں تک شادی کا تعلق ہے تو مجھے ابھی شادی کی کوئی خواہش نہیں ہے۔

یہ کہہ کر آپ گھر چلے گئے ابھی آپ گھر پر پہنچے نہ تھے کہ امیر کی لڑکی کے پیٹ میں درد اٹھا جس سے وہ تڑپ گئی۔ امیر نے خدام کو آپ کے پاس بھیج کر معافی طلب کی اور عرض کی کہ آپ واپس آ جائیں میں فوراً اپنی لڑکی کا نکاح آپ سے کر دوں گا۔ لیکن آپ نے اس کو قبول نہ کیا اور انکار کر دیا۔ ابھی رات نہ ہونے پائی تھی کہ لڑکی کا انتقال ہو گیا۔

کرامت نمبر ۲ ☆: ایک دن سخت گرمی کے موسم میں جب آپ اپنے حجرہ مقدسہ سے باہر تشریف لائے تو آپ کے عقیدت مندان نے ٹھنڈے پانی کی درخواست کی کہ اگر آپ کی دعا کی برکت سے یہاں کوئی ٹھنڈے پانی کا چشمہ جاری ہو جائے تو خلق خدا کو گرمی کی شدت سے نجات مل جائے گی۔ آپ نے اپنا عصا مبارک ہاتھ میں اٹھا کر ایک پتھر پر مارا جس سے صاف وشفاف پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ تمامی احباب عقیدت مندان و مریدین نے جی بھر کر پانی پیا، وضو کیا۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر بجالائے۔

چشت شریف میں وہ چشمہ آج تک جاری ہے جس کا پانی موسم گرما میں نہایت سرد اور موسم سرما میں نہایت معتدل ہو جاتا ہے۔

لوگ اس چشمہ پر جا کر جو بھی حاجت طلب کرتے ہیں خدا کے فضل و کرم سے پوری ہوتی ہے۔

کرامت نمبر ۳ ☆: آپ کے گھر کے سامنے پتھر کی ایک بہت بڑی چٹان پڑی تھی جس پر آپ اکثر بیٹھا کرتے اور عبادت کرتے تھے۔ ایک دن آپ اس پتھر کی چٹان پر محو عبادت تھے کہ آپ اچانک اٹھے اور بستی کی طرف چل دیئے تو وہ چٹان بھی پیچھے پیچھے چلنے لگی یہ دیکھ کر مخلوق خدا بھی آپ کے پیچھے چلنے لگی۔ جب لوگوں کا شور وغل آپ نے سنا اور پیچھے مڑ کر دیکھا تو فوراً چٹان کو رکنے کا حکم دیا وہ فوراً رک گئی اور آج وہیں اُسی حال میں کھڑی ہے جہاں جس طرح آپ نے حکم دیا تھا۔

اس کے بعد لوگوں نے اکثر آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ اس چٹان پر دیکھا۔ وہاں سے اس قدر نور نکلتا تھا کہ سارا گاؤں روشن ہو جاتا تھا۔ وہ چٹان آج تک زیارت گاہ ہر خاص و عام بنی ہوئی ہے۔

کرامت نمبر ۴ ☆: ایک مرتبہ آپ چشت شریف سے کسی دوسری جگہ تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ لوگ مسجد کی تعمیر کر رہے ہیں اور مسجد کی چھت پر شہتیر رکھ رہے ہیں۔ آپ بھی کھڑے ہو کر ملاحظہ کرتے رہے۔

وہ لوگ جب شہتیر کو لے کر اوپر گئے اور چھت پر رکھنے لگے تو کیا دیکھا کہ وہ شہتیر ایک گز کم نکلا۔ لوگوں نے بڑی کوشش کی مگر وہ کسی طرح بھی مسجد کی چھت پر پورا نہ آیا۔ ان کی ہر کوشش ناکام رہی۔ یہ دیکھ کر آپ اپنے گھوڑے سے نیچے اترے اور مسجد کی چھت پر چڑھ گئے اور شہتیر کو پکڑا اور چھت پر رکھا شہتیر برابر ہو گیا۔ وہ مسجد چشت شریف اور ہریو کے درمیان اب بھی موجود اور زیارت گاہ ہر خاص و عام ہے۔

وصال باکمال ☆: جب آپ کے وصال باکمال کا وقت آیا تو آپ نے اپنے بڑے فرزند ارجمند حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی علیہ الرحمۃ کو اپنا قائم مقام و جانشین مقرر فرمایا آپ کا وصال 3 رجب المرجب 459 ہجری بمطابق 1066ء بروز سوموار

Marfat.com

بوقت چاشت کو خلیفہ ابوجعفر عبداللہ لقب قائم بن قادر کے عہد حکومت میں ہوا جو سلطان طغرل بیگ بن میکائیل بن سلجوق کا بیٹا تھا مزار پُرانوار چشت شریف نزد ہرات ملک ایران میں مرجع ہر خاص و عام ہے۔

مفتی غلام سرور قادری نے آپ کی قطعہ تاریخ وصال یوں لکھی ہے۔

خواجۂ وقت یوسف ثانی
مثل او مادر زمانہ نزاد
صاحب حسن یوسف است بداں
سال تولید آں شہہ اوتاد
رحلتش شد عیاں زعارف حق
۴۵۹
نیز یوسف ولیٔ مادرزاد
۴۵۹ھ

Marfat.com

منقبت در شان خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ

وہ اسم ''یا ودود'' کے ہیں مظہر تمام
اہل صفا کا خواجۂ مودود کو سلام

حد و شمار ہی نہیں کتنے ہوئے مرید
تھے دس ہزار آپؒ کے خلفائے ذی مقام

ہوتے تھے منکشف نئے احوال و واقعات
قلب معلےٰ آپ کا تھا، مرکز الہام

تدفین کا یہ واقعہ کتنا عجیب ہے
تھا طے کیا جنازے نے اڑ کر سفر تمام

فوز و فلاح نے چومے قدم ان کے دہر میں
اے ناز حسن جتنے بھی تھے آپ کے غلام

ہوتا نہ عالم آپ پہ کیسے ظفرؔ نثار
بخشا تھا رب نے آپ کو محبوب کا مقام

از قلم: ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

Marfat.com

حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: از غلبات شوق و محبت، زخمہائے سوز نہفت، محرم کنایات ولا ینام قلبی، کشتی حقیقت و معرفت راپشتی، قطب الارشاد، حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی بن حضرت خواجہ ابو یوسف ناصر الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب و ماہتاب ولایت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳ شعبان المعظم ۴۱۹ھ بروز جمعہ بعد نماز مغرب قطب الوقت حضرت خواجہ ابو یوسف ناصر الدین چشتی کے گھر ہوئی۔ آپ یگانہ روزگار معشوق پروردگار مادر زاد ولی تھے۔ آپ کا نام مودود اور لقب قطب الدین تھا آپ کے زمانہ کے تمام مشائخ آپ کے محکوم اور حلقۂ بگوش تھے اور ایام طفلی سے ہی آپ کی عزت و تکریم کرتے تھے آپ کا قول و فعل شرع شریف کے عین مطابق تھا آپ ظاہری باطنی علوم کے جامع تھے اور عالم الغیب عمل کرتے تھے آپ روحانی پرواز میں بہت مشہور تھے۔ آپ اپنے زمانہ کے بڑے بڑے نامور شیخ عارف وسالک لوگوں کے سربراہ اور بارگاہ الٰہی کے مقرب تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے غیر سے ہمیشہ بیزار رہتے تھے آپ کے سینے میں عشق مصطفیٰ ﷺ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

آپ تیس سال تک ساری ساری رات جاگتے اور ذکر الٰہی کرتے رہتے آپ مجاہدہ و ریاضت کے پابند تھے بڑی محنت و مشقت کے بعد اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے جو شخص آپ کے پاس کسی مطلب کے لئے آتا وہ اپنے مقصد کو پا کر جاتا۔

نظر ولایت ☆: آپ صاحب نعمت تھے جس کی طرف نگاہ اٹھا لیتے اس کو صاحب نعمت کر دیتے تھے۔ آپ کی خانقاہ میں جو شخص تین روز رہتا اس کی تمام مشکلات حل ہو جاتیں اور ولی کامل ہو جاتا اسے قرب الٰہی حاصل ہو جاتا جو شخص آپ کا مرید ہوتا پہلے ہی روز اس کی نظر سے حجاب دور ہو جاتا اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک ہر چیز کا معائنہ کرتا۔ اس لئے آپ کا ہر مرید صاحب نعمت اہل کرامت تھا۔

مقام ☆: آپ بڑے جید عالم تھے۔ شریعت اور طریقت کے اصولوں کے پکے تھے آپ سے کبھی کوئی قول یا فعل شریعت کے خلاف ظہور میں نہ آیا۔ آپ اگر کوئی کام کرنا چاہتے تو پہلے بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے جو آواز غیب سے آتی اور جو جواب ملتا۔ اسی پر عمل کرتے۔ آپ اپنے وقت کے تمام درویشوں کے سردار تھے آپ اپنے زمانہ میں لاثانی تھے۔ آپ کا ثانی دور دور تک نہ تھا۔ تمام درویش وقت اس عہد پر متفق تھے۔

Marfat.com

محفل سماع میں آپ کی کیفیت ☆: حضرت شیخ قطب الدین مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ محفل سماع بڑے ذوق وشوق سے سنتے تھے۔ جب آپ محفل سماع میں مشغول ہو جاتے تو آپ کو اپنے آپ کی کوئی سدھ بدھ نہ ہوتی تھی منہ سے جھاگ نکلنی شروع ہو جاتی تھی اور سماع سنتے ہوئے رونے لگتے تھے اور جو شخص آپ کی مجلس سماع میں آتا اس پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور رونے لگ جاتا تھا جب آپ سماع سنتے تو سماع سنتے سنتے بار بار حلقہ سماع سے چند لمحوں کے لئے غائب ہو جاتے تمام سامعین حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگتے مگر ایک لمحہ بعد آپ وہیں نظر آتے۔

سماع کا بھید ☆: ایک مرتبہ ایک صوفی نے آپ سے التماس کی کہ میں آپ کے سماع کا بھید آپ سے پوچھ سکتا ہوں آپ نے فرمایا اگر مجھے اجازت مل گئی تو بتا دوں گا۔ اس نے پوچھا کہ بار بار حلقہ سماع سے غائب کیوں ہو جاتے ہیں اور پھر ایک ساعت کے بعد آپ حلقہ سماع میں موجود ہوتے ہیں اس میں کیا بھید ہے۔

آپ نے فرمایا اے صوفی تو نے صوف تو پہن لی ہے مگر ابھی تیرا دل صاف نہیں ہوا۔ تو صوفی کہلانے لگا لیکن ابھی تیری نظر ظاہری ہے تیری باطنی نظر روشن نہیں ہوئی۔ جب اہل سماع حضرات سماع سنتے ہیں اس وقت انہیں ایک خاص مرتبہ حاصل ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے کسی کو وہ مرتبہ عطا کر دے تو اسے معلوم ہو سکتا کہ اہل سماع کا کیا درجہ ہے کیونکہ وہ جس وقت محبوب کی تلاش اور جستجو میں اس کے اندر سما جاتا ہے تو اسے دوست کا قرب حاصل ہوتا ہے وہ سب سے بیگانہ ہو کر محبوب سے یگانہ ہو جاتا ہے اور محبوب کے نور کا لباس پہنے ہوئے ہوتا ہے۔ اس لئے وہ محبوب کے سوا کچھ نہیں دیکھ سکتا یا وہ دیکھ سکتے ہیں جو محبوب کے محبوب ہوں۔ انہیں یہ مقام حاصل ہوا اور انہیں نور کا لباس مل گیا ہو وہ اہل سماع ہیں۔

وقت سماع تلاوت ☆: آپ جب سماع سنتے تھے تو پہلے تلاوت قرآن کریم کرتے تھے اور سماع کے بعد آخر میں تلاوت قرآن کرتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ خواجگان چشت میں آج بھی یہ سلسلہ جاری وساری ہے کہ ہر عرس میں سماع سے پہلے ختم شریف پڑھا جاتا ہے۔

گریہ وزاری ☆: آپ سماع کے وقت اپنی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف رکھتے اور دوران سماع اس قدر روتے کہ آپ کا سینہ مبارک تر ہو جاتا۔ آپ کے رونے سے حاضرین مجلس بھی رونے لگتے تھے۔ کبھی کبھی آپ دوران سماع مسکرانے لگتے اور آپ کا چہرہ سرخ ہو جاتا۔ ایک درویش نے پوچھا کہ یا شیخ آپ کبھی تو سماع میں روتے ہیں اور کبھی مسکراتے ہیں اور آپ کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اس میں کیا راز ہے آپ نے فرمایا کہ اہل سماع حالت ہیجان میں سرخ ہو جاتے ہیں اور دوست انہیں کہتا ہے کہ اے فلاں بن فلاں میں تجھے دوں گا اس وقت مسکرانے لگتا ہے کہ میں ہمیشہ دوست کو چاہتا ہوں اور دوست مجھے اس طرح دکھلائی دیتا ہے اور عاشق کو بغیر دوست کے آرام نہیں آتا اور طالب کو سوائے دوست کے اور کچھ نہیں چاہیے یہ بھید ہے جو میں نے بیان کیا ہے بعض اوقات اہل سماع حالت جمال میں جلال الٰہی سے ڈرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمہ صفت موصوف ہے۔ جبار بھی قہار بھی سماع کے وقت اہل سماع جدائی کے خوف سے روتا ہے اور اس کے علاوہ اس قدر بھید ہیں جو بیان سے باہر ہیں۔ اور تحریر میں نہیں لائے جا سکتے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا

Marfat.com

ہے کہ کیا بھید ہے اہل سماع پر تو یہ راز ظاہر ہیں اور اہل دنیا کے روبرو بیان نہیں کیا جاسکتا اس واسطے کہ یہ بھید اہل دنیا پر ظاہر کر دیا جائے تو وہ سولی کا فتوے دے دیں اسی لئے ہمارے پیروں نے اس راز کو پوشیدہ رکھا ہے۔

بیعت وخلافت ☆: جب آپ خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی علیہ الرحمۃ کے مرید ہوئے تو حضرت ناصر الدین ابو یوسف چشتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اے قطب الدینؒ تجھے لازم ہے کہ فقر کو اختیار کرے کیونکہ درویشی کا کام فقر ہی سے کشادہ ہوتا ہے کیونکہ درویش میں جس قدر فقر زیادہ ہوگا اسی قدر اس کا مرتبہ بلند ہوگا ہمارے پیغمبر سید ابرار مدینے کے تاجدار نبی مختار ﷺ تمام پیغمبروں کے سردار تھے اور سب درویشوں کے راہبر تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فقر اختیار کیا اور فرمایا **اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ** اللہ تعالیٰ نے فقر کو برگزیدہ کیا معراج کی رات پیغمبر ﷺ نے اسے قبول کیا۔ جب واپس تشریف لائے تو تمام صحابہ کبار کے ہمراہ نماز فجر پڑھی اور نماز کے بعد بارگاہ الٰہی میں دعا کی **اَللّٰھُمَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْناً وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْناً وَ احْشُرْنِیْ فِی الْمَسَاکِیْن** یعنی اے پروردگار میری زندگی اور موت بحالت مسکینی ہو اور مسکینوں میں حشر ہو۔ خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہمارے تمام اکابرین مسکینوں اور فقیروں کو عزیز جانتے تھے کیونکہ ہمارے نزدیک فقیر سے محبت کرنا سنت نبوی ﷺ اور طریقت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہے اور خوشنودی اللہ تعالیٰ جل وشانہ کی ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ یاد رکھو جو فقیروں اور مسکینوں سے محبت کرتا ہے یقین کرو وہ نیک بخت اہل سعادت ہے۔ جوان سے روگردانی اور کنارہ کشی کرے اس کی ہم نشینی سے بھاگنا چاہیے اور اس کے قریب نہیں بیٹھنا چاہیے اس واسطے کہ اس نے سنت مصطفیٰ ﷺ اور طریقت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی پیروی سے روگردانی کی ہے اور محمد مصطفیٰ ﷺ سے روگردانی کرنا نیک بختی کی علامت نہیں۔ آپ نے اپنے پیرو مرشد کی تمام نصیحتوں کو قبول کیا اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔

خرقہ خلافت ☆: آپ کے پیرو مرشد نے بحکم خدا آپ کو مورخہ ۱۷ جمادی الثانی ۴۶۷ھ بروز بوقت عصر خرقہ خلافت پہنایا اور فرمایا کہ اے قطب الدین درویشی خرقہ وہ پہنتا ہے جو اہل ریاضت ہو اس کا دل حسد سے پاک ہو اور تعریف وندامت اس کے نزدیک برابر ہو۔ کسی کی تعریف کرنے سے خوش نہ ہو۔ اور کسی کے ملامت کرنے پر خفا نہ ہو۔ پس ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہنا۔ بعد ازاں حضرت یوسف ناصر الدین علیہ الرحمۃ نے آپ کو وہ اسم اعظم جو اپنے پیرو مرشد حضرت شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ سے آپ نے سیکھا تھا۔ عطا فرمایا جونہی آپ نے وہ اسم اعظم حفظ کیا۔ علم الدنی کے اسرار آپ پر کھل گئے اور جہاں بھر کے علم آپ کو یاد ہو گئے۔

ذکر وفکر ☆: پیرو مرشد کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد آپ نے خلوت اور گوشہ نشینی اختیار کی اور بیس سال تک ذکر خدا میں مشغول رہے اس عرصے میں پانچ چھ روز تک افطار نہ کرتے اور دو قرآن کریم دن کو اور دو قرآن رات کو ختم کیا کرتے اور **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** کا ذکر بہت کرتے۔ اور اسی ذکر وفکر میں آپ کو روشن ضمیری بھی مل گئی جو آپ سے ملاقات کرتا آپ اس کا سارا حال بیان کر دیتے۔ جب آپ سے پوچھا کہ یا شیخ آپ غیب کا حال کس طرح معلوم کرتے ہیں کیونکہ دلوں کے حال تو قریبی فرشتوں کو ہی معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ

Marfat.com

كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَاتَفْعَلُوْنَ (پ۳۰۔سورۃ الانفطار۔ع ۷۔آیت ۱۲۔۱۱)

جو کچھ تم کرتے ہو وہ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ حکم خدا سے کہتے ہیں ہمیں غیب کی باتوں کا علم تو نہیں جو بھی ہم سے کچھ کہتا ہے ہم پہلے اس کا معائنہ کرتے ہیں اور بعد ازاں بحکم خدا کہتے ہیں اور جو بات دیکھ لی جائے وہ غیب نہیں کہلا سکتی۔ امت محمدی ﷺ میں ایسے نیک بخت لوگ بھی موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور ان بندوں کے درمیان وہ کچھ جانتے ہیں جس سے مقرب فرشتے بھی واقف نہیں بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ جو مقام مجھے حاصل ہے وہ متبدیوں کا مقام ہے۔

سیرت و کردار☆: آپ کا ہر قول و فعل شریعت مصطفیٰ کے عین مطابق تھا آپ ظاہری و باطنی علوم سے مرصع اور روحانی پرواز میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ نے سات برس کی عمر عزیز میں قرآن کریم مکمل طور پر حفظ کر لیا تھا۔ ہمیشہ فقرا اور مساکین کے ساتھ پیار محبت سے پیش آتے تمام عمر نیا کپڑا کبھی نہ پہنا۔ آپ کو کشف القبور کشف القلوب اور کشف الارواح پر بہت عبور تھا۔ جس شخص کی قبر سے گزرتے اس کا پورا حال بیان فرما دیتے تھے۔ آپ کے علم کی یہ کیفیت تھی کہ پندرہ برس کی عمر عزیز میں آپ نے کتاب منہاج العابدین لکھ دی تھی۔

جس میں آپ نے مشائخ عظام کا مسلک بیان فرمایا ہے اِس کے علاوہ بھی آپ نے ایک کتاب لکھی ہے۔ آپ کے مجاہدے کا یہ حال تھا کہ پانچ چھ روز کے بعد افطار کرتے تھے۔ شب بیداری کا یہ عالم تھا کہ آپ مسلسل تیس برس تک سوئے نہیں۔ آپ کا خلق اس قدر عظیم تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ جو شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا جس چیز سے وہ خوش ہوتا تھا آپ عطا فرماتے تھے۔ آپ کی خدمت میں جو شخص حاضر ہوتا خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کو پہلے آپ سلام کرتے تھے۔ اور کھڑے ہو کر اس کی تعظیم فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنے خادموں اور غلاموں سے بھی اسی قسم کا سلوک فرماتے تھے۔ تمام عمر ایک ہی لباس زیب تن کئے رکھا۔ جب کپڑا کہیں سے پھٹ جاتا تو آپ اس پر گرہ لگا دیتے تھے۔

زیارت خانہ کعبہ☆: آپ کے دل میں جب بھی خانہ کعبہ کی زیارت اور طواف کی خواہش پیدا ہوتی تو آپ آنِ واحد میں وہاں پہنچ جاتے تھے اور حج کے موقعہ پر حج فرما کر واپس تشریف لے آتے تھے۔ بعض اوقات جب آپ کے دل میں ملال پیدا ہوتا تو حق تعالیٰ کے حکم سے فرشتے خانہ کعبہ کو آپ کے سامنے کر دیتے اور آپ طواف اور مناسک حج ادا کرتے تھے۔ اس کے بعد وہ کعبۃ اللہ کو اپنے مقام پر واپس لے جاتے تھے۔

کشف و کرامات☆: آپ کے بچپن اور تعلیم کا زمانہ تھا کہ آپ اپنے والد گرامی کے مدرسے کی جانب تشریف لے جا رہے تھے۔ بہار کا موسم تھا اور دریا میں بھی سیلاب آیا ہوا تھا۔ اور پانی اس قدر تیزی سے بہہ رہا تھا کہ پتھر بھی اُڑ اُڑ کر دور گر رہے تھے۔ پانی کی تیزی کی وجہ سے کسی بھی شخص کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی کہ پانی میں سے گزر سکے یا اس کے اندر پاؤں رکھ سکے۔ حضرت خواجہ نے جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے مذاق سے فرمایا کہ میں اس پانی سے گزر جاؤں گا۔ لوگوں نے کہا کہ اگر آپ اس طوفانی پانی سے گزر جائیں تو ہم

Marfat.com

سب آپ کے مرید ہو جائیں گے۔اور آپ کی ولایت کا اقرار کرلیں گے۔

آپ نے جوتا بھی نہ اتارا اور بجلی کی طرح آنِ واحد میں پانی سے گزر گئے اور پھر واپس آ گئے لیکن آپ کا جوتا بھی پانی میں تر نہ ہوا۔یہ دیکھ کر اسی وقت دو سو آدمی جو موقع پر موجود تھے آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک دن آپ مدرسہ میں ہی تھے قحط سالی کا زمانہ تھا عوام سخت مصیبت میں گرفتار تھے مدرسہ کے لڑکوں اور استادوں نے مل کر آپ کی خدمت میں التجا کی خداوند کریم سے دعا مانگیں کہ غربا و مساکین کو نعمت سے نوازیں۔آپ نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور لوگوں کی طرف اس قدر مٹھائی پھینکی کہ اٹھانے والے عاجز آ گئے لیکن اس میں کوئی کمی نہیں آئی۔لوگوں کے اندر مٹھائی کی وافر مقدار پر اتنا جوش و خروش پیدا ہوا کہ فساد کا خطرہ پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے آپ نے مٹھائی لٹانا بند کر دیا۔یہ دیکھ کر بہت سے حاضرین آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو گئے۔

جب آپ کے والد گرامی علیہ الرحمۃ کو اس واقعہ کی خبر ملی تو انہوں نے آپ کو طلب فرما کر تنبیہ فرمائی کہ ان باتوں سے پرہیز لازم ہے۔اس لئے کہ ہمارے مشائخ کرامات ظاہر نہیں کرتے بلکہ پوشیدہ رکھتے ہیں تم کیوں شہرت دے رہے ہو۔ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے روز خواجگان کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے۔

آپ کے والد ماجد اکثر آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ بچہ ایک دن کمالات کا مالک اور قطب الاقطاب بن جائے گا۔بالآخر ویسا ہی ہوا جو کچھ آپ کے والد بزرگوار نے فرمایا تھا۔

کرامت نمبر۳ ☆: ایک مرتبہ آپ شکار کی غرض سے اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ جنگل میں گئے وہاں ایک رباطہ بنی ہوئی تھی۔آپ لوگوں سے آنکھ بچا کر رباطہ میں تشریف لے گئے اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔رباطہ کے اندر دس ہزار جن مجاور رہتے تھے۔جو حضرت خواجہ شیخ ابو احمد ابدال چشتی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔جنات نے آپ کو دیکھا تو قدموں میں گر گئے اور آپ کے گرد و پیش بیٹھ گئے۔

جب آپ کے ساتھی شکاریوں کو معلوم ہوا کہ آپ کہیں اچانک غائب ہو گئے ہیں تو وہ تلاش کے لئے نکلے اور تلاش کرتے ہوئے رباطہ میں آئے تو کیا دیکھا کہ آپ جنات اور رجال الغیب کے درمیان تشریف فرما ہیں۔اور جنات ہا ہو کے نعرے لگا رہے ہیں۔بعض لوگ اندر آ کر قدم بوسی کر رہے تھے۔بعض قدم بوسی کر کے واپس جا رہے تھے۔شکاریوں نے خدمت میں حاضر ہو کر اپنا اپنا شکار پیش کیا۔شکار میں بعض شیر دار جانور بھی تھے،اور بعض مادہ تھے۔

آپ نے حکم دیا کہ ان کا دودھ نکالا جائے۔اگرچہ وہ دودھ کا موسم نہ تھا مگر آپ کی دعا کی برکت سے اس قدر دودھ برآمد ہوا کہ سب لوگوں نے سیر ہو کر پیا۔آپ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ سب آپ کے مرید ہو گئے۔اس کے بعد آپ کی کرامات کی شہرت سارے زمانے میں ہو گئی اور چہار دانگ عالم سے لوگ جوق در جوق آنے لگے اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہونے لگے۔

کرامت نمبر۴ ☆: علوم دینیہ کے حصول کے لئے جب آپ بخارا تشریف لے جا رہے تھے جب دریا کے اس کنارے

Marfat.com

پہنچے جو بلخ بخارا کے درمیان ہے تو آپ نے دیکھا کہ ملاح لوگوں سے اجرت وصول کر رہے ہیں۔

آپ نے اپنے مریدین اور فقرا سے کچھ دیر کشتی کا انتظار کیا جب کشتی نہ آئی تو **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** ٥ پڑھ کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے ہمراہیوں کو اشارہ کیا کہ میرے پیچھے چلے آؤ۔ یہ کہہ کر گھوڑا دریا میں ڈال دیا اور تھوڑی ہی دیر میں دریا سے پار ہو کر کنارے پر پہنچ گئے۔ آپ کے مریدین دریا کے پانی پر اس طرح چل رہے تھے کہ گویا زمین پر چل رہے ہیں۔ اس سفر میں کسی کا پاؤں بھی پانی میں تر نہ ہوا۔ یہ دیکھ کر تمام لوگ خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجا لائے۔

کرامت نمبر ۵ ☆: نقشبندیوں کے عظیم روحانی پیشوا حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی علیہ الرحمۃ سے نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے ہاں عاشورہ کے دن خلقت کا ہجوم تھا۔ اور آپ معرفت کے نکات بیان فرما رہے تھے کہ اچانک ایک نوجوان زاہد صورت خرقہ پہنے مُصلّٰی کاندھے پر رکھے وارد ہوا اور ایک کونے میں بیٹھ گیا۔

آپ نے اس سے پوچھا کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ وہ جوان اٹھ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے۔ **اِتَّقُوْا فَرَاسَتِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ** ۔ مومن کی فراست سے ڈرو اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اس حدیث پاک کا مطلب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تم زنار اتار کر پھینکو اور حق تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لے آؤ۔ اور مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے کہا نعوذ باللہ میں کوئی زنار نہیں رکھتا۔ آپ نے اپنے خادم سے فرمایا اس کا کرتہ اتارو۔ جب کرتا اتارا گیا تو اندر سے زنار برآمد ہوا جس سے وہ بہت شرمندہ ہوا اور ہائے ہائے کر کے رونے لگا اس کے بعد وہ اُٹھ کر آپ کے قدموں میں گر گیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

کرامت نمبر ۶ ☆: ایک دن آدھی رات گزری تو آپ گھر کے دروازے سے باہر تشریف لائے اور اپنے مرید غارو کا انتظار فرمانے لگے۔ مگر غارو کو دیر ہو گئی تھی۔ اچانک اسی وقت ایک چور گلی کوچوں سے پھرتا پھراتا آپ کے دروازے کے سامنے سے گزرا۔ آپ نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ اس نے جواب دیا کہ میں چور ہوں۔ آپ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا کانو۔ آپ نے فرمایا آگے آؤ تمہیں دولت عرفان اور ولایت سے مالا مال کر دوں اور حیات ابدی بخش دوں۔ جب کانوں آپ کے سامنے حاضر ہوا تو آپ نے ایک نگاہ کرم سے اسے خدارسیدہ بنا دیا۔ اور اندر چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد غارو آ گیا اس کی کانوں سے ملاقات ہوئی تو اس نے اپنی آپ بیتی غارو کو سنا دی۔ یہ سُن کر غارو حیران و پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ تکلیف ہم اٹھائیں اور نعمت تو حاصل کرے۔

نوٹ ☆: یہ کانو وہی ہے جو آگے چل کر سلطان سخی سرور کے نام سے مشہور ہوا۔ آپ نے اس کا نام پیر کانوں رکھا۔ اور پیر کانو حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ ہیں۔

آپ کے اسمائے گرامی کا وِرد برائے حاجات ☆: حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی علیہ الرحمۃ مصنف کتاب اقتباس الانوار زمانہ تالیف ۱۱۴۰ھ فرماتے ہیں کہ مجھے آپ کے ننانوے نام الہام ربانی کے ذریعے معلوم ہوئے ہیں بلکہ مشائخ چشت قدس اسرارہٖ کے ذریعے ملے ہیں۔ یہ بندہ ہمیشہ ان کا ورد کرتا تھا۔ جب باطن سے اس کتاب کے لکھنے کا اشارہ ہوا تو اس کے اندر برکت

Marfat.com

کے طور پر حضرت اقدس کے وہ ننانوے نام بھی لکھ دیئے۔ تاکہ لوگ ان اسمائے معظم ومکرم سے مستفیض ہوں۔ اور اپنے مقاصد کے حصول میں ان کو وسیلہ بنائیں۔ ان اسمائے معظم ومکرم کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اول وآخر سات بار درود شریف اور ستاون بار سورہ فاتحہ پڑھے اور ان اسماء کو وظیفہ کے طور پر ایک بار تین بار یا پانچ بار یا سات بار پڑھے۔ زیادہ سے زیادہ بارہ بار پڑھ سکتا ہے۔ اور ہر روز تمام حاجات پورا کرنے کے لئے اکتالیس بار فجر کی سنت اور فرض کے درمیان پڑھے اکتالیس بار ظہر کی سنت وفرض کے درمیان اکتالیس بار مغرب کے فرض اور سنت کے درمیان پڑھے اور یہ عمل اکتالیس دن تک جاری رکھے بفضلہ تعالیٰ ضرور حاجت پوری ہوگی۔ یہ عمل کبریت احمر کا اثر رکھتا ہے۔ اگر یہ اسمائے خلائق کے جذب قلوب وتسخیر کے لئے پڑھے تو بھی انہی تین اوقات میں اسی تعداد سے پڑھے۔ لیکن سورہ فاتحہ معکوس کو بھی ہر مرتبہ اول آخر اکتالیس بار پڑھے۔ مشرق سے مغرب تک مشہور ہوجائے گا۔ اور ساری خلقت اس کی مسخر ہوجائے گی۔ اور سلاطین اس کے در کی خاک کو سرمہ بنالیں گے۔ اور ان اسماء کا اکتالیس بار پڑھ کر مریض پر دم کرنا کبریت احمر کا اثر رکھتا ہے۔ حضرت خواجہ مودود قدس سرہ کے اسماء یہ ہیں۔

الٰہی بحرمتِ محبّ مودود الٰہی بحرمتِ قطب الاقطاب مودود الٰہی بحرمت غوث الاغواث مودود، الٰہی بحرمت حجۃ اللہ فی الارض و السماء مودود، الٰہی بحرمت سید المشائخ مودود، الٰہی بحرمت قافلہ سالار مودود، الٰہی بحرمتِ محرم بارگاہ لی مع اللہ مودود، الٰہی بحرمت سیر قاب قوسین اوادنیٰ مودود، الٰہی بحرمت دخیل اسرار سبحان الذی اسریٰ مودود، الٰہی بحرمت چراغ شریعت مودود، الٰہی بحرمت ستارۂ طریقت مودود، الٰہی بحرمتِ ماہتاب حقیقت مودود، الٰہی بحرمت آفتاب معرفت مودود، الٰہی بحرمت شاہباز قضائے لاہوت مودود، الٰہی بحرمت فرد مودود، الٰہی بحرمت قطب وحدت مودود، الٰہی بحرمت شاہد مودود، الٰہی بحرمت عالم مودود، الٰہی بحرمت مشہود مودود، الٰہی بحرمت شیخ الجن والانس مودود، الٰہی بحرمت شیخ البر والبحر مودود، الٰہی بحرمت شیخ السموات والارضین مودود، الٰہی بحرمت شیخ الملائک مودود، الٰہی بحرمت عرش مودود، الٰہی بحرمت کرسی مودود، الٰہی بحرمت لوح مودود، الٰہی بحرمت قلم مودود، الٰہی بحرمت صابر مودود، الٰہی بحرمت شاکر مودود، الٰہی بحرمت عالم مودود، الٰہی بحرمت معلم مودود، الٰہی بحرمت طاہر مودود، الٰہی، الٰہی بحرمت اول مودود، الٰہی بحرمت آخر مودود، الٰہی بحرمت ہادی مودود، الٰہی بحرمت مہدی مودود، الٰہی بحرمت عارف مودود، الٰہی بحرمت معروف مودود، الٰہی بحرمت کامل مودود، الٰہی بحرمت مکمل مودود، الٰہی بحرمت اکمل مودود، الٰہی بحرمت والی مودود، الٰہی بحرمت مولیٰ مودود، الٰہی بحرمت حافظ مودود، الٰہی بحرمت قبلہ مودود، الٰہی بحرمت موحد مودود، الٰہی بحرمت توحید مودود، الٰہی بحرمت واحد مودود، الٰہی بحرمت موجود مودود، الٰہی بحرمت کریم مودود، الٰہی بحرمت جواد مودود، الٰہی بحرمت محمود مودود، الٰہی بحرمت ذاکر مودود، الٰہی بحرمت مذکور مودود، الٰہی بحرمت نور مودود، الٰہی بحرمت منور مودود، الٰہی بحرمت غنی مودود، الٰہی بحرمت متقی مودود، الٰہی بحرمت فقیر مودود، الٰہی بحرمت مسکین مودود، الٰہی بحرمت کاشف اسرار مودود، الٰہی بحرمت سماع مودود، الٰہی بحرمت حال قضیات قرآن مودود، الٰہی بحرمت شفیع مودود، الٰہی بحرمت شافع مودود، الٰہی بحرمت مشفع مودود، الٰہی بحرمت محی الملۃ مودود، الٰہی بحرمت البدعۃ مودود، الٰہی بحرمت قریب مودود، الٰہی بحرمت مجیب مودود، الٰہی بحرمت غواص بحر ذات مودود، الٰہی بحرمت مستغرق بحار صفات مودود، الٰہی بحرمت قانع مودود، الٰہی بحرمت صاحب خلوت مودود، الٰہی بحرمت غافر الذنوب مودود، الٰہی

Marfat.com

بحرمت ستار مودود، الٰہی بحرمت فیاض مودود، الٰہی بحرمت صاحب خرقہ مودود، الٰہی بحرمت واہب العطیات مودود، الٰہی بحرمت ساجد مودود، الٰہی بحرمت راکع مودود،، الٰہی بحرمت فاتح مودود، الٰہی بحرمت فتاح مودود، الٰہی بحرمت مظہر العجائب مودود، الٰہی بحرمت مجمع الغرائب مودود، الٰہی بحرمت مالک مودود، الٰہی بحرمت مقطر مودود، الٰہی بحرمت معطی السالکین مودود، الٰہی بحرمت قاضی الحاجات مودود،

وَاقْضِ جَمِیْعَ حَوائِجِیْ مِنَ الدُّنْیَاوْ الْآخِرَۃِ وَاحْفِظْنِیْ مِنَ الْآفَاتِ وَالْبَلِیَّاتِ وَسَخِّرْبِیْ قُلُوْبَ السَّلَاطِیْنِ وَالْاُمَرَاءِ وَجَمِیْعِ الْمَخْلُوْقَاتِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ o (بحوالہ اقتباس الانوارص:۳۲۰۔۳۱۸)

آپ لوگوں سے خلق وتواضع سے پیش آتے۔ اور سب کو پہلے سلام کرتے اور ہر ایک کو اپنے سے بہتر تصور کرتے آپ اپنے غلاموں اور لونڈیوں کو سلام کیا کرتے۔ آپ نے فرمایا بے شک اعلیٰ کو ادنیٰ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا چاہیے اور سلام کہنا چاہیے آپ نے فرمایا کہ جب سید ابرار مدینے کے تاجدار صاحب التاج والمعراج ﷺ معراج کی رات آسمان پر معراج کے لئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو سلام پیش کیا اور فرمایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَتُہُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اللہ تعالیٰ نے جو سب سے اعلیٰ ہے اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے اس نے اپنے بندے محمد مصطفیٰ ﷺ کو سلام پیش کیا اور پیغمبر جو تمام پیغمبروں سے اعلیٰ ہیں اپنے اصحاب سے غیر اصحاب کو پہلے سلام کرتے تھے۔ اگرچہ وہ جاہل ہی کیوں نہ ہوتا مگر نبی مختار مدینے کے تاجدار ﷺ نے پہلے سلام کرنے کی کوشش کی اس لئے سنت مصطفیٰ ﷺ یہی ہے کہ اعلیٰ ادنیٰ کو پہلے سلام کرنے کی کوشش کرے اور تواضع سے پیش آئے۔ آپ کا مرتبہ نہایت بلند اور اعلیٰ ہے آپ کے مرید بھی منتہی ہو چکے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کامل ولی تھا۔ آپ کے مریدوں اور منظوروں کی نظر عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک پڑتی تھی اور جس بیمار پر آپ کی نگاہ پڑتی تھی وہ اسی وقت صحت یاب ہو جاتا۔

وصال باکمال ☆: اسرار السالکین کے مصنف نے لکھا ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ سماع کی محفل میں وجد اور حال میں منہمک تھے کہ آپ پر حال کا ایسا غلبہ ہوا کہ آپ درخت پر چڑھ گئے اور چند یوم تک اس پر بیٹھے رہے آپ کے احباب نے درخت کے نیچے باجا بجانا شروع کیا کہ شاید سرود کی آواز سن کر آپ نیچے اتر آئیں۔ جونہی سرود کی آواز آپ کے کانوں میں پہنچی آپ نعرہ مار کر درخت سے نیچے گر گئے اور اس شدت سے گرے کہ زمین میں گڑھا ہو گیا اور آپ ہمیشہ کے لئے اس غار میں گم ہو گئے اس کے بعد لوگوں نے اس پر قبر بنا دی۔ لیکن کتاب سیر الاولیاء جو خواجگان چشت کی تاریخ کی سب سے معتبر کتاب ہے اس میں واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ جب حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ پر مرض کا غلبہ ہوا اور حالت نازک ہو گئی تو ایک باہیبت آدمی نے آ کر آپ کو سلام عرض کیا اور ریشم کے ٹکڑے پر کچھ لکھ کر آپ کے حوالے کر دیا آپ نے رقعہ پڑھا اور اسے آنکھوں سے

Marfat.com

رکھ کر جان جان آفرین کے سپرد کردی۔

تجہیز و تکفین کے بعد جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو جنازہ اٹھ نہ سکا لوگ حیران تھے کہ کیا کیا جائے۔ اس کے بعد رجال الغیب کی ایک جماعت آئی لوگ دور دور ہو گئے اور رجال الغیب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے بعد آپ کے مرید ہزاروں جنات آئے اور نماز جنازہ ادا کی۔ اس کے بعد خلقت نے نماز جنازہ پڑھی۔ نماز جنازہ سے فارغ ہو کر سب لوگوں نے جنازے اٹھانے کی کوشش کی تو جنازہ خود بخود اڑ کر ہوا میں چلا گیا اور لوگوں نے اس کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیا جس جگہ حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو شرف قبولیت بخشا تھا وہاں پہنچ کر جنازہ خود بخود نیچے آ گیا یہ کرامت دیکھ کر وہاں کے بے شمار کفار مسلمان ہو گئے۔

آپ کا وصال با کمال یکم رجب المرجب ۵۳۷ھ بمطابق 1142ء با اختلاف روایت ۵۲۷ ہجری بمطابق 1132ء بروز جمعہ کو سلطان معزالدین سنجر بن سلطان ملک شاہ سلجوقی بن سلطان الپ ارسلان جو طغرل بیگ کا بھتیجا تھا کے عہد حکومت میں ہوا۔ آپ کا مزار پُر انوار آپ کے آباؤ اجداد کے مزارات کے قریب واقع چشت شریف نزد ہرات ملک ایران میں آج بھی مرجع خلائق عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذھان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

کسی عارف کامل نے آپ کے وصال کی قطعہ تاریخ یوں کہی ہے:

صاحب مودود والی پیشوا — هم شهه مودود دین مودود خواں
انتقال ازسرور والا دعا — رحلت آں بادشاه اتقاء

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت سید شیخ عطاء اللہ المعروف شیخ آتو چشتی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: قدوہ ارباب کمال، زبدۂ اصحاب قال وحال، جامع کمالات انسانی، معدن فیوضات رحمانی حضرت شیخ سیّد عطاء اللہ چشتی المعروف شیخ آتو رحمۃ اللہ علیہ وحدت حقیقی اور غیرت الٰہی کے عظیم مظہر تھے۔

آپ سالار چشتیاں حضرت خواجہ شیخ مودود چشتی علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں، شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت کے بعد چالیس برس تک اپنے شیخ کی خدمت میں ہرات ملک ایران میں ہی رہے، اور شیخ کامل کے وصال کے بعد بھی مزید پانچ برس تک ہرات میں رہے۔

وطن مالوف کو واپس ☆: مرشد کامل حضرت خواجہ مودود چشتی علیہ الرحمۃ نے خرقہ خلافت عطا فرمانے کے بعد آپ کو اپنے وطن کی جانب رخصت فرمایا، مگر آپ نے مرشد کا در نہ چھوڑا وہیں جاروب کشی فرماتے رہے، حتیٰ کے مرشد کامل کے وصال کے بعد بھی پانچ برس تک مرشد کے دربار وخانقاہ میں مقیم رہے، بالآخر مرشد کامل کے روحانی اشارۂ پر وطن مالوف شیرانی کی طرف ۵۳۲ھ بمطابق ۱۱۳۷ء میں لوٹ آئے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کی رشد وہدایت اور مخلوق خدا کی خدمت کا فریضہ انجام دینا شروع کر دیا۔

اولاد وامجاد ☆: خداوند کریم نے آپ کو چھ صاحبزادے حضرت خواجہ ثناء اللہ، حضرت خواجہ عارف اللہ، حضرت خواجہ محمد، حضرت خواجہ شہاب الدین، حضرت خواجہ ابراہیم، اور حضرت خواجہ عیسیٰ چشتی رحمۃ اللہ علیہم عطا فرمائے، یہ تمام صاحبزادے اپنے وقت کے بہترین شیوخ اور عارف کامل ہوئے ہیں۔

آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد عارف اللہ چشتی علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ایک بزرگ حضرت شیخ احمد جوانمرد نامی ہوئے ہیں جو سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں حضرت خواجہ شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۵۵۰ھ بمطابق ۱۱۵۵ء میں ہوا۔ مزار پُر انوار علاقہ شیرانی ضلع ژوب صوبہ بلوچستان میں مرجع خاص وعام ہے، آج بھی لوگ آپ کے دربار پر حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

فاتح ہند سلطان شہاب الدین محمد غوری چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: محسن اسلامیان ہند، فاتح ہند، عالم اسلام بالخصوص برصغیر کے عظیم جرنیل مرید خاص حضرت سلطان الہند خواجہ سید محمد معین الدین غریب نواز حسن سنجری اجمیری چشتی رحمتہ اللہ علیہ جناب سلطان شہاب الدین محمد بن سام غوری شہید نے کفرستان ہند میں سب سے پہلے پاکستان کی بنیاد رکھی۔

مقام غور وفکر یہ ہے کہ ظلمت کدہ عالمین میں وادی بطحا سے توحید کا پرچم اور تبلیغ کا مشن لے کر فصحائے عرب پر چھانے والی ہستی و شخصیت کا نام نامی اسم گرامی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جنہوں نے اس جہان کو اندھیرے سے نکال کر نور ایمان سے منور کیا۔ اسی طرح برصغیر پاک و ہند میں سب سے پہلے اسلامی مملکت پاکستان کا عملی تصور عالم اسلام کے عظیم جرنیل سلطان شہاب الدین محمد غوری نے پیش کیا۔

بیسویں صدی ہجری میں اس کو عملی شکل دینے والی شخصیت کا نام نامی اسم گرامی محمد علی جناح ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح نے اس تصور کو عملی شکل دینے میں وہ کردار ادا کیا جو تا قیام قیامت قائم و دائم رہے گا اور یہ پاکستان وہی ہے جس کی نشاندہی ترائن کی دوسری جنگ سے پہلے بذریعہ مذاکرات سلطان شہاب الدین غوری نے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے الگ خطہ زمین بشمول سرہند پنجاب اور ملتان کر دی تھی۔ یعنی موجودہ پاکستان کے وجود میں آنے سے ساڑھے سات سو سال قبل دوقومی نظریئے کی بشارت دے دی تھی جس کو بعد میں قائداعظم محمد علی جناح نے مذاکرات و دلائل کے ذریعے موجودہ پاکستان کی شکل دی۔

شہاب الدین غوری کا پس منظر ☆: سلطان غوری امیر سبکتگین کے زمانہ حکومت میں بنی حسین ممالک غور پر بنی سبکتگین کی طرف سے حکومت کرتے تھے۔ رعب و دبدبہ شان و شوکت میں اپنی مثال آپ تھے۔ بنی حسین کے چار افراد محمد، سوری، حسین شاہ اور سام بہت مشہور ہوئے ہیں۔ ۵۴۴ھ میں محمد قتل ہو گیا۔ سیف الدین نے اپنے بھائی محمد کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے بہرام شاہ والی غزنی پر حملہ کر دیا۔ بہرام شاہ ہندوستان سے چلا گیا اور سیف الدین نے غزنی پر قبضہ کر لیا۔ ۵۴۴ میں بہرام شاہ نے افواج فراہم کر کے دوبارہ غزنی پر قبضہ کر لیا اور سیف الدین سوری کو شہر پناہ غزنی کے دروازے پر سولی دے دی۔ سیف الدین کے قتل کے بعد اس کا بھائی علاؤ الدین بلاد غور پر قابض ہو گیا۔ ۵۴۷ میں غزنی پر حملہ کیا اور بزور تیغ قبضہ کر کے شہر کو جلا کر خاک کر دیا۔

Marfat.com

غیاث الدین اور شہاب الدین کی نامزدگی ☆: علاؤالدین نے بلادغور پر اپنے بھتیجوں غیاث الدین اور شہاب الدین پسران سام بن حسین کو مامور کیا۔ دونوں نے نہایت خوش اسلوبی سے اپنے مقبوضہ علاقہ جات کا انتظام انصرام چلایا۔ علاؤالدین ۵۵۶ھ میں وصال کر گیا تو ابوالفتح غیاث الدین بن سام بن حسین دارالحکومت فیروزکوہ میں تخت حکومت پر متمکن ہوا امرائے غزنی نے غزنی چھین لیا اور پندرہ برس تک غزنی پر قابض رہے۔ ۵۷۱ھ میں شہاب الدین نے فتوحات کی ابتداء کی اور لاہور پر آسانی سے قبضہ کر لیا اور خسرو ملک والی لاہور کو قید کر لیا۔ اور منبروں پر غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور شہاب الدین کو اعزاز الدین کا خطاب عنایت کیا گیا۔

فتح اوچ شریف ☆: ۵۷۴ھ بمطابق ۱۱۷۸ء میں رانی اوچہ موجودہ اوچ شریف نزد پنجند ہیڈ کو فتح کر لیا۔ اوچ کی فتح سے راجگان ہند میں کھلبلی مچ گئی اور ایک دوسرے کو شہاب الدین غوری سے بچنے کی تلقین کرتے رہے اور متحد ہو کر ایک دوسرے کی مدد کی قسمیں کھانے لگے۔ پورے ہندوستان سے فوجیں فراہم کر کے لشکر اسلام کے مقابلے میں آ گئے سخت خونریزی اور مقابلے کے بعد مسلمانوں کو شکست ہو گئی شہاب الدین بھی زخمی ہو گئے۔ چنانچہ خدام نے شہاب الدین کو بحفاظت غزنی پہنچا دیا۔

۵۸۷ھ میں شہاب الدین غوری نے قلعہ بھٹنڈہ جو پتھورا والی اجمیر کے مقبوضات سے تھا فتح کر لیا۔

ترائن کی دوسری جنگ ☆: ۵۸۸ھ کے دوران ہی پتھورا چوہان اور پرتھوی راج اور اس کا بھائی کھانڈے راؤ والی دہلی ہندوستان کے ایک سو کے قریب راجاؤں کے ساتھ قلعہ بھٹنڈہ پر دوبارہ قبضہ کرنے نکلا۔ تھانیسر سے سات کوس اور دہلی سے چالیس کوس کے فاصلے پر دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں۔ پتھورا دو لاکھ فوج اور تین ہزار ہاتھی لے کر مقابلے کے لئے آیا۔ اس خونریز لڑائی میں کشتوں کے پشتے لگ گئے لشکر اسلام کے سپاہیوں نے چاروں طرف سے بھرپور حملہ کر دیا۔ اگرچہ مسلمانوں کی فوج کی تعداد صرف ایک لاکھ تھی مگر راجپوتوں کو شکست فاش ہوئی۔ پتھورا سرستی کے کنارے گرفتار ہوا اور شہاب الدین غوری کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔

اس عظیم فتح کے بعد سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اجمیر کو بھی فتح کر لیا۔ جب کہ ۵۹۹ھ میں شہر کوئلی علی گڑھ اور ۵۹۹ھ نہروالا فتح کیا اور غیاث الدین ۵۹۹ھ بمطابق ۱۲۰۳ء میں وفات پا گیا ۶۰۱ھ میں شہاب الدین غوری نے خوارم کی فوج پر لشکر کشی کی جس میں غوری کو شکست ہو گئی اس شکست کے بعد بلادغور میں شہاب الدین کی شہادت کی غلط خبر پھیل گئی جس کے پس منظر میں شہاب الدین غلام قطب الدین ایبک تھا۔ جس نے یہ خبر مشہور کرا کے ملتان پر قبضہ کر لیا تھا۔

کھوکھروں کی بغاوت ☆: لاہور اور ملتان کے درمیان پہاڑوں میں رہنے والی قوم کھوکھروں نے بغاوت کر دی اور دن دیہاڑے مسافروں کو لوٹنے لگے۔

چنانچہ اس طرح غزنی اور لاہور کا راستہ خطرناک ہو گیا کسی کی جان مال محفوظ نہ رہا۔ شہاب الدین غوری نے پہلے ملتان پر قبضہ کیا پھر کھوکھروں کی سرکوبی کے لئے حملہ کر دیا۔ موضع شاہ پور ضلع سرگودھا کے قریب ایک دن اور رات کی مسلسل لڑائی کے بعد کھوکھروں کو شکست اور ناکامی ہوئی۔ ان کی عورتیں اور بچے گرفتار ہوئے جو بعد میں فی کس پانچ پانچ دینار فروخت ہوئے۔ کھوکھروں کو شکست دینے

Marfat.com

کے بعد شہاب الدین غوری نے لاہور میں بڑا دربار منعقد کیا۔ اس دوران والی بامیان کو لکھ بھیجا کہ میرا ارادہ سمرقند پر حملہ کرنے کا ہے۔ لہٰذا فوجیں فراہم کرنے کے علاوہ دریائے جیحوں پر پل باندھ رکھو تا کہ فوجوں کو دریا عبور کرتے ہوئے دقت نہ ہو۔

ابن خلدون کے مطابق کوکریا کھوکھریا اور کفار تراہیہ پہاڑی قومیں تھیں۔ مذہبا یہ سب بت پرست اور مسلمانوں کے پکے دشمن تھے۔

خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی غائبانہ امداد☆: شہاب الدین غوری کو جتنی بھی فتوحات ملی ہیں اور اس نے ہندوستان کو فتح کیا اور راجاؤں کو عبرتناک انجام تک پہنچایا یہ فیضان غریب نواز تھا۔ اگر اس حقیقت کا صحیح معنوں میں مشاہدہ کیا جائے کہ دو لاکھ فوج اور تیس ہزار ہاتھی کے مقابلے میں صرف مسلمانوں کی ایک لاکھ تعداد، دوسری طرف پورے ہندوستان کے ایک سو کے قریب بڑے بڑے راجے اور ایک طرف اکیلا شہاب الدین غوری تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ پس پردہ کوئی روحانی اور غائبانہ امدد تھی جو اسے کامیابی سے ہمکنار کر رہی تھی۔ راجہ پرتھوی راج جو کہ تمام ہندو راجاؤں کا سربراہ اور والی اجمیر تھا۔

حضرت خواجہ خواجگان فخر کون و مکاں عطائے رسول سلطان الہند حضرت خواجہ سید محمد معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ نے جب اس عالم کفر میں محبتوں کے چراغ جلائے اور اس ظلمت کدے کی وادی کو نور ایمان سے منور کر کے توحید کے جام پلائے تو راجہ پرتھوی راج نے سمجھ لیا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ فقیر آنے والے وقتوں میں ہمارے حکومت کے لئے کوئی مسئلہ نہ کھڑا کر دے۔ چنانچہ اس نے سب سے پہلے رام دیو کو آپ کی خدمت میں بھیجا کہ وہ اپنے سفلی اور کالے علم کے ذریعے کوئی نقصان پہنچائے تا کہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ یہ جگہ چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں۔

رام دیو اپنے بڑے غضبناک گروہ کے ساتھ آپ کے در دولت پر پہنچا تو آپ کی پہلی نظر پڑنے کے دیر تھی کہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور قدموں میں گر کر معافی کا خواستگار ہوا آپ نے اس کا نام رام دیو کی بجائے شادی دیو رکھ دیا۔ رام دیو کے مسلمان کا ہونے کا پرتھوی راج کو بہت شدید دھچکا لگا اور وہ مزید انتقامی کارروائیوں پر اتر آیا۔ اس نے اس کے بعد جے پال جوگی کو تیار کیا کہ وہ قوت آزمائی کرے۔

جے پال جوگی کا جادو اور پھر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا☆: جے پال جوگی اپنے وقت کا نامی گرامی جادوگر تھا۔ سینکڑوں شاگرد اس کے پاس تھے۔ راجہ نے اسے پیغام بھیج کر بلایا تو وہ ہرن کی کھال پر اڑتا ہوا پہنچا اور اس کے شاگرد شیروں پر سوار اور ہاتھوں میں سانپوں کے کوڑے لئے ہوئے تھے۔ پرتھوی راج نے اس سے استدعا کی کہ وہ خواجہ غریب نواز اور ان کے قافلے کو نیست و نابود کر دے۔ اس نے ایک طوفان بدتمیزی برپا کیا اور ہاتھوں میں سانپ اور کچھ اس کے شاگرد آگ برسانے والے سانپ لئے ہوئے۔ تمام شاگرد شیروں پر سوار تھے۔ حضور غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے جب شور کی آواز سنی تو اسے منع فرمایا مگر وہ باز نہ آیا تو مجبوراً خواجہ غریب نواز نے مٹھی بھر خاک زمین سے اٹھا کر ان ساحروں اور جادوگروں پر پھینک دی آناً فاناً تمام جادو کے کھیل وغیرہ بھسم ہو کر رہ گئے۔ جادوگر حیران و پریشان جے پال اپنے منتر جنتر پڑھ کر تھک گیا تو اس نے پھر حضور غریب نواز سے کہا کہ تم نے ہمیں زمین پر تو عاجز کر دیا لیکن تمہارا آسمان پر کامیاب ہونا محال ہے۔ لہٰذا اپنے آپ کو آفت میں نہ ڈالو ورنہ میں آسمان کی جانب سے تمہارے اوپر ایسی آگ برساؤں گا کہ تم یاد رکھو گے۔ اس کی یہ بات سن کر حضرت خواجہ نے فرمایا۔

Marfat.com

تو کار زمین رانکو ساختی
کہ با آسماں نیز پر داختی

ترجمہ:۔ تم نے زمین پر رہ کر کیا کرلیا ہے کہ آسمان پر اڑنے کی خواہش کر رہے ہو۔

آپ کا جواب سن کر جے پال اور شرمندہ ہوا پھر غصے میں آ کر ہرن کی کھال پر سوار ہو کر آسمان کی جانب اڑنے لگا۔ حتیٰ کہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

ادھر حضور غریب نواز نے اپنی جوتی کو حکم دیا کہ اوپر جاؤ اور اس کافر کو مار مار کر زمین پر گرا دو۔ اب حضرت غریب نواز کی جوتیاں آسمان پر گئیں اور جے پال جوگی کے سر اور منہ پر تڑاتڑ برسنے لگیں۔ بالآخر مجبور ناکام ہو کر خواجہ غریب نواز کے قدموں میں گر گیا اور کلمہ پڑھ کر وہ بھی مسلمان ہو گیا اس کے شاگرد بھی اس کی پیروی کرتے ہوئے مسلمان ہو گئے اور خواجہ غریب نواز کی خدمت میں تھوڑا ہی عرصہ رہے کہ ولایت کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔

ایک مرتبہ دوران عبادت و ریاضت خواجہ غریب نواز سرکار نے پوچھا کہ تمہاری کوئی تمنا ہے تو بتاؤ پوری کر دی جائے تو اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں ہمیشہ زندہ رہوں آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی تو فوراً آواز آئی معین الدین اس کے لئے جو مانگے گا عطا کروں گا۔ آپ نے دعا کی یا اللہ اس میرے مرید کو حیات خضر عطا فرما آواز آئی معین الدین ہم نے تیری دعا قبول کر لیا ہے۔ اس کو بشارت دے دو یہ قیامت تک زندہ رہے گا۔ مگر نظر کسی کو نہیں آئے گا۔

حضور خواجہ غریب نواز سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو حیاتِ خضر کی بشارت دی اور اس کا نام جے پال جوگی سے بدل کر عبداللہ بیابانی رکھ دیا۔

آپ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ آپ اجمیر شریف کے پہاڑوں میں رہتے ہیں اور بعض لوگوں سے آپ کی ملاقات بھی ہوئی ہے مگر کسی کو یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ آپ کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ آپ ہر شب جمعہ کو اپنے مرشد حضور خواجہ غریب نواز سرکار کے دربار پر حاضری دیتے ہیں۔

آپ کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ کھنہ کاک پل ہائی وے روڈ اسلام آباد میں آپ کی بیٹھک ہے جو تکیہ عبداللہ بیابانی کے نام سے مشہور ہے۔ اور اس جگہ کی نشاندہی عارف کامل شہنشاہ کلیام خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائی ہے۔
واللہ اعلم بالصواب

جب شادی دیو اور جے پال جوگی ناکام اور مسلمان ہوئے تو راجہ کا تعصب اور ابھرا اس نے لوگوں پر ظلم و تشدد شروع کر دیا۔ راجہ کے ملازموں میں سے ایک ملازم حضور خواجہ غریب نواز سرکار کا مرید بھی تھا۔ راجہ نے اس پر سختی شروع کر دی جب یہ بات حضور خواجہ غریب نواز سرکار کے علم میں آئی تو آپ نے اپنے خدام کے ذریعے راجہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اس غریب آدمی پر ظلم بند کر دے۔ لیکن راجہ نے اس بات کا کوئی اثر نہ لیا۔ بلکہ یہ کہنے لگا کہ یہ کون ہے جو یہاں بیٹھ کر بزرگی کی باتیں کرنے لگا۔ جب قاصد نے راجہ کے رویہ کے بارے میں

Marfat.com

آپ سے عرض کیا تو جلال میں آ گئے اور فرمایا کہ رائے پتھورا کو ہم نے زندہ گرفتار کر کے لشکر اسلام کے حوالے کر دیا۔

چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ ایسا ہی ہوا کہ راجہ زندہ گرفتار ہوا اور سلطان شہاب الدین غوری نے اسے قتل کر دینے کا حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ پھر اُسی دن سے ہندوستان میں اسلام کی جڑیں مضبوط ہونے لگیں اور کفر و فساد کی بنیاد ختم ہو گئی۔ اس کے بعد خواجہ غریب نواز کی نگاہ پاک کا صدقہ پھر دوبارہ برصغیر پر کسی ہندو کی حکومت قائم نہ ہو سکی۔

سلطان شہاب الدین غوری کی اجمیر آمد☆: ہندوستان کی فتح کے بعد سلطان شہاب الدین غوری کے لئے ہندوستان میں اسلامی حکومت کے قیام کا راستہ ہموار ہو گیا۔ سلطان شہاب الدین غوری کیکڑی کے راستے اجمیر کو روانہ ہوا جب دہلی پہنچا تو وہاں ان راجاؤں کے لڑکے جن کے باپ جنگ میں مارے گئے تھے۔ اظہار اطاعت کے لئے جمع تھے۔ سلطان ان سب کے ساتھ ترحم خسروانہ سے پیش آیا اور ان کو جاگیریں عطا کیں۔ پھر وہاں سے سیدھا اجمیر شریف پہنچا اور حضور خواجہ غریب نواز سرکار کی قدم بوسی کی حضور خواجہ غریب نواز سرکار نے اسے سینے سے لگایا اور فتح کی مبارکباد دی اسی دوران سلطان شہاب الدین غوری آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوا۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے خرقہء خلافت سے سرفراز فرما کر ڈھیروں دعاؤں سے نواز کر رخصت کیا۔

وصال باکمال☆: سلطان شہاب الدین غوری جن کا اصل نام معز الدین بن سام عرف شہاب الدین غوری ہے۔ جب ہندوستان کو فتح کر چکے تھے تو سمرقند کو فتح کرنے کا پروگرام بنا کر لاہور سے نکل کر غزنی کے لئے روانہ ہوئے جب راستے میں کوٹ دھمیک کے نزدیک موضع مہرقلی چوہان تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم ۲ شعبان المعظم ۶۰۲ھ کو پہنچے تو وہاں تھوڑا سا قیام کیا اس دوران فوج کے چند باغیوں نے بغاوت کر دی۔ انہوں نے رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سب سے پہلے آپ کے دربانوں کو زخمی کیا اور خیمہ کے اندر جا کر خدام کو حرکت کرنے کا موقع نہ دیا۔ سلطان شہاب الدین غوری اس وقت عبادت میں مصروف نماز پڑھ رہے تھے کہ جب سجدے میں گئے تو انہوں نے آپ کو شہید کر دیا بعد ازاں آپ کے خدمت گاروں کو بھی شہید کر دیا۔

آپ کا وصال باکمال ۳ شعبان المعظم ۶۰۲ھ بمطابق ۱۵ مارچ ۱۲۰۶ء کو ہوا مزار پرانوار موضع چوہان کوٹ دھمیک تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم میں مرجع خاص و عام ہے آپ کی شہادت پر کسی نے قطع تاریخ یوں لکھی ہے۔

شهادت ملك بحرو بر كه از
ابتدائے جهاں او بنايد يك
سوم زنحره شعبان بسال شش صدودو
نفادرد را غزنين عنبرزل دهم يك

خطہ پوٹھوار میں سلطان غوری کے مزار کی نشاندہی کا انکشاف☆: خانقاہ جلالیہ بھائی خان کے سجادہ نشین اور خاندان رسالت کے عظیم چشم و چراغ فخر السادات سید حبیب شاہ بخاری مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ میں نے ماہ دسمبر ۱۹۸۷ء کو خواب میں

Marfat.com

دیکھا کہ ایک جگہ اولیاء اللہ کثیر تعداد میں جمع ہیں تو انہوں نے کسی سے پوچھا کہ یہ نورانی چہروں والی ہستیاں کون ہیں اور کیوں جمع ہیں۔ تو کسی نے بتایا کہ یہ سلطان شہاب الدین غوری کے ایصال ثواب کی محفل اور شرکت کرنے والوں سلطان الہند حضرت خواجہ سید معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ اور سرتاج اولیاء حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر اولیائے کاملین ہیں بات خواب کی تھی آئی گئی ہو گئی۔

ایک دن سید حبیب شاہ صاحب کو جو کہ انجمن شعرائے بیت مرکز پوٹھوار کے صدر بھی ہیں۔ انجمن کے کسی کام سے معاونین سے ملاقات کے لئے موضع کروٹہ جانا پڑا۔ جب ویگن میں سوار ہو کر سوہاوہ شہر سے باہر کروٹہ کی طرف روانہ ہوئے تو اچانک ویگن خراب ہو گئی۔ ڈرائیور نے بتایا کہ اس کا پرزہ ٹوٹ گیا اب بندہ یہاں سے سوہاوہ جائے گا۔ پرزہ لائے گا پھر شاید گاڑی ٹھیک ہو سکے گی۔

اس زمانے میں اس سڑک پر آمدورفت کا کوئی خاصہ انتظام نہ تھا ایک دو ویگن تھیں جو آتی جاتی رہتیں۔

سید حبیب شاہ صاحب چونکہ بڑے مجاہد شخص ہیں۔ انہوں نے سوچا کہ تین کلومیٹر کا راستہ باقی ہے چلو پیدل ہی چلتے ہیں۔ ابھی ڈیڑھ کلومیٹر چلے ہوں گے کہ اچانک کسی وجہ سے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اُن کی نظر دو پھلائی کے درختوں کے سائے میں ایک چھوٹی سے ٹیکری پر ایک قبر پر پڑی آپ آگے بڑھے جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عظیم قبر تو فاتح ہند سلطان شہاب الدین غوری کی ہے۔ قبر پر نظر کیا پڑی پھر وہ رات کے خواب والی محفل اور سلطان الہند اور شہنشاہ بغداد کی زیارت والا تمام ماجرہ سلسلہ سامنے نظر آنے لگا۔

نوٹ ☆: سوہاوہ سے کوٹ دھمیک کی طرف مڑتے ہی تقریباً ۶ کلومیٹر دور یہ مقبرہ ہے۔

سید حبیب شاہ صاحب نے اس خواب کو عرس غوری کی بشارت جانا اور اسی شام کو موضع کروٹہ میں اپنے احباب کے صلاح مشورے کے بعد ۱۵ مارچ ۱۹۸۸ء کو سلطان شہاب الدین غوری شہید کا پہلا عرس ان کے مزار واقع دھمیک موضع چوہان میں شروع کیا۔ بعد ازاں یہ سلسلہ سال بہ سال ہوتا رہا اور ابھی تک جاری وساری ہے۔

شہاب الدین غوری اور ڈاکٹر قدیر خان ☆: ممتاز سائنس دان اور ایٹمی قوت کے حوالے سے پوری دنیا میں پاکستان کی پہچان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے آباؤ اجداد کا چونکہ سلطان شہاب الدین غوری شہید سے بہت بڑا تعلق ہے اور ڈاکٹر قدیر خان کے آباؤ اجداد غوری شہید کے لشکر کے سپہ سالار تھے یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے میزائل کا نام غوری رکھا ہے۔ جب ڈاکٹر قدیر خان کے علم میں یہ بات آئی کہ سلطان شہاب الدین محمد غوری شہید کا مزار موضع چوہان دھمیک تحصیل سوہاوہ میں ہے تو انہوں نے پوری تحقیق کے بعد مطمئن ہو کر ۱۳ ستمبر ۱۹۹۴ء میں باقاعدہ آپ کے مقبرے کی تعمیر کا آغاز کیا۔

پونے دو کروڑ کی لاگت سے ۶۲ فٹ اونچا مقبرہ تعمیر کرایا جو اڑھائی ایکڑ اراضی پر پھیلا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ شاندار مسجد اور ریسٹ ہاؤس اس کے علاوہ پانی کا کنواں بنوا دیا ہے۔ ہزاروں افراد ہر سال اپریل میں عرس کے موقع پر شرکت کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

منقبت در شان خواجہ حاجی شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ

فقر میں جو ہوئے ہیں لاثانی
ہیں وہ خواجہ شریف زندانی

جن کی ہر بات ارفع و اعلیٰ
جن کی ہر سوچ سیر عرفانی

وہ ہی مخدوم سلسلہ ٹھہرے
ان کو شایاں ہے تاج روحانی

آپ اہل صفا کے قائد ہیں
آپ محبوب ذات رحمانی

آپ فخر معین و عثمان ہیں
آپ شاہکار بزم امکانی

ان کے انوار سے مزین ہے
چشتیہ سلسلے کی تابانی

از قلم: ڈاکٹر ظفر یاتو آنہ

Marfat.com

حضرت حاجی شریف زندنی چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: طائف کعبہ صفاء زائر روضہ مصطفیٰ، منزہ از رسم ہستی، ممتلی از علوم ذوق مستی، قطب افراد حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ مرشد روشن ضمیر ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۲۱ شعبان المعظم ۴۵۳ھ بروز جمعرات بوقت نماز مغرب حضرت عبدالواسع علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔ آپ کا لقب خیرالدین تھا۔ آپ کی ذات والا صفات ریاضت ومجاہدات اور ترک وتجرید میں یگانہ اور آپ کے حقائق ومعارف اور نکات سمجھنے کے لئے اس زمانے کے تمام اہل حقیقت آپ سے استفادہ کرتے تھے کشف وکرامات میں آپ کا مقام بلند تھا۔ تربیت مریدین میں آپ عدیم المثال تھے۔

آپ نہایت درجہ کے اولوالعزم باعظمت صاحب ولایت وکرامت تھے۔ آپ کی نظر اکسیر کا حکم رکھتی تھی۔ آپ جس پر نگاہ ڈالتے وہ صاحب نعمت اور کامل درویش بن جاتا۔ آپ ہمیشہ خلوت میں رہتے اور تین دن کے بعد افطار کرتے اور بغیر نمک سبزی کے تین لقمے کھاتے اور جو آپ کا پس خوردہ کھاتا وہ مجذوب ہو جاتا اور اس کا دل دنیا سے بالکل سرد ہو جاتا اور پھر کبھی گناہ کے قریب نہ بھٹکتا اور چودہ سال کی عمر سے لے کر تادم آخر تک آپ کا وضو سوائے قضائے حاجت کے کبھی باطل نہ ہوا۔

مقام عاجزی☆: آپ ہمیشہ روتے رہتے اور بار بار نعرہ مار کر بے ہوش ہو جاتے تھے اور آہ آہ کرتے ہوئے گر جاتے جب آپ ہوش میں آتے تو لوگوں نے پوچھا کہ یا حضرت یہ کیا معاملہ ہے۔ آپ اس قدر کیوں روتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب مجھے یہ آیت یاد آ جاتی ہے تو مجھے احساس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کس لئے پیدا کیا اور ہم کیا کر رہے ہیں آپ نے یہ آیت پڑھی **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ○**

(پ ۲۷۔ سورۃ الذاریات۔ ع ۲۔ آیت ۵۶)

آپ نے یہ آیت پڑھی اور ترجمہ کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ دن رات اسے یاد کر سکیں اور ہم اس کے احکامات بجالائیں۔ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کے دن ہماری حالت کیا ہوگی ظاہر میں تو ہم درویش ہیں اور درویشانہ لباس پہنے ہوئے ہیں میں خدا سے ڈرتا ہوں کہ قیامت کے دن درویشوں کے سامنے شرمسار نہ ہونا پڑے۔ اور کوئی یہ نہ

Marfat.com

کہے کہ حاجی شریف تو اللہ سے دوستی کا دعویٰ کرتا تھا۔ اس قسم کی دوستی عاشقوں میں جائز نہیں بلکہ شرک ہے اس لئے ہر شخص کو عاشقوں کے حلقے میں بیٹھنے نہیں دیتے اور اسی طرح ہر شخص کو خرقہ درویشی پہننا جائز نہیں خرقہ درویشی وہ پہن سکتا ہے جس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے سوا غیر کی محبت نہ ہو۔

سیرت و کردار☆: جب آپ نماز پڑھتے تو آپ کو حضوری حاصل ہوتی تھی۔ اگر کوئی شخص نماز کے دوران آپ کو تکلیف پہنچاتا۔ تو آپ کو مطلق خبر نہ ہوتی ایک روز آپ اسی طرح ذکر میں مشغول تھے کہ آپ بالکل بے خود ہو گئے لوگوں نے پوچھا یا شیخ آپ نماز کے وقت بے خود کیوں ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ عاشق ایسا ہونا چاہیے کہ معشوق کا نام لیا جاوے تو اسی قسم کا ذوق ہونا چاہیے واللہ عاشق معشوق کا نام لیتے ہوئے ایسا مست وخوش ہوتا ہے کہ اگر سارے جہان کی شراب اسے پلائی جائے تو بھی ویسا مست اور خوش نہ ہوگا۔

آپ ریاضت ومجاہدہ کے استاد کامل تھے درویش حضرات آپ ہی سے مجاہدے کی سند لیتے تھے۔ آپ صاحب خلق وتواضع تھے اور فقر وفاقہ کو دوست رکھتے تھے اور اہل دنیا کے پاس نہ جاتے تھے آپ کے گھر میں جس دن فاقہ ہوتا اس دن آپ مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے اور اس کے شکرانے میں سو رکعت نماز نفل ادا کرتے جب آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ بے چارہ حاجی شریف زندنی اس بارگاہ سے شرمندہ ہے اگر میرے بدن کا ہر ایک بال زبان بن جائے اور ساری مخلوق کی تعداد کے موافق نماز ادا کرے۔ پھر بھی اس دن کا شکر ادا نہیں ہو سکتا میری بڑی خوش قسمتی ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ فقیروں کے زمرے میں یاد کرتا ہے اور فقر عنایت فرماتا ہے میرے گھر میں اگر فاقہ ہوتا ہے تو کوئی ایسی بات نہیں کیونکہ میں فاقہ ہی کے لائق ہوں۔ جیسا کہ گزشتہ انبیاء اولیاء فقر وفاقہ رکھتے تھے۔ اسی لئے جب میرے گھر میں فاقہ ہوتا ہے تو مارے خوشی کے میں پھولا نہیں سماتا۔ آپ بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے کہ اے پروردگار میری موت حالت فقیری میں ہو۔ اور میرا حشر بھی فقیروں میں ہو۔

جب کوئی آپ کے پاس آتا تو آپ اس قدر اس کی تعظیم وتکریم کرتے کہ لوگ حیران رہ جاتے فقیروں، غریبوں اور مسکینوں کی خاک کو اپنے چہرے اور آنکھوں پر ملتے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے کہ اے پروردگار حاجی شریف زندانی کو فقیروں اور مسکینوں کی خدمت پر اور فقر وفاقہ پر مستقل اور ثابت قدم رکھ۔

غریب پروری☆: ایک روز ایک فقیر جس کی سات بیٹیاں تھیں اور ان کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی تھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام حال آپ کو بتایا اور آپ کی منت سماجت کی اور اپنی مفلسی کا حال سنایا آپ اس فقیر کا حال سن کر رو دیئے اور فرمایا اے بھائی تو بزرگ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تجھے فقر کی نعمت دی ہے۔ تجھے اولیاء کے زمرے میں جگہ مل گئی۔ دنیا میں تو رنج وغم برداشت کرتا ہے لیکن قیامت کے دن انشاء اللہ تعالیٰ آرام پائے گا اور اپنے مطلب کو پائے گا اور اس کو خوشخبری دی کہ تو قیامت کے روز محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ جنت الفردوس میں جائے گا اس نے عرض کی یا شیخ میں جس غرض سے حاضر ہوا ہوں آپ اس کے بارے میں کوشش کریں۔ تاکہ میں اپنی ساتوں لڑکیوں کو بہت عمدہ طریقے سے شادی کر دوں آپ نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو تیری لڑکیوں کی شادی عمدہ طریقے سے ہوگی تو اب جا کل آنا۔

Marfat.com

وہ فقیر جب چلا گیا تو راستے میں ایک یہودی اسے ملا اور اس نے فقیر سے پوچھا کہ تو کہاں گیا تھا۔ فقیر نے کہا کہ میں حضرت حاجی شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گیا تھا۔ اس واسطے کہ میری سات لڑکیاں ہیں جن کی شادی کرنے کے لئے میرے پاس رقم موجود نہیں۔ میں شیخ صاحب کے پاس گیا تھا تا کہ وہ مجھے کچھ عنایت کر دیں۔ تو میں لڑکیوں کی شادی عمدہ طریقے سے کرسکوں۔

اس یہودی نے کہا کہ حاجی شریف زندنی تارک الدنیا ہیں اس کے پاس تو کچھ بھی نہیں تجھے ان سے کیا ملے گا فقیر آدمی ہے کوئی دنیاوی چیز اس کے پاس ہے نہیں شیخ صاحب سے کہو کہ وہ میرا اجرتی غلام بن جائے تو میں تجھے سات ہزار دینار دوں گا۔ اس شرط پر کہ وہ سات سال تک میری اسی طرح خدمت کرے جس طرح میں کہوں گا ویسا ہی کرنا پڑے گا۔ اور سات سال بعد آزاد کر دوں گا۔ اس طریقے سے تیری لڑکیوں کی شادی بخوبی ہوسکتی ہے اور تیرے دل کو آرام حاصل ہوگا۔

اس فقیر نے واپس جا کر یہی ماجرا آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فوراً اس بات کو قبول کر لیا اور فرمایا کہ سبحان اللہ اگر میری سات سالہ محنت سے تیرا کام نکلتا ہے اور تیرے دل کو آرام ملتا ہے تو مجھے اور کیا چاہیے۔ آپ اور وہ فقیر دونوں اس یہودی کے گھر گئے اور آپ اس کے اجرتی غلام بن گئے اور سات سال کے لئے اس کی خدمت قبول کر لی اور غلامی کا کاغذ لکھوا کر قاضی وقت کو دے دیا۔ اس میں یہ شرط لکھی کہ اگر میں زندہ رہوں تو سات سال تک تیری خدمت کروں گا۔ اگر قضائے الٰہی سے میں فوت ہو گیا۔ تو یہی سات ہزار دینار میری خدمت کا معاوضہ ہوگا۔ یہودی نے یہ شرط منظور کر لی اور آپ نے سات ہزار دینار لے کر اس فقیر کو دے دیئے۔ اس فقیر نے خوشی خوشی اپنی لڑکیوں کی شادی کر دی۔

یہودی نے کہا کہ شیخ صاحب تم میرے اجرتی غلام ہو اور سات سال تک کے لئے آپ نے کاغذ لکھوا دیا ہے جو کام تمہارے سپرد کروں وہ میری رضا کے مطابق کرنا ہوگا۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میں تمہاری رضامندی کے مطابق کام کروں گا۔ اس یہودی نے کہا کہ تم میرے گھر کے دروازے پر چوکیداری کرو۔ اور ساری رات جاگتے رہا کرو تا کہ کوئی چور میرے گھر کے نزدیک نہ آئے۔ آپ نے اس یہودی کے دروازے کی چوکیداری قبول کر لی۔

یہ خبر سارے شہر میں مشہور ہوگئی کہ حضرت حاجی شریف زندنی فقیروں کے زمرے سے نکل کر ایک یہودی کے دربان بن گئے اور ساری رات جاگ کر گزارتے ہیں۔ جب خلیفہ وقت نے یہ بات سنی تو سات ہزار دینار سونے کے اور سات ہزار دینار چاندی کے شیخ صاحب کے پاس بھیجے اور کہا کہ آپ یہ دینار یہودی کو دے کر آزادی حاصل کریں۔ آپ نے وہ تمام دینار فقیروں میں تقسیم کر دیئے اور اپنے آپ کو آزاد نہ کرایا تو یہودی نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ یا شیخ آپ نے جو یہ ذلت اور خواری اختیار کی کہ فقیروں کے زمرے سے نکل کر تم میرے چوکیدار بنے ہو اور رنج و مصیبت میں گرفتار ہو گئے ہو۔ آپ کو کیا ملا۔

آپ نے فرمایا کہ تجھے کیا معلوم ہے کہ عاشقوں اور عارفوں کی عزت تو خواری ہی میں ہے۔ اور واصلوں کے مرتبے میں زیادتی غم اٹھانے سے ہوتی ہے اے یہودی سن ہم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فقیروں کو دوست رکھتا ہے۔ بس جو شخص اللہ تعالیٰ کو

Marfat.com

دوست رکھتا ہے وہ پہلے اس کے دوستوں کو دوست رکھتا ہے اور اس کی خدمت بجالاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس پر لطف وکرم کی نظر کرے اور ہمیشہ اسے نعمت عطا فرمائے اس لئے ہم نے اپنے آپ کو فقیروں کے بندھن میں باندھا ہے ہم فقیروں کے صدقے اپنا مطلوب حاصل کریں گے اور محبوب کا جمال دیکھیں گے جسے کوئی نعمت حاصل ہوئی اسی کی بدولت حاصل ہوئی۔ جو بے نعمت ہوا وہ دلوں کی شامت سے ہوا جو کسی کے دل کو دکھاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔

یہودی نے جب دیکھا کہ شیخ اللہ کی محبت میں محو ہیں اور سب سے بیزار ہیں اور فقیروں کے گروہ سے نکل کر اپنے تئیں رنج وغم اور مصیبت میں ڈالا ہے تو اس نے کہا یا شیخ آپ جایئے آپ میری طرف سے آزاد ہیں۔ میں نے آپ کو سات ہزار دینار بخشے حضرت شیخ نے فرمایا کہ چونکہ تو نے ہمیں آزاد کیا ہے اور اپنی خدمت سے خلاصی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے دوزخ کی آگ سے نجات دے گا۔ وہ یہودی فوراً پیغمبر خدا ﷺ پر ایمان لے آیا اور مسلمان ہو گیا اور آپ کی صحبت اختیار کر لی اور مشہور درویش ہو گیا اور اس کا دل دنیا سے بیزار ہو گیا اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک دیکھنے لگا اور صاحب ریاضت ومجاہدہ اور صاحب مشاہدہ ہو گیا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور مجاہدہ کی تکمیل کے بعد مورخہ ۷ جمادی الثانی ۵۱۲ھ بروز جمعرات بعد نماز مغرب جب آپ کو حضرت قطب الدین مودود چشتی علیہ الرحمۃ نے خرقہ خلافت عطا کیا اور آپ نے اس کو زیب تن کیا تو غیب سے ندا آئی کہ اے حاجی شریف تجھے درویشی کا خرقہ پہننا مبارک ہو ہم نے تجھے بخشا اور اپنی بارگاہ کا مقبول ومحبوب بنایا۔ آپ دنیاوی کام کے لئے کسی دنیادار کے گھر نہ جاتے۔ آپ نے کبھی کسی غنی کو فقیر سے زیادہ بلند مرتبہ نہیں دیا اور کسی دنیادار کو مجلس صدر میں جگہ نہ دیتے اگر فقیر اور غنی آپ کی مجلس میں آتے تو آپ فقیروں کی تعظیم اس قدر بجالاتے کہ تحریر میں نہیں آ سکتی۔ بارہا آپ فرماتے کہ **اَنَا غُلَامُ الْفُقَرَاءِ** یعنی میں فقیروں کا غلام ہوں اور بارہا یہ بھی فرماتے کہ اے فقیر اگر تمہارا بھلا ہوتا ہو تو مجھے بیچ دو میں پھر بھی راضی ہوں۔ مناسب ہے اور امید ہے کہ تم مجھ عاجز پر راضی ہو جاؤ۔

ذوق سماع ☆: آپ محفل سماع بڑے ذوق کے ساتھ سنتے تھے۔ جب آپ سماع سنتے تو آپ کی مجلس میں تمام ولی مشائخ حاضر ہوتے آپ سماع کے عاشق تھے۔ اور اہل سماع کو عزیز جانتے تھے آپ تین تین چار چار روز تک متواتر سماع سنتے اور فرماتے کہ سماع بڑی اعلیٰ نعمت ہے اہل سماع اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے دوست نہیں ہوتے ہر شخص سماع کے بھید سے واقف نہیں ہے۔

نذر قبول کرنے سے انکار ☆: ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں کچھ نذرانہ پیش کیا آپ نے فرمایا اے شخص تجھے درویشوں کے ساتھ کیا عداوت ہے کہ دشمن خدا ہمارے پاس لایا ہے۔ جب اس نے زیادہ اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے یہ صحرا جو تجھے نظر آ رہا ہے۔ یہ سب خزانہ غیب سے بھرا ہوا ہے۔ جب اُس نے صحرا کی طرف نظر کی تو کیا دیکھتا ہے کہ سونے کی ایک نہر چل رہی ہے۔

یہ دیکھ کر وہ بہت شرمندہ اور حیران ہوا۔ اس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ وہ پھر کبھی درویشوں کے حال میں دخل نہ دے۔

Marfat.com

سلطان سنجر کی آتش دوزخ سے رہائی ☆: سلطان سنجر سلجوقی کو وفات کے بعد کسی نے دیکھا تو پوچھا کہ سناؤ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے دنیا میں جو نیکی اور بدی کی تھی وہ میرے سامنے لائی گئی اور دوزخ کے فرشتوں کو حکم ملا کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ۔ اسی اثناء میں یہ فرمان جاری ہوا کہ فلاں وقت جامع مسجد دمشق میں اس نے ہمارے مقبول بندے حضرت حاجی شریف زندنی کی قدمبوسی کی تھی اس وجہ سے ہم نے اسے بخش دیا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 3 رجب دوسری روایت کے مطابق 10 رجب المرجب 612 ہجری بمطابق 1215ء میں ہوا۔ مزار پُر انوار شہر زندان قنوج میں دریا کے کنارے شہر کے شمال میں واقع ہے۔ مفتی غلام سرور قادری نے آپ کی قطعہ تاریخ اس طرح لکھی ہے۔

چون شریف از عالم دنیا برفت　　سال وصل آں شهه والا حنیف
کن رقم مهتاب دیں اهلِ دین　　نیز کن تحریر حاجیٔ شریف
۶۱۲ھ　　۶۱۲ھ

Marfat.com

منقبت درشان خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ

آپ فخر اولیا ہیں اصفیا کی آن ہیں
مرشد ہندالولی ہیں چشتیوں کی جان ہیں

جن کی شان آگہی پہ رشک کرتے ہیں ملک
عارف ذات اللہ وہ صاحب عرفان ہیں

بال بیکا کر سکی نہ آتش آتش پرست
درمیان حق و باطل آپ وہ برہان ہیں

آن واحد میں کیے واصل بحق خواجہ معین
مظہر کامل جہاں میں صورت رحمٰن ہیں

ان کی پا بوسی کا جن کو بھی شرف حاصل ہوا
خوش نصیبی کا مرقع وہ ظفؔر انساں ہیں

ازقلم: ڈاکٹرظفرپاتو آنہ

Marfat.com

حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہسوار میدان عشق بازی، تیز رفتار بادیہ جاں گدازی، از صاحب کشف و کرامات، متکلم بہ کلام قل یا نارو کونی، قطب ارشاد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب و ماہتاب و آسمان طہارت و پاکیزگی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳ رمضان المبارک ۵۰۰ھ بروز سوموار بوقت فجر قصبہ ہارون میں ہوئی۔ آپ کا شمار اکابر مشائخ چشتیہ اور اولوالعزم صوفیائے کرام میں ہوتا ہے۔ آپ کا وطن قصبہ ہارون تھا جو نیشاپور کے نواح میں واقع ہے ایک اور قول کے مطابق ہارون ملک فرغانہ جو ماوراء النہر ہے میں ہے۔

آپ اکثر اوقات سفر میں رہتے تھے آپ کو تمام مشائخ وقت کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ کا تصرف بہت قوی تھا آپ کے کمالات و صحبت کا اندازہ صرف اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ شہنشاہ ولایت حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ آپ کے مرید و خلیفہ تھے۔

آپ کا اسم گرامی عثمان اور کنیت ابوالنور تھی آپ سادات کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتے تھے سلسلہ نسب گیارہ واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے۔

ریاضت و مجاہدات ☆: منقول ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی عمر کے ستر برس ریاضت میں گزارے اس طویل مدت میں نہ تو انہوں نے کبھی پیٹ بھر کر روٹی کھائی نہ رات کو سوئے مسلسل کئی کئی دن تک روزے رکھتے تھے۔ روزانہ رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے کلام الٰہی نہایت کثرت سے پڑھتے تھے۔ روزانہ ایک یا دو بار قرآن مجید ختم کر لیتے تھے۔ کثرت ریاضت و مجاہدات کی بدولت زبردست روحانی قوت حاصل ہوگئی اور اپنے دور کے نامور اولیاء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ نے اپنے مرشد کی معیت میں اور تنہا بھی سیاحت کی۔

سیرت و کردار ☆: آپ اکثر اوقات سفر میں رہتے تھے اور غایت تجرید و تفرید میں بسر کرتے تھے آپ کو اپنے زمانے کے تمام مشائخ کی صحبت نصیب ہوئی۔ آپ ہر فن میں یکتا تھے۔ آپ کا تصرف نہایت قوی تھا۔

آپ نے ستر سال تک مجاہدہ کیا اور کبھی سیر ہو کر کھانا نہ کھایا نہ ہی پانی پیا۔ چار پانچ وقت کے فاقوں کے بعد چار پانچ لقمے تناول

Marfat.com

فرماتے تھے۔ آپ اہل دنیا سے بیزار تھے قرآن مجید کے حافظ تھے ایک ختم دن میں اور ایک ختم قرآن رات کو کرتے تھے۔ آپ کی نظر میں وہ اثر تھا کہ جو شخص آپ کا منظور نظر ہوتا فوراً کمال کے درجہ کو پہنچ جاتا تھا۔

آپ صاحب سماع تھے دوران سماع رقت اور گریہ وزاری کرتے اور نعرے لگاتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت حاجی شریف زندنی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور گیارہ ذیقعد بروز سوموار بعد نماز ظہر ۵۵۵ھ بمطابق 1160ء میں حضرت حاجی شریف زندنی علیہ الرحمۃ سے ہی خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

ہم گنہگاروں کے واسطے دعا ☆: روایت ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی جب نماز ادا کرتے تو غیب سے آواز آتی کہ اے عثمان ہم نے تیری نماز قبول فرمائی اور اب جو کچھ مانگنا ہے مانگ آپ عرض کرتے ہیں۔

پرسی کے خواهی ازخیل بتا جامی
نظر ست مرا آخر غیراز تو کرا خواهم

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ عرض کرتے کہ یا اللہ میں تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں آواز آئی کہ اے عثمان تمہاری یہ آرزو پوری ہو جائے گی کچھ اور مانگو آپ نے عرض کی الٰہی اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت کے گناہگاروں کو بخش دے غیب سے آواز آئی اے عثمان ہم نے تیری دعا قبول کی اور امت مصطفیٰ ﷺ کے تین ہزار گنہگار بخش دیئے۔ غرض کہ ہر نماز کے بعد خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ یہی دعا کرتے اور یہی جواب پاتے۔

کشف وکرامات ☆: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی بہت سی کرامتیں تھیں۔ اگر سب تحریر کی جائیں تو بہت مشکل ہے جگہ کی قلت کی بناء پر چند ایک پیش خدمت ہیں۔

ایک مرتبہ ستر آدمی ایک جگہ جمع تھے کہ آپ کی کرامتوں کا ذکر چھڑ گیا۔ کچھ لوگ انہیں تسلیم کرنے سے انکاری تھے آخر ان میں باہم یہ طے پایا کہ اسی وقت ہم خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اگر ہم میں سے خواجہ ہارونی نے ہر ایک کی مرضی کے مطابق کھانا کھلایا تو ہم ان کی عظمت تسلیم کر لیں گے۔

چنانچہ یہ سب لوگ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ پھر انہیں سامنے بٹھایا اور **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○**

پڑھ کر بارگاہ خداوندی میں دعا کی یکایک غیب سے دسترخوان نمودار ہوئے ان میں مختلف قسم کے کھانے تھے اور ہر شخص کی مرضی کے مطابق کھانا اس کے آگے آ گیا یہ دیکھ کر وہ لوگ سکتے میں آ گئے اور خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی قدم بوسی کر کے بیعت سے مشرف ہوئے۔

Marfat.com

دوسری کرامت ☆: ایک دفعہ ایک شخص حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا سیدی مرشدی میرا بیٹا چالیس برس سے مفقود الخبر ہے۔ ہر چند تلاش کی مگر نہ ملا نہ اس کی زندگی کا پتہ ہے نہ موت کا۔ ہم ہر وقت اس کی آتش فراق میں جلتے رہتے ہیں آپ اس بارے میں توجہ فرمائیں آپ کو اس شخص کی حالت پر بہت رحم آیا۔ آپ نے اس کے حق میں نہایت خشوع و خضوع سے دعا کی اور حاضرین مجلس سے فرمایا کہ وہ بھی اس کے لئے دعا مانگیں۔ جب سب دعا سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس شخص سے فرمایا۔ جا تیرا لڑکا تیرے گھر آ گیا ہے۔

غمزدہ باپ کے دل کی کلی کھل گئی۔ بھاگا ہوا گھر پہنچا تو اپنے یوسف گم شدہ کو موجود پایا۔ فرط مسرت سے بے خود ہو گیا فرزند ارجمند کے گلے سے چمٹا اور اتنا رویا کہ گھگھی بندھ گئی پھر اسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کا شکریہ ادا کرتے کرتے اس کی زبان تھکتی نہیں تھی۔ حاضرین نے اس لڑکے سے دریافت کیا کہ تو کہاں تھا اور کیسے گھر پہنچا۔ اس نے بیان کیا کہ مجھے جنات پکڑ کر لے گئے تھے۔ اور یہاں سے بہت دور ایک جزیرے میں قید کر رکھا تھا۔ آج یکا یک ان بزرگ کو میں نے اس جزیرے میں دیکھا انہوں نے مجھ سے فرمایا۔ اپنی آنکھیں بند کر و اور اپنا پاؤں میرے پاؤں پر رکھو میں نے ایسا ہی کیا چند لمحوں کے بعد مجھے حکم ملا کہ آنکھیں کھولو۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو میں نے اپنے آپ کو اپنے گھر میں پایا۔

تیسری کرامت ☆: حضرت خواجہ غریب نواز سید معین الدین حسن چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ سیر و سیاحت کرتے ہوئے دریا کے کنارے پہنچے تو وہاں پر کوئی کشتی موجود نہ تھی اور دریا پار کرنے کی کوئی صورت نہ تھی میں پریشان ہوا۔

اچانک آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے معین الدین چشتی اپنی آنکھیں بند کر لو۔ میں نے حسب ارشاد آنکھیں بند کر لیں ایک لمحہ بعد آپ نے فرمایا آنکھیں کھول دو میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو دریا کے پار دوسرے کنارے پر کھڑا پایا۔

چوتھی کرامت ☆: آپ کو سماع کا بہت شوق تھا مگر حاکم وقت سماع کا سخت مخالف تھا اس نے انہیں مجلس سماع کے انعقاد سے منع کیا اور ساتھ ہی حکم جاری کیا کہ جو شخص خواجہ صاحب کی مجلس میں جائے گا وہ مستوجب قتل ہوگا۔ خواجہ صاحب نے یہ بات سن کر فرمایا کہ سماع تو خواجگان چشت کی سنت ہے ہم اس سے کیسے باز آ سکتے ہیں۔

خواجہ صاحب بڑے با اثر بزرگ تھے اس لئے حاکم کو کھلم کھلا ان پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس نے ایک مجلس مناظرہ منعقد کی جس میں ایک طرف تو بڑے بڑے نامور علماء تھے۔ دوسری طرف حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ جونہی گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا ان علماء نے آپ کے جمال جہاں آرا کو دیکھا تو لرزہ براندام ہو گئے اور تمام علوم جو یاد تھے۔ سب بھول گئے حتیٰ کے الف ب بھی یاد نہ رہی۔ ان کے لئے زبان سے ایک لفظ بھی نکالنا محال تھا حاکم نے ہر چند انہیں اکسایا لیکن وہ مہر بلب رہے۔ آخر وہ سب آپ کے قدموں پر گر گئے اور عرض کی کہ ہماری ساری عمر کا سرمایہ آپ نے سلب کر لیا ہے۔ اور فریاد کرتے ہوئے کہنے لگے خلیفہ وقت سلسلہ سہروردیہ میں مرید ہے اور سماع سے منع کرتا ہے اور ہمارے اندر یہ طاقت نہیں کے سماع کو حرام قرار دیں۔ مگر آپ اپنے اور اپنے شیوخ

Marfat.com

کے صدقے ہمیں معاف فرمائیں اور تمام علوم ہمیں واپس عنایت فرما دیجئے۔ آپ کو ان کے حال پر رحم آیا اور ایک نظر کرم کی ان پر ایسی ڈالی کہ نہ صرف ان کے سلب شدہ علوم انہیں واپس مل گئے بلکہ ان کے قلوب کا بھی کچھ اور ہی عالم ہو گیا۔ جس کو دیکھ کر وہ تمام دوبارہ قدموں میں گر کر معافی کے خواستگار ہوئے۔ اس واقعہ کے بعد حاکم وقت نے کبھی آپ سے تعرض نہ کیا۔

پانچویں کرامت ☆: ایک دفعہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کا گزر آتش پرستوں کے ایک بڑے معبد پر ہوا اس کے اندر انہوں نے آگ روشن کر رکھی تھی۔ یہ آتش کدہ ایک پُر فضا مقام پر واقع تھا۔ حضرت نے خدام کے ہمراہ اس معبد کدے کے قریب ہی قیام فرمایا شام ہوئی تو آپ نے اپنے خادم فخر الدین کو حکم دیا کہ آگ لاؤ اور کھانا پکاؤ۔ خادم آگ لینے گیا تو آتش پرستوں نے اسے آگ دینے سے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ یہ آگ ہماری معبود ہے ہم تمہیں کیسے دے سکتے ہیں خادم نے واپس آ کر حضرت خواجہ سے ساری کیفیت بیان کی۔ خواجہ صاحب یہ سن کر فوراً خادم کے ساتھ خود آتش کدہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آتش پرستوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ دوستو معبود حقیقی تو وہ ذات الٰہی ہے جس نے ہم کو پیدا کیا ہے اور اس آگ کو بھی پیدا کیا ہے۔ اگر تم اپنے اس فعل قبیح سے باز آ ؤ تو دوزخ کی آگ سے بچ سکتے ہو۔ آتش پرستوں پر حضرت خواجہ کی باتوں کا کچھ اثر نہ ہوا بلکہ ان کا پجاری پروہت کہنے لگا۔ بھائی تم کیسی باتیں کرتے ہو۔ آگ تو ہماری نجات کا باعث ہے۔ اس کی عبادت ترک کر کے بھلا ہم کیسے نجات پائیں گے۔

آپ نے فرمایا۔ اگر آگ فی الواقع تمہاری نجات دہندہ ہے تو اپنا ہاتھ اسی آگ میں ڈال کر دکھاؤ۔ اگر وہ جلنے سے محفوظ رہا تو پھر ہم مان لیں گے پجاری حضرت کا فرمان سن کر خاموش ہو گیا۔ اس کی گود میں ایک بچہ تھا اس کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ آگ کا کام ہے جلانا بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عضو اس میں ڈالا جائے اور وہ نہ جلے حضرت خواجہ نے فی الفور اس بچے کو گود سے چھین لیا اور

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ (پ ۱۷۔ سورۃ الانبیاء۔ ع ۵۔ آیت ۶۹)

پڑھتے ہوئے آگ میں کود پڑے یہ ایک بہت بڑا آتش کدہ تھا اور ہزاروں من لکڑیاں اس میں جل رہی تھیں حضرت خواجہ اور وہ بچہ آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں بالکل مستور ہو گئے۔ مجوسیوں نے کہا کہ جل کر راکھ ہو گئے ہوں گے۔ ادھر مجوسی کو اپنے بچے کی فکر اور ادھر حضرت کے مرید اور خدام آپ کی سلامتی کے متعلق متفکر تھے۔ کافی دیر بعد آپ مع بچے کے آگ سے برآمد ہوئے مجوسی یہ حیرت انگیز کرامت دیکھ کر ششدر رہ گئے اور ان کے دلوں سے کفر و شرک کی سیاہی دھل گئی۔ انہوں نے آپ سے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ جس کی برکت سے آپ آگ کی گرمی سے محفوظ رہے۔ حضرت نے فرمایا یہ اللہ پر یقین محکم کی برکت ہے مجوسیوں نے اب آپ سے توحید اور اسلام کی حقیقت پوچھی آپ نے انہیں سادہ طریقے سے اسلام اور ایمان کی حقیقت سمجھائی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ سب اسی وقت مشرف با اسلام ہو گئے اور پھر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

چھٹی کرامت ☆: حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے ایک پیر بھائی کا انتقال ہو گیا وہ میرا ہمسایہ بھی تھا۔ جب اسے دفن کر چکے تو تمام لوگ میرے علاوہ واپس آ گئے۔ میں اس کی قبر پر بیٹھ کر ذکر الٰہی کرنے لگا۔ اسی وقت فرشتے سوال و

Marfat.com

جواب مَنْ رَبُّكَ مَادِيْنُكَ پوچھنے کے لئے قبر میں آئے۔ اسی وقت میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ بھی قبرستان میں تشریف لے آئے اور بارگاہ رب العزت میں دعا کی یا الٰہی میرے اس مرید کو بخش دے۔ اس سے بیشک گناہ سرزد ہوئے ہیں لیکن اس نے میرا دامن تھاما ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ کی دعا قبول فرمائی اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس شخص کو چھوڑ دو۔ میں نے اس کو اپنے دوست کے طفیل بخش دیا۔

ساتویں کرامت ☆: حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مرید بڑی پریشانی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت نے پوچھا کہ کیا بات ہے تم پریشان کیوں ہو۔ مرید نے عرض کی حضور میرا ایک پڑوسی ہے جس نے میرے مکان سے اونچا مکان تعمیر کر لیا ہے جس سے میری بے پردگی ہوتی ہے۔ اس کے سامنے کئی بار تکلیف بیان کی گئی ہے مگر وہ کچھ پرواہ ہی نہیں کرتا۔ میں اس وجہ سے پریشان ہوں۔ حضور خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسے نہیں معلوم کہ تم ہمارے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ مرید نے عرض کی حضور اس بات کا اسے علم ہے کہ میں حضور کا غلام ہوں۔ یہ سنتے ہی حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ مکان سے گر کیوں نہیں جاتا۔ اس کی گردن ٹوٹ کیوں نہیں جاتی۔ اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب خاموش ہو گئے اور مجلس سے اٹھ کر گھر چلے گئے تمام حاضرین بھی واپس اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ جب یہ مرید واپس اپنے گھر کی طرف پہنچا تو راستے میں سنا کہ اس کا پڑوسی مکان سے گر کر مر گیا ہے اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔

آپ کا ذوق سماع ☆: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ محفل سماع کے بہت شوقین تھے مگر خلیفہ وقت چونکہ سہروردی سلسلہ میں مرید تھے۔ وہ سماع کو منع کرتا تھا۔ جیسا کہ ان حضرات کے حضرت خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے منع فرمایا تھا۔ جس وقت حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے سماع سے توبہ کی تھی وہ زمانہ حضرت خواجہ ناصر الدین چشتی علیہ الرحمۃ کا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ اگر خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ چشت میں ہوتے یا میں جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کی مجلس میں حاضر ہوتا تو خواجہ صاحب کبھی توبہ نہ فرماتے۔

آپ نے خلیفہ وقت سے کہا کہ سماع ہمارے پیروں کی سنت ہے ہم اس کو ترک نہیں کر سکتے۔ بادشاہ چونکہ پہلے ہی نادم ہو چکا تھا جب کہ اس نے مناظرہ کرانے کے لئے علماء کو بھی حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے بلایا تھا وہ پہلے ہی شرمسار تھا۔ اس نے آپ کو پیغام بھیجا کہ آپ اپنے پیروں کی طریقت پر چلیں۔ میں اپنے پیروں کی طریقت پر رہوں۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے قوال کو بلایا اور سماع سنی تو تمام صوفیاء بھی اس مجلس میں حاضر تھے۔ ایک ہفتہ تک یہ محفل جاری رہی جب خلیفہ وقت کو پتہ چلا کہ اس محفل میں پورے شہر کے صوفیاء موجود تھے تو اس نے کہا کہ ہم نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کو سماع کی اجازت دی تھی۔ نہ کہ سارے صوفیا کو چنانچہ خلیفہ نے قوال کو بلا کر اس کا بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا اور کہا کہ اگر تم آئندہ کسی کے ہاں سماع میں گئے تو تم کو سولی پر چڑھا دیا جائے گا ہر ایک قوال نے خلیفہ وقت کے سامنے توبہ کر لی تو آپ نے اپنے مریدوں سے کہا کہ اونچی آواز میں شعر پڑھیں آپ اسی طرح اپنا دل بہلا کر خوش کر لیتے تھے اور اس عالم میں نعرہ مار کر بے ہوش ہو جاتے تھے اور آپ کو وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

Marfat.com

شعری ذوق☆: آپ خود بھی بڑے پائے کے کلام لکھتے تھے اور بہترین شاعری کرتے تھے آپ کا ایک مشہور و معروف کلام درج ذیل ہے۔

نمی دانم کہ آخر چوں دم دیدار می رقصم
مگر نازم بایں ذوقِ کہ پیش یار می رقصم
تو ہر دم می سرائی نغمہ و ہر بار می رقصم
بہرطرزے کے می رقصا نیم اے یار می رقصم
بیا جاناں تماشہ کن کہ درانبوہ جاں بازاں
بصد سامان رسوئی سربازار می رقصم
خوشا رندی کہ پامالش کن صد سامان پارسائی را
زھے تقویٰ کہ من باجبہ و دستار می رقصم
اگرچہ قطرۂ شبنم نہ پوید برسر خارے
منم آں قطرۂ شبنم بنوک خار می رقصم
تو آن قاتل کہ از بهرِ تماشا خون من ریزی
من آں بسمل کہ زیر خنجرِ خونخوار می رقصم
منم عثمان ھارونی کے یار شیخ منصورم
ملامت می کند خلقے کہ ومن بردار می رقصم

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے چار خلفاء تھے جن حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت خواجہ نجم الدین صغریٰ، حضرت شیخ سعد گنگوہی اور حضرت شیخ محمد ترک نارنولی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نام نامی اسم گرامی شامل ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ طویل مسافت کے بعد جب مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ نے وہاں اعتکاف کیا اور اس کے بعد رب العزت کی بارگاہ میں دو مقاصد کیلئے دعا مانگی ایک یہ کہ میری قبر مکہ مکرمہ میں ہو اور اس کا نشان باقی رہے تا کہ لوگ فاتحہ پڑھتے رہیں۔

دوسری دعا آپ نے اپنے چہیتے مرید حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے ترقی درجات کے لئے کی تھی۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے عمر شریف کے آخری ایام مکہ مکرمہ میں گزارے چھ شوال المکرم باختلاف روایت 5 شوال 617 ہجری بمطابق 1220ء باختلاف روایت ۵۹۹ھ کو وصال فرمایا آپ کا مزار پُر انوار مکہ مکرمہ میں شریف حسین کے محل کے احاطہ میں واقع ہے۔

گردش زمانہ کے باوجود آج تک محفوظ ہے قبر کے گرد لکڑی کا چبوترا لگا ہوا ہے جس جگہ آپ کا مزار ہے وہ قطعہ زمین جس کسی کی بھی

Marfat.com

ملکیت میں آیا ہے مزار شریف کو کوئی منہدم نہیں کر سکا۔ خاص کر موجودہ نجدی وہابی حکومت جو مزارات کے خلاف اور اولیاء اللہ کی منکر ہے کے دور میں شریف حسین کے محل کا نصف حصہ گر چکا ہے مگر آپ کے مزار والا حصہ باقی ہے۔

مفتی غلام سرور قادری نے آپ کی قطعہ تاریخ وصال اس طرح لکھی ہے۔

رفت از دنیا چو در خلد بریں شیخ عثمان متقدائے اولیاء

سال وصلتش قطب وقت آمد عیاں جلوہ گر شد نیز تاج الاصفیاء

۶۱۷ھ ۶۱۷ھ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

مثنوی در شان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ

سید اجمیر شاہِ اولیاء — نائبِ ختمِ رُسل خیرُالوریٰ
آں معین الدّین معین اُمتے — جانِ اُو شہبازِ عالی ہمتے
مصطفیٰ فرمودا ے فرزندِ من — در زمین ہند تو دلبند من
ہر کہ اُو خواجۂ مَا نسبتے — در نگاہش ہیچ ہر ایک نعمتے
اُو شہنشاہِ من است و من گدا — از درش خالی نہ آئد بے نوا
ارضِ ہندوستان پُر از فیض اُو — کفری لرزد ز غضب و غیظِ اُو
عالمے بر درگہِ اُو سجدہ ریز — از درش آمد نسیم عطر بیز
من ندیدم ہیچ عالی درگھے — جز درِ خواجہ معین الدّین شہے
از درش ہر روز مے آمد صدا — آستانِ مَا پناہِ ہر گدا
اے پناہ گاہِ من درویش را — مرہمِ دیدار وہ دل ریش را
از فرازِ عرش می آمد نداء — خواجۂ ہندوستاں محبوب مَا
اے نشانِ ذات بے چون و چرا — مظہرِ ذاتِ شفیعِ مجرماں
جنت الفردوس جاگیرِ معین — در مہ و خورشید تنویر معین
از فراقت سینۂ من تار تار — در دلم ارمانِ تُست اے تاجدار
اے انیسِ خلوتِ شبہائے من — خشك شُند بے وصلِ تو لبہائے من
آبروئے مَازتُست اے مہ جبیں — در دلِ مَا نیست جُز تو دل نشیں
ہمنشینِ قدسیاں ہندُالولیؓ — کوچۂ ہندُالولیؓ بابِ علیؓ
در دو عالم شہرۂ اعجازِ اُو — حضرتِ روح الامیں دمسازِ اُو
اے مسیحائے مریضانِ ہجر — سوئے حالِ صابرؔ خستہ جگر

ازقلم: حضرت پیر سید محمد صابر حسین شاہ صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: حضرت خواجہ خواجگان فخر کون و مکان معین الحق محبوب خدا عاشق ذات اللہ حجت الاولیاء سراج الاولیاء زبدۃ العرفاء شمس الاصفیاء، فخر الکاملین عارف باللہ، مظہر انوار مقتدائے دین، قطب الاقطاب، غوث المشائخ، ہندالولی، سلطان الہند عطائے رسول، نائب النبی، اعظم السادات، سلطان العاشقین، منہاج المتقین، حاجی الحرمین، سپہ سالار، شاہ سوار، قاتل کفار، قطب المشائخ، غریب نواز حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقرب بارگاہ امام الانبیاء ہیں۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی سید معین الدین حسن ہے، جبکہ دیگر القابات کے علاوہ زیادہ تر آپ غریب نواز کے لقب سے معروف ہوئے اور درحقیقت آپ اسم بامسمی اور غریب نواز ہی تھے، مگر آپ زیادہ تر خواجہ غریب نواز کے نام سے معروف ہیں۔

آپ نجیب الطرفین سیّد ہیں۔ اسی واسطے آپ کو جگر گوشۂ رسولؐ اور نور دیدۂ بتول کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سیّد غیاث الدین حسن تھا جو ایک نیک متقی اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ اور ہر طبقہ کے لوگوں میں نہایت عزت واحترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ سنجر کے رؤساء میں شمار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس قدر انعام و اکرام فرمایا تھا۔ اسی قدر حضرت غیاث الدین سنجری بھی سخی اور نیک دل تھے۔ اسی طرح آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی ماہ نور بھی ایک عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں جو نہایت خدا ترس اور مخیّر تھیں آپ کی کنیت ام الورع اور لقب بی بی الملکہ تھا بی بی ماہ نور کا وطن اصفہان تھا۔

آپ کے وطن کے بارے میں پانچ مختلف روایات ہیں ان میں ایک روایت کے مطابق آپ کا وطن سجستان دوسری روایت کے مطابق دار سجاں اور تیسری کے مطابق اصفہان اور سنجرستان اور سیستان بیان کیا گیا ہے۔ کثرت آراسیتان اور سجستان کے حق میں ہے۔ جبکہ وحید احمد مسعود کے نزدیک آپ کی جائے ولادت صوبہ سیستان کے قصبہ سنجر جو ایران اور افغانستان کی حدود کے درمیان نیشاپور سے دور جنوب میں واقع ہے۔

دستور اور قرینہ کے مطابق اب یہی کہا جاسکتا ہے کہ غریب نواز کی جائے ولادت سیستانی سنجر تھا، اور اسی پر اجماع بھی ہے۔ عربی دان حضرات کا سجستا کے اس قصبہ سنجر کو ''سجز'' کہنا صحیح ہے، لیکن ترکوں نے سنجرستان کے اس قصبہ کو سنجر کہا تو غلط نہیں کہا، اس مقام کے تلفظ پر اصرار کرنا علمیت کی نہیں بلکہ ضد کی بات ہے۔ یہاں کے باشندوں کو ان رعایتوں کی وجہ سے سنجری بھی کہا جاسکتا ہے اور سنجر بھی قابل

Marfat.com

ترجیح نہ یہ اور نہ وہ۔

حضرت خواجہ صاحبؒ ہندوستان اور پاکستان کے عوام میں سنجری اور چشتی اور اجمیری کے نام سے مشہور ہیں۔آپ کا اجمیری کہلایا جانا تو اس سبب سے ہے۔ کہ آپ کی عمر عزیز کے چالیس برس اجمیر میں گزرے لیکن چشتی مشہور ہونے کا سبب یہ ہے کہ آپ کے پیر طریقت حضرت خواجہ عثمان ہارنی رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے بزرگ تھے۔ چشت نگر ہرات کے قریب ایک قصبہ ہے۔ موجودہ جغرافیہ اور نقشہ میں اس مقام کا نام اب شافلان لکھا جاتا ہے۔

اس سلسلہ کا نام چشتی کیوں مشہور ہوا اس کے متعلق دو روایتیں موجود ہیں۔اول یہ کہ خواجہ ابو اسحاق چشتیؒ جو چھ واسطوں سے خواجہ عثمان اور سات واسطوں سے خواجہ غریب نوازؒ کے پیر طریقت ہیں۔قصبہ چشت کے رہنے والے تھے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ ایران اور افغانستان کے بعض علاقوں میں طلوع اسلام کے بعد بھی آتش پرستی جاری تھی۔بعض اہل اللہ نے آتش پرستوں کی اپنی طرف توجہ مبذول کر کے انہیں گمراہی سے نکال کر دین حق کی طرف راغب کیا۔

چنانچہ وہ لوگ مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ یہ لوگ اپنے شیوخ کو جن کی بدولت انہیں ہدایت نصیب ہوئی۔ازراہ احترام چشتی کہنے لگے لفظ چشتی آتش پرستوں کے معبود کا اسم صفت ہے۔اور اس کے معنی ہیں عرفان الٰہی۔

چنانچہ اسی نسبت سے اس سلسلہ کے بزرگ اور مرید بھی چشتی کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

ولادت باسعادت☆: حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی ولادت کے متعلق دو روایتیں موجود ہیں۔اوّل یہ کہ آپ ۵۳۰ھ میں تولد ہوئے دوسری روایت کے مطابق ۵۳۵ھ میں تولد ہوئے جب کہ بہت سے مصنفین اور تذکرہ نگاروں کی کثرت دوسری روایت کے حق میں ہے۔اس کے مطابق آپ ۱۴ رجب المرجب ۵۳۴ھ بمطابق 1139ء پیر کے روز صبح صادق کے وقت بمقام سنجر کتم عدم سے منشۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔

ابتدائی حالات زندگی☆: بچپن کا زمانہ آپ نے اپنے والدین کے زیر عاطفت گزارا چونکہ وہ دولت دین و دنیا سے مالا مال تھے جب حضرت خواجہ غریب نواز کی عمر گیارہ اور بعض روایات کے مطابق پندرہ برس کی ہوئی تو آپ کے والد بزرگوار سیّد غیاث الدین حسن علیہ الرحمۃ کا وصال ہو گیا۔اس طرح آپ سن شعور کو پہنچنے سے پہلے ہی سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔ایک روایت کے مطابق آشوب روز اور انقلاب حکومت کی وجہ سے سیّد غیاث الدین حسن علیہ الرحمۃ اپنے اہل و عیال کے ہمراہ عراق کو ہجرت کر گئے تھے جہاں حالات نسبتاً پرسکون تھے عراق ہی میں آپکے والدؒ کا انتقال ہوا۔اور وہیں مدفون ہوئے اور خواجہ اجمیریؒ والد بزرگوار کے وصال کے بعد اپنی والدہ اور دو بھائیوں کے ہمراہ واپس وطن تشریف لائے۔لیکن دوسری روایتوں کے مطابق سیّد غیاث الدین حسنؒ نے سنجر ہی میں وفات پائی واللہ اعلم بالصواب۔

اجمیر میں ورودِ مسعود☆: آپ پتھورا رائے کے دور حکومت میں اجمیر (ہندوستان) تشریف لائے اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ پتھورا رائے اُس زمانے میں اجمیر ہی میں مقیم تھا۔ایک روز اُس نے آپ کے ایک مسلمان عقیدت مند کو کسی وجہ سے

Marfat.com

ستایا وہ بے چارا آپ کے پاس فریاد لے کر پہنچا آپ نے اُس کی سفارش میں پتھورا رائے کے پاس پیغام بھیجا۔لیکن اُس نے آپ کی سفارش قبول نہ کی۔اور کہنے لگا کہ یہ شخص یہاں آ کر بیٹھ گیا ہے۔اور غیب کی باتیں کرتا ہے۔جب حضرت خواجہ اجمیری کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے پتھورا رائے کو زندہ گرفتار کر کے لشکر اسلام کے حوالے کر دیا۔اسی زمانے میں سلطان معز الدین سام عرف شہاب الدین غوری کی فوج غزنی سے اجمیر پہنچی پتھورا لشکر اسلام سے مقابلہ کے لئے آیا سلطان معز الدین کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا اسی تاریخ سے اس ملک میں اسلام پھیلا اور کفر کی جڑ کٹ گئی۔

بیعت وخلافت ☆: حضرت خواجہ غریب نواز ۵۵۲ھ میں ہارون پہنچے خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ نے پہلی نظر ہی میں بھانپ لیا کہ اس نوجوان کی پیشانی میں نورِ ولایت چمک رہا ہے۔اور اس کو ایک دن آسمان ولایت پر آفتاب بن کر چمکنا ہے۔

چنانچہ انہوں نے فوراً خواجہ غریب نواز کو اپنے حلقہ ارادت میں لینے کا ارادہ کر لیا ایک روایت کے مطابق حضرت خواجہ کی بیعت ہرون میں ہوئی اور دوسری روایات کے مطابق بغداد کی جامع مسجد میں ہوئی اس بیعت کا حال آپ نے خود اس طرح بیان کیا ہے۔یہ فقیر بغداد میں خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کی مسجد میں حضرت خواجہ عثمان علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر تھا اُس مجلس میں بہت سے درویش حاضر تھے۔فقیر نے جونہی بیعت کا ارادہ کیا حضرت نے فرمایا وضو کرو اور دو رکعت نماز ادا کرو اکیس بار درود شریف پڑھو فقیر نے تعمیل کی پھر حضرت نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور فقیر کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

تیرا بخدار سا یندم و مقبول حضرت او گردا یندم

اس کے بعد حضرت نے عاجز کے سر کے بال تراشے اور کلاہ چہاد ترکی فقیر کے سر پر رکھی پھر اپنا گلیم خاص مرحمت فرمایا اور حکم دیا ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ عاجز نے حکم کی تعمیل کی پھر فرمایا اب جا اور آج کا دن اور آج کی رات مجاہدہ کر فقیر نے ایک دن اور ایک رات یاد الٰہی میں بسر کی پھر حاضر ہوا تو فرمایا بیٹھ جاؤ عاجز بیٹھ گیا تو فرمایا اوپر دیکھو اور بتا تو کہاں تک دیکھ سکتا ہے۔فقیر نے اوپر دیکھ کر عرض کیا عرش معلیٰ تک نگاہ جاتی ہے۔پھر فرمایا نیچے دیکھ کہاں تک نگاہ کام کرتی ہے۔فقیر نے عرض کیا تحت الثریٰ تک سب کچھ عاجز کے سامنے ہے۔

پھر فرمایا ہزار بار سورہ اخلاص پڑھو فقیر جب اس سے فارغ ہوا تو حکم ہوا۔اب اوپر دیکھ کہا تک نظر جاتی ہے فقیر نے اوپر دیکھ کر عرض کیا حجاب عظمت تک سب کچھ عاجز کے سامنے موجود ہے۔پھر فرمایا اپنی آنکھیں بند کرلو۔فقیر نے آنکھیں بند کر لیں پھر ارشاد ہوا اب کھول دے فقیر نے ایسا ہی کیا۔اب حضرت نے اپنی دو انگلیاں کھول کر فرمایا کہ ان میں سے تجھے کہاں تک نظر آتا ہے۔فقیر عرض پیرا ہوا کہ اٹھارہ ہزار عالم دکھائی دے رہے ہیں۔

حضرت نے فرمایا بس اب تیرا کام پورا ہو گیا یعنی تو مرتبہ کمال کو پہنچ گیا پھر آپ نے قریب پڑی ہوئی ایک اینٹ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اسے اٹھا فقیر نے اینٹ اٹھائی تو اس کے نیچے کچھ دینار پائے حکم ہوا یہ دینار اٹھا کر فقیروں پر صدقہ کر دے۔فقیر نے حکم کی تعمیل کی۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ بیعت کرتے ہی مرشد کامل نے آپ کو اپنے فیوض روحانی سے مالا مال کر دیا اور آناً فاناً تمام مدارج سلوک طے کرا کر مرتبہ کمال کو پہنچا دیا۔اس کی وجہ بظاہر یہی معلوم ہوتی ہے کہ خواجہ غریب نواز پیدائشی ولی تھے اور مرشد کامل نے پہلی نگاہ

Marfat.com

میں ہی آپ کی صلاحیتوں کا اندازہ لگا لیا تھا۔

تعلیمات وارشادات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ عاشق کا دل محبت کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔لہٰذا جو کچھ بھی اس دل میں آئے گا جل جائے گا۔اور نابود ہو جائے گا کیونکہ آتش محبت سے زیادہ تیزی کسی آگ میں نہیں۔

نمبر۲ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ بہتی ندیوں کا شور سنو کس طرح شور کرتی ہیں۔لیکن جب سمندر میں پہنچتی ہیں بالکل خاموش ہو جاتی ہیں۔

نمبر۳ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ جس شخص میں تین باتیں ہوں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اُسے دوست رکھتا ہے۔اول سمندر جیسی سخاوت دوم آفتاب جیسی شفقت سوم زمین جیسی تواضع۔

عِلوِّ مرتبت اور شان کمال ☆: حضرت خواجہ غریب نواز کے علوم مرتبت کا اندازہ تو صرف اسی بات سے کیا جا سکتا ہے کہ آپ کو دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے قطب المشائخ کا لقب عطا ہوا۔اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہندوستان کا روحانی بادشاہ مقرر کیا۔جس ہستی کو آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نظر کرم سے نوازیں اس کی جلالت وعظمت اور رفعت کا کیا ٹھکانہ۔یہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیضان نظر تھا کہ خواجہ غریب نوازؒ کے بعد تمام اولیاء اور علماء نے آپ کی عظمت وجلالت کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کیا اور آپ کو بڑے رفیع الشان القاب وخطابات سے یاد کیا۔مثلاً سلطان السالکین قطب الاقطاب زبدۃ المشائخ سر حلقہ مشائخ کبار وغیرہ۔

ہندوستان میں برطانوی دور حکومت کے ایک وائسرائے لارڈ کرزن کہا کرتے تھے کہ میں نے اپنی زندگی میں دو بزرگ ایسے دیکھے ہیں جو اپنی وفات کے بعد بھی لوگوں پر اس طرح حکومت کر رہے ہیں۔گویا بہ نفس نفیس ان کے درمیان موجود ہیں ان میں ایک خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمتہ اللہ علیہ ہیں اور دوسرے شہنشاہ اورنگزیب عالمگیرؒ لارٹ کرزن نے ان دونوں عظیم المرتبت ہستیوں کی رفعت شان کا واقعی صحیح اندازہ لگایا لیکن حضرت خواجہ اجمیریؒ کا تو یہ مقام ہے کہ شہنشاہ عالمگیرؒ نے بھی آپ کے آستانہ مبارک پر کئی مرتبہ حاضری دی۔

ترکشِ مارا خنگ آفریں ☆: شہنشاہ عالمگیر نے ہی نہیں بلکہ ان کے علاوہ ہر دور کے سلاطین، امراء، وحکام نے اس آستانہ عالیہ پر حاضری دی جن میں سلطان جلال الدین خلجی شہنشاہ جلال الدین اکبر اور شاہ جہاں۔جہاں آرا بیگم نسبت شاہ جہان انگریز حکام۔شاہ افغانستان حبیب اللہ خان اور ہندو پاک کے سابق والیان ریاست اور عوامی سیاسی اور مذہبی رہنما حضرت خواجہ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دیتے رہے۔

کشف وکرامات ☆: اجمیر شریف میں جب خواجہ غریب نواز نے اناساگر کے کنارے قیام فرمایا تو ہندوؤں نے بہت برا مانا حضرت کے کچھ ساتھیوں نے تالاب میں نہانا چاہا یا استعمال کے لئے پانی لینا چاہا تو ہندوؤں نے انہیں دھکے دے کر گھاٹ سے اتار دیا۔ان لوگوں نے حضرت خواجہؒ سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔

Marfat.com

چنانچہ آپ نے اپنے ایک مرید کو اپنا کوزہ دیکر فرمایا کہ جاؤ اناساگر سے پانی بھر لاؤ۔ کہتے ہیں کہ اُس نے جب کوزہ تالاب میں ڈالا تو اناساگر کا سارا پانی اس کوزے میں کھنیچ آیا اور تالاب خشک ہو گیا۔

بعض روایتوں کے مطابق اجمیر کے تمام کنویں اور تالاب خشک ہو گئے پانی خشک ہونے کی بنا پر شہر میں کہرام مچ گیا بالاخر شہر کے معززین کا ایک وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے استدعا کی کہ پانی کی نایابی کی وجہ سے مخلوق خدا تڑپ رہی ہے۔ آپ اسے پھر سے جاری کر دیں اور آئندہ آپ کے ساتھیوں پر کوئی زیادتی نہ کی جائے گی۔

چنانچہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مرید کو حکم دیا کہ پانی کا کوزہ اناساگر میں ڈال دو۔ اس نے جونہی کوزہ وہاں الٹا تالاب پہلے کی طرح لبالب بھر گیا اور سارے شہر میں پانی کی فراوانی ہو گئی۔

کرامت ۲ ☆: قیام اجمیر کے ابتدائی دور میں راجہ پرتھوی راج اور اس کے حکام نے ایک دفعہ بغرض شرارت ایک مست ہاتھی آپ کے حلقہ کی جانب چھوڑ دیا جونہی یہ مست ہاتھی آپ کے پاس پہنچا آپ نے زمین سے تھوڑی سی خاک اٹھا کر اس ہاتھی کی طرف پھینکی دیکھتے ہی دیکھتے قدرت الٰہی سے وہ ہاتھی پتھر کا ہو گیا اور آج تک اجمیر میں موجود ہے۔

کرامت ۳ ☆: جن دنوں خواجہ صاحبؒ سمرقند میں مقیم تھے ایک دن خواجہ ابواللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ کے مکان سے متصل مسجد پر ایک شخص نے اعتراض کر دیا کہ اس کی قبلہ کی سمت غلط ہے۔ حضرت خواجہ بھی اس مسجد میں نماز ادا فرماتے تھے۔ آپ نے اُس شخص کو سمجھایا کہ اس کی سمت قبلہ درست ہے۔ مگر وہ نہ مانا یکا یک آپ نے اِس کی گردن پکڑ کر فرمایا سامنے دیکھ اس نے سامنے دیکھا تو بیت اللہ شریف عین سامنے نظر آیا۔

کرامت ۴ ☆: ایک دن آپ کا ایک مرید روتا ہوا آیا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حاکم شہر نے مجھے بلا وجہ شہر سے نکل جانے کا حکم دے دیا ہے۔ اور میں بہت پریشان ہوں حضرتؒ نے فرمایا نہ میں حاکم شہر کو جانتا ہوں نہ مجھے یہ علم ہے۔ کہ اس کی تمہارے ساتھ کیا دشمنی ہے۔ مگر مجھے خبر دی گئی ہے کہ اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔

چنانچہ وہ مرید جب اپنے شہر واپس پہنچا تو شہر سے باہر ہی سن لیا کہ حاکم شہر گھوڑے سے گر کر مر گیا ہے۔

کرامت ۵ ☆: منقول ہے کہ دوران سیاحت حضرت خواجہ غریب نواز کا گزر علاقہ غور سے ہوا شیخ شہاب الدینؒ سہروردی اور حضرت شیخ اوحدالدین کرمانی علیہم الرحمۃ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ اچانک آپ کی نظر ایک نوجوان پر پڑی جو تیر کمان لئے ہوئے آپ کے سامنے سے گزرا آپ نے اُس نوجوان سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے۔ اُس نے نہایت ادب سے جواب دیا شہاب الدین۔ حضرت نے فرمایا یہ نوجوان ایک دن دہلی کا بادشاہ ہو گا تاریخ شاہد ہے۔ حضرت کی پیشگوئی سچ ثابت ہوئی۔

کرامت ۶ ☆: ہندالولی حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دسویں محرم الحرام ۶۶۱ کو جب اجمیر تشریف لائے تو اس وقت راجہ پرتھوی راج وہاں کا حکمران تھا۔ اور راجہ پرتھوی راج کی والدہ جو اپنے وقت کی بہت بڑی نجومی تھی اُس نے اپنے علم نجوم کی مدد سے اپنے بیٹے کو بارہ برس پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ایک مرد درویش یہاں آئے گا جس کے سبب تیری سلطنت

Marfat.com

زوال پذیر ہوگی۔ اب یہاں اسلام کا دور شروع ہوگا اور ہمارا راج ختم ہو جائے گا۔ بلکہ اُس نے حضور غریب نواز کا حلیہ مبارک ایک کاغذ پر لکھ کر اپنے بیٹے کو دے دیا تھا۔ اور پرتھوی راجہ نے سرکاری حکم نامہ کے ذریعے کہلوا دیا تھا کہ اگر اس حلیہ کا آدمی آ جائے فوراً گرفتار کر کے ہمارے پاس پیش کیا جائے اور گرفتار کرنے والے کو انعام اور جاگیر سے نوازا جائے گا۔

جب حضور غریب نواز اجمیر کی سرزمین پر جلوہ افروز ہوئے تو آرام کی غرض سے ایک چٹیل میدان میں سرسبز درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ راجہ کے آدمی آ گئے اور کہنے لگے آپ یہاں نہ بیٹھیں۔ یہاں پر راجہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہم مسافر و فقیر لوگ ہیں تمہارا کیا لے رہے ہیں ایک طرف کھلے آسمان کے نیچے ہمیں آرام کر لینے دو، مگر وہ نہ مانے اور با اصرار کہنے لگے یہاں راجہ کے اونٹ بیٹھیں گے۔

اُن کی بات سن کر آپ بادل ناخواستہ یہ کہتے ہوئے اٹھے کہ اگر ہم نہیں بیٹھ سکتے تو پھر ہم جاتے ہیں تمہارے اونٹ یہاں بیٹھیں گے۔ یہ ارشاد فرما کر آپ اناساگر کے مقام پر تشریف لا کر قیام پذیر ہوئے یہ مقام بہت خوبصورت صاف ستھرا تھا آپ کو بہت پسند آیا آپ وہاں بیٹھ کر عبادت میں مشغول ہو گئے۔

جب راجہ کے اونٹ چراہ گاہوں سے شام کو واپس آئے اور مقرر جگہ پر بیٹھے تو اگلے روز آپ کی کرامت کی برکت سے وہ اٹھ نہیں سکے بلکہ بیٹھے ہی رہے ساربانوں نے لاکھ جتن کئے مگر اونٹ نہ اٹھے۔

ساربانوں نے تمام ماجرا بادشاہ کے گوش گزار کیا۔ راجہ نے کہا کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ تم جا کر اس درویش سے معافی مانگو۔ ساربان آئے اور اپنی بے ادبی کی معافی چاہی تو غریب نواز نے فرمایا جاؤ دیکھو تمہارے اونٹ کھڑے ہوں گے۔ جب ساربان وہاں گئے تو دیکھا کہ واقعی اونٹ کھڑے ہو گئے تھے۔ انہوں نے جا کر پھر تمام قصہ راجہ کو بتایا تو وہ پریشان ہو گیا۔

کرامت ۷☆: حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اناساگر کے جس مقام پر قیام فرمایا تھا وہاں ہندوؤں کے بت خانے اور ان کی عبادت کا مرکز تھا۔ لوگوں نے جا کر راجہ پرتھوی راج کو بھڑکانا شروع کر دیا کہ ایک مسافر جو کہ اپنے اندر ایک خاص کشش رکھتا ہے وہ ہمارے دھرم کے قریب آ کر بیٹھ گیا ہے جو کہ کسی بھی طرح ٹھیک نہیں لہٰذا اس کو یہاں سے اٹھایا جاوے۔ طرفہ تماشہ یہ کہ حضور غریب نواز نے جب سے یہاں قیام کیا ہر روز ایک گائے ذبح کر کے لنگر پکاتے اور کھلاتے تھے۔ اس بات کی بالخصوص ان کو بہت زیادہ خلش تھی۔ یہ سُن کر پرتھوی راج نے کہا کہ پھر تم دیکھتے کیا ہو ہتھیار سنبھالو تم بہت زیادہ ہو وہ صرف چالیس آدمی ہیں۔

چنانچہ کفار نے ہتھیار سنبھالے اور آپ کی طرف پیش قدمی کرنے لگے تو آپ کے ایک مرید نے عرض کیا حضور کفار مسلح لشکر لے کر آ رہے ہیں آپ نے زمین سے ایک مٹھی خاک اٹھا کر ان کی طرف پھینکی تو وہ تمام کے تمام جس جس پر مٹی پڑی اس کا جسم خشک اور بے حس ہو گیا۔ وہ جہاں جہاں تھے پتھر بن کر بیٹھ گئے۔ جو دور تھے وہ بھاگ گئے۔

یہ دیکھ کر کفار کو یقین ہو گیا کہ اس مرد درویش سے مقابلہ بہت مشکل ہے وہ اکٹھے ہو کر اپنے بڑے بت خانے میں گئے اور اپنے

Marfat.com

بڑے برہمن کے سامنے فریاد کی تو وہ ان کی بات سُن کر پہلے تو خاموش رہا بعد میں کہنے لگا دوستو یہ درویش جو اجمیر میں آیا ہے اپنے مذہب کا بہت بڑا بزرگ اور صاحب کمالات ہے۔ میں اس کے مقابلے میں سحر اور جادو م کے سوا کوئی چارہ کار نہیں جانتا۔

چنانچہ اُس نے تمام ہندوؤں کو اپنا جنتر منتر بتایا اور کہنے لگا اسے پڑھو کر شاید کہ یہ درویش یہاں سے چلا جائے۔ کفار نے مل کر وہ جادو پڑھنا شروع کیا۔ اور ان کا برہمن ان کی قیادت کر رہا تھا۔

چلتے چلتے جب وہ غریب نواز کے قریب پہنچے تو سب کفار اپنے پیشواء کی کمر کے پیچھے چھپ کر کھڑے ہو گئے اور جادو منتر پڑھنے لگے۔ اسی اثناء میں غریب نواز کا مرید حاضر خدمت ہو کر عرض کرنے لگا حضور وہ جادو پڑھ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ان کا جادو ہم پر اثر نہیں کرے گا۔ بلکہ ان کا جادوگر برہمن خود بخود سیدھا ہو جائے گا۔ یہ کہہ کر آپ نماز میں مشغول ہو گئے جب نماز سے فارغ ہوئے تو کافروں کے سردار برہمن نے جب غریب نواز کا چہرہ با کمال اور ان پر پڑنے والی روحانی تجلیوں کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا اور قدموں میں گر کر مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اس کا نام شادی رکھا۔ اس کے بعد حضور غریب نواز نے اس کو ایک پیالہ پانی پینے کو دیا پانی پیتے ہی شادی کے دل کی کیفیت بدل گئی اور چہرہ چمکنے لگا اور صدق دل سے آپ کا مرید ہو گیا اور حضور غریب نواز نے اس شادی دیو کو اپنی تربیت میں لے لیا۔ شادی دیو ہندی زبان میں مسرت بخش کو کہتے ہیں

کرامت ۸ ☆: ایک ہندو خواجہ قدس ولامکان ہندالولی حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی نیت سے خنجر اپنی بغل میں دبا کر آیا۔

آپ کو باطنی طور پر اس کے ارادہ بد کا علم ہو گیا۔ اور فرمایا کہ آ کر بیٹھ کیوں گئے ہو۔ دیر کیوں کرتے ہو جس ارادے سے آئے ہو اپنا کام کرو۔ میں حاضر ہوں۔ آپ کے اس فرمان سے اس کے جسم پر ایسا لرزہ طاری ہوا کہ خنجر بغل سے نکال کر ایک طرف پھینک دیا۔ اور حضور غریب نواز کے قدموں پر گر کر عرض کرنے لگا اے خواجہ مجھے جلدی سے کلمہ پڑھا کر مسلمان کر دیجئے اور اپنے دست مبارک پر بیعت کا شرف بھی عطا کیجئے۔

چنانچہ حضور غریب نواز نے اس کو کلمہ پڑھا کر دائرہ اسلام میں داخل کیا اور اس کو شرف بیعت بھی بخشا۔

دہلی کے لوگوں کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہونے لگے اور آپ کے پاس ہر وقت خلق خدا کا ہجوم رہنے لگا۔

کرامت ۹ ☆: خواجہ بحر و بر، قطب المشائخ حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شیخ علی نامی مرید آپ کے ہمراہ تھا راستے میں ایک شخص نے آتے ہی شیخ علی کو پکڑ لیا اور کہنے لگا کہ میرا قرضہ ادا کرو نہیں تو میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔

یہ صورتحال دیکھ کر حضور غریب نواز نے بڑی عاجزی وانکساری سے قرض خواہ سے فرمایا کہ تم اسے تھوڑی سی مہلت دے دو یہ تمہارا قرض ادا کر دے گا۔

Marfat.com

اس شخص نے آپ کی نرمی کی کوئی پرواہ نہ کی بلکہ بے ادبی سے کہنے لگا اگر اس کی سفارش اتنی اچھی لگتی ہے تو مجھے اپنی جیب سے قرض دے دو۔

اس کی یہ بات سن کر غریب نواز کو غصہ آ گیا اور اپنی چادر زمین پر بچھا دی۔ ادھر آپ نے چادر بچھائی اُدھر دیکھتے ہی دیکھتے اُس چادر پر درہم و دینار برسنے لگے۔

آپ نے اس بے ادب قرض خواہ سے فرمایا تم اپنا قرضہ اٹھا لو مگر اپنے حق سے زیادہ نہ لینا۔ وہ شخص آگے بڑھا اور لالچ کرتے ہوئے اپنے حق سے زیادہ رقم اٹھانے لگا مگر اس کا ہاتھ اُسی وقت خشک ہو گیا۔ اب چلانے لگا اور توبہ کر کے حضور غریب نواز کے قدموں میں گر گیا۔ غریب نواز نے دست شفقت پھیرتے ہوئے اسے معاف کر دیا اور اس کا ہاتھ تندرست ہو گیا۔

کرامت ۱۰ ☆: شہنشاہ ولایت، عطائے رسول ہندالولی حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس راجہ پرتھوی راج کا ایک ملازم بیعت ہونے کی غرض سے حاضر ہوا تو حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں مرید نہیں کرتا۔

وہ راجہ پرتھوی راج کے پاس گیا اور کہنے لگا عجیب مرد درویش ہے کہ لوگوں کو کلمہ پڑھنے کی دعوت دیتے ہیں اور مجھے خود جانے پر بھی کلمہ نہ پڑھایا اور نہ ہی مرید کیا۔ راجہ پرتھوی راج نے حضور غریب نواز کے پاس آدمی بھیجا کہ تم نے ہمارے اس ملازم کو مرید کیوں نہیں کیا؟

جب قاصد راجہ کا پیغام لے کر آپ کی بارگاہ میں پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تین وجہ سے اس کو مرید نہیں کیا۔

اور یہ تینوں وجہیں اس کی سرست میں داخل ہیں اور اس سے جانے والی نہیں ہیں۔ پہلی وجہ یہ کہ ابھی اس کو بہت زیادہ گناہ کرنے باقی ہیں۔ دوسرا یہ کہ وہ راجہ کے درباریوں میں سے ہے اور ہم کلاہ صرف اُسی کو دیتے ہیں جو سوائے خدا کے کسی کے سامنے سر نہ جھکائے۔ تیسرے یہ کہ لوح محفوظ میں ہم نے لکھا دیکھا ہے کہ وہ آخر میں دنیا سے بے ایمان جائے گا۔ نعوذ باللہ منہا۔

راجہ یہ جواب سن کر سخت برہم ہوا کہ یہ فقیر غیب کی خبریں بتاتا ہے۔ اس کو حکم دو کہ وہ ہمارے شہر سے نکل جائے۔

کرامت ۱۱ ☆: حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام جادوگروں اور ساحروں سے نمٹ کر اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ شہر میں تشریف لے آئے اور اس جگہ قیام کیا جہاں آج کل مزار پُر انوار ہے۔ اور وہاں سے اپنے عقیدت مندوں اور مریدین کے ذریعے راجہ پرتھوی راج کو پیغام بھیجا کہ آج بھی وقت ہے خدا کی طاقت کو مان لے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جا تمہیں امان ملے گی۔ مگر راجہ پرتھوی راج کے دل پر غریب نواز کی بات کا کوئی اثر نہ ہوا اور اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے اس کے اسلام لانے سے مایوس ہو کر فرمایا۔

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ　　　به آب کوثر و زمزم سفید نتواں کرد

آپ کا ایک مرید راجہ کا ملازم تھا راجہ نے اسے تنگ کرنا شروع کر دیا۔ جب اُس نے حضور غریب نواز سے اس کی شکایت کی تو غریب نواز نے راجہ کے پاس آدمی بھیج کر کہلا بھیجا کہ اس غریب پر ظلم مت کرو۔ لیکن راجہ نے اقتدار کے نشے میں مست ہو کر جواب بھیجا

Marfat.com

کہ یہ آدمی کون ہے جو یہاں بیٹھ کر بزرگی کی باتیں کرتا ہے۔ جب قاصد نے آپ کو آکر یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا کہ رائے پتھورا کو ہم نے زندہ گرفتار کر کے لشکر اسلام کے حوالے کر دیا ہے۔

چنانچہ کچھ ہی دنوں بعد سلطان معز الدین محمد غوری نے غزنوی کی طرف سے ہندوستان پر حملہ کر دیا۔

رائے پتھورا نے مقابلہ کی کوشش کی مگر تاب نہ لاتے ہوئے لشکر اسلام کے ہاتھوں گرفتار ہوا۔ جب لشکر اسلام کے سپاہیوں نے سلطان معز الدین محمد غوری کے سامنے اُسے پیش کیا تو سلطان نے اسے قتل کر دیا۔

یہی دن تھا کہ جس دن کے بعد ہندوستان میں اسلام کی جڑیں مضبوط ہوئیں۔ اور اس کے بعد خواجہ غریب نواز کی برکت و کرامت سے ہندوستان میں اسلام کی شمع روشن ہوئی۔

کرامت ۱۲☆: کتب معتبرہ میں لکھا ہے کہ شہنشاہ ولایت عطائے رسول حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر روز اجمیر شریف سے مکہ مکرمہ خانہ کعبہ کے طواف کے لئے باطنی تصرف سے جاتے اور طواف کے بعد واپس رات ہی کو اجمیر شریف تشریف لے آتے تھے اور نماز فجر خود اجمیر میں پڑھاتے تھے۔

جبکہ حج کیلئے جانے والے لوگ آپ سے خانہ کعبہ میں ملاقات کرتے اور طواف کرتے ہوئے پاتے۔ حالانکہ گھر کے افراد یہ خیال کرتے تھے کہ آپ رات کو اپنے عبادت خانہ میں بیٹھے ہیں۔

ایک دن حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرم کعبہ میں مشغول عبادت تھے کہ غیب سے آواز آئی اے معین الدین میں تجھ سے راضی ہوں اور تجھے بخش دیا۔ اب تجھے کسی چیز کی خواہش ہے تو طلب کر و میں عطا کروں گا۔

آپ نے عرض کی یا اللہ معین الدین کے مریدین اور اس کے مریدین کے مریدین جو بھی اس سلسلہ میں داخل ہوں ان کو بھی بخش دے بارگاہ خداوندی سے آواز آئی اے معین الدین تو میرا ہے۔ اور تیرے مرید اور تیرے مریدوں کے مرید حتیٰ کے قیامت تک جو بھی تیرے سلسلہ میں داخل ہوگا میں نے سب کو بخش دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ اس بشارت ابدی کے بعد حضرت غریب نواز بارہا فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص میرا مرید ہے یا مرے مریدوں کا مرید ہے اور قیامت تک جو میرے سلسلے میں داخل ہوگا۔ معین الدین اس وقت تک بہشت میں قدم نہیں رکھے گا جب تک سب کو بہشت میں نہ لے جائے گا۔

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کے خوارق و کرامات اگر تفصیل سے لکھے جائیں تو اس کے لئے ایک دفتر درکار ہوگا یہ چند ایک کرامتیں تحریر کی ہیں۔

حضور خواجہ غریب نواز کا شجرہ نسب

مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، امام عالی مقام حضرت امام حسین، حضرت امام سیّد زین العابدین، حضرت سیّدنا امام باقر، حضرت سیّدنا امام جعفر صادق، حضرت سیّدنا امام موسیٰ کاظم، حضرت سیّد ادریس، حضرت سیّد خواجہ ابراہیم، حضرت خواجہ سیّد محمد عزیز، حضرت خواجہ سیّد طاہر، حضرت خواجہ سیّد احمد حسین، حضرت خواجہ سیّد کمال الدین، حضرت خواجہ سیّد غیاث الدین، حضرت

Marfat.com

خواجہ خواجگان خواجہ سیّد معین الدین حسن سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

وصال با کمال☆: وصال کی شب آپ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنے حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور دروازہ اندر سے بند کر لیا حجرہ کے باہر اہل خانقاہ کو رات بھر اندر سے زور زور سے پیر پٹکنے کی آواز آتی اس کی کیفیت حالت وجد میں پیر پٹکنے کی مانند تھی خدام نے یہی سمجھا کہ حضرتؒ وجد کے عالم میں ہیں رات کے آخری حصے میں یہ آواز بند ہوگئی فجر کی نماز کے وقت خدام نے حجرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ لیکن اندر سے کوئی آواز نہ آئی کسی نہ کسی طرح دروازہ کھول کر داخل ہو کر دیکھا کہ آسمان ولایت کا درخشندہ ستارہ اپنے خالق حقیقی سے جاملا ہے۔ اور حجرہ کے در و دیوار شہادت دے رہے ہیں کہ **حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبُّ اللّٰہِ** (یعنی خدا کا دوست خدا کی محبت یعنی رضائے دوست میں وصال کر گیا۔)

آپ نے ۱۰۴ برس اور بہ اختلاف روایت سو برس یا ۹۹ برس کی عمر شریف میں چھ رجب المرجب بروز دوشنبہ ۶۳۳ھ بمطابق 1236ء کو وصال باکمال فرمایا مزار فیض پُر انوار اجمیر شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں پر ہندو، سکھ اور بالخصوص مسلمانان عالم اسلام حاضری دے کر آج بھی منہ مانگی مرادیں پا رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی حیات طیبہ پر ایک طائرانہ نظر

ولادت باسعادت	۵۳۴ھ باختلاف روایت
مقام ولادت	بمقام: سنجار، نزد اصفہان۔ ملک ایران
اسم گرامی	سیّد معین الدین حسنؒ
والدِ ماجد کا اسم گرامی	حضرت خواجہ غیاث الدینؒ
والدہ ماجدہ کا اسم گرامی	بی اُم الورعؒ
سایہ پدری سے محرومی	۵۴۴ھ
شیخ ابراہیم قندوزی مجذوب سے ملاقات	۵۴۴ھ
علوم ظاہری کی تکمیل بمقام سمرقند و بخارا	۵۴۴ھ تا ۵۵۰ھ
آپ کے شہرہ آفاق اساتذہ۔ حضرت مولانا حسام الدین اور مولانا شرف الدین	
حضور غوث پاکؓ سے ملاقات بمقام بغداد شریف	۵۵۰ھ
زیارت حرمین شریفین	۵۵۱ھ
حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے دست حق پرست پر بیعت بمقام ہارون	۵۵۲ھ
آغاز سفر بغداد تا ہندوستان	از ۵۵۷ھ تا ۵۶۱ھ
حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کے مزار پر چلہ کشی	۵۶۱ھ
مرشد کامل کے ہمراہ سفر حرمین شریفین	۵۶۳ھ
سرزمین اُوش پر آمد	۵۷۳ھ

Marfat.com

سرزمین سنجار پر تشریف آوری	۵۸۰ھ
حضرت غوث پاک سے دوبارہ ملاقات	۵۸۰ھ
مسند سجادگی و جانشینی پر رونق افروزی	۵۸۲ھ
حضرت قطب عالم خواجہ قطب الدین کا بیعت ہونا	۵۸۲ھ بمقام اصفہان
خواجہ قطب کے ہمراہ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین اور بارگاہ رسالت سے	
ہند کی ولایت کا پروانہ عطا ہونا	۵۸۵ھ
غریب نواز کا حضرت خواجہ قطب کو خلافت سے نوازنا	۵۸۵ھ بمقام سمرقند
سرزمین اجمیر پر ورودِ مسعود بہ زمانہ پرتھوی راج	۵۸۶ھ
شہاب الدین غوری کی بارگاہ غریب نواز میں حاضری بمقام غزنین	۵۸۸ھ
شہاب الدین غوری کا غریب نواز کے ہاتھ پر بیعت ہونا بمقام اجمیر	۵۸۹ھ
سرزمین دہلی پر غریب نواز کی تشریف آوری	۶۱۱ھ
حضرت غریب نواز کا عقد مبارک ہمراہ بی بی امۃ اللہ	۵۹۰ھ
حضرت غریب نواز کا دوسرا عقد مبارک ہمراہ بی بی عصمۃ اللہ	۶۲۰ھ
آپ کے فرزند خواجہ فخر الدین کی ولادت باسعادت	۵۹۱ھ
آپ کے دیگر صاحبزدگان خواجہ حسام الدین ابوصالح۔ خواجہ ضیاء الدین ابوسعید۔	
صاحبزادی بی بی حافظہ جمال	
وصال باکمال بمقام اجمیر شریف	۶۳۳ھ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: سیر الاقطاب مونس الارواح۔ دلیل العارفین سراج الاولیاء، زبدۃ العرفاء عارف باللہ فخر الکاملین مظہر انوار قطب العارفین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ غریب نواز کے خلیفہ اعظم تھے۔

آپ ۱۷ برس کی عمر میں حضرت خواجہ غریب نواز کے دامنِ فیض سے وابستہ ہوئے اور زندگی کے آخری سانس تک تبلیغ و ہدایت کا مقدس کام اپنے مرشد کی ہدایت کے مطابق جاری رکھا اولیائے چشت میں آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ جیسے جلیل القدر بزرگ آپ کے دامن سے وابستہ تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۵۸۵ھ بمطابق 1189ء میں ماوراالنہر کے ایک قصبہ اوش میں پیدا ہوئی آپ کا اسم گرامی بختیار اور قطب الدین لقب تھا عام لوگوں میں خواجہ کاکی کے نام سے مشہور ہیں۔

تعلیم و تربیت ☆: حضرت خواجہ قطب الحق والدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ ابھی ڈیڑھ برس کے تھے کہ آپ کے والد ماجد سیّد کمال الدین علیہ الرحمۃ کو خالق حقیقی کا بلاوہ آ گیا اور انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اب آپ کی پرورش کا سارا بوجھ آپ کی والدہ ماجدہ کے سر پر آ پڑا۔ انہوں نے نہایت محبت اور توجہ سے آپ کی پرورش کی۔

جب حضرت خواجہ بختیار کاکی کی عمر شریف پانچ برس ہوئی تو شفیق والدہ نے اپنے بچے کو ایک ہمدرد پڑوسی کے سپرد کیا اور اس سے درخواست کی کہ اسے کسی مکتب میں داخل کرادو۔

چنانچہ وہ شخص آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے جارہا تھا۔ کہ راستے میں ایک نورانی صورت بزرگ ملے۔ انہوں نے اس شخص سے پوچھا یہ بچہ کس کا ہے۔ اور تم اسے کہاں لے جارہے ہو۔ اس نے جواب میں سارا حال بیان کر دیا۔ اس بزرگ نے فرمایا آؤ میں اس بچے کو ایک ایسے استاد کے پاس لے جاؤں گا جو اس بچے کو ایک لاثانی انسان بنادے گا۔

چنانچہ وہ بزرگ ان کو ساتھ لے کر حضرت مولانا ابوحفص علیہ الرحمۃ کے مکان پر پہنچے مولانا ابوحفص ایک باکمال بزرگ تھے اور علوم ظاہری و باطنی پر کامل عبور رکھتے تھے۔ اُن بزرگ نے حضرت خواجہ کاکیؒ کا ہاتھ حضرت ابوحفص علیہ الرحمۃ کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا اے ابوحفص اس بچے کو خاص توجہ سے تعلیم دینا یہ ایک دن آسمان ولایت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے گا۔ اتنا کہہ کہ وہ بزرگ وہاں سے

Marfat.com

چلے گئے مولانا ابو حفص علیہ الرحمۃ نے خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی سے پوچھا جانتے ہو یہ کون تھے۔ اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ ابو حفص علیہ الرحمۃ نے فرمایا یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے تم اب اطمینان سے گھر جاؤ انشاء اللہ اس بچے کی تعلیم میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جائے گا۔ اس پڑوسی نے واپس آ کر حضرت کی والدہ ماجدہ سے سارا قصہ بیان کر دیا نہایت مسرور ہوئیں۔ مولانا ابو حفص علیہ الرحمۃ نے نہایت ہی خصوصی توجہ کے ساتھ آپ کو تعلیم دی اور چند سالوں کے اندر اندر انہیں ایک جید عالم بنا دیا۔ ظاہری علوم کے علاوہ مولانا نے حضرت خواجہ کو باطنی علوم بھی پڑھائے یہی وجہ تھی کہ آپ بچپن ہی سے عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے تھے۔

جب آپ کے اُستاد نے پڑھانا چاہا تو تختی ہاتھ میں لے کر پوچھا اے قطب الدین کیا لکھوں آپ نے جواب میں کہا لکھو سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَام قاضی صاحب نے کہا یہ تو پندرھواں پارہ ہے کیا آپ نے اس سے پہلے کا قرآن پڑھا ہوا ہے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ میری والدہ ماجدہ کو پندرہ سپارے زبانی یاد تھے۔ میں نے والدہ کے پیٹ میں اُن کے قلب پر نظر ماری تو حق تعالیٰ کے کرم سے مجھے چودہ سپارے زبانی یاد ہو گئے ہیں۔

چنانچہ اس کے بعد قاضی نے تختی پر لکھا سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ الخ۔ اس کے بعد صرف چار روز میں آپ نے قاضی صاحب سے قرآن مجید مکمل طور پر پڑھ لیا۔

بیعت و خلافت ☆: تقریباً سترہ برس کی عمر شریف میں حضرت خواجہ قطب الدین خواجہ غریب نواز کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ یہ بیعت کہاں ہوئے اس کے متعلق دو روایتیں ہیں۔ پہلی روایت کے مطابق خواجہ غریب نوازؒ سیاحت کرتے کرتے خود ہی اوش پہنچ گئے اور خواجہ کاکی کو گھر بیٹھے گوہر مقصود ہاتھ آیا اور وہ خواجہ غریب نواز کی بیعت سے مشرف ہوئے۔

دوسری روایت کے مطابق خواجہ کاکیؒ پیر کامل کی جستجو میں بغداد پہنچے اور وہاں ابو اللیث سمرقندی کی مسجد میں شیخ شہاب الدین سہروردی شیخ برہان چشتی، شیخ اوحد الدین کرمانی، شیخ محمود اصفہانی اور شیخ داؤد کرمانی علیہم الرحمۃ کی موجودگی میں خواجہ غریب نواز کے ہاتھ پر بیعت کی اور اُن سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

ریاضت و مجاہدہ ☆: حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ رات دن میں باختلاف روایت پچانوے یا ڈھائی سو رکعت نفل نماز ادا کرتے تھے۔ اور تین ہزار بار درود شریف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس پر بھیجتے تھے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا بیان ہے کہ قصبہ اوش کا ایک شخص جس کا نام رئیس تھا۔ جو حضرت خواجہ قطب صاحب کا مرید تھا ایک رات اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک رفیع الشان قصر ہے۔ جس کے گرد لوگوں کا ہجوم تھا۔ ایک نورانی صورت بزرگ بار بار اس محل کے اندر جاتے ہیں۔ اور پھر باہر آ کر ان لوگوں میں سے کسی ایک سے ایک آدھ بات کرتے ہیں۔ رئیس مذکورہ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ جواب ملا کہ اس محل کے اندر رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم رونق افروز ہیں اور یہ بزرگ حضرت عبداللہؓ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیام اقدس ان لوگوں کو نام بہ نام پہنچا دیتے ہیں۔ اس رئیس نے موقع پا کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ بارگاہ رسالت میں میری یہ التجا پہنچا دیجئے۔ کہ یہ عاجز بھی حضور کے دیدار کا مشتاق

Marfat.com

ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر گئے اور حضور کا یہ پیغام لائے کہ تمہارے لئے ابھی ہمارے زیارت کا وقت نہیں آیا تم جاؤ اور قطب الدین سے کہو جو تحفہ تم ہر شب ہمارے لئے بھیجا کرتے تھے۔ وہ تین شب سے ہمارے پاس نہیں پہنچا اس موقع پر رئیس کی آنکھ کھل گئی اور وہ سیدھا حضرت خواجہ قطب صاحب کے پاس پہنچا اور اپنے خواب کی کیفیت بیان کی۔ معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ صاحب نے شادی کی ہے۔ اور اسی وجہ سے تین شب سے معمول کے مطابق درود شریف نہیں پڑھ سکے۔

چنانچہ حضرت نے خواب کی کیفیت سن کر اُسی وقت بیوی کو طلاق دے دی اور علائق دنیاوی سے کنارہ کش ہو گئے۔

آپ دن رات عبادت و ریاضت میں مست تھے اوائل عمر میں تو غلبہ خواب سے کچھ سو بھی لیتے تھے مگر اس کے بعد رفتہ رفتہ آرام کرنا بالکل ترک کر دیا۔ آخری عمر میں تو دن رات ہی بیدار رہتے تھے بیس برس تک آپ نے زمین سے پیٹھ نہ لگائی ہر وقت عالم استغراق میں رہتے تھے۔ البتہ نماز کے وقت ہوشیار ہو جاتے تھے۔ نماز کے بعد تلاوت قرآن بھی کثرت سے کرتے تھے ہر وقت خلوت گزیں رہتے تھے۔ لوگوں سے کم ملتے تھے اگر کسی وقت بہت سے لوگ جمع ہو جاتے تو اُس وقت حجرہ سے باہر تشریف لاتے سب لوگوں کو ایک پیالہ پانی تقسیم فرمانے کے بعد کچھ پند و نصائح فرما کر واپس اپنے حجرہ میں جا کر مشاہدہ ربانی میں مشغول ہو جاتے۔

تعلیمات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ اگر تجھے مردِ کامل بننے کی تمنا ہے۔ تو کم بول کم کھا کم سو اور لوگوں سے کم مل۔

نمبر۲ ☆: جب بندا سراپا تقویٰ اور شریعت کا پابند ہو جاتا ہے۔ تب مقام طریقت پر آتا ہے۔ اس کے بعد معرفت حاصل ہوتی ہے۔

نمبر۳ ☆: آپ فرماتے ہیں پیر یعنی شیخ میں اس قدر تصرف اور قوت باطنی ہونا ضروری ہے کہ مرید کے سینہ کو زنگ قبیحہ کینہ و حسد وغیرہ سے پاک کر دے اور پاک کر کے خدا تک پہنچا دے۔ اگر یہ قدرت نہ ہو تو پیر اور مرید دونوں غلطی پر ہیں۔

نمبر۴ ☆: فقیر کی یہ شان ہے کہ آرائش دنیا سے اپنے آپ کو پاک رکھے اور اللہ کے سوا کسی کو اپنے دل میں جگہ نہ دے۔

نمبر۵ ☆: درویش وہ ہے کہ کوئی اُس کے دَر سے خالی نہ جائے۔

نمبر۶ ☆: متوکل وہ ہے کہ رنج و راحت ہر حال میں راضی برضا رہے اور کسی سے شکایت نہ کرے۔

نمبر۷ ☆: جھوٹی قسم کھانے والا خانماں برباد ہو جاتا ہے۔

نمبر۸ ☆: جسے خدا سے محبت ہوتی ہے اسے فقیر سے وحشت نہیں ہوتی۔

نمبر۹ ☆: نیک کام سے بہتر نیکوں کی صحبت اور برے کام سے بدتر بروں کی صحبت ہے۔

نمبر۱۰ ☆: بھوکوں کو کھانا کھلانا غرباء کی حاجت روائی کرنا دردمندوں کی دستگیری کرنا ان سے بہتر کوئی عمل دوزخ سے بچنے کیلئے نہیں ہے۔

کشف و کرامت ☆: ایک دفعہ حضرت خواجہ قطب صاحب اور قاضی حمید الدین ناگوری مولانا علاؤالدین کرمانی علیہم الرحمۃ اور کئی دوسرے بزرگ ایک مجلس میں جمع تھے۔ حج کے موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی کہ یکایک خواجہ بختیار کاکی کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے اللہ کی رحمت بے حساب ہے وہ چاہے تو اپنے فضل سے اپنے بندوں کے پاس کعبہ شریف بھیج دے کہ اپنے مقام پر ہی طواف کر

Marfat.com

پس حضرت قطب صاحبؒ کے اس ارشاد سے حاضرین پر از خود رفتگی کا عالم طاری ہو گیا اور پر نظر اٹھا کر دیکھا تو بیت اللہ شریف سامنے تھا سب نے طواف کیا اُس وقت غیب سے آواز آئی۔ عزیزو ہم نے تمہیں حج کا ثواب عطا کیا۔

کرامت ۲ ☆: ایران کا مشہور شاعر ناصری سلطان شمس الدین التمش کی داد و دہش کا شہرہ سن کر دہلی آیا دربار میں جانے سے پہلے حضرت خواجہؒ کے پاس حاضر ہوا۔ اور دعا کی درخواست کی حضرت نے فرمایا جاؤ اللہ سرخرو کرے گا ناصری خوش خوش دربار میں پہنچا اور سلطان کی شان میں ایک زوردار قصیدہ پڑھا اتفاق سے بادشاہ کا دھیان کسی اور طرف چلا گیا۔ اُس نے قصیدہ پر توجہ نہ کی ناصری نے مایوسی کے عالم میں حضرت خواجہ کاکیؒ کا تصور کیا۔ ادھر بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور حکم دیا شروع سے اپنا قصیدہ پڑھو اس نے دوبارہ شروع کیا۔ مطلع

اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ
تیغ تو مال و فیل ز کفار خواستہ

جب مقطع پر پہنچا تو بادشاہ نے قصیدہ دوبارہ پڑھوایا اور پھر پوچھا اس قصیدے میں کتنے ابیات ہیں ناصری نے عرض کیا۔ چھپن۔ دریا دل بادشاہ نے اسے چھپن ہزار اشرفیاں دینے کا حکم دیا۔ ناصری کو اتنے بڑے انعام کی توقع نہ تھی۔ شاداں و فرحاں آپ کی خدمت میں پہنچا اور نصف اشرفیاں آپ کی نذر کرنے لگا آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اسے محبت سے رخصت کر دیا۔

کرامت ۳ ☆: ایک مرتبہ آپ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں دریا آ گیا پار جانے کے لئے کوئی کشتی وغیرہ نہ تھی آپ نے سورۃ اخلاص پڑھ کر دریا کے پانی پر پھونک ماری اُسی وقت دریا میں راستہ بن گیا اور آپ بابا صاحب کے ہمراہ پار چلے گئے۔

کرامت ۴ ☆: قطب آسمان ولایت، آفتاب آسمان طہارت و پاکیزگی، قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے دہلی پہنچنے سے قبل حضرت قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ نے عالم معاملہ میں دیکھا گویا آفتاب عالمتاب کا دہلی میں نزول ہوا ہے جس کی وجہ سے تمام ملک روشن ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آفتاب نے حضرت قاضی صاحب سے فرمایا کہ میں تمہارے گھر میں رہوں گا۔

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ نے اس سے یہ تعبیر لی کہ کوئی ولی کامل دہلی میں وارد ہو کر میرے گھر میں سکونت اختیار کرے گا۔

اس واقعہ کو ابھی دو دن نہ ہوئے تھے کہ حضرت قطب الہند آفتاب آسمان ہدایت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ دہلی میں تشریف لا کر ایک نانبائی کی دکان پر ملازمت پر مامور ہوئے۔

یہ زمانہ دہلی میں قحط کا زمانہ تھا گندم کے دانے موتیوں کے بھاؤ بکنے لگے شاہزادہ سعد الدین کی طرف سے چند سیر آٹا روزانہ اس نان بائی کے پاس آتا تھا وہ اس کی روٹیاں پکا کر واپس بھیج دیا کرتا تھا۔

ایک دن وہ نانبائی روٹی تنور میں لگا کر روٹی پکنے کے انتظار میں تھا کہ اُسے اونگھ آ گئی جب بیدار ہو کر دیکھا اور روٹیاں باہر نکالی تو

Marfat.com

تمام روٹیاں جل کر راکھ ہو چکی تھیں۔ یہ دیکھ کر بادشاہ کے ملازمین نے نان بائی کو مارا پیٹا اور گلے میں کپڑا ڈال کر گھسیٹنا شروع کر دیا۔ اور کہنے لگے کہ تم نے قحط کے زمانے میں اس قدر آٹا ضائع کر دیا۔ آپ چونکہ یہ تمام معاملہ دیکھ رہے تھے آگے بڑھے اور اسے بچاتے ہوئے بادشاہ کے ملازموں سے کہا کہ اسے چھوڑ دو میں تمہاری روٹیاں ٹھیک کئے دیتا ہوں۔ انہوں نے آپ کی نورانی صورت دیکھ کر اسے چھوڑ دیا اور آپ سے کہنے لگا اچھا ہماری روٹیاں ٹھیک کریں۔

حضرت خواجہ قطب صاحب نے وہ تمام روٹیاں دوبارہ تنور میں ڈالیں اور تھوڑی دیر کے بعد جب وہی روٹیاں دوبارہ تنور سے باہر نکالیں تو تمام روٹیاں بالکل سفید و سرخی مائل اور درست تھیں وہ روٹیاں لے کر بادشاہ کے پاس چلے گئے۔

انہوں نے جب بادشاہ کو تمام قصہ سنایا تو بادشاہ سعد الدین حضرت خواجہ قطب صاحب کی ملاقات کے لئے محل سے نکلا اور آ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا میں حضور کی زیارت و ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔

آپ تمام اہل نعمت اہل اللہ کے سردار ہیں مجھے اپنی غلامی میں قبول فرما لیجیے۔ آپ نے اسے کچھ پند و نصائح فرما کر روانہ کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے دل سے دنیا کی محبت جاتی رہی اور اپنے زمانے کا ولی کامل ہوا اور نگاہ سے عرش معلی کو دیکھنے لگا۔

نوٹ ☆: مورخین لکھتے ہیں کہ آپ کو کاکی کے خطاب سے پکارے جانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

کرامت ۵ ☆: قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ جب حضرت سید جلال الدین تبریزی علیہ الرحمتہ کے ہمراہ ملتان میں حضرت شیخ بہاؤالحق زکریا ملتانی علیہ الرحمتہ کے ہاں تشریف لائے تو ایک دن یہ تینوں بزرگ اکٹھے بیٹھے تھے کہ حاکم ملتان قباچہ خان مجلس میں آیا۔ اور عرض کی حضور تاتاری مغلوں کا ایک لشکر ملتان کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے اور ملتان شہر کو تباہ و برباد کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ اس کے پاس لشکر کی تعداد بہت زیادہ ہے اور مجھ میں یہ تاب نہیں کہ مقابلہ کر سکوں اس لئے حضور والا کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ میری کامیابی کیلئے دعا فرمائیں اور خصوصی توجہ فرمائیں تا کہ ملتان بچ جائے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ میں لکڑی کا ایک تیر تھا وہ تیر قباچہ خان کو دیتے ہوئے فرمایا یہ لے لو اور مقابلہ کے وقت تاتاریوں کے لشکر کی طرف پھینک دینا۔

قباچہ خان نے وہ تیر لیا اور مقابلہ کے لئے تیار ہو کر اپنی مختصر سی فوج لے کر گیا اور تیر اُن کی طرف پھینکا۔ لوگوں نے دیکھا کہ تاتاریوں کے لشکر کا ایک بھی سپاہی ایسا نہ تھا جو اس تیر سے زخمی نہ ہوا ہو۔ اس طرح تاتاری ملتان کا محاصرہ چھوڑ کر واپس چلے گئے۔

کرامت ٦ ☆: قطب الاقطاب، غیاث الہند حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کا معمول ابتداء میں یہ تھا کہ آپ اپنے ایک پڑوسی جو کہ بنیا اور سبزی فروش تھا سے قرض لے لیا کرتے تھے اور اس سے فرمایا ہوا تھا کہ جب تمہارا قرض تیس درہم ہو جائے تو ہمیں قرض نہ دینا۔ معمول یہ تھا کہ جب آپ کے پاس فتوحات آتیں تو آپ قرض ادا کر دیا کرتے تھے۔

کچھ عرصے کے بعد آپ نے پختہ ارادہ کر لیا کہ آئندہ کسی سے بھی قرض نہیں لوں گا اس لئے کہ یہ بھی توکل کے خلاف ہے۔

اس روز کے بعد خدا کے فضل و کرم سے ہر روز آپ کے مصلے کے نیچے سے ایک روٹی برآمد ہوتی تھی جو کہ آپ کے تمام اہل خانہ و

Marfat.com

دیگر درویشوں کے لئے کافی ہوتی تھی۔

جب کچھ عرصہ تک آپ نے اس بنیے سے قرض نہیں لیا تو اس نے سمجھا کہ شاید کسی وجہ سے مجھ سے ناراض ہیں جو قرض لینا بند کر دیا۔

اس نے اپنی عورت کو آپ کے حرم کے پاس بھیجا کہ معلوم کرو کیا وجہ ہے تو آپ کے حرم نے جواب دیا کہ ہمیں حضرت قطب صاحب کے مصلے سے مقررہ تعداد میں رزق یعنی روٹیاں مل جاتی ہیں جو سارے گھر والوں کے لئے کافی ہوتی ہیں اس لئے آپ لوگوں سے لین دین کی ضرورت نہیں پیش آتی۔

اس کے بعد سے روٹیاں ملنا بلند ہو گئیں تو حضرت خواجہ قطب صاحب نے اپنی اہلیہ محترمہ سے پوچھا کہ تم نے کسی سے مصلے کے نیچے سے روٹیاں ملنے کا ذکر تو نہیں کیا انہوں نے تمام ماجرا بنیئے کی بیوی والا بتا دیا۔

نوٹ ☆: صاحب اخبار الاخیار شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ اسی وجہ سے آپ کو کاکی کہا جاتا ہے۔ کاک افغانی زبان میں روٹی کو کہا جاتا ہے۔

کرامت ۷ ☆: قطب الملت، سلطانِ ارباب مشاہدہ، قطب الاقطاب حضرت خواجہ سیّد قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمتہ اللہ علیہ جب دہلی میں وارد ہوئے اور نانبائی کی دکان پر بادشاہ آکر مرید ہوا تو آپ وہاں سے چل کر حضرت قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمتہ کے مکان پر جلوہ افروز ہوئے تو قاضی حمید الدین نے آپ کا والہانہ استقبال کیا اور کہنے لگے میں آپ کی آمد کا عرصہ سے منتظر تھا۔

قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمتہ نے فوری طور پر قوال بلا کر محفل سماع کا اہتمام کیا۔ چونکہ لنگر کا کوئی خاطر خواہ انتظام ماسوائے چند آدمیوں کے نہ تھا۔ سماع کی وجہ سے سارا شہر اُمڈ آیا۔ مخلوق کو جمع دیکھ کر قاضی صاحب پریشان ہوئے اور لوگوں کے لئے سماع کے بعد طعام ضروری تھا اس پریشانی کے عالم میں حضرت قاضی صاحب نے خدمت میں حاضر ہو کر تمام قصہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ لوگوں کو کہیں کہ ترتیب سے بیٹھ جائیں سب کو لنگر ملے گا۔

حضرت قطب الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دونوں آستین ہلائے تو محفل میں موجود سب حاضرین کے سامنے دو دو روٹیاں اور حلوہ موجود تھا۔ ہر شخص نے پیٹ بھر کر کھایا۔

اس کے بعد مولانا امجد الدین علیہ الرحمتہ نے قاضی صاحب سے کہا کہ حضرت کھانے کے بعد شربت بھی لازمی ہے۔

حضرت قطب الاولیا خواجہ قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے کھانا دیا ہے وہ شربت بھی دے گا۔ ابھی آپ یہ فرما کر ہٹے تھے کہ تھوڑی دیر میں ایک شخص آیا اُس نے حضرت قطب الہند کو دو سیر شکر پیش کی۔ حضرت خواجہ قطب صاحب نے فرمایا کہ اس کا شربت تیار کر کے لوگوں کو پلایا جائے۔ اس شکر کو برتن میں ڈال کر سات پیالے پانی ڈالا گیا۔ اس کے بعد سارے شہر کے لوگوں نے پیا جب سب لوگ سیر ہو گئے تو شربت کی مقدار اتنی ہی تھی۔

کرامت ۸ ☆: قطب بالاتفاق آفتاب نورِ توحید و تفرید حضرت قطب الاقطاب خواجہ سیّد قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمتہ اللہ علیہ کا شہرہ جب دہلی میں زبان زد خاص و عام ہوا تو سلطان شمس الدین التمش کو معلوم ہوا کہ کوئی باکمال صاحب کشف و کرامت بزرگ دہلی

Marfat.com

میں رونق افروز ہوئے ہیں تو اُس نے کہا کہ میں بھی حضرت قطب الہند کی زیارت و ملاقات کے لئے جاؤں گا چنانچہ وہ اپنے شاہانہ لاؤ لشکر کے ساتھ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ کے گھر حضرت خواجہ قطب صاحب کے پاس حاضر خدمت ہو کر قدم بوس ہوا۔

جس وقت سلطان شمس الدین آپ کی خدمت میں آیا تو حضرت قاضی حمید الدین ناگوری اور خواجہ قطب الاقطاب اس وقت تحیۃ الوضوادا کر رہے تھے۔

دوران گفتگو سلطان شمس الدین نے عرض کیا حضور بندہ غلام اس وقت بھوکا ہے مجھے کھانے کو کچھ عنایت ہو۔

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ نے خانقاہ کے خادم سے فرمایا کہ لنگر لے آؤ۔ تو بادشاہ نے کہا کہ یا مخدوم میری خواہش یہ ہے کہ مجھے غیب سے طعام ملے یہ سُن کر قاضی صاحب مسکرائے اور حضرت قطب الاقطاب کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا کہ حضور بادشاہ کا دل چاہتا کہ غیب کا کھانا کھائے۔ اُس کو دینا چاہیے۔

حضرت قطب الہند خواجہ قطب صاحب آستین میں ہاتھ ڈال کر ایک گرما گرم سفید روٹی نکالی اور سلطان کے ہاتھ پر رکھ دی۔ جسے دیکھ کر سلطان حیران تو ضرور ہوا مگر دل ہی دل میں آپ کا غلام بے دام ہو گیا۔ اور پھر بڑے ادب سے عرض کیا حضور والا یہ روٹی روکھی ہے کیسے کھائی جائے گی۔

حضرت خواجہ قطب صاحب نے یہ سُن کر وضو والی جگہ پر ہاتھ مارا وہ جگہ گیلی (یعنی تر) تھی وہاں سے مٹی اٹھائی اور اُس روٹی پر رکھ کر فرمایا لے یہ حلوہ ہے۔ بادشاہ نے جب اُس کو کھایا تو واقعی حلوہ تھا۔

سلطان شمس الدین پہلے ہی کافی حد تک معتقد تھا مگر اب وہ اور زیادہ عقیدت مند ہو گیا اور قدموں میں گر کر درخواست کی حضور جس طرح میرے بھانجے سعد الدین کو نوازا ہے مجھے بھی بیعت سے مشرف فرمائیں۔

اس کے بعد قاضی حمید الدین ناگوری نے شیخ سعد الدین تنبولی کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ سعد الدین کھانے کے بعد پان بھی تو ہونا چاہیے۔ حضور خواجہ قطب صاحب نے روٹی دی ہے تو اپنے ماموں کو پان پیش کر۔ یہ حکم ملتے ہی حضرت شیخ سعد الدین نے اپنی آستین میں ہاتھ ڈالا اور ایک پان جو چھالیہ اور کتھا سے مرصع تھا بادشاہ شمس الدین کے ہاتھ پر رکھ دیا جو کہ عالم غیب سے آیا تھا وہ پان لے کر سلطان شمس الدین التمش نے عرض کیا بندہ کو آپ نے خواجہ صاحب سے روٹی دلوائی اور شیخ سعد الدین سے پان دلوایا قاضی صاحب اب میری خواہش ہے میرے ساتھ جتنے بھی لشکر والے آئے ہیں ان میں سے کوئی بھی اس بارگاہ سے محروم نہ جائے۔ ان سب کو بھی روٹی اور پان مل جائے۔ تو وہ بھی نعمت عظمیٰ سے مالا مال ہو جائیں گے۔

حضرت خواجہ قطب الاقطاب نے فرمایا شمس الدین جا اپنے لشکریوں سے کہہ دے کہ دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کریں۔ بادشاہ کے کہنے پر لشکر والوں نے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے تو خواجہ قطب صاحب نے اپنے دونوں ہاتھ جھاڑ دیئے۔ اس کے بعد ہر لشکری کے ہاتھ میں دو دو روٹیاں تھیں قاضی حمید الدین نے سب کے ہاتھ میں حلوہ دیا اور شیخ سعد الدین تنبولی نے سب کو پان دیئے۔

نوٹ ☆: یہی وجہ ہے کہ شیخ سعد الدین کو تنبولی کہا جاتا ہے۔ تنبول پان کو کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

کرامت ۹☆: حضرت قطب الاقطاب خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں ایک مرتبہ قطب الدین ایبک چند توڑے درہم و دینار اور سونا چاندی کے لے کر آیا اور بطور نذر پیش کیے۔

حضور خواجہ قطب الاقطاب نے اُن کو قبول نہ کیا اور تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ بندہ کو اس کی حاجت قطعی نہیں لہٰذا اس کو واپس لے جائیں۔ قطب الدین ایبک کو یہ بات ناگوار گزری۔ جس کا علم آپ کو باطنی طور پر ہو گیا۔

حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی جس بوریے پر جلوہ افروز تھے اس کا کونہ الٹ کر قطب الدین ایبک کو دکھایا اور فرمایا کہ دیکھ۔ جب اُس نے دیکھا تو مصلے کے نیچے ایک دریا جاری ہے جو سونے اور چاندی سے لبریز ہے اور بے شمار توڑے اس میں موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ زرِ خالص جس کے مصلے کے نیچے دریا کی شکل میں بہہ رہا ہو اس کو تمہارے توڑے کی کوئی حاجت نہیں۔ قطب الدین ایبک اپنے کیے پر شرمندہ ہوا اور معافی کا طلبگار رہا۔

کرامت ۱۰☆: آپ کے پاس ایک شخص نے اپنی مفلسی کی شکایت کی تو آپ نے اس کی بات سن کر ارشاد فرمایا کہ اگر میں یہ کہہ دوں کہ میری نگاہ عرش تک پہنچتی ہے تو مان لوگے؟ اُس نے جواب میں عرض کیا جی بلکہ اس سے بھی دور مان لوں گا۔

حضرت خواجہ قطب صاحب نے فرمایا اگر تیرا میرے بارے یہی اعتقاد ہے تو پہلے اسّی درہم (روپے) جو تو نے گھر میں رکھے ہوئے ہیں انہیں خرچ کر بعد ازاں شکایت کرنا۔ وہ شخص آپ کی بات سن کر بہت حیران و پشیمان ہوا شرمندگی کے عالم میں سلام عرض کر کے واپس چلا گیا۔

کرامت ۱۱☆: قطب الاقطاب سلطان العارفین حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جن دنوں ملاقات کے لئے خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا کر مقیم ہوئے تو ان دنوں حضرت غریب نواز کے مرید شیخ نجم الدین صغریٰ دہلی کے شیخ الاسلام تھے۔ حضرت نجم الدین صغریٰ دہلی میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی شہرت اور ان کے پاس موجود خلق خدا کا ہجوم دیکھ کر ناخوش تھا اور خواجہ قطب صاحب سے حسد رکھتا تھا۔

حضرت خواجہ غریب نواز نے اپنی آمد کی اطلاع نجم الدین صغریٰ شیخ الاسلام دہلی کو کی مگر انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی۔

حضرت خواجہ غریب نواز ایک دن بذاتِ خود ان سے ملنے کے لئے چلے گئے تو شیخ الاسلام نجم الدین صغریٰ اپنے مکان کا چبوترہ بنوا رہے تھے انہوں نے حضور غریب نواز کی آمد پر کسی جوش و محبت کا اظہار نہ کیا تو حضرت خواجہ بات سمجھ کر فرمانے لگے نجم الدین صغریٰ کے دماغ کو شیخ الاسلامی نے برہم کر دیا ہے۔ جواب میں شیخ نجم الدین صغریٰ نے کہا کہ میں وہی مخلص اور معتقد مرید ہوں۔ لیکن آپ نے دہلی شہر میں خواجہ قطب الدین جیسے مرید کو چھوڑ رکھا ہے جو کہ میری شیخ الاسلامی کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا۔ حضور غریب نواز نے مسکرا کر فرمایا کہ آپ گھبرائیں نہیں میں بابا قطب الدین کو اپنے ہمراہ اجمیر لے جاؤں گا۔

ان دنوں شیخ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کا دہلی میں شہرہ بدرجہ کمال تھا ہر طرف سے خواجہ قطب ہی آواز سنائی دیتی تھی۔

حضور غریب نواز جب خواجہ قطب صاحب کے گھر واپس تشریف لائے تو مسکرا کر فرمایا بابا قطب الدین تم یکبارگی اس قدر مشہور

Marfat.com

ہو گئے ہو کہ لوگ تمہاری شکایت کرتے ہیں۔ لہٰذا تم میرے ساتھ اجمیر چلو۔ خواجہ قطب صاحب نے مرشد کا حکم ملتے ہی تیاری کر لی اور دوسرے دن جب وہ اپنے مرشد کے ہمراہ دہلی سے چلنے لگے تو دہلی شہر کے اکابر واصاغر مرد وعورت سب کے سب قافلے کے پیچھے دوڑے اور راستہ روک کر کھڑے ہو گئے اور خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں عرض کرنے لگے ہمارے خواجہ قطب کو نہ لے کر جائیں اتنے میں بادشاہ وقت حضرت سلطان شمس الدین التمش بھی موقع پر پہنچ گئے اور بارگاہ غریب نواز میں فریادی ہوئے حالت یہ تھی کہ جہاں جہاں سے خواجہ قطب گزرتے گئے تھے لوگ وہاں کی خاک تبرک اٹھا رہے تھے۔ لوگوں نے بڑی گھبراہٹ منت آہ وزاری سے حضرت خواجہ غریب نواز کو اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور کر دیا لوگوں کی دلی حالت دیکھ کر فرمایا بابا بختیار تم یہیں پر قیام کرو کیونکہ خلقت تمہارے یہاں سے جانے پر سخت مضطرب ہے اور میں نہیں چاہتا کہ لوگوں کے دل اس قدر خراب اور کباب ہوں۔ جاؤ یہ شہر تمہاری پناہ میں ہے۔ پھر سلطان شمس الدین التمش حضور غریب نواز کا قدمبوس و مشکور ہو کر اپنے شیخ کامل حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی کو لے کر خوشی خوشی واپس دہلی شہر کی طرف آ گئے اور حضور غریب نواز سید محمد معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس جانب اجمیر شریف چلے گئے۔ ادھر حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ دہلی واپس آ کر قیام پذیر ہوئے اُدھر شیخ الاسلام نجم الدین صغریٰ کو چند روز بعد سلطان نے شیخ الاسلامی کے عہدہ سے برطرف کر دیا اور پھر اس کے چند ہی روز بعد شیخ نجم الدین صغریٰ کو قتل کر دیا گیا۔

کرامت ۱۲☆: مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب ارواح ثلاثہ میں رقم طراز ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب جب بطن مادر میں تھے کہ ان کے والد شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ ایک دن حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور مراقبہ کیا۔ چونکہ آپ کا ادراک بہت تیز تھا۔ حضرت خواجہ قطب صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا چونکہ تمہاری زوجہ حاملہ ہے۔ اور اس کے پیٹ میں قطب الاقطاب ہے۔ اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا۔ انہوں نے اقرار وتسلیم کیا اور آ کر بھول گئے ایک روز شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ کی زوجہ نماز میں مصروف تھیں۔ نماز کے بعد جب انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو ان کے ہاتھوں میں دو چھوٹے چھوٹے ہاتھ نمودار ہوئے تو وہ ڈر گئیں اور گھبرا کر شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ سے کہا یہ کیا بات ہے؟ فرمایا ڈرو مت تمہارے پیٹ میں ولی اللہ ہے۔ پس اسی لئے ان کا نام تو قطب الدین احمد رکھا گیا ہے۔ اور اکثر تحریرات میں اس نام کو حضرت شاہ صاحب لکھتے بھی تھے مگر مشہور ولی اللہ ہوا ہے۔

کرامت ۱۳☆: حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء زری زر بخش رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب فوائد السالکین میں فرماتے ہیں ایک مرتبہ عید کے روز قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمتہ اللہ علیہ عیدگاہ سے واپس ہوتے ہوئے اس مقام پر پہنچے جہاں آج کل آپ کا مزار پُر انوار ہے۔

یہ مقام پہلے جنگل کی طرح غیر آباد تھا اور گنبد یا مزار یا قبر وہاں اس سے پہلے موجود نہ تھا۔ آپ وہاں پر ٹھہر گئے اور سوچنے لگے۔ جو عزیز میرے ہمراہ تھے۔ انہوں نے عرض کی آج عید کا دن ہے۔ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ جناب تشریف فرما ہو کر کھانا تناول فرمائیں آپ یہاں پر کیوں دیر کر رہے ہیں۔

حضرت خواجہ قطب صاحب نے فرمایا کہ مجھے اس زمین میں دلوں کی بُو آتی ہے۔ اسی وقت مالک زمین سے زمین طلب کی اور

Marfat.com

اپنے خاص مال سے اس کی قیمت ادا کی اور اسے اپنا مدفن قرار دیا۔

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ فرمان کہ یہاں سے دلوں کی بُو آتی ہے۔ اب دیکھ لیجئے اس زمین مقدس میں کون کون سے اور کتنے کتنے بڑے صاحب دل اور صاحب علم وعرفان بزرگ یہاں آرام فرما ہیں۔

کرامت ۱۴☆: قطب الاقطاب، آفتاب نورِ توحید وتفرید، سلطان العاشقین، شہید تیغ رضا وتسلیم، شہید وکیل الباب، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ اور دیگر مشہور مشائخ کبار کی موجودگی میں حضرت شیخ علی سنجری علیہ الرحمۃ کی خانقاہ میں محفل سماع ہو رہی تھی۔

جب قوال نے حضرت شیخ احمد جام علیہ الرحمۃ کا کلام شروع کیا اور اس مصرع پر پہنچے کہ

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں ازغیب جانے دیگر است

اس شعر کو سن کر خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی علیہ الرحمۃ پر ایک عجیب قسم کی کیفیت سوار ہوگئی اور وجد کی حالت میں نعرہ مستانہ وار مارنا چاہا تو حضرت قاضی حمید الدین ناگوری نے آپ کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا کیا آپ سارے جہان کو جلانا چاہتے ہیں۔

یہ کیفیت مسلسل تسلسل کے ساتھ جاری تھی کہ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ آپ کو دیگر احباب کے ہمراہ پکڑ کر آپ کے گھر لے آئے تمام راستے قوال تکرار کرتے رہے۔ تین روز تک آپ پر یہ کیفیت طاری رہی۔ اور بار بار قوالوں کو یہی شعر تکرار کے ساتھ پڑھنے کی تلقین فرماتے۔ اس کیفیت کے دوران آپ کے جسم مبارک کی ہڈیاں الگ الگ ہوگئیں اور لحہ بہ لحہ استغراقی کیفیت بڑھتی رہی صرف نماز کے وقت آپ کو ہوش آجاتا اس تین دن کے دوران آپ کی ایک بھی نماز فوت یا قضا نہ ہوئی۔

مولانا فخر الدین ذرادی علیہ الرحمۃ اپنے رسالہ سماع میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ کیفیت طاری تھی تو کچھ احباب نے آپ کا قارورہ دہلی کے بہت حاذق حکیم شمس الدین کو دکھایا تا کہ پتہ چلے کہ آپ کو کوئی بیماری کی وجہ سے یہ تکلیف تو نہیں۔ تو اس وقت حکیم شمس الدین نے قارورہ دیکھ کر کہا کہ یہ ایسے شخص کا قارورہ ہے جو محبت کی آگ میں جل چکا ہے اور اس کا جگر پگھلا ہوا ہے۔

بعض مورخین نے تین دن بعض نے پانچ اور بعض نے سات دن تک لکھا ہے کہ تمام حاضرین پر بھی ایک عجیب وغریب کیفیت طاری رہی کسی کو کوئی سدھ بدھ نہ تھی اور آپ پر یہ کیفیت طاری رہی کہ جب قوال پہلا مصرع پڑھتے تو آپ کا وصال ہو جاتا اور جب دوسرا مصرع پڑھا جاتا تو آپ تڑپنے لگتے مثل زندہ کے نظر آتے تھے۔

حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی صاحب اقتباس الانوار اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ تین دن تک متواتر وجد کرتے رہے اس کے بعد آپ کے ہر بال سے صدائے اللہ اللہ کی آواز بھی سنائی دیتی تھی اور ہر بال سے خون کے قطرے نکل کر زمین پر گر رہے تھے اور خون کے ہر قطرے سے زمین پر نقش اللہ پیدا ہو جاتا تھا اور اس نقش سے اللہ اللہ کی آواز بھی سنائی دیتی تھی۔ لیکن اس عرصہ میں آپ کی کوئی

Marfat.com

نماز فوت نہیں ہوئی۔ اور آپ شب و روز سماع میں مستغرق رہے جس وقت قوال پہلا مصرع پڑھتا تو آپ کا وصال ہو جاتا تھا۔ جب دوسرا مصرع پڑھتے تو زندہ ہو کر رقص شروع کر دیتے تھے بالآخر ۱۴ ربیع الاول ۶۳۵ بوقت چاشت۔ آپ نے قوالوں کو مصرع ثانی پڑھنے سے منع کر دیا اور نعرہ مار کر جان عزیز جمال دوست کے سامنے قربان کر دی۔ حضرت شیخ بدرالدین غزنوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جس رات کے بعد حضرت خواجہ قطب صاحب کا وصال ہونا تھا اسی صبح سے قبل رات کو مجھ پر غنودگی طاری ہو گئی اور میں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ قطب صاحب اوپر کی طرف جا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے بدرالدین دوستان حق کیلئے موت نہیں ہے۔ جب میں صبح کو بیدار ہوا تو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ قطب صاحب کا وصال با کمال ہو چکا ہے۔

وصال با کمال ☆: ایک روز شیخ علی سنجری علیہ الرحمۃ کی خانقاہ میں محفل سماع منعقد ہوئی۔ حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ بھی تشریف فرما تھے۔ قوالوں نے حضرت شیخ احمد جامؒ کا کلام پڑھنا شروع کیا جس وقت وہ اس شعر پر پہنچے۔

کشتگان خنجر تسلیم را   ہر زماں ازغیب جانے دیگر است

تو حضرت خواجہ نے ایک بار یہ شعر اپنی زبان مبارک سے پڑھا اور پھر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے اور حالت نازک ہو گئی قاضی حمید الدین، مولانا بدرالدین علیہم الرحمۃ اور دوسرے بزرگ آپ کو خانقاہ میں لے آئے پھر قوالی شروع ہوئی اور تین دن اور تین رات تک اسی شعر پر تکرار رہی نماز کے وقت ہوش میں آ جاتے اور وضو کر کے نماز ادا فرماتے۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی پھر بے خود ہو جاتے اور عجیب کیفیت یہ تھی کہ مصرعہ پڑھا جاتا تو بالکل بے جان ہو جاتے لیکن دوسرا مصرعہ پڑھتے ہی بدن میں حرکت پیدا ہو جاتی آخر لوگوں کی رائے سے دوسرے مصرعہ کو بند کر دیا گیا اور پہلے مصرعہ کی دو چار دفعہ تکرار سے ہی آپ واصل بحق ہو گئے۔ وصال کے وقت سر مبارک قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ کی گود میں تھا اور پاؤں مولانا بدرالدین غزنوی علیہ الرحمۃ کی آغوش میں۔

تاریخ وصال ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ بمطابق 1235ء شب دوشنبہ تھی سلطان شمس الدین التمش نے غسل دیا اور خود ہی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر اس جگہ دفن کیا جو حضرت خواجہ نے عالم حیات میں ہی اپنے مرقد کے لئے خریدی تھی۔ مزار فیض پُر انوار دہلی سے سولہ میل دور مہرولی کے مقام پر مرجع خاص و عام ہے۔

راقم الحروف نے 1983ء میں درگاہ پر حاضری دی ہے۔ بڑی پُر سکون جگہ ہے۔ کیف و مستی کی عجیب بستی ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ محمد ترک نارنولی چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: سلطان العاشقین، برہان الواصلین، دلیل الکاملین، امام العارفین حضرت شیخ محمد ترک نارنولی چشتی رحمتہ اللہ علیہ زبدۃ العارفین ہیں۔

آپ کا اصلی وطن ترکستان ہے۔ وہاں سے ہجرت کر کے قصبہ نارنول ریاست پٹیالہ نزد ریواڑی میں مکمل سکونت اختیار کی۔

آپ کو حضرت شاہ ترکمان اور ترک سلطان کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ دہلی شہر کا ترکمان دروازہ آپ ہی کے نام سے منسوب ہے۔ آپ کی ذات والاصفات کا شمار ہندوستان کے مشاہیر سے ہے۔ آپ بڑے ہی قوی الحال اور بلند ہمت اور بلند مرتبہ درویش کامل تھے۔ آپ نے تمام زندگی مجرّد متوکل اور آزادی میں گذاری۔ زن و دھن اور اولاد کی خواہش دل میں نہ تھی۔ تمام عمر گوشہ نشینی میں گذاری اور ہمہ وقت یاد خدا اور ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے۔ آپ نے انتہائی سخت قسم کے مجاہدے کیئے اور منازل سلوک طے کر کے خدا کی معرفت اور قرب حاصل کیا اور فقر کے مقام بلند کو حاصل کیا۔

بیعت و خلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

تذکرہ نگاروں کے مطابق آپ کو اپنے پیر بھائی شہنشاہ ولایت ہندالولی خواجہ غریب نواز سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف☆: صاحب اخبار الاخیار حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ رقم طراز ہیں کہ ایک بار بادشاہ نے حضرت خواجہ شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی علیہ الرحمتہ کو کسی رنجش کی وجہ سے ٹھٹھہ جانے کا حکم دیا۔ حضرت شیخ چراغ دہلی براستہ نارنول چل دیئے۔ جب نارنول شریف ایک میل کے فاصلے پر رہ گیا تو سواری سے اتر کر پاپیادہ آپ کے دربار پر حاضر ہوئے۔ آپ کے دربار کے آگے ایک بھاری پتھر پڑا تھا۔ جسے دیکھ کر حضرت چراغ دہلی دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ کافی دیر گزرنے کے بعد آپ کے مزار پر فاتحہ شریف پڑھی اور واپس چل دیئے۔

حضرت چراغ دہلی کے ایک ہمراہی نے عرض کیا حضور کیا وجہ تھی کہ آپ پتھر کے سامنے اتنی دیر مؤدب کھڑے رہے۔ حضرت

Marfat.com

چراغ دہلی نے فرمایا کہ عجیب معاملہ ہے کہ کائنات کے مالک ومختار خود اس در پر آئے۔ میں نے دیکھا کہ روح پرفتوح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پتھر پر مثل خورشید جلوہ گر ہے۔ جب تک وہ صورت میرے روبرو رہی میں اس پتھر کی جانب متوجہ رہا۔ اس کے بعد میں نے مزار حضرت شیخ محمد ترک نارنول رحمۃ اللہ علیہ پر فاتحہ پڑھی۔

اس کے بعد حضرت چراغ دہلی نے فرمایا کہ اگر کسی شخص پر مشکل بنی ہو اور وہ آپ کے مزار پُر انوار پر حاضری دے تو امید ہے کہ اس کی مشکل آسان ہو جائے گی۔ ایک شخص نے بیبا کی سے عرض کیا کہ آپ کو بھی تو اس وقت مشکل کا سامنا ہے۔ آپ بھی اپنی مشکل کی آسانی کے واسطے دعا کیجئے۔ حضرت چراغ دہلی نے فرمایا کہ انشاء اللہ مشکل آسان ہو گی۔ حضرت چراغ دہلی ابھی نارنول سے چل کر تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ انہیں کسی نے خبر دی کے بادشاہ دہلی کا انتقال ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت چراغ دہلی ٹھٹھہ جانے کی بجائے دہلی کی جانب واپس چلے گئے۔

شہادت عظمیٰ ☆: قصبہ نارنول شریف میں کفار زیادہ اور مسلمان بہت تھوڑے تھے۔ اسی بنا پر نارنول میں کفار کا غلبہ تھا۔ کفار ہمیشہ موقع کی تلاش میں رہتے تھے کہ کس طرح مسلمانوں کو ختم کیا جائے۔

عید کا روز تھا تمام مسلمان عیدگاہ میں نماز عید میں مصروف تھے کہ کافروں نے اچانک حملہ کر دیا۔ اور مسلمانوں کے قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ اس موقع پر بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔ اسی دوران آپ کو بھی کفار نے شہید کر ڈالا۔ اور آپ کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے اور اکثر شہدائے اسلام کی لاشیں حوض کے کنارے دفن کی گئیں۔

اور آپ کو آپ کے حجرہ مبارک میں دفن کیا گیا۔ آپ کے حجرہ اور اس کے اردگرد بہت سے مزارات بھی موجود ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال یکم ماہ شوال 642ھ ہجری بمطابق 1244ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار قصبہ نارنول شریف ریاست پٹیالہ مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے مزار مبارک کا تصرف اس قدر زیادہ اور جاری ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ صاحب ولایت ہیں۔ ہر جمعہ کی شب لوگ کثرت سے زیارت کے لیے آتے ہیں اور اپنی استعداد کے مطابق فیض حاصل کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت شیخ بدرالدین غزنوی چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: حجۃ الکاملین امام العارفین قدوۃ السالکین، برھان الواصلین فنافی الرسول قطب دوراں، حضرت شیخ بدرالدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کا شمار اپنے وقت کے جلیل القدر اولیائے کبار میں ہوتا ہے۔ آپ کے زمانے کے مشائخ آپ کی بزرگی کا اعتراف کرتے تھے۔

آپ وعظ و نصیحت بھی کرتے تھے جس میں بہت سی عمدہ باتیں بہترین اسلوب سے بیان کیا کرتے تھے۔ آپ کی وعظ کی مجلس میں دوسرے لوگوں کے علاوہ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ بکثرت شریک ہوتے تھے۔ ابتداء آپ غزنی سے لاہور تشریف لائے وہاں کچھ عرصہ رہے پھر سفر کا ارادہ ہوا اس بارے میں آپ خود بیان فرماتے ہیں کہ میرا ایک دل یہ کہتا ہے کہ میں دہلی کی طرف جاؤں۔ ایک دل یہ کہتا کہ غزنی کی طرف جاؤں۔

چنانچہ اس کشمکس میں کوئی فیصلہ نہ کر سکا میرے دل کی زیادہ تمنا یہ تھی کہ میں غزنی کی جانب چلا جاؤں کیونکہ میرے ماں باپ رشتہ دار اور دوست احباب وہیں تھے دہلی میں ایک داماد کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ مجبوراً میں نے قرآن مجید سے فال دیکھنے کی نیت کی اور ایک بزرگ کی خدمت میں گیا۔ اول غزنی کی نیت سے فال دیکھی تو عذاب کی آیت نکلی، پھر دہلی کی نیت سے فال دیکھی تو بہشت اور اس کی نہروں اور جنت کی خوبیوں والی آیت اگرچہ میرا دل غزنی کی طرف تھا لیکن فال کے حکم کے مطابق میں دہلی کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب میں شہر میں پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ میرا داماد قید میں ہے۔

چنانچہ میں سرائے سلطان کے سامنے آیا تا کہ اس کا پتہ معلوم کر سکوں اچانک میں نے اپنے داماد کو سرائے سے باہر آتے دیکھا اور ایک تھیلی اس کے ہاتھ میں ہے۔ جس میں چاندی کے روپے تھے۔ جب اُس نے مجھے دیکھا تو مجھ سے لپٹ گیا اور خوش ہوا مجھے اپنے گھر لے گیا اسی دوران میں نے کئی بار سنا کہ غزنی شہر میں مغل آ پہنچے اور قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

سیرت و کردار ☆: آپ اپنے وقت کے جلیل القدر اولیائے کبار سے ہیں۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ جیسی

Marfat.com

متبرک ہستیاں آپ کا وعظ سننے میں فخر محسوس کرتے تھے۔آپ عبادت وریاضت اور مجاہدہ میں ہمہ وقت مشغول رہتے تھے۔سماع کے بڑے ہی رسیا اور شوقین تھے آپ کے زمانے کے مشائخ آپ کو سرخ شیر کہتے تھے۔حضرت شیخ بدرالدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کی حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے گہرا تعلق ورابطہ تھا۔آپ کے والد نے ایک مرتبہ شیخ غزنوی رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ خضر سے ہماری بھی ملاقات کرادو تو بہتر ہوگا۔

چنانچہ ایک مرتبہ شیخ غزنوی رحمتہ اللہ علیہ واعظ فرمار ہے تھے کہ ایک آدمی مجمع سے دور بلند جگہ بیٹھا ہوا تھا۔شیخ غزنوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا حضرت شاہ خواجہ خضر علیہ السلام بیٹھے ہوئے ہیں شیخ کے والد بزرگوار نے کہا کہ واعظ کے بعد ان سے ملاقات کروں گا چنانچہ جب واعظ ختم ہوا شاہ خواجہ خضر بھی اپنی جگہ سے روپوش ہو گئے۔

شوق سماع ☆: حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیخ بدرالدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ بوڑھے ہونے کی وجہ سے کمزور ہو گئے تھے۔لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ حضرت آپ بوڑھے ہو گئے۔مگر تعجب ہے کہ رقص اسی طرح کرتے ہیں جس طرح عالم شباب میں کرتے تھے؟ آپ نے جواب دیا کہ بوڑھا کبھی بھی رقص نہیں کرتا۔بلکہ عشق رقص کرتا ہے۔جہاں عشق ہوتا ہے وہاں رقص بھی ہوتا ہے۔اس سوال وجواب کی وجہ سلطان المشائخ یہ لکھتے ہیں کہ شیخ بدرالدین رحمتہ اللہ علیہ بوڑھے ہو جانے کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے۔مگر جب محفل غزالخوانی کا انعقاد ہوتا تو وہاں آپ بعض اشعار سن کر قابو سے باہر ہو جاتے اور رقص کرنے لگتے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۶۵۷ھ بمطابق 1258ء میں ہوا مزار پُرانوار دہلی انڈیا یعنی مہرولی میں خواجہ قطب صاحب کے مزار کے احاطے میں مرجع ہر خاص وعام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بھی آپ کے مزار پُرانوار کی زیارت کی سعادت حاصل کی ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت شیخ جمال الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین برھان الواصلین، حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ پیشوائے اہل تمکین ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے ملتا ہے۔ آپ کا نام مبارک جمال الدین ہے۔ آپ ایک بہت بڑے خطیب ہونے کے علاوہ کمالات ظاہریہ باطنیہ کے بھی حامل تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ ایک اچھے خطیب تھے حضرت بابا صاحب کی خدمت میں وابستہ ہونے کے بعد خطابت چھوڑ دی تھی۔ فقر وفاقہ کو تاج وتخت پر فوقیت دیتے تھے۔ علم ترک وتجرید آپ کا شعار تھا کمالات ظاہری وباطنی میں بینظیر تھے۔ آپ کے پیرو مرشد حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ کی خاطر بارہ سال ہانسی میں رہے۔ بابا صاحب علیہ الرحمۃ آپ کے متعلق کچھ فرماتے تھے۔ کہ (جمال جمال ماست)۔ یعنی جمال ہمارا جمال ہے۔ اور کبھی فرماتے تھے کہ (جمال میخواھم کہ گرد پیر تو بگردم) جمال چاہتا ہوں کہ تیرے گرد طواف کروں۔

عبادت وریاضت ☆: آپ کے یہاں ایک کنیز تھی۔ جو نہایت ہی پاک دامن خاتون تھی۔ حضرت بابا صاحبؒ ان کو مادر موموناں کہہ کر پکارتے تھے۔ ایک دفعہ وہ حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ کے پاس ہانسی سے پاکپتن شریف آئیں۔ حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ نے اُن سے دریافت کیا۔ "مادر موموناں جمال ماچہ می کند" مادر موموناں ہمارا جمال کیا کرتا ہے۔ مادر موموناں نے عرض کیا کہ جس روز سے وہ آپ کے دامن سے وابستہ ہوئے ہیں۔ انہوں نے گاؤں، اسباب، جائیداد، اور شغل خطابت کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ فاقہ کشی اور محنت پر کمر باندھ لی ہے۔ حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے فرمایا "اَلْحَمْدُلِلّٰہ خُوش مِی بَاشَدْ" الحمدللہ کیسا ہی اچھا شخص ہے۔

تعلیمات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کامل میں چند صفات کا ہونا ضروری ہے۔ جس میں وہ صفات نہ ہوں وہ فقیر کامل نہیں کہا جاسکتا۔ ان صفات کے متعلق جن کا فقیر کامل میں ہونا ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ فقیر ایک خلق شریف ہے۔ جس سے صلاح،

Marfat.com

عفت، زہد، ورع، تقویٰ، اطاعت، عبادت، فاقہ، مسکنت، قناعت، دیانت، ضیافت، امانت، تہجد، خضوع، خشوع، تواضع، تحمل، عفو، اشفاق، انفاق، ایثار، اطعام، اکرام، احسان، اعراض، اخلاص، صدق، صبر، سکونت، علم، رضا، حیاء، سخاوت، خوف، ریاضت، مجاہدہ، مراقبہ، موافقت، معاملات، توحید، تہذیب، عنایت، رعایت، شفقت، شفاعت، لطف وکرم، شکوہ فکر، کرم ادب واحترام، حکمت، ہمت، معرفت، حقیقت، ان صفات کا ہونا ضروری ہے۔

کرامت ☆: ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کی دعوت کی کھانے سے فارغ ہو کر آپ نے اجازت چاہی۔ میزبان نے کہا جب تک بارش نہیں ہوگی، نہ جانے دوں گا، اس سال بارش نہیں ہوئی تھی۔ اور قحط کے آثار نمایاں تھے۔ میزبان کے اصرار پر آپ وہیں بیٹھ گئے۔ چنانچہ اس رات کو خوب بارش ہوئی۔ آپ گھوڑے پر سوار ہو کر ہانسی واپس تشریف لائے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۶۵۹ھ بمطابق 1260ء میں ہوا۔ مزار فیض آثار ہانسی نزد دہلی انڈیا میں آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

سلام بحضور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ

السّلام اے تیرہ بختاں را نوید
میکنم شام و سحر بس یا فریدؒ

السّلام اے بابا و فردِ جہاں
اولیاء شُد جبہ سا بر آستاں

السّلام اے خواجۂ گنجِ شکرؒ
تو نۂ از حالِ مسکیں بے خبر

السّلام اے جانِ خواجہ قطبِ دین
جانِ مَارا پاك کن از کبر و کین

السّلام اے جانِ عثمانؒ و معینؒ
گوھرِ تابندہ رو دُرِّ ثمین

السّلام اے ذاتِ صابرؒ را قرار
طالبانت روز و شب در انتظار

السّلام اے جان بخش مردہ را
چارہ و سامانِ دل پژمردہ را

السّلام اے چشتیاں را راحتے
ذاتِ پاکت زشتیاں را رحمتے

السّلام اے مظھرِ شانِ جمال
بابِ جنت بر درت ایں چہ کمال

السّلام اے آیتِ ربِّ کریم
چہ خوش آئد از درت بادِ نسیم

السّلام اے جانِ و فخرِ انبیاء
زُھدِ تو مشھور زھدُ الانبیاء

السّلام اے زینتِ بستانِ چشت
چشتیاں از نسبتت اھلِ بھشت

السّلام اے درد منداں را دوا
در شبِ تاریكِ ھجراں تو ضیاء

السّلام اے چارۂ دردِ ھجر
کشتی بانِ مَا توئی توئی خضرؑ

السّلام اے ماہِ کامل جانِ جاں
تکیہ گاہِ بیکساں محبوبِ جاں

السّلام اے بے نصیباں را نصیب
خاكِ پائے تو شود مَارا نصیب

السّلام اے وجھك وجہ السرور
دُونَ لطفكَ مالنا شرح الصدور

السّلام اے جئت للفقراء بشیر
اَنتَ لِی نعم الولِی نعم النصیر

السّلام اے دستگیرِ چشتیاں
مرشدِ دوراں رفیقِ قدسیاں

السّلام اے وارثِ تقدیرِ مَا
محو کن از لطف ھر تقصیرِ مَا

السّلام اے چارۂ یومِ حساب
گَھہ گذر آری بہ صابرؔ بے حجاب

از قلم: حضرت پیر سید محمد صابر حسین شاہ صابری رحمۃ اللہ علیہ (کاموکی)

Marfat.com

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شیخ الاسلام والمسلمین زبدۃ الانبیاء امام الاتقیاء سلطان العاشقین برہان الواصلین حجۃ الکاملین حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض یافتہ اور حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کا شمار اکابر اولیاء کرام میں سے ہے۔

ریاضت، مجاہدہ، فقر اور ترک دنیا آپ کے محبوب ترین مشغلے تھے۔

آپ کشف و کرامات کی علامات اور ذوق و محبت کی درخشندہ نشانی تھے۔ خود کو لوگوں کی نظروں سے چھپائے رکھتے اور ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف کوچ فرماتے۔ آخر کار اجودھن موجودہ پاکپتن شریف تشریف آئے یہاں کے باشندے تند خو، ظاہر پرست اور خاص کر فقیروں اور درویشوں کے دشمن تھے۔ آپ نے اس جگہ پہنچ کر فرمایا کہ یہ مقام میرے رہنے کے لئے مناسب ہے۔

اس کے بعد تادم زیست وہیں رہے اور دین حق کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہے۔

آپ کا نسب نامہ پدری امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کابل کے بادشاہ فرخ شاہ کے خاندان سے تھے۔ کابل کی لڑائی میں آپ کے مورث اعلیٰ نے شہادت پائی۔ آپ کے دادا حضرت قاضی شعیب مع تین لڑکوں اور سامان کے ساتھ لاہور تشریف لائے۔ پھر لاہور سے قصور چلے گئے۔ ان کو کتوال کا قاضی مقرر کر دیا گیا۔ وہ وہیں رہنے لگے۔ آپ کے والد ماجد کا نام نامی شیخ جمال الدین سلیمان ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی قرسم خاتون مولانا وجیہ الدین خجدی کی دختر تھیں آپ کے بڑے بھائی کا نام اعزالدین محمود اور چھوٹے بھائی نجیب الدین متوکل جو آپ کے مرید و خلیفہ بھی ہیں آپ کی بہن کا نام ہاجرہ ہے۔ جو جمیلہ خاتون کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۵۷۵ھ کو ہوئی بعض کے نزدیک آپ نے ۵۶۹ھ کو اس عالم کو زینت بخشی۔

بچپن کا صدمہ ☆: ابھی آپ نے ہوش بھی نہ سنبھالا تھا کہ آپ کے والد بزرگوار اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت گھر پر ہی ہوئی۔ بارہ سال کی عمر میں آپ نے قرآن کریم حفظ کیا جب آپ کی عمر پندرہ سال کی ہوئی تو ملتان تشریف لے آئے اور مولانا منہاج الدین علیہ الرحمۃ ترمذی سے فقہ کی مشہور کتاب نافع پڑھی۔ اور علوم دینیہ حاصل کئے۔ پھر آپ قندھار تشریف لے گئے اور وہاں پانچ سال قیام فرمایا تفسیر حدیث فقہ صرف نحو منطق وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔

بیعت و خلافت ☆: ایک دن آپ مسجد میں مولانا منہاج الدین علیہ الرحمۃ سے سبق پڑھنے کے بعد کتاب نافع کا مطالعہ کر رہے تھے کہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ ملتان تشریف لائے تو پہلے اسی مسجد میں آئے حضرت خواجہ

Marfat.com

قطب صاحب علیہ الرحمۃ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ سے پوچھا ''مسعود تو چہ می خوانی'' مسعود تم کیا پڑھتے ہو آپ نے جواب دیا کتاب نافع۔ یہ سُن کر حضرت قطب صاحب نے فرمایا ''میدانی کہ نفع تو ازین نافع خواید بود'' تم جانتے ہو کہ نافع سے تمہیں کیا نفع ہوگا۔ آپ نے عرض کیا مجھے تو حضرت کی قدم بوسی سے نفع ہوگا یہ کہہ کر آپ اٹھے اور حضرت کے قدموں پر اپنا سر نیاز رکھ دیا۔ ملتان میں کچھ روز قیام کر کے حضرت خواجہ قطب صاحبؒ دہلی روانہ ہو گئے۔ آپ نے بھی دہلی جانا چاہا مگر حضرت خواجہ قطب صاحبؒ نے آپ کو اجازت نہ دی۔ آپ نے تعلیم جاری رکھنے کی ہدایت فرمائی آپ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کے ہمراہ تین منزل تک آئے۔

آپ ۵۹۰ھ با اختلاف روایت ۵۸۴ھ یکم رمضان المبارک بروز جمعہ کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر شریف پندرہ برس تھی۔ تحصیل علوم سے فارغ ہو کر آپ ۵۹۵ھ میں دہلی آئے اور غزنی کے دروازے کے قریب ایک حجرہ میں رہنے لگے بعدازاں خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے آپ کے پیرو مرشد نے اپنا خاص مصلے اور عصا آپ کو عنایت فرمایا اور آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تمہاری امانت یعنی سجادہ دستار اور نعلین جو کہ دست بدست پیران چشت سے مجھ کو پہنچی ہیں قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ کے سپرد کر دونگا اور جب تم میرے وصال کے پانچویں روز ہانسی سے میری قبر پر آؤ گے وہ یہ امانت تم کو پہنچا دیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

سیر و سیاحت ☆: آپ نے عراق، شام، سیوستان، غزنی، بنی لاقندھار وغیرہ کی سیاحت فرمائی اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت شیخ سیف الدین خضری، حضرت شیخ سعید الدین جموی، حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا، حضرت اوحدالدین کرمانی، حضرت شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری شیخ الاسلام اجل شیرازی اور شیخ شہاب الدین زندہ بس علیہم الرحمۃ کے علاوہ بہت سے بزرگوں کی صحبت سے مستفید ہوئے اور فیوض و برکات حاصل کئے اس کے بعد آپ مکمل طور پر اجودھن موجودہ پاکپتن شریف میں قیام پذیر ہو گئے قاضی اجودھن آپ کا سخت مخالف تھا لیکن اِس کی مخالفت کارگر ثابت نہ ہوئی وہیں شہاب الدین ساحر کے لڑکے نے آپ پر جادو کیا جس سے آپ کو کچھ تکلیف تو ہوئی مگر آپ نے اِس کا قصور معاف کر دیا۔

عبادت و ریاضت ☆: آپ خود فرماتے ہیں کہ میں بیس برس تک عالم تفکر میں کھڑا رہا بالکل نہیں بیٹھا میرے پاؤں سوج گئے تھے اور اُن سے خون بہتا تھا مجھے یاد نہیں کہ ان بیس سال میں مَیں نے کچھ کھایا ہو یا نہیں آپ نے ایک مرتبہ روزہ داؤدی رکھا۔

لقب گنج شکر کیسے ملا ☆: فرید العالمین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ نے جب مجاہدہ کرنا چاہا تو آپ کے پیرو مرشد حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کار حمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے فرید طے کا روزہ رکھو اور تیسرے دن کچھ غیب سے مل جائے اس سے افطار کر لینا۔

چنانچہ آپ نے طے کا روزہ رکھا تیسرے دن ایک شخص چند روٹیاں لے کر آیا آپ نے یہ سمجھا کہ یہ غیب سے آ رہا ہے۔ اس سے افطار کر لیا مگر کچھ دیر کے بعد آپ کے پیٹ میں درد اٹھا اور جو کچھ کھایا تھا قے کر دیا اور معدہ خالی ہو گیا۔ آپ نے جب اس کا تذکرہ اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ قطبؒ سے کیا تو انہوں نے فرمایا اے مسعود تم نے تیسرے روز افطار تو کیا لیکن شراب خور کی روٹی سے افطار کیا تھا

Marfat.com

چونکہ حق تمہارے شامل حال تھا شرابی کی روٹیاں تمہارے معدے میں نہ رہ سکیں۔ جاؤ مزید تین کا روزہ رکھو۔

جب چھ دن گزر گئے اور کھانے کی بو تک نہ پہنچی تو خوف غالب آ گیا۔ رات کا ایک پہر گزر جانے کے بعد بھوک نے اس قدر غلبہ کیا کہ آپ نے زمین پر ہاتھ مارا اور چند ڈھیلے اٹھا کر منہ میں ڈالے۔ جونہی وہ ڈھیلے منہ مبارک میں پہنچے شکر بن گئے۔

آپ نے فوراً وہ چیز منہ سے نکال کر پھینک دی اس خیال سے کہ شاید کوئی شیطانی مکر و فریب نہ ہو۔ غرضیکہ بھوک ستاتی رہی اور آپ سنگریزے اٹھا کر منہ میں ڈالتے رہے اور وہ شکر ہوتے رہے۔ چار پانچ مرتبہ یہی خیال دل میں گزرا کہ مرشد نے فرمایا تھا کہ جو کچھ غیب سے مل جائے افطار کر لینا۔ شاید یہی حق تعالیٰ کی عنایت ہے۔

چنانچہ آپ نے چند سنگریزے اٹھا کر کھائے اور وہ عین شکر تھے۔

اس مقام کو کسی عارف کامل نے خوب کہا:

سنگ در دست تو گهر گردد
زهر در کام تو شکر گردد

ترجمہ☆: آپ کے ہاتھ میں پتھر موتی بن جاتا ہے اور آپ کے منہ میں زہر شکر بن جاتی ہے۔

جب دن نکلا تو مرشد کامل کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا عرض کیا تو انہوں نے فرمایا اے مسعود تم نے اچھا کیا اس شکر سے افطار کر لیا جو غیب سے مل جائے بہتر ہے۔ جاؤ تم شکر کی طرح میٹھے بن جاؤ گے۔ جب مرشد کامل کی خانقاہ سے باہر آئے تو جو شخص آپ کو دیکھتا گنج شکر کہہ کر خطاب کرتا تھا۔

دوسری وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ ایک سوداگر بیلوں پر شکر لادے لئے جا رہا تھا آپ نے اُس سے شکر مانگی۔ اس سوداگر نے کہا بابا یہ شکر نہیں نمک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا نمک ہی ہوگا۔ وہ سوداگر جب منزل مقصود پر پہنچا اور بورے کھولے تو بجائے شکر کے نمک تھا وہ فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کا طالب ہوا آپ نے فرمایا جا شکر ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ نمک شکر ہو گیا اس روز سے آپ گنج شکر کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

سیرت و کردار☆: آپ ریاضت، عبادت، مجاہدہ فقر اور ترک و تجرید میں بے نظیر تھے آپ کو استغراق بہت تھا تحمل، بردباری، قناعت، توکل، تقویٰ، ورع، عشق ذوق کا مجسمہ تھے۔ آپ کو سماع کا بہت شوق تھا آپ ہمیشہ روزے سے رہتے تھے۔ شربت کے ایک پیالے سے جس میں ایک منقی ہوتی تھی۔ افطار کرتے تھے تھوڑا خود پیتے تھے باقی حاضرین کو تقسیم کر دیتے تھے۔ دو روغنی روٹیوں میں سے ایک خود تناول فرماتے تھے۔ دوسری روٹی کے ٹکڑے کر کے حاضرین میں تقسیم کر دیتے تھے۔ جب آپ اجودھن تشریف لائے تو شروع میں آپ اور آپ کے متعلقین ستو اور دلیہ پر گزارا کرتے تھے آپ کے مریدوں نے سالہا سال ذنبیل گردانی کی ہے۔ کھانے میں نمک نہیں ہوتا تھا۔

تعلیمات☆: آپ فرماتے ہیں کہ توبہ کی چھ قسمیں ہیں اول دل اور زبان سے توبہ کرنا دوسری آنکھ کی تیسری کان کی چوتھی

Marfat.com

ہاتھ کی پانچویں پاؤں کی چھٹی نفس کی۔

نمبر۲☆: درویش جو اس دنیائے فانی کی رخصت وجاہ کا خواستگار ہوا اور اپنی ذات کو لطف فرحاں کا اسیر کرنے کی کوشش کرے پس اس کی نسبت جاننا چاہیے کہ وہ درویش نہیں ہے۔ دریشوں کا نام بدنام کرنے والا ہے۔ اور مرتد طریقت ہے۔ کیوں کہ فقراء کو دنیا سے اعراض ہے۔

نمبر۳☆: آپ فرماتے ہیں کہ محبت کے سات سو مقام ہیں پہلا مقام یہ ہے کہ جو بلا دوست کی طرف سے اُس پر نازل ہو اس پر صبر کرے۔

نمبر۴☆: آپ فرماتے ہیں کہ زندہ دل وہ ہے جس میں محبت خدا ہو۔

نمبر۵☆: آپ فرماتے ہیں کہ اگر زندگی ہے تو علم میں اگر راحت ہے تو معرفت میں اگر شوق ہے۔ تو محبت میں اگر ذوق ہے تو ذکر میں۔

کشف وکرامات☆: ایک درویش آپ کے پاس آیا آپ نے اس کو کچھ دیکر رخصت کرنا چاہا وہ نہیں گیا۔ اس نے کنگھی جو مصلے کے نیچے رکھی ہوئی تھی مانگی آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر اُس نے کہا آپ خاموش رہے تیسری مرتبہ پھر اس نے کہا آپ خاموش رہے آخری بار اُس نے با آواز بلند کہا کہ کنگھی مجھ کو دو تمہارے واسطے برکت ہوگی۔ آپ نے فرمایا جاؤ میرے حال میں دخل نہ دو۔ تجھ کو اور تیری برکت کو میں نے آب رواں میں ڈال دیا۔ آخر کار درویش رخصت ہوا جب اجودھن کے باہر پہنچا تو دریا میں نہانے لگا وہ پھر دریا سے باہر نہ آسکا وہیں ڈوب کر مر گیا۔

کرامت۲☆: ایک مرتبہ چھ درویش آپ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ مسافر ہیں۔ زادِ راہ چاہتے ہیں۔ اس وقت آپ کے سامنے چند خرمے رکھے تھے۔ آپ نے وہ خرمے اٹھا کر دے دیئے۔ اُن دریشوں کو یہ بات ناگوار گزری کہ بجائے زادِ راہ کے خرمے دے دیئے۔ انہوں نے ان خرموں کو پھینکنا چاہا پھینکتے وقت خرموں کو دیکھ کر تعجب ہوا کہ وہ زرِ خالص کے ہو گئے تھے۔

کرامت۳☆: حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے قریب سے ایک سوداگر اونٹوں پر شکر لادے ہوئے لئے جا رہا تھا کہ آپ نے اس سوداگر سے تھوڑی سی شکر مانگی تو اس نے جواب دیا کہ بابا یہ شکر نہیں بلکہ نمک ہے۔

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا نمک ہی ہوگا۔ سوداگر جب منڈی میں پہنچا اور بیوپاری کو مال دکھانے کے لئے جب بورے کھولے تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ تمام شکر نمک بن گئی ہے۔

اب بہت پچھتایا اور شرمندگی کے عالم میں واپس آیا اور قدموں میں گر کر کہنے لگا حضور مجھ سے غلطی ہوگئی ہے تھی تو شکر میں نے غلطی سے نمک کہہ دیا تو اب وہ تمام نمک ہی بن گئی مجھے معاف فرما دیں۔

آپ نے فرمایا اچھا جا کر دیکھو کہ شکر ہوگئی۔ جب واپس جا کر مال کو دیکھا تو سب شکر ہی تھا۔ خان خاناں بیرم خان نے اس واقعہ کو اپنے شعروں میں یوں بیان کیا ہے۔

Marfat.com

کان نمک جہاں شکر شیخ بحر و بر آں
کنر شکر نمک کند و زنمک شکر

ترجمہ☆: آپ کان نمک ہیں اور جہاں شکر ہے اور شیخ بحر و بر ہیں ایسے شیخ جو شکر کو نمک اور نمک کو شکر بناتے ہیں۔

کرامت ۴☆: زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک سفر کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت شیخ اوحدالدین کرمانی علیہ الرحمۃ کی مجلس میں سیستان میں تھا وہاں میرے علاوہ بھی درویش بیٹھے ہوئے تھے وہ دونوں ایک دوسرے سے کرامات کا اظہار کر رہے تھے۔ اور دوران گفتگو انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اسی موقعہ پر ہر ایک درویش کو اپنی اپنی کرامت دکھانی چاہیے۔

انہوں نے سب سے پہلے حضرت شیخ احدالدین کرمانی علیہ الرحمۃ کی طرف منہ کیا اور کہنے لگے سب سے پہلے صاحب مجلس اپنی کرامات دکھائیں گے۔

آپ نے فرمایا کہ اس شہر کا حکمران مجھ پر اعتماد نہیں رکھتا اور مجھے طرح طرح کی سزائیں دیتا رہتا ہے۔ وہ شاید ہی آج کھیل کے میدان سے بخیریت گھر پہنچے۔

ابھی حضرت شیخ احدالدین کرمانی علیہ الرحمۃ نے بات ختم نہ کی تھی کہ آپ کی مجلس میں ایک شخص آیا اور اُس نے آ کر بتایا کہ ہمارے شہر کا حکمران کھیل کے میدان میں گیند سے کھیل رہا تھا کہ اُس کے گھوڑے کے پاؤں پھسلے اور وہ حکمران گھوڑے سے گرا اور اُس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ موقعہ پر ہی ہلاک ہو گیا۔

حضرت خواجہ گنج شکر فرماتے ہیں کہ اب ان لوگوں نے میری طرف منہ کیا اور کہنے لگے تم بھی کوئی کرامت دکھاؤ۔ حضرت خواجہ گنج شکر فرماتے ہیں کہ میں نے سر مراقبے میں نیچے کیا اور چند لمحوں کے بعد حاضرین کو کہا کہ سب لوگ آنکھیں بند کریں۔ جب سب نے آنکھیں بند کر لیں اور پھر کھولیں تو سب کے سب خانہ کعبہ میں کھڑے تھے۔ چند لمحوں کے بعد تمام کے تمام اسی مجلس میں واپس آ گئے۔

اب ان دونوں درویشوں کی باری تھی درویشوں نے اپنے سر اپنی گوڈڑیوں میں چھپائے اور غائب ہو گئے۔

لوگوں نے ان کی گوڈڑیاں دیکھیں تو وہ خالی تھیں اس کے بعد وہ درویش کسی کو نظر نہیں آئے۔

کرامت ۵☆: حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص دہلی سے پاکپتن کے لئے چلا کہ وہاں جا کر حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کروں گا۔

راستے میں آتے ہوئے اس کی ملاقات ایک طوائف سے ہو گئی۔ اس نے اس شخص کو برائی کے لئے آمادہ کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس کے لئے اس نے طرح طرح کے حیلے بہانے کئے کہ وہ کسی طرح مجھ سے ہم بستر ہو جائے۔ لیکن اس شخص کے دل پر اس کی ان حرکات و سکنات کا کوئی اثر نہ ہوا۔

ایک منزل پر پہنچ کر جب وہ شخص کجاوے میں سوا ہوا تو وہ طوائف بھی اسی کجاوے میں اس کے ساتھ والی نشست پر بیٹھ گئی۔ حتیٰ کہ ان

Marfat.com

دونوں کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ تھا۔ بالآخر وہ شخص بھی اسکی طرف مائل ہوا اور اس سے بات کی اس کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ اتنے میں ایک غیبی شخص نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور کہا تو جا تو رہا ہے فلاں شخص کے پاس تائب ہونے اور پھر بھی ایسے قبیح فعل کا مرتکب ہو رہا ہے تھپڑ لگتے ہی وہ شخص فوراً متنبہ ہوا۔ اور اس سے جان چھڑا کر جب حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا آپ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا کہ اللہ کریم نے اپنے فضل سے تجھے اس روز خوب بچایا۔

کرامت ۶ ☆: حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب پاکپتن شریف میں رونق افروز ہوئے تو وہاں ایک جوگی جو صاحب استدراج تھا وہاں کے لوگ اس کے بہت زیادہ معتقد تھے تمام دودھ والے ہفتے میں ایک دن اپنی تمام گائے بھینسوں کا دودھ اس جوگی کو دیا کرتے تھے۔

ایک دن حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک مرید کو دودھ لینے کے لئے بازار بھیجا۔ اتفاق سے وہ وہی دن تھا کہ جس دن سارا دودھ اس جوگی کے پاس جایا کرتا تھا۔ لوگوں نے آپ کے اُس مرید سے کہا آج تو ہم تمہیں دودھ نہیں دے سکتے کیونکہ آج کے روز کا تمام دودھ جوگی کی ملکیت ہے۔

چنانچہ آپ کے مرید نے واپس آ کر تمام قصہ گوش گزار کیا تو آپ نے فرمایا کہ اُن لوگوں سے کہو کہ جوگی کون ہے جو سارے دودھ کا مالک بن بیٹھا ہے تم لوگ مجھے دودھ دو میں جانوں اور جوگی جانے۔

جب آپ کے مرید نے دودھ والوں کو آپ پیغام دیا تو انہوں نے دودھ آپ کے مرید کو دے دیا۔ جب جوگی کے چیلے دودھ لینے آئے اور دودھ لے جا کر جوگی کو دکھایا گیا تو جوگی نے دودھ کم پایا تو سیخ پا ہو گیا اور دودھ والوں کے پاس آ کر دودھ کم ہونے کی وجہ پوچھی انہوں نے بتایا کہ پاکپتن شریف میں اللہ کے نیک بندے بابا فریدالدین آئے ہیں ان کے حکم پر ہم نے دودھ انہیں دیا ہے۔ اور ساتھ ہی بھی بتا دیا کہ انہوں نے کہا کہ تم ہمیں دودھ دو جوگی جانے اور ہم جانیں۔ جوگی اُن کی بات سن کر آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا وہ کون ہے جو مجھ سے بات کرے گا۔ میں کل صبح کو اس کو دیکھ لوں گا اس کے پانچ سو چیلے تھے اُس نے صبح ہوتے ہی ان کو حکم دیا کہ ڈھائی سو چیلے پاپیادہ اور ڈھائی سو ہوا میں اڑ کر اس درویش پر جا کر حملہ کر دو اور مغلوب کر لو۔

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا یہ تمام چیلے آپ کے سامنے پہنچے تو حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمین اور ہوا کو حکم دیا کہ ان تمام کو گرفتار کر لو، پس جو لوگ ہوا میں تھے ان کو ہوا نے جو پاپیادہ تھے ان کو زمین نے پکڑ لیا۔

اس کے بعد آپ نے اُس جوگی کو پیغام بھیجا کہ میں نے تیرے چیلوں کو پکڑ کر پنڈت خانے میں ڈال دیا ہے۔ اب تم میں ہمت ہے تو آ کر چھڑا لو۔

یہ پیغام ملتے ہی جوگی خود آپ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تم نے جوگ میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اس نے کہا کہ جب جوگی کامل ہو جاتا ہے تو ہوا میں اڑ کر دکھاتا ہے۔

آپ نے فرمایا اچھا اُڑ کر دکھاؤ جونہی وہ جوگی ہوا میں اڑا اور اوپر جا کر پرواز کی تو آپ نے اپنی جوتیوں کو حکم دیا کہ جاؤ تم بھی

Marfat.com

میں پرواز کرو اور اُس کی خبر لو۔

چنانچہ آپ کی جوتی ہوا میں اڑی اور اس جوگی کے سر کے اوپر جا کر خوب برسی جب ہوا میں جوگی کے سر پر جوتی برسی تو نیچے آنے پر مجبور ہوا۔ اور قدموں میں گر کر مذہب اسلام کی حقانیت کو تسلیم کر کے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اور اس کے بعد آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت ہوا۔ اس کو دیکھ کر اس کے پانچ سو چیلے بھی مسلمان ہو گئے اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ نے ان پر خصوصی توجہ دی اور تھوڑے ہی عرصے میں مجاہدہ کروا کر ان کو سیوستان کی ولایت میں تعینات کر دیا اور سب کے سب اپنے وقت کے بزرگ ترین لوگ ہوئے۔

کرامت ۷☆: پاک پٹن کے قاضی شہاب الدین نے زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبولیت اور عوام میں بڑھتی ہوئی شہرت کو دیکھا تو حسد کی آگ اس کے سینہ میں بھڑک اٹھی اس نے علاقہ کے وڈیروں جاگیرداروں اور بڑے بڑے لوگوں کو آپ کے خلاف اکسایا کہ یہ فرید الدین نامی شخص غیر شرعی حرکات کا مرتکب پایا جاتا ہے اور یہ شخص قوالی اور راگ سنتا ہے اور پھر اس کے ساتھ رقص بھی کرتا ہے سب نے مل کر قاضی کا ساتھ دیا۔ اور قاضی نے اپنی مہر اور دستخط سے ایک خط گورنر ملتان کو لکھا کہ اگر کوئی شخص سرود سنے اور رقص کرے تو اس کا کیا علاج کرنا چاہیے۔ ملتان کے گورنر نے جواب دیا کہ اس شخص کا نام لکھ کر بھیجو اس کے بعد حکم جاری کیا جائے گا۔

چنانچہ قاضی نے جب حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کا نام لکھا تو گورنر کو بہت غصہ آیا۔ اور اس نے قاضی کو سختی سے لکھا کہ تم ایسے شخص کے خلاف بات کرتے ہو جس کے اعمال واقوال پر کسی عالم دین یا شیخ طریقت نے انگلی نہیں اٹھائی۔

جب قاضی کا یہ منصوبہ ناکام ہوا تو اس نے ایک نام نہاد قلندر کو روپیہ دیکر تیار کیا کہ وہ حضرت خواجہ کو قتل کر دے۔

چنانچہ وہ اجرتی قلندر ایک دن آپ کی خانقاہ میں اچانک آیا تو آپ کو باطنی طور پر اسکے ارادے کا پتہ چل گیا۔ آپ نے کسی خادم کو آواز دی کہ کوئی ہے؟ حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ فوراً بولے حضور میں حاضر ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ یہ جو شخص آیا ہے۔ اس کی کمر میں زرد رنگ کا کمر بند بھی ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاء نے دیکھ کر فرمایا جی حضور ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ اس کے پاس زنجیر بھی ہے۔ تو نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ نے دیکھ کر فرمایا جی حضور ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس کے کان میں کچھ ہے حضرت نظام الدین نے دیکھ کر فرمایا جی حضور کانوں میں سفید چاندی کے مندرے ہیں اور بغل میں چھری ہے۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ نے فرمایا شیخ نظام الدین اسے کہہ دو کہ یہاں سے چلا جائے ورنہ نقصان اٹھائے گا۔ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ بھاگ چکا تھا۔

کرامت ۸☆: سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی زری زر بخش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اجودھن یعنی (پاکپتن) شریف کی جامع مسجد میں قاضی کی طرف سے ایک خطیب مقرر تھا۔ جس سے نماز جمعہ کا خطبہ پڑھتے ہوئے غلطی ہو گئی۔ چونکہ

Marfat.com

مسئلہ دین کا تھا آپ نے اصلاح کی غرض سے فرمایا نماز دوبارہ ادا کی جائے۔تمام خلقت نے دوبارہ نماز پڑھی۔

اجودھن کے قاضی عبداللہ نے جسے ابوالفضل کہا جاتا تھا کو یہ بات بری لگی جس کی بنا پر اُس نے آپ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اُس کی طبیعت فطرتی طور پر بڑی جھگڑالو اور ضدی تھی۔

اُس نے لوگوں میں کہنا شروع کر دیا کہ دیکھو جی کام کاج سے ڈر کر بھاگے ہوئے مشٹنڈے یہاں آ کر جمع ہو گئے ہیں وغیرہ وغیرہ جیسے نازیبا کلمات کہنے شروع کیے۔

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب لوگوں نے بتایا کہ وہ گھٹیا حرکات پر اُتر آیا لہٰذا ہمیں مقابلہ کی اجازت دی جائے تو آپ نے فرمایا کہ وہ اگر ایسی بات کرتا ہے تو کرنے دو اور برداشت کرو ہاں اگر وہ آ کر حملہ کرتا ہے تو پھر مقابلہ جائز ہے۔

اِدھر آپ نے فرمان جاری کیا اُدھر قاضی عبداللہ پر فالج پڑ گیا اور اس کا چہرہ بھی اسی وجہ سے ٹیڑھا ہو گیا۔ اُس نے بہت علاج معالجہ کرایا مگر کوئی آرام نہ کیا۔ پھر وقت وہ آیا کہ بالآخر قاضی عبداللہ آپ کی خدمت میں ایک ٹوکرا شکر اور ایک بکری لے کر حاضر ہوا اور آپ کے قدموں میں گر گیا اور تسلیم کرنے لگا مجھے جو تکلیف پہنچی ہے یہ سب آپ کی شان میں بے ادبی کی وجہ سے پہنچی ہے۔

آپ نے فرمایا عبداللہ اٹھارہ سال سے میں تیری باتیں سنتا آ رہا تھا۔ اب جو کچھ قرآن سے فال نکلے گا وہی ہوگا۔ جب قرآن شریف کھولا گیا تو حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ نکلا اور آیت مبارکہ یہ تھی۔ **قَالَ نُوحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ** (پروردگار عالم نے فرمایا اے نوح یہ تیرے فرزندوں میں سے نہیں کیونکہ اس کے عمل صالح نہیں) آپ نے فرمایا یونہی ہوگا۔ چنانچہ قاضی نے بہت کوشش کی لیکن معاملہ حل نہ ہوا اور وہ وہاں سے اُٹھ کر جب گھر پہنچا تو فوت ہو گیا۔

کرامت ۹ ☆: شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک دن آپ کے فرزند حضرت شیخ شہاب الدین نے شکایت کی کہ پاکپتن کا قاضی برملا مجھے اور میرے مریدوں کو گالیاں دیتا ہے اور برسرِ عام بے عزتی کرتا ہے۔

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر صاحبزادے کی باتوں کا بہت اثر ہوا۔ جلال میں آئے اور اپنی لاٹھی لے کر زمین پر ماری اسی وقت قاضی کے پیٹ میں درد ہوا۔ اور وہ چلانے لگا کہ مجھے حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے پاس لے چلو۔ تاکہ میں اپنی غلطی کی معافی مانگوں اور توبہ کروں اس قاضی کے رشتہ دار اسے اٹھا کر آپ کی خدمت میں لا رہے تھے کہ قاضی کا راستے میں ہی انتقال ہو گیا۔ اس موقع پر کسی نے خوب کہا کہ:

ھر آں کھتر کہ با مھتر ستیزد
چناں افتد کہ ھرگز بر نخیزد

ترجمہ ☆: جو کمینہ اچھے لوگوں سے لڑتا ہے وہ ایسا گرتا ہے کہ پھر اٹھ نہیں سکتا۔

کرامت ۱۰ ☆: حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مسعود العالمین حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ ریاست مالوہ کے قصبہ بڑودہ کے تالاب پر تشریف فرما تھے کہ ہوا کا ایک تیز طوفان آیا جس سے فضا بالکل سیاہ ہو گئی بہت سے درخت

Marfat.com

جڑوں سے اکھڑ گئے۔

اتفاق کی بات ہے کہ جس درخت کے نیچے حضور گنج شکر تشریف فرما تھے اس کا ایک بڑا ٹہنا ٹوٹ کر زمین کی طرف آیا۔ اس کے ٹوٹنے کی دہشت ناک آواز جب حضرت گنج شکر کے کانوں میں پہنچی تو آپ نے نگاہ اٹھا کر اُس ٹوٹے ہوئے ٹہنے کو دیکھا وہ جہاں تھا وہیں معلق ہوگیا۔ آج تک وہ درخت سے علیحدہ سرسبز معلق پڑا ہے۔

کرامت ۱۱☆: پاکپتن شریف سے ساٹھ میل دور دیپالپور شہر میں ایک جوگی رہتا تھا جو اپنے فن میں کمال رکھتا تھا۔ اس نے ایک مدت سے دل میں یہ بات طے کر رکھی تھی کہ اگر کوئی بزرگ ایک نگاہ سے میرے دونوں کانوں کے مندروں کو نیچے گرا دے تو میں اس کا مرید ہو جاؤں گا۔

اتفاقاً کسی وجہ سے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ تو آپ جوگی کی رہائش گاہ کا پتہ معلوم کر کے چلے گئے۔ جب آپ وہاں پہنچے اور جوگی پر ایک نظر پڑی تو اس کے دونوں کانوں کے دونوں مندرے کانوں سے نکل کر زمین پر گر گئے۔ جوگی آپ کو اور آپ کی کرامت کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ واقعی مردِ کامل اور درویش ہیں۔ اچانک اس کے دل میں ایک اور خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ شخص مندروں کو اٹھا کر زمین میں گاڑ دے اور وہاں سے درخت اُگ آئیں تو مجھے یقین ہو جائے گا کہ دنیا میں اس کی مثل کوئی اور بزرگ نہ ہے حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے دل کی بات باطنی طور پر معلوم ہوگئی آپ آگے بڑھے اور مندروں کو اٹھایا اور زمین میں گاڑ دیا۔ اسی وقت اس جگہ پر دو درخت نمودار ہوئے اور بڑے ہو گئے۔ آپ کا یہ تصرف دیکھ کر جوگی نے سر قدموں پر رکھ دیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو گیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کی باطنی توجہ سے واصلان حق میں شامل ہو گیا۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ یہ دونوں درخت آج بھی موجود اور سرسبز و شاداب ہیں ان کے اکثر پھل اور گٹھلیاں جوگیوں کے مندروں کی شکل کی ہوتی ہیں۔ خلق خدا اب تک ان درختوں کی زیارت کو جاتی ہے۔ ان درختوں کا نام کسونبہ ہے۔ اس وجہ سے بہار کے موسم میں ان کے پتے نہایت سرخ اور خوشنما ہوتے ہیں۔

کرامت ۱۲☆: حضرت مسعود العالمین بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کافی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ آپ نے اپنی نظر ولایت سے جان لیا تھا کہ یہ آنے والا شخص کافی دن کا بھوکا ہے۔ آپ نے خدام سے فرمایا اس کے لئے کھانا لے کر آؤ۔ تو وہ شخص بولا کہ حضرت میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔

آپ نے فرمایا کہ کھانا کیوں نہیں کھاتے اُس نے کہا کہ میں نے کھانا نا کافی دن سے کھانا چھوڑ رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آخر وجہ کیا ہے؟ تو اُس نے عرض کیا کہ دہلی کے بادشاہ کے سپاہی ہمارے علاقے دیپالپور میں آئے۔ انہوں نے سنا ہوا تھا کہ دیپالپور کے لوگ مسلمان نہیں ہو رہے وہ اسلام کی حقانیت کو قبول نہیں کرتے۔

بادشاہ کے سپاہیوں نے مردوں کو قتل کر دیا اور عورتوں کو گرفتار کر کے لے گئے۔ ان عورتوں میں میری بیوی بھی شامل ہے جسے

Marfat.com

بادشاہ کے سپاہی لے گئے۔ اُس نے کہا حضور مجھے اپنی بیوی سے بہت پیار ہے اور میرا دل اس کی جدائی میں بیقرار ہے جس کی وجہ سے میں نے مرنے مارنے کی ٹھان رکھی ہے۔

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اچھا اب تو میرے کہنے سے کھانا کھالے اور تمہاری بیوی تمہیں مل جائے گی۔ صرف تین دن تک یہیں انتظار کرو خدا مہربانی کردے گا۔

چنانچہ وہ شخص تین دن تک آپ کی خانقاہ معلیٰ میں قیام پذیر رہا۔ تیسرے دن دیپالپور کے حاکم کے حکم سے بادشاہ کے سپاہی ایک سرکاری اہلکار جو منشی کے عہدے پر بادشاہ کے ہاں ملازم تھا کو لے کر جا رہے تھے کہ راستے میں جب ان کا گزر آپ کی خانقاہ شریف کے پاس سے ہوا تو اُن کے دل میں آپ کی ملاقات کا خیال گزرا تو وہ خانقاہ کے اندر آئے تو اس منشی نے آپ سے اپنی رہائی کے لئے دعا چاہی۔

آپ نے فرمایا کہ اگر تم قید سے رہا ہو گئے اور مقدمہ سے بری ہو گئے تو ان درویشوں میں کیا چیز تقسیم کرو گے۔

وہ کہنے لگا میں نے اپنی ساری جائیداد مال و دولت تقسیم کر دوں گا۔

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں تمہارے مال و دولت کی چنداں حاجت نہیں ہے لیکن تم ایک وعدہ کرو کہ جب تم رہائی پا کر بادشاہ سے انعام حاصل کرو تو وہ انعام اس شخص کو دے دینا۔

جاؤ اس کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ جب وہ دیپالپور پہنچے وہ حاکم کے سامنے پیش ہوئے تو حاکم نے انہیں دیکھ باعزت بری بھی کر دیا اور ان کو ایک گھوڑا جو کہ بہت قیمتی تھا اس کی زین سونے کی تھی۔ ایک خوبصورت خلعت دی اور ایک کنیز بھی انعام میں دی۔ اور اس کا جرم بھی معاف کر دیا۔ جب وہ یہ چاروں چیزیں لے کر عدالت سے باہر نکلا تو اُس نے یہ تمام چیزیں اُس شخص کو دے دیں جس کو آپ نے منشی کے ہمراہ بھیجا تھا۔ اُس نے جب تمام سامان دیکھا اور کنیز کو دیکھا تو وہ کنیز نہیں بلکہ اس کی بیوی تھی۔

بیوی نے خاوند کو اور خاوند نے بیوی کو دیکھا تو دونوں خوشی سے چلا اٹھے کہ ہم تو میاں بیوی ہیں۔

اس بات کا اثر اُس تیلی پر ایسا ہوا کہ اُس نے تمام کاروبار چھوڑ دیا اور دونوں میاں بیوی تمام عمر حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔

کرامت ۱۴☆: حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حسن قوال آیا اور کہنے لگا کہ میری لڑکی کی شادی قریب آ گئی ہے لہٰذا مجھے کچھ عنایت فرمائیں تا کہ تمام معاملات بحسن خوبی سرانجام پا سکیں۔

آپ نے فرمایا کہ تجھے معلوم ہے کہ میں فقیر آدمی ہوں میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ حسن قوال نے عرض کیا آپ کے پاس کس چیز کی کمی ہے۔ یہی اینٹ جو پڑی ہے آپ صرف مجھے حکم دیں کہ لے لو۔ یہ سن کر حضور گنج شکر نے تھوڑا سا توقف فرما کر فرمایا لے لو۔ جونہی حسن قوال نے اینٹ کو اٹھایا تو وہ سونا بن گئی۔ اس کے بعد حسن قوال نے دوسری طرف دیکھا تو ایک اینٹ اور پڑی ہوئی تھی اس نے عرض کیا کہ آپ یہ فرمائیں کہ یہ بھی لے لو۔ آپ نے فرمایا اسی پر اکتفا کرو۔ حسن نے عرض کیا بس اب کی بار فرما دیں پھر نہیں کہوں گا

Marfat.com

آپ نے فرمایا لے لو حسن نے اُسے اٹھایا تو وہ بھی سونا بن گئی۔

اس کے بعد اُس نے تیسری اینٹ کی طرف دیکھ کر عرض کیا حضور اس کے متعلق بھی حکم دے دیں تو آپ نے فرمایا کہ تو نے وعدہ کیا تھا کہ دوبارہ نہیں کہوں گا اُس نے عرض کیا آپ کا اتنا کہنے میں کیا بگڑتا ہے۔ آپ حکم دیں کے اٹھا لو میرا کام بن جائے گا۔ آپ نے فرمایا اچھا لے لو۔ حسن نے اسے بھی اٹھایا تو وہ بھی سونا بن گئی۔ چنانچہ تینوں اینٹوں کو اٹھا کر اپنے گھر چلا گیا۔

کرامت ۱۴☆: زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پاکپتن شریف میں ایک قطعہ زمین خریدی۔ مگر کسی اور شخص نے اس کی ملکیت کا ناحق دعویٰ کر دیا۔ حاکم دیپالپور نے آپ کی خدمت میں لکھ کر بھیجا کہ آپ کے خلاف میری عدالت میں دعویٰ دائر ہے لہٰذا آپ اپنی طرف سے جواب دعویٰ لکھ کر بھیجیں تا کہ اس مقدمے کی پاکپتن شریف کے لوگوں سے تحقیق کی جاوے کیونکہ وہاں کے لوگ صحیح صورتحال سے واقف ہیں۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ بات بالکل درست ہے کہ پاکپتن شریف کے لوگ ہی اس مقدمے میں صحیح شہادت دے سکیں گے۔

عدالت کے حاکم نے پھر کہا کہ جب تک آپ کا وکیل حاضر ہو کر زمین کی دستاویز پیش نہ کرے اس وقت تک فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت خواجہ گنج شکر کو حاکم یہ بات ناگوار گزری اور ناراض ہو کر فرمایا اُس گردن شکستہ سے کہہ دو کہ نہ ہمارے پاس دستاویز ہے اور نہ ہی گواہ۔ اگر تمہیں ہمارے کہنے پر یقین نہیں ہے تو خود موقعہ پر پہنچ کر زمین سے پوچھو کہ وہ کس کی ملکیت ہے حاکم نے یہ بات سنی تو حیران رہ گیا اور وہ امتحان کی غرض سے اس زمین کے قطعے پر گیا اس موقع پر ہزاروں لوگ تماشہ دیکھنے کی غرض سے جمع ہو گئے کہ بھلا زمین کیا جواب دیتی ہے۔

حاکم نے پہلے اس جھوٹے مدعی کو اشارہ کیا کہ وہ زمین سے پوچھے کہ کیا وہ اس کی ملکیت ہے۔ جھوٹے مدعی نے بلند آواز سے کہا اے زمین تم سچ کہو کہ تم میری ہو یا شیخ فرید الدین کی۔ زمین سے کچھ جواب نہ آیا تو اس کے بعد حاکم نے حضرت گنج شکر کے ایک مرید جو اُن کی طرف سے وہاں موجود تھا اس کو کہا کہ زمین سے پوچھو۔ تو حضرت خواجہ گنج شکر کے مرید نے بلند آواز سے زمین کو کہا کہ اے زمین خواجہ فرید الدین گنج شکر کا حکم ہے کہ تم سچی بات کرو۔ اب بتاؤ تم کس کی ہو۔ زمین سے آواز آئی کہ میں تو حضرت گنج شکر کی ملکیت ہوں۔ اس کرامت سے حاضرین میں ایک شور مچ گیا اور جھوٹا مدعی شرمندہ ہو کر بھاگ گیا۔ مقدمے کی تحقیق کے بعد جب حاکم دیپالپور کی طرف چلا تو راستے میں اس کے گھوڑے کا پاؤں پھسلا اور زمین پر گر گیا اور حاکم کی گردن ٹوٹ گئی۔

کرامت ۱۵☆: زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ملتان میں ایک نووارد حاضر ہوا۔ اور آ کر کہنے لگا کہ میں حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت پر اچانک ایک کیفیت طاری ہوئی اور وہ اپنی خانقاہ سے باہر نکلے سواری منگوائی اور اس پر سوار ہو کر پورے ملتان کا گشت کیا۔

اور فرمایا کہ لوگو ہر طرف پکار پکار کر کہہ دو کہ جو شخص آج بہاؤ الدین زکریا کا چہرہ دیکھ لے گا کل قیامت کے دن اگر اس کو دوزخ

Marfat.com

میں بھیجا گیا تو میں ضامن ہوں گا۔

یہ خبر پا کر تمام مسلمان آتے اور شیخ بہاؤالدین زکریا کے چہرے کی زیارت کرتے اور حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا لوگوں کو قسم کھا کر اطمینان دلا رہے تھے کہ قیامت کے دن تم لوگ دوزخ میں نہیں جاؤ گے۔ اس لئے کہ مجھے القا ہوا ہے کہ اے بہاؤالدین آج دنیا میں جو تمہاری زیارت کرے گا۔ کل قیامت کے دن ہم (اللہ) اس پر دوزخ حرام کر دینگے۔

خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ اُس دن اتفاق سے حضور مخدوم بابا فریدالدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ بھی ملتان میں تھے۔ جب حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کی سواری حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان جہاں آپ ٹھہرے ہوئے تھے وہاں سے گزری تو آپ کے دو خادم شیخ بھورا اور شیخ غلام دروازے پر کھڑے تھے انہوں نے حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کی زیارت کرنے کی بجائے اپنے منہ پھیر لئے اور اپنی پشت حضرت زکریا کی سواری کی طرف کر لی۔

اور وہ کہنے لگے ہم حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہیں اگر حضور گنج شکر کی کفش برداری سے بھی دوزخ کی آگ حرام نہیں ہو سکتی تو حضرت بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمۃ کے دیکھنے سے کیسے حرام ہو سکتی ہے۔ اس بات کا علم باطنی طور پر حضرت خواجہ گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوا تو آپ نے شیخ بھورا اور شیخ غلام کو بلا کر پوچھا کیا تم نے ایسا معاملہ کیا ہے تو انہوں نے تمام معاملہ آپ کے گوش گزار کر دیا۔

ان کی بات سن کر حضرت گنج شکر نے فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے یہ مقام بھی بہاؤالدین کو فرید کی برکت سے دیا ہو گا۔

اسرار الاولیاء کے مصنف حضرت شیخ بدرالدین اسحاق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جیسے ہی نو وارد نے یہ واقعہ بیان کیا حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک عجیب مستانہ وار کیفیت طاری ہو گئی اور فرمایا اے درویش۔ اگر بھائی زکریا نے یہ اعلان کرایا کہ جو اُن کا چہرہ دیکھے گا دوزخ میں نہیں جائے گا۔ تو میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ دنیا میں مسلمانوں میں سے جو شخص میرا ہاتھ پکڑ لے گا یا مجھ سے مصافحہ کرے یا میرے فرزندوں کا یا میرے مریدوں کا یا میرے خانوادہ میں سے کسی کا ہاتھ تھام لے گا دوزخ کی آگ اس پر حرام ہو جائے گی۔ اور وہ دوزخ میں نہیں لے جایا جائے گا۔

اس لئے کہ میرے پیر حضرت خواجہ قطب صاحب نے ایک مرتبہ مجھ سے یہ فرمایا تھا اے فرید اللہ تعالیٰ نے تم کو وہ درجہ دیا ہے کہ جو شخص تمہارا یا تمہارے مریدوں کا یا تمہارے فرزندوں کا ہاتھ پکڑ لے گا وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔ اور اس کا ٹھکانہ بہشت میں ہو گا۔ اس کے بعد سے ہزار مرتبہ روزانہ میرے دماغ میں یہ بات گونجتی ہے کہ فریدالدین اجودھنی خدا کا نیک بندہ ہے۔

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درگاہ پر نسب بہشتی دروازہ کا پس منظر

جب حضرت بابا صاحب کا وصال باکمال ہوا تو آپ کو اس جگہ بطور امانت دفن کر دیا گیا جہاں آجکل حضرت شیخ شہاب الدین گنج عالم کا مزار پر انوار ہے۔

Marfat.com

چونکہ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ دہلی میں تھے، اس لئے آپ بابا صاحب کے وصال کے موقع پر موجود نہ تھے، جس روز بابا صاحب کا وصال با کمال ہوا، اسی رات حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ باطنی طور پر آپ کے وصال سے مطلع ہوئے اور دہلی سے چل کر چند روز بعد اجودھن موجودہ پاکپتن شریف پہنچے۔

حضرت محبوب الٰہی نے جب آپکے مزار مبارک کی تعمیر کا کام شروع کرنا چاہا، تو غیب سے آواز آئی۔

"بنائے روضہ از خشت پاک تیار ساختہ بر آنهام ختم کلام اللہ خواندہ ازاں خشتہائے مرمت روضہ شریف بکسید"

"یعنی روضہ شریف کی بنیاد ایسی پاک اینٹوں سے رکھنا جن پر قرآن پاک ختم کیئے گئے ہوں، اور انہی اینٹوں سے روضہ کی مرمت کرنا"

"یہ آواز سن کر حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی نے سینکڑوں حفاظ بلوائے اور آپ کے سب خلفا کو جمع کیا پھر اینٹیں تیار کروائیں جن پر قرآن پاک ختم کیے گئے"

انداز یہ تھا کہ حضرت محبوب الٰہی نے تمام صاحبزادہ گان، خلفاء ومریدین کی موجودگی میں آپ کے جسد اطہر کو لحد سے باہر نکالا، اور خوشبوؤں سے معطر کرکے دوبارہ تدفین کے لئے لحد مبارک کے لئے مزید کچھ اینٹیں درکار تھیں جو موقع پر موجود نہ تھیں، حضرت محبوب الٰہی ان اینٹوں کی دستیابی کے لئے ابھی کچھ سوچ ہی رہے تھے کہ حضرت بابا صاحب نے باطنی طور پر حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ سے فرمایا کہ مشرق کی جانب جو جالیاں چھوڑی ہیں ان کو توڑ کر کچی اینٹیں نکال لو اور لحد میں لگا دو، اینٹیں نکالنے سے مشرق کی جانب دروازہ بن گیا، جو آج کل نوری دروازہ کے نام سے منسوب ہے، اس دروازہ سے حضرت بابا گنج شکر رضی اللہ عنہ کی دوبارہ تدفین کے دوران ارواح رسول کائنات ﷺ معہ صحابہ کبار، امامین کریمین، و پیران شجرہ شریف ظاہر ہوئیں، اور روضہ شریف سے متصل جو چھوٹی سی کوٹھڑی بنی ہوئی ہے، اس کا نام قدم رسول اللہ ﷺ ہے۔ یہاں وہ تمام ارواح کھڑی ہوگئیں، اور خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کو حکم ہوا کہ،

"اے نظام الدین لوگوں کو خوشخبری سنادے

من دخل هذا الباب فقد امن جو اس دروازے سے داخل ہوگا وہ امن پائے گا"

حضرت محبوب الٰہی نے اس حکم کی تعمیل کی تو شرق وغرب شمال وجنوب اطراف عالم میں محبوب الٰہی کے اس اعلان کی آواز پہنچ گئی ،حضرت خواجہ محبوب الٰہی رسول کائنات ﷺ اور اپنے چار یاروں اور حضرت عثمان ہارونی حضرت خواجہ غریب النواز سید محمد معین الدین اجمیری، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھ وجد میں آگئے، اور اسی خاص کیفیت میں اپنے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ "اللہ، محمد، چار یار حاجی، خواجہ، قطب، فرید"

اور یہی صدا بلند کرتے ہوئے اس دروازے سے داخل ہو کر مشرقی دروازے سے باہر تشریف لے آئے، چنانچہ اس وقت سے لیکر آج تک غلامان گنج شکر خواجہ محبوب الٰہی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اسی نعرہ کو ورد زبان بنائے ہوئے ہیں، اور ہر دم

"اللہ، محمد، چار یار حاجی، خواجہ، قطب، فرید"

Marfat.com

کا نعرہ مستی میں جھوم کر لگاتے ہیں، اور یہ نعرہ زبان زد خاص و عام بن کے رہ گیا، اسی دن سے ہر سال عرس کے موقع پر جب بہشتی دروازہ کھلتا ہے تو غلامان گنج شکر اسی دروازہ سے داخل ہو کر مشرق دروازے کی جانب سے باہر آتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب رحمت عالم ﷺ نے حضرت محبوب الٰہی سے فرمایا تھا کہ اعلان کر دو،

(من دخل هذا الباب فقد امن)

تو حضرت محبوب الٰہی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ از راہ کرم اپنے دیدار سے ان حاضرین کو بھی مشرف فرما دیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کی درخواست کو قبول فرماتے ہوئے موقع پر موجود تمام حاضرین کو شرف زیارت بخشا اور فرمایا۔

"ھر کس اندریں زمان آید مرا بچشم ظاھر معائنه فرید"

یعنی "جو کوئی اس وقت آئے بلا شبہ اپنے چشم ظاہر سے مجھے دیکھ لے"

حضور ﷺ کی زبان ترجمان سے یہ الفاظ سن کر حضرت محبوب الٰہی پر ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی اور اسی کیفیت میں اپنے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا، **اللہ، محمد، چار یار حاجی، خواجہ، قطب، فرید، فرید، فرید،**

اور اس دروازہ سے داخل ہو کر مشرقی دروازے سے باہر آگئے، اس دن کے بعد سے اس دروازہ کو بہشتی دروازہ کہا جاتا ہے، اور یہ نعرہ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں مقبول اور معروف ہو گیا۔

صحت حدیث کی دلیل ☆: محقق سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حضرت علامہ الحاج کپتان واحد بخش سیال اپنی معروف کتاب میں اس حدیث کی صحت پر بحث کرتے ہوئے رقم طراز ہیں، کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت محبوب الٰہی سے فرمایا

(من دخل هذه الباب فقد امن) یہ حدیث ہے، بلکہ حدیث قدسی ہے۔

کیونکہ جب اللہ تعالی کے حکم سے اللہ کے رسول ﷺ کوئی بات کر دیں تو اسے حدیث قدسی کہا جاتا ہے، اور چونکہ اس حدیث کی اسناد متصل ہیں اور تمام راوی ثقہ ہیں، اس لئے اصول حدیث کی رو سے یہ حدیث صحیح اور معتبر ہے، اس کے باوجود اس کے متعلق بعض حلقوں میں چہ مہ گوئیاں سننے میں آتی ہیں اس سے قبل کے اس حدیث کی صحت کے متعلق بحث کی جائے، یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اولیائے کاملین نے اس حدیث پاک کے دو مفہوم لیئے ہیں۔

جیسا کہ قرآن پاک کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کا ایک ظاہر اور ایک باطن اور اس باطن کا ایک اور باطن ہے سات بواطن تک۔

اسی طرح احادیث نبویہ میں بھی قرآن عظیم کی طرح جامعیت ہوتی ہے، اور محدثین و آئمۃ المجتہدین نے ہر حدیث کے کئی مفہوم نکالے ہیں، بعینہ اسی طرح اس حدیث کے بھی دو مفہوم ہیں، ایک ظاہری اور دوسرا باطنی، ظاہری مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس دروازے سے گذرے گا بہشتی ہے، اور باطنی مطلب یہ ہے کہ جو شخص باب طریقت یا سلوک الی اللہ سے گذرے گا قرب و معرفت سے مشرف ہوگا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کونسا مفہوم صحیح ہے، ظاہری یا باطنی، جواب یہ ہے کہ دونوں مفہوم اپنی جگہ صحیح ہیں، آنحضرت ﷺ نے

Marfat.com

ارشاد فرمایا کہ قرآن کی ہر آیت کا ایک ظاہری مطلب ہے اور ایک باطنی، ایک اور روایت کے مطابق حضور اکرم ﷺ نے قرآن مجید کے سات بواطن فرمائے ہیں۔

چنانچہ ایک آیت میں حکم ہے کہ قرآن مجید کو بغیر وضو کے ہاتھ نہیں لگایا جاسکتا (لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ) اس آیت کریمہ کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ قرآن مجید کو بغیر طہارت کے نہیں چھوا جاسکتا، اور باطنی معنی یہ ہیں کہ جو لوگ مطہر اور گناہوں سے پاک نہیں ہیں، وہ حقیقت کلام کو سمجھنا اور پالینا تو در کنار اسے مس ہی نہیں کر سکتے، اب چونکہ یہ خدا کا کلام ہے، اس آیت پاک کے ظاہری معنوں پر بھی عمل کرنا واجب ہے اور باطنی پر بھی، یعنی یہ کہنا صحیح ہے کہ جو لوگ باطنی طہارت یعنی زہد و تقوی سے خالی ہیں، وہ کلام پاک کے معنی اور مطلب کو چھو تک نہیں سکتے، نہ اسکی گہرائی تک پہنچ سکتے ہیں،

اسی طرح بہشتی دروازہ کے متعلق بھی کہا جاسکتا ہے، کہ اس حدیث کی رو سے یہ بھی صحیح ہے کہ جو اس دروازہ سے گذر جائے بہشتی ہے، اور یہ بھی صحیح ہے کہ جو شخص حضرت خواجہ گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک، یعنی طریقت اور سلوک الی اللہ کو طے کرلے وہ بہشتی ہے۔

بہشتی دروازے کا علمی اور شرعی جواز☆: ایک اور سوال جو کہ کم علم کم فہم لوگ کرتے ہیں، وہ یہ کہ، ایک گناہ گار یعنی چور، ڈاکو، زانی، کے گناہ کیونکر بہشتی دروازے سے گذر جانے کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں، ظاہراً بات سمجھ میں آنے والی ہے،

اس کے جواب میں ہم دُنیا اسلام کے ایک عظیم عالمِ دین کی استدلال پیش کر سکتے ہیں، ایک مرتبہ اسی قسم کا ایک سوال پاکپتن شریف میں عرس کے موقع پر بہاولپور ڈگری کالج کے پرنسپل مولوی ضیاء الدین احمد جو بمبئی میں کمشنر پولیس رہنے کے بعد ریاست بہاولپور کے کمشنر پولیس بھی رہ چکے ہیں، اور اپنے وقت کے بہت بڑے عالم فاضل بھی ہو گذرے ہیں، تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ شیخ الجامعہ علامہ غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ بہاولپور سے ایک مرتبہ سوال کیا، یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ حضرت شیخ الجامعہ علامہ گھوٹوی کا شمار برصغیر پاک و ہند کے معتبر و متجر علماء میں ہوتا ہے، علاوہ اسکے علامہ موصوف ایک روشن ضمیر عارف کامل اور صوفی منش درویش بھی تھے۔

معترض کے سوال کا جواب علامہ گھوٹوی علیہ الرحمۃ نے دیا جو قارئین کی دلچسپی اور معلومات میں اضافے کے لئے پیش خدمت ہے، تاکہ بہشتی دروازہ کے علمی و شرعی جواز سے آگاہی حاصل ہو جائے۔

حضرت شیخ الجامعہ علامہ غلام محمد گھوٹوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے اعمال کی وجہ سے بہشت میں نہیں جائے گا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اسکی رحمت سے ہی جائے گا، حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اعمال سے کوئی شخص بہشت میں نہیں جائے گا، بلکہ اللہ کی رحمت سے جائے گا، یہ سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ حضور کیا آپ بھی؟ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں بھی اعمال کی بدولت نہیں بلکہ اللہ کی رحمت سے بہشت میں جاؤں گا، جب سرور کونین ﷺ جن کی خاطر ساری کائنات معرض وجود میں آئی کا یہ حال ہے کہ اللہ کی مہربانی کے بغیر بہشت میں نہیں جاسکتے تو پھر ہمارے اعمال کی کیا حیثیت ہے، کہ ہم ان کی بدولت بہشت میں جاسکیں۔

Marfat.com

دراصل بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی عظمت وشان وکبریائی کا عالم یہ ہے کہ آدمی اس کی عبادت جس قدر کرے اس کی عظمت کے سامنے ہیچ ہے، کیونکہ اس سے نہ ذات باری کا حق ادا ہوسکتا ہے، نہ ہی اسکی شان کبریائی وعظمت کا، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ دن میں ستر بار استغفار پڑھا کرتے تھے، حالانکہ آپ معصوم تھے، نیز اس کے علاوہ یہ مناجات کیا کرتے تھے۔

"یا وھاب سبحانك ما عبد ناك حق عبادتك ما ذکر ناك حق ذکرك ما عرفناك حق معرفتك ما شکرناك حق شکرك"

اے احسان عظیم کرنے والی پاک ذات تو اس قدر بلند وبرتر ہے کہ نہ ہم تیری عظمت کے مطابق تیری عبادت کا حق ادا کرسکتے ہیں، نہ تیرے کمالات کے مطابق تیرے ذکر کا حق ادا کرسکتے ہیں، نہ تیری رحمت کے مطابق تیرا شکر ادا کرسکتے ہیں، مقام غور وفکر یہ ہے کہ جب سرور عالم ﷺ معترف ہیں کہ ان کے سمیت کوئی بھی حق تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا نہیں کرسکتا، تو پھر وہی بات ثابت ہوئی کہ ہر شخص حق تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہشت میں جائے گا، اپنے اعمال کی بدولت نہیں جائے گا، کیونکہ ہمارے اعمال اس قابل ہی نہیں کہ ہمیں بہشت میں پہنچا سکیں، تو یہ پھر یہ کہنا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے کہ نیک اعمال کے بغیر بہشتی دروازے سے گذرنے والا کیسے بہشتی ہوسکتا ہے۔

اس کے بعد حضرت شیخ الجامعہ علامہ گھوٹوی نے فرمایا:

دوسری بات یہ ہے کہ آیا یہ حدیث بہشتی دروازے پر لکھی ہوئی ہے، صحیح ہے یا نہیں ہے، علم حدیث کے ماہرین جنہیں عرف عام میں محدثین کہا جاتا ہے، انہوں نے صحت حدیث کے متعلق اصول مقرر کیے ہیں اور ان اصولوں کے مطابق جن حدیث کا سلسلہ اسناد متصل اور معتبر ہوتا ہے، اسے حدیث صحیح کہا جاتا ہے۔

چنانچہ اس حدیث کا سلسلہ اسناد بھی اصول حدیث کے مطابق بالکل صحیح اور معتبر ہے، مثلاً میرے شیخ حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ گولڑوی نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ خواجہ شمس الدین سیالوی سے سنا ہے اور انہوں نے اپنے شیخ خواجہ محمد سلیمان تونسوی سے سنا، انہوں نے اپنے شیخ حضرت فخر الدین دہلوی سے سنا، انہوں نے اپنے شیخ اور یہ سلسلہ اسناد حضرت خواجہ نظام الدین سلطان المشائخ محبوب الٰہی علیہم الرحمۃ پر ختم ہوتا ہے، اور فرماتے ہیں کے مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس دروازے سے گذرے گا بہشتی ہے، اب ان راویوں میں سے کوئی راوی ایسا نہیں ہے جو غیر معتبر اور غیر ثقہ ہو اس لئے اصول حدیث کی رو سے یہ حدیث بالکل صحیح ہے اب جو حدیث صحیح ہو اس میں شک کرنا جہالت اور گمراہی ہے۔

دوسری دلیل ☆: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص حجر اسود کو بوسہ دے اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں نیز فرمایا کہ جو شخص اپنی زبان سے توبہ کرلے اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور وہ اس طرح ہوجاتا ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں اب آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ حج کرنے حجر اسود کو بوسہ دینے اور زبان سے توبہ کرنے میں کیا تاثیر ہے کہ ساری زندگی کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں یہ رحمت حق ہے کہ ہماری بخشش کے لئے اس نے کتنے دروازے کھول دیئے ہیں کسی نے خوب کہا ہے۔

رحمت حق بہانہ می جوید (اللہ تعالیٰ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے)

Marfat.com

چنانچہ یہ بہشتی دروازہ بھی حق تعالیٰ نے ہم گناہ گاروں کے لئے ایک ذریعہ بخشش بنا دیا ہے اگر ہم اس صحیح حدیث کو ہر لحاظ سے تسلیم نہ کریں تو بخشش کی تمام باقی احادیث سے بھی انکار لازم آتا ہے لہٰذا حج کرنے حجر اسود کو بوسہ دینے اور توبہ کرنے والی احادیث سے گناہ معاف ہو سکتے ہیں تو اس حدیث کی رو سے بھی معاف ہو سکتے ہیں اس میں کونسی قباحت ہیں، حضرت شیخ الجامعہ کی زبان ترجمان سے یہ دلائل سن کر مولوی ضیاء الدین اور باقی حاضرین عش عش کر اٹھے اور کسی کو مزید سوال کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی

(مقام گنج شکر 211-206)

تیسری دلیل ☆: نبی رحمت ﷺ نے مسجد نبوی کی محراب اور روضہ مبارک کے درمیانی زمینی حصے کے متعلق ارشاد فرمایا،

مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَرَوْضَۃٌ مِنَ الرِّیَاضِ الْجَنَّۃ

میرے روضے اور میرے گھر کے درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

دیکھا گیا ہے کہ سرکار علیہ السلام کے اس فرمان کے بعد صحابہ، اہل بیت اطہار، آئمہ معصومین، محدثین، مفسرین، امامین، علما، مشائخ وصوفیاء اور عوام الناس اسوقت سے لیکر آج تک لاکھوں نہیں کروڑہا افراد اس مقام پر دو رکعت نماز نفل ادا کرتے ہیں اور اگر کسی کو کچھ دیر موقع مل جائے تو وہ اس ''**ریاض الجنت**'' میں قیام بھی کرتا ہے۔

اگر بہشتی دروازے والی حدیث پر معترض کی بات مان لی جائے تو پھر ''**ریاض الجنت**'' والی حدیث کے بارے معترض کا کیا خیال ہے کیا کسی میں یہ جرات ہے کہ اس حدیث کی صحت کا انکار کرے؟ کیا کوئی جرات کر کے یہ کہہ سکتا ہے کہ حضور کے صحابہ سے لیکر آج تک جن پاکبازان امت نے وہاں پر حاضری دی، نفل پڑھے تھے، کیا یہ سب غلط تھے؟ العیاذ باللہ، کیا ان لوگوں کے ایمان کے مقابلے میں آج کے معترض کا ایمان ہے ہرگز نہیں، معترض کو صرف اور صرف اعتراض کی عادت ہے، اس کا اپنا ایمان وعقیدہ تو خراب ہے ہی بے جا اعتراض کر کے اہل عقیدت ومحبت کے عقیدے کو خراب کرنے کی ناپاک وناکام کوشش انکا وطیرہ ہے۔

چوتھی دلیل ☆: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا **من قال لا الہ الا اللہ آمن** جس نے **لا الہ الااللہ** کہا وہ بہشتی ہے

مقام غور ہے کہ ایک آدمی جس کی تمام عمر بت پرستی اور کفر میں گذری، ایک کافر ومشرک، جو تمام عمر شرک میں مبتلا رہا، مگر کلمہ طیبہ پڑھ لیا تو اس کے لئے جنت کا دروازہ کھل جاتا ہے، جنتی ہونے کا سرٹیفکیٹ عطا کر دیا جاتا ہے۔

بعینہٖ رسول اللہ ﷺ کا امتی اولیا کرام کا غلام چاہے وہ کتنا ہی گناہ گار ہو جب رسول اللہ ﷺ کے فرمان (**من دخل هذه لباب امن**) کے مطابق جب بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنوبی دروازے میں داخل ہو کر مشرقی دروازے سے نکلے گا تو جنتی ہو جائیگا، اس لئے کہ ''رحمت حق بہانہ می جوید۔''

پانچویں دلیل ☆: رحمت عالم نور مجسم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

''(قبر المومن روضۃ من الریاض الجنۃ)'' ''مومن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔''

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب عام مومن کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ قرار دیا جا رہا ہے، تو پھر ان پاکان امت

Marfat.com

بالخصوص حضرت زہدالانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کا کیا مقام ہوگا، ان سے بڑھ کر کون مومن ہوگا، اوران کے مومن ہونے میں کسے شک ہوسکتا ہے؟

ہم حضرت مسعود العالمین زہدالانبیاء بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کے دربار شریف کے اندر بت پرستی کرنے نہیں، قبر پرستی کرنے نہیں، بلکہ آپ کے مرقد منورہ کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ سمجھ کر جاتے ہیں اور کسی باغ میں داخلے کے لئے اسکے دروازے میں داخل ہونا ضروری ہوتا ہے، اس لئے ہم اس بہشتی دروازے۔ یعنی بہشت پر لگے ہوئے دروازے، جس کو رسول کائنات فخر موجودات ﷺ نے امن کا دروازہ۔ یعنی بہشتی دروازہ کہا ہواس سے کیوں نہ گذریں، کیا اس دروازے سے صرف ہم ہی گذر رہے ہیں؟ کیا یہ روایت آجکل پرسوں کی ہے؟ یہ کوئی نئی بات تو ہے نہیں، بلکہ آٹھ سو برس قبل سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید محمد نظام الدین محبوب الٰہی زری ذربخش رحمۃ اللہ علیہ نے زبان نبوت سے یہ جملے سنے اور پھر اپنے سر کی آنکھوں سے بیداری کے عالم میں اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کا نہ صرف دیدار کیا بلکہ انہیں اس دروازے سے نکلتے اورداخل ہوتے بھی دیکھا۔

پھر اسی عمل کو حضرت محبوب الٰہی نے دہرایا، حضرت گنج شکر کے دیگر خلفا مریدین نے اپنایا، پھر سلسلہ عالیہ چشتیہ کے ہرغوث وقطب عارف کامل، صوفی وزاہد سے لیکر عام عقیدت مند ومرید تک اسکے علاوہ دیگر سلاسل طریقت کے بزرگان دین اور انکے عقیدت مندان مریدین بھی آٹھ سو برس سے اس عمل کو انتہائی عقیدت واحترام سے کرتے چلے آرہے ہیں، تو پھر ہم کیوں نہ ان کے طریقہ پرعمل کرتے ہوئے بہشتی دروازے سے گذریں، کہ جس عقیدت سے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت مخدوم علاوالدین علی احمد صابر کلیری، حضرت بدرالدین سلیمان، حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی، حضرت شیخ کمال الدین، حضرت شیخ یحییٰ مدنی، حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی، حضرت مولانا خواجہ فخرالدین دہلوی، حضرت قبلہ عالم خواجہ نورمحمد مہاروی، حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی، حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی، حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی، حضرت خواجہ پیر سید مہرعلی شاہ گولڑوی، حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی، حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری، حضرت شاہ خاموش حیدرآباد دکنی، قطب الوقت حضرت خواجہ حاجی منیر احمد صابری آف ماڑی بگیال شریف، مولانا لطف اللہ علی گڑھی، حضرت حافظ قائم الدین برقندازی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے لاکھوں شاہان ولایت وتاجداران تصوف ومعرفت اپنے اپنے زمانے میں گذرتے رہے، ہم بھی انشاءاللہ اسی طرح حق فرید یا فرید کا ورد کرتے ہوئے دروازے سے گذر کر حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفاعت کے حقدار بنتے رہیں گے، اور انشاءاللہ یہ سلسلہ صبح قیامت تک جاری رہے گا، انشاءاللہ، ہرفرد پکار کر کہتا رہے گا۔

اللہ، محمد، چار یار، حاجی، خواجہ، قطب، فرید،

نوٹ ☆: یہ بہشتی دروازہ صدیوں سے مقرر روایت کے مطابق دو دن کے لئے کھولا جاتا تھا، 1960ء میں جب دربار شریف کا کنٹرول محکمہ اوقاف نے سنبھالا اوقاف نے عدالت سے اجازت لیکر اپنی آمدن بڑھانے کے لیے مزید تین دن کھولنا شروع کردیا، اسطرح اب یہ بہشتی دروازہ 05 تا 10 دس محرم کھلتا ہے

Marfat.com

ہر سال تقریباً لاکھوں ایک اندازے مطابق پانچ لاکھ افراد ہر سال اس سے گذر کر شفاعت فریدی کے حقدار بنتے ہیں۔

عارفین کی سینہ بسینہ روایت کے مطابق پہلے پہل یہ دروازہ آج سے تقریباً 110 برس قبل چار محرم الحرام کو کھلتا تھا، جو کہ ایک باطنی معاملہ کی بنا پر 110 سال سے پانچ محرم کو کھلنا شروع ہو گیا، واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کے ایک سو نام

شیخ فرید، مقدین فرید، برہان فرید، خواجہ فرید، متقی فرید، حاصل فرید، مخدوم فرید، محب فرید، فاضل فرید، بابا فرید، مرشد فرید، دم فرید، شاہ فرید، حق فرید، قدم فرید، مولانا فرید، وکیل فرید، اول فرید، حاجی فرید، خالص فرید، آخر فرید، درویش فرید، مخلص فرید، ظاہر فرید، عاجز فرید، عاشق فرید، باطن فرید، فقیر فرید، عارف فرید، جل فرید، غریب فرید، اعظم فرید، تھل فرید، موحد فرید، معظم فرید، بر فرید، مسعود فرید، ہادی فرید، بحر فرید، محمود فرید، مہدی فرید، یحییٰ فرید، معصود فرید، ولی فرید، محبت فرید، قاصد فرید، شیخ فرید، نوراللہ فرید، مقصد فرید، قطب فرید، نظراللہ فرید، چشتی فرید، غوث فرید، فضل اللہ فرید، اجودہنی فرید، مغیث فرید، صبغتہ اللہ فرید، حمید فرید، سیاح فرید، نقطہ اللہ فرید، حامد فرید، جہاں گشت فرید، اہل اللہ فرید، کاملِ فرید، کبیر فرید، ستر اللہ فرید، مکمل فرید، گنج شکر فرید، عزیز اللہ فرید، امام فرید، شکر بار فرید، عبداللہ فرید، متوکل فرید، فریدالحق فرید، محیط اللہ فرید، سالک فرید، حبیب فرید، قطب الاقطاب فرید، مسالک فرید، عزیز فرید، مشکل کشاء فرید، زاہد فرید، مقبول فرید، قاضی الحاجات فرید، عابد فرید، صوفی فرید، حل المشکلات فرید، عالم فرید، محقق فرید، دافع البلیات فرید، صادق فرید، مدقق فرید، مسبب الاسباب فرید، صابر فرید، اعظم فرید، مفتح الابواب فرید، شاکر فرید، مخیّر فرید، مجتہد فرید، سلطان فرید

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے ان ننانوے اسمائے گرامی کو اگر کسی مصیبت یا مشکل کے وقت پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ ان اسمائے گرامی کی برکت سے مصیبت کو دور اور مشکل کو آسان فرما دیتا ہے۔

اسی طرح حضور بابا صاحب کے یہ پانچ اسمائے گرامی بھی مشکل مہم میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے بہت موثر ہیں۔ ان کا طریقہ درج ذیل ہے۔

40 روز میں ایک لاکھ مرتبہ بلاناغہ پڑھیں انشاء اللہ حاجت پوری اور مشکل آسان ہو گی۔

اسماء درج ذیل ہیں۔

شیخ فرید	مولانا فرید	خواجہ فرید
حاجی فرید	درویش فرید	

وصال باکمال ☆: پانچویں محرم کی شب کو حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ پر مرض کی شدت طاری ہوئی۔ عشاء کی نماز باجماعت پڑھنے کے بعد بے ہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش میں آئے تو حاضرین سے پوچھا کہ کیا میں نے نماز پڑھ لی ہے۔ لوگوں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا۔ ایک مرتبہ پھر پڑھ لوں کون جانے پھر کیا ہو گا۔

Marfat.com

چنانچہ آپ نے دوسری مرتبہ عشاء کی نماز پڑھی اور اُس کے بعد پھر بے ہوش ہو گئے پھر جب ہوش آیا تو پوچھا کیا میں نے نماز عشاء پڑھ لی۔لوگوں نے جواب دیا کہ حضور آپ اس سے پہلے دو مرتبہ پڑھ چکے ہیں۔آپ نے فرمایا ایک مرتبہ اور پڑھ لوں پھر معلوم نہیں کیا ہوگا۔غرضیکہ تیسری بار بھی عشاء کی نماز پڑھی اور نماز پڑھنے کے بعد **یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ** کہتے ہوئے اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔۵محرم الحرام ۶۷۰ھ کو آپ نے وصال فرمایا۔

مزار فیض انوار پاکپتن شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔جہاں پر روزانہ ہزاروں افراد حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف حضور گنج شکر کی بارگاہ کا غلام ہے اور بارہا آپ کے مزار پُرانوار کی حاضری کی سعادت حاصل کی ہے۔دربار عالیہ پاکپتن شریف کے موجودہ سجادہ نشین حضرت دیوان مودود مسعود چشتی فریدی مدظلہ سے فقیر کی اچھی یاد اللہ ہے اور حضور قبلہ دیوان صاحب علماء اور مشائخ کی نمائندہ تنظیم مرکزی جمعیت مشائخ پاکستان کی سپریم کونسل کے چیئرمین جبکہ فقیر راقم الحروف مرکزی سیکرٹری جنرل ہے اس حوالے سے بھی آپ کا قرب حاصل ہے۔

حضور قبلہ دیوان صاحب کی خصوصی شفقت ومحبت کی وجہ سے فقیر کو یہ اعزاز ہے کہ 5 محرم الحرام کو بہشتی دروازہ کھلنے کی رسم کے موقع پر دیوان صاحب کے ہمراہ ان کے حجرہ خاص سے ان کے ہمراہ شرکت کا متعدد بار موقع ملا جو کہ فقیر کی خوش بختی ہے۔حضور گنج شکر کی اولاد پاک کی نسبت اس کی خاص وجہ ہے۔حضور قبلہ دیوان صاحب کے بھائی حضرت صاحبزادہ دیوان عظمت سید محمد چشتی فریدی مدظلہ العالی سے بھی فقیر راقم الحروف کا اپنے مرشد کامل کی وجہ سے گہرا تعلق ورابطہ ہے،حضرت صاحبزادہ دیوان عظمت سید محمد چشتی فریدی کسی مرتبہ فقیر کی دعوت پر خصوصی کرم فرماتے ہوئے سالانہ بڑی گیارہویں شریف وعرس فیض ملت میں شرکت کے لئے اور فقیر کی مختلف تصانیف کی تقریب رونمائی میں کئی تشریف لا چکے ہیں۔حضرت دیوان عظمت سید محمد چشتی فریدی مدظلہ العالی مرد مجاہد، دلیر، باکردار، بامروت اور ڈھڑے باز شخصیت کے مالک اور علم اور اہل علم حضرات سے خصوصی پیار کرتے ہیں۔آپ نے پاکپتن شریف میں دو مربع زمین حاصل کر کے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے بابا فرید انٹرنیشنل ایجوکیشنل ویلفیئر ٹرسٹ کی بنیاد رکھی ہے،جس کے دو بلاک باقاعدہ تعمیر ہو چکے ہیں۔مزید بلاکس کا کام جاری ہے،جن پر کروڑوں روپے کا خرچ ہے۔

اس ٹرسٹ کے زیر اہتمام ایک خوبصورت ہسپتال کا بھی ایک حصہ تعمیر ہو چکا ہے،اس کے علاوہ مریضوں کی آمد ورفت کے لئے ایمبولینس سروس کا بھی آغاز ہو چکا ہے۔

یہ تمام کام حضرت صاحبزادہ دیوان عظمت چشتی فریدی مدظلہ العالی کی بہترین اور معیاری سوچ اور بلند ہمتی کی بنا پر جاری ہے۔دعا ہے کہ خدا حضرت دیوان صاحب کو اس عظیم منصوبہ کو مکمل کرنے کے لئے غیبی امداد مہیا فرمائے۔آمین اللھم امین

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت شیخ نجیب الدین متوکل چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: کشتۂ عشق رسول، امام الاولیا، واقف اسرار رموز، حقیقت، یکتائے زمانہ، وحید العصر متوکل بالذات خدا، حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ علیہ پیشوائے کاملین ہیں۔

آپ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے برادر اصغر اور معاملات میں سخت یعنی اصول شریعت کے سخت پابند تھے۔ زہد و تقویٰ میں بے مثال تھے اور نہایت ہی متوکل تھے ستر برس تک شہر میں رہے۔ اگرچہ غلہ وغیرہ کی کوئی مستقل آمدنی نہ تھی اور آپ کے بیوی بچے بھی تھے۔ مگر اس کے باوجود خوش وخرم رہتے تھے کہ آپ کو یہ بھی خبر نہ ہوا کرتی کہ آج کون سا دن ہے۔ کون سا مہینہ ہے۔ اور کتنی رقم ہمارے گھر میں موجود ہے۔

ایک مرتبہ عید کے روز آپ کے گھر میں چند درویش جمع ہو گئے۔ اتفاق سے اس دن آپ کے گھر میں کچھ بھی نہ تھا آپ اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ اپنے دل میں کہا کیا آج عید کا دن یونہی گزر جائے گا۔ میرے بچوں کے منہ میں کیا کوئی غذا نہ پہنچے گی۔ اور کیا یہ مہمان بھی یونہی لوٹ جائیں گے اتنے میں دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی مکان کی چھت پر آیا۔ اور یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

بادل گفتم دلا خضر را بینی
دل گفت اگر مرا نماید بینم

ترجمہ ☆: میں نے اپنے دل سے کہا کیا خضر علیہ السلام کو دیکھ رہے ہیں۔ تو دل نے مجھے جواب دیا کہ اگر وہ مجھے دکھائی دیں تو دیکھوں۔ پھر اس بوڑھے جو غالباً حضرت خضر علیہ السلام تھے کھانے سے بھرا ہوا خوان پیش کیا۔ اور کہا کہ عرش پر ملاء اعلیٰ کے فرشتے آپ کے توکل کی تعریف کر رہے ہیں اور آپ پھر بھی اس دنیا کو دل میں لئے ہوئے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ خدا شاہد ہے کہ میں اپنے لئے اس کی طرف مائل نہیں ہوا بلکہ دوستوں کی ضروریات نے مجھے اس کی طرف مائل ہونے پر مجبور کر دیا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

سیرت و کردار ☆: آپ مجاہدہ عبادت و ریاضت میں ہمہ وقت مشغول رہتے تھے ورع، ذوق وشوق زہد و تقویٰ آپ کا

Marfat.com

وصف خاص تھا۔ نہایت ہی متوکل درویش تھے جس وقت آپ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے اسکول میں گئے تو استاد نے پوچھا کیا نجیب الدین متوکل تم ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ نجیب الدین متاکالم (کھانے والا) ہوں۔ متوکل کیسے ہوسکتا ہوں اس کے بعد اُستاد نے پوچھا کہ شیخ الاسلام بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے بھائی تم ہو؟ آپ نے جواب دیا ظاہری طور پر میں بھائی ہوں۔ برادر معنوی خدا ہی جانے کون ہے؟

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت بابا فرید علیہ الرحمۃ کی ارادت سے پہلے ایک روز خواجہ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں درخواست کی آپ میرے واسطے دعا فرمائیں کہیں قاضی مقرر ہو جاؤں اس پر شیخ مسکرائے اور فرمایا کہ قاضی نہ بنو بلکہ کچھ اور بنو۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۹ رمضان المبارک ۶۷۱ھ بمطابق 1272ء بزمانہ سلطان غیاث الدین بلبن میں ہوا۔ سلطان محمد عادل بادشاہ کی مشہور منڈل کے سامنے دہلی انڈیا میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے مزار والی سڑک پر آپ کا مزار پُرانوار آج بھی مرجع ہر خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت شیخ نظام الدین ابوالمؤید چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام العارفین، برھان الواصلین، دلیل الکاملین، حجۃ الاسلام، حضرت شیخ نظام الدین ابوالمؤید رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ چشتی کے مشہور بزرگوں میں سے ہیں آپ کے دادا کو لوگ شمس العارفین کے لقب سے پکارتے تھے۔ آپ کی بزرگی کا چرچا سلطان شمس الدین التمش علیہ الرحمۃ کے زمانے میں عام تھا آپ صاحب حال وصاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی سارا تھا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ فضائل صوری ومعنوی سے آراستہ تھے آپ احمد غزنوی علیہ الرحمۃ اور شیخ عبدالواحد علیہ الرحمۃ سے مستفید ومستفیض ہوئے عبادت وریاضت میں ہمہ وقت مشغول رہتے۔ نہایت ہی خوش اخلاق وخوش طبیعت تھے۔ تحمل، بردباری، قناعت، توکل، تقویٰ، ورع، عشق ذوق وشوق کا مجسمہ ہیں۔

وعظ ونصیحت ☆: مصنف کتاب فوائد الفوائد حضرت میر حسن دہلوی نے ایک مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کبھی حضرت نظام الدین ابوالمؤید کی مجلس میں تشریف لے گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ مگر اس وقت میں کم عمر لڑکا تھا۔ اس لئے آپ کے وعظ میں مضامین کے مطالب کو اچھی طرح اخذ نہ کرسکتا تھا۔

ایک دن کا واقعہ ہے۔ کہ میں اُن کی مجلس وعظ میں گیا دیکھا کہ وہ جوتا پہنے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ پھر انہوں نے اپنا جوتا اتار کر اپنے ہاتھ میں لے لیا تو مسجد میں تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز نفل ادا کئے میں نے اُن کی طرح کسی کو اس سے پہلے اس طرح اطمینان اور سکون سے نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا۔

چنانچہ آپ نے اطمینان وسکون سے دو رکعت نماز پڑھی بعد منبر پر تشریف لے آئے۔ قبل اس کے کہ آپ اپنے بیان کا آغاز فرماتے مشہور قاری محمد قاسم نے خوش الحانی سے قرأت کی اس کے بعد آپ نے اپنے کلام کا آغاز کیا اور فرمایا کہ میں نے اپنے بابا کی تحریر خود دیکھی ہے۔ آپ ابھی کچھ اور کہنے نہ پائے تھے کہ اس بات کا حاضرین کے دل پر اتنا اثر ہوا کہ وہ تمام گریہ وزاری کرنے لگے پھر آپ

Marfat.com

نے دو مصرے پڑھے۔

برعشق تو وبر تو نظر خواہم کرد
جان درغم تو زیر و زبر خواہم کرد

ترجمہ☆: میں درد سے لبریز دل کے ساتھ خاک میں مل جاؤں گا اور عشق کا سودا لئے قیامت کے دن قبر سے نکلوں گا۔ یہ شعر سن کر لوگ رونے لگے اور آپ منبر سے اتر آئے۔

کرامت☆: ایک مرتبہ دہلی میں بارش نہیں ہوئی لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کے طالب ہوئے اور آپ منبر پر چڑھے اور اپنی آستین سے ایک دامن نکالا جس کا ایک تار جدا ہو گیا تھا وہ تار آپ نے آسمان کی طرف اٹھایا اور باری تعالٰی کی جناب میں عرض کی الٰہی بحرمت اس بڑھیا کے دامن کے اس تار کی کہ جس نے نامحرم مرد کو زندگی میں کبھی نہیں دیکھا اور بحرمت اس راز و نیاز کے جو وہ بڑھیا تیرے ساتھ رکھتی تھی پانی برسا اگر بارش نہ ہوئی تو میں شہر چھوڑ کر جنگل میں چلا جاؤں گا ابھی آپ کی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ بارش شروع ہو گئی۔

لوگوں نے جب اس دامن کے متعلق آپ سے پوچھا تو جواب میں فرمایا کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ وہ دامن کس کا ہے۔ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے وہ دامن میری والدہ ماجدہ کو دیا تھا اور میری والدہ اس دامن کو سر پر رکھتی تھیں اور اس طرح سے عبادت کرتی تھیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۶۷۳ھ بمطابق 1274ء کو ہوا۔ مزار پر انوار بدایوں نزد دہلی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عشق و محبت حاضری دے کر دولت عرفان حاصل کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت شیخ صوفی حمید الدین ناگوری چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صدر نشین محفل مشاہدات غیبی، محبوب ذات الہ، سلطان التارکین، امام الواصلین حضرت شیخ صوفی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ کا شمار اپنے وقت کے اولیائے کبار میں ہوتا ہے۔

آپ حضرت سعد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں جن کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے۔ آپ کے والد کا نام حضرت ابواحمد ہے۔ اور نام مبارک حمید الدین ہے۔ آپ سلطان التارکین کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔ اُس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک دن خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمتہ اللہ علیہ بہت خوش تھے حاضرین سے فرمایا کہ اِس وقت اجابت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ جس کا جو دل چاہے مانگے۔ جو مانگے سو پائے۔

چنانچہ ایک شخص نے اپنی بہتری کے لئے دعا چاہی۔ دوسرے نے عقبیٰ کی خواہش ظاہر کی غرض کہ کسی نے کچھ کسی نے کچھ مانگا۔ مگر حضرت حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ خاموش تھے۔ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم کیا چاہتے ہو؟ کیا تم دنیا و عقبیٰ میں عزت و مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہو۔ آپ نے نہایت ادب واحترام سے عرض کیا۔

"بندہ را خواستی نباشد خواست مولیٰ است"

ترجمہ ☆: بندہ کی کوئی خواہش نہیں ہے۔ جو خواہش ہے وہ مولیٰ کی خواہش کے مطابق ہے۔

یہ سُن کر حضرت خواجہ غریب نواز بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔ **"اَلتَّارِكُ الدُّنْيَا وَالْعَارِغُ مَنْ عُقْبٰى سُلْطَانُ التَّارِكِيْن حَمِيْدُ الدِّيْن الصُّوفِي"** پس خواجہ غریب نواز کے عطا کردہ لقب سلطان التارکین سے آپ مشہور ہو گئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ خواجگان عطائے رسول ولی ہند حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔ سلسلہ عالیہ چشتی کے مشہور بزرگوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

سیرت و کردار ☆: آپ بہت بڑے عالم و صوفی اور صاحب دل اور صاحب نسبت بزرگ تھے طریقت میں آپ کا مقام اونچا ہے۔ آپ کی بہت سی تصانیف بھی ہیں۔ ان میں سے زیادہ مشہور کتاب اصول طریقہ ہے آپ شاعر بھی ہیں۔

Marfat.com

تعلیمات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ مراتب راہ کا پہلا مرتبہ علم ہے۔ علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ کیوں کہ علم کے بغیر عمل درست نہیں ہوتا۔

نمبر۲ ☆: مراتب طریقت کا دوسرا مرتبہ عمل کے بغیر نیت کا وجود نہیں۔

نمبر۳ ☆: مراتب درگاہ کا تیسرا مرتبہ نیت ہے۔ نیت صحیح ہونی چاہیے۔ کیوں صحیح نیت کے بغیر باطل کے سوا کوئی عمل نہیں ہوتا۔

نمبر۴ ☆: چوتھا مرتبہ صدق ہے اور صدق کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر عشق رونما نہیں ہوتا۔

نمبر۵ ☆: پانچواں مرتبہ عشق ہے عشق اس لئے ہونا چاہیے کہ اس کے بغیر توجہ درست نہیں ہوتی۔

نمبر۶ ☆: چھٹا مرتبہ توجہ ہے، توجہ اس لئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر سلوک حاصل نہیں ہوتا۔

نمبر۷ ☆: ساتواں مرتبہ سلوک ہے، سلوک اس لئے درکار ہے کہ اس کے بغیر پیش گاہ کا دروازہ نہیں کھلتا۔

نمبر۸ ☆: آٹھواں مرتبہ پیش گاہ کا کھلنا ہے۔ پیش گاہ کا دروازہ کھلنا چاہیے تا کہ مقصود ظاہر ہو۔

نمبر۹ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص محبت کا دعویٰ کرے اور جب رات آئے تو اپنے محبوب کے ساتھ نہ سوئے۔ اس کا نام جھوٹوں کے دفتر میں لکھا جائے گا۔

آپ فرماتے ہیں کہ ارباب شریعت کی راہ و منزل تو نفس و مال سے باہر آنا ہے اور نعیم مقام میں داخل ہونا ہے۔ اور اصحاب طریقت کی راہ و مال جان و دل سے باہر آنا اور وحدت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جانا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۹ ربیع الاخر ۶۷۳ھ بمطابق 1274ء کو ہوا۔ مزار فیض آثار ناگور انڈیا میں مرجع ہر خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت شیخ منتخب الدین چشتی رحمتہ علیہ الرحمتہ

تعارف ☆: فخر چشت اہل بہشت، محبوب خدا، عاشق ذات الٰہ، حجتہ الاولیاء، زبدۃ العرفاٗ حضرت خواجہ شیخ منتخب الدین چشتی رحمتہ علیہ الرحمتہ قطب آسمان ولایت ہیں۔

آپ اولیائے عصر میں آقائے منتخب کے لقب سے یاد کیئے جاتے تھے۔ ولایت میں بہت بلند درجہ رکھتے اور بڑے ہی صاحب عظمت وصاحب وکمال بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کو زری زربخش کے لقب سے بھی پکارا جاتا ہے۔ اس لفظ زری زربخش کی وجہ تسمیہ ''صاحب معارج الولایت'' نے یہ تحریر کی ہے کہ جب آپ پرشان فقر جوکہ تارتار ہو چکی تھی۔ کے سوا آپ کے پاس کچھ نہ رہا تو رحمت خداوندی نے دست گیری فرمائی۔ اور ہر شب کو آپ کے حجرہ مبارک میں ایک زریں جبّہ ایک زریں دستار اور ایک زریں کمر بند بطور عطیہ الٰہی غیب سے کھونٹی پر ٹنگی ہوتی تھی۔

آپ جس وقت نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور حجرہ سے باہر تشریف لاتے تو خادم خاص کھونٹی سے جبّہ مبارک اتار کر اسی وقت درزی کو دیتا۔ درزی کو نماز کے مقررہ وقت پر حاضر رہنے کی خاص تاکید تھی۔

چنانچہ درزی آپ کی قبا کی آستین تراش کر دوسرا پیوند جُبہ میں لگاتا۔ اور آپ اس پیوند دار کرتہ کو پہن کر نماز ادا فرماتے۔ اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو اُس غیبی خلعت کو جسم سے علیحدہ فرمادیتے۔ اور خادم خاص اس زریں لباس کو قینچی سے پُرزے پُرزے کر کے خانقاہ میں موجود فقرأ میں ایک ایک ٹکڑا تقسیم کر دیتا۔ ہر ٹکڑا تقریباً چار انگل کا ہوتا۔ جب یہ ٹکڑے بازار میں فروخت کیئے جاتے تو اس کے بدلے چار چار تولے چاندی کے تار اہل حاجت کے حصے میں آتے۔ اسی وجہ سے آپ کو زری زربخش کے لقب سے پکارا جاتا ہے اور اس لقب سے آپ مشہور ہوئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت زبدۃ الانبیاء بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

ولایت دکن اور تبلیغ اسلام ☆: سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ سید نظام الدین اولیاء زری زربخش رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو دکن کی ولایت عطا فرمائی۔ دکن روانگی کے وقت حضرت سلطان المشائخ نے اپنے سات سو مریدین کو جن میں بعض پالکی نشین بھی

Marfat.com

تھے۔ان میں حضرت شیخ صلاح الدین غازی چشتی، حضرت مولانا معزتان باش چشتی، حضرت شیخ سلیمان چشتی اور حضرت شاہ بدرالدین چشتی جن کا مزار قصور میں ہے، جیسے اکابرین مشائخ بھی موجود تھے وہ آپ کے ہمراہ دکن بھیجے۔

آپ نے دکن پہنچ کر تبلیغ اسلام کی تبلیغ کے لیے اپنے رفقاء مشائخ کو الگ الگ جگہ مختلف مقامات پر مامور کیا۔ آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی تبلیغ اور سعی جمیلہ سے ہزاروں غیر مسلم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے۔ اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ تبلیغ اسلام کا یہ رنگ دیکھ کر کفار نے آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر طرح طرح کے مظالم کیئے اور آپ پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔

آپ نے ان کو پند و نصائح فرمائے۔ جس کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ انہوں نے مظالم میں شدت پیدا کر دی۔ اس صورتحال کے پیش نظر آپ نے دیوگیر کے لوگوں کے حق میں بارگاہ خداوندی میں بدعا فرمائی۔ جس سے کفار کی صورتیں مسخ ہوگئیں۔ جس کا اثر اس زمانہ سے کافی عرصہ بعد تک بدشکلی کی شکل میں باقی رہا۔

کفار کے جب تمام حربے ناکام ہوگئے اور آپ کا تبلیغ اسلام کا سلسلہ زور پکڑ گیا تو انہوں نے آپ پر جنگ مسلط کر دی۔ جس کے پیش نظر آپ نے بھی اعلان جہاد فرما دیا۔ اور بہت سے کافروں کو واصل جہنم کر کے اس جہاد میں آپ نے جام شہادت نوش کیا۔

حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمتہ کو جب بذریعہ کشف آپ کی شہادت کی اطلاع ملی تو انہوں نے اپنی خانقاہ کے مریدین و متوسلین کو دکن حیدر آباد جانے کا حکم دیا اور جہاد میں شرکت کی تاکید کی۔ پھر ان تمام درویشوں نے غلبۂ اسلام کے لیے اپنے آپ کو مختلف جگہوں پر تقسیم کیا اور بالخصوص دولت آباد اور اس کے قرب وجوار میں سکونت اختیار فرمائی۔ اس وقت اس تمام قافلہ کی قیادت آپ کے چھوٹے بھائی حضرت برہان الدین غریب چشتی نظامی جو حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمتہ کے مرید و خلیفہ تھے، فرما رہے تھے۔

آپ کی شہادت کے بعد حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی نے آپ کے بھائی حضرت برہان الدین غریب چشتی نظامی علیہ الرحمتہ کو آپ کا جانشین مقرر کیا اور دکن کی ولایت عطا فرمائی۔

بعد از وصال زر بخشی ☆: آپ کے انتقال کے بعد ایک مرتبہ دکن کے نواح میں شدید قحط پڑا۔ جس کا اثر درگاہ شریف کے فقرأ اور مساکین پر بھی پڑا۔ جب فاقہ کشی کی نوبت آگئی اور گذر اوقات کا کوئی چارہ نہ رہا تو خدام درگاہ نے مزار اقدس پر جمع ہو کر آپ کو وسیلہ بنا کر اللہ کی بارگاہ میں دعا کی۔ اور آپ سے بھی عرض کیا حضور خدا کی بارگاہ میں ہم غریبوں کے لیے دعا کیجئے یا ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم درگاہ معلیٰ کو چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔

آپ نے اپنے خدام کی فریاد کو سنا اور شرف قبولیت کے آثار اس طرح ظاہر ہوئے کہ درگاہ شریف کے پتھروں والے فرش میں پتھروں کے درمیان دراڑیں اور خلا تھے۔ ان میں نقرئی و طلائی چمکدار گھاس اُگنی شروع ہوگئی۔

خدام نے جب پہلی مرتبہ صبح اٹھ کر سورج کی روشنی میں گھاس کی آب و تاب اور چمک کو دیکھا تو گھاس کے پودے اکھاڑنے شروع کر دیئے۔ یہ سیم و زر کی شاخیں چار تولہ سے چھ تولہ وزن تک ہوتی تھیں۔ جب تک قحط رہا، روزانہ حاضرین و خادمین درگاہ اپنے

Marfat.com

مقدر کی شاخیں کاٹ لیتے تھے۔ دن میں فرش بالکل صاف ہو جاتا اور اگلے دن صبح کو گھاس پھر اگ آتی تھی۔ اور لوگ اسے کاٹ کر اپنے مصارف میں لاتے تھے۔

اس طرح آپ نے وصال کے بعد بھی زری زر بخش کے لقب مبارک کی تجدید فرمائی۔ جس کی شہرت آج بھی دکن میں زبان زد خاص و عام ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کی شہادت 7 ربیع الاول ۶۹۵ ہجری بمطابق 1295ء کو ہوئی۔ مزار پُر انوار دولت آباد حیدر آباد دکن انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے بھائی حضرت خواجہ برہان الدین غریب چشتی نظامی علیہ الرحمتہ آپ کے **سجادہ نشین مقرر ہوئے۔** ان کا مزار بھی آپ کے ساتھ دولت آباد حیدر آباد دکن میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت حاجی سلطان بذیذ المعروف سلطان بڈھایا چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پروردۂ لطف رسول مدنی، آئینہ جلال و جمال حقانی، مظہر تامہ کمال انسانی، معدن گنجینہء علوم لدنی، متصرف برتصرفات، منبع فیوض و برکات، جامع الصفات وکمالات حضرت خواجہ حاجی سلطان بذیذ المعروف سلطان بڈھایا چشتی رحمتہ اللہ علیہ شہباز طریقت وشہسوار میدان ترک وتجرید ہیں۔

تذکرہ نگاروں کے مطابق آپ قصبہ بڈھ ڈیرہ اسماعیل خان کے رہنے والے تھے، اسی لئے سلطان بڈھایا کے نام سے معروف ہوئے۔

خاندان سادات کے عظیم چشم وچراغ اور اپنے زمانے کے عظیم ولی کامل اور شیخ طریقت ہوئے بڑے بڑے سلاطین زمانہ آپ کی خدمت میں حاضری دیکر فتوحات حاصل کرتے رہے، لاتعداد اقوام آپ کی دعاؤں اور نگاہ ولایت کی بدولت آج بھی بام عروج کو ہیں، جن میں ٹوانہ خاندان سرفہرست ہے جو آج بھی آپ کے دربار پر ننگے پاؤں حاضری دیتے ہیں، رائے میلو سے لیکر آج تک اقوام ٹوانہ میں آپ کے کمالات وبزرگی کا چرچا اور یقین موجود ہے۔

ٹوانہ خاندان میں اس بات کا اعتقاد پایا جاتا ہے کہ ہمارے خاندان میں دولت و امارات، حکومت اور اقتدار آپ ہی کی برکت اور دعا کی بدولت ہے، چونکہ ٹوانہ خاندان کے جد اعلی رائے میلو حضرت زہدۃ الانبیاء بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کے حکم پر آپ کی خدمت میں اکثر حاضری دیتے رہتے تھے، جسکی بناء پر آپ کو بھی رائے میلو سے محبت والفت پیدا ہو گئی تھی۔

ایک روز جب رائے میلو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے رائے میلو کے حق میں دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم انشاء اللہ سلامت بہ ایمان اس دنیا سے جاؤ گے، اور تمہاری اولاد سے نیک لوگ اور سردار پیدا ہونگے۔

رائے میلو کو آپ کے فرمان پر کامل یقین تھا، یہی وجہ ہے کہ اُس وقت سے لیکر آج تک ٹوانہ خاندان ہر دور میں کسی نہ طرح اقتدار میں رہا، یا اقتدار اس خاندان کے گرد گھومتا رہا یہ سب آپ کی دعا کی برکت کے سبب سے ہے۔

رائے میلو اور اسکے بیٹے کی قبر بھی آپکے مزار کے قرب وجوار میں موجود ہے، یعنی دنیا میں تعلق رکھنے والے کا بعد از وصال بھی آپ سے اسی طرح تعلق برقرار ہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں شیخ الاسلام والمسلمین زہدۃ الانبیاء حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اُنہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

Marfat.com

علاقہ تھل وساندل بار بھکر، میانوالی میں درود مسعود☆: علاقہ تھل وساندل بار، کے لوگوں نے جب حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر مذہب حق اسلام کو قبول کیا تو حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمتہ نے علاقہ بھکر و میانوالی اور مضافات کے لوگوں کی اصلاح ورشد وہدایت کی ڈیوٹی آپ کے ذمہ لگادی، تو آپ پاکپتن شریف سے ضلع بھکر کی معروف تحصیل دریاء خان تشریف لائے اور ایک جنگل میں ڈیرہ لگالیا، اور اپنا زیادہ تر وقت جال کے ایک درخت کے نیچے عبادت و ریاضت میں گزارنے لگے، بستیوں اور آبادیوں کی طرف کبھی آپ نے رُخ نہیں کیا، اُسی بے آب وگیاہ جنگل میں درختوں کے پتے اور پھل وغیرہ کھا کر گزارہ کرتے تھے۔

مائی راستی بی بی کی خدمت گزاری☆: علاقہ کی ایک نیک متقیہ صالحہ خاتون مائی راستی بی بی جو عبادت وریاضت میں بلند و مقام رکھتی تھی اور اپنے وقت کی ولیہ ہیں، اُس مائی کے دو بیٹے ایک کا نام لنجا دوسرے کا نام پُنجا تھا، یہ جنگل میں اونٹوں کے وگ یعنی (ریوڑ) چراتے تھے، مائی راستی روزانہ جنگل میں اپنے بیٹوں کا کھانا لیکر جاتی تھی۔

ایک دن جب وہ اپنے بیٹوں کا کھانا لیکر جارہی تھی، تو اُس نے دیکھا ایک بزرگ صورت انسان درخت کے پتے کھارہا، مائی راستی بی بی نے جب اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا تو وہ کھانا جو اپنے بیٹوں کے لئے لیکر جارہی تھی وہ آپ کی قیام گاہ جال کے درخت کے نیچے چپکے سے رکھ دیا اور واپس گھر آکر اپنے بیٹوں کے لئے دوبارہ کھانا تیار کر کے جنگل میں لے گئی۔

تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ اس کے بعد مسلسل روزانہ جب اپنے بیٹوں کا کھانا لیکر جاتی تو راستے میں آپ کا کھانا بھی لیکر جاتی اور جال کے درخت کے نیچے رکھ کر چلی جاتی تھی حتیٰ کہ یہ سلسلہ نوں برس تک جاری رہا، مگر لطف کی بات یہ کہ اتنے ہی عرصہ میں نہ آپ نے مائی صاحبہ کو کلام سلام کیا اور نہ ہی مائی صاحبہ نے آپ سے کسی بھی قسم کی گفتگو کرنیکی کوشش کی۔

جب پورنوں برس گزر گئے تو ایک دن آپ مائی راستی سے مخاطب ہوئے اور اماں کہہ کر بلایا اور کہا اماں تم نے مجھے اپنے بیٹوں کی طرح کھانا کھلایا ہمارا خیال رکھا، ہم تمھیں دُعا دیتے ہیں کہ تمہاری اولاد جب تک ہمارے در سے منسلک رہے گی بھوکی نہ رہے گی۔

چنانچہ پھر ایسا ہی ہوا کہ آپ کے وصال کے بعد مائی راستی صاحبہ کی اولاد ہی آپکے دربار کی مجاوری کرتی رہی اور انکی اولاد نے خوشحال زندگی گزاری، مائی راستی بی بی رحمتہ اللہ علیہا کا مزار بھی آپ کے مزار کے ساتھ ہی دریاء خان ضلع بھکر میں مرجع خاص و عام ہے۔

قوم ٹوانہ کے سرخیل رائے میلو کی آپ کی خدمت میں حاضری☆: قوم ٹوانہ کے سرخیل رائے میلو جو علاقہ مارواڑا کا حکمران تھا، سلطان شمش الدین التمشش سے شکست کھا کر مارا مارا پھر رہا تھا، کہیں جائے پناہ نہ ملتی تھی، وہ اچانک زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اجودھن موجودہ (پاکپتن) شریف میں حاضر ہو کر امن و عافیت کا طالب ہوا۔

حضرت بابا صاحب رائے میلو اور اسکے خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ نہایت ہی درجہ اخلاق اور خوشدلی سے پیش آئے جس

Marfat.com

سے متاثر ہوکر وہ حضرت بابا کے معتقد ہو گئے اور دین حق اسلام کو قبول کرلیا، بعدازاں کچھ عرصہ تک یہ خاندان آپ کی صحبت پُر اثر سے فیض یاب ہوتا رہا، بعد میں حضرت بابا صاحب نے اس خاندان کو دریاء خان ضلع بھکر کے علاقہ کی طرف بھجوادیا۔

رائے میلو اور اسکے خاندان کے افراد پاکپتن سے چلتے ہوئے مٹھہ ٹوانہ جو غالباً آجکل ضلع وخوشاب کی حد میں واقع ہے میں قیام پذیر ہوئے، اور خوشحالی سے زندگی گزارنے لگے، اسی اثناء میں ۶۶۴ھ میں رائے میلو کو خبر ملی کے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال باکمال ہو گیا ہے، یہ خبر سُن کر رائے میلو سخت پریشان ہوا، اور ہر وقت اپنے پیرومرشد کی یاد میں غمگین ہو کر روتا رہتا۔

ایک دن رائے میلو خواب میں حضرت بابا صاحب کی زیارت سے مشرف ہوا، تو حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ اس علاقہ میں دریاخان کے مقام پر میرے مرید وخلیفہ حضرت حاجی سلطان بذیذ رحمتہ اللہ علیہ رہتے ہیں، ان کی خدمت میں حاضری دیا کرو۔

چنانچہ رائے میلو صبح کو بیدار ہوکر اپنے مُرشد کے حکم کی تعمیل کی خاطر اپنے بیٹے رائے مینو کو ہمراہ لیکر دریاء خان پہنچا اور آپ کی خدمت میں حاضری دیکر قدم بوس ہوا، اس کے بعد سے وہ مسلسل آپ کی خدمت میں حاضری دیتا رہا، آپ بھی اس کے حال پر شفقت فرماتے رہے، اور محبت سے پیش آتے تھے۔

چور اندھے ہو گئے ☆: آپ کا دور نہایت افراتفری کا دور تھا، مغرب سے تاتاریوں نے اور اندرون ہندوستان میں مختلف بغاوتوں نے امن وامان کو تہہ وبالا کیا ہوا تھا، حالت یہ تھی کہ جو طاقتور ہوتا وہ کسی بھی کمزور کا مال وزر مارڈھاڑ کر کے لوٹ لیتا تھا۔

ایک مرتبہ ٹوانوں اور اُن کے ہمرائیوں کے مویشی از قسم جانوران شیر دار گائے بھینس اور اونٹ وغیرہ دشمن بزورِ شمشیر چھین کر لے گئے۔ اس واردات میں ٹوانوں کے بہت سے جوانوں کو بھی مزاحمت پر قتل کر دیا۔

ٹوانوں کی مستورات سر برہنہ آپ کے حضور حاضر ہوکر فریادی ہوئیں دشمن ہمارے بہت سے مویشی لوٹ کر لے گئے، اور چند جوانوں کو بھی قتل کردیا، آپ خدا کے برگزیدہ بندے ہیں، ہم آپ کے در پر فریاد لیکر حاضر ہوئے ہیں خدارا ہم پر کرم فرمائیں۔

آپ نے فرمایا جاؤ تم لوگ حسب معمول اپنے دودھ والے برتن تیار رکھو شام کے وقت حسب معمول مال مویشی خود تمہارے گھروں کو آجائیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا جب شام ہوئی تو سب مال مویشی واپس آگئے جس پر سب کی حیرانگی میں اضافہ ہوا کہ جو مال مویشی ڈاکو بزورِ شمشیر لے گئے تھے وہ خود بخود کیسے واپس آگئے، پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ غارت گردی کرنے والوں کا گروہ آپ کی دعا سے اندھا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے مال مویشی اپنے مالکوں کے گھر گھومتے گھماتے واپس آگئے۔

کشف وکرامات ☆: قاری محمد نظامی جو آپ کے دربار سے ملحقہ مسجد کے خطیب ہیں نے آپ کی ایک کرامت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ۔

علاقہ بڈھ ڈیرہ اسماعیل خان سے ایک شخص آپ کے دربار پر حاضری کے لئے آیا، جب وہ رات کو سو گیا تو چوروں نے اُس کی گھوڑی کھول لی، چور جب گھوڑی لیکر نکلا تو ساری رات کوشش کے باوجود آپ کے دربار کی حدود سے باہر نہ نکل سکا۔

Marfat.com

جب صبح ہوئی تو اُس نے دیکھا کہ جہاں سے گھوڑی کھولی تھی اسی صحن دربار میں موجود تھا، بالآخر گھوڑی واپس کی اور اس فعل بد سے توبہ کی۔

کرامت نمبر۲☆: انگریزوں کا دور حکومت تھا، ایک انگریز افسر دورے پر جب دریاء خان آیا تو رات کے وقت دربار کے احاطہ میں چارپائی بچھا کر سو گیا۔

لوگوں نے اسے منع بھی کیا کہ یہاں اللہ کے ولی کامل کا دربار ہے، آپ کے اس فعل سے ہمارے مرشد کے دربار کی بے ادبی کا اندیشہ ہے، لیکن وہ نہ مانا اور چارپائی پر سو گیا۔

اب ہوا یہ کہ جونہی اُسے نیند آنے لگتی وہ تڑپ کر چارپائی سے نیچے گر جاتا، جب تین بار ایسا ہی ہوا تو چارپائی چھوڑ کر زمین پر سو گیا، صبح کو بیدار ہوا تو اس کا یقین کامل ہو گیا کہ اللہ والے واقعی صاحب تصرف ہوتے ہیں۔

کرامت نمبر۳☆: آپ کی یہ کرامت پورے علاقہ میں زبان زدِ خاص و عام ہے کہ دریاء خان شہر کی آبادی آپ کے دربار کی جانب مغرب واقع تھی، دریائے سندھ نے اپنی عادت کے مطابق جب زمین کا کٹاؤ شروع کیا تو گاؤں کے گاؤں اور بستیوں سمیت تمام علاقہ غارت ہو گیا حتیٰ کہ دریاء خان شہر بھی اس کی زد میں آ گیا، قریب تھا کہ چند دنوں میں آپکا مزار بھی اس کی زد میں آ جاتا۔

اس صورتحال کے پیش نظر مجاورں نے فیصلہ کیا کہ قبل اس کے آپکے تابوت کو دریاء بہاء کر لے جائے اس سے پہلے آپ کا جسدِ اطہر کسی اور جگہ منتقل کر دیا جائے۔

چنانچہ دن مقرر ہو گیا، جس دن مجاوروں نے صبح کے وقت آپکے جسدِ اطہر کو کسی دوسری جگہ منتقل کرنا تھا اُس سے پہلے رات کو مجاورں اور چند مریدین کو آپ نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ ہمارے تابوت کو مت چھیڑنا، دریا یہاں سے بحکم خدا دور چلا جائے گا۔

پھر ہوا بھی ایسے ہی کہ دریا وہاں سے ہٹ کر دور چلا گیا۔ اس وقت تقریباً دس سے پندرہ کلومیٹر مغرب کی طرف بہہ رہا ہے۔

آپ کا مزارِ پُر انوار، دریائے سندھ کے سابقہ بہاؤ کی جگہ کے کنارے پر موجود ہے۔ (سرائیکی زبان میں اس جگہ کو ڈھایا یعنی گرنے والی جگہ کہا جاتا ہے)۔

تذکرہ نگاروں کے مطابق اس کے بعد سے آپ کو سلطان بذیذ عرف سلطان بڈھایا مشہور ہوئے، جو بعد میں سلطان بڈھایا سے معروف ہوا۔

نوٹ☆: بڈھ ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک قصبے کا نام ہے، جو آپ کا آبائی علاقہ ہے، بعض کے نزدیک آپ اپنے گاؤں قصبے کی وجہ سے بڈھایا کے تخلص سے معروف ہوئے۔

بعض کے نزدیک آپ دریا کے کٹاؤ کی وجہ سے گرنے والی جگہ کے قریب مدفون ہیں، اس وجہ سے آپ سلطان بذیذ المعروف سلطان بڈھایا کے نام سے معروف ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

مجاورین کی کہانی مورخین کی زبانی ☆: لیہ شہر کے معروف تذکرہ نگار و مورخ مخلصی فی اللہ جناب مہر نور محمد تھند اپنی کتاب اولیائے بھکر میں رقمطراز ہیں کہ آجکل آپکے دربار پر جتنے بھی مجاورین تشریف فرما ہیں ان میں سے کسی کے پاس بھی اپنے مجاور ہونیکی کوئی قدیمی سند موجود نہ ہے۔

ملک شیر محمد خان و ملک فتح شیر خان کے وقت سے نذر و نیاز من جملہ اولاد مائی راستی صاحبہ لیتی ہے، مائی صاحبہ کی اولاد میں سے جو حضرات نذر و نیاز وصول کرتے ہیں ان میں فتح محمد، خدایار، یہ دونوں حضرت مائی صاحب کی اصل اولاد ہیں یہ حضرات 1917ء تک دربار شریف کی مجاور چلی آتی رہی، جنکا سلسلہ حسب ذیل ہے، اللہ یار و خدایار پسران مہدی خان بن حافظ مراد شرینی اور نذر و نیاز مٹھہ ٹوانہ میں اور آپکے دربار دریا ءخان میں وصول کرتے ہیں۔

باقی سب قومیں اولادِ میاں عاقل صاحب کے حق میں ہیں جو نذرانے وصول کرتے ہیں، لیکن صاحب توفیق اور دربار شریف کی خدمت کرنے والے بالخصوص ٹوانہ فیملی اور خاندان کے لوگ جب آپ کے دربار پر حاضری دیتے ہیں تو وہ نذرانہ مزار شریف پر رکھ دیتے ہیں، پھر وہ نذرانہ جنکا حصہ ہوتا ہے ان کو مل جاتا ہے، پھر وصول کنندہ اولادِ میاں عاقل کو بھی حسب توفیق دیتے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ساتویں صدی ہجری کے نصف کے قریب ہوا، مزار پرانوار دریاء خان ضلع بھکر میں مرجع وخاص و عام ہے، جہاں آج بھی آپ سے عقیدت رکھنے والے حاضری دیکر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

روایت کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ بعض خاندانوں میں آپ کی تولیت کا تنازعہ کھڑا ہوگیا، اس موقع پر آپ کے دربار پر ایک جرگہ (پنچائیت) رکھا گیا، جس میں معترض خاندان کا کوئی فرد نہ چھوڑا گیا، سب کے بزرگوں نے فیصلہ کیا کہ سب اکٹھے ہو کر دربار چلتے ہیں جو فیصلہ صاحب مزار فرمائیں گے وہ سب کے لئے قابل قبول ہوگا۔

چنانچہ تمام بزرگوں کا جرگہ دربار شریف پر تھا نے متفقہ فیصلہ کیا کہ آپ کے مزار پر شملے والی سبز پگڑی ہے، وہ خود بخود جسکی جھولی میں گرِ جائے وہی متولی اور گدی نشین ہوگا، وہ پگڑی شیخ فیملی کے ایک فرد کی جھولی میں آن گری اس کے بعد سے وہی گھرانہ سجادہ نشین و متولی چلا آرہا ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت خواجہ شمس الدین چشتی ناگوری المعروف خواجہ شہید مرد رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قدوۂ ارباب کمال، زبدۂ اصحاب قال وحال، صاحب فضائل وکمالات صوری ومعنوی حضرت خواجہ شمس الدین چشتی ناگوری المعروف خواجہ شہید مرد رحمتہ اللہ علیہ وحدتِ حقیقی اور غیرت الٰہی کے عظیم مظہر تھے۔

صاحب، تواریخ آئینہ تصوف حضرت خواجہ مخدوم شاہ محمد حسن چشتی رامپوری علیہ الرحمۃ اپنی شہرہ آفاق تصنیف میں رقمطراز ہیں کہ آپ کی ولادت باسعادت ۱۷ ذیقعد ۵۹۶ھ بمطابق ۱۱۹۹ھ کو حضرت خواجہ حمید الدین چشتی ناگوری علیہ الرحمۃ کے گھر واقع ناگور شریف میں ہوئی۔

آپ برصغیر کے معروف صوفی بزرگ حضرت خواجہ حمید الدین چشتی ناگوری علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند ہیں۔

آپ کی عمر عزیز بیس برس کی ہوئی تو بیعت کے لئے آپ کے والد گرامی نے آپ کو حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسنی سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تو حضور غریب نواز اجمیری نے فرمایا ان کا حصہ ہمارے خلیفہ خواجہ فقیر محمد چشتی ساکن جمرود پشاور شہر کے پاس ہے۔ لہٰذا ان کی خدمت میں حاضری دو۔

آپ اجمیر شریف سے اپنے ایک دوست شیخ ابوعبدالعزیز عبدالرحمٰن صدیقی علیہ الرحمۃ کے ہاں کانگڑہ ریاست پٹیالہ تشریف لے گئے وہاں سے حیدرآباد پھرتے پھراتے لاہور پہنچے وہاں قادری سلسلہ کے معروف بزرگ حضرت خواجہ علیم الدین بن احمد یستوی کے دست مبارک پر بیعت اختیار کی اور وہاں سے بہ اشارۂ غیبی پشاور تشریف لائے اور جمرود پہنچ کر حضرت خواجہ فقیر محمد چشتی خلیفہ مجاز سلطان الہند خواجہ نواز علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری دی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ غریب نواز سید محمد معین الدین اجمیری رضی اللہ عنہ کے خلیفہ مجاز حضرت خواجہ فقیر محمد چشتی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت اختیار فرمائی۔ اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز ہوئے قادری سلسلہ میں آپ خواجہ علیم الدین سے سرفراز تھے۔

حضرت خواجہ غریب نواز سید محمد معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ جب حرمین شریفین سے ہندوستان کے سفر کے لئے نکلے تھے تو اُس وقت حضرت خواجہ فقیر محمد ہمراہ تھے۔ جنہیں غریب نواز نے پشاور کے قریب جمرود کا شاہ ولایت مقرر کر کے روانہ فرمایا تھا، جنہوں

Marfat.com

نے اس علاقہ میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کی داغ بیل ڈالی اوراس کو پروان چڑھایا تھا۔ حضرت خواجہ فقیر محمد چشتی کا وصال جمادی الثانی ۶۱۱ھ کو ہوا، جمرود میں آج بھی اُن کا دربار مرجع خلائق ہے۔

آپ حضرت خواجہ شمس الدین ناگوری چشتی المعروف خواجہ شہید مرد اپنے مرشد کامل خواجہ فقیر محمد چشتی علیہ الرحمۃ کے حکم سے پشاور شہر کے علاقہ یکہ توت میں تشریف لائے، خانقاہ قائم کی اور پشاور اوراس کے مضافات کو تبلیغ اسلام کے لئے اپنا مرکز بنایا۔

اُس زمانے میں چین سے بدھی بھکشو مذہب کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے لاتعداد افراد آتے تھے۔ پشاور شہر میں موجودہ شاہ جی کی ڈھیریاں (شیواجی) بدھ مذہب کی تعلیم کا بہت بڑا مرکز تھا۔

آپ کی تبلیغی جدوجہد اور سلسلہ رُشد و ہدایت آپ کی سیرت و کردار کو دیکھ کر سینکڑوں افراد نے بدھ مذہب کو چھوڑ کر اسلام کی حقانیت کو قبول کیا۔ اوران میں سے بہت سے افراد آپ کی صحبت وفیض سے مقام ولایت کو پہنچے اور اسلام کے مبلغ بنے۔

آپ ایک مستجاب الدعوات بزرگ اور سنت رسول اللہ اور احکام شریعت پر کاربند بزرگ تھے۔ آپ نے اپنے اخلاق وحسنات اور پاکیزہ اعمال وافعال سے لوگوں پر یہ ثابت کیا کہ دین اسلام اصلاح وتربیت نفس کا مکمل نظام ہے، جو صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہ راست پر لاتا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال گیارہ صفر المظفر ۷۱۱ھ بمطابق ۱۳۱۱ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار پشاور شہر کے معروف روحانی علاقہ یکہ توت صوبہ سرحد میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

منقبت در شان حضرت خواجہ نظام الدین اولیا چشتی رحمتہ اللہ علیہ

وہ ہیں سلطان المشائخ وہ ہیں محبوب خدا
دل نوازی کا سلیقہ آپ کا سب سے جدا
کہتی ہے دنیا انہیں خواجہ زری زربخش بھی
ہر طرف پھیلا ہوا ہے آپ ہی کا سلسلہ
صاحبان کروفر سب ہو گئے پیوند خاک
کس کی جرأت آپ کو میلی نظر سے دیکھتا
کہہ کے ولی دور ٹھہری کر دیا قصہ ہی پاک
دانہ پانی اٹھ گیا تغلق غیاث الدین کا
طوطی بُستان چشتی شاعر اقلیم ہند
خسرو و شیریں سخن بھی آپ کا تھا خوش نوا
جتنے باجبروت تھے سب التجا کرتے رہے
سرزاں و ترساں کھڑے حاضر رہے ہیں اغنیا
آپ کی مسند کے وارث شاہ نصیرالدین چراغ
تھی بشارت آپ کو جن کی وہ فخر چشتیا
یک نگاہ لطف جاناں از پئے گنج شکر
ہے مرا تاج شہانہ آپ ہی کی خاک پا

از قلم: ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ سیالوی

Marfat.com

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان الاولیاء امام العارفین، محبوب الکاملین برھان العاشقین، قدوۃ السالکین، حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء زری زر بخت رحمتہ اللہ علیہ آفتاب و ماہتاب ولایت دہلی ہیں۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد بن احمد بن علی بخاری اور لقب سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء تھا۔

ولادت باسعادت ☆: آپ کی ولادت باسعادت ماہ صفر ۶۳۶ھ بمطابق 1234ء اکتوبر میں حضرت سید احمد بن علی بخاری کے گھر ہوئی۔

آپ کے دادا حضرت علی بخاری علیہ الرحمۃ اور نانا خواجہ عرب علیہ الرحمۃ دونوں اکٹھے بخارا سے لاہور تشریف لائے یہاں ایک طویل عرصہ رہنے کے بعد بدایوں چلے گئے اور وہاں مستقل سکونت اختیار کی ابھی آپ کمسن ہی تھے کہ آپ کے والد ماجد خدا کو پیارے ہو گئے۔ جب کچھ بڑے ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو مدرسہ میں برائے حصول تعلیم داخل کر دیا جہاں آپ نے قرآن کریم اور اس کے علاوہ دوسری کتابیں پڑھنی شروع کیں۔ پھر آپ بدایوں سے دہلی تشریف لے آئے وہاں صدر ولایت شمس الملک کے تلامذہ اور شاگردوں کے زمرہ میں داخل ہو کر مقامات حریری پڑھی اور علم حدیث بھی آپ ہی سے پڑھی تھی۔

بیعت و خلافت ☆: آپ بیس برس کی عمر شریف میں سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے جس وقت آپ دہلی سے پاکپتن پہنچے اور بابا صاحب سے پہلی ملاقات کی تو حضرت بابا صاحب نے مندرجہ ذیل شعر پڑھا۔

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

ترجمہ ☆: تیری فرقت اور جدائی کی آگ نے کئی دلوں کو کباب کر دیا۔ اور تیرے شوق کی آگ نے کئی جانیں خراب کر دیں۔

آپ حضرت بابا صاحب کی خدمت میں کافی عرصہ رہے اور مرشد کامل سے خرقۂ خلافت حاصل کرنے کے بعد واپس دہلی تشریف لے آئے۔

Marfat.com

ریاضت ومجاہدہ ☆: آپ دن رات میں پانچ نمازوں کے علاوہ پانچ سونفل بھی پڑھتے تھے اور بے شمار مریدوں کو قرآن کریم اور حدیث پاک کا درس بھی دیتے تھے۔ پھر جب ساری دنیا سو جاتی تو اللہ کے حضور میں اپنا سر جھکا کر اس قدر روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔

سیرت وکردار ☆: آپ نہایت سخی اور غریب پرور تھے صبح سے شام تک آپ کے دروازے پر ضرورت مندوں کی بھیڑ لگی رہتی کوئی شخص آپ کے دروازے سے خالی ہاتھ نہ جاتا عبادت وریاضت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ آپ امراء اور شاہان وقت سے کم ملتے تھے آپ ہندوستان میں بے تاج بادشاہ تھے دہلی کے امیروں اور وزیروں کی ہمیشہ خواہش رہی کہ آپ کی صحبت میں رہیں۔ مگر آپ ان کو سخت ناپسند فرماتے۔ انتہا یہ کے علاؤالدین خلجی جیسا بادشاہ بھی آپ کی قدم بوسی کے لئے ترستا رہا۔

آپ فرماتے کہ جس طرح زمین وآسمان آپس میں نہیں مل سکتے۔ اسی طرح ایک فقیر اور بادشاہ میں بھی رشتہ قائم نہیں ہوسکتا۔ جب شہنشاہ کا اسرار زیادہ ہوا اور قدم بوسی کے لئے عرضی بھجوائی تو آپ نے کہلا بھیجا کہ فقیر کے گھر کے دو دروازے ہیں تو ایک سے داخل ہوگا تو میں دوسرے سے نکل جاؤں گا زیادہ تنگ کرے گا تو تیرا ملک چھوڑ جاؤں گا کیونکہ خدا کی زمین تنگ نہیں شہنشاہ نے یہ جواب سن کر اپنا ارادہ ترک کر دیا اور درخواست کی کہ اس کی سلامتی کے لئے دعا فرمائیں حضرت محبوب الٰہی نے کہلا بھیجا کہ تجھے آنے کی ضرورت نہیں عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کر میں تیرے لئے دعا کرتا رہوں گا۔

تعلیمات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ عاقل وہ ہے جو پیش آنے والے سفر کا توشہ تیار کرے۔

نمبر۲ ☆: پیر کو مرید سے کوئی طمع نہیں رکھنا چاہیے۔

نمبر۳ ☆: سماع میں وجد لانے کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ جو کوئلہ انگیٹھی میں چٹختا ہے۔ اسے نکال کر پھینک دیا جاتا ہے۔

نمبر۴ ☆: دعا کے وقت طاعت ومعصیت کا خیال نہیں کرنا چاہیے۔

نمبر۵ ☆: سلامتی ایمان کی نشانی ہے کہ وقت وفات چہرہ کا رنگ زرد ہوتا ہے۔

نمبر۶ ☆: سورۃ فاتحہ بسم اللہ کی میم ملا کر پڑھنی حل المشکلات ہے۔

نمبر۷ ☆: یااللہ۔ یارحمٰن۔ یارحیم پڑھنا رنج وبلا سے نجات دیتا ہے۔

نمبر۸ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ پیرومرشد سے جو خرقہ حاصل کیا جائے وہ کسی دوسرے کو نہ دیا جائے اور اسے دھونا بھی جائز نہیں ہے۔

کشف وکرامات ☆: ہندوستان کے چند بادشاہ ایسے بھی تھے جو حکومت کے نشے میں آپ کو تکلیفیں بھی پہنچاتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن بھی اُن میں سے ایک تھا۔ جسے اس کے خوشامدیوں نے بتایا کہ ہندوستان کے عوام کے دلوں پر خواجہ محبوب الٰہی کی حکومت ہے۔ وہ جب چاہیں سلطان کا تختہ الٹ سکتے ہیں۔

چنانچہ وہ آپ کی مخالفت پر اتر آیا۔ اور آپ کے خلاف سازشوں کا جال بچھانے لگا۔ ایک روز اچانک سلطان غیاث الدین بلبن

Marfat.com

کا پیشاب رک گیا۔ شاہی طبیبوں نے بہت زور لگایا مگر کوئی دوا کارگر نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ نزع کا عالم طاری ہو گیا۔ یہ دیکھ کر سلطان کی ماں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رو کر عرض کیا کہ اُس کے لئے دعا فرمائیں آپ نے فرمایا میں اُس وقت دعا کروں گا جب وہ ہندوستان کی بادشاہت میرے نام لکھ دے اور اُس معاہدہ پر دربار کے امیروں کے دستخط ہوں۔

چنانچہ تکلیف سے مجبور ہو کر بادشاہ نے معاہدہ لکھ دیا۔ آپ نے معاہدے کا فلیتہ بنا کر اُس کی ماں کو دیا اور فرمایا کہ اس فلیتے کو طشت میں رکھ کر بادشاہ کو پیشاب کراؤ خدا اُسے تکلیف سے نجات دے گا۔

چنانچہ سلطان کی ماں نے ایسا ہی کیا اور سلطان کو اُس اذیت ناک تکلیف سے نجات مل گئی وہ معافی مانگنے آپ کے حضور آیا اور کہنے لگا کہ میں معاہدے کے تحت بادشاہت آپ کے حوالے کرنے آیا ہوں۔ حضرت نے فرمایا جس بادشاہ کی قیمت انسانی پیشاب کے برابر ہے۔ تو مجھے وہ غلیظ شے دینے آیا ہے؟ جا اپنا کام کر اور خدا کی مخلوق کو ستانے سے باز آ۔

کرامت ۲ ☆: ایسے ہی بدنصیب بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ غیاث الدین تغلق بھی تھا اس ناعاقبت اندیش بادشاہ نے بنگال کی جنگ پر روانہ ہوتے ہوئے آپ کو حکم بھیجا کہ نظام الدین میرے بنگال سے لوٹنے سے پہلے تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو دہلی چھوڑ دے ورنہ تجھے ایسی سزا دوں گا کہ لوگ قیامت تک یاد رکھیں گے۔

حضرت نے بادشاہ کا خط پڑھ کر اس کی پشت پر لکھا **''ہنوز دلّی دور است''** یعنی ابھی دلی بہت دور ہے۔ بنگال کی بغاوت کے کچلنے کے بعد غیاث الدین تغلق واپس لوٹا تو دہلی میں فتح کا جشن منانے کے لئے اُس کے بیٹے جونا خان نے جمنا کے کنارے ایک محل تعمیر کروایا جوں جوں بادشاہ دہلی کے قریب آ رہا تھا۔ حضرت کے مریدوں کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ مگر آپ مسکرا کر بار بار یہی کہتے رہے کہ **''ہنوز دلی دور است''** غیاث الدین تغلق جشن میں شرکت کرنے کے لئے محل میں داخل ہوا ہی تھا کہ اچانک پورا محل دھڑام سے گر پڑا اور بادشاہ اور اس کے ساتھی کے نیچے دب کر مر گئے۔

کرامت ۳ ☆: سلطان المشائخ حضرت خواجہ سلطان نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی زری زر بخش رحمتہ اللہ علیہ کا سلطان علاؤالدین کے بیٹے سلطان قطب الدین کے ساتھ کچھ تنازعہ پیدا ہوا۔ جس کا سبب یہ تھا کہ سلطان قطب الدین نے مسجد تعمیر کروائی اور پہلے جمعہ کو تمام مشائخ وعلماء کو طلب کیا کہ سب نماز جمعہ اس نو تعمیر مسجد میں ادا کریں۔ حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی نے سلطان کو پیغام بھجوا دیا کہ ہمارے پاس قریب ہی جامع مسجد موجود ہے جہاں ہم پہلے سے ہی نماز جمعہ ادا کرتے ہیں ہم جمعہ اُسی جامع مسجد میں ادا کریں گے اور حق بھی اُسی مسجد کا ہے۔

چنانچہ آپ نماز جمعہ کے لئے تشریف لے کر نہ گئے۔ جس کا اُس نے برا منایا۔

قطب الدین کے ساتھ اختلاف کا دوسرا سبب یہ تھا کہ اُس کے ہاں رسم تھی کہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو تمام علماء اور مشائخ امراء وزرا بادشاہ کو نئے چاند کی مبارک باد دینے کے لئے جایا کرتے تھے۔ لیکن حضرت سلطان المشائخ تشریف لے کر نہیں جایا کرتے تھے۔ بلکہ اپنے خادم خاص اقبال کو بھیج دیا کرتے تھے۔

Marfat.com

سلطان کے دل میں پہلے ہی بغض تھا کہ آپ نو تعمیر مسجد میں جمعہ کے لئے تشریف نہ لائے۔ادھر مسجد کے افتتاح کے تیسرے روز حضرت شیخ ضیاء الدین کا انتقال ہوا اس کے بعد جب قل شریف کی محفل تھی تو دہلی کے تمام علماء و مشائخ امراء وزراء کے ہمراہ سلطان بھی اس میں شرکت کے لئے پہلے سے موجود تھا۔

جب حضرت سلطان المشائخ محفل قل شریف میں تشریف لائے تو پوری محفل تعظیماً کھڑی ہوگئی مگر سلطان نہ کھڑا ہوا اور تلاوت قرآن میں مشغول رہا۔آپ نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا مگر خاموش رہے۔آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ وہ چونکہ تلاوت قرآن میں مصروف ہے اس لئے سلام وکلام کر کے مخل ہونا اچھا نظر نہیں آتا۔مگر سلطان کے دل میں یہ بغض تھا کہ حضرت محبوب الٰہی نے مجھ سے سلام وکلام نہیں کیا۔

جب قل شریف کی فاتحہ ہوگئی محفل اختتام کو پہنچی تو سلطان قطب الدین نے امراء وزراء علماء مشائخ سب کو الگ جمع کر کے کہا کہ سلطان نظام الدین کو سمجھاؤ کہ ہر روز میرے دیکھنے کو آیا کریں نہیں تو ہفتہ میں ایک دن نہیں تو نئے چاند والی رات کو ضرور آیا کریں وگرنہ ہم جس طرح بلوایا کرتے ہیں بلوالیں گے۔اور یہ بھی کہا کہ جو جواب سلطان نظام الدین دیں وہ مجھے آ کر بتائیں تا کہ میں کوئی دوسرا قدم اٹھا سکوں۔

چنانچہ سید قطب الدین غزنوی، شیخ عماد الدین طوسی، شیخ وحید الدین، شیخ برہان الدین یہ تمام اکٹھے ہو کر سلطان قطب الدین کی طرف سے پیغام لے کر حضرت سلطان المشائخ کے پاس آئے اور کہا کہ سلطان کہتا ہے کہ ہر روز نہیں تو ہفتے میں ایک بار اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو مہینہ میں ایک بار نئے چاند کی مبارک دینے کے لئے شاہی دربار میں ضرور آنا پڑے گا وگرنہ میں بلوانا جانتا ہوں۔

ان تمام مشائخ وعلماء نے آپ سے یہ بھی کہا کہ اس کا ارادہ فاسد معلوم ہوتا ہے۔لہٰذا اگر آپ تشریف لے جائیں تو کیا مضائقہ ہے۔

حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی نے کچھ دیر توقف کے بعد فرمایا۔انشاء اللہ،لفظ انشاء اللہ فرمانے کو انہوں نے آپ کی رضا مندی سمجھا کہ آپ سلطان کے دربار میں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔وہ خوشی خوشی بادشاہ کے دربار میں گئے اور سلطان سے کہا کہ وہ راضی ہیں یہ سن کر بادشاہ بھی خوش ہوا۔

ادھر حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء زری زر بخش رحمتہ اللہ علیہ اپنی والدہ محترمہ کی قبر پر گئے اور عرض کی بادشاہ کی نیت مجھے تکلیف پہنچانے کی ہے۔اگر اگلے مہینے کی پہلی تاریخ تک اس کا کام تمام نہ ہوا تو میں اس کے بعد آپ کی قبر کی زیارت کو نہ آیا کروں گا۔آپ یہ بات اپنی والدہ سے کہہ کر واپس آ گئے۔

ادھر بادشاہ اپنے امراء وزراء سے مشورے کر کے آپ کے قتل کے منصوبے بنا رہا تھا کہ اگر اس مرتبہ نئے چاند کا سلام کرنے خود نہ آئے تو حضرت سلطان المشائخ کو قتل کرا دیا جائے گا۔اس پر سلطان کی کابینہ کے وزراء نے کہا کہ ایسا احمقانہ اقدام ہرگز نہ کرنا اس لئے کہ پوری دہلی حضرت کی مرید ہے اور دہلی کے لوگوں کے دلوں پر حضرت کی حکمرانی ہے اس سے بہت بڑا فساد جنم لے گا جس کا قابو پانہ حکومت کے بس میں نہ ہے۔

بادشاہ کی کابینہ کا ایک وزیر جو حضرت سلطان المشائخ کا معتقد تھا اُس نے آپ کو دربار کی تمام صورتحال سے آگاہ کر کے مشورہ دیا

Marfat.com

کہ آپ یہاں سے کچھ عرصہ کے لئے تشریف لے جائیں۔
مگر حضرت سلطان المشائخ نے نہایت اطمینان اور دلجمعی سے فرمایا کہ وہ ظالم ہے اور ہرگز مجھ پر غلبہ نہیں پا سکے گا۔
آپ نے فرمایا کہ مجھے عالم واقعہ میں دکھایا گیا ہے کہ میں بالا خانہ پر بیٹھا ہوا ہوں کہ ایک سینگ دار گائے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ میں نے اُس کے سینگ کو پکڑ کر زمین پر گرا دیا جس سے وہ مرگئی ہے۔ انشاء اللہ بادشاہ مجھ پر کامیاب نہ ہوگا۔
یہ واقعہ ستائیس ماہ شوال کا ہے۔ اب جوں جوں مہینہ قریب ہوتا جا رہا تھا حضرت کے مداح و خدام و دیگر محبین کی پریشانی میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔

ایک حضرت سلطان المشائخ کی ذات تھی کہ آپ فرماتے تھے کہ میں نے اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کر دیا ہے اب دیکھئے کہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ مگر ۲۹ (انتیس) ماہ شوال کو رات کے وقت بادشاہ ایک ہزار ستونوں والے محل کی چھت پر سو رہا تھا کہ بادشاہ کی جان پر بلا نازل ہوگئی۔ یعنی خسرو خان نے بادشاہ کا سر سوتے ہوئے تن سے جدا کر دیا۔ بدن کو محل پر پھینک دیا اور سر کو نیزہ پر اٹھا کر خلقت کو دکھایا۔ جب قطب الدین کو خسرو خان نے قتل کیا تو حضرت سلطان المشائخ اُس وقت اپنی خانقاہ میں گشت کر رہے تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

اے روبهك چرا نه نشتی بجائے خویش
باشیر پنجه کر دی و دیدی سزائے خویش

ترجمہ ☆: اے حقیر لومڑی تو اپنے مقام پر کیوں نہ رہی۔ تو نے شیر کے ساتھ زور آزمائی کی اور اپنا حشر دیکھ لیا۔ (نوٹ) یاد رہے کہ روباہ کے معنی لومڑی ہیں۔ اور روبہک اسم تصغیر ہے۔ یعنی اے حقیر لومڑی۔ سبحان اللہ کے حضرت نے شہنشاہ وقت کو لومڑی بلکہ حقیر سی لومڑی کہہ کر پکارا۔

کرامت ۴ ☆: حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی زری زر بخش رحمتہ اللہ علیہ کا لنگر اور روزانہ کا خرچ اس قدر تھا کہ شاہان وقت بھی پریشان تھے۔

ایک روز بادشاہ نے اپنے مشیر قاضی محمد غزنوی سے پوچھا کہ حضرت شیخ نظام الدین سلطان المشائخ رحمتہ اللہ علیہ کے دربار میں ہر وقت مستوں اور عقیدت مندوں کا ہجوم رہتا ہے ہمہ وقت لنگر جاری رہتا ہے بالآخر پتہ چلایا جائے کہ یہ خرچ آتا کہاں سے ہے۔ قاضی محمد غزنوی بھی چونکہ حضرت سلطان المشائخ سے ناخوش تھا۔ اس نے کہا کہ یہ میرے علم میں ہے کہ امرائے شاہی اور سپاہی وہاں پر خرچ دے کر آتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ لنگر کھلا چلتا ہے اگر ہمارے دربار کے وزیر مشیر اور سپاہی نہ دے کر آئیں تو سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ اُس نے کہا کہ دو ہزار تنکہ زر سرخ روزانہ باورچی خانے کا خرچ ہے۔
یہ سن کر بادشاہ کے دل میں اور زیادہ حسد پیدا ہوا۔ اور حکم جاری کر دیا گیا۔ کہ جو کوئی بھی دربار کا آدمی حضرت سلطان المشائخ کو

Marfat.com

کچھ دے کر آئے گا۔اس شخص کا وظیفہ شاہی دربار سے بند کر دیا جائے گا۔اور کوئی شخص بھی خواجہ نظام الدین اولیاء کے پاس نہ جائے اور جو جائے گا پھر وہ اپنے گھر ہی جائے گا دربار میں نظر نہ آئے۔

اس بات کی اطلاع جب حضرت سلطان المشائخ کو ہوئی تو آپ نے اپنے خادم خاص محمد اقبال کو بلایا اور فرمایا کہ تم جتنا لنگر روز پکاتے تھے آج کے بعد دوگنا کر دو۔اور اگر خرچ درکار ہو تو فلاں طاق میں ہاتھ ڈال کر نکال لینا۔خواجہ محمد اقبال نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے لنگر کی مقدار دوگنا کر دی۔جب کئی روز گزر گئے اور اہل شہر میں سے کوئی نہ آیا اور نہ ہی فتوحات آئیں اور خرچ دوگنا رہا تو پھر بادشاہ وقت نے پوچھا کہ اب کیا سبب ہے لنگر زیادہ ہونے کا فتوحات بند ہونے کے باوجود پتہ چلا ہے کہ حضرت کے حکم سے طاق میں سے خرچ ہر روز ملتا ہے۔

یہ سن کر بادشاہ وقت زیادہ حیران و پریشان ہوا۔اور اس کے ساتھ ہی اس کے حسد اور بغض میں بھی اضافہ کی آگ بھڑک گئی۔

حضرت سلطان المشائخ کے اس شاہانہ داد و دہش میں خدا نے ایسی برکت رکھی تھی کہ دیکھنے والوں کی عقل دنگ رہ جاتی تھی۔حضرت سلطان المشائخ کا لنگر اور روزانہ کے خرچ و سخاوت کے علاوہ معمول تھا کہ جمعہ کی صبح کو یا جمعرات کو عشاء کے بعد تجرید کرتے تھے۔اور خانقاہ میں جو سامان ہوتا تھا سب نکلوا کر فقراء مساکین اور ضرورت مندوں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔اس کا قاعدہ یہ تھا کہ شہر سے آئے ہوئے جو لوگ موجود ہوتے تھے۔انہیں دس دس بیس بیس آدمیوں کے حصے دے کر فرما دیتے تھے کہ انہیں تقسیم کر دو اس طرح خانقاہ شریف میں کچھ بھی نہ بچتا تھا۔

مگر صبح کو نماز فجر کے بعد واپس جانے والے مسافروں کو رخصت کرنے کے لئے حضرت تشریف رکھتے تھے تو انہیں بھی کچھ نہ کچھ دے کر ہی رخصت کرتے تھے اور دیکھنے والوں کو حیرت ہوتی تھی۔کہ رات کو تو سب کچھ بٹ چکا تھا۔اب یہ کہاں سے آ رہا ہے۔

کرامت ۵ ☆: حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی زری زر بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دروازہ پل کے قریب تھا اور نہایت مایوسی کے عالم میں کہتا تھا کہ نظام تو کہاں اور محبت الٰہی کہاں۔

اسی نیت سے میں نے شیخ رساں کے روضے پر چلّہ کاٹا جب چلّہ ختم ہوا تو آپ کے مزار پر ایک خشک درخت ہرا بھرا ہو گیا۔

میں نے آگے بڑھ کر عرض کی کہ چالیس دن میں یہ خشک درخت ہرا بھرا ہو گیا مگر میرے جسم میں ان چالیس دنوں میں کچھ تبدیلی واقع نہ ہوئی۔یہ کہہ کر میں اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا کہ راستے میں ایک شخص لڑکھڑاتا ہوا آ رہا تھا۔میں نے خیال کیا شاید مست ہیں۔میں دوسری طرف ہو گیا۔وہ بھی میری طرف کو ہو گیا۔حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ میں نے پھر دوسری سمت اختیار کی تو وہ بھی اُسی سمت کو ہو لیا۔میں نے دل میں کہا نظام خدا کی طرف دوڑ۔جب میں اس کی طرف گیا تو وہ شخص بازو پھیلا کر گلے ملا۔اُس کے منہ اور سینے سے عطر کی خوشبو آ رہی تھی۔اُس نے صرف اتنا کہا اے صوفی۔تیرے سینے سے محبت حق کی خوشبو آتی ہے یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔

کرامت ۶ ☆: مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں آپ کے علاقہ میں ایک ہندو جوگی تھا اس نے یہ مشق کر رکھی تھی کہ مریض پر نظر ڈال کر مرض کو سلب کر لیتا تھا۔

Marfat.com

ایک مرتبہ حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰہی کو مرض لاحق ہوا کہ دورہ پڑنے کے بعد بیہوشی طاری ہو جاتی تھی۔ خدام نے عرض کیا اگر اجازت ہو تو فلاں جوگی کے ہاں جو مرض کو سلب کر لیتا ہے حضرت کا پلنگ لے چلیں۔ فرمایا کہ خبردار ایسا مت کرنا اس میں اندیشہ ہے کہ لوگوں کے عقائد میں خرابی پیدا ہو جائے۔ اتفاق سے پھر وہ دورہ ہو گیا اور بے ہوشی طاری ہو گئی۔ مریدین کو پیر سے عشق کامل اور خلوص ہوتا ہی ہے اور وہ اپنے پیر کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے۔ آپس میں مشورہ کر کے پلنگ اٹھایا اور لے جا کر اس جوگی کے مکان کے سامنے رکھ دیا۔ اور یہ طے کر لیا کہ حضرت اگر اس حرکت پر کچھ کہیں گے یا ناراض ہوں گے تو ان سے معافی مانگ لی جائے گی۔

ادھر ہندو جوگی نے دیکھا کہ اتنا بڑا کامل پیر اور ولی میرے مکان پر آیا ہے۔ اس پر وہ پھولا نہ سمایا اُس نے فوراً سب کام چھوڑے اور آپ کی طرف متوجہ ہوا اور فوراً مرض کو سلب کر لیا۔ جس کی بنا پر حضرت محبوب الٰہی یکدم اٹھ کر بیٹھ گئے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی مرض ہوا ہی نہ تھا۔

حضرت سلطان المشائخ نے جب اپنے آپ کو ہندو کے گھر کے سامنے دیکھا تو فوراً سمجھ گئے کہ یہ لوگ محبت کی وجہ سے میری تکلیف کو برداشت نہ کر سکے اس لئے کسی کو بھی کچھ نہ کہا۔ بلکہ اس جوگی کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت فرمایا کہ یہ بتلاؤ یہ تاثیر جو تمہارے اندر ہے یہ کیا ہے اور کس عمل کی بدولت ہے۔ اس نے عرض کیا میرے پاس صرف ایک چیز ہے جو میرے گرو نے مجھے تعلیم کی تھی۔ اور وہ یہ ہے کہ اُس نے مجھے کہا تھا کہ ہمیشہ نفس کی مخالفت کرنا۔ مطلب یہ کہ نفس کا چاہا نہ کرنا۔ بس میرے پاس صرف یہی ایک عمل ہے۔ اس کی بدولت یہ تصرف کرتا ہوں۔ اور مرض کو سلب کرتا ہوں۔

یہ سن کر حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارا نفس تمہیں مسلمان ہونے کو کہتا ہے کہنے لگا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر گرو کی تعلیم پر کہاں عمل رہا۔ ادھر اس سے یہ فرمایا اُدھر توجہ فرمائی نتیجہ یہ ہوا کہ اُس نے ایک دم کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گیا۔

کرامت ۷ ☆: قاضی محی الدین شوکانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں طلائی دور حکومت میں نظر بند ہوا تھا اس واقعہ کو کافی عرصہ گزر گیا۔ دوران نظر بندی میرا کوئی پرسان حال نہ تھا کہ میں نے حضرت سلطان المشائخ کے پاس کسی ذریعہ سے پیغام بھیجا کہ حضرت میں ایک عرصہ سے بے گناہ نظر بند ہوں میرا کوئی پرسان حال نہیں میرا کیا بنے گا۔

حضرت سلطان المشائخ نے پیغام ملتے ہی قاضی محی الدین شوکانی کو تین روٹیاں بھجوائیں اور فرمایا کہ ایک روز کھا لیا کرو۔

قاضی محی الدین شوکانی فرماتے ہیں کہ تیسرے روز تیسری روٹی کھائی تو میری رہائی کا حکم آ گیا۔

کرامت ۸ ☆: مولانا وجیہہ الدین پائلی فرماتے ہیں کہ مجھے دق کی بیماری کا عارضہ تھا طبیبوں نے کہا کہ دریا کے کنارے کسی باغ میں رہائش اختیار کرو۔ میں نے دل میں سوچا کہ باغ میں رہائش تو دشوار ہے۔ لیکن حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کا مکان دریا کے کنارے ہے وہاں ہی چل کر قیام کروں گا۔ تمام دوائیں جو طبیبوں نے دی تھیں ساتھ لیں اور حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

Marfat.com

اُس وقت آپ روزہ افطار فرما رہے تھے۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ کوئی عقیدت مند آپ کے پاس بطور ہدیہ مندی لایا تھا۔ حضرت سلطان المشائخ اسے تناول فرما رہے تھے مجھے دیکھ کر فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم آ جا وباوجود دق کی بیماری کے میں نے مندی کو کھالیا۔ حالانکہ وہ میوہ گرم ہوتا ہے۔ جب کھا کر میں حضرت سلطان المشائخ کے پاس سے اٹھا تو بالکل تندرست تھا اور مجھ کسی علاج کی ضرورت نہ رہی۔

کرامت ۹ ☆: حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی زری زر بخش رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص آ کر عرض کرنے لگا کہ مجھے بیعت فرمالیں۔ آپ نے اپنی نگاہ فراست سے معلوم کر لیا تھا کہ وہ کس مقصد کے تحت بیعت ہونا چاہتا ہے۔ اس لئے آپ نے اس کو بیعت نہیں فرمایا۔ اُس شخص نے بہت منت ساجت کی۔ لیکن حضرت سلطان المشائخ نے ایک نہ مانی اور فرمایا کہ مجھے سچ بتا کہ تو کس مقصد کے لئے بیعت ہونا چاہتا ہے۔

بالآخر اس نے کہا نا گور میں میری زمین پر سرکاری حاکم میرا مزاحم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں حاکم کے نام رقعہ لکھ دوں اور تیرا کام بن جائے تو تم بیعت کا ارادہ چھوڑ دو گے۔ اس نے عرض کی چھوڑ دوں گا۔ آپ نے اُسی وقت حاکم کی طرف ایک رقعہ لکھا جس سے اس کا کام ہو گیا۔

کرامت ۱۰ ☆: حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی زری زر بخش رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں سخاوت کا بھی انداز عجیب ہے۔ عطاء و بخش کے انداز بھی ایسے نرالے تھے کہ کسی کو یہ علم نہ ہوتا تھا کہ کسی کو کیا دیا۔ مگر یہ عطا کا خفیہ بھید کبھی کبھی کھل جاتا تھا۔ ایک بار کسی شخص کے لئے آپ نے اپنے خادم خاص خواجہ محمد اقبال سے فرمایا کہ انہیں شکر کی ایک پڑیا دے دو۔ آنے والا شخص پڑیا لے کر چلا گیا۔ گھر جا کر اُس نے پڑیا کو کھولا تو اُس میں دس تنکے (اُس زمانے کا سکہ) رکھے ہوئے تھے۔ وہ یہ سمجھا کہ مجھے اقبال نے غلطی سے کوئی اور پڑیا دے دی ہے۔ وہ شخص پڑیا لے کر خانقاہ میں آیا اور حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں وہ پڑیا پیش کرتے ہوئے عرض گزار ہوا یہ مجھے بھولے سے دیدی تھی۔ اس میں شکر نہیں تنکے ہیں اس لئے واپس لے کر حاضر ہوا ہوں۔

حضرت سلطان المشائخ نے مسکرا کر فرمایا ارے خواجہ یہ تو تمہیں اللہ دے رہا ہے ہم کون ہوتے ہیں درمیان میں۔ تم انہیں رکھو اور جیسے جی میں آئے خرچ کرو۔

کرامت ۱۱ ☆: مولانا بدر الدین یار جنہیں حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی زری زر بخش رحمتہ اللہ علیہ رفیق بھی کہا کرتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات حضرت سلطان المشائخ کی دہلیز پر ایک اونٹ کو دیکھا جو دروازے کے باہر کھڑکی کے نیچے کھڑا تھا۔ حضرت سلطان المشائخ اس پر سوار ہوئے اور وہ اونٹ ہوا میں اڑنے لگا۔ مجھے اونگھ سی آ گئی جب مجھے ہوش آئی تو رات کا آخری حصہ تھا اور وہ اونٹ اسی طرح کھڑکی کے نیچے کھڑا تھا۔ حضرت سلطان المشائخ کھڑکی کھول کر اندر چلے گئے اور وہ اونٹ واپس چلا گیا۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ کی معروف اور قدیمی کتاب سیر الاولیاء کے مصنف سید محمد مبارک العلوی الکرمانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں

Marfat.com

نے معتبر آدمیوں سے سنا ہے کہ شیخ نجم الدین اصفہانی ساٹھ سال تک کعبۃ اللہ شریف کے مجاور رہے۔ آپ نے ایک مکان بنوایا تھا جس سے ہمیشہ خانہ کعبہ پر نظر پڑتی تھی۔ شیخ نجم الدین کامل اور صاحب حال بزرگ تھے۔

ایک روز مکے کے مجاوروں نے اُن سے پوچھا کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام لدین محبوب الٰہی زری زربخش رحمتہ اللہ علیہ مقتدائے عالم ہیں اور بندگان خدا کو مقصد تک پہنچاتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ خانہ کعبہ کی زیارت کیوں نہیں کرتے اور حج بیت اللہ شریف کیوں نہیں ادا فرماتے۔

حضرت شیخ نجم الدین نے ان کو جواب دیا کہ اکثر اوقات حضرت خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء زری زربخش رحمتہ اللہ علیہ صبح کی نماز ہمارے ساتھ خانہ کعبہ میں ہی ادا فرماتے ہیں۔ ممکن ہے کہ مذکورہ بالا اونٹ فرشتہ ہو جو غیب سے آ کر سلطان المشائخ کو لے کر خانے کعبے میں پہنچاتا ہو۔

کرامت ۱۲☆: سلطان الاولیاء، امام الاتقیاء، برھان الاصفیاء سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ خود بیان فرماتے ہیں کہ غیاث پور آنے سے پہلے مسجد کیلوکھری میں نماز جمعہ کے لئے پیدل آیا جایا کرتا تھا۔

ایک روز حسب معمول نماز کے لئے کیلوکھری آ رہا تھا گرمی کا موسم تھا ایک کوس کا فاصلہ باقی تھا اور میں روزے سے تھا۔ میرا سر چکرانے لگا کہ میں ایک دکان میں بیٹھ گیا۔ دل میں خیال آیا کہ اگر سواری کا انتظام ہو جائے تو بہتر ہے۔ پھر حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر یاد آ گیا۔

ماقدم از سر کنیم در طلب دوستاں
راہ بجائے برد ھر کہ باقدم رفت

تو میں نے اس خیال سے توبہ کی۔ تین روز کے بعد ملک یاپران رحمتہ اللہ علیہ کا خلیفہ ایک گھوڑی میری پاس لایا کہ اسے قبول کر لیں۔ میں نے کہا تو درویش ہے۔ تجھ سے کیونکر لوں۔ اُس نے کہا کہ آج تین رات سے متواتر شیخ ملک یاپران علیہ الرحمۃ مجھے خواب میں فرماتے ہیں کہ فلاں شخص کے پاس گھوڑی لے جا۔

حضرت سلطان جی فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ تمہارے شیخ تو تمہیں کہتے ہیں۔ اگر میرا شیخ مجھے کہے گا تو لونگا۔

چنانچہ اُسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے فرماتے ہیں کہ ملک راپراں کی خاطر یہ گھوڑی لے لو۔ دوسرے روز جب وہ خلیفہ گھوڑی لایا تو میں نے اسے منجانب اللہ سمجھ کر لے لیا۔ پھر مدت بعد وہ گھوڑی میں نے اپنے بھانجے خواجہ محمد کو دے دی تھی۔ مگر اس کے بعد میرے اصطبل میں گھوڑیوں کی کمی نہ آئی خدا نے بہت اضافہ کیا۔

کرامت ۱۳☆: محبوب ذات اللہ، سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء زری زربخش رحمتہ اللہ علیہ کے کسی مرید کے گھر ایک مرتبہ عرس پاک کی محفل تھی محفل سماع کے علاوہ لنگر کا بھی اہتمام تھا۔ خانہ مالک نے صرف پچاس آدمیوں کے لنگر کا انتظام کیا تھا۔ جبکہ موقع پر ہزاروں افراد پہنچ گئے۔ صاحب خانہ بہت پریشان ہوا کہ اب کیا کیا جائے کھانا بہت ہی تھوڑا اور آدمی اس قدر زیادہ۔

Marfat.com

حضرت سلطان المشائخ نے اس کی پریشانی کو باطنی طور پر معلوم کر لیا اور بلا کر فرمایا کہ پریشان نہ ہو۔ حضرت سلطان المشائخ نے اپنے خادم خواجہ مبشر کو حکم دیا کہ سب کے ہاتھ دھلا کر دستر خوان پر بٹھا دو۔ پھر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کر کے ان تمام روٹیوں کو چادر سے ڈھک کر بسم اللہ پڑھ کر تقسیم کرنا شروع کر دو۔ دو دو آدمیوں کے درمیان ایک طباق رکھ کر کھانا کھلاؤ۔ چنانچہ حسب الحکم ایسا ہی کیا گیا وہ پچاس آدمیوں کا کھانا ہزاروں افراد کو پورا ہوا۔ اور پھر بھی بچ گیا۔

کرامت ۱۴☆: قصبہ سمادہ میں ایک جاگیردار کے گھر میں آگ لگ گئی جس میں دیگر سامان کے علاوہ فرمان معافی جاگیر بھی ہمراہ جل گیا۔ وہ غریب گھر سے نیا فرمان حاصل کرنے کے لئے دہلی میں بادشاہ وقت کے پاس آیا اور تمام قصہ سنا کر نیا فرمان لکھوایا اور ہاتھ میں لے کر جب بادشاہ کی کچہری سے نکلا تو راستے میں وہ فرمان گر گیا۔ بہت ڈھونڈا مگر کہیں نہ ملا۔

بالآخر حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء زری زر بخش رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قصہ سنایا اور دعا کا طالب ہوا۔ حضرت سلطان المشائخ نے مسکرا کر اُس سے فرمایا کہ ابھی بازار جاؤ اور حلوہ خرید کر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدین کی روح پر فتوح کے لئے ختم پڑھاؤ تیرا فرمان مل جائے گا۔

وہ اُسی وقت آپ کی خانقاہ سے باہر نکلا اور خانقاہ کے بڑے دروازے کے قریب جو حلوہ فروش تھا اس سے حلوہ خریدا۔ حلوائی نے وزن کر کے اس کو کاغذ میں رکھنے کے لئے کاغذ جو اٹھایا اور حلوہ ڈالنے کے لئے کاغذ کو پھاڑنے لگا تو اُس نے دیکھا کہ وہ کاغذ وہی فرمان شاہی معافی جاگیر کا تھا اس نے حلوائی کو کاغذ پھاڑنے سے منع کیا دیگر کاغذ میں حلوہ لیا اور وہ فرمان لئے خوشی خوشی آپ کی خانقاہ معلّی میں آیا اور والدین کریمین حضرت بابا صاحب کی روح پر ایصال ثواب کیا اور خود حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء زری زر بخش علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوا۔

کرامت ۱۵☆: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء زری زر بخش رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا جو کئی مرتبہ آپ کی خدمت میں عرض کر چکا تھا کہ حضور یہ فرمائیں کہ پیری کیا چیز ہے اور مرید کیا چیز ہے۔ آپ ہمیشہ اس کے سوال کو سنتے اور خاموش ہو جاتے تھے۔

چنانچہ حسب معمول اُس مرید نے ایک دن پھر آپ سے یہی سوال دہرایا تو آپ نے اس کو ایک طرف سفر کرنے کا حکم دیا۔ وہ حکم ملتے ہی سفر پر روانہ ہو گیا۔ راستہ میں ایک شخص اس کو ملا جس نے اُس کو دو سو اشرفیاں نذرانہ کی غرض سے دیں اور کہنے لگا یہ میرا نذرانہ حضرت سلطان المشائخ مشائخ کی خدمت میں پہنچا دینا۔ پس وہ مرید نذرانہ دینے کے لئے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں واپس آ رہا تھا کہ راستے میں اُس کو ایک فاحشہ عورت مل گئی۔ جس نے اُسے راستے میں روک لیا اور اُسے گناہ پر آمادہ کرنے کے لئے تیار کرنے لگی۔ اُس کا اصل مقصد تھا اُس سے اشرفیاں بھی حاصل کر لوں اور یہ شخص گناہ کا مرتکب بھی ہو جائے۔

چنانچہ جوں جوں آپ کے مرید کا دل گناہ کی طرف ہونے لگا اور اس نے گناہ کرنے کا ارادہ کر لیا تو پردہ غیب سے اس کے گال پر اس زور کا طمانچہ پڑا کہ وہ فوراً بے ہوش ہو گیا۔ جب کافی دیر بعد اُسے ہوش آیا۔ اُس عورت نے جو تھپڑ پڑنے پر حیرت میں گم تھی اُس نے اُس سے پوچھا کہ کیا ماجرا ہے۔ اُس نے کہا کہ یقیناً یہ میرے مرشد کی طرف سے مجھے تنبیہ کی گئی تھی۔ پس اس کے بعد ان دونوں

Marfat.com

نے گناہ کبیرہ سے توبہ کی۔ جب وہ مرید آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نہایت ہی شرمسار تھا۔ آنکھیں جھکی ہوئی تھیں اس نے وہ دو سو اشرفیاں آپ کو پیش کیں اور اس دن کے بعد کبھی سوال نہ کیا کہ پیری کیا ہے اور مریدی کیا چیز ہے۔

کرامت ۱۶☆: سلطان علاؤالدین خلجی نے ایک دن قرہ بیگ جو کہ اُس کا خاص فرشتادہ تھا کو حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء زری زر بخت رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں یہ کہلا کر بھیجا کہ مدت ہوگئی ہے کہ میں نے اپنے بھائی الف خان کو ایک عظیم لشکر دے کر ارنگل کی طرف روانہ کیا تھا۔ لیکن ابھی تک اس کی یا لشکر کی کوئی خبر نہیں آئی۔

لہٰذا میری خواہش یہ ہے کہ میں خود دیوگری کی طرف جاؤں اور کچھ لشکر واپس لے آؤں۔ حضرت شیخ کا اس بارے میں کیا فرمان ہے۔ بادشاہ کا پیغام سنتے ہی آپ سر نیچے کی طرف جھکا کر مشاہدہ میں چلے گئے اور پھر کچھ لمحے کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ میری دعا سلطان کو پہنچا دو اور کہو کہ انشاءاللہ کل صبح چاشت کے وقت تک فتح ارنگل اور بھائی کی سلامتی کی خوشخبری کی خبر مل جائے گی۔

نوٹ☆: ارنگل اس علاقے کا نام ہے جو دیوگری کی طرف دولت آباد سے جنوب کی جانب چار پانچ سو کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔

چنانچہ دوسرے دن ایک سانڈھنی سوار فتح نامہ لے کر سلطان علاؤالدین خلجی کی خدمت میں پہنچا اور اس کو فتح کے علاوہ بھائی الف خان اور لشکر کی کامیابی کی خوشخبری بھی سنائی جس پر بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور قرہ بیگ کو پانچ سو دینار سرخ دے کر حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں خانقاہ کے خرچ کے لئے ارسال کئے۔ جب وہ نذرانہ لے کر پہنچا تو حضرت سلطان المشائخ نے اُس کو قبول کیا۔ مگر اس روز ایک قلندر اسفندیار نامی خراسان سے آیا ہوا تھا۔ جونہی اُس نے دینار دیکھے تو کہنے لگا اس میں سے مجھے بھی کچھ عنایت ہو۔ تو آپ نے وہ تمام دینار اس کو دے کر رخصت کر دیا۔

کرامت ۱۷☆: سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء زری زر بخش رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ظاہری زندگی کے آخری ایام میں ایک روز فرمایا کہ خواجگان چشت کے ایک بزرگ نے وصیت کی تھی کہ بعد از وصال میرے جنازے کے ساتھ قوالی کرائیں۔ اس کے بعد مجھے دفن کرنا جب ان حضرت کا وصال ہوا تو ان کے مریدین نے حسب وصیت سماع کرائی تو وہ حضرت اٹھ کے کھڑے ہوگئے اور سات روز تک اسی طرح سماع جاری رہی بعد میں جب سماع بند ہوئی تو اس کے بعد ان کو دفن کیا گیا۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ میں بھی ان کے قدم بقدم چلنا چاہتا ہوں۔ تم بھی میرے وصال کے بعد سماع کرانا۔

جب حضرت سلطان المشائخ کا وصال باکمال ہوا۔ تو حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی ملتانی علیہ الرحمۃ نے جنازہ کی امامت کی اور فرمایا کہ آج مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت سلطان جی نے عرصہ چار سال سے مجھے دہلی میں کیوں روکا ہوا ہے۔ کہ مجھ سے اپنے جنازے کی امامت کرائیں گے۔ اور میں آپ کے جنازے کی امامت سے مشرف ہو چکا ہوں۔

اس کے بعد حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی علیہ الرحمۃ نے حسب وصیت قوال طلب کئے تو حضرت سلطان المشائخ کے خلفاء نے منع کیا اور کہا کہ اگر سماع ہوئی تو حضرت سلطان المشائخ کھڑے ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ حضرت کو ساتویں روز بعد

Marfat.com

سماع باز آگئے تھے لیکن ہمارے حضرت سلطان المشائخ قیامت تک سماع سے باز نہ رہیں گے۔اس جہان میں اس سبب سے فتنہ عظیم اٹھے گا۔یہ بات حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح کی بھی سمجھ میں آ گئی اور جنازہ کو اٹھا کر لے چلے کہ راستے میں کسی نے حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کی غزل شروع کردی۔جب اس مقام پر پہنچے

سرو سیمینا بصحرا میروی
سخت بے مہری کہ بے ما میروی

ترجمہ☆:اے ہمارے محبوب حسن میں مشابہ سرو سیمیں کیا آپ جنگل میں جارہے ہیں بڑی بے مروتی ہے کہ میرے بغیر جا رہے ہیں۔

اے تماشا گاہ عالم روئے تو
از کجا بھر تماشا میروی

ترجمہ☆:اے وہ ذات کہ آپ کا روئے انور سارے عالم کے لئے تماشا گاہ تھا۔آپ تماشا کے لئے کہاں جارہے ہیں۔جب یہ شعر پڑھا گیا تو حضرت سلطان المشائخ کا ہاتھ کفن سے باہر آ گیا تھا۔حضرت شیخ رکن الدین نے شعر پڑھنے والے کو منع کیا تو اس وقت سے جنازہ قبر مبارک میں اتارنے تک ہاتھ کفن سے باہر تھا۔قبر مبارک میں اتارتے وقت کفن کے اندر ہاتھ گیا۔

نوٹ☆:اس واقعہ کو مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اپنی معروف کتاب 'ہفت اختر اور ملفوظات'' میں بھی درج کیا ہے۔

وصال باکمال☆: جب آپ کو قبر میں اتارہ گیا تو وہ خرقہ جو حضرت شیخ بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے عنایت فرمایا تھا وہ آپ کے جسم پر اوڑھا دیا گیا۔اور شیخ کی جائے نماز آپ کے سرہانے یعنی سر مبارک کے نیچے رکھ دی گئی۔آپ کا وصال باکمال بروز چہار شنبہ ۱۸ ربیع الاول ۷۲۵ھ بمطابق 1325ء بعد طلوع آفتاب ہوا۔

مزار فیض انوار دہلی میں مرجع خاص و عام ہے۔جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔فقیر راقم الحروف نے 1983ء آپ کے مزار پر انوار کی زیارت کی سعادت حاصل کی ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت مولانا بدرالدین اسحاق چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: سلطان التارکین، مقرب حضرت رب العلمین، فرد کامل، صاحب مشاہدہ وافر الفضل والاحسان، حضرت مولانا بدرالدین اسحاق چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا شمار اپنے زمانے کے بہت بڑے مشائخ میں ہوتا ہے۔

زہد وتقویٰ فکر اور عشق میں بے مثال تھے۔ بچپن کے زمانے میں آپ نے دہلی میں علوم حاصل کئے۔ طلباء میں آپ کی خوش مزاجی اور حاضر دماغی مشہور تھی۔ تحصیل علم کے بعد جو چیز شرفاء اور دانشور لوگ سیکھا کرتے تھے آپ نے وہی چیز سیکھی فراغت کے بعد بخارا کا رخ فرمایا۔ چونکہ پاکپتن راستہ میں پڑتا تھا وہاں حضرت شیخ بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے کمالات کا شہرہ سن کر ملاقات کا اشتیاق ہوا اس کے بعد آپ نے ایک اور آدمی کو تیار کیا کہ وہ آپ کی شیخ بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ سے ملاقات کروائے۔

چنانچہ جب آپ نے حضرت بابا صاحبؒ سے ملاقات کی تو اپنے تمام علوم فنون ظاہریہ کو شیخ فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے پہلو میں دفن کر دیا۔ اور اُن کے جمال کے شیدائی ہو گئے۔ حضرت بابا صاحبؒ نے آپ کی قابلیت اور صلاحیت کو دیکھ کر اپنی خدمت اور دامادی کے لئے منتخب کر کے بہترین طور پر تربیت دی۔ لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ آپ اکثر و بیشتر اوقات میں روتے ہوئے نظر آیا کرتے تھے۔ ایک روز یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

پیش صلابت غمش روح نطق غمی زند
اے زهزار مولا کم پیش تو نواچه می زنی

اس کے عشق کے غم کی وجہ سے روح تک نہیں بولتی۔ اے انسان تیری ہستی ایک مولا کے ہزارویں حصہ سے بھی کم تر ہے۔ پھر تو نالہ کیوں کرتا ہے۔

چنانچہ اس شعر کے ذوق میں پورا دن عالم فراق میں گزار دیا جب مغرب کا وقت ہوا تو شیخ نے آپ کو امام بنایا تو بجائے قرأت کے آپ نے یہی شعر پڑھنا شروع کیا اور فوراً بے ہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش میں آئے تو شیخ نے پھر بھی انہیں کو امام بنایا۔

بیعت وخلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

Marfat.com

علمی ذوق ☆: رسالہ اسرار الاولیاء آپ کی تصنیف ہیں۔ جس میں آپ نے حضرت بابا فرید الدین علیہ الرحمۃ کے ملفوظات کو جمع کیا ہے اس کے علاوہ بھی آپ نے ایک کتاب نظم کے اندر علم صرف پر لکھی ہے۔ جس میں تجر علمی اور فصاحت کو خوب ظاہر کیا ہے اس رسالہ کے آخر میں جو اشعار لکھے گئے ہیں وہ سیر الاولیاء میں بھی نقل کئے گئے ہیں۔ اسرار الاولیاء کے خاتمہ پر شیخ نظام الدین کی خدمت میں التماس کے عنوان سے چند سطریں عربی زبان میں لکھی ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔

الامام المجاہد حضرت نظام الدین محمد بن احمد علیہ الرحمۃ خصائل پسندیدہ عادات پر گزار جانا مجھ سے یہ نظم سنی اللہ پاک ہر مسلمان کو آپ کے فضائل پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آپ کے فضائل وانوار عام ہیں میں صفت شاعری میں تہدست ہوں لیکن بحکم عالی نظم پیش کرنا ضروری تھا۔ اور میری یہ سعی ایسی ہے جس میں سلیمان علیہ السلام کے سامنے چیونٹی کی سعی۔

جناب نے اپنے علوم تہت کے باوجود فقیر سے نظم کی فرمائش کی جو حسب الحکم پیش خدمت ہے۔ میں کمزور فقیر بدر الدین اسحاق بن علی دہلوی ان سطور کے ذریعے امیدوار ہوں کہ میرے لئے صلاحیت کی دعا فرمائی جائے اور تمام تعریفیں اللہ پاک ہی کے لئے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۷۴۹ھ بمطابق 1348ء میں ہوا آپ کا مزار پاک پتن شریف میں حضور بابا گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کے ساتھ مسجد اولیاء سے ملحقہ ایک وسیع ہال ہے جہاں پر حضور بابا صاحب کے صاحبزادگان اور دیگر حضرات کے مزارات ہیں آپ کا مزار پُر انوار موجود ہے۔ جو آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو آپ کے مزار پُر انوار کی بار ہا زیارت کی سعادت حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت شیخ تاج الدین تاج سرور چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخرِ چشتیاں، جگر گوشۂ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، امام الاتقیا، برھان الاصفیاء، شہید راہِ شریعت وطریقت و محبت حضرت خواجہ شیخ تاج الدین تاج سرور چشتی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان ولایت وتصوف ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت حضرت خواجہ شیخ بدر الدین چشتی بن شیخ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمتہ کے گھر پاکپتن شریف میں تقریباً ساتویں صدی ہجری میں ہوئی۔

آپ کے دادا بزرگوار شیخ الاسلام والمسلمین، زبدۃ الانبیاء حضرت خواجہ شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالی عنہ کے وصال باکمال کے بعد آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ شیخ بدر الدین علیہ الرحمتہ ہی سجادہ نشین مقرر ہوئے تھے۔

سیرت وکردار ☆: آپ پابند شریعت وطریقت اور صاحب تقویٰ بزرگ تھے، تمام عمر اپنے اسلاف واجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بسر کی۔ عبادت وریاضت، زہدورع میں یکتائے روزگار تھے۔ ساری زندگی شریعت وطریقت کے دامن کو تھامے رکھا خود بھی سختی سے عمل کرتے اور اپنے متعلقین کو بھی سختی سے عمل کی ہدایت فرماتے تھے۔

عبادت وریاضت ومجاہدہ میں اس قدر سختی سے کام لیتے کہ کئی کئی روز بھوک پیاس کی پرواہ نہ کرتے۔ آپ کے دربار سے ملحقہ ایک درخت پر آج بھی لکڑی کا بنا ہوا وہ خربوزہ موجود ہے جس پر آپ کے دانتوں کے نشانات موجود ہیں۔

فقیر راقم الحروف نے اس درخت اور خربوزے کی زیارت کی ہے۔

آپ کو جب کبھی بھوک پیاس زیادہ ستاتی تو آپ اس لکڑی کے خربوزے کو افطاری کے وقت منہ سے لگا کر اصلی سمجھ کر دانتوں سے کاٹنے کی کوشش کر کے نفس کو مطمئن کرتے تھے۔

تبلیغ اسلام اور سلسلہ رشد وہدایت ☆: آپ نے اپنے مرکز انوار وتجلیات پاکپتن شریف سے دین اسلام کی آبیاری کے لئے ہجرت کی اور دور دراز علاقوں بشمول ریاست بیکانیر، ریاست جیسلمیر کے بہت سے علاقوں قصبوں، دیہاتوں، شہروں میں تبلیغ اسلام کی۔ وہاں کے لاتعداد غیر مسلموں نے آپ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام کی دعوت کو قبول کیا۔ وہاں کی جو اقوام آپ کے دست مبارک پر کلمہ پڑھ کر ایمان لائیں ان میں لکھویرے اور جوئیہ قابل ذکر ہیں۔ یہ لوگ اسلام لانے کے بعد آپ سے بہت زیادہ حسن

Marfat.com

عقیدت رکھتے تھے۔

آپ کے والدِ گرامی کثیرالاولاد تھے۔ان کی اولاد میں سے ایک صاحبزادے حضرت شیخ احمد چشتی فریدی علیہ الرحمۃ ریاست حیدر آباد دکن چلے گئے تھے۔ سر آسمان جاہ بہادر وزیر ریاست حیدر آباد دکن ان ہی کی اولاد میں سے تھے۔

اور آپ ریاست بہاولپور کے ضلع بہاولنگر کی تحصیل چشتیاں میں ایک بستی تاج سرور جو کہ آپ کے نام سے موسوم ہے۔ میں آ کر مقیم ہوئے اور عرصہ دراز تک سلسلہ رشد و ہدایت جاری کیے رکھا۔ یہاں کی بہت سی اقوام آپ کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ کر نہ صرف مشرف بہ اسلام ہوئیں بلکہ ان میں سے بہت سے افراد خدا رسیدہ ہوئے۔

قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کی آپ سے عقیدت ☆: سلطان العاشقین حضرت خواجہ قبلہ عالم نور محمد مہاروی چشتی نظامی علیہ الرحمۃ آپ کی ذات والاصفات سے گہری عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ اور باقاعدگی سے آپ کے مزار پُرانوار پر حاضری دیا کرتے تھے۔

حضرت قبلہ عالم مہاروی ہر جمعہ کو 64 کلومیٹر کی پیدل مسافت طے کر کے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے پاکپتن شریف تشریف لے جاتے تھے۔ لیکن جب ضعیفی کے باعث جسم میں زیادہ کمزوری واقع ہوگئی تو نماز جمعہ پاکپتن کی بجائے آپ کے مزار سے ملحقہ مسجد میں آ کر ادا فرماتے تھے۔

شہادت و وصال ☆: آپ کی تبلیغی سرگرمیاں ہندو راجپوتوں کو بالکل ناپسند تھیں۔ اس لیے وہ آپ کے درپے آزار ہو گئے اور ایک دن موقع پا کر آپ کو ۷۵۳ھ بمطابق 1352ء کو شہید کر دیا۔

آپ کا مزار پرانوار بستی تاج سرور، چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب و اذہان کو نورِ ایمان سے منور کرتے ہیں۔

قحط سالی کے دور میں لوگ آپ کے دربار پر آ کر نماز استسقاء پڑھتے ہیں تو فوراً بارش ہو جاتی ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے دربار پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ الحمدللہ آپ کے دربار پر حاضری سے باب کرم کھلتا ہے۔ دل کو سکون ملتا ہے۔ آخری مرتبہ کی حاضری اکتوبر 2009ء میں 20 رکنی قافلے کے ہمراہ ہوئی اس موقع پر خطیب اہلسنت علامہ قاری غلام محمد چشتی امیر جماعت اہلسنت پاکستان بھی فقیر کے ہمراہ تھے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت امام علی لاحق چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: وحدانیت کے روشن چراغ، آفتاب علم وحکمت، سپہر قومیت، سلطان الفقراء، قطب الاولیاء غوث الاتقیاء، قدوۃ المحققین، تاج العارفین، انیس السالکین، معشوق العاشقین، ناصر الحق والشرع والدین، جلیس مسند حق الیقین حضرت امام علی لاحق چشتی فریدی رحمتہ اللہ علیہ شہید وکیل الباب ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت حضرت سید حسن مکی علیہ الرحمتہ کے گھر دہلی انڈیا میں ہوئی۔ دہلی میں ہی آپ نے تربیت پائی اور اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے فوج میں بھرتی ہو گئے۔ جہاں آپ نے ایک عرصہ تک قوت ضرب کی مثالیں پیش کیں اور بہت سے معرکوں میں اپنی قوت وضرب کا لوہا منوایا۔

آپ کا معمول تھا کہ دن کو فوج کی ملازمت کے فرائض سرانجام دیتے اور رات کو اپنے مالک حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کبھی قیام میں اور کبھی سجود میں رات بسر کر دیتے۔

چونکہ آپ مادری ولی ہیں، ماں کی آغوش سے ہی روحانیت سے واسطہ اور تعلق رہا پھر جیسے جیسے آپ کی عبادت وریاضت پروان چڑھتی گئی اسی تیزی سے آپ کے سینہ میں روحانیت بھی جگہ کرتی گئی۔ حتیٰ کے آپ کا سینۂ علم وعرفان اور روحانیت کا گنجینہ بن گیا۔ جب آپ عبادات اور مجاہدات کی معراج کو پہنچے تو رہبر کامل کی تلاش میں سرگرداں رہنے لگے اور کوبہ کوبہ پھرتے پھراتے اجودھن موجودہ پاکپتن شریف پہنچ گئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔

سیالکوٹ میں ورود مسعود کا سبب ☆: فیروز شاہ تغلق کے دور میں پرگند سیالکوٹ راجہ ساہن پال کے زیر اقتدار تھا۔ اس نے جموں کی طرف سے آئے دن کے حملوں کی وجہ سے قلعہ کی دیوار مرمت کرانا چاہی۔ خندق، فصیل اور برج کی مرمت کا کام شروع کر دیا گیا، لیکن قلعہ کی شمالی دیوار ایک معمہ بن گئی۔ معمار قلعہ کی جتنی دیوار چنائی شام تک کرتے وہ صبح کو گری ہوتی تھی۔

راجہ ساہن پال اس معمہ کی وجہ سے پریشان تھا اس نے اپنے نجومیوں اور جوتشیوں کو بلایا تو انہوں نے اپنے علم نجوم کے ذریعے بتایا کہ اس کی دیوار میں جب تک کسی مسلمان کا خون نہیں چھڑکا جائے گا یہ دیوار اسی طرح گرتی رہے گی۔

چنانچہ انہوں نے مراد نامی ایک مسلمان نوجوان کو گرفتار کیا جو اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ ایک ندی کے کنارے اپنی جھونپڑی میں اللہ اللہ کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

انہوں نے مراد نامی مسلمان نوجوان کو شہید کر کے ان کا مقدس خون قلعہ کی بنیادوں میں چھڑکا جناب حضرت مراد صدق خلیل اور صبر حسین کی یاد تو تازہ کر گئے۔ مگران کے خون ناحق نے عرش الٰہی کو ہلا کر رکھ دیا اوران کی والدہ محترمہ کی آہ و بکا سے اس ظلم کا جواب آ کر رہا۔

حضرت مراد شہید کی والدہ اپنی فریاد لے کر ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے کہا بی بی تم مدینہ شریف میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں جا کر اس خونِ ناحق کا مطالبہ کرو۔ وہ کہنے لگی میں غریب وہاں کیسے جاسکتی ہوں، ان بزرگ نے کہا بی بی آنکھیں بند کرو۔ بی بی نے جب آنکھیں کھولیں تو خود کو مدینہ شریف میں پایا۔ قیام مدینہ شریف کے دوران آپ کی والدہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں بشارت دی کہ تم دہلی جاؤ۔

چنانچہ حضرت شاہ مراد کی والدہ وہاں سے دہلی میں حضرت امام علی الاحق کی خدمت میں پہنچیں اور تمام قصہ عرض کر دیا۔ آپ نے اس کا ذکر فیروز شاہ سے کیا تو اس نے آپ کی کمانڈ میں بہت سی فوج سیالکوٹ بھیجی۔ آپ کے اس دستے میں آپ کے بھائی حضرت امام ناصر الدین چشتی جن کا مزار جالندھر انڈیا میں ہے اور آپ کے بیٹے جناب امام میراں برخوردار جن کا مزار پسرور میں ہے یہ حضرات بھی اس فوجی دستے میں شامل تھے۔ جو فیروز شاہ کی فوج میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔

پرگنہ سیالکوٹ کی سرحد موضع جگت پورہ سے شروع ہوتی تھی جس کا نام آج کل پسرور ہے۔

چنانچہ دونوں لشکر جگت پور کے مقام پر ٹکرائے اس لڑائی میں آپ کے صاحبزادے حضرت میراں برخوردار شہید ہو گئے۔ سخت مقابلے کے بعد راجہ ساہن پال لشکر اسلامی کی دہشت سے گھبرا کر بھاگ گیا اور حضرت امام علی لاحق وہاں سے فاتحانہ انداز میں چل کر سیالکوٹ شہر میں داخل ہوئے اور اپنے رب کے حضور سر بسجود ہو گئے۔ آپ کو سجدہ کی حالت میں دیکھ کر بھاگتے دشمن نے آپ کو ایسا کاری کا تیر مارا جس سے آپ اسی حالت سجدہ میں شہادت عظمیٰ کے درجہ پر فائز ہو گئے۔

بابر کی حاضری اور دربار کی تعمیر☆: بابر نے جب سید پور کے پٹھانوں پر فتح پانے کے بعد جب سیالکوٹ پر بھی قبضہ کر لیا تو وہ آپ کے دربار گوہر بار میں بھی حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کے دربار کی صرف چھوٹی سی چار دیواری تھی تو بابر نے اس دربار کی تعمیر کا حکم دے کر خوبصورت گنبد تعمیر کراوایا۔ اس کے ساتھ شاندار مسجد اور نمازیوں اور زائرین کے لیے غسل خانے تعمیر کروائے اور حاکم سیالکوٹ کو حکم دیا کہ اس دربار کی حفاظت اور ضروریات کا خصوصی خیال رکھے۔

منتخب التواریخ میں ہے کہ اکبر بادشاہ جب سیالکوٹ آیا تو حضرت شاہ حمزہ غوث کے دربار میں حاضری دینے کے بعد آپ کے در اقدس پر بھی سلام کے لیے حاضر ہوا۔ اور آپ کے فیوض و برکات سے مستفید ہو کر اس نے بہت سی زمین دربار کے انتظام اور ضروریات کے لیے وقف کی۔

شاہجہان کے دور میں قندھار کا سابق گورنر علی مردان خان جب سیالکوٹ کا حاکم مقرر ہوا تو اس نے حضرت امام علی لاحق کے مزار پر بھی حاضری دی۔ اور مسجد اور غسلخانوں کی مرمت کرائی۔ اس کے ساتھ مہمان خانے بھی بنوائے تاکہ آنے والے زائرین قیام کر سکیں۔

راجہ رنجیت سنگھ کے دور میں سردار گنڈا سنگھ اور سردار جھنڈا سنگھ دو بھائی باری باری سیالکوٹ کے حکمران رہے۔ ان کے دور میں

Marfat.com

سکھوں نے آپ کے دربار کی بہت توہین و بے حرمتی کی اور دربار شریف کو اصطبل کے طور پر استعمال کرنے لگے۔ جس کی بنا پر پورے دربار میں تعفن اور بدبو پھیل گئی۔

ایک دن حضرت زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں راجہ رنجیت سنگھ کو فرمایا۔ اے گستاخ سیالکوٹ میں تیرے مقرر کردہ حاکم نے ہمارے پیارے کی قبر کی بے حرمتی کی حد کر دی۔ اگر تم نے اس کا بندوبست نہ کیا تو تو خدا کا عذاب تجھ پر نازل ہو کر رہے گا۔ کیونکہ ذات خداوندی اپنے اولیاء کی توہین برداشت نہیں کرتی۔

راجہ رنجیت سنگھ اسی وقت بیدار ہو کر ننگے پاؤں گھوڑے پر سوار ہوا اور صبح ہونے سے پہلے سیالکوٹ پہنچ گیا اور اس نے آپ کے دربار میں حاضری دی اور حالات کا بچشم خود مشاہدہ کیا اور وہیں اپنے مقرر کردہ حکمرانوں کو طلب کر کے ان کو اپنے ساتھ ملا کر خود ان کے ساتھ مل کر غلاظت اور گندگی اٹھوائی اور عرق گلاب سے سارا دربار دھلوایا اور مشک سے مہکتی چادریں دربار شریف پر چڑھائیں۔

آپ کے دربار پر حاضری دینے والے روحانی دنیا کے تاجدار☆: آپ کے دربار پر حاضری دینے والے اور سلام و چلہ کشی کرنے والے معروف بزرگوں جن کا روحانیت کی دنیا میں اپنا ایک بلند مقام ہے ان میں سے چند بزرگوں کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں جن میں حضرت شاہ کبیرالدین سہروردی، حضرت شاہ مونگا ولی، حضرت شاہ سیداں، حضرت شاہ دولہ ولی گجراتی، حضرت ملا کمال وملا جمال، حضرت ملا عبدالحکیم سیالکوٹی قادری، حضرت شاہ دتن ابدال، حضرت بری شاہ لطیف المعروف بری امام، حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری، حضرت بابا نور شاہ گدیلہ، حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ و حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ چوراہی، حضرت خواجہ صوفی نواب الدین موہری شریف، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ، حضرت امیر ملت حافظ سید جماعت علی محدث علی پوری، حضرت حکیم خادم علی نقشبندی خلیفہ عیدگاہ شریف۔ حضرت رسول شاہ حضرت سرفراز خان، حضرت صوفی نذیر احمد، حضرت بابا عبدالحمید نوری بٹ، حضرت سائیں جلال، حضرت بابل شہید، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے علاوہ لاتعداد بزرگان دین نے آپ کے دربار کو ہر بار سے اکتساب فیض کیا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال دس محرم الحرام ۷۵۷ ہجری بمطابق 1356ء کو ہوا۔ مزارپُر انوار محلہ امام صاحب سیالکوٹ شہر میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت ہر روز اور بالخصوص جمعرات کو حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ ہر جمعرات کو آپ کے دربار پر میلے کا سماں ہوتا ہے لاتعداد افراد لنگر کھاتے ہیں۔ جب کہ آپ کا عرس مبارک 6-7-8 محرم الحرام کو نہایت ہی عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے۔ اندرون و بیرون ملک سے لاتعداد افراد حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

عرس مبارک کے آغاز سے ہفتہ قبل ہی آپ کے دربار کے اردگرد ایک خوبصورت بازار سج جاتا ہے اور آپ پاس کی گلیوں میں خاصی رونق لگ جاتی ہے۔ عرس کے موقع پر محفل سماع کا خصوصی انتظام ہوتا ہے۔ ملک بھر سے قوال حضرات عارفانہ کلام پیش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ دنیائے اہلسنت کے عظیم علماء ومشائخ بھی اس عرس میں شرکت وخطاب فرماتے ہیں۔

Marfat.com

منقبت

حضرت مخدوم پاک صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ

حسن ذات کبریا کا آئینہ کلیر میں ہے
مصطفےٰ طیبہ میں عکس مصطفےٰ کلیر میں ہے

لاڈلا خواجہ معینؒ کا اور قطب الدینؒ کا
دلبر سرکار زہد الانبیاء کلیر میں ہے

جان جانانِ پیغمبر فاطمہؓ کا نور عین
خواجگان چشت کا دولہا بنا کلیر میں ہے!

جھولیاں بھر لو فقیر و گوہر مقصود سے
منبع جود و سخا بحر عطا کلیر میں ہے

عاشقو سجدہ نماز عشق کا ہو گا وہاں
قبلہ و کعبہ امام الاولیاء کلیر میں ہے

خشک زاہد کیا خبر تجھ کو مقام عشق کی
عاشقوں کے عشق کا کعبہ بنا کلیر میں ہے

پاس ہے مجھ کو شریعت کا امیر صابریؔ
ورنہ کہدوں صاف کہ میرا خدا کلیر میں ہے

از قلم...... محمد امیر صابریؔ

Marfat.com

حضرت مخدوم سیّدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: پروردہ آغوش ولایت، دلبند رسول، شیر بیشۂ محویت وفنا، گوئندہ اسرار عشق برمنابر قطب ابدال، آفتاب عشق ولایت، گنجینۂ نور ہدایت، وارث علوم وولایت حیدری، جگر گوشۂ غوث الاعظم، متصرف بر تصرفات، آفتاب چشتیاں تاج اولیاء سلطان الاصفیاء منبع جودوسخا صدر بزم اولیاء عاشق ذات الٰہ حضرت خواجہ شیخ مخدوم سیّد علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ عشق ومعرفت کے دریائے بحرے بے کنار ہیں۔ آپ نے ۱۹ ربیع الاول ۵۹۲ھ بروز جمعرات بمقام شہر ہرات میں اِس عالم کو زینت بخشی آپ کا اسمِ مبارک علی احمد اور خطاب مخدوم اور صابر ہیں آپ کا لقب علاؤالدین ہے۔ آپ والد ماجد کی طرف سے غوث الاعظم حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں اور والدہ کی طرف سے آپ کا سلسلۂ نسب امیر المومنین خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سیّد عبدالرحیم ہے۔ اور والدہ کا اسم گرامی ہاجرہ ہے۔ جو جمیلہ خاتون کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ جس سال آپ پیدا ہوئے آپ ایک دن دودھ پیتے تھے اور دوسرے دن دودھ نہیں پیتے تھے۔ گویا ایک دن روزہ رکھتے تھے اور دوسرے دن دودھ پیتے تھے جب زندگی کا دوسرا سال شروع ہوا تو تیسرے دن دودھ پیتے تھے اور دو روز نہیں پیتے تھے گویا دو دن روزے سے رہتے جب آپ دو سال کے ہوگئے تو دودھ پینا بالکل چھوڑ دیا۔ جب چوتھا سال شروع ہوا تو آپ کی زبان مبارک کھلی تو سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبانِ مبارک سے نکلا وہ یہ تھا **لَا مَوْجُوْدٌ اِلَّا اللّٰہُ** جب آپ کی عمر شریف چھ سال کی ہوئی تو کھانا پینا برائے نام رہ گیا اور رات کا زیادہ حصہ عبادت میں گزارنے لگے جب ساتواں سال شروع ہوا تو آپ نے نماز تہجد پابندی سے شروع کردی۔ جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو آپ کے والد بزرگوار ۷ ربیع الاول ۵۹۷ھ کو اِس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے اور آپ سایہ پدری سے محروم ہوگئے۔

تعلیم وتربیت☆: آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت پر والد گرامی کے وصال کے بعد والدہ ماجدہ نے خصوصی توجہ دینی شروع کر دی اس ضمن میں آپ کو ہمراہ لیکر اپنے بھائی حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کے پاس پہنچیں، اور آپ کو باباصاحب کے حوالے کر دیا، اجودھن میں آپ کی تعلیم وتربیت زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگرانی میں مکمل ہوئی عربی فارسی کے علاوہ آپ نے فقہ حدیث تفسیر منطق معنی وغیرہ میں دستگاہ حاصل کی جب حضرت بابا فرید گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لنگر تقسیم کرنے

Marfat.com

کی خدمت آپ کے سپرد فرمائی تو آپ نے ۱۲ سال کے عرصہ میں کچھ نہیں کھایا۔ آپ کی والدہ ماجدہ جب آپ کو دیکھنے کی غرض سے آئیں تو دیکھ کر حیران رہ گئیں کہ حضرت مخدوم پاک تو پہلے سے بھی کمزور ہوگئے۔ انہوں نے حضرت بابا صاحب سے شکوہ کیا اور کہا کہ میں نے بیٹے کو بھوکا رہنے کے لئے نہیں چھوڑا تھا بلکہ لنگر میں اس لئے چھوڑ گئی تھی کہ وہ تندرست ہو جائے گا۔ ہمشیرہ کی بات سن کر بابا صاحب نے آپ کو خادم خاص کے ہاتھوں لنگر خانے سے بلوایا اور کمزوری کی وجہ پوچھی اور فرمایا کیا آپ لنگر نہیں کھاتے تو آپ نے نہایت ادب سے عرض کیا۔ حضور نے کھانے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ لنگر تقسیم کرنے کا حکم دیا تھا۔ فقیر نے حکم کی تعمیل میں کوتاہی نہیں کی یہ سن کر حضرت بابا صاحب نے فرمایا علی احمد تو تو صابر ہے صابر۔ اس روز سے آپ صابر کے نام سے مشہور ہوگئے۔ چنانچہ آپ کی والدہ چند روز قیام کرنے کے بعد واپس چلی گئیں۔

شادی ☆: آپ کی والدہ جب دوبارہ پاکپتن شریف آئیں تو انہوں نے حضرت بابا فرید گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ بھائی جان میں یہ چاہتی ہوں کہ اپنی لڑکی خدیجہ بیگم کی شادی میرے بیٹے علاؤ الدین علی احمد صابر سے کردو یہ بات سن کر حضور بابا گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ سوچ میں گم ہوگئے۔ بہن نے کہا شاید آپ علاؤ الدین کی غریبی اور یتیمی کی وجہ سے اس رشتے کو ناپسند کر رہے ہیں۔ کیوں کہ آپ کی صاحبزادی شہنشاہ ہند کی نواسیاں ہیں۔ اور علاؤ الدین ایک غریب ماں کا بچہ ہے۔ یہ سن کر بابا صاحب نے کہا خدا کی قسم۔ صابر یتیم سہی مگر غریب نہیں وہ ہندوستان کے شہنشاہوں سے بڑا شہنشاہ ہے۔ مگر وہ خدا کا ہو چکا ہے۔ اس لئے کسی اور سے کہاں رشتہ جوڑے گا لیکن بہن کے اصرار پر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی لڑکی خدیجہ بیگم عرف شریفہ کا نکاح آپ سے کر دیا رات ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے حجرے میں روشنی کی اور دلہن کو حجرے میں لا کر بٹھا دیا۔ جب آپ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے تو حجرے میں روشنی اور ایک عورت کو بیٹھا ہوا دیکھ کر متعجب ہوئے۔ آپ نے پوچھا تم کون ہو دلہن نے جواب دیا کہ میں آپ کی بیوی ہوں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ ایک دل میں دو کی محبت کو جگہ دوں میں تو ایک کو دل میں جگہ دے چکا ہوں۔ دوسرے کی قطعاً گنجائش نہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے حجرے میں اپنی زوجہ محترمہ کو دیکھا تو پوچھا کون ہو تو زوجہ محترمہ نے جواب دیا کہ میں آپ کی زوجہ ہوں یہ سنتے ہی آپ نے فرمایا کہ اللہ کی زوجہ سے پاک ہے۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلتے ہی حجرے میں سے ایک آگ نمودار ہوئی جس نے دلہن کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ صبح ہونے پر جب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ بہن میں پہلے ہی کہتا تھا کہ صابر اب دنیا کے قابل نہیں رہا اس کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ کچھ عرصہ اجودھن رہنے کے بعد ۶۱۴ھ محرم الحرام کو اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئیں۔

حضور مخدوم پاک پر پورے نو سال تک محویت طاری رہی ☆: حضور مخدوم پاک کو جب یہ اطلاع ملی کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا وصال ہو گیا ہے تو آپ پر محویت طاری ہوگئی اور آپ حجرے میں داخل ہوگئے۔ اور پورے نو سال تک حجرے میں ہی رہے۔ اس نو سال کے طویل عرصے میں آپ نے نہ کھایا نہ پیا نہ سوئے نہ حجرے سے باہر قدم رکھا۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب صابر صاحب کو ۹ برس حجرے میں ہو گئے تو میں بحکم خدا ۱۷ محرم الحرام ۶۲۳ھ آپ کے حجرے میں گیا تو

Marfat.com

مخدوم صابر صاحب کو عالم محویت میں پایا۔ میں نے مخدوم صابر کے بائیں کان میں کلمات اثبات کہے۔ تب وہ مرتبہ فنا سے مرتبہ بقا میں تشریف لائے۔ اور آنکھیں کھولیں اور حجرہ سے باہر تشریف لے آئے۔

بیعت وخلافت واظہارِ مہر ولایت ☆: ۷ المحرم الحرام ۶۲۳ھ بمطابق 1226ء کو آپ حضور بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ بیعت کے بعد آپ دن کے وقت اپنے مرشد کامل کی خدمت میں رہ کر تعلیمات و تصوف وسلوک سے بہرہ ور ہوتے، اور رات کو اپنے حجرہ میں محو عبادت وریاضت وسلطان الاذکار میں مگن رہتے تھے۔

۲۴ رمضان المبارک ۶۵۰ھ بروز پنجشنبہ یعنی جمعرات کی شب حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ نے خواب میں حضرت زبدۃ الانبیاء بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کو دربار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے چلو۔

چنانچہ حضور بابا صاحب آپ کو لے کر اپنے مرشد کے ہمراہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں پہنچے اور آپ کو حضور کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ اس وقت وہاں تمام حضرات خواجگان چشتیہ اور دیگر جمیع السلاسل طریقت کے بزرگان بھی جسمِ روحانی کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے۔

مرشد کامل قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے حکم کے مطابق حضور بابا صاحب نے حضرت مخدوم صابر پاک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مخدوم پاک کی پُشت مبارک پر سیدھے جانب بوسہ دے کر "**فَهٰذَا وَلِیُّ اللّٰه**" فرمایا، پھر بابا صاحب نے بوسہ دے کر یہی کلمہ ارشاد فرمایا پھر حضرت خواجہ قطب صاحب نے بوسہ دے کر یہی ارشاد فرمایا حتیٰ کے تمام جمیع حاضرین اولیائے کاملین بوسہ دے کر یہی کلمہ فرمایا۔ اسی طرح تمام ملائکہ بھی شریک تہنیت ہوئے اور بوسے دیتے رہے۔

صبح کو حالتِ بیداری میں حضور شیخ الاسلام والمسلمین بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہم عصر تمام اولیائے کرام کو مجلس میں بلا کر حضرت مخدوم سیّد علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ عنہ کے سر پر کلاہ چہارتر کی وعمامہ سبز اپنے دستِ مبارک سے باندھا، اور مثال یعنی خلافت نامہ اور کلیر شریف کی ولایت اور خطاب باطنی قطب عالم، اغیاثِ ہند، الاجلال شاہ مخدوم علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ تمام اولیائے کرام کو مطلع کیا، اور اسم ظاہری خلافت نامے میں بالقاب بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے تحریر فرمایا۔ اس کے بعد سات سیر خالص شہد کا شربت بنوا کر تقسیم کروایا۔ بعد ازاں محفل سماع شروع ہوئی تو حضور مخدوم پاک پر حال وجد طاری ہونے لگا تو سماع بند کروادی گئی، چونکہ مجلس عام تھی، پھر شب کو مجلس خاص میں سماع سنی گئی۔

(نور واحدیت صفحہ 233-234)

حضور مخدوم پاک اور جمال الدین ہانسوی کے درمیان نزاع کا قضیہ بے بنیاد ہے ☆: حضور شیخ الاسلام والمسلمین زبدۃ الانبیاء بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کی تعداد میں قدرے اختلاف ہے، کتب تواریخ کی

Marfat.com

بعض کتابوں میں تعداد ہزاروں میں بیان کی گئی ہے، ممکن ہے اس تعداد میں آپ کے خلفاء کے خلفاء کی تعداد بھی شامل ہو، یا پھر حضرت بابا صاحب کو جو عزت و عظمت خداوند عالم نے عنایت کی ہے اُس کے مطابق ممکن ہے تعداد ہزاروں میں بھی جا سکتی ہے، مگر اب تاریخ اور تذکروں کی پرانی کتابوں میں جو نام دستیاب ہیں ان کی تعداد صرف اور صرف گیارہ ہے۔ اور اس پر بھی اہل علم و عرفان کا اتفاق ہے۔ سب سے پہلے خلیفہ اکبر حضرت سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے۔ باقی خلفا کی خلافت حضور مخدوم پاک کو ولایت کلیر عطا ہونے کے بعد ثابت ہوتی ہے جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں: (۱) حضرت خواجہ سیّد نظام الدین اولیاء دہلوی (۲) حضرت شیخ خواجہ جمال الدین ہانسوی (۳) حضرت شیخ خواجہ بدرالدین سلیمان (۴) حضرت مولانا محمد عارف (۵) حضرت مولانا حمید (۶) حضرت مولانا فخرالدین اصفہانی (۷) حضرت خواجہ برہان الدین صوفی (۸) حضرت شیخ نجیب الدین متوکل (۹) حضرت خواجہ مولانا منتخب الدین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

ان میں سے اکثر حضرات کے سلسلے یا تو ایک دوسرے میں ضم ہو گئے ہیں، یا امرالٰہی سے ختم ہو گئے ہیں، اس وقت حضور بابا صاحب کے دو خلفاء کے سلاسل زندہ و پائندہ ہیں اور صبح قیامت تک سلامت باکرامت رہیں گے۔ ان میں اول سلسلہ چشتیہ صابریہ، دوسرا سلسلہ چشتیہ نظامیہ ہے۔ یہ اول و دوم کی تخصیص و ترتیب اگرچہ کوئی معنی نہیں رکھتی، چونکہ حضور مخدوم پاک کو سب سے پہلے ۲۴ رمضان المبارک ۶۵۰ھ بمطابق 1252ء میں خلافت عظمٰی کے منصب پر فائز کیا گیا، جبکہ اس وقت بڑے بڑے شیوخ زمانہ جن میں حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی، حضرت شیخ حمیدالدین ناگوری، حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا سہروردی، حضرت شاہ منور علی الہ آبادی، حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار مکنوری، حضرت مولانا ابوالقاسم گرگانی اور حضرت شیخ ابوالغیث بن جمیل رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ دیگر شیوخ و بزرگان وقت موجود تھے اور لاتعداد بزرگان و خواجگان کی ارواح مقدسہ جلوہ افروز تھیں یہ واقعہ ۶۵۰ھ کا ہے۔

جبکہ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء زری بخش علیہ الرحمۃ کی ولادت ۲۷ صفر ۶۳۶ھ بمطابق 9 اکتوبر 1239ء کو ہوئی۔ بیس برس کی عمر تھی کہ اجودھن میں ۱۵ رجب ۶۵۵ھ بمطابق 1257ء حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے۔

(بحوالہ اخبار الاخیار صفحہ ۱۲۴)

حضرت خواجہ سیّد نظام الدین محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ نے ۶۵۷ھ بمطابق 1258ء باختلاف روایت ۶۵۹ھ بمطابق 1260ء کو حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ عنہ سے خلافت پائی اور دہلی کی ولایت کا پروانہ حاصل کیا۔

(تواریخ آئینہ تصوف صفحہ 116، اردو دائرہ معارف اسلامیہ 22-21)

جبکہ حضرت خواجہ جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمۃ کی ولادت ۶۲۸ھ بمطابق 1230ء اور وصال ۷۰۰ھ بمطابق 1300ء ہے

(بحوالہ اخبار الخیار صفحہ 151)

۱۹ ربیع الاول شریف ۵۹۲ھ بمطابق 1192ء کو حضور سیّدنا مخدوم صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی ۶۰۰ھ بمطابق 1203ء کو آپ والدہ ماجدہ کے ہمراہ اجودھن پاکپتن شریف حضور بابا صاحب کی خدمت میں پہنچے ۶۰۳ھ بمطابق 1206ء کو حضرت

Marfat.com

سیّدی عبدالوہاب بن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے باطنی اشارے پر حضرت بابا صاحب نے حضرت مخدوم پاک کوشرف بیعت بخشا۔ اور ۶۵۰ھ بمطابق 1252ء کو حضور بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر کلیر کی ولایت عطا فرمائی۔

ان تمام تاریخی حقائق سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ حضرت مخدوم پاک حضور مسعود اللعلمین بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کے متقدمین مریدوں میں سے ہیں، اور حضرت خواجہ جمال الدین ہانسوی، اور خواجہ سیّد محمد نظام الدین محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کی آمد یعنی ان کے بابا صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہونے سے قبل حضرت بابا صاحب سے خرقہ خلافت اور کلیر کی ولایت کا پروانہ لے کر کلیر تشریف لے جا چکے تھے۔

کتاب ''سیر العارفین'' مصنفہ شیخ حامد بن فضل اللہ جمالی علیہ الرحمۃ مرآۃ الاسرار سے پہلے کی کتاب ہے اس میں حضرت مخدوم پاک اور حضرت مولانا جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمۃ کے مابین اس من گھڑت قضیہ کا کوئی ذکر نہ ہے۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہوتا تو حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جو حضور مخدوم پاک کے بعد کا زمانہ تھا اس دور میں اس کا چرچا ہوتا۔

دوسری بات یہ بھی پتہ چلتی ہے کہ حضرت مخدوم پاک حضور گنج شکر کے سب سے پہلے خلیفہ ہیں اور حضرت جمال الدین ہانسوی اور حضرت خواجہ محبوب الٰہی علیہم الرحمۃ ان کے جانے کے آٹھ دس برس بعد حضرت بابا صاحب کی خدمت میں مرید ہونے کو پہنچے اور پھر خلافتین حاصل کر کے اپنے اپنے مقام پر فرائض کی تکمیل کے لئے گئے۔

کتاب فوائد الفوائد اور سیر الاولیاء میں کئی بار حضرت سلطان المشائخ کا یہ قول بھی تواتر سے موجود ہے کہ میں شیخ جمال الدین اور شیخ بدر الدین حضرت شیخ کی خدمت میں موجود تھے۔ جب فلاں فلاں واقعہ پیش آیا۔ یا حضرت گنج شکر نے فلاں فلاں بات کہی۔

نیز یہ بات بھی مستند کتابوں میں پائی جاتی ہے کہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء حضرت خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کی آخری عمر کے آخری حصے میں مرید ہوئے تھے اور تقریباً ایک سال بعد خرقہ خلافت سے سرفراز کئے گئے۔

اس سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ حضرت شیخ جمال علیہ الرحمۃ نے بھی حضور بابا صاحب رضی اللہ عنہ کی عمر کے آخری حصے میں حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے ہمراہ سلوک طے کرنا پایا جاتا ہے۔

ان تمام حقائق کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت سیّدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ عنہ کو خلافت و ولایت حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی علیہم الرحمۃ سے پہلے مل چکی تھی۔ تو پھر حضرت مولانا جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمۃ سے مہر ثبت کرانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس کے علاوہ ایک اور اہم بات یہ کہ کتاب سیر الاولیاء اور فوائد الفوائد میں حضرت سیّد مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ عنہ کے حالات کی تفصیل کا نہ ہونا بھی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ حضور مخدوم پاک حضرت سلطان المشائخ اور جمال الدین ہانسوی علیہم الرحمۃ سے قبل خرقہ خلافت حاصل کر کے کلیر شریف جا چکے تھے۔

Marfat.com

ایک اہم بات یہ کہ مذکورہ کتب کے مصنفین کو حضور مخدوم پاک کے متعلق زیادہ علم نہ تھا نہ ہی حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کو آپ کے بارے حالات معلوم تھے۔

حالانکہ یہ لوگ اور مذکورہ کتب کے مصنفین زمانہ کے قریب کے لوگ تھے تو پھر تین سو برس یا پانچ سو برس کے بعد کتاب لکھنے والے مؤرخ یا مصنف یا تذکرہ نگار کو حقیقت کا کیا علم ہو سکتا ہے۔

ہم حضور مخدوم صابر پاک اور حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی علیہم الرحمۃ کے مابین اس قضیہ کو مورخین اور مصنفین اور تذکرہ نگاروں کا ہی کرشمہ کہہ سکتے ہیں جس کے لئے ایک دو واقعات بطور تمثیل پیش خدمت ہیں۔

حضرت شاہ پیر محمد حسین بدری فریدی صابری رحمۃ اللہ علیہ اولاد حضور شیخ الاسلام والمسلمین فرد فرید حضرت بابا خواجہ فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت شاہ پیر محمد حسین علیہ الرحمۃ اپنی کتاب اسرار عترت فریدی صفحہ 6 میں تحریر فرماتے ہیں کہ

میں نے ایک کتاب ۱۳۰۲ھ میں گلزارِ فریدی کے نام سے شائع کی۔ جب بندہ پاکپتن شریف دربار حضور گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر ہوا تو ایک رات عالم مثال میں یہ ارشاد ہوا کہ بندہ بہشتی دروازہ پر کھڑا ہے اور اندرون روضۂ منورہ سے یہ حکم ہوا اے فلاں تم نے اس کتاب میں بہت روایات تہمت ناک تحریر کی ہیں، خصوصاً جناب مخدوم صاحب ''پیارے علی احمد صابر'' میرے کی شان میں تہمت تحریر کی ہے، اس واسطے مخدوم پاک تم سے ناراض ہیں۔

جس وقت بندہ کو بیداری ہوئی، سوائے آہ وزاری وبکا کے دروازے پر کوئی چارہ نہ تھا، رات دن یہی آرزو تھی کہ حضرت مجھ کو علم نہ تھا، جو کچھ مجھے ظاہر کی بعضے کتاب ہائے میں یا استماعی حال معلوم ہوا۔ تحریر کیا اور خصوصاً مخدوم پاک کا احوال کسی ظاہری کتاب میں میسر نہ ہوا تھا۔

آگے چل کر صفحہ 7 پر فرماتے ہیں کہ الحمد للہ دعا وزاری درگاہ باری تعالیٰ میں منظور ہوئی، آگے چل کر صفحہ 171 پر تحریر فرماتے ہیں کہ جو قصہ خواجہ جمال الدین اور حضرت مخدوم پاک کا عوام میں مشہور ہے، اور فقیر نے بھی گلزار فرید نامی کتاب میں نقل کیا، جس کی وجہ سے بندہ کو عتاب ہوا، جس کا اس سے قبل ذکر ہو چکا ہے۔

اب جناب حضرت بابا گنج شکر اور حضور مخدوم صابر پاک علیہم الرحمۃ کی نوازش سے پوری پوری سندی حالات حاصل ہوئے اور خاص خلافت نامہ مخدوم پاک کی بھی زیارت ہوئی، برادران دینی کی خدمت میں عرض پرداز ہوں کہ ان تہمت ناک باتوں سے پرہیز کرنی لازم ہے اور میں نے آج تک کسی معتبر کتاب میں حضور مخدوم پاک کا احوال نہ دیکھا۔

اور حکم بھی یہی تھا کہ زمانہ تیرہ صد کے بعد احوال مخدوم پاک کا ظاہر ہو گا آگے سینہ بسینہ یا مکتوب بہ خطاب میں رہا افشاں عام نہ ہوا۔

اب فضل الٰہی سے احوال باطنی ظاہر ہو چکا ہے۔ اب وہ تہمت ناک باتوں سے توبہ کرنی لازم ہے، ورنہ جو شخص وہ باتیں کرے گا،

Marfat.com

جلال مخدومی میں پھنس کر خراب ہو جاوے گا، لازم تھا اس نصیحت کا بیان کرنا آگے جس کا اختیار منظور کرے یا نہ کرے، پیغام رساں پر پیغام رسانی شرط ہوتی ہے۔

نیز کتاب اسرارِ عترت فریدی صفحہ 171 پر حضرت پیر شاہ محمد حسین فریدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ فرید گنج شکر مسعود اللعلمین قطب عالم اغیاث ہند رحمتہ اللہ علیہ نے بادشاہ دوجہاں حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ کو خلافت عطا فرمائی۔ خطاب باطنی قطب عالم اغیاثِ ہند الاجلال شاہ مخدوم علی احمد صابر اور اسم ظاہری میں مثال خلافت میں بالقاب بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے سرفراز فرمایا۔

آگے چل کر حضرت شاہ پیر محمد حسین فریدی علیہ الرحمۃ اسی کتاب کے صفحہ 185 پر لکھتے ہیں کہ یہ فقیر برادرانِ طریقت کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جو بات مشہور ہو رہی ہے کہ مخدوم پاک کا خلافت نامہ پھاڑنا، یہ محض بہتان ہے کیونکہ جس وقت مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کو خلافت عطا ہوئی اس وقت تمام روئے زمین کے اولیائے کرام موجود تھے، اور خلافت نامے پر ان کے دستخط بھی موجود ہیں۔

چنانچہ بندہ بھی خلافت نامہ کی زیارت سے مشرف ہوا ہے، کسی کتاب مکتوبات باطنی میں یہ روایت موجود نہیں۔

دوسرا یہ کہ اولوالعزم شہنشاہ ولایت کے دستخط بامر باطن سے خلافت نامہ تحریر کیا ہو اور خلیفہ اُس کا پھاڑ دے یہ مسئلہ آداب طریقت کا ہے کہ جہاں شیخ کے دستخط ہوں اس میں خلیفہ کو حکم نہیں کہ حرف زیادہ یا کم کرے چہ جائیکہ پھاڑ دینا۔

خدائے پاک جل شانہ اس بہتان سے تمام مسلمانوں کو بچائے اور آئندہ ایسی روایات پر عمل نہ کریں۔

حضرت خواجہ حسن نظامی کی متنازعہ روایت ☆: جناب حضرت خواجہ حسن نظامی علیہ الرحمۃ نظامی بنسری کے حاشیہ میں لکھتے ہیں

سرساوہ ضلع سہارنپور میں ایک درویش خلیل الرحمٰن صاحب رہتے تھے، جو کہتے تھے کہ میں مخدوم جمال الدین ہانسوی کی اولاد سے ہوں۔ اور رام پور میں اس وقت ایک کتاب ''حقیقت گلزارِ صابری'' شائع ہوئی تھی، جس میں لکھا تھا کہ حضرت مخدوم جمال الدین ہانسوی کا روحانی سلسلہ حضرت مخدوم علی احمد صابر نے چاک کر دیا تھا اس واسطے جمالیہ سلسلہ نہیں چلا۔

جناب نیاز احمد صابری امیر حلقہ چشتیہ شالامار ٹاؤن، لاہور نے ایک کتابچہ ''صدائے حق'' کے نام سے اسی موضوع پر شائع کیا ہے، جو اس سے قبل گل گلزارِ صابریت حضرت شاہ عمار احمد احمدی نیر میاں سجادہ نشین خانقاہ عالیہ حضرت شیخ العالم رحمتہ اللہ علیہ ردولی شریف انڈیا کی جانب سے جناب حضرت شاہ منصور اعجاز قدوسی سجادہ نشین دربار حضرت مخدوم پاک کلیر شریف کی زیر نگرانی شائع ہو چکا ہے، اس کو نیاز احمد صابری صاحب نے مفصل بحث کے ساتھ دوبارہ شائع کیا۔

جناب نیاز احمد صابری صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے حقیقتِ گلزارِ صابری مطبوعہ رام پور ہندوستان کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا، اور ایک ایک لفظ پڑھا، کتاب مذکورہ میں ایسا کوئی واقعہ درج نہیں بلکہ ان کے مرید خاص اور خلافت یافتہ حضرت پیر شاہ محمد حسین صابری بدری رحمتہ اللہ علیہ اولادِ گنج شکر نے اپنی کتاب اسرارِ عترت فریدی میں اس واقعہ کی بھرپور تردید کر دی ہے۔

Marfat.com

لہٰذا خلیل الرحمٰن نے اس غلط واقعہ کو حقیقت گلزار صابریؔ کے حوالے سے حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے یہ بالکل غلط ہے۔

اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی ہے کہ حضرت مخدوم سیّد علاء الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ اور جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ کا نزاع خود ساختہ اور من گھڑت ہے اس کی کوئی اصلیت نہیں۔

خواجہ حسن نظامی کا اعترافِ حقیقت ☆: حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ''نظام ہنسری'' کے حواشی میں لکھتے ہیں:

بچپن میں صابریوں اور جمالیوں میں ایک بڑا مناظرہ ہوا، اس وقت میری عمر سات آٹھ سال کی تھی، جیسا کہ مناظروں کا نتیجہ ہوا کرتا ہے یہی نتیجہ اس کا بھی ہوا کہ سب سلسلوں میں باہمی عناد پیدا ہو گیا تھا، اور میرے دل میں بھی اس بحث سے نظامیہ سلسلے کی فوقیت کا تعصب پیدا ہو گیا۔

مگر آج میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری غلطی تھی، ورنہ صابریہ سلسلہ بھی نظامیہ سلسلے کی طرح حضرت بابا صاحب کے فیضان روحانی کا ایک بڑا سلسلہ ہے، جس میں بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ پیدا ہوئے۔۔

اگر شاہ خلیل الرحمٰن صاحب مرحوم (جمالیوں کی طرف سے مناظر) آج زندہ ہوتے تو میں ان سے کہتا کہ صابریہ سلسلے کے سچے ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ سینکڑوں اولیاء اللہ اس سلسلے سے ہوئے ہیں، اور آج لاکھوں آدمی حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پُرانوار پر حاضر ہو کر دین و دنیا کی نعمتیں اور برکتیں اس مزار پُرانوار سے حاصل کرتے ہیں اور آج میرے دل میں ایک ذرّے کے برابر بھی صابریوں سے کسی قسم کا تعصب نہیں۔

(صدائے حق صفحہ 29 تا 31، مطبوعہ لاہور)

مولوی حسین احمد مدنی کا اس موضوع پر تبصرہ ☆: برصغیر پاک و ہند میں جہاں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ ہر جگہ پر پوری آب و تاب سے ہر دو میں اپنی ضوفشانیاں دکھا رہا ہے، وہاں عرب ممالک، ملک عراق، مصر و حجاز مقدس، اور ترکی میں بہت تیزی کے ساتھ پھیلا۔

آج بھی عرب ممالک اور ایران کے بعض صوبوں کے لوگ اپنے نام کے آگے صابریؔ لکھنے میں بہت فخر محسوس کرتے ہیں۔ مصر کے سابق وزیر اعظم جناب علی صابریؔ، ترکی کے وزیر خارجہ جناب احسان صابریؔ، قاہرہ (مصر) میں آج بھی ہزاروں افراد سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ سے وابستہ ہیں۔ یورپ جیسے ملکوں میں بالخصوص ساؤتھ افریقہ میں خالد میاں علیہ الرحمۃ کی کاوشوں سے وہاں صابریت کی جو شمع روشن ہوئی ہے، اس کی کرنیں صبح قیامت تک بکھرتی رہیں گی۔

حجاز مقدس میں حضرت مرشدِ عرب و عجم شاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی سلسلہ عالیہ کے لئے خدمات کسی سے

Marfat.com

ڈھکی چھپی نہیں۔ عرب ممالک میں حاجی صاحب کے لاکھوں مرید ہیں جبکہ عرب ممالک ہی میں حاجی صاحب کے 531 خلفائے نامدار ہیں۔ جن میں برصغیر پاک وہند اور دیگر ممالک کے مریدین شامل نہ ہیں۔

1895ء اور 1896ء کے دوران علمائے دیوبند کی ایک بڑی اکابر جماعت نے حاجی صاحب کے ہاتھ پر بیعت اختیار کی، جن میں سے آپ کے مرید شیخ الحدیث مولوی حسین احمد دیوبندی اپنی کتاب سلسلہ طیبہ میں رقمطراز ہیں کہ:

مولوی حسین احمد مدنی کا تبصرہ☆: جن لوگوں نے ۳۰۰ برس بعد حالات تحریر کئے ہیں، ان میں من گھڑت اور بے بنیاد روایات معرض وجود میں آئیں، جنہوں نے جمالیوں اور صابریوں کے درمیان مستقل نزاع کی صورت اختیار کر لی، جس سے صاحب بصیرت چشتیوں کو خواہ وہ صابری ہوں خواہ وہ جمالی یا نظامی سخت دکھ ہوتا ہے، ہونا بھی چاہیے، کیونکہ اسلام کا وہ گروہ جس کی تعلیم یہ کہ دشمنوں کو راضی کیے بغیر روحانی مدارج طے نہیں ہوسکتے، اس کے دعویداروں نے دوستوں کی دل آزاری کے لئے دفتر سیا کئے۔

یہ من گھڑت اور بے بنیاد روایات بادشاہ دوجہاں حضرت مخدوم علی احمد ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت جمال الدین قطب ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ کی عظمت اور بزرگی کے شایانِ شان نہیں ہیں ان کے بزرگوں کے خلاف دل میں تعصب یا عناد رکھنا بدنصیبی کی علامت ہے۔

بادشاہ دوجہاں حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ ان بزرگوں میں سے ہیں جو اپنی قبر انور میں بیٹھے تصرف کرتے ہیں، آپ کا مزارِ پُرانوار قبلہ حاجات عالم ہے آپ کے تصرفات ولایت اس وقت بھی جاری ہیں۔ (کتاب سلسلہ طیبہ صفحہ 6، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور، از مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی)

حرف آخر☆: بادشاہ دوجہاں حضرت مخدوم سید علاؤالدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ اور حضرت قطب ہانسوی مولانا جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمۃ کے درمیان نزاع کا قضیہ صرف اور صرف تذکرہ نویسوں اور ادب واحترام سے خالی اور طریقت سے محروم قلم کاروں کی جدت طبع کا کرشمہ معلوم ہوتا ہے، تاریخی حقائق اور تصوف وتذکروں کی معتبر کتابوں کے حوالہ جات کے مشاہدہ کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس قضیہ ونزاع سے نہ صرف حضرت مولانا جمال الدین ہانسوی کی توہین بلکہ اس سے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم العلمین حضرت سید علاؤالدین علی احمد صابر کلیری اور زبدۃ الانبیاء مسعود العلمین حضرت خواجہ بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ عنہم پر بھی الزام تراشی کی گئی بلکہ نعوذ باللہ حضرت بابا صاحب کی بھی توہین کا پہلو نکلتا ہے۔

اس کے لئے ذیل میں چند اشکال پیش خدمت ہیں جن کی روشنی میں خود فیصلہ کر سکتے ہیں کیا صحیح اور کیا غلط ہے۔

سب سے پہلی بات یہ کہ کوئی بھی مرشد کامل اپنے شیخ اور دیگر بزرگان سلسلہ کی اجازت کے بغیر اپنے کسی مرید کو خلافت کی دستار نہیں دے سکتا، یہ اصول طریقت سے ہے، اور اس پر تمام اہل علم وعرفان کا اتفاق ہے، انکار کی گنجائش نہ ہے۔

تو پھر کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ حضرت بابا صاحب نے اپنے شیخ خواجہ قطب صاحب کی مرضی کے خلاف حضرت مخدوم صابر پاک کو کیسے خلافت دے دی۔ جبکہ حقیقت گلزار صابری اور دیگر کتب اس کی شاہد ہیں کہ حضرت بابا صاحب کو ان کے مرشد قطب صاحب نے

Marfat.com

عالم رویا میں حکم دیا کہ مخدوم صابر صاحب کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں چلو پھر گئے اور حضور نے مہر ولایت کو نہ صرف بوسہ دیا بلکہ عالم مثال میں خرقہ سے بھی نوازا۔ اس کے بعد حضرت بابا صاحب نے صبح کو جملہ ہمعصر اولیائے کاملین کے سامنے دستار خلافت کلاہ چہارتر کی معہ پروانہ ولایت کلیر شریف عطا فرمایا۔

جب بابا صاحب خلیفہ مقرر فرمائیں تو پھر دوسرا کون ہے جو یہ کہے کہ وہ خلافت کے اہل نہ تھے۔

نمبر۲ ☆: کیا یہ بات کسی بھی طرح صحیح تسلیم کی جا سکتی ہے کہ حضرت خواجہ جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمۃ کو تو دہلی کی تباہی کا خیال پیش نظر رہا، لیکن حضرت بابا صاحب جیسے روشن ضمیر شیخ طریقت نے بغیر سوچے سمجھے حضور صابر پاک جیسے جلالی شخص کو خلیفہ بنا کر دہلی کی سند ولایت دے دی، کیا حضرت بابا صاحب اس کا نتیجہ نہیں جانتے تھے کہ وہ دہلی جلا کر خاک کر دیں گے۔

نمبر۳ ☆: جو لوگ آداب طریقت آداب مریدین سے ذرا بھی واقف ہیں وہ کبھی یہ تصور وگمان بھی دل میں نہیں لا سکتے کہ خواجہ جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمۃ نے اپنے پیر روشن ضمیر حضرت بابا صاحب کی لکھی ہوئی تحریر کو پھاڑ دیا ہوگا، یہ ناممکن ہے۔

بلکہ ہمارا عقیدہ اور ایمان تو یہ ہے کہ خواجہ جمال الدین ہانسوی جیسا ولی کامل اپنے شیخ کی لکھی ہوئی تحریر کا ایک لفظ بھی آگے پیچھے نہیں کر سکتا۔

نمبر۴ ☆: کیا یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ بابا صاحب نے یہ فرمایا ہو کہ جمال کے پھاڑے ہوئے تو فرید نہیں سی سکتا۔ یہ بات سراسر غلط اور حضرت بابا صاحب پر بہتان اور ان کی شان کے منافی ہے، اس لئے کہ خواجہ جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمۃ نے جو کچھ بھی مرتبہ ومقام بلند پایا وہ حضرت بابا صاحب سے ہی پایا تھا، وہ کس طرح توہین شیخ کے مرتکب ہو سکتے تھے۔

ہم اس بات پر کامل یقین رکھتے ہیں کہ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ تو وہ ہیں جو بنی ہوئی بگاڑ سکتے ہیں، اور بگڑی ہوئی کو سنوار سکتے ہیں۔

نمبر۵ ☆: تذکرہ نگاروں کی اس روایت سے سب سے بڑھ کر حضرت سیّدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر رضی اللہ عنہ پر یہ الزام جاتا ہے اور بہتان باندھا جاتا ہے کہ آپ بڑے ضدی اور بہت جلد طیش میں آ جانے والے تھے۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بادشاہ دو جہاں حضور صابر پاک نے کلیر کے گمراہوں اور گستاخوں کو جس بردباری اور تحمل سے برداشت کیا ان کی سختیوں اور زیادتیوں کے مقابلہ میں جس نرمی اور سنجیدگی سے کام لیا اور اس وقت تک ان گمراہ، بدزبان اور ناعاقبت اندیش اور بدخو لوگوں کو برداشت کیا جب تک کہ اتمام حجت نہ کر لی، بلکہ امید کی آخری کرن بھی جب تک نظر آئی اور مرشد کے فرمان نہیں آئے، ان لوگوں پر عذاب ٹالنے کی کوشش کی، اور بعد میں اگر وہ اپنی بداعمالی کے سبب تباہ وبرباد ہوئے اور قہر وغضب کو دعوت دی تو ان حالات میں آپ خود نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ کیا حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو دہلی کی سند لکھ کر دی ہوگی۔ یقیناً آپ کا جواب نفی میں ہوگا۔

نمبر۶ ☆: کیا یہ بات تسلیم کرنے کے قابل ہے کہ حضرت مخدوم پاک نے اپنے پیر بھائی حضرت خواجہ جمال الدین ہانسوی

Marfat.com

علیہ الرحمۃ کے ساتھ اتنی تکرار کی ہوگی، ہرگز نہیں۔

اصل معاملہ یہ ہے کہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مخدوم سیّدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ عنہ کو کلیر کی ہی ولایت وخلافت عطا فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ "کلیر تمہارے لیے مثلِ وچھیری کے ہے، چاہو دودھ پیئو اور چاہو تو ذبح کر کے کھاؤ۔"

خلافت نامہ حضرت مخدوم صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

درج ذیل خلافت نامہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرما کر آپ کو کلیر شریف کی ولایت بخشی تھی۔ نقل مضمون درج ذیل ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدلله الذى قدم احسانه على نعمته هوالاول والاخر و الظاهر و الباطن لاموخر ولا مقدم لما آخر ولامعلن لما ا بطن ولا مغفى لماظهرولايكار نطق الاوائل والاو آخر على ايومنة اعتبار اوتقائلد و الصلوٰة على رسول الله المصطفىٰ معمدو آله اهل الودو الارتضىٰ اما بعد فاعلموا ايها الحاضرون والغائبون ان الله تعالىٰ اعطىٰ خرقته وقلسنوة فى المعراج الى رسول الله صلىٰ الله عليه وسلم وهوا عطى السيدنا اسدالله الغالب رضى الله تعالىٰ عنه وهوا عطىٰ السيد خواجه حسن بصرى رضى الله عنه وعن اعطىٰ خواجه عبدالوحد بن زيد قدس سره وهوالاعطى الخواجه فضيل بن عياض نورالله قريعه وهوا عطىٰ الخواجه ابراهيم بن ادهم نورالله قبره الاكرام وهوعلى الخواجه حديقة المرعشى رحمته الله عالى المولى وهو اعطى الخواجه هبير البصرى قدس سره الله تعالىٰ القوى وهواعطىٰ الخواجه ممشاد على دينورى رحمته الله العلى البارى مع ولايته دينورو هواعطى الخواجه قطب الدين ابواسحاق نور قبرالله الرزاق مع ولايت شام وهواعطىٰ الخواجه ابواحمد ابدال رحمته الله الجلال مع ولايت سيستان وهو اعطىٰ ابومحمد معتدم نور قبره الله الصمد الاكرم وهواعطىٰ الخواجه ناصرالدين ابو يوسف قدس سره الله الرئوف واعطى الخواجه حاجى شريف زندني قدس سره الله العلى وهوا عطىٰ الخواجه عثمان هارونى قدس سره الله القوى وهوالاعطىٰ الخواجه معين الدين حسن سنجرى قدس سره و رحمته الله البارى مع ولايت هندوهوا عطى الخواجه سيد قطب الدين بختيار كاكى قدس سره الله تعالىٰ مع ولايت دهلى وهو اعطى لاضعف الفقير فريد احمد رحمتى الله الحميد وانا اعطيت الخرقه قسلنوة مقداضا و عصا و كاساو مصلىٰ و سلعت مقى قلبى و روحى و ظاهرى و باطنى مع نظامته

Marfat.com

کلیر لولد اسدالرشید قر ۃ العین الامام المتقی المرتضیٰ قطب المشائخ زین الائمته والعلما مضتعه الاجلته والاتقیا علاء الملة والدین سید علائو الدین علی احمد صابر قدس سره الله تعالیٰ ابدًاو فرحته الله تعالی فی الدارین وعظمت الله اهان من اهانه وامانه الله تعالیٰ ابتقا مرضاة الله واناله الهنهار حمته واعلی درجاته سبقابعد سبق من الاوله الی اخره بشرط بدل الجد والا جتهاد فی الصحیح والشقیع من الله وعلیه المعلول والله الموافق والمیسر جورت هذا السطور بیده الفقیر فرید کان ذالك فی یوم الجمعة سنة اثنی و خمسنین وسته مائة من هجری النبوی ۶۵۲

ترجمہ☆: ہرتعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنی نعمت عطا کرتے سے پہلے یہ احسان کیا کہ عطائے نعمت کے قابل بنایا۔ وہی ہے جب کچھ نہ تھا۔تو وہ تھا اور جب کچھ نہ رہے گا تو وہ رہے گا۔وہ سب ظاہروں سے بڑھ کر ظاہر ہے۔اور وہ ہر مخفی سے بڑھ کر مخفی ہے۔کوئی پیچھے کرنے والا نہیں ہے جسے وہ چھپادے کوئی اس کا اعلان کرنے والا نہیں ہے جسے وہ در پردہ کردے اسے کوئی نمایاں کرنے والا نہیں ہے۔ پہلے اور پچھلے اس کی نعمت ہر دل سے یقین اور زبان سے اقرار کرتے ہوئے بول نہیں سکتے۔اور اللہ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور ان کی محبت اور رضا والی اولاد پر درود اور سلام ہو۔اللہ کے بعد اے حاضر اور غائب لوگو! تم سب کو معلوم ہونا چاہیے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو صبر اور ٹوپی عطا فرمائے ہیں۔اور انہوں نے ہمارے آقا حضرت علی اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے ہیں اور انہوں نے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو عطا فرماتے ہیں اور انہوں نے خواجہ عبدالواحد بن زید قدس سرہ کو عطا فرمائے اور انہوں نے فضیل بن عیاض کو عطا فرمائے جن کی قبر کو اللہ نے منور کیا ہے اور انہوں نے خواجہ ابراہیم بن ادھم کو عطا فرمائے جن کی عالیشان قبر کو اللہ نے منور کیا ہے اور انہوں نے خواجہ حذیفہ المرعشی کو عطا فرمائے جن پر اللہ علی مولا کی رحمت نازل ہوئی اور انہوں نے خواجہ ہبیرہ البصری کو عطا فرمائے جن کے دل کو اللہ قوی نے پاکیزہ کیا تھا۔اور انہوں نے خواجہ ممشاد علی دینوری کی ولایت کے ساتھ عطا فرمائے۔اور انہوں نے خواجہ قطب الدین ابواسحاق کو شامی کی ولایت کے ساتھ عطا فرمائے۔ رب ذوالجلال کی رحمت ان پر نازل ہوئی ہے۔اور انہوں نے خواجہ ابو احمد ابدال کو سیستان کی ولایت کے ساتھ عطا فرمائے رب ذوالجلال کی رحمت ان پر نازل ہوئی ہے اور انہوں نے ابو محمد محترم کو عطا فرمائے اللہ اکرم اور صمد نے ان کی قبر کو منور کیا ہے اور انہوں نے خواجہ ناصر الدین ابو یوسف کو عطا کئے فرمائے اللہ روف نے ان کا ضمیر پاکیزہ کیا ہے۔اور انہوں نے خواجہ حاجی شریف زندنی کو عطا فرمائے اللہ علی اور عظیم نے ان کے ضمیر کو پاکیزہ کیا ہے اور انہوں نے قطب الدین مودود کو عطا فرمائے۔اللہ ودود نے ان کے مزار کو پُر نور بنایا ہے۔ اور انہوں نے خواجہ عثمان ہارونی کو عطا فرمائے اللہ قوی نے ان کے دل کو پاکیزہ کیا ہے اور انہوں نے خواجہ معین الدین حسن سنجری کو ہندوستان کی ولایت کے ساتھ عطا فرمائے باری تعالیٰ نے ان کے ضمیر کو پاکیزہ کیا ہے اور ان پر رحمت نازل کی ہے اور انہوں نے خواجہ سید قطب الدین بختیار کا کی کو دہلی کی ولایت کے ساتھ عطا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے ضمیر کو پاکیزہ کیا ہے اور انہوں نے اس نہایت ہی

Marfat.com

ضعیف اور فقیر فرید احمد کو عطا فرمائے ہیں اللہ حمید مجھ پر رحم فرمائے اور میں نے جبہ (اور کوٹ) ٹوپی بال کاٹنے والی قینچی، لاٹھی، پیالہ اور مصلّٰی اور اس کے ساتھ ہی میرے دل اور روح میں اور میرے ظاہر اور باطن میں جو کچھ بھی تھا وہ کلیر کی نظامت کے ساتھ نیک فرزند، آنکھ کی ٹھنڈک پسندیدہ پرہیزگار پیشوا قطب المشائخ علما اور اماموں کے حسن سربلند، پاکیزہ سیرت لوگوں کے سردار دین اور ملت کی سرفرازی کے باعث اور سرچشمے سید علاؤ الدین علی احمد صابر کے حوالے کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ خوش رکھے اور دین و دنیا میں اسے فرحت بخشے اور اس کی عزت کو دوبالا کرے جو اس کی توہین کرے۔ اللہ اس کو رسوا کرے اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے میں اس کی مدد کرے اس شرط کے ساتھ کہ جب یہ کوشش کرے اور صحیح سمت محنت کرے تو شروع سے آخر تک قدم ہر قدم مسلسل اللہ تعالیٰ کی رحمت نامہ اور درجات عالیہ سے سرفراز ہو۔ اور اللہ سے اس کا تعلق کبھی نہ ٹوٹے اور یہ اسی حالت پر قائم و دائم رہے اور اللہ ہی توفیق دینے والا اور آسان کرنے والا ہے۔ یہ سطور بروز جمعہ چھ سو باون نبی علیہ السلام کی ہجرت والے سال کے بعد فقیر فرید کے ہاتھ سے لکھی گئی ہیں۔

کہ کلیر تمہارے لئے مانند بکری ہے تم چاہو تو اس کا دودھ پیئو یا ذبح کر کے کھاؤ۔

مختصر تاریخ کلیر شریف☆: ہردوار ہندوستان میں ہندوؤں کا بہت بڑا تیرتھ استھان (یعنی متبرک مقام) ہے، اس کے قریب ہی پہاڑی علاقہ ڈیرہ دون ہے۔ ہردوار مذہبی اور ڈیرہ دون عسکری اہمیت کے علاقے ہیں، دونوں کو یہ اہمیت زمانہ قدیم سے حاصل ہے۔

۶۰۴ھ بمطابق ۱۲۰۷ء کو کمال احمد بغدادی ابدال جو حضرت خواجہ سیّد محمد معین الدین اجمیری رضی اللہ عنہ کی خدمت پر مامور تھا، اُس نے آ کر اطلاع دی کہ اثنائے راہ جب میں محو پرواز تھا تو جانب شمال ایک بہت بڑا بت خانہ دیکھا، جس میں اسّی ہزار ناقوس پھونکے جاتے ہیں، جبکہ مسلمانوں کا وہاں پر نام و نشان تک نہ ہے۔

مرشد اعظم شیخ کبیر ہند الولی حضرت خواجہ سیّد محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برائے ترقی و تبلیغ اسلام کے بادشاہ سلطان قطب الدین بن غلام سلطان شہاب الدین والئی دہلی کو بدست اپنے مرید حضرت سیّد امام الدین علیہ الرحمۃ اور نظام محمود ابدال کے ہمراہ ایک خط بھیجا کہ کلیر جا کر وہاں کا کفر توڑا جائے۔

بادشاہ مذکور نے خط مبارک کھڑے ہو کر ادب سے سُنا، اور تین سجدے تعظیمی بطور شکریہ جانب اجمیر شریف ادا کر کے کافی فوج تیار کی اور حضرت سیّد امام الدین علیہ الرحمۃ کی قیادت میں صوبیدار شالی ذموان کے روانہ کیا، کہ ہردوار کے علاقہ میں جا کر تبلیغ اسلام کریں وہاں کے لوگوں کو امراء، خود غرض سماجی کارکنوں اور ہندو برہمو کے ظلم سے نجات دلائیں۔

چنانچہ حضرت ابو صالح محمد سیّد امام الدین، ایک ہاتھ میں تسبیح اور دوسرے ہاتھ میں شمشیر برہنہ لے کر بت خانہ ہند کے اس گوشے کی طرف تشریف لائے۔

اس دور میں کلیر راجہ کرن کی راجدھانی تھی، کلیر شریف تقریباً ۱۰۰ میل تک آباد تھا، چاروں طرف شہر پناہ دیواریں تھیں، جس کو زمانہ راجہ کرن سے ہزار برس پہلے راجہ کرپال، یا راجہ کرم پل نے آباد کیا تھا۔ اس میں ایک بت خانہ بنوایا، جس میں سونے چاندی کے تین

Marfat.com

ہزار بت جو ہیرے جواہرات سے مرصع اور پتھر کے ایک ہزار بت تھے۔

اس وقت اس شہر کا نام گڑھی بھگ رکھا۔

راجہ بکرم پال عرف راجہ بالسپال فرزند راجہ کرمپال مذکور نے اپنے زمانہ حکومت میں بتخانہ مذکور کو کافی ترقی دی، اور بتوں پر لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپے کے جواہرات جڑوائے، روزانہ سات ہزار مہیت اور ایک لاکھ پچھتر ہزار برہموں کے ہمراہ پوجا کے لئے جایا کرتا تھا۔ گویا کہ یہ شہر بتوں اور بت پرستوں سے ہی آباد تھا۔

راجہ بکرم پال نے مہنت گوکل چند کو بت خانہ کا مجاور مقرر کر کے پانچ ہزار سوار فوجی جوان اس کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیئے۔

۴۹۱ھ سمتی راجہ مادھوسین نے گوکل چند مہنت کو قتل کر کے بتخانہ پر قبضہ کر لیا، اور اپنے برادر زادہ ہودھاسنگن کو مجاور مقرر کر دیا، اور اس شہر کا نام کوکٹ ہردوار دیوت رکھا، اس وقت یہ شہر پچاس کوس میں پھیلا ہوا تھا، بلکہ گوستی گنگا کے کنارے تک آبادی پھیلی ہوئی تھی۔

۵۸۱ سمتی میں دہلی کے رئیس گوپال کے بیٹے راجہ سکھن نامی شخص نے اس شہر کو لوٹ کھسوٹ کر کے بے رونق و بے آباد کر دیا اور بتخانہ کو کوئی ترقی نہ دی، اور اپنے بھانجے کنور چند پال کو اس کا مجاور مقرر کر کے اس شہر کا نام کڑ دیوت ہردوار رکھا، اس وقت اس کی آبادی چودہ کوس ہو کے رہ گئی تھی، جب کہ بت خانہ بدستور قائم تھا۔

۵۰۶ھ بمطابق ۱۱۱۲ء کو راجہ کھرپال ولد کنکو نے اپنے عہد حکومت میں اپنے چچازاد بھائی کلیان پال کو بت خانہ کا مجاور مقرر کیا۔ کلیان پال نے از سرنو اس شہر کو رونق بخشی اور پہاڑی علاقوں سے سورج پرستوں کو بلا کر آباد کیا۔ اس نے تمام جواہرات کے جڑاؤ بتوں کو خزانہ میں داخل کیا، اور چند ایک سونے کے بت رکھ کر باقی تمام پتھروں کے بت پوجا پاٹ کے لئے بت خانے میں رہنے دیئے، اور اس شہر کا نام اپنے نام پر کلیان کوٹ رکھا، پھر کچھ عرصہ بعد یہ شہر کلیر کے نام سے معروف ہو گیا جو ابد الآباد اسی طرح منسوب رہے گا۔

کتاب اسرار عترت فریدی کے حوالے سے اجودھن موجودہ پاکپتن شریف ۶۱۱ھ بمطابق ۱۲۱۴ء میں آباد ہوا، جو اس وقت سے لے کر آج ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۰۱۰ء تک تقریباً ۱۴۰۰ سو سال ہو چکے ہیں، حضور گنج شکر رضی اللہ عنہ کی خانقاہ معلیٰ کی وجہ سے شہنشاہ اکبر نے اس کا نام اجودھن سے تبدیل کر کے پاکپتن رکھا۔

شہر کلیر چونکہ سب سے پہلے راجہ کرپال نے ۳۴۰ھ میں آباد کیا، ۲۰۶۸ بکرمی ۲۰۱۰ء تک کلیر شریف کو آباد ہوئے تقریباً ۱۷۲۸ سال ہو چکے ہیں۔

جناب حبیب اللہ ناظم کی کتاب "تاریخ کلیر" کے مطابق کلیر شریف پاکپتن شریف سے ۱۷۲ برس پہلے آباد ہوا تھا۔

کلیر کے راجاؤں کے ظلم و جبر کی حالت☆: راجہ کلیان ان بائیس راجگان میں سے ہے جنہوں نے سلطان الشہداء حضرت سید مسعود غازی علیہ الرحمۃ سے دریائے کھلا اور دیگر مقامات پر متفقہ جنگ کی تھی، مگر ہر مرتبہ ناکامی و شکست ان راجگان کا مقدر رہی۔

راجہ کلیان کو شروع ہی اسلام اور اہل اسلام سے دشمنی تھی، راجہ کلیان سلطان الشہداء کے مقابلے میں دوسرے راجاؤں کو بہت سی

Marfat.com

مالی امداد بھی دیتا رہا، مگر بعد شکست فاش کے یہ راجہ بھی مارا گیا۔

جب اس کا پوتا راجہ کرن بت خانہ کلیر کا مجاور مقرر ہوا تو اُس نے اپنی قلم سے یہ آرڈر کر دیا کہ اگر کوئی مسلمان قبل طلوع آفتاب سے دکھائی دے تو اسے قتل کر دیا جائے، قتل کرنے والے سے کوئی باز پرس نہ ہوگی بلکہ انعام کا مستحق قرار دیا جائے گا۔ یہ حکم تو عام تھا لیکن جن مجاہدین اسلام نے غزواۃ میں کفار کو پے در پے شکستیں دیں تھیں اور کفر کے اندھیروں میں اسلام کی مشعل کو روشن کیا تھا، وہ ان مجاہدین وغازیان اسلام کے خون کا پیاسا تھا، اور اُنہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر شہید کروا دیتا تھا۔ اس لئے راجہ کرن کو اہل ہنود نے بہت سراہا، اور اس کو بہت زیادہ گیانی بتلایا گیا۔

حالانکہ اس کے ظلم اور فسق و فجور عام تھا، جو کسی مذہب وملت میں بھی جائز نہ سمجھے جاتے تھے، مگر اندھیر نگری تلپٹ راجا، ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا کا دور دورہ تھا، فسق و فجور، زنا کاری، قتل وغارت، شراب خوری، جوا، ہر طرف عام تھا بلکہ راجہ خود ان تمام اشغال و افعال کا مرتکب تھا۔ اس کے دورِ حکومت میں ہر وہ عمل جو خلاف فطرت وخلاف انسانیت تھا اس کو جائز اور روا سمجھا جاتا رہا۔

کمزور اور مظلوم لوگ جابروں اور ظالموں کے ظلم سے تنگ و نالاں تھے، اسی راجہ کی حکومت میں ایک خاص تالاب تھا، جس میں راجے اور رانیاں اشنان کیا کرتی تھیں، اس تالاب کا نام چندا تال مشہور تھا، اب وہ تالاب خشک پڑا ہوا ہے، بلکہ اس میں کاشت ہوتی ہے۔ اس تالاب کے آثار اب بھی پائے جاتے ہیں۔

راجہ کرن نے اپنے ہر ناجائز کام اور اپنی عیش پرستی کے ہر کام کو جائز ثابت کرنے کے لئے ایک ایسا بظاہر اخلاقی یا قانونی راستہ اختیار کیا ہوا تھا۔ کہ جس سے بظاہر تو رعایا پروری اور مہمان نوازی کا عنصر ملتا تھا۔ مگر در پردہ اس کی عیش و عشرت کے سامان کا سبب تھا، راجہ کرن نے اپنے جنبشِ قلم سے یہ حکم جاری کیا کہ میری رعایا میں جس کسی کے ہاں شادی ہو، خواہ وہ مسلمان ہو یا ہندو دھرم سے تعلق رکھتا ہو یا کسی اور مذہب سے متعلق ہو، شادی کی پہلی رات دولہا اور دلہن میرے مہمان ہوں گے، ہاں ایک رات قیام کے بعد کوئی دولہا اپنی دلہن کو اپنے گھر لے جاسکتا ہے۔

بظاہر تو یہ رعایا پروری اور مہمان نوازی اور راجہ کی فراخدلی کا معاملہ نظر آتا ہے، لیکن در پردہ اُس ظالم راجہ نے اپنی خواہش کی تکمیل کے لئے محل میں کئی کئی ملازمائیں رکھی ہوئی تھیں، جو اس کے اس فعل بد میں اس کی معاون و مددگار ہوتی تھیں۔

جب کبھی کوئی شادی شدہ جوڑا محل میں آکر ٹھہرتا وہ عورتیں ان کی خدمت بھی کرتیں اور راجہ کو اطلاع پہنچاتی تھیں کہ فلاں دلہن ایسی خوبصورت اور ایسی بدصورت ہے، ان کی اطلاع پر راجہ بدشکل بدصورت دلہن کو انعام واکرام سے نواز کر رخصت کر دیتا تھا۔

جو دلہن خوبصورت اور خوبرو ہوتی، راجہ اس کے خاوند کو خلوت خانے میں طلب کر کے کہتا اگر تجھ کو جاگیر چاہیے تو دلہن کے بدلے دیتا ہوں، اگر مال وزر نقد چاہیے تو وہ بھی حاضر ہے، اگر شادی کا خواہش مند ہے تو شاہی خرچ پر دوسری شادی کرا دیتا ہوں، یا پھر دولہا پر کوئی الزام لگا دیا جاتا، جس کی بنا پر وہ بیچارہ حکم حاکم مرگِ مفاجات سے مجبور ہو کر خاموش رہنے کے سوا کیا کر سکتا تھا، اگر کوئی حجت یا جرأت کا زیادہ مظاہرہ کرتا تو اُسے قتل کر دیا جاتا تھا۔

Marfat.com

اسی وجہ سے راجہ کی ان گنت رانیاں تھیں، ہزاروں بے گناہ لوگ قتل و غارت کا شکار ہوئے، عفت مآب دلہنوں کی قہراً و جبراً آبرو ریزی و عصمت دری ہوتی، لیکن عوام پر اس راز کو افشاں نہ ہونے دیا جاتا تھا۔

اگر کسی لڑکی کی تعریف دلہن بننے سے قبل سن لیتا تو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے لڑکی کے والدین کو لالچ دے کر ڈرا دھمکا کر لڑکی کو اپنی عیش کا سامان بناتا، نظام کچھ اس طرح تھا کہ، جیسی نکٹی دیوی، ویسے ہی ادت پجاری یا پھر یوں کہا جا سکتا ہے کہ جہاں فرعون کی خدائی اور شیطان کی وزارت ہوگی، وہاں رعایا کی حالت بھی ایسی ہی ہوگی، وہاں بحالی کہاں ہوسکتی ہے۔

راجہ کرن نے ایک گائے پالی ہوئی تھی، جو بڑی عجیب و غریب نہایت خوبصورت زرد رنگ میں بہت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ اس گائے کی پیٹھ پر تین پاؤں قدرتی نکلے ہوئے تھے، اس کے منہ کے قریب دائیں طرف ایک چھوٹا سا منہ تھا جو دیکھنے میں بہت خوبصورت معلوم ہوتا تھا، مگر اس منہ سے وہ کھا کچھ نہیں سکتی تھی، اس عجیب و غریب گائے کی شہرت پورے ملک میں تھی۔ بڑی بڑی دور سے لوگ اسے دیکھنے کے لئے آتے تھے، راجہ نے اس گائے کو زیورات سے سجا رکھا تھا، لوگ اس کی پوجا کیا کرتے تھے، راجہ کی طرف سے اعلان عام تھا کہ یہ گائے اگر کسی کا کوئی نقصان کر دے یا اس کی دکان، ریڑھی یا کھیت سے کچھ کھا پی لے تو وہ شاہی دربار سے تاوان وصول کر سکتا ہے۔

وہ گائے تمام دن پورے شہر میں گھومتی راجہ کو جب یاد آتی، یا وہ اس کی پوجا کرنا چاہتا یا اُس کے ہاں شاہی مہمان آتے تو وہ گائے اس وقت محل میں لائی جاتی۔

واقعۂ عجیب ☆: ایک دن وہ گائے گھومتی ہوئی شہر سے باہر نکلی اور چند روز کے بعد پھرتے پھراتے اُس گاؤں میں پہنچ گئی، جہاں حضرت سید جمال الدین انور جن کی کنیت سیّد امیر بایزید علیہم الرحمۃ ہے وہ گائے اُن کے دروازے پر رُک گئی، اور انسانی زبان میں حضرت سیّد جمال الدین انور علیہ الرحمۃ سے ہمکلام ہو کر عرض گزار ہوئی کہ اے ابنِ رسول میں کفر گڑھ میں پھنسی ہوئی ہوں، خدارا مجھے ذبح کر کے اس کفر سے نجات دلائیں۔

انسانی زبان میں گائے کی ہمکلامی سے آپ کو تعجب ہوا تو گائے نے پھر دوبارہ کہا میں حکم خدا سے بول رہی ہوں کہ آپ مجھے ذبح کریں، اور اس کفر کی نجاست سے پاک کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایسے ظالم و جابر کی ریاست میں رہ کر تجھے کسی طرح ذبح کر سکتا ہوں، وہ پھر بول کر کہنے لگی حضرت میں تو کفر سے نجات حاصل کرنے کے لئے آپ کے پاس آئی ہوں، اور آپ ایک مسلمان اور آلِ رسول ہوتے ہوئے کفر کی تاریکیوں سے گھبرا رہے ہیں۔

حضرت سیّد جمال الدین انور علیہ الرحمۃ نے غیرت ایمانی سے کام لیتے ہوئے چھری پکڑی اور گائے ذبح کر کے جو گوشت درکار تھا وہ رکھ لیا، اور باقی ماندہ گائے کو کھڈا کھود کر دفن کر دیا، اور خود یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔

دوسرے روز جب صفائی کے لئے بھنگن آئی تو آپ کی اہلیہ نے کچھ گوشت پکا ہوا اسے دے دیا۔

چونکہ گائے کی گمشدگی کا پورے ملک میں اعلان ہو چکا تھا، ہر طرف پولیس کے اہلکار تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے، اتفاق سے اُس بھنگن سے اُن کا ٹکراؤ ہوا، پوچھنے پر اُس نے بتلایا کہ فلاں مسلمان کے ہاں کام کرتی ہوں، آج انہوں نے مجھے اپنے گھر سے یہ

Marfat.com

گوشت کھانے کے لئے دیا ہے، وہ سپاہی عورت کو لے کر راجہ کے پاس گئے تمام قصہ بتلایا در پکا ہوا گوشت بھی بطور ثبوت دکھایا، راجہ نے فوراً حکم دیا کہ اس عورت کو بھی اور جس مسلمان کے گھر سے یہ گوشت لائی ہے ان کو بھی گرفتار کر کے پیش کیا جائے۔

قصہ مختصر یہ کہ راجہ کے سپاہی آئے اور حضرت خواجہ سیّد جمال الدین انور اور ان کے دونوں صاحبزادوں کو گرفتار کر کے راجہ کے دربار میں لے آئے، راجہ چونکہ غصے میں بھرا ہوا تھا۔

اُس نے سیّد صاحب سے پوچھا یہ عورت گوشت تمہارے گھر سے لائی ہے، آپ نے جواباً فرمایا ہمارے گھر سے لائی ہے۔

راجہ نے سوال کیا میری ریاست میں کیسے آئے اور کس نے بسایا، آپ نے جواباً فرمایا زمین خدا کی میں اُس کا بندہ ہوں ہم دہلی سے چل کر اس گوپالی گاؤں میں آباد ہو گئے۔

ادھر پورے شہر میں خبر پھیل گئی کہ راجہ کی گائے ذبح کر کے کھانے والے مسلمان گرفتار ہو چکے ہیں، چنانچہ پورا شہر تماشہ دیکھنے کے لئے دربار میں پہنچ گیا، راجہ نے اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ میری ریاست میں اب کوئی مسلمان موجود نہیں ہے، یہ گوشت کہاں سے لائے۔

آپ نے جواب دیا جو گائے پوجا پاٹ کے لئے ریاست میں پلی ہوئی تھی وہ ہمارے گھر پہنچ کر کہنے لگی مجھے اللہ کے نام پر ذبح کرو، ہم نے اُسے ذبح کر دیا، یہ گوشت اُسی گائے کا ہے، یہ سن کر تمام درباری طیش میں آ گئے، راجہ غصے میں دیوانہ ہو گیا اور فوراً آپ کو بمع صاحبزادوں کے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔

چنانچہ آپ کو بمعہ صاحبزادگان کے شہید کر دیا گیا۔ انا اللہ و انا الیہ راجعون

جب شہادت کی خبر حضرت جمال الدین انور کی صاحبزادی کو پہنچی تو انہوں نے رب کعبہ کے حضور اپنی پاکدامنی اور عفت وعصمت کی چادر کی حفاظت کے لئے دعا کرتے ہوئے التجا کی اے مالک میری عصمت کی حفاظت فرما اور مجھے کسی طرح غیبی اسباب کے ذریعے مدینہ منورہ میں پہنچا دے، رات کو اُس نے خواب میں والدِ بزرگوار اور دونوں بھائیوں کو عمدہ پوشاک پہنے ہوئے دیکھا فرما رہے تھے کہ ہم بالکل آرام سے ہیں، تم پریشان مت ہونا جلد ہی مدینہ پاک پہنچ جاؤ گی۔

صبح کو بیدار ہوئی سامان سفر تیار کیا مردانہ لباس پہنا گھوڑے پر سوار ہو کر منزل بہ منزل چلتے ہوئے مدینہ پاک پہنچ گئیں اور رسول کائنات کی بارگاہ میں والد اور بھائیوں کی شہادت کے بارے عرض کی کہ اُن کے بعد اب میرا کون ہے یہ کہتے ہوئے بے ہوش ہو گئیں۔ عالم رویا میں ایک نورانی شکل بزرگ نظر آئے فرمایا کہ جہاں اب تم موجود ہو یہ مشہد ہے، اور یہ نوجوان جو نظر آ رہا ہے یہ تمہارا بھائی ہے، اس کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑنا۔ یہ مظلوموں کا مددگار ہے، اور کفرستان ہند شہر کلیر میں بانی اسلام ہوگا، تمہارے والد اور بھائیوں کا انتقام بھی یہی لے گا۔

تھوڑی دیر میں آنکھ کھل گئی تو اپنے آپ کو مدینہ پاک میں پایا، اس خواب کو بشارت الٰہی تصور کر کے نقشہ جو دیکھا تھا اُسے یاد رکھا اور چند روز بعد گھوڑے پر سوار ہو کر ایران کے شہر مشہد پہنچیں جب ملاقات ہوئی تو پتہ چلا کہ یہ حضرت خواجہ سید امام ابو محمد صالح ہیں۔

Marfat.com

اُن دنوں اُن کی شادی کی تیاریاں تھیں، حضرت سیّد ابو محمد صالح علیہ الرحمۃ نے اپنی شادی یہ کہہ کر موقوف کروائی کہ زندہ رہ گیا تو شادی پھر بھی ہو جائے گی۔ ابھی فی الحال مجھے ہندوستان پہنچنا ہے، وہاں سے روانہ ہو کر حضور غریب نواز سیّد معین الدین اجمیری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے غریب نواز نے ان کو بیعت کر کے دستار خلافت سے نواز کر فرمایا کہ ہردوار کے علاقہ میں جا کر تبلیغ اسلام کریں، وہاں کے لوگوں کو امراء، خود غرض سماجی کارکنوں اور ہندوؤں برہموں کے ظلم سے نجات دلائیں۔

چنانچہ حضرت ابو صالح محمد علیہ الرحمۃ ایک ہاتھ میں تسبیح اور دوسرے ہاتھ میں شمشیر برہنہ لے کر بت خانہ ہند کے اس گوشہ کلیر کی طرف آئے۔

ہردوار میں ہزاروں بت پرستوں کا اجتماع ہوتا تھا، دیوتاؤں کے یہ پجاری ہندوستان کے کونے کونے سے سمٹ کر ہردوار میں گنگا دریاء کے کنارے جمع ہوتے تھے، دن رات پوجا پاٹ کرتے، چڑھاوے دینے والے چڑھاوے دیتے اور نکمے اور خود غرض قسم کے مہنت اپنے پیٹ اور تجوریاں بھرتے۔ چونکہ راجہ کرن نے اجمیر شریف میں خواجۂ خواجگان کی آمد اور تبلیغ کا حال سن رکھا تھا، اس لئے گھبراتا تھا۔

چنانچہ اس نے اپنے فوجی مشیروں اور دھرم ادھیکاروں کے سامنے مسئلہ کو رکھا اور مکالمہ یوں ہوا۔

فوجی مشیر، ہمارا قلعہ بہت اُونچائی پر ہے، یہاں تک مسلمان سپاہیوں کے قدم پہنچنا آسان نہیں۔

راجہ کرن نے حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تارا گڑھ کا قلعہ تو اس سے بھی بلند ہے۔

چونکہ فوجی مشیروں کی نگاہ میں اسلامی سپاہ اور صوفیا کا جذبۂ خلوص، جانثاری، خوف خدا اور حُب رسول ایسے نادیدہ ہتھیار نہ تھے کہ جن کے ہوتے ہوئے بڑی سے بڑی بلندی بھی ان کے قدموں میں ہوتی تھی۔

پھر ہوا بھی اسی طرح کہ معرکۂ حق و باطل میں حضرت سید امام ابو محمد صالح علیہ الرحمۃ چشتی نے نعرے لگانے شروع کیے تو ''سچا تیرا وعدہ سچا میدان کارزار گرم'' تھا۔ مسلمانوں کو خدا نے کامیابی سے ہمکنار کیا مگر اس معرکہ میں حضرت سیّد امام ابو محمد صالح چشتی علیہ الرحمۃ شہید ہو گئے، مسلمانوں نے حضرت سیّد امام ابو محمد صالح چشتی کو راجہ کرن کے قلعے کے وسط میں سپرد خاک کیا۔ جہاں آج تک اُن کا مزار مرجع خلائق عام ہے۔

حضور مخدوم پاک کا کلیر میں ورودِ مسعود☆: حضرت امام ابو محمد صالح چشتی علیہ الرحمۃ کی شہادت کے بعد کلیر شریف میں اسلامی ریاست قائم ہوئی، تاہم بعد میں دولت اور اقتدار نے یہاں کے لوگوں میں منفی اسلامی اقدار کو جنم دیا۔

حضرت مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کلیر میں تشریف آوری کے وقت عدم مساوات، ناانصافی، معاشی ناہمواری تھی، حکمران طبقہ اور اس کے کارندے عوام الناس کی خدمت سے بے خبر صرف اپنی شکم پروری اور نفس پرستی میں مشغول تھے، ان کے ہاتھ میں شمشیر و سنان کی بجائے چنگ و رباب تھے اور کھلے عام احکام شرعیہ کی خلاف ورزی کرتے تھے۔

سلطان الاولیاء حضور مخدوم سید علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۵ ذی الحجہ ۶۵۱ھ بروز دوشنبہ فجر کی نماز کے بعد پاکپتن شریف سے صرف علیم اللہ ابدال کو ہمراہ لے کر کلیر کی جانب روانہ ہوئے اور اسم اعظم چشتیہ کی تلاوت کی برکت سے ایک دن میں

Marfat.com

نماز ظہر کے بعد کلیر شریف میں داخل ہوئے اور مسماۃ گل زادی بن عبدالصمد بن عبدالواحد بن قطب الدین انصاری کے مکان پر جلوہ افروز ہوئے۔

مسماۃ گل زادی کا صرف ایک ہی بیٹا بہاؤالدین جس کی عمر ۲۶ برس تھی۔ اس کے پڑوس میں جمال نامی روغن گر رہتا تھا، اس کے سات لڑکے تھے۔ مسماۃ گل زادی اس کا بیٹا اور روغن گر اپنے بیٹوں سمیت آپ کے روئے تاباں کو دیکھتے دل و جان سے معتقد ہو گئے۔

عصر کی نماز کا وقت آیا تو حضور مخدوم پاک مسجد میں تشریف لے گئے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگے، اس وقت مسجد میں تقریباً دو ہزار افراد موجود تھے۔ جمال روغن گر اور اس کے ہمسایوں نے با آواز بلند کہا لوگو یہ اقطاب زمانہ ہیں، ہم سب کو چاہیے کہ آپ کے دستِ مبارک پر بیعت اختیار کریں۔ اور آپ کے احکامات کو دل و جان سے مانیں اور عمل کریں، اور ان سے دو جہان کی دولتیں اور فیوض و برکات حاصل کریں، لیکن حاضرین میں سے کسی نے ان کی بات پر توجہ نہ دی۔

دوسرے دن پھر حضور مخدوم پاک مسجد میں تشریف لے گئے، اور سلسلہ رُشد و ہدایت شروع کر کے بیعت کے لئے ارشاد فرمایا، اس دن مجمع پہلے دن کی نسبت کچھ زیادہ تھا، سب نے بیعت سے انکار کیا، اور کہا کہ ہمارا پیر قرآن ہے ہے اور امام قدیم قاضی تبرک مقرر ہے۔

قاضی تبرک کا سلسلہ نسب ☆: قاضی تبرک کوفی بن ہون بن صعوطی بن کام بن حافظ بن ہارون بن سریا بن عمادیہ بن حمد جو کہ یزید کے خاندان سے متعلق ہے۔

حضور مخدوم پاک کا ارشاد ☆: حضور مخدوم پاک نے فرمایا میں اپنے پیر و مرشد کے حکم سے تم لوگوں کے لئے امامت اور خلافت کی سند لے کر آیا ہوں، مجھے میری مرشد نے سلطان الاولیاء کے خطاب سے نوازا ہے، کیا اس دلیل کو تم کافی نہیں سمجھتے ہو۔

آپ کا فرمان ذیشان سن کر تمام لوگ خاموش ہو گئے، یہ خبر رفتہ رفتہ قاضی تبرک کوفی کو بھی پہنچ گئی، قاضی نے قیام الدین عرف زموان رئیس کلیر سے جا کر عرض کیا کلیر میں ایک شخص مدعی امامت آیا ہے، جو مسجد میں جا کر لوگوں کو ورغلاتا ہے۔

حاکم شہر نے کہا جمعہ کو دیکھیں گے کہ وہ کون ہیں، حاکم شہر کا دستور تھا کہ جمعہ کے روز جامع مسجد کلیر میں نماز جمعہ ادا کرتا، نماز کے بعد اہل شہر کے تمام فیصلے اور ان پر حکم سناتا تھا۔

چنانچہ معمول کے مطابق وہ نماز کیلئے تو حضرت مخدوم پاک اس سے پہلے ہی مسجد میں جلوہ افروز تھے، حاکم شہر نے دریافت کیا۔ کون شخص ہے جو امامت کا خواستگار ہے، حضور مخدوم پاک نے فرمایا کہ میں ہوں۔

بکری کا لوگوں کے پیٹوں سے آواز دینا ☆: حاکم شہر نے حضرت مخدوم پاک سے دریافت کیا کہ اگر آپ امامت و خلافت کے مدعی ہیں اور اپنے آپ کو قطب زمانہ کہتے ہیں۔ تو بتایئے میری وہ بکری کہاں ہے جو تین ماہ سے گم ہے، اگر آپ اس کا پتہ بتا دیں تو ہم مان جائیں گے کہ واقعی آپ آفتاب ہند ہیں، اور آپ کو امام بھی مانیں گے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت بھی اختیار کریں گے۔

آپ نے اُسی وقت اپنی ذرا سی توجہ عالم ارواح کی طرف فرمائی، اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے بکری کے کھانے والے لوگو نکل آؤ، آن کی آن میں ستائیس آدمی لرزہ براندم پریشانی کی حالت میں آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے، آپ نے اُن سے فرمایا کیا رئیس شہر کی بکری

Marfat.com

تم لوگوں نے پکڑ کر کھائی ہے، ان لوگوں نے حاکم شہر کے ڈر کی بنا پر صاف انکار کر دیا اور کہنے لگے یہ ہم پر بہتان ہے، ہم بکری کے بارے بالکل نہیں جانتے۔

آپ نے فرمایا بہتر تو یہی ہے کہ تم لوگ خود ہی بیان کر دو وگرنہ ابھی اسی لمحے تمہیں لوگوں کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا، اس کے بعد بھی وہ انکاری رہے تو آپ نے حاکم شہر کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا بکری کا نام کیا ہے، اس نے بتایا حرمنہ، آپ کے نام لے کر بکری کو آواز دی تو ہر شخص کے پیٹ سے جدا جدا آواز آئی کہ میں ان لوگوں کے پیٹ میں ہوں، ان لوگوں نے آدھی رات چاہ صدرق کے کنارے مجھے ذبح کر کے میرا گوشت بھون کر کھایا تھا۔ اور ہڈیاں کھال میں رکھ کر کنویں میں ڈال دی تھی۔

یہ سن کر حاکم شہر کو بالکل یقین ہو گیا اس نے آپ سے عرض کیا بے شک آپ اقطاب میں سے ہیں، حاکم شہر چاہتا تھا کہ آپ ہاتھ پر بیعت کرے اتنے میں مکار قاضی تبرک کوفی نے سمجھ لیا کہ معاملہ بالکل الٹ ہو جائے گا۔ اُس نے آگے بڑھ کر رئیس شہر کے کان میں کہا کہ آپ ان کے دھوکے میں نہ آئیں یہ بہت بڑا جادوگر معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ حاکم شہر اس کے ورغلانے میں آ گیا اور کہنے لگا کہ تمہارا معاملہ بہت بڑا جادو معلوم ہوتا ہے، یہ سُنتے ہی حضور مخدوم پاک نے مسکرا کر فرمایا کہ الحمدللہ آج یہ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس عاجز سے ادا ہوئی۔ کہ جادوگر خیال کیا گیا، اس کے بعد آپ بیگم گل زادی کے مکان پر واپس آ گئے۔

حضور بابا صاحب کی خدمت میں مخدوم پاک کا عریضہ اور بابا صاحب کا فرمان ذیشان☆: حضور مخدوم پاک نے ایک عریضہ میں تمام حالات کلیر لکھ علیم اللہ ابدال کے ہاتھ حضور بابا صاحب کی خدمت میں پاکپتن شریف روانہ فرمائی، علیم اللہ ابدال اُسی دن پہنچا اور عرضی حضور بابا صاحب کی خدمت میں پیش کر دی۔

حضرت بابا صاحب نے تمام احوال ملاحظہ کر کے فرمایا کہ الحمدللہ میرے مخدوم علی احمد صابر نے حد سے زیادہ صبر و ضبط سے کام لیا، اور ایک خط اپنے دست مبارک سے قرآن وحدیث کی روشنی میں لکھ کر علیم اللہ ابدال کے ہاتھ حاکم شہر اور قاضی شہر کے پاس بھجوایا، علیم اللہ ابدال نے وہ خط کلیر جا کر حضور مخدوم پاک کی خدمت میں پیش کر کے ملاحظہ کرایا اس کے بعد قاضی تبرک کوفی کے ہاتھ میں دے دیا۔

چنانچہ قاضی تبرک کوفی نے وہ خط پڑھ کر چاک کر کے اس کی پشت پر لکھ دیا کہ کلام اللہ ہمارا پیر ہے، اور امامت ہماری زمانہ قدیم سے چلی آ رہی ہے، اگر آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہوتا ہے تو جب ہم کو ہو گا تو ہم مان لیں گے، اس کے بعد اپنے ملازم حضرت بن تحو ان کے ہاتھ وہ چاک شدہ خط حضور مخدوم پاک کے پاس بھیج دیا۔

حضور مخدوم پاک نے وہ خط مبارک سر پر رکھا اور لانے والے کو کہا کہ قاضی سے کہہ دینا کہ میرے ہادی مطلق کا خط چاک کرنے سے تم کو کیا فائدہ ہوا ہے۔ تم نے خط کو چاک کیا ہے، ہم نے تم سب کے نام بمعہ زمین کلیر سوخت کر دیئے ہیں۔ لہٰذا آج کا دن تحریر کر لو تم روز قیامت تک سوخت ہوتے رہو گے۔

اس کے بعد آپ نے وہ چاک شدہ خط اور ایک اپنی طرف سے عرضی لکھ کر حضرت بابا صاحب کی خدمت میں ارسال فرمائی، علیم

Marfat.com

اللہ ابدال اُسی دن پاکپتن شریف حاضر ہوا، اور اطلاع گزاری۔

چنانچہ حضرت بابا صاحب نے فرمایا ٹھہرو جواب دیا جائے گا۔ اس کے بعد حضور بابا صاحب اپنے حجرۂ عبادت میں تشریف لے گئے اور تیرہ روز کے بعد اپنے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور ایک خط ذموان رئیس کلیر کے نام لکھ کر علیم اللہ ابدال کے ہاتھ روانہ کر دیا، خط میں تحریر تھا کہ

تم میرے پیارے مخدوم صابر کے ہاتھ پر بیعت کرلو گے تو تمہیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی زیارت نصیب ہو کر احکام ملا کریں گے۔ اور اگر انکار کرو گے تو صفات قہاری کا تم پر عتاب ہوگا، اب بھی وقت ہے کہ سنبھل جاؤ، اس ضمن میں چند آیات واحادیث بھی تحریر فرمائیں۔

علیم اللہ ابدال نے کلیر شریف حاضر ہو کر نامہ مبارک حضور مخدوم پاک کی خدمت میں پیش کیا، اس کے بعد ذموان رئیس کلیر کو جا کر دے دیا۔

مختصر یہ کہ پڑھنے کے بعد رئیس شہر نے قاضی تبرک کے مشورے سے نامہ مبارک کو چاک کر دیا، اور اس پر انکار محض لکھ کر حضرت مخدوم پاک کی خدمت میں واپس بھجوا دیا۔

حضور مخدوم پاک نے اسی وقت ایک عرضی اور چاک شدہ نامہ مبارک علیم اللہ ابدال کے ذریعے پاکپتن شریف حضور بابا صاحب کی خدمت میں روانہ کر دیا، حضور بابا صاحب نے اُسی وقت علیم اللہ ابدال کو واپس روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ قاضی تبرک اور ذموان رئیس شہر کے نسب نامے لے کر آؤ۔

چنانچہ علیم اللہ ابدال نسب نامے لے کر پاکپتن شریف پہنچے۔ حضرت بابا صاحب نے نسب نامے ملاحظہ فرمائے کہ وہ اولاد یزید پلید سے ملتے تھے۔

الغرض حضرت بابا صاحب نے نامہ مبارک حضرت مخدوم پاک کے نام لکھا، جس میں صرف یہ تحریر تھا کہ میرے پیارے مخدوم صابر "یہ شہر تیری وچھیری ہے چاہے ماس کھایا دودھ پی۔" اس کے سوا کچھ بھی تحریر نہ تھا۔

علیم اللہ ابدال جب یہ نامہ مبارک لے کر جانب کلیر روانہ ہونے لگا تو کانپتے ہوئے حضور بابا صاحب کی خدمت عرض گزار ہوا یا حضرت میں کلیر میں رہوں یا آپ کے پاس واپس آجاؤں۔ کیونکہ مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ کلیر شریف غرق ہو جائے گا۔

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں، جب تو کلیر جائے گا تو میرا مخدوم صابر تیری تشفی کر دے گا۔

علیم اللہ ابدال جب نامہ مبارک لے کر کلیر شریف پہنچا تو پڑھنے کے بعد حضور مخدوم پاک نے فرمایا علیم اللہ تم میری پشت کی جانب رہنا، اور میرے نام کا ذکر کرتے رہنا، تم پر کوئی اثر نہ ہوگا، پھر فرمایا تم ہماری پشت کو اپنی چھاتی سے مَس کر لو۔

جامع مسجد کلیر سجدے میں جاتی ہے☆: دس محرم ۶۵۱ھ بروز جمعۃ المبارک حضرت سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد

Marfat.com

صابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی ادائیگی کے لئے جامع مسجد کلیر شریف میں تشریف لائے اور امام کے پیچھے والی جگہ بیٹھ گئے۔

چند لمحوں بعد حکومت کے کارندے آئے اور آپ کو پیچھے والی قطار میں کھڑا کر دیا۔ تھوڑی دیر میں اس سے بھی پیچھے کر دیا، یہاں تک کہ نماز کے وقت آپ کو جوتوں والی جگہ کر دیا گیا۔

چونکہ یہ ایک سوچا سمجھا منصوبہ تھا جو آپ کی تحقیر کے لئے بنایا گیا تھا، امام نے خطبہ پڑھا نماز شروع کی قیام اور رکوع کے مرحلوں سے گزر کر نمازی سجدے میں گئے۔

حضرت مخدوم پاک نے زبان مبارک سے نہایت پُر جلال لہجے میں مسجد کو مخاطب کر کے فرمایا **"سارا عالم اپنے خالق و مالک کے حضور اپنی بندگی کا اظہار کر رہا ہے پھر تو سجدہ کیوں نہیں کرتی۔"**

پھر کیا تھا کہ مسجد زمین میں دھنس گئی، نمازی بادشاہ امرأ سمیت ملبے کے ڈھیر تلے دب گئے، پھر خبر جب شہر میں پہنچی تو سرائے کی مالکن گل زادی بیگم کو یاد آیا کہ حضور مخدوم پاک نے فرمایا تھا کہ اپنے بیٹے کو مسجد میں نہ بھیجنا، وہ بھاگی ہوئی آئی اور اپنے بیٹے کے لئے رونے لگی۔ منت سماجت پر آپ نے اشارہ کر کے فرمایا یہاں سے اینٹیں ہٹا کر ڈھونڈو، اس نے ایسا ہی کیا اس کا لڑکا صحیح سلامت مل گیا۔

اس واقعہ کے بعد جلالِ صابر بے نیام ہو گیا، لوگ پناہ مانگتے تھے، پناہ نہیں ملتی تھی، شہر میں وبا پھوٹی جس نے ہر طرف قیامت بپا کر دی، ایک ایک گھر سے ایک وقت میں دس دس جنازے اُٹھے، جس کا جدھر منہ اُٹھا بھاگا، مگر موت پیچھے تھی۔ لاشوں کو دفن کرنے والا نہیں ملتا تھا۔

چند روز میں ہندوستان کے اس امیر ترین اور بارونق شہر میں "ھُو" کا عالم طاری تھا، لوگ جہاں اور جس حالت میں مرے وہیں پڑے رہے۔ گدھ اور دوسرے انسانی گوشت خور پرندے بھی کھا کھا کر تنگ آ گئے آخر یہ لوگ گل کر خاک میں مل گئے۔

اس روایت سے ایک بات سامنے آتی ہے کہ حضرت مخدوم پاک کی نافرمانی نہ صرف امرأ کرتے تھے، بلکہ عوام بھی ان کے ساتھ تھے، یہی وجہ تھی کہ ان کو سزا دی گئی، تذکرہ نگاروں اور صابری درویشوں کے خیال کے مطابق کلیر کی تباہی جلالِ صابر کا نتیجہ تھی۔

تقریباً سات آٹھ صدیاں گزر جانے کے باوجود آج بھی اگر کسی کو حضور مخدوم پاک کے دربار کلیر شریف میں حاضری کا موقع ملے تو ایک عام انسان بھی کھلی آنکھ سے دیکھنے کی کوشش کرے تو اسے صدیاں گزر جانے کے بعد بھی کلیر شریف کی فضاؤں میں ایک عجیب کیفیت کا احساس ہوگا، یہی جلال صابر ہے۔

کلیر کی چار چیزوں کا محفوظ رہنا☆: کلیر پر قہر الٰہی و جلال صابر پڑنے سے قبل کلیر کی چار چیزوں نے بزبان حال آپ سے استدعا کی کہ ہمیں قہر الٰہی سے محفوظ و مامون رکھا جائے۔ آپ نے استدعا قبول کی۔ وہ چار چیزیں یہ تھیں (۱) درخت گولر جو آج بھی مزار اقدس کے قریب موجود ہے۔ (۲) ایک فاختہ جس کا آشیانہ اس گولر کے درخت پر تھا۔ (۳) ایک قطعہ زمین جو آپ کے جائے مقام سے کچھ فاصلے پر تھی۔ (۴) قطعہ مزار حضرت سیّدنا امام الدین ابو محمد صالح چشتی علیہ الرحمۃ یہ تمام چیزیں آج بھی محفوظ و موجود ہیں۔

حضور مخدوم پاک پر جذب و استغراق کا غلبہ☆: کلیر کی تباہی کے بعد حضور سیدنا مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جذب و استغراق کی شدید کیفیت طاری ہو گئی، آپ نے گولر کے درخت کے ساتھ پشت مبارک لگائی اور

Marfat.com

بائیں ہاتھ سے گولر کی ایک شاخ پکڑی اور بائیں ہاتھ کی مٹھی بند کر کے انگشت شہادت بلند کی اور ہاتھ قلب کے سامنے لاکر آسمان کی جانب نگاہ کی، تھوڑی دیر استغراقی حالت میں رہے، اسی حالت میں گولر کے درخت سے ہٹ کر تھوڑے فاصلے پر جہاں آج کل آپ کا مزار پُرانوار ہے۔ کھڑے ہوگئے۔ ایک ساعت کے بعد آپ نے چشم وجلال اٹھائی جو برق کی صورت میں زمین پر پڑی تو آپ کے پائے مبارک کے سات قدم کے فاصلے پر زمین سے آگ نکلنا شروع ہوئی اور چاروں طرف بڑھتی اور پھیلتی چلی گئی، ان چار چیزوں کو چھوڑ کر باقی زمین کلیر اور ہر شے کو جلاک خاک کر دیا۔ سارا کلیر شہر جل بھن کر خاکِ سیاہ ہوگیا۔ زمین تنور کی طرح گرم تھی کسی کو جرأت نہ تھی کہ وہ بارہ بارہ کوس کے حلقہ کے اندر قدم رکھ سکے۔

اسی اثناء میں حضرت بابا صاحب کے خلفاء آپ کی مزاج پرسی کے لئے پہنچے مگر شدت تپش کی بنا پر آگے قدم نہ بڑھا سکے، حضور مخدوم پاک نے علیم اللہ ابدال کو ان سب کو لانے کے لئے بھیجا، اور آپ اسی استغراقی کیفیت میں محو ہوگئے اور آپ کی زبان مبارک پر وہی کلمات ''یَا ھُوْ یَا مَنْ ھُوَ یَا مَنْ لَیْسَ لَھُوْ اِلَّا ھُوْ'' علیم اللہ ابدال نے بارگاہ عالی میں عرض کیا کہ سب حضرات بغرض مزاج پرسی حاضر ہیں۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یَا حَقْ'' اور سب لوگ شاد کام بامراد آپ کی انتہائی کیفیات باطنی سے متاثر ہوئے۔

حضرت خواجہ شمس الدین کا خدمت میں حاضر ہونا☆: حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ نے ایک دن پاکپتن شریف میں اپنے احباب کی مجلس میں اعلان فرمایا کہ ''ایک عرصہ سے میرا صابر کلیر میں عالمِ استغراق میں ہے تم سے کوئی ایسا ہے جو اسے عالم ہوش میں لائے۔''

پاکپتن شریف کے لوگ اور دربار کے خدام پہلے ہی حضرت مخدوم کی شان جلالی سے واقف تھے خاموش رہے۔ حاضرین میں حضرت خواجہ شمس الدین ترک بھی موجود تھے۔ جو ایک خوش الحان قاری تھے اور مرشد کی تلاش میں پاکپتن آئے تھے، حلقہ ارادت میں داخل ہونے کی درخواست کی ہوئی تھی اس موقع پر حضرت خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ نے اجازت لے کر کلیر روانگی کا اظہار کیا۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ نے بھی اجازت دیتے ہوئے فرمایا ''تمہارا حصہ کلیر میں ہے۔''

حضرت خواجہ شمس الدین ترک علیہ الرحمۃ طویل سفر کے بعد کلیر شریف کے مضافات میں آئے اور جلال صابر کے اثرات محسوس کئے تو اپنی خوش الحانی میں تلاوت قرآن کرتے ہوئے حضرت مخدوم صابر علاؤ الدین کلیری رضی اللہ عنہ کی جانب چل دیئے، قریب پہنچ کر دیکھا کہ حضرت مخدوم پاک گولر کی شاخ پکڑے کھڑے ہیں، اس وقت شدید محویت اور استغراق کا عالم طاری تھا۔

حضرت خواجہ مخدوم شمس الدین ترک علیہ الرحمۃ آپ کے عقب سے تلاوت فرما رہے تھے، کہ حضرت مخدوم پاک کے جسم مبارک میں ہلکی سی جنبش ہوئی، تو حضرت خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ نے محسوس کیا کہ آپ عالم سکر سے عالم صحو کی طرف آجائیں گے۔ تو انہوں نے قرأت بند کر دی۔

حضرت مخدوم پاک نے فرمایا قرأت بند نہ کرو اس میں ہماری زندگی ہے۔ حضرت مخدوم پاک کی آواز سن کر حضرت خواجہ شمس الدین ترک علیہ الرحمۃ نے کانپتے ہوئے عرض کی، حضور آپ کا یہ خادم کمزور انسان ہے اس لئے زیادہ دیر کھڑا نہیں رہ سکتا۔

Marfat.com

حضرت مخدوم پاک نے جواباً فرمایا کھڑے نہیں رہ سکتے تو بیٹھ کر پڑھو۔ خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ نے عرض کی غلام کی کیا مجال کے آقا کے سامنے بیٹھ جائے جبکہ اس کے سامنے آقا کھڑا ہو۔ حضرت مخدوم پاک نے فرمایا اچھا ہم بھی بیٹھ جاتے ہیں، اس کے بعد حضرت خواجہ مخدوم صابر پاک حضرت خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ کے سہارے سے فرشِ خاک پر بیٹھ گئے۔

اس کے بعد حضرت خواجہ شمس الدین ترک، کافی دیر تک تلاوت قرآن کریم کرتے رہے اور حضرت مخدوم صابر کلیر سرشار ہو کر سماعت فرماتے رہے، جب تلاوت ختم ہوئی تو حضرت مخدوم پاک نے خواجہ شمس الدین ترک کی بہت تعریف کی اور ایک دوسرے سے یوں ہم کلام ہوئے۔

حضرت مخدوم صابر ''تمہاری قرأت نے ہماری روح کو تازہ دم کر دیا ہے''...... حضرت خواجہ شمس الدین ترک علیہ الرحمۃ نے عرض کی یہ ''سب حضور مخدوم کا صدقہ ہے''...... مخدوم پاک نے خوش ہو کر فرمایا ''اب تم کیا چاہتے ہو''...... خواجہ شمس الدین ترک علیہ الرحمۃ نے عرض کی ''مخدوم کی قربت و خدمت کا طالب ہوں''...... حضرت مخدوم پاک نے حضرت خواجہ شمس الدین کی درخواست قبول فرمائی...... بعدازاں اُن سے اپنے شیخ کا حال دریافت فرمایا۔

حضرت خواجہ شمس الدین ترک علیہ الرحمۃ نے عرض کیا میں شیخ الشیوخ حضرت بابا صاحب کے حکم سے ہی یہاں حاضر ہوا تھا، اس کے بعد پاکپتن کا پورا واقعہ گوش گزار کیا۔

چنانچہ کچھ دنوں کے بعد حضرت خواجہ شمس الدین ترک علیہ الرحمۃ حضرت مخدوم پاک سے اجازت لے کر دوبارہ پاکپتن آئے اور حضرت بابا صاحب کی خدمت میں تمام حالات کلیر گوش گزار کیے تو حضور بابا صاحب بہت خوش ہوئے اور مسرت کے عالم میں فرمایا مانگو کیا مانگتے ہو۔

حضرت خواجہ شمس الدین ترک علیہ الرحمۃ نے نہایت ہی عاجزانہ عرض کی کہ حضرت مخدوم صابر کی خدمت گزاری کے علاوہ کچھ نہیں مانگتا۔

حضرت بابا فریدالدین مسعودالعلمین خواجہ گنج شکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں یہ سعادت مل گئی، اور اب تم کلیر چلے جاؤ، تمہارا حصہ وہیں ہے، حضرت خواجہ شمس الدین ترک پاکپتن سے رخصت ہو کر کلیر شریف میں حضرت سلطان الاولیاء مخدوم سید علاؤالدین علی احمد صابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آ گئے۔ بعض روایات کے مطابق آپ چالیس برس تک حضور مخدوم پاک کی خدمت میں رہے، اس عرصہ میں انہوں نے حضور مخدوم پاک کی خدمت بھی کی۔ اور آپ کی روحانی توجہات کا مرکز بھی بنے رہے، پھر وہ وقت بھی آیا کہ حضور مخدوم پاک نے انہیں خرقہ خلافت اور پانی پت کی ولایت سے سرفراز فرمایا۔

خواجہ شمس الدین کی پانی پت کو روانگی ☆: حضرت خواجہ شمس الدین ترک علیہ الرحمۃ کو اپنے شیخ سے جدائی ہرگز گوارہ نہ تھی۔ مگر مرشد کامل حضور مخدوم پاک کے اس فرمان پر کہ اگر تم اس جنگل میں رہو گے تو مخلوق کو فیض کس طرح ہوگا لہٰذا مشیت الٰہی یہی ہے کہ تم کلیر کی حدود سے باہر نکلو بے شمار تشنگان معرفت تمہارے منتظر ہیں۔

رخصت کرتے وقت فرمایا شمس الدین شاہی سواروں میں ملازمت اختیار کر لینا، مگر اپنے آپ کو دنیا والوں سے چھپائے رکھنا،

Marfat.com

جب تم لوگوں پر ظاہر ہو گئے تو وہ ہماری زندگی کا آخری دن ہوگا۔

دوران ملازمت ایسا واقعہ پیش آیا کہ تیز آندھی طوفان میں سب خیمے گر گئے، میدان کارزار کی بساط لپٹ گئی، ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا، صرف حضرت خواجہ شمس الدین کے خیمے کا چراغ جل رہا تھا۔

شاہی سقہ آگ کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا تھا کہ خواجہ شمس الدین ترک علیہ الرحمۃ کے خیمے میں اُسے روشنی نظر آئی، جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت تلاوت قرآن کریم فرما رہے ہیں، آپ نے اُسے دیکھا اور فرمایا آگ چاہیے تو لے جاؤ سقہ یہ معاملہ دیکھ کر حیران ہوا۔

دوسرے روز یہی سقہ آپ سے ملنے آیا تو آپ وضو کرنے تالاب پر گئے ہوئے تھے۔ آپ کے وضو کرنے کے بعد سقہ نے دیکھا کہ سردی کے موسم میں تالاب کا پانی گرم ہے، پھر یہی تجربہ دوسرے روز اس نے دوبارہ کیا تو اسے یقین کامل ہو گیا کہ آپ ولی اللہ ہیں۔

اُس نے سلطان غیاث الدین بلبن کو مشورہ دیا کہ اگر قلعہ اوس فتح کرنا ہے تو شمس الدین نامی شخص جو آپ کی فوج میں سوار ہے اُس سے دعا کرائیں۔

چنانچہ غیاث الدین بلبن آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کا طالب ہوا، حضرت نے فرمایا کہ اگر میری تین شرطیں پوری کر دیں تو میں قلعہ اوس کی فتح کے لئے ضرور بضرور دعا کروں گا۔

غیاث الدین بلبن نے عرض کیا۔ کون سی شرائط ہیں۔ آپ نے فرمایا اول میرا استعفیٰ منظور کریں۔ دوسرے میری تنخواہ اِسی وقت ادا کریں، تیسری شرط یہ ہے کہ میں یہاں سے تین کوس دور جا کر آپ کے حق میں دعا کروں گا۔

بادشاہ نے تینوں شرائط مان لیں اور آپ لشکر سے رخصت ہونے لگے تو بادشاہ سے فرمایا کہ جب آپ کو اندازہ ہو جائے کہ میں تین کوس چلا گیا ہوں، تو بلا تاخیر قلعے پر حملہ کر دینا۔

پھر ہوا بھی یونہی، حضرت نے تین کوس دور جا کر دعا کی غیاث الدین بلبن نے قلعہ پر حملہ کیا اور کامیاب ہوا۔

حضرت خواجہ شمس الدین کو اپنے شیخ کی ہدایت یاد آئی کہ جب تم لوگوں پر ظاہر ہو جاؤ تو وہ ہماری زندگی کا آخری دن ہوگا۔

بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ اُس رات حضور مخدوم پاک حضرت خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ کو خواب میں نظر آئے فرماتے ہیں شمس الدین میں دنیا سے جا رہا ہوں، تمہیں لازم ہے کہ تم جلدی سے کلیر پہنچو۔

حضرت خواجہ شمس الدین ترک علیہ الرحمۃ شیخ کی جدائی کے صدمے سے نڈھال جب کلیر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت مخدوم پاک کا وصال ہو چکا ہے اور بہت سے شیر حضور مخدوم پاک کے جسم مبارک کو گھیرے ہوئے بیٹھے ہیں، جب انہوں نے حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی علیہ الرحمۃ دیکھا تو وہ درندے سر جھکائے ہوئے جنگل کی طرف چلے گئے۔

کیفیات بعد از وصال ☆: حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی چشتی صابری علیہ الرحمۃ حضرت مخدوم پاک کی تدفین کے بعد اگرچہ کلیر شریف میں رہنا چاہتے تھے، مگر مرشد کامل حضور مخدوم پاک کا ارشادِ گرامی تھا کہ تدفین کے بعد تین دن سے زیادہ نہیں رہنا، لہٰذا مجبوراً پانی پت میں آ گئے اور وہاں مخلوق خدا کی خدمت اور تبلیغ دین کا بیڑا اسنبھالا۔

Marfat.com

جس طرح حضور مخدوم پاک کی ظاہری حیات میں کلیر شریف میں ایک جلال ظاہر تھا، بعینہٖ بعداز وصال بھی کلیر شریف اور اس کے مضافات میں حضور مخدوم پاک کے جلال کی ایک برق چمکتی تھی، بے شمار عقیدتمندان مزار مبارک پر حاضری کے متمنی تھے مگر برق جلال کی وجہ سے باریابی ممکن نہ تھی۔

سلاطین دہلی نے بھی کلیر کو دوبارہ آباد کرنا چاہا مگر کامیاب نہ ہو سکے، جس طرح حضور مخدوم پاک کو زندگی میں تنہائی پسند تھی، اسی طرح بعداز وصال بھی تنہا ہی رہے، کسی کو مزار پر آنے کی جرأت و اجازت نہیں تھی، تقریباً ڈیڑھ سو سال بعد مجدد سلسلہ عالیہ صابریہ قطب العالم حضرت مولانا شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ نے ایک طویل چلہ کاٹ کر عالم خواب میں حضور مخدوم پاک کی بارگاہ میں گریہ و زاری اور التجا کر کے عرض کی حضور میری طرح ہزاروں مشتاقان حاضری کی سعادت چاہتے ہیں، انہیں کب تک محروم رکھا جائے گا۔

بمشکل حضور مخدوم پاک نے قطب عالم کی یہ درخواست قبول فرمائی تب کہیں جلال صابر کی چمک خاموش ہوئی، حضرت قطب العالم شیخ خواجہ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے مراقبہ اور کشف سے مرقد منورہ کی جگہ دریافت کی، تو حضرت مخدوم پاک نے خواب میں مرقد منورہ کی تصدیق فرمائی، جہاں پر مرقد منورہ کا دوبارہ نشان بنایا گیا، بعدازاں مزار مبارک کی تعمیر کی گئی۔

حضرت قطب العالم نے مزار مبارک کی دیکھ بھال کے لئے مجاور مقرر فرمائے اور خود گنگوہ شریف چلے گئے۔ بعدازاں حضرت مخدوم پاک اپنے روضہ مبارک کی خود ہی حفاظت فرماتے رہے۔

ایک مرتبہ کچھ ہندو مزار مبارک گرا کر مندر تعمیر کرنا چاہتے تھے، انہوں نے مجاوروں کو زدوکوب کیا۔ مجاوروں نے حضور مخدوم پاک کی بارگاہ میں فریاد کی، تو اچانک ایک شیر آیا اور مخالفین کا نقصان کرنے لگا، جس پر وہ لوگ بھاگ گئے۔

اسی طرح ایک مرتبہ ایک متعصب جوگی رات کو چھپ کر مزار مبارک میں گھس گیا، اور مزار مبارک کی اینٹیں توڑنے لگا، مگر یہ جوگی دم گھٹ کر مر گیا، صبح کو مجاوروں نے مردہ حالت میں نکالا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ حق تعالیٰ جس کا نام اُجاگر کرنا چاہتا ہو اسے کون بے نام و نشان کر سکتا ہے، اگرچہ قدیم تذکرے حضور مخدوم پاک کے ذکر سے خالی ہیں۔ ادیب اور سوانح نگار حضرات واقعات لکھتے وقت تنقید سے بچتے ہوئے لکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر حضرت سیّدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے دلوں کی کتابوں میں درج ہیں، ہزاروں نہیں لاکھوں افراد کے دلوں میں اس طرح رچ بس گئے ہیں کہ مثال ناممکن ہے۔

یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا میں آج بھی حضور مخدوم پاک کا فیضان جاری رہے اور بعض علاقوں میں حضور مخدوم پاک ان لوگوں سے بھی کام لے لیتے ہیں جو ظاہراً ان کے طریق کار یعنی محفل سماع وغیرہ سے بھی اختلاف کرتے ہیں۔

سیرت مبارک ☆: آپ میں شان جلالی بدرجہ اتم تھی آپ کو نسبت فنا اعلیٰ درجہ کی حاصل تھی۔ ریاضت، عبادت اور مجاہدہ میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔ آپ کے پیرومرشد حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ جیسا کہ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ:

Marfat.com

علم سینہ من بہ شیخ نظام الدینؒ بدایونی رسید وعلم دل من بہ شیخ علاؤالدین علی احمدؒ فائز کردہ

ترجمہ☆: میرے سینے کے علم نے شیخ نظام الدین بدایونی کی ذات میں اور میرے دل کے علم نے شیخ علاؤالدین علی احمد صابر کی ذات میں سرائیت کی ہے۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو عروج دائمی☆: آپ کے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ نے پاک وہند کے علاوہ ملک عراق، مصر، عرب وحجاز اور ترکی وافغانستان میں بہت فروغ پایا۔ ویسے تو بہت سے حضرات کاملین ایسے ہیں جن کی بدولت سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو عروج حاصل ہوا۔ جن میں حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی حضرت میراں شاہ بھیک حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری ضلع انبالہ حضرت خواجہ معین الدین المعروف شاہ خاموش سرکار حیدرآباد دکن حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ میرٹھی حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ جلال آبادی حضرت خواجہ سید شاہ غلام حسین شاہ حیدرآباد دکنی حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی کلیام شریف ضلع راولپنڈی حضرت خواجہ صوفی محمد حسین مرادآبادی، حضرت خواجہ شاہ محمد حسن رامپوری حضرت پیر سیدن شاہ صابری کلس شریف حضرت خواجہ رحم الدین سرکار خواجہ نگر حسن ابدال حضرت پیر صوفی قدرت اللہ شاہ حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابری محلہ غازی آباد اوڑکاہ پنجاب حضرت الحاج حافظ قمر الدین صابریؒ موہڑہ چھپر غوث اعظم روڈ (سابقہ) چکری روڈ، حضرت صوفی عبدالحکیم صابری فاروق آباد ضلع شیخوپورہ، حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری کالیکی منڈی تحصیل وضلع حافظ آباد، حضرت پیر سید عبدالخالق صابری گلالی پور شریف فیصل آباد حضرت شاہ انعام الرحمٰن صابریؒ شاہ حبیب اللہ حضرت شاہ محمد جعفر صابری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ جو ترک وطن کر کے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور مکہ معظمہ میں ہی آپ کا وصال باکمال ہوا۔ حضرت حاجی صاحب کے لاکھوں مرید ہوئے صرف عرب ممالک میں ہی آپ کے خلفاء کی تعداد ۵۳ ہے ہندوستان کے خلفاء اس میں شامل نہیں واللہ عالم کتنے ہیں۔ آج بھی عرب ممالک میں کئی اصحاب اپنے نام کے ساتھ صابری تخلص لکھنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ مصر کے سابق وزیراعظم جناب علی صابری کے دادا حضرت حاجی صاحب کے مرید وخلیفہ تھے۔ ترکی کے وزیر خارجہ جناب احسان صابری کے دادا بھی حاجی صاحب کے مرید تھے۔ اسی نسبت سے ان کے خاندان کے لوگ اپنے نام کے ساتھ صابری تخلص لکھتے ہیں۔ قاہرہ مصر میں آج بھی ہزاروں افراد حاجی امداد اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مریدوں کی اولاد سے موجود ہیں۔ ان کے علاوہ ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند کے بہت سے علماء ۱۸۹۵ء تا ۱۸۹۶ء کے قریب ہی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت تھے۔ ان میں سے کئی حضرات خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔ پاکستان میں بھی حضرت حاجی صاحب کے ایک مرید وخلیفہ حضرت خواجہ عبدالمعبود صابری صاحب جن کا تعلق گلگت شمالی علاقہ جات سے ہے۔ وہ بھی حضرت کے خلیفہ اور مرید ہیں۔ اُن کے بھی ملک بھر میں ہزاروں افراد مرید ہوئے۔ آخری العمر وہ مستقل طور پر اسلام آباد میں تشریف لے آئے تھے اور وہیں تقریباً ۱۶۵ برس کی عمر پا کر آپ کا وصال باکمال ہوا۔ اور اسلام آباد کے قبرستان میں ہی آپ کی مرقد منورہ مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت مخدوم پاک کا مقام ولایت☆: آپ کی ولایت کا تعلق ولایت موسوی سے ہے۔ صاحب لطائف اشرفی حضرت شاہ اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل تصوف کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ ہر ولی کی ولایت کسی ایک نبی علیہ السلام کے نقش قدم پر ہوتی ہے اور حدیث **اَلْعُلَمَاءُ اُمَّتِی وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ** ۔ (علمائے امت وارث ہیں انبیاء کے) سے یہی حقیقت مراد ہے۔ اور قلب آپ کا قلب اسرافیل علیہ السلام پر واقع ہوا تھا۔ اور اسی وجہ سے آپ پر شوق وعشق اور غیرت کا غلبہ تھا۔ آپ طریقت میں شیخ

Marfat.com

نجم الدین کبریٰ سے مناسبت رکھتے تھے۔ آپ کی ذات سے تصرفات وجلال کا اس قدر ظہور ہوا کہ مشائخ چشت میں کسی سے اس قدر ظہور نہیں ہوا۔ آپ یگانہ روزگار اور بے نظیر وقت تھے۔ آپ روزے بکثرت رکھتے تھے۔ پانی میں اُبلے ہوئے گولر سفید نمک ملا کر کھاتے تھے۔ آپ صرف تہہ بند باندھتے تھے۔ اور رنگین خرقہ گل ارمنی کا پہنتے تھے۔ آپ جوتا پہنتے تھے۔ آپ کو بارگاہ ایزدی میں مقبولیت حاصل تھی۔ آپ کی دعا اس قدر مقبول تھی کہ جو کچھ آپ فرماتے ویسا ہی ہو کر رہتا تھا۔

شعر و شاعری ☆: آپ کو شعر و شاعری کا شوق بھی تھا فارسی میں آپ کا تخلص احمد ہے۔ ہندی میں صابر کا تخلص حسب ذیل استعمال کیا ہے۔

اِس طرح ڈوب اس میں اے صابرؔ — کہ بجز ہو کہ غیر ہو نہ رہے

آپ کی مشہور نعت کے دو شعر حسب ذیل ہیں جس میں تخلص احمد استعمال کیا گیا ہے۔

امروز شاہ شاہاں مہماں شدہ است مارا — جبرئیل باملائک درباں شدہ است مارا
احمد بهشت دوزخ بر عاشقاں حرام است — هر دم رضائے جاناں رضواں شدہ است مارا

کشف و کرامت ☆: پاک پتن شریف سے حسن قوال آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور انعام و اکرام کا خواہاں ہوا۔ حضور مخدوم پاک نے چند گولر جو حضور کی پس خوردہ ہنڈیا میں پڑے تھے۔ منگا کر حسن قوال کو دے بھیجے۔ قوال نے وہ گولر لے لئے مگر دل ہی دل میں کڑھتا رہا کہ یہ کیا ملا ہے میں تو یہاں اس لئے آیا تھا کہ میں حضور بابا صاحبؒ کا قوال ہوں اور حضور مخدوم پاک بابا صاحب کے مرید و خلیفہ ہیں۔ اس لئے ان سے خوب انعام پاؤں گا مگر یہاں سے تو کچھ بھی نہ ملا تاہم پاکپتن شریف جا کر بابا صاحب کو یہ گولر دکھاؤں گا۔ حسن قوال جب پاکپتن شریف پہنچا تو اس نے اپنے سفر کا تمام حال بابا صاحبؒ کے سامنے عرض کر دیا ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ جب میں حضرت مخدوم پاکؒ کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا میرے شیخ اچھے ہیں۔ یہ بابرکت الفاظ سن کر بابا فریدالدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ بہت خوش ہوئے اور فرمایا الحمدللہ۔ آج سے میں شیخ ہو گیا ہوں لوگوں نے پوچھا کہ حضور کیا اس سے پہلے آپ شیخ نہ تھے۔ بابا صاحب نے فرمایا آج سے پہلے یہ الفاظ کہنے والا کوئی مخدوم صابر نہ تھا۔ آج یہ الفاظ صابر علاؤالدین کلیری کی زبان حقیقت ترجمان سے نکلے تب میں آج سے شیخ ہو گیا ہوں۔ جو گولر قوال کے پاس تھے۔ اس نے بابا صاحب کو دے دیئے آپ نے حاضرین میں تقسیم کر دیئے جس نے بھی وہ گولر کھائے اس کی کثافت دور ہو گئی اس کو نور باطن حاصل ہوا۔

آپ کا نام نامی اِسم گرامی حل المشکلات اور باعث خیر و برکت ہے ☆: سلسلہ عالیہ چشتیہ صابری کے بزرگ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ آپ کا اسم گرامی اگر کسی مشکل مہم کے واسطے یا کسی حاجت برآری کے لئے پڑھا جائے تو بڑی سے بڑی مشکل ٹل جاتی ہے مہمات میں کامیابی مقدر بن جاتی ہے۔

یا حضرت مخدوم علی احمد مشکل کشا بالخیر

Marfat.com

اے حضرت مخدوم علی احمد صابر ہماری مشکل حل فرمایئے اچھائی کے ساتھ

یاحضرت مخدوم صابر اغثناباذن اللّٰہ یاحضرت مخدوم اللہ کی اجازت سے ہماری مدد فرمایئے

یاشیخ سید مخدوم صابر کلیری شیئاً للّٰہ اے شیخ سردار صابر کلیری اللہ کے لئے مجھے کچھ دیں

خذیدی شیاءً اللّٰہ یا حضرت مخدوم صابر کلیری المدد.

اللہ کے لئے مجھے کچھ دو اے حضرت صابر کلیری ہماری مدد فرمایئے

خذیدی یا شاہ کلیری خذیدی شیاءً للّٰہ انت نور احمدی ﷺ

اے کلیر کے بادشاہ ہماری مدد فرمایئے اللہ کیلئے ہماری مدد فرمایئے آپ حضور ﷺ کے نور ہیں۔

امداد کن امداد کن اَز رَنّج و غم آذاد کن

در دین و دنیا شاد کن مخدوم صابر دستگیر

ہماری مدد کیجئے ہماری مدد کیجئے غموں اور مصیبتوں سے آزاد فرمایئے ہمیں دین و دنیا میں خوش و خرم رکھیے اے مخدوم صابر کلیری۔

ماھمہ محتاج تو حاجت روا　　　المدد مخدوم صابر یاسیدا یاسیدا

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ بروز جمعرات باختلاف روایت ۶۴۷ھ کو ہوا سیر الاقطاب میں آپ کی تاریخ وصال "جان گنج شکر" آئی ہے۔

معتبر کتب تواریخ اور اہل عرفان بزرگوں سے یہ روایت بھی ہم تک سینہ بسینہ پہنچی ہے کہ جب حضور صابر پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت و فرمان کے بعد حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کلیر شریف پہنچے تو دیکھا کہ آپ کے جسد خاکی کے قریب دو شیر بیٹھے ہیں جب وہ پہنچے تو دونوں شیر اپنی منزل کی جانب چلے گئے حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی علیہ الرحمۃ نے آپ کو غسل دیا اور جنازہ تیار کر کے رکھ دیا۔ اور سوچ میں پڑ گئے کہ میرے ساتھ جنازہ کون پڑھے گا اور نماز جنازہ کی امامت کون کرے گا، پھر مرشد گرامی کا فرمان یاد آیا کہ شمس الدین جنازہ پڑھنے اور پڑھانے والے خود ہی آجائیں گے۔

چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں غیب سے مخلوق خدا وارد ہوئی صفیں بنیں تو دور سے خواجہ شمس الدین نے گھوڑ اسوار کو دیکھا وہ آئے تو امام کے مصلے پر کھڑے ہو گئے اور نماز جنازہ پڑھا کر واپس جانے لگے تو خواجہ شمس الدین نے پوچھا میرے مرشد کا جنازہ پڑھانے والے آپ کون ہیں؟ تو گھوڑ سوار نے چہرے سے نقاب الٹا تو کیا دیکھا کہ خود حضور مخدوم پاک ہیں۔ حضرت خواجہ شمس الدین عرض کرتے ہیں حضرت یہ کیا؟ حضور مخدوم پاک نے فرمایا۔ شمس الدین یہ تمہارے اُس سوال کا جواب ہے، جو تم نے کچھ عرصہ پہلے پوچھا تھا کہ حضور فنا اور بقا کیا ہے، اے شمس الدین یہ جنازہ جو پڑا ہے یہ فنا ہے جو تیرے سامنے موجود ہے وہ بقا ہے۔ اس کے بعد آپ خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کی نظروں سے اُوجھل ہو گئے۔ آپ کا مزار پُر انوار کلیر شریف تحصیل روڑکی ضلع ہردوار یوپی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بھی تادم تحریر 1983ء میں ایک مرتبہ اس بارگاہ عالی میں قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ عجیب شان جلالت کا ظہور ہوتا ہے۔

Marfat.com

سلام بحضور حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ عنہ

السّلام اے سیدِ عالی جناب ‍ ‍ ‍ واقف و دانائے رازِ الکتاب
السّلام اے نورِ چشمِ گنجِ شکرؒ ‍ ‍ ‍ بادشاہِ کلیر و درد و صبر
السّلام اے آبرئوئے بندگاں ‍ ‍ ‍ چارہ و سامانِ دلِ بیچارگاں
السّلام اے راحتِ قلبِ حزیں ‍ ‍ ‍ کوچۂ تو رشكِ فردوس بریں
السّلام اے تاجدارِ کلیری ‍ ‍ ‍ راز دارِ راز ھائے دلبری
السّلام اے مشعلِ قلبِ سیاہ ‍ ‍ ‍ بردرت آئد جہاں عالی پناہ
السّلام اے لختِ جگرِ شکر گنجؒ ‍ ‍ ‍ جانِ مَارا کن خلاص از فکر و رنج
السّلام اے واقفِ اسرارِ کُن ‍ ‍ ‍ از برائے تو شدہ اظھارِ کن
السّلام اے پادشاہِ بحر و بر ‍ ‍ ‍ سائل آنند بردرت جن و بشر
السّلام اے سیدِ کلیر شھر ‍ ‍ ‍ در نظر نآئد چوں توں اعلیٰ گھر
السّلام اے نازنینِ کبریاء ‍ ‍ ‍ فخرِ جانِ خواجگانِ چشتیا
السّلام اے قمرِ دین احمدی ﷺ ‍ ‍ ‍ نور و ظلِّ آفتابِ سرمدی
السّلام اے درد منداں را شفاء ‍ ‍ ‍ راز دارِ بزمِ خاصِ کبریاء

السّلام اے چشتیاں را تاجدار
صابرؒ مھجور را تو غمگسار

از قلم: حضرت پیر سید محمد صابر حسین شاہ صابری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

حضرت مولانا شہاب الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ملک الاولیاء، امام الفقراء، ہست جام، مقتدائے پیشوایاں، بحرالعلوم، جامع معقول ومنقول، حضرت مولانا شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عارف کامل صاحب کشف وکرامت صاحب حال و کمال بزرگ تھے۔

شیخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ میرے اور مولانا شہاب الدین کے درمیان محبت تھی آپ تمام علوم وفضائل میں حضرت بابا فرید الدینؒ گنج شکر علیہ الرحمۃ سے آراستہ ہوئے۔ اکثر اوقات حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت میں گزارہ کرتے تھے۔

حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت بابا فرید الدین علیہ الرحمۃ کے پاس عوارالمعارف کا ایک نسخہ دیکھا جو اکثر اوقات آپ کے زیر مطالعہ رہا کرتا تھا اور اس میں کتابت کی بہت سی غلطیاں ہیں جس کی وجہ سے بابا صاحب پڑھتے پڑھتے اکثر توقف فرمایا کرتے تھے میں چونکہ اس سے پہلے عوارالمعارف کا ایک نسخہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل علیہ الرحمۃ کے پاس دیکھ چکا تھا۔ اس لئے شیخ کے پاس نسخہ دیکھ کر فوراً مجھے اس نسخے کا خیال آیا۔ اور میں نے حضرت بابا صاحبؒ سے عرض کیا کہ شیخ نجیب الدین متوکل علیہ الرحمۃ کے پاس ایک نسخہ موجود ہے۔ حضرت بابا صاحب کو یہ بات ناگوار گزری اور غصے سے فرمایا کہ درویش کو تو صحیح اور غلط میں امتیاز کرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ میں پہلے تو یہ سمجھ نہ سکا کہ آپ یہ بات کس سلسلے میں فرما رہے ہیں۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ آپ کا روئے سخن میری ہی طرف تھا اور میں کھڑا ہوا اور سر سے عمامہ اتارا اور حضرت شیخ کے قدموں میں گر گیا اور عرض کیا کہ معاذ اللہ میری مراد یہ تھی کہ جو نسخہ میں نے دیکھا تھا وہ یاد آ گیا۔ اور اس کے سلسلے میں عرض کر دیا بس اس سے زائد کا میں نے ہرگز ارادہ نہ کیا تھا اور نہ ہی میرے گوشہ میں خیال تھا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے بے انتہا کوشش کی کہ حضور بابا صاحب کسی طرح راضی ہو جائیں۔ مگر میری یہ کوشش بے سود رہی۔ اور مسلسل ناراض رہے اس کے بعد میں شیخ کی مجلس سے حیرانی اور پریشانی کی حالت میں اٹھ کر چلا آیا۔ جتنا رنج وغم مجھے اس دن ہوا خدا پاک کرے کہ کسی کو نہ ہو۔ پھر میں نے ایک کنویں پر جا کر اس میں کود کر اپنے آپ کو ہلاک کر

Marfat.com

دینے کا ارادہ کیا۔لیکن مجھے خیال آیا کہ مردہ تو مردہ ہی ہوتا ہے۔کہیں ایسا نہ ہو کہ بدنامی کا داغ باقی رہ جائے اس لئے کنویں میں کودنے کے خیال تو ترک کر دیا۔ایک عرصہ تک یونہی پریشانی کے عالم میں پھرتا رہا۔اور میرے ان تمام احوال کا حضرت مولانا شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ کو علم تھا۔اتفاق سے مولانا شہاب الدین نے ایک موقع پا کر بڑے ہمدرد طریقے سے میرے احوال کا حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ سے ذکر کیا تو حضرت بابا صاحبؒ اس وقت بہت خوش ہوئے اور راضی ہو گئے۔اور مجھے اپنے پاس بلوایا اور مہربانی اور شفقت کے لہجے میں فرمایا کہ میں نے جو کچھ کیا وہ تمہارے روحانی کمال کے لئے۔اس لئے کہ حقیقت میں پیر ہی مرید کی اصلاح کرنے والا ہوتا ہے۔اس کے بعد بابا صاحبؒ نے مجھے انعامات سے نوازا اور ایک خلعت خاص سے مشرف فرمایا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال آٹھویں صدی ہجری پاکپتن شریف میں ہی ہوا وہیں آپ کا مزار شریف آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے پانچ صاحبزادے تھے۔حضرت بابا صاحب کے مزار کے متصل مغرب کی جانب آپ کا مزار ہے۔یہ جگہ پہلے حضرت بابا صاحب کے مزار کے لئے مختص تھی۔لیکن حضرت شیخ شہاب الدین نے اپنے بھائیوں کی منت سماجت کر کے یہ جگہ اپنے لئے حاصل کر لی تھی۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے در کی حاضری کی سعادت حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت پیر بابل چشتی شہید رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان ملک بقا، قیم مقام رجال، متصرف ولایت شرقی و غربی، قاتل الکفار، شہید تیغ تسلیم و رضا، حضرت پیر بابل چشتی شہید رحمتہ اللہ علیہ سلطان ارباب مشاہدہ ہیں۔ آپ سیالکوٹ کے عظیم و کبیر اولیائے کبار سے ہیں اور ساتویں صدی ہجری کے وسط میں اپنے پیر بھائی حضرت امام علی لاحق چشتی ثمہ سیالکوٹی علیہ الرحمتہ کے ہمراہ اپنے مرشد کامل کے فرمان کے مطابق تشریف لائے اور پسرور کے راستے کفار سے جنگ کرتے ہوئے سیالکوٹ میں داخل ہوئے۔ آپ ایک عظیم مبلغ اسلام تھے۔ آپ کی تبلیغ سے ہزاروں کافر مسلمان ہوئے۔ لاتعداد گمراہوں کو راہ ہدایت ملی۔ جب کفار نے اسلام کی تبلیغ کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کیں تو آپ نے عملی طور پر اپنے پیر بھائیوں اور دیگر رفقاء کے ہمراہ ان سے جہاد کیا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور حضرت بابا صاحب سے ہی خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

آپ کے شیخ کامل حضرت بابا گنج شکر نے عطائے خلافت کے بعد آپ کو تبلیغ اسلام اور جہاد کے لیے لاہور اور سیالکوٹ پسرور کی طرف بھیجا آپ اپنے مرشد کے فرمان کے مطابق تبلیغ اسلام اور جہاد کا فریضہ ادا کرنے کا حق ادا کرتے ہوئے اس راہ میں شہادت حاصل کر کے سرفراز و کامیاب ہوئے۔ آپ انتہائی نیک سیرت و باکردار یا وجاہت سپہ سالار اور صاحب کشف و کرامات و صاحب کمال و جمال جلال بزرگ ہوئے ہیں۔ لاتعداد کرامات آپ سے منسوب ہیں۔

کشف و کرامات ☆: سیالکوٹ کے ممتاز عالم دین علامہ مولانا محمد یعقوب خان آپ کی ایک کرامت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس علاقہ میں جب سیلاب آتا تو پورا علاقہ زیر آب آ جاتا اور گھروں میں اتنا پانی داخل ہو جاتا کہ آدمیوں کے ڈوب جانے کا اندیشہ ہوتا تھا۔ پانی اس قدر زیادہ کے ایک آدمی اگر اس میں کھڑا ہو جائے تو گردن بھی مشکل سے نظر آتی تھی۔ اس سے جانی و مالی نقصان کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے لیکن یہ آپ کی کرامت تھی کہ آپ کے مزار پُر انوار میں پانی بالکل داخل نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی مزار شریف کو کبھی کوئی نقصان پہنچا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ساتویں صدی ہجری کے آخر میں ہوا مزار پُر انوار اونچی سڑک خان محل سیمنا روڈ پر مرجع خاص و عام ہے۔ آج بھی اہل عقیدت و محبت آپ کے دربار گوہر بار پر حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت شیخ جلال الدین المعروف بابا نور شاہ جمال چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : قدوۃ السالکین ، برہان العارفین ، امام الواصلین ، حجۃ الکاملین ، سلطان الاصفیا حضرت شیخ جلال الدین المعروف بابا نور شاہ جمال چشتی رحمتہ اللہ علیہ ارباب مشاہدہ میں سے ہیں۔

آپ کے متعلق کتب تاریخ اور تذکرہ نگار خاموش ہیں۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ کی کتابوں میں آپ کا تذکرہ نہیں ملتا۔ صرف ایک کتاب "انوار الفرید" کے مصنف نے آپ کے متعلق صرف اتنا ہی لکھا ہے کہ آپ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ اور صاحب ولایت ہیں۔ اور آپ کا اصل نام شیخ جلال الدین کابلی تھا۔ مگر بابا نور شاہ جمال چشتی کے نام سے معروف ہوئے۔

آپ کا حضرت مسعود العلمین بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اکتساب فیض کرنے کا صرف ایک ثبوت یہی کافی ہے کہ جہاں حضرت گنج شکر نے پاک و ہند کے سرزمین کے مختلف حصوں میں چلہ کشی فرمائی ہے ان مقامات میں ہوشیار پور بھی ہے۔ جس مقام پر حضرت بابا گنج شکر نے چلہ کشی فرمائی۔ وہ ہوشیار پور شہر سے تقریباً آٹھ میل دور ہے۔ اس کو "جھڑی بابا فرید" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

جس دور میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر مذکورہ جگہ (جھڑی بابا فرید ہوشیار پور) میں چلہ کشی فرما رہے تھے۔ آپ ان دنوں بابا کی خدمت میں رہے اور اُن سے اکتساب فیض کیا۔ اس مقام پر آپ مرید ہوئے اور یہیں خلافت سے نوازے گئے۔ ایک اور کتاب جو جناب وحید احمد مسعود کی تحریر کردہ ہے۔ اس میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء میں درج ہے کہ آپ کے ایک خلیفہ حضرت شیخ جلال الدین المعروف بابا نور شاہ جمال چشتی ہیں جن کا مزار "جھڑی بابا فرید" ضلع ہوشیار پور میں ہے۔

آپ صاحب کشف و کرامات بزرگ ہوئے ہیں۔ علاقہ بھر میں لاتعداد آپ کی کرامات زبان زد خاص و عام ہیں۔

ہوشیار پور گزیٹ ۱۹۰۴ء آپ کے عرس کی تاریخ کے متعلق ماہ چیت تحریر کرتا ہے۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال ساتویں صدی ہجری میں ہوا۔ مزار پُر انوار جھڑی بابا فرید ہوشیار پور شہر سے آٹھ میل دور انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت سیّد چراغ الدین شاہ ہراتی چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف باللہ، مالک مقام فنا فی اللہ، سلطان العاشقین، امام الکاملین حضرت سیّد چراغ الدین شاہ ہراتی چشتی رحمتہ اللہ علیہ قطب آسمان ولایت ہیں۔

آپ سلطان الہند عطائے رسول، شہنشاہ ولایت حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سگے بھانجے اور حضرت خواجہ سید ناصر الدین علیہ الرحمتہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر زبدۃ الانبیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت خواجہ شیخ تاج الدین تاج سرور علیہ الرحمتہ کے ہم عصر ہوئے ہیں۔

آپ رہنے والے قصبہ ہرات کے تھے۔ دینی تعلیم ہرات کے جیّد علماء اور مشائخ سے حاصل کی۔ اور علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد ہندوستان اجمیر شریف میں اپنے ماموں شہنشاہ ولایت حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں رہ کر اکتساب فیض کرتے رہے اور انہی کے زیر سایہ مجاہدات کی تکمیل اور سلوک و معرفت کی منازل طے کر کے اعلیٰ مقام تک رسائی حاصل کی۔

آپ اپنے ماموں حضرت خواجہ غریب نواز سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

آپ حضرت خواجہ غریب نواز کے ارشاد و حکم سے ہندوستان سے ہجرت کر کے تبلیغ اسلام کے لیے ریاست بہاولپور کے ضلع بہاولنگر کی تحصیل چشتیاں تشریف لے کر آئے اور بستی تاج سرور میں رشد و ہدایت کا مرکز قائم کر کے لاتعداد غیر مسلموں کو کلمہ پڑھا اور مسلمان کیا۔ اور لاتعداد افراد آپ کی صحبت مقدسہ میں رہ کر ولایت کے اعلیٰ مقام پر پہنچے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ساتویں صدی ہجری میں ہوا۔ مزار پُر انوار بستی تاج سرور چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں پر سینکڑوں افراد روزانہ حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف مؤلف کتاب کو بھی آپ کے دربار شریف میں بارہا حاضری کی سعادت حاصل ہے۔ ایک مرتبہ برادر طریقت محبوب حضرت قمر المشائخ جناب شیخ فواد رشید صابری صاحب بھی ہمراہ تھے، آپ کے دربار کی حاضری سے جو روحانی سکون میسر آتا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔

Marfat.com

حضرت حافظ حاجی سخی حسن بابا چشتی المعروف منگھو پیر رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، فخر العاشقین، دلیل الکاملین، برہان الواصلین حضرت حافظ حاجی سخی حسن بابا چشتی المعروف منگھو پیر رحمتہ اللہ علیہ عارف ربانی ہیں۔

آپ کا سلسلہ نسب والد گرامی کی طرف سے حضرت سید الشہداء امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور والدہ کی طرف حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر ملتا ہے۔ آپ بخارا سے ہجرت کر کے کراچی شہر سے گیارہ میل دور شمال کی جانب پہاڑی علاقہ جولیاری ندی اور کھرتا رورب پہاڑوں کے دامن میں جہاں آج کل آپ کا مزار واقع ہے۔ اس جگہ تشریف لائے اور ایک خانقاہ قائم کر کے سلسلہ رشد وہدایت کا آغاز کیا اور عبادت وریاضت ومجاہدہ وسلوک میں مشغول ہو گئے۔ ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے۔ لاتعداد افراد نے راہ ہدایت پائی۔

آپ حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کرنے کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ حج سے فارغ ہو کر آقائے نامدار تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے لیے مدینہ شریف پہنچے۔ مدینہ پاک میں قیام کے دوران ایک شب کملی والے آقا علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے تو والی کونین نے فرمایا ہندوستان میں اجودھن جا کر فریدالدین گنج شکر کی خدمت میں حاضری دو۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت حاصل کر کے سرفراز وصاحب ارشاد ہوئے۔

کراچی میں ورود مسعود ☆: آپ اپنے شیخ کامل حضرت خواجہ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں 25 برس کے قریب خدمت میں مصروف رہے، اور شیخ کامل کے زیر سایہ تزکیہ نفس، عبادت، ریاضت، مجاہدہ وسلوک میں مصروف رہے۔ منازل سلوک کی تکمیل کے بعد حضرت بابا صاحب سے خرقۂ خلافت حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔ عطائے خرقۂ خلافت کے بعد حضرت بابا نے آپ کو سندھ کے اس علاقہ میں جانے کا حکم دیا جہاں آج کل آپ کا مزار ہے۔ آپ کی آمد سے قبل یہ علاقہ بالکل غیر آباد تھا۔ زمین بنجر تھی۔

Marfat.com

آپ اپنے شیخ کامل کے حکم سے موجودہ مقام پر تشریف لائے اور خدمت خلق اللہ میں مصروف ہو گئے۔ اور اس پر اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کا فریضہ سرانجام دیا۔ اور ایک غار میں بیٹھ کر اپنے مرشد کامل کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف میں مصروف و مشغول ہو کر فیوضات روحانی حاصل کرتے رہے۔

آپ کی شبانہ روز کی جدوجہد سے لاتعداد گم کردہ راہوں کو نہ صرف راہ ہدایت ملی۔ بلکہ ان میں سے بہت سے افراد منزل حقیقی کو پہنچے اور صراط مستقیم پر گامزن ہوئے۔ اور یہ بنجر و بے آباد علاقہ آہستہ آہستہ آباد ہونے لگا۔ حتیٰ کہ آج اس جگہ ایک بہت بڑی آبادی اور بہترین محل وقوع موجود ہے۔ جہاں دور دور سے لوگ آکر آپ کے دربار پر نہ صرف حاضری دیتے ہیں بلکہ منہ مانگی مرادیں پا کر لوٹتے ہیں۔

تاریخ کے آئینہ میں آپ کا تعارف ☆: آپ کے بارے میں تاریخی معلومات مندرجہ ذیل کتب سے ملتی ہیں:

۱) ☆ تاریخ البرہانی، مصنف علامہ برہان الدین، عربی زبان میں لکھی ہوئی یہ کتاب جامعہ الازہر مصر میں موجود ہے۔ ۲) ☆ توفات الکریم۔ مصنف جناب علی کانا ٹھٹھوی جلد سوم۔ ۳) ☆ سفرنامہ ابن بطوطہ

مؤرخین اور تذکرہ نگاروں کا خیال ہے کہ محمد بن قاسم کے کچھ سپاہی وقتی طور پر اس علاقہ میں بھی رہائش پذیر تھے۔ یہ بات اس لیے کہی جاسکتی ہے کہ آپ کے قریبی قبرستان میں اس وقت کی قبروں کے مخصوص ڈیزائن کے آثار آج بھی موجود نظر آتے ہیں۔ اور ایسے نشانات چوکنڈی ٹھٹھہ اور سیہون کے قبرستانوں میں ملتے ہیں۔

آپ کے ہم عصر بزرگوں میں حضرت شیخ الاسلام غوث بہاؤالدین زکریا سہروردی ملتان، حضرت سید جلال الدین بخاری اور حضرت لال شہباز قلندر علیہم الرحمۃ والرضوان والغفر ان جیسے بزرگوں کے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔

منگھو پیر وجہ تسمیہ ☆: آپ کا اگرچہ اصل نام سید سخی حسن بابا ہے۔ مگر آپ نے شہرت منگھو پیر کے نام سے پائی اور عوام و خواص آپ کو پیار محبت سے اسی نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کے دربار کے قریب تالاب میں مگرمچھ موجود ہیں۔ غالباً ان کو سندھی زبان یا کسی اور زبان میں منگھار مچھ کے نام سے پکارا جاتا ہے اور منگھو پیر اسی منگھار مچھ کے حوالے سے کہا جاتا ہے۔ جو اصل نام سے بگڑ کر منگھو پیر مشہور ہو گیا۔

اس تالاب میں پندرہ کے قریب مگرمچھ ہمیشہ سے پائے جاتے ہیں۔ جبکہ بیان کیا جاتا ہے کہ کبھی اس تالاب میں سو سے زیادہ مگرمچھ ہوا کرتے تھے۔

اس تالاب میں مگرمچھوں سے متعلق مختلف روایتیں وغیرہ ملتی ہیں۔ جن میں سے ایک بات سمجھ میں آنے والی ہے وہ یہ کہ دریائے حب میں طغیانی آنے سے مگرمچھ یہاں آ گئے۔ اس تالاب میں پانی کا ایک چشمہ ہے جہاں سے پانی آتا ہے۔

زائرین اور عقیدت مندان احتراماً اور تعظیماً ان مگرمچھوں کو خوراک مہیا کرتے ہیں۔

چشموں سے شفا ☆: آپ کے دربار پر موجودہ چشموں میں ٹھنڈے اور گرم پانی کے گندھک ملے ہوئے پانی کے چشمے

Marfat.com

ہیں۔ جن میں زخموں کی شفایابی کی تاثیر موجود ہے۔ خاص کر جلدی امراض والے مریض اگر یہ پانی جسم پر ملیں یا اس سے نہائیں تو خدا ان کو شفا عطا فرما دیتا ہے۔

اسی چشمہ کے قریب کوڑھ کا سینی ٹوریم بھی موجود ہے۔ جہاں کوڑھ کے مریض اس پانی سے غسل کر کے شفا پاتے ہیں۔ آپ کے دربار پر مختلف لوگ آ کر حاضری دیتے اور اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔

ایک ہندو شہزادی کوڑھ کے مرض میں مبتلا تھی۔ اس کا والد اسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے اپنے مرید و خلیفہ حضرت شاہ خاکی بخاری علیہ الرحمتہ کو حکم دیا کہ اس شہزادی کا علاج کریں۔ حضرت شاہ خاکی نے اُس مریضہ کو دم کیا۔ خدا نے اس کو کوڑھ کے مرض سے نجات دے دی۔ یہ مقام ولایت دیکھ کر ہندو راجہ نے اس لڑکی کا نکاح آپ کے مرید حضرت شاہ خاکی بخاری علیہ الرحمتہ سے کر دیا۔

حضرت شاہ خاکی بخاری علیہ الرحمتہ کا مزار آپ کے دربار کے ساتھ ہی واقع ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال آٹھویں صدی ہجری کے آخر میں آٹھ ذالحج کو ہوا۔ مزار پُرانوار بستی منگھو پیر اورنگی ٹاؤن نئی کراچی میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے دربار گوہر بار میں حاضری کا شرف حاصل ہے اور پانی کے چشموں سے فقیر کی اہلیہ کو شفا ملی اور فقیر کو زیارت چشمہ و دربار شریف پر حاضری کی سعادت حاصل ہے۔ یہ دونوں چشمے آپ کے دربار سے پہلے آپ کی عبادت گاہ جو کہ تھوڑے ہی فاصلے پر واقع ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت شیخ محمد سلیم چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان الفقراء، قطب الاولیاء، غوث الاتقیاء، قدوۃ المحققین والمجاہدین، زبدۃ العارفین والمجتھدین، حجتہ العارفین، سراج السالکین، برہان المتقین حضرت شیخ سلیم چشتی رحمتہ اللہ علیہ تاج العارفین ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 884ہجری بمطابق 1479ء کوسرائے علاؤالدین زندہ پیر دہلی انڈیا میں حضرت شیخ بہاؤالدین چشتی علیہ الرحمتہ کے گھر ہوئی۔

آپ حضرت مسعود العلمین زبدۃ الانبیاء بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ مسماۃ بی بی اختر بنت شیخ اکرام اللہ عثمانی دام عفتھا بہت ہی نیک سیرت و باکردار بزرگ خاتون تھیں۔ جو کہ لدھیانہ کی رہنے والی تھیں۔

جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ پیشانی کے بل زمین پر گر پڑے۔ وہاں پڑا ہوا ایک دانہ آپ کی پیشانی پر چھپا۔ اس کا نشان آخری وقت تک رہا۔ آپ فرماتے ہیں کہ وہ دانہ میری پیشانی میں چھپا تو میں نے چاہا ہاتھ سے دور کردوں۔ مگر دل میں خیال آیا اگر ایسا کیا تو عالم میں فتنہ برپا ہو جائے گا۔

جب آپ کی عمر شریف نو برس کی ہوئی تو آپ کے والدین دہلی سے فتح پور سیکری چلے آئے اور وہیں سکونت اختیار کی۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ والدین کا وصال ہو گیا۔ ان کے بعد آپ کے برادر اکبر شیخ موسیٰ علیہ الرحمتہ جو کہ بے اولاد تھے۔ انہوں نے مثل اولاد آپ کی تربیت کی۔ ایک لحہ کے لیے بھی آپ کو اپنے سے جدا نہ کرتے تھے۔

جب آپ میں جذبہ الٰہی دامن گیر ہوا۔ تو الہام ہوا کہ اپنے ظاہر اور باطن کے کمال کا سبب پیدا کرو۔ آپ نے برادر بزرگ سے اجازت طلب کی انہوں نے فرمایا کہ ہم نے تمہیں اپنی تسکین کی خاطر اپنی فرزندی میں لیا۔ ہم نہیں چاہتے کہ تم ہم سے جدا ہو جاؤ۔ مگر مرضی مولیٰ پر راضی ہو کر اجازت دے رہا ہوں۔ آپ نے اپنے برادر بزرگ سے فرمایا کہ تمہارے گھر دو بیٹے پیدا ہونگے۔ جس گھڑی آپ نے یہ الفاظ فرمائے آپ کی عمر صرف چودہ برس کی تھی۔ پھر وقت آیا کہ آپ کے برادر بزرگ کو خدا نے دو بیٹے عطا کیئے۔ جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا وہ ہو کے رہا۔

Marfat.com

مجاہدات وریاضات ☆: آپ نے بہت سخت مجاہدات اور ریاضات کیں۔ پوری پوری رات درختوں پر بیٹھ کر فکر میں مشغول رہتے۔ دن کے وقت مراقبہ میں رہتے۔

آپ کچھ عرصہ کے بعد وطن سے رخصت ہو کر سب سے پہلے سرہند شریف پہنچے۔ وہاں ملک العلماء شیخ مجدالدین سے علوم ظاہری حاصل کیئے۔ اس دوران سرہند سے تین میل دور قصبہ بدانی شیخاں میں کسی بزرگ کے مزار پر روزانہ حاضر ہو کر باطنی اکتساب فیض فرماتے رہے۔

حج بیت اللہ شریف وزیارت حرمین شریفین ☆: اٹھارہ برس کی عمر عزیز ہی میں آپ حج بیت اللہ شریف کے لیے تشریف لے گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھی حاضری کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے اپنی ظاہری زندگی میں 32 مرتبہ حج بیت اللہ شریف ادا کیا۔

آپ کا معمول تھا کہ آپ حجاز مقدس کے سفر پر زیادہ رہتے۔ اور بار بار حجاز مقدس تشریف لا کر حرمین شریفین کی حاضری سے مستفیض ہوتے رہے۔

اس دوران آپ نے عرب وعجم، شام شریف، خراسان کے علاوہ بغداد شریف اور دیگر اسلامی ممالک کی سیر کی اور وہاں کے بزرگوں کی صحبت سے مستفید ہوتے رہے۔

بیعت وخلافت ☆: اسی سیر وسیاحت کے دوران سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت شیخ ابراہیم چشتی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہوئے۔ اور بعد از تکمیل مجاہدات بہت جلد ان سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

حضور غوث اعظم کی جانب سے خرقۂ خلافت ☆: مرشد سے خرقۂ خلافت کے حصول کے بعد زیارت حرمین شریفین کے لیے تشریف لے گئے۔ اور مدت دراز تک مدینہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مجاور رہے۔ وہاں سے روانہ ہو کر آپ نے بغداد شریف حضور غوث الاعظم سرکار کے مزار پُر انوار پر حاضری دی اور کچھ دن تک مزار پر چلہ کش رہے۔ حضور غوث اعظم نے اپنے سجادہ نشین کو باطنی طور پر خواب میں حکم دیا کہ ہندوستان سے شیخ محمد سلیم چشتی میرے دربار پر چلہ کش ہیں۔ تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ہمارا خاص خرقۂ خلافت ان کو ہماری جانب سے پیش کرو۔

چنانچہ جب صبح ہوئی تو سجادہ نشین درگاہ غوث اعظم نے خرقۂ خاص بمعہ خلافت مثال آپ کو پیش کیا۔

اس کے بعد آپ کچھ عرصہ تک درگاہ غوث اعظم میں مزید چلہ کش رہ کر بارگاہ غوثیت سے علم وعرفان اور روحانیت کی دولت سمیٹتے رہے۔ اور پھر حضور غوث الثقلین کے ارشاد کے مطابق عازم ہندوستان ہوئے۔

جبہ مبارک اور آپ کی کرامت ☆: جب آپ بغداد شریف سے روانہ ہوئے تو راستے میں بدو ملے اور آپ کو پکڑ کر کہنے لگے کہ حضور غوث اعظم کا جبہ خاص تمہارے پاس کہاں سے آیا۔ یہ ہم کو دے کر جاؤ۔ آپ نے جبہ اتار کر ان کو دے دیا۔ مگر ہوا یہ کہ ان کے ہاتھ میں جاتے ہی وہ جبہ گم ہو گیا اور ان کے پاس اس کا اثر تک باقی نہ رہا۔ جس کی وجہ سے بہت پریشان اور پشیمان ہوئے۔ اب وہ بات بدلا کر کہنے لگے۔ ہمارا مقصد صرف اس کی زیارت کرنا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب چاہوں جہاں چاہوں دکھا سکتا ہوں۔

Marfat.com

آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ ان کے سامنے سب سے پہلے سیدھی آستین ظاہر ہوئی۔ پھر الٹی، اس کے بعد گریبان، پھر تمام جبہ آپ کے وجود پر نظر آنے لگا۔ یہ دیکھ کر وہ تمام بد وقدموں میں گر گئے اور معافی کے خواستگار ہوئے اور استغفار پڑھنے لگے۔ اس کے بعد انہوں نے جبہ مبارک کی زیارت کی اور آپ کی خدمت میں بصد احترام عرض کیا کہ آپ چند روز ہمارے پاس قیام کریں۔

آپ ان لوگوں کے اصرار پر چند روز وہاں مقیم رہے۔ لاتعداد افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہوئے اور دولت علم وعرفان سے مالا مال ہوئے۔ اس کے بعد عازم ہندوستان ہو کر پیران چشت کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

بہت سے بزرگوں سے خرقۂ خلافت وروحانی فیض☆: آپ نے سب سے پہلے خرقہ خلافت اپنے شیخ طریقت حضرت خواجہ محمد ابراہیم چشتی علیہ الرحمتہ سے پایا۔ اس کے علاوہ حضرت خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر کی جانب سے خرقہ اپنے اجداد سے پایا۔ حضرت خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمتہ مختلف معاملات میں بنفس نفیس جلوہ گر ہو کر آپ کی رہنمائی بھی فرماتے تھے۔ اس کے علاوہ حضور غوث الاعظم سے قادری خرقہ خلافت ان کے سجادہ سے وصول پایا۔ اس کے علاوہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور خواجہ احرار سے نقشبندی جو کہ حضرت شیخ اسماعیل شیروانی کے ہاتھوں ملا تھا جو حضرت خواجہ احرار کے خلیفہ مجاز ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام اور آپ بیس برس تک مکہ مکرمہ میں ایک حجرہ میں رہے۔ اور فیوض وبرکات حاصل کیئے۔

سیرت وکردار☆: آپ کو خدا نے وہ مقام عطا فرمایا کہ جس پر نظر فرماتے وہ منور ہو جاتا۔ جو مرید ہوتا وہ بارگاہ الٰہی میں مقبول ہو جاتا۔ آپ کے دست حق پرست پر ہزاروں شرفائے عرب مرید ہوئے۔ اور ان میں سے بہت سوں کو آپ نے خرقہ خلافت عطا فرما کر درجہ ولایت پر سرفراز و مامور کیا۔

آپ کے جد اعلیٰ بزرگوار شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمتہ بہت سی مہمات میں غیبی طور پر آپ کی مدد فرماتے رہتے تھے۔ شریعت کے احکام کی پابندی اور اپنے خواجگان کی طریقت کی پاسداری آپ کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ اکثر طے کا روزہ رکھتے تھے۔ کبھی سات روز اور کبھی بارہ روز کے بعد افطار فرماتے۔ آخری عمر میں وہ کھانا بالکل ترک کر دیا تھا جس میں گوشت یا غلہ ہوتا تھا۔ کشف آپ کو ایسا تھا کہ وقت سے پہلے ہر چیز کا علم آپ کو ہو جاتا تھا۔ آپ اپنے نور باطن سے معلوم کر کے اپنے اہل وعیال کے خرچہ روانہ فرماتے تھے کہ جس کی انہیں جس وقت حاجت ہوتی پہنچ جاتا تھا۔

جن دنوں سرہند سے تین میل دور شیخ مخدوم زین چشتی کی مسجد میں معتکف اور چلہ کش تھے۔ ان دنوں آپ نے فرمایا کہ زبدۃ السالکین شیخ زین چشتی بہت بڑے بزرگ تھے جو کہ تفرید وترک بے انتہا رکھتے تھے۔ وہاں سے آپ بفرمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فتح پور تشریف لائے اور وہاں پر خانقاہ قائم کر کے سلسلہ رشد وہدایت جاری کیا۔

فتح پور کے پہاڑ پر اس وقت ایک شیر ہوتا تھا اور دوسرا وہاں ایک پلنگ پڑا ہوتا۔ اس کے علاوہ خدا کی مخلوقات میں سے وہاں کچھ نہ تھا۔ آپ نے اس جنگل بیابان کو آباد کیا۔ ہزاروں افراد نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور بہت سے لوگ آپ کی نگاہ ولایت سے درجۂ ولایت کو پہنچے۔

Marfat.com

شادی واولاد☆: فتح پور تشریف لانے کے بعد آپ شادی کے بندھن میں بندھ گئے۔ خداوند کریم نے آپ کو چودہ بیٹیاں اور آٹھ بیٹے عطا فرمائے۔ آپ کے صاحبزادگان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

حضرت شیخ محمود، حضرت شیخ احمد، حضرت شیخ بدرالدین آپ کے یہ صاحبزادے شرف سجادگی سے مشرف تھے۔ ان کے علاوہ شیخ تاج الدین، حضرت شیخ نصر اللہ، حضرت شیخ محمود، شیخ معروف اور شیخ منور علیھم الرحمتہ والغفر ان ہیں۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: حضرت شیخ فتح اللہ سنبلی، حضرت شیخ کمال الوری، حضرت شیخ طٰہٰ گجراتی، حضرت شیخ محمد سروانی، حضرت شیخ محمد بخاری، شیخ سید جیو دہلوی، شیخ کبیر، شیخ عبدالغفوری اسرائیل سارنگ پوری، شیخ محمد غوری، شیخ حسین، بن شیخ ابراہیم چشتی، شیخ والی ابن شیخ یوسف چشتی، شیخ حماد، شیخ معروف چشتی، شیخ یعقوب کشمیری، شیخ رکن الدین ان شیخ عجائب، شیخ حاجی حسین خادم محرم راز بن شیخ عبدالکریم جو کہ حضرت امام ابومسلم کی اولاد سے ہیں، شیخ بھکاری، شیخ سدھاری، سید حسین، شیخ عبدالواحد، شیخ جلال، شیخ ابراہیم صوفی سرہندی رضوان اللہ علیھم اجمعین۔

کشف وکرامات☆: شہنشاہ اکبر کے ہاں کوئی بیٹا نہ تھا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹے کے لیے دعا کا طالب ہوا۔ آپ نے مراقبہ کر کے شہنشاہ سے فرمایا مجھے افسوس ہے کہ تیری تقدیر میں بیٹا نہیں ہے۔ شہنشاہ اکبر نے یہ سن کر آپ سے عرض کیا چونکہ میری تقدیر میں بیٹا نہیں ہے اسی لیے تو آپ سے عرض کیا ہے۔ آپ دعا کیجئے۔ آپ شہنشاہ اکبر کے اس جواب سے خوش ہوئے۔ تھوڑی دیر مراقبہ کیا اور پھر فرمایا اس ملک میں راجپوتوں کی حکومت بہت عرصے تک رہے گی۔ اچھا کل بادشاہ بیگم کو میری بیوی کے پاس بھیج دینا۔

چنانچہ دوسرے دن جب بادشاہ بیگم آپ کے گھر آئی تو آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ کو رانی کی پشت سے پشت ملا کر بیٹھنے کا حکم دیا۔ جب آپ کی اہلیہ رانی کی پشت سے اپنی پشت ملا کر بیٹھ گئیں تو آپ نے اپنی چادر دونوں پر ڈال دی۔ پھر اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ اپنا ہونے والا فرزند رانی کو دے دو۔

جب بادشاہ بیگم کے لڑکا پیدا ہوا تو آپ نے اس کا نام اپنے نام پر سلیم رکھا۔ شہزادہ سلیم آپ کو شیخو بابا کہا کرتا تھا شہزادہ سلیم اپنے والد شہنشاہ اکبر کے بعد تخت وتاج کا مالک ہوا اور جہانگیر کے لقب سے مشہور ہوا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال 29 رمضان المبارک ۹۷۹ ہجری بمطابق 1571ء کو پچانوے برس کی عمر شریف میں ہوا۔

مزار پُر انوار فتح پور دہلی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف کو آپ کے دربار گوہر بار میں حاضری کا شرف حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت شیخ پیارا چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: حجتہ العارفین، انیس السالکین، دلیل المتقین، معشوق العاشقین امام الکاملین، محبوب الواصلین حضرت شیخ پیارا چشتی رحمتہ اللہ علیہ قطب الاقطاب ہیں۔ آپ حضرت شیخ سلیم چشتی دہلوی علیہ الرحمتہ کے خلیفہ مجاز اور محبوب خاص تھے۔ اپنے ہم عصر مشائخ میں بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ کے شیخ طریقت بھی آپ کو بہت عزیز جانتے تھے۔ جس وقت اکبر اعظم شہزادہ افراد کو لے کر اجمیر شریف خواجہ غریب نواز پاک کی بارگاہ میں حاضری کے لیے چلے تو آپ کے پیرو مرشد کے شہزادے کی حفاظت کے لیے آپ کو اکبر اعظم کے ہمراہ بھیج دیا تھا۔ اکبر اعظم شہزادے کو لے کر جب اجمیر شریف پہنچا تو شہزادہ علیل ہو گیا۔ شہنشاہ اکبر نے آپ کو بلا کر کہا آپ کے شیخ نے شہزادے کی حفاظت کے لیے آپ کو ہمراہ کیا تھا۔ چونکہ یہ بیمار ہو گیا ہے۔ اس کی بیماری کا کچھ علاج اور تدارک کرو۔

آپ نے فرمایا کہ میں اپنے شیخ کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔ بادشاہ نے اسی وقت حکم دیا کہ سانڈنی پیش کی جائے۔

چنانچہ حسب الحکم سانڈنی بمع سوار حاضر کی گئی۔ آپ نے ایک عریضہ شیخ کی خدمت میں لکھا۔ اور سانڈنی سوار کے حوالے کیا۔ اس نے دہلی جا کر حضرت شیخ سلیم چشتی کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ بادشاہ کو کہہ دو فکر نہ کرے۔ اور آپ کو حکم دیا تم خود اس کی بیماری جذب کر لو۔

چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور شہزادے کو اُسی وقت صحت ہو گئی۔ مگر اس کے بعد آپ کئی ماہ تک بذات خود بیمار رہے۔

کرامت ☆: ایک مرتبہ آپ شاہی قلعہ سے واپس آ رہے تھے کہ بادشاہ کے ہاتھی پانی پینے کے لیے جا رہے تھے۔ ان میں ایک ہاتھی مست تھا۔ وہ اس سے قبل کئی آدمیوں کو زخمی کر چکا تھا۔ وہ آپ کی جانب لپکا جب وہ قریب آ گیا تو آپ نماز کی نیت باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ ہاتھی آپ کے پاس سے فوراً ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر فیل بان سمیت تمام حیران رہ گئے۔

شہزادے کی آپ سے الفت ☆: شہزادے کو آپ سے اور آپ کو شہزادے سے بہت پیار و انس ہو گیا تھا۔ آپ خوردہ سالی ہی میں اسے کسب درویشی کرایا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے شہزادے پر جذب و استغراق کا عالم طاری ہو گیا تھا۔ جب شہزادہ سن بلوغ کو پہنچا تو آپ مالوہ کے مقام پر تشریف لا کر دریائے نربدا پر جہاں گھاٹ جنوب اور شمال کی جانب لوگوں کی آمد و رفت رہتی تھی آ کر قیام پذیر ہو گئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۹۸۵ ہجری بمطابق 1577ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار مالوہ انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت خواجہ سیّد ولی بابا چشتی مودودی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: محقق در مقام ذوق وشہود، قطب حقیقت، متصرف ولایتِ شرقی وغربی، سرخیل مبارزانِ طریقت، سرِ دفتر عارفان حقیقت ومعرفت، جامع کمالات علمیہ وعملیہ حضرت خواجہ سیّد ولی بابا چشتی مودودی رحمتہ اللہ علیہ غریق دریائے وحدت ومعرفت ہیں۔
آپ کو چشتی ومودودی کے لقب سے اس لئے یاد کیا جاتا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت چشت شریف (ملک افغانستان) میں ہوئی تھی۔

سلسلہ نسب ☆: آپ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت میں سرخیل چشتیاں حضرت خواجہ قطب الدین محمد سلطان خواجہ مودود چشتی سے، اٹھائیس واسطوں سے حضرت سید الشہدا امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام سے اور انتیسویں پشت میں حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا کر ملتا ہے۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد گرامی حضرت خواجہ فقیر الدین چشتی مودودی علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں افغانستان میں ہی مکمل ہوئی، تعلیم سے فراغت کے بعد آپ سیاحت کرتے ہوئے ہندوستان اور پھر وہاں سے کوئٹہ میں کوہِ خواجہ عمران کے دامن کلی کران میں قیام پذیر ہوئے۔

کوئٹہ میں ورودِ مسعود ☆: آپ نے یہاں کانسی قبیلے میں شادی کی، کرانی کے سادات آپ کی اولاد ہیں، موجودہ دور میں حضرت سیّد عزت شاہ، سیّد ظاہر شاہ، اور ان کی اولادیں آج بھی آپ کا سالانہ عرس مبارک نہایت عقیدت واحترام سے منعقد کراتی ہیں۔

سلسلہ رُشد وہدایت ☆: آج سے تقریباً چار سو برس قبل یعنی دسویں صدی ہجری اوائل میں جب آپ کوئٹہ میں تشریف لائے تو اس وقت کانسی قوم کی خاصی آبادی کے علاوہ خانہ بدوشوں کے چند گھر بھی موجود تھے۔ کوئٹہ کی حیثیت ایک گاؤں کی سی تھی اور یہاں کے لوگ جاہل اور مذہب سے ناآشنا تھے، آپ نے سب سے پہلے یہاں تبلیغ دین کے لئے سلسلہ رُشد وہدایت کا آغاز کیا، لوگوں کو اخلاق وآداب سکھائے، دین اسلام کے بنیادی احکام اور قرآن وسنت کی تعلیم دی۔ اور اپنی ذاتی کاوشوں سے مری، لہڑی، بروزئی، براہوئی اور کرد قبائل کی دیرینہ عداوتیں ختم کرائیں۔

آپ کی سب سے بڑی کرامت جس کا اوپر ذکر ہوا ہے کہ مختلف قبیلوں میں دین اسلام کی تبلیغ اور باہمی عداوتوں کو ختم کرانا تھا یہی وجہ ہے کہ آج بھی تمام قبائل کرانی سادات خاندان سے عقیدت رکھتے ہیں، اور اُن کے فیصلے کو فریقین پوری طرح دل سے تسلیم کرتے ہیں۔
آپ کے زہد وتقویٰ، علم وعرفان، اور کشف وکرامت کا پورے شہر میں چرچا عام تھا ہر کس وناکس آکر فیض حاصل کرتا۔ بھوکوں

Marfat.com

کو دووقت کا لنگر ملتا، بے علموں کو علم، صاحب علم کو عرفان وایقان حاصل ہونے لگا، جس کی شہرت دور دراز تک پھیل گئی، اور لوگ دور دراز سے آ کر فیض وعرفان حاصل کرنے لگے، اکثر لوگ آپ کے اس قدر گرویدہ خاطر ہوئے کہ وہ آپ کی ذات بابرکات سے قربت کی خاطر کوئٹہ میں ہی آ کر آباد ہو گئے۔

سلاطین زمانہ کی نیاز مندی ☆: یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہر دور کے سلاطین اور حکمران خصوصاً درّہ بولان سے آنے جانے والے مسلمان فاتحین ہمیشہ عقیدت واحترام کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں۔

انگریزوں کے دورِ حکومت میں بھی اس خاندان کا احترام کیا جاتا تھا، اور اس خاندان پر مالیہ معاف تھا۔

پاکستان بننے کے بعد بھی حکمران کرانی کے سادات خاندان کا احترام ملحوظ خاطر رکھتے تھے، اس درگاہ کی اہمیت کے پیش نظر بجلی سب سے پہلے اسی گاؤں میں پہنچائی گئی، شہر سے کلی کرانی تک پختہ سڑک تعمیر کرائی گئی۔

اس چشتیہ خاندان کے بعض لوگ مستونگ کے گردونواح میں بھی آباد ہیں، پاکستان کے ہر صوبے کے علاوہ بیرون ممالک میں بھی اس خاندان کے افراد موجود ہیں، اس طرح آپ کی اولاد کے قدم ہر جگہ پہنچے۔

کرانی کے موجودہ بزرگوں میں سے حاجی امیر شاہ کا فرماتے ہیں کہ آج کل جھوٹی اور سچی پر ہر طرح کی قسم کھانے کا رواج موجود ہے۔

لیکن یہاں خاندان سادات کرانی کے وقت میں ایسا نہیں تھا، بلکہ جب کوئی کسی کی بات پر یقین نہ کرتا تو وہ سب سے بڑی قسم کھاتا اور اس بات پر جھگڑا ختم ہو جاتا اور بات پر یقین کر لیا جاتا تھا، وہ قسم تھی ''باور کن'' اس کا مطلب ہے یقین کر، اس سے بڑی اور کسی قسم کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی۔

آپ کی اولاد سے سیّد بدل شاہ کے پاس کچھ قیمتی نوادرات بھی محفوظ ہیں، جن میں ایک سو تین سالہ شمشیر بھی ہے، جس پر سید تیمور شاہ ساکن کرانی کا نام کندہ ہے، ایک عصا اور چند قلمی نسخے بھی موجود ہیں، ایک نسخہ پر ۲۷ ذیقعد ۱۲۷۹ھ کی تاریخ موجود ہے۔ یہ قدیم اور نادرونایاب نسخہ مختلف اوراد و وظائف، نقش مہر نبوت، حروف مقطعات اور نقش بازو بند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشتمل ہے۔

جناب سیّد بدل شاہ کے پاس خان نصیر خان اول والی قلات کا ایک شاہی فرمان ہے، جو ۱۲۰۱ھ میں سیّد لطف اللہ شاہ کے نام انتہائی عقیدت واحترام سے لکھا گیا تھا، اس میں تحریر تھا کہ جو کچھ عطا کیا گیا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے، والی قلات کی مہر بھی اس پر ثبت ہے، جس میں قرآنی آیت ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيل وَنِعَم المولى وَنِعْمَ النَّصِير'' کندہ ہے۔

اس کے علاوہ ۱۲۳۰ھ میں خان محمود خان والی قلات نے خاندان سادات کی ایک بزرگ خاتون نور بی بی کی شان میں ان الفاظ کے ساتھ ایک فرمان جاری کیا، عصمت وعفت پناہ، طہارت وخدا عزت مآب، زین المستورات، تاج المورات، بی بی نور بی بی علیہ الرحمۃ۔

حضرت سید زمان شاہ کے نواسے کے پاس اُن کی بیش قیمت نوادرات جن میں سب سے اہم آپ کی سرخ رنگ کی کلاہ چہار ترکی اور دستاویزات جن میں شجرہ شریف فارسی مرتبہ ۱۰۳۰ھ کا قدیم نسخہ جو فارسی زبان میں ہے۔

Marfat.com

اس کے علاوہ حضرت خواجہ مودود چشتی علیہ الرحمۃ شاہ شجاع، احمد شاہ ابدالی اور نادر شاہ درانی کی مہر شدہ دستاویزات بھی موجود ہیں۔

کشف و کرامات ☆: ایک مرتبہ ایک شخص سے آپ کی ملاقات ہوئی، وہ درحقیقت ایک عارف کامل اور ولی اللہ تھے، آپ نے بھی نور فراست سے اُن کو پہچان لیا تھا کہ یہ اللہ کے نیک بندے ہیں، آپ نے ان کی خوب خاطر مدارت کی اور آئندہ بھی آنے کے لئے دعوت دی۔

چنانچہ اُنہوں نے دعوت قبول کی اور تھوڑے عرصے بعد دوبارہ جب تشریف لائے تو ان کے ساتھ ایک بڑا سانپ بھی تھا، آپ نے سانپ ساتھ لانے کی ضرورت کا استفسار کیا تو اُن بزرگ نے کہا کہ آپ دعوت تو دے دیتے ہیں مگر آپ تو میرے سانپ کی خوراک اور اس کے شکم بھرنے کا ہی انتظام نہیں کر سکتے، تو مجھے کیا کھلائیں گے۔ یہ سانپ ایک وقت میں دو بیل کھا جاتا ہے۔

اُس فقیر کی بات سُن کر آپ مسکرائے اور دونوں کی خوراک کا انتظام فرمایا، اس کے کچھ دیر بعد آپ نے ایک کمرے میں سانپ اور دونوں بیل بند کر دیئے۔

صبح کو جب دروازہ کھولا تو بیل سلامت کھڑے تھے، مگر سانپ وہاں سے غائب تھا۔ سانپ کے مالک بزرگ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے، آپ نے اُنہیں تسلی دی اور بیل کے سینگ کو جھٹکا دیا تو سانپ زمین پر گر پڑا، اور تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ بعد میں اُن بزرگ کی وصیت کے مطابق اس کو آپ کی درگاہ شریف کے صحن میں دفنا دیا گیا۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک دفعہ ایک قبیلے نے آپ کو دعوت کی، اُس نے آپ کو آزمانے کے لئے دیگر کھانوں کے علاوہ ایک دیگچی الگ پکائی، تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ آپ کو اس کا اندازہ ہوتا ہے یا نہیں۔

آپ وقت مقررہ پر تشریف لے گئے اور نماز عشاء کے بعد میزبان کو طلب کیا اور اُس مخصوص دیگچی کو منگوایا یہ حکم سنتے ہی میزبان پر لرزہ طاری ہو گیا۔

آپ نے اُسے تسلی دی اور فرمایا جاؤ دیگچی لے کر آؤ، جب وہ دیگچی لے کر حاضر خدمت ہوا تو آپ نے پوچھا کہ گوشت گل چکا ہے یا نہیں؟ میزبان بولا کہ بالکل تیار ہے حضور۔

آپ نے دیگچی کا ڈھکن اُٹھایا تو اس میں زندہ بلی لیٹی ہوئی تھی، سب لوگ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر ششدر رہ گئے اور میزبان قدموں میں گر کر آپ سے معافی کا خواستگار رہا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال دسویں صدی ہجری کے آخر میں ہوا۔ مزار پُر انوار کلی کرنی، نزد کوئٹہ شہر صوبہ بلوچستان میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے وصال کے بعد جس جگہ آپ کے جسد اطہر کو غسل دیا گیا، وہاں ایک باغ تھا جو باغ رسول بخش کے نام سے معروف تھا۔ وہاں جو پانی آپ کے غسل کا جمع ہوا، اس کی برکت سے وہاں سے قدرتی پانی کا چشمہ نکلا جو متعدد متعدی امراض کے لئے نافع سمجھا جاتا ہے۔ آج بھی لوگ اس پانی سے استفادہ کرتے اور مختلف بیماریوں سے نجات حاصل کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت شاہ ابوبکر وراق چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان العاشقین، حجۃ الکاملین، برھان الواصلین، دلیل العارفین، حضرت تاج العارفین شاہ ابوبکر وراق چشتی رحمتہ اللہ علیہ آسمان طہارت و پاکیزگی ہیں۔

آپ کا لقب تاج العارفین اور نام نامی اسم گرامی شاہ ابوبکر ہے۔ اور وراق کا لقب آپ کو آپ کے پیرو مرشد نے عطا فرمایا ہے۔

آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمتہ کے مرید و خلیفہ اور شہنشاہ ولایت سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر بھائی ہیں۔

اوّل زمانے میں آپ کا قیام اجمیر شریف کے قریب تاراگڑھ کے قریب تھا۔ ایک دن ایک مرید کی امداد و دادرسی کے لیے ایک نیلے گھوڑے پر سوار ہو کر کفار کے مقابلے میں جہاد کے لیے نکلے دوران لڑائی کفار سے مقابلہ کرتے ہوئے آپ شہید ہو گئے اور آپ کا سرتن سے جدا ہو کر گر گیا۔

آپ اسی حالت میں گھوڑے پر سوار میدان کارزار سے نکلے اور موضع دھلو تحصیل میلسی میں ایک شخص امام الدین نامی جو کہ ضعیف العمر تھا۔ آپ نے اسے آواز دے کر گھر سے باہر بلایا۔ جب امام الدین نے آپ کا سر بغیر دھڑ کے دیکھا تو گھبرایا اور خوف کے مارے وہاں سے بھاگنے لگا۔ آپ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا۔ امام الدین ڈرو مت۔ تم فلاں جگہ جا کر ہمارا سر اٹھا لاؤ۔ اور نشانی یہ ہے کہ میدانِ کارزار میں ایک سر پر چار چراغ جل رہے ہوں گے۔ وہی ہمارا سر ہے اسے اٹھا لو۔ میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں تم بے اولاد ہو۔ مگر اب تم کثیر الاولاد ہو جاؤ گے۔

چنانچہ امام الدین وہاں سے چلے اور میدان کارزار سے آپ کا سر مبارک اٹھا کر واپس آیا۔ تو آپ کا وصال ہو چکا تھا، اس نے آپ کو اپنے گاؤں موضع دھلو میں ہی دفن کر دیا۔

امام دین اگرچہ ضعیف اور بہت کمزور تھا۔ مگر باوجود اس کے آپ کی دعا سے وہ کثیر الاولاد ہوا۔ اور آج تک اسی کی اولاد ہی آپ کے دربار کی مجاوری کرتی چلی آ رہی ہے۔

لقب وراق کی وجہ تسمیہ ☆: آپ کے "لقب وراق" کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کے پیر صحبت ہر روز ایک ورق لکھ کر آپ کو

Marfat.com

دیا کرتے تھے کہ اسے دریا میں ڈال آؤ۔ اور جب دریا میں ورق ڈالتے تو اسی وقت دریا سے ایک ہاتھ نکلتا جو ورق لے کر دوسرا ورق آپ کو دے دیتا۔ آپ کو ورق پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔ اور نہ ہی آپ پڑھتے تھے۔

ابتدائی زمانہ میں آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کا بہت شوق تھا۔ اسی ذوق وشوق کی وجہ سے سخت مجاہدے اور ریاضت مسلسل کرتے تھے۔ آپ کے پیر صحبت کے اس طرز عمل نے آپ کے دل سے اس خیال کو دور کیا۔ اور آپ عالم محویت میں کھو گئے۔

ایک مرتبہ اپنے حجرے میں محو عبادت وریاضت تھا کہ ایک سفید ریش بزرگ آپ کے پاس تشریف لائے اور انہوں نے دریافت کیا کیا تمہیں کوئی ہوش ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے سوائے یاد خدا کے کوئی ہوش نہ ہے۔ پہلے پہل حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کا شوق تھا لیکن اب صرف اس کا دھندلا سا خیال باقی ہے۔

ان سفید ریش بزرگ نے فرمایا کہ میں ہی خضر ہوں۔ میں تمہاری تمنا پوری کرنے آیا ہوں۔ لیکن یاد رکھو ''اللہ بس۔ باقی ہوس''۔

اس روز کے بعد آپ پورے طور پر گوشہ نشیں ہو گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں درجۂ کمال کو پہنچے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال با کمال بزمانہ شہنشاہ عالمگیر تقریباً گیارھویں صدی ہجری کے آخر میں ہوا۔ مزار پُر انوار موضع دہلو تحصیل میلسی ضلع وہاڑی میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

مزار کی تعمیر شہنشاہ عالمگیر نے 1104 ہجری میں کرائی تھی۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت کمال چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیر طریقت، امیر شریعت، واقف اسرار و رموز حقیقت، حضرت کمال چشتی رحمتہ اللہ علیہ ایک عظیم ولی کامل بزرگ اور مرد باخدا ہیں تمام زندگی دین متین کی خدمت کے لئے وقف کی۔ آپ قلعہ روہتاس کی تعمیر کے وقت بقید حیات تھے مگر بعد میں قلعوں کی تعمیر کا کام جب اختتام کو پہنچا تو آپ کا وصال ہو گیا تھا۔ شیر شاہ سوری کو آپ سے گہری محبت تھی اسی وجہ سے وہ آپ کو اپنا روحانی پیشوا سمجھتا تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال گیارہویں صدی ہجری میں ہوا۔ جب آپ کا وصال باکمال ہوا تو شیر شاہ سوری کے بیٹے سلیم شاہ سوری نے بڑی عقیدت و احترام سے آپ کے جنازہ میں نہ صرف شرکت کی بلکہ قلعہ میں مزار بنانے کا حکم بھی دیا۔ آپ کا مزار پُر انوار قلعہ روہتاس کے خواص خانی دروازے سے باہر تقریباً سو میٹر کے فاصلے پر مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کا مزار اسلامی تعمیر و فن کا ایک نادر نمونہ ہے ہر دیوار اٹھائیس فٹ لمبی اور پندرہ فٹ اونچی ہے۔ اس پر پچپن فٹ محیط اٹھارہ فٹ اونچا گنبد بھی بنا ہوا ہے۔ جس کے اوپر پھول اور پھلدار گلدان بنے ہوئے ہیں۔ مزار سے بطرف مشرقی جانب ایک بغیر چھت چھوٹی سی محراب دار مسجد بھی ہے۔

اہلیان قلعہ روہتاس تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم کے لوگ آپ سے گہری عقیدت و محبت رکھتے ہیں اور سال بعد آپ کا عرس مبارک بھی کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت خواجہ پیر محمد ابراہیم دو پاسی چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: خاندان خواجہ مودود چشتی کے چشم و چراغ، آفتاب ولایت، ماہتاب حقیقت و معرفت حضرت خواجہ محمد ابراہیم دو پاسی چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا شمار عارفانِ روزگار اور واصلانِ صاحب اسرار میں ہوتا ہے۔

آپ کا اصل وطن چشت ملک ایران ہے، مگر آپ کے خاندان کے افراد ایران و ہرات کے علاقہ سے ڈھاڈر ضلع کچھی صوبہ بلوچستان میں آ کر مستقلاً قیام پذیر ہوا۔

ڈھاڈر برصغیر پاک و ہند کی عظیم شاہراہ درہ بولان کے جنوب مشرقی دہانے پر واقع ہے، اس لئے اسے پہلے ''دہان در'' کہتے تھے، جو علاقائی زبان میں بگڑتے بگڑتے ڈھاڈر مشہور ہو گیا۔

ڈھاڈر کے علاقہ میں حضرت خواجہ مودود چشتی علیہ الرحمۃ کی اولاد سے پہلے بزرگ آپ دو بھائی ہیں جو ''پیر دو پاسی'' کہلائے، ان میں ایک خواجہ محمد ابراہیم یک پاسی اور دوسرے خواجہ محمد ابراہیم دو پاسی کہلائے۔

یک پاسی، اور دو پاسی کہلانے کی وجہ تسمیہ معروف مورخ اور تذکرہ صوفیائے بلوچستان کے مصنف جناب ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے یہ بیان کی ہے کہ یہ دونوں بھائی، دو علاقوں یعنی ایک مستونگ میں، اور دوسرے ڈھاڈر میں مقیم اور محو عبادت و ریاضت تھے۔

مشکل کے وقت میں بڑا بھائی اپنے عقیدت مندوں کی ایک پاس میں اور چھوٹا بھائی دو پاس میں دستگیری کے لئے پہنچ جاتے تھے۔

دو پاس کا معنی (دو پہر بمعنی چھ گھنٹے) میں لوگوں کی مرادیں پوری کراتے تھے، اسی کے باعث یہ خاندان سید کی بجائے ''دو پاسی'' کے نام سے معروف ہوا، اور آج بھی اس خاندان کے افراد کو ''دو پاسی'' کے نام سے لکھا اور پکارا جاتا ہے، اور علاقہ بھر میں اس خاندان کے افراد کو عزت و احترام سے دیکھا جاتا ہے۔

آپ کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے ☆: حضرت خواجہ محمد ابراہیم دو پاسی بن حضرت خواجہ کلاں بن حضرت ابراہیم یک پاسی بن حضرت خواجہ ابو احمد بن حضرت خواجہ مودود چشتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سالار چشت سے جا کر ملتا ہے۔

خاندانی عظمت وجاہت مورخین کی نظر میں ☆: سر رابرٹ سنڈیمن بلوچستان کا پہلا فاتح جب پہلے مشن پر قلات جانے کی خاطر ڈھاڈر پہنچا تو وہ بھی اس خاندان کی تاریخی حیثیت سے صرف نظر نہ کر سکا، اور اس علاقے سے مشن کے اراکین

Marfat.com

میں اس خاندان کے معروف روحانی بزرگ حضرت پیر اورنگ شاہ کو شامل کیا، جس نے مشن نہایت کامیابی سے ہمکنار کرانے کے لئے اہم کردار ادا کیا۔

نمبر۲☆: ہتورام لکھتا ہے، ایک خاندان سیّد کا جناب سیّد اورنگ شاہ، اس شہر ڈھاڈر میں رہتا ہے، جس کی وجہ سے اس کے فی الجملہ غربا پناہ میں ہیں، اور یہ حضرت مرشد ہیں، خان صاحب والئی قلات اور اقوام بروہی، سرابانیہ وجھلہانیہ واقوام مری وغیرہ بلوچستان کے ہیں۔

ان بزرگ کا احترام دونوں فرقوں کے لوگ کرتے ہیں، جب کبھی بدامنی شروع ہوتی ہے لوگ اکثر اشیاء کے گھر میں آ کر دفن کرتے ہیں، بلکہ اس حدتک پایا گیا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا گیا کہ آج کل پیشتر آنے صاحب بہادر سے جو خبر مفسدہ بروہی کے گرم تھی، دکاندارانِ شہر شام کو دکان بند کر کے تمام مال واسباب اس سیّد کی حویلی میں لے جا کر رکھتے تھے، اور صبح کو اس کے گھر سے مال و اسباب اٹھا کر دکان پر لاتے تھے۔

یہ سیّد بہت اچھا بھلامانس اور لئیق پایا گیا، وہ ہر دلعزیز ہے، نہ اس کو تعصب مذہبی ہے، نہ فخر قوم، ہر کہ ومہ سے خلق اور اتحاد ہے۔
ہتورام نے پھر حضرت خواجہ محمد ابراہیم چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے لکھا ہے، پیر ابراہیم جدامجد اس اورنگ شاہ کا تھا جس کی خانقاہ ڈھاڈر سے بفاصلہ دوکوس درہ بولان میں ہے، یہ شخص صاحب کرامت ہو گزرا ہے، لوگ ان کے بہت مرید اور معتقد ہیں۔
فاتح بلوچستان انگریز اور ہندو مورخ کی زبانی یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ آپ اپنے زمانے کے ایک خدارسیدہ بزرگ تھے، آپ کے خانوادے کو سارے علاقے کی آبادی کا پیرخانہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے، صدیاں گزر جانے کے باوجود آج بھی بلوچ، براہوئی، جاٹوں، اور پٹھانوں کے علاوہ ہندو آبادی کے لئے قابل احترام ہے، اس خاندان کے بزرگوں کو شروع ہی سے سارے علاقے میں خصوصی امتیاز حاصل رہا ہے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال تقریباً ۱۱۰۰ھ بمطابق 1700ء بعہد شاہ جہان میں ہوا، مزار پُر انوار درّہ بولان کے جنوب مشرقی دہانے علاقہ ڈھاڈر ضلع کچھی صوبہ بلوچستان میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت شیخ نظام الدین چشتی المعروف پیر مہکار رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر چشت اہل بہشت، ولی اقلیم ولایت، حامی سنت، ماحی بدعت، سرفراز دارین، بے نیاز کونین خواجہ لاہور حضرت شیخ نظام الدین چشتی بملقب پیر مہکار رحمتہ اللہ علیہ حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد سے ایک بزرگ محمد عاقل کے گھر ایران میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد گرامی جناب محمد عاقل شاہ طہماسب والی ایران کی اولاد کے اتالیق تھے۔ ان کے دو صاحبزادے تھے ایک کا نام مولوی سید نظام الدین دوسرے کا نام سید مولوی عنایت اللہ تھا۔

آپ حضرت سید نظام الدین کے ہاں نرینہ اولاد زندہ نہ رہی جبکہ آپ کے دوسرے بھائی مولوی سید عنایت اللہ کی اولاد کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے جن میں سے بہت سے افراد اب بھی لاہور میں موجود ہیں۔ آپ کے بھائی مولوی عنایت اللہ جب ایران سے ہندوستان تشریف لائے تو پاکپتن شریف میں حضرت شیخ السلام والمسلمین زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک طویل عرصے تک حضرت بابا صاحب کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ حضرت بابا صاحب نے ان کی خدمت کے بالعوض ان کو اپنا متبنٰی بنالیا۔ اس وجہ سے یہ خاندان چشتی کہلانے لگا۔

اس کے علاوہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء زری زر بخش علیہ الرحمتہ نے بھی مولوی سید عنایت اللہ اور ان کی اولادوں کی تربیت فرمائی۔

بیعت و خلافت ☆: حضرت شیخ نظام الدین المعروف پیر مہکا چشتی رحمتہ اللہ علیہ جب ایران سے ہجرت کر کے وارد ہندوستان ہوئے تو حیدر آباد دکن میں حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی چشتی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور مرشد کامل کی خدمت میں رہ کر مجاہدہ اختیار کیا مرشد کامل نے معرفت وسلوک کی منازل کی تکمیل کے بعد نہ صرف آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا بلکہ آپ کو خواجۂ لاہور کا لقب عطا فرما کر آپ کو لاہور کی جانب روانہ کیا۔

لاہور میں ورود مسعود ☆: مرشد کامل کی جانب سے خرقہ خلافت اور خواجہ لاہور کا اعزاز حاصل کرنے کے بعد آپ لاہور کے موضع خیر گڑھ جو کہ آج کل گڑھی شاہو کے نام سے مشہور ہے میں تشریف لائے اور وہاں پر ایک خانقاہ قائم کر کے سلسلہ رشد وہدایت کو

Marfat.com

جاری کیا۔ اپنی خانقاہ نما حویلی میں ایک باغ قائم کیا۔ مہمانوں کے لیے کمرے تعمیر کرائے اور اس کے ساتھ ہی مدرسہ کا بھی آغاز کیا۔ اس مدرسہ میں دیگر حضرات کے علاوہ کئی مغل شاہزادے بھی آپ کے شاگرد تھے جو آپ سے قرآن و حدیث فقہ، مثنوی کی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ مغل شہزادوں میں سے محمد شاہ رنگیلا آپ کا معروف شاگرد ہوا ہے۔

سیرت و کردار☆: آپ نہایت درجہ کے عالم فاضل اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ لاہور میں بہت سے لوگوں نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ آپ کے زمانے کے بڑے بڑے بزرگ صوفیاء سے آپ کے بڑے اچھے اور گہرے مراسم تھے۔ جن میں حضرت خواجہ سید جان محمد حضوری اور حضرت شاہ ابوالخیر علیہم الرحمۃ بہت معروف ہستیاں ہیں۔ اورنگ زیب عالمگیر بھی آپ کی بہت قدر کرتا تھا اور آپ کے اس سے بہت اچھے تعلقات تھے۔ اورنگزیب نے اپنی بیوی دل رس بانو بیگم کی وفات کے بعد اس کا مقبرہ تاج محل کی طرح کا آپ ہی کے مشورے سے اورنگ آباد میں تعمیر کروایا تھا۔

آپ سے بے شمار کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔ ان میں سے ایک کرامت بہت شہرت کے درجہ کو پہنچی کہ آپ کے فیض اثر سے پھنسیوں، مہکوں اور مہاسوں کی تکلیف دور ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اب تک بھی جو مہکوں والا وہاں جا کر حاضری دیتا ہے اور آپ کے دربار پر جھاڑو خرید کر رکھے اور پھول دربار شریف پر پیش کرے اس کو شفا مل جاتی ہے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال دس صفر ۱۱۱۷ ہجری بمطابق 1705ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار ریلوے کالونی علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو بالمقابل محمد نگر لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف کو اپنے عزیز عقیدتمند جناب خرم مجید کوہاٹی کے ہمراہ آپ کے دربار پر 2008ء ماہ مئی میں حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے۔ معروف مورخ جناب مفتی غلام سرور قادری لاہوری نے آپ کی قطعہ تاریخ وصال لکھی ہے۔

پیر مہکا نظامِ ہر دو جہاں　　شیخ عالم امام دین نبی

بہر سال وصال آں حضرت　　گفت سرور نظام دین نبی

۱۱۱۷ھ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت شیخ خواجہ ولی محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جگر گوشہ حضرت زبدۃ الانبیاء، ولی ابن ولی، غرق شہود ذات مطلق، قطب ابدال، شمع قصر ہدایت حضرت شیخ خواجہ ولی محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔ حضرت خواجہ شیخ ولی محمد چشتی علیہ الرحمۃ بن حضرت شیخ بدرالدین نظام چشتی علیہم الرحمۃ کی ولادت باسعادت قصبہ بھنڈالی میں ہوئی۔ والد بزرگوار کے آغوش میں ظاہری و باطنی علم وعرفان کی تربیت پائی کمسنی ہی سے آپ کی جبین مبارک انوار معرفت کی حامل تھی۔

بالائے سرش زهوشمندی　　　　می تافت ستاره بلندی

جس قدر زہد و ریاضت اشغال میں ترقی ہوئی کمالات روحانی اور خوارق عادات کرامات کا ظہور ہونے لگا یہاں تک کہ والد بزرگوار نے سلسلہ چشتیہ عالیہ کی مسند خلافت عطا فرمائی مگر طبع اقدس اور ہمت بلند ہنوز تشنۂ تکمیل تھی جدامجد کی روح پرفتوح سے دست گیری وامداد کی طلب ہر آن جاری تھی۔

اسی دوران میں حضرت شیخ پیر محمد چشتی نظامی لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ لکھنو سے حاضری و آستاں بوسی کے ارادہ سے پاک پتن جانے کے لیے روانہ ہوئے جب آپ پنجاب کی حدود میں داخل ہوئے ایک مقام پر حضرت بابا فرید گنج شکر کی بارگاہ سے بشارت ہوئی ''یہیں سے بھنڈالی جاؤ اور ہمارے فرزند ولی محمد کی باطنی تربیت کرو۔'' حضرت شیخ پیر محمد لکھنوی علیہ الرحمۃ جونپور کے رہنے والے مرد متوکل اور شیخ کامل تھے۔ حاضری حرمین شریفین سے بھی شرف یاب تھے۔ دہلی میں پھر قنوج میں تحصیل علم کی تھی۔ بعدہ لکھنو جا کر حضرت مولانا قاضی عبدالقادر لکھنوی قدس سرہ سے تکمیل علوم اور سند فراغت حاصل فرمائی تھی حضرت سید شاہ عبداللہ چشتی سیاح عالم کے مرید ہوئے اور ریاضات شاقہ اور مجاہدات کاملہ کے بعد خلافت سے سرفراز ہوئے تھے۔ عرصہ دراز تک دریائے گومتی کے کنارے اقامت پذیر رہ کر ہدایت خلق میں مصروف رہے نذور وفتوح کی فراوانی تھی۔ مگر سوائے ایک روزہ اخراجات کے تمام رقوم فقراء ومساکین کو خیرات فرما دیتے تھے۔ مہمان نوازی سے خاص شغف تھا۔ تصنیف وتالیف کا ذوق تھا بحر الفرات شرح دیوان حافظ شرح ہدایتہ الحکمت نیز فقہ اور

Marfat.com

تصوف میں آپ کی تالیفات ہیں۔ وفات آپ کی ۱۰۸۰ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک لکھنؤ میں ہے۔ حضرت شیخ پیر محمد علیہ الرحمۃ حضرت بابا فرید قدس سرہ کے ارشاد کے مطابق بھنڈالی روانہ ہوئے آستانہ حضرت شیخ زین العابدین میں قیام کیا اور چند روز ہی میں حضرت شیخ ولی محمد چشتی کو تمام مقامات سلوک و تصرف طے کرا دیئے۔ اور وہ تمام روحانی امانتیں جو بزرگان چشت سے آپ کو پہنچی تھیں۔ تفویض فرما دیں اور خود پاک پتن شریف روانہ ہو گئے۔ حضرت خواجہ شیخ ولی محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شیخ محمد معصوم فرزند حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے خواجگان نقشبند کے فیوض کی نعمت حاصل فرمائی۔ عرصہ دراز تک بھنڈالی میں مخلوق خدا کی ہدایت کی آپ کے کمالات کی شہرت نے آپ کو مرجع خلائق اور مخدوم زمانہ بنا دیا تھا۔

حاسدین کی معاندانہ کارروائیاں ☆: آپ کی عظمت و تقدیس اہل قرابت کو گراں گزری اختلافات کا اظہار ہونے لگا۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ بعض لوگ آپ کی جان کے دشمن ہو گئے۔ مجبوراً آپ کو خانہ نشین ہونا پڑا بزرگوں کے مزارات پر بھی معاندین نے آپ کی حاضری دشوار کر دی لیکن آپ نے حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کی اجازت کے بغیر ترک وطن کا ارادہ نہیں کیا۔ آپ چھپ کر مزار مقدس پر جاتے تھے۔ اور فاتحہ خوانی کے بعد واپس آ جاتے تھے۔ کچھ دنوں تک یہی معمول رہا۔ ایک دن حسب معمول آپ فاتحہ خوانی میں مشغول تھے۔ کہ آستانہ کا ایک درخت آپ کی طرف جھکا اور اس کی شاخیں آپ کے قدموں پر لوٹنے لگیں۔ قریب کھیت کے ایک کاشتکار نے نہایت حیرت سے اس واقعہ کو دیکھا حضرت شیخ جب گھر کو واپس ہوئے تو درخت کی شاخیں اپنی اصلی حالت پر آ گئیں کاشتکار نے فوراً ہی قریب و جوار کے کسانوں اور آستانہ کے شب باش حاضرین کو درخت کے اس طرح تعظیم کرنے کے واقعہ کو سنایا دوسرے روز تمام بستی میں آپ کی اس کرامت کی شہرت ہو گئی۔

بدایوں میں قیام ☆: حاسدین کو اور زیادہ آپ سے عداوت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ حضرت بابا فرید الدین شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو عالم رویا میں بدایوں کی حاضری کا حکم دیا۔ اور آپ اسی شارہ باطنی کے مطابق بدایوں تشریف لے آئے اور حضرت خواجہ ابوبکر بدرالدین موئے تاب شاہ ولایت بدایوں رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر روزانہ حاضری کو اپنا شعار زندگی بنا لیا ادھر سے بھی فیوض و برکات کی بارش آپ کے قلب پر ہونے لگی۔

بدایوں میں شادی اور مستقل قیام ☆: بدایوں میں شیخ علی محمد کلپار کی ہمشیرہ سے عقد ہوا اور اس طرح آپ کی متاہل زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ بدایوں سے بھنڈالی کی آمد و رفت بھی جاری رہی مگر آخر میں مستقل بدایوں کی سکونت اختیار کر لی آپ کے ہاتھ پر ایک شتربان نے توبہ کی اور مرید ہو گیا۔

Marfat.com

کشف و کرامات ☆: ایک بار حضرت شیخ بھنڈالی گئے ہوئے تھے۔ شتربان نے عادت قدیم کے مطابق دوسرے مالکوں کے درختوں کے پتے کاٹنے شروع کر دیئے اور ان پتوں کو اونٹ پر لاد کر بازار میں فروخت کرنے کے لیے چلا ابھی جنگل سے شہر تک نہ پہنچا تھا کہ اس نے دیکھا دررا حضرت شیخ تشریف فرما ہیں۔ حضرت نے شتربان کی پیٹھ پر زور سے اپنا عصا مارا اور فرمایا نابکار جس فعل سے تو نے توبہ کی تھی۔ اسی فعل کو پھر اختیار کیا۔ اونٹ والا بدحواس ہو گیا۔ اور ندامت کے ساتھ توبہ کی دوسرے روز علی الصبح انتہائی ندامت کے ساتھ ڈرتے ڈرتے حضرت شیخ کے مکان پر حاضر ہوا دستک دی معلوم ہوا کہ ابھی حضرت شیخ بھنڈالی سے واپس نہیں آئے ہیں۔ شتربان کی عقیدت اور بھی زیادہ پختہ ہو گئی۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک بار آپ اپنے اصلی وطن بھنڈالی گئے ہوئے تھے۔ بدایوں میں آپ کے پڑوس میں ایک مہاجن رہتا تھا۔ اس کی اہلیہ کو خلل دماغ کا عارضہ لاحق ہوا لوگوں نے جن و آسیب کا اثر بتایا مہاجن بے حد پریشان تھا۔ ایک روز اس نے انتہائی پریشانی کے عالم میں حضرت شیخ کی جانب توجہ کی اور عرض کیا حضرت آپ تو باہر تشریف رکھتے ہیں۔ اور یہاں آپ کا پڑوسی اس مصیبت میں مبتلا ہے۔ اس کا گھر تباہ ہو رہا ہے۔ مہاجن اسی تخیل میں مستغرق تھا کہ اس نے دیکھا کہ حضرت شیخ عصا ہاتھ میں لیے ہوئے اس کے گھر کے صحن میں تشریف لائے ہیں۔ گھر میں اجالا پھیل گیا۔ حضرت نے فرمایا پریشان نہ ہو میں نے تیری عورت سے جن و آسیب کا اثر دفع کر دیا ہے۔ دوسرے روز مہاجن کی بیوی بالکل صحیح الدماغ ہو گئی تھی۔

کرامت نمبر۳ ☆: ایسا ہی ایک واقعہ شاہجہان پور کے ایک رئیس کا ہے اس کی حالت یہ تھی کہ شورش جنوں میں وہ ہر شخص پر جو اس کے سامنے آ جاتا تھا حملہ کر دیتا تھا اور اسے زخمی کر دیتا تھا۔ خود تمام کپڑے پھاڑ کر بالکل برہنہ رہتا تھا چونکہ بدایوں عرصہ دراز سے اہل حاجت کا مرجع ہے جہاں ہمیشہ سے ایشیا کے مختلف ممالک کے آسیب زدہ اور مجنون قسم کے لوگ سلطان العارفین حضرت خواجہ ابوبکر بدرالدین موئے تاب سہروردی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر آتے ہیں۔ اور صحت یاب ہو کر واپس جاتے ہیں۔ اور ہنوز یہ سلسلہ بدستور جاری ہے چنانچہ اس مجنون رئیس کو بھی اس کے اہل قرابت زنجیروں میں جکڑ کر حضرت شاہ ولایت کے آستانہ پر لائے مریض کو آپ کے قریب لایا گیا۔ حضرت نے فرمایا زنجیریں کھول دو۔ تعمیل حکم کی گئی تو حضرت شیخ نے مریض کو ایک مرتبہ غور سے دیکھا جوں ہی آپ کی نگاہ مریض پر پڑی فوراً صحیح و سالم ہو گیا۔ اس قسم کے بے شمار واقعات آپ سے ظہور میں آئے ہیں۔ جس سے آپ کی بہت زیادہ شہرت ہو گئی تھی۔

کرامت نمبر۴ ☆: جب آپ کی زندگی کا آخری دور شروع ہوا تو آپ نے مریدین و حاضرین کو حکم دیا کہ شیخ محمد عارف کو بلاؤ کہ برکات خواجگان چشت خرقہ و دستار اور عمامہ وغیرہ میں ان کے سپرد کر دوں۔ مریدین و مقربین نے عرض کیا۔ شیخ محمد عارف بدایوں میں

Marfat.com

نہیں ہیں۔ وہ شمس آباد ضلع فرخ آباد گئے ہوئے ہیں۔ شروع ماہ رمضان المبارک سے آپ کی حالت متغیر ہونی شروع ہوئی۔ ساتویں رمضان کو حالت زندگی نازک ہوگئی غشی کا غلبہ ہوا اسی حالت میں فرمایا شیخ عارف آئے۔ لوگ دم بخود تھے۔ پھر آپ پر غفلت طاری ہوئی ہوش آیا تو دریافت کیا شیخ محمد عارف کہاں ہیں۔ مجمع جو آخری دیدار کے لئے حاضر تھا۔ کشش روحانیت حضرت شیخ پر ہمہ تن آئینہ حیرت تھا۔ لوگوں نے دیکھا کہ مجمع کو چیرتے ہوئے شیخ محمد عارف آئے اور عرض کیا محمد عارف حاضر ہے۔ حضرت شیخ پر غشی طاری تھی۔ شیخ محمد عارف کی آواز پر آنکھ کھولی چند کلمات ارشاد فرمائے جس کو شیخ محمد عارف کے سوا کوئی نہ سمجھ سکا۔ اس کے بعد حضرت شیخ نے آنکھ بند فرمائی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۷ رمضان المبارک ۱۱۳۳ھ بمطابق 1720ء کو واصل الی اللہ ہو کر حیات جاودانی کے غوش میں استراحت فرما ہوگئے۔ وفات کا مصرعہ تاریخ یہ ہے۔

پاک باطن ولی محمد شیخ

۱۱۳۳ھ

حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کی قبر حضرت شاہ جھنڈہ میں جہاں آپ کے جد محترم شیخ محمد چشتی کا مزار ہے۔ تیار کی گئی لیکن حضرت شاہ ولایت قدس سرہ نے آستانہ کے خادم خصوصی میاں ہدایت اللہ کو بشارت دی کہ ولی محمد ولی ماست بر کنارہ حوض شمسی دفن باید کرد. علی الصباح میاں ہدایت اللہ حضرت شیخ کے متعلقین تک پہنچے، واقعہ خواب بیان کیا۔

چنانچہ آپ کو حضرت شاہ ولایت کے بن میں جانب جنوب دفن کیا گیا۔ آستانہ عالیہ قادریہ مجیدیہ سے جو رستہ عام عیدگاہ شمسی تک آتا ہے۔ اسی راستے کے کنارے پر یہ مقدس مزار بدائیوں نزد دہلی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت میاں فتح دین عرف بابا فتو لے شاہ چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فقیر یگانہ، ہمہ صفت قلندرانہ، عارف واکمل، ولی مادرزاد، آئینہ جلال و جمال معرفت حضرت میاں فتح دین عرف بابا فتو لے شاہ چشتی رحمتہ اللہ علیہ ستارہ ولایت آسمانی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1252 ہجری بمطابق 1836ء کو موضع ٹھٹھہ مدو کا تحصیل و ضلع اوکاڑہ میں قوم کھرل راجپوت کے ایک فرد جناب زادہ کے گھر ہوئی۔

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ میرے شکم میں تھے تو بستی کی تمام عورتیں اور مرد مجھے بڑی عقیدت سے سلام کیا کرتے تھے حالانکہ پہلے ایسا نہ تھا۔

اکثر فقیر یا درویش بستی میں آتے تو کہتے مائی تمہیں اللہ ایک عظیم فرزند سے نوازے گا۔ اس کی خوب حفاظت کرنا۔ آپ کی ولادت کے بعد چند درویشوں نے آپ کی والدہ ماجدہ سے فرمایا۔ مائی اس بچے کو عام بچوں کی طرح کبھی اس کا منہ نہ پھٹکارنا اور نہ ہی جھڑکنا۔

آپ شیر خوارگی کے عالم میں ایک دن دودھ پیتے تھے اور ایک دن کا وقفہ کرتے۔ چند ماہ کے بعد یہ وقفہ زیادہ ہوتا چلا گیا۔

جب سن شعور کو پہنچے تو راتوں کو اکثر جنگلوں میں نکل جاتے۔ آپ کے والدین آپ کو ڈھونڈتے پھرتے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ آپ خود ہی چلے جاتے ہیں اور واپس بھی خود ہی آ جاتے ہیں۔ تو پھر ڈھونڈنا چھوڑ دیا۔ آپ نے دین اسلام کی باقاعدہ تعلیم مروجہ طریقہ پر حاصل نہیں کی۔ ضرورت کے مسائل اور دین کے بارے موٹی موٹی باتیں یاد کر رکھی تھیں جن پر سختی سے کاربند تھے۔ چونکہ آپ مادری ولی تھے اور باطنی علوم سے مرصع تھے۔ بچپن ہی سے نماز پنجگانہ کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے۔ دیگر عبادات و نوافل بھی آپ کے معمولات میں شامل تھیں۔

مجاہدہ یا کرامت ☆: ایک مرتبہ ایک سکھ نے گندم بوئی جب فصل کی کٹائی کا وقت آیا تو آپ کے والدین بھی اجرت پر کٹائی کے لیے عام لوگوں کے ہمراہ سکھ کی فصل کاٹنے گئے۔

اس دوران ماہ رمضان کا چاند نظر آیا تو آپ نے والدہ سے عرض کیا صبح کو روزہ میں بھی رکھوں گا۔ والدہ نے کہا بیٹا فصل کی کٹائی کا کام سخت ہے۔ جبکہ دھوپ اور گرمی برداشت سے باہر ہے اس لیے روزہ نہ رکھ۔ مگر آپ نے بضد ہو کر روزہ رکھ لیا اور کٹائی کے وقت پوری

Marfat.com

پانی میں بھگو کر سر پر باندھ لی اور والدین کے ہمراہ کٹائی شروع کر دی۔

زمین کے مالک سکھ نے جب ایک بچے کو والدین کے ہمراہ کٹائی کرتے دیکھا تو اس کی حیرانگی میں اس وقت اور بھی اضافہ ہوا کہ جب اسے پتہ چلا کہ یہ بچہ روزے سے بھی ہے اس نے کہا روزہ چھوڑ دو تم نباہ نہ سکو گے۔ مگر آپ نے روزہ چھوڑنے سے قطعی انکار کر دیا۔ اس سکھ نے کہا کہ اچھا تم کٹائی چھوڑ دو میں جب شام کو سب کو مزدوری دوں گا تو تمہیں بھی برابر کی مزدوری دوں گا۔ آپ نے اس پر بھی انکار کر دیا۔

جب شام ہوئی تو اس سکھ نے آپ کو اسی طرح چاق و چوبند اور کمر بستہ دیکھا تو آپ کو مزدوری سے زیادہ پیسے دیئے۔

بچپن کا دوسرا واقعہ☆: آپ کا بچپن کا عالم تھا کہ اپنی تائی صاحبہ کے ساتھ سفر پر پیدل کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں ''ون'' کا درخت رو رہا تھا کہ کسی نے میری ٹہنی توڑ لی ہے۔ آپ نے اپنی تائی صاحبہ سے کہا کہ آپ یہیں ٹھہریں میں اس درخت کی ٹوٹی ہوئی ٹہنی لگا آؤں۔

آپ کی تائی صاحبہ نے فرمایا کبھی ٹوٹی ہوئی ٹہنیاں بھی جڑا کرتی ہیں۔ آپ نے جواب دیا اللہ میاں مردے کو بھی تو زندہ کر دیتا ہے۔ یہ بھی جڑ جائے گی یہ کہہ کر آپ ٹہنی جوڑ آئے۔

اس کے بعد واپس آ کر آپ نے اپنی تائی صاحبہ سے کہا کہ میں آپ سے ایک چیز مانگتا ہوں وہ مجھے دے دیں انہوں نے پوچھا بیٹا وہ کیا ہے۔ آپ نے کہا پہلے دینے کا وعدہ کرو تو پھر بتاؤں گا۔ انہوں نے پھر پوچھا کونسی چیز ہے جو تم مجھ سے مانگتے ہو۔ آپ نے پھر وہی جواب دیا تائی اماں پہلے دینے کا وعدہ کرو پھر بتاؤں گا۔ بالآخر وہ کہنے لگی میرا وعدہ ہے تم جو مانگو گے میں تمہیں دوں گی۔

آپ نے کہا تائی اماں آپ کے پیٹ میں لڑکی ہے۔ جب وہ پیدا ہو کر جوان ہو جائے تو اس کی شادی مجھ سے کر دینا اور وہ لڑکی آج سے میری منگ ہے۔ آپ کی تائی نے کہا کہ اگر لڑکا ہوا تو پھر آپ نے جواب کہ وہ لڑکی ہے اور میرے لیے ہے میری منگ ہے۔

چنانچہ خدا کی قدرت سے وہ لڑکی آپ کے فرمان کے مطابق پیدا ہوئی تو ایک دن آپ کی تائی صاحبہ اس لڑکی کو لے کر بیٹھی تھیں کہ آپ نے گود میں اٹھا لیا اور فرمایا کہ یہ میری منگ ہے۔

پھر وقت آیا کہ آپ کی شادی اسی لڑکی سے کر دی گئی۔

بیعت وخلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت دیوان عبدالرحمٰن چشتی فریدی علیہ الرحمتہ سجادہ نشین درگاہ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

دربار حضرت گنج شکر میں حاضری☆: آپ کسی مجذوب کے کہنے پر کہ تمہارا حصہ حضور گنج شکر کے پاس ہے کہ مطابق بارہ برس تک دربار زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حاضری دیتے رہے اور اس دوران اس وقت کے سجادہ نشین دیوان عبدالرحمٰن چشتی فریدی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں بھی حاضری دیتے رہے۔ اس دوران حضرت دیوان صاحب نے آپ پر کبھی توجہ نہ دی نہ ہی پوچھا کہ کون ہو کیوں آتے ہو۔ بارہ برس کے بعد ایک دن پوچھا میاں کون ہو؟ اور میرے پاس کیوں آتے ہو؟ آپ نے

Marfat.com

اپنا پتہ اور آنے کا مقصد بتایا۔

چنانچہ دیوان صاحب آپ کو ہمراہ لے کر دربار شریف میں داخل ہوئے اور آپ کو حضرت گنج شکر کی مرقد منورہ کے ساتھ لٹا کر اپنی چادر آپ کے اوپر ڈال دی اور خود کھڑے ہو کر دعا کرتے رہے اور عرض کی کہ باوا صاحب اس کو آپ نے ہی بلوایا ہے اور آپ ہی فیض عطا کریں۔ دیوان صاحب نے کافی دیر تک دعا کے بعد آپ کو کھڑا کیا۔

دیوان صاحب نے اپنے نور باطن سے یہ معلوم کر لیا تھا کہ آپ اپنے والدین کے سب سے بڑے فرزند ہیں۔ اس لیے آپ کو خصوصی طور پر ہدایت کی کہ صرف درویشی کے پیچھے نہ پڑے رہنا۔ بلکہ محنت و مزدوری کر کے اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کی پرورش کرتے رہنا۔

چنانچہ آپ نے مختلف جگہوں پر محنت و مزدوری کر کے اپنے والدین اور بہن بھائیوں کی پرورش کی۔

زندگی کے عظیم امتحان میں کامیابی ☆: آپ دیپال پور ضلع اوکاڑہ میں ایک پنڈت کے ہاں ملازم ہو گئے۔ جس کا ایک کارخانہ اور کافی ساری زرعی زمین تھی۔ آپ دوران ملازمت اپنی تنخواہیں والدین کو بھجواتے رہے اور خود محنت و لگن سے کام کرتے رہے۔

آپ کو خداوند کریم نے قدرتاً نہایت ہی خوبصورت اور وجیہہ دراز قد بنایا تھا۔ چہرے پر ایک خاص کشش تھی۔ جس کی بنا پر اس پنڈت کی بیوی آپ پر عاشق و فریفتہ ہو گئی اور اتنی مست و دیوانی ہوئی کہ لوگوں کو شک تو پہلے ہی تھا جو بعد میں یقین میں بدل گیا کہ پنڈت کی بیوی اور اس مزدور کا باہم تعلق ہے اور لوگ پنڈت کو طعنے دینے لگے۔

پنڈت نے اس تمام معاملے کی تحقیق کے لیے ایک بہانہ بنایا کر آپ سے کہا کہ میں کسی کام کی غرض سے لاہور جا رہا ہوں۔ یہ زمین اور کارخانہ تمہاری نگرانی میں ہوگا، گھر کی نگرانی بھی کرنا ہوگی اور رات کو ڈیوڑھی میں سونا ہوگا یہ کہہ کر وہ آپ کے سامنے تو روانہ ہو گیا۔ مگر کسی کو خبر کیئے بغیر اپنے مکان کی چھت پر بیٹھ کر حالات کا مشاہدہ کرنے لگا۔

آپ معمول کے مطابق شام کو بھینسوں کو دودھ چو کر لائے، جب رات ہوئی اور سونے کے لیے ڈیوڑھی میں چارپائی بچھانے لگے تو پنڈت کی بیوی نے کہا کہ چارپائی صحن میں بچھا کر سو جاؤ۔ آپ نے فرمایا میں ڈیوڑھی میں ہی لیٹوں گا۔ تم آرام سے بے فکر ہو کر سو جاؤ۔ اس نے کہا نہیں میں نے تمہارے لیے صحن میں پلنگ بچھایا ہوا ہے۔ وہاں آرام کرو، آپ نے فرمایا تم بے فکر ہو کہ سو جاؤ میں تمام رات جاگ کر تمہاری حفاظت کروں گا۔ پنڈت کی بیوی بار بار صحن میں لیٹنے کے لیے اصرار کرتی رہی۔ آپ انکار کرتے رہے۔

آخر آپ نے اس سے پوچھا کہ مجھے صحن میں سلانے اور بلانے کا مقصد کیا ہے۔ اس نے فوراً اپنے دل کی خواہش ظاہر کی کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں لہٰذا آج رات تم میرے صحن میں گذارو۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ اس تمام برائی کے انجام دینے کا نتیجہ کیا ہوگا؟

اس نے کہا کہ میرے ہاں خوبصورت بیٹا پیدا ہوگا۔ آپ نے فوراً جواب دیا اگر تمہیں ایسا ہی پلا پوسا لڑکا مل جائے تو یہ بہتر نہیں؟ اس نے حیرانگی سے پوچھا کہ وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ میں آج سے تیرا بیٹا اور تو میری ماں ہے۔ آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ پنڈت کی بیوی کا سارا

Marfat.com

عشق کافور ہو گیا۔ اور وہ واقعی ماں کے روپ میں نکل آئی اور آپ بیٹے کے روپ میں پھر تمام عمر یہی تعلق اسی طرح تادم آخر قائم رہا۔

پنڈت یہ سارا تماشہ دیکھتا رہا کھیل ختم ہونے پر نیچے اتر کر آپ کو گلے سے لگا لیا اور کہنے لگا آج کے بعد میرے اس تمام نظام زندگی کے تم ہی مالک ہو۔ اس لیے کہ مجھے تمہاری وفاداری پر کوئی شک نہ ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ پنڈت فوت ہو گیا۔

آپ نے بھی حالات کو بھانپتے ہوئے وہاں سے علیحدگی اختیار کر لی۔ مگر وہ پنڈتانی آخر دم تک ماں بن کر ملتی رہی اور آپ کے دربار میں بھی سال بہ سال حاضر ہو کر نیاز پیش کرتی رہی۔ آپ بھی اسے آخر دم تک بیٹوں کی طرح ملتے رہے۔

فیصل آباد میں لنگر کے لیے گدا☆: حضرت دیوان صاحب پاکپتن شریف نے پہلے تو آپ کو مختلف درویشوں بزرگوں کے پاس خدمت کے لیے بھیجا، پھر ایک موقعہ پر فرمایا کہ فیصل آباد جا کر لنگر کے لیے دانے اکٹھے کرو۔ چونکہ فصل کی کٹائی کے دن تھے آپ نے اپنے گاؤں مدوکا سے ایک عزیز حسن نامی کو ہمراہ لیا اور فیصل آباد میں ایک نمبردار کے ڈیرے پر تشریف لے گئے اس کے چھ مربع زمین تھی۔ مگر تھا بے اولاد آپ چونکہ چپ کے روزے سے تھے۔ اس کے علاوہ پیٹ کا بھی روزہ تھا۔ اس لیے اشاروں سے کلام کرتے تھے آپ کے ساتھی باقی لوگوں کو بات سمجھاتے تھے۔

نمبردار کے ڈیرے پر خلقت کٹائی کے لیے آئی ہوئی تھی۔ آپ نے اس سے اشاروں میں گندم کا سوال کیا تو نمبردار نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے مراسی سے کہا کہ اس کو کچھ دے دو۔ مراسی نے جو کا ایک پولا دے دیا۔ آپ نے اپنے ساتھی حسن کو پولا لینے کا اشارہ کیا اور وہاں سے چل دیئے۔

اسی دوران نمبردار نے آپ کے ساتھی حسن سے پوچھا کہ یہ درویش کون ہے اس نے بتایا کہ حضور گنج شکر کے آستانے کے مرید ہیں۔ ان کو حضرت دیوان صاحب نے گدا کے لیے بھیجا ہے۔ جب آپ کچھ دور چلے گئے تو نمبردار کو ندامت محسوس ہوئی اور اسی مراسی کو بھیجا کہ آگے سے ہو کر ان حضرات کو واپس لے کر آؤ۔ جب آپ دوبارہ نمبردار کے بلانے پر اس کے ڈیرے پر پہنچے تو وہ بڑی عزت و احترام سے پیش آیا۔ اور آپ سے گذارش کی ایک دن میرے ہاں بھی قیام فرمائیں تو نوازش ہو گی۔

آپ نے اس کی استدعا قبول فرماتے ہوئے رات کا قیام وہیں رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔ دوپہر کا وقت ہوا تو نمبردار کی بیوی دیگر عورتوں کے سر پر فصل کی کٹائی کرنے والوں کے لیے روٹی لے کر آئی۔ تو نمبردار نے اپنی بیوی سے کہا کہ اپنا دوپٹہ میاں صاحب کو دے دو۔ یہ باندھ کر نہالیں گے سفر کے تھکے ہوئے ہیں۔ نمبردارنی نے دوپٹہ اتار دیا۔ مگر آپ نے واپس کر دیا اور اپنے ساتھی حسن سے کپڑا لے کر نہانے کے لیے چلے گئے۔ نمبردارنی نے چاہا کہ آپ کو نہلاؤں مگر آپ نے اس کے ہاتھ سے پانی کا لوٹا لے کر اس کو واپس کر دیا۔ روٹی وغیرہ کھانے کے بعد لوگ چلے گئے مگر آپ وہیں مقیم رہے۔

جب رات ہوئی تو آپ نے از خود نمبردار سے فرمایا کہ تمھارے ہاں اولاد نہ ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا۔ آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور دعا کے بعد فرمایا کہ میری دعا اللہ نے قبول کر لی ہے۔ خداوند تعالیٰ تجھے تین بیٹے دے گا۔ یہ خوشخبری سن کر نمبردار نے رات کو ہی گاؤں میں اعلان کرا دیا کہ حضور بابا صاحب کے لنگر کے لیے جو کوئی بھی کچھ دینا چاہے وہ فلاں رقبے میں پہنچا دے۔ جب صبح کو

Marfat.com

لوگوں نے گندم لانا شروع کی تو 20 من گندم اکٹھی ہو چکی تھی۔ نمبردار نے آپ سے پوچھا کہ حضور یہ گندم کہاں پہنچنی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا ٹھٹھہ مدوکا، اس نے آپ کے فرمان کے مطابق گندم بھجوائی۔ اور اس کے بعد مسلسل تین برس تک بھیجتا رہا۔ خدا نے اس کو تین بیٹے ہی عنایت فرمائے یا تیسرے سال کے بعد موضع کھر پیڑ اور چک نمبر 80 سے لنگر آنا شروع ہو گیا اور ابھی تک وہیں سے آ رہا ہے۔

ڈیرے کی برکات ☆: جب حضرت دیوان عبدالرحمان علیہ الرحمتہ کا وصال ہو گیا تو ان کے بعد حضرت دیوان فتح محمد صاحب چشتی فریدی علیہ الرحمتہ نے اعلان کیا۔ اے جاٹو، اس جگہ کو معمول نہ جاننا۔ یہ حضور باوا صاحب کا ڈیرہ ہے۔

چنانچہ وَن کے جس درخت کے نیچے آپ نے ڈیرہ لگایا تھا۔ چلہ کشی کی تھی۔ اس جگہ کی بے ادبی کرنے والا سزا پاتا ہے۔ وِن کے اس درخت کے پتے پیٹ درد والے کے لیے اکسیر ہیں۔ اگر گھی یا دودھ خراب ہو جائے تو دو پتے دودھ یا گھی میں ڈالنے سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔ نظر بد والے کو اگر دو پتے کھلا دیئے جائیں تو وہ بھی ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی تکلیفوں کے لیے آس پاس کے مواضعات کے لوگ اس ون کے پتے لے جا کر مریضوں کو کھلاتے ہیں اور شفا پاتے ہیں۔

آپ نے اپنے ڈیرے پر ایک کنواں بنایا اس کا پانی بچوں کی بہت سی امراض کے لیے باعث شفا ہے۔ خصوصاً بچوں کی پھنسیاں جو بڑھتی جاتی ہیں اس کنویں کے پانی سے تین دفعہ نہانے سے ٹھیک ہو جاتی ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۹۰ ہجری بمطابق 1970ء کے لگ بھگ ہوا۔ مزارِ پُر انوار موضع کسان ٹھٹھہ مدود کی تحصیل و ضلع اوکاڑہ میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے بھتیجے میاں محمد حسین سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

﴿تعارف سلسلہ عالیہ تاجیہ﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا الشَّاكِرِيْنَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى من كَانَ نَبِيًّا وَّ آدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ ○ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهِ الْكَامِلِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ○ اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم ○

سلسلہ عالیہ تاجیہ برصغیر پاک و ہند کا معروف سلسلہ طریقت ہے، اس کا مرکز نا گپور شریف صوبہ سی پی انڈیا میں ہے اور اس کے امیر اور روح رواں، شہنشاہ ہفت اقلیم، شاہ زمین وزمن، نسبت رسولی، آل نبی اولادِ علی، قطب مدار عالم تاج الاولیاء حضرت خواجہ بابا سید تاج الدین اولیا نا گپوری رحمتہ اللہ علیہ کی ذات سراپا اقدس ہیں۔

جن کی ولادت باسعادت ۱۵ رجب المرجب ۱۲۷۷ھ بمطابق 27 جنوری 1861ء بروز دوشنبہ بمقام کامٹی کمسری بازار نا گپور شریف صوبہ سی پی انڈیا میں سادات کے عظیم حسنی حسینی گھرانے میں ہوئی۔

آپ چونکہ مادر زاد ولی تھے اس لئے دینی اور دنیاوی تعلیم کے حصول کے دوران ہی مجاہدہ وریاضات میں مشغول رہے اور پوری پوری رات جنگلوں بیابانوں میں گزارتے بالآخر وقت وہ بھی آیا کہ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ میں حضرت عبداللہ شاہ قادری نوشاہیؒ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

اس کے علاوہ فوج میں ملازمت کے دوران بمقام ساگر (صوبہ سی پی) میں حضرت شیخ داؤد حسینی چشتی نظامیؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور ان کے وصال کے بعد آپ ان کے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شیخ داؤد مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے، اس کے علاوہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم العلمین سلطان الاولیاء حضرت مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری عالم پناہ سرکارؒ سے بطریق اویسیہ بیعت تھے۔

اگرچہ آپ بظاہر سلسلہ قادریہ نوشاہیہ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں بیعت اور صاحب مجاز اور فیض یافتہ تھے، مگر آپ پر غلبہ سلسلہ

Marfat.com

عالیہ چشتیہ صابریہ کا زیادہ تھا اور حضور مخدوم پاک سیدنا علاؤالدین علی احمد شاہ کلیریؒ سے بطریق اویسی براہ راست جو فیضان و معرفت حاصل تھی اسی کا رنگ اور تصرف آپ کی ذات والا صفات اور سلسلہ میں نظر آتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ آپ کے مریدین اور سلسلہ کے لوگ اپنے نام کے ساتھ تاجی چشتی صابری لکھتے اور کہلواتے ہیں۔

اگر سرکار تاج الاولیاء حضرت بابا تاج الدینؒ کی ظاہری زندگی کو بغور دیکھا جائے تو اس میں حضور مخدوم پاک شاہ صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عکس و جمال و جلال نظر آتا ہے۔

اسی طرح آپ کے مجاہدات و ریاضات اور منازل سلوک و معرفت کو دیکھا جائے اور آپ کے علم عرفان اور فیضان کی تقسیم کے طریقہ کار کو دیکھا جائے تو بھی حضرت سلطان الاولیاء مخدوم صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پرتو نظر آتا ہے۔ اس بنیاد پر اگر آپ کو چشتی صابری سلسلہ کے فیضان کا قاسم اور پیشوا کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

مختلف وقتوں میں حضور تاج الاولیاء سرکارؒ نے اپنے عقیدت مندوں کے بار بار اصرار پر یہ بھی فرمایا کہ اعلان کردو ہمارے مرشد پاک ہمارے نانا جان حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں۔

کئی مرتبہ آپ نے عقیدت مندوں کے جھرمٹ میں یہ بھی فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ہم کو دو آلو کھلا دیئے۔ تب سے ہم ایسے ہوگئے۔

ان تمام تاریخی واقعات اور آپ کے فرمودات کی روشنی میں ہم یہ تعین نہیں کر سکتے کہ آپ کا سلسلہ طریقت کون سا ہے، اور نہ ہی آپ کو کسی ایک سلسلہ کا پابند کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو کچھ سلاسل سے ظاہری طور پر باطنی فیضان و معرفت حاصل ہے اور کئی سلاسل اور بزرگوں حتیٰ کے امام الانبیاء سرکار علی صینا وعلیہ السلام اور امام الاولیا حضرت مولا مشکل کشا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت خضر علیہ السلام سے باطنی طور پر نسبت اور فیضان حاصل ہے۔

جبکہ آپ کی ظاہری حیات میں آپ کے تمام ظاہری و باطنی معاملات آپ کی محنت شاقہ اور مریدین و عقیدت مندان کی باطنی و ظاہری معاونت اور دستگیری و حاجت روائی کو دیکھنے کے بعد آپ کو حضرت شاہ کلیر سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا متبع اور ان کے علم و عرفان اور ولایت کا وارث کہا جا سکتا ہے۔

اور حقیقت میں آپ کے ہاں معاملہ بھی حضور مخدوم پاک صابر کلیری کی طرح کُنْ فَیَکُوْن والا ہی تھا۔ کہ آپ نے اپنی ٹھوکر سے مردے زندہ کیئے، آپ کی خدمت میں آنے والے لاعلاج مریض تندرست ہوگئے، ہزاروں کی تعداد بھٹکے ہوئے افراد صراط مستقیم پر گامزن ہوئے، آپ کی سب سے خصوصی بات یہ کہ ہمہ وقت سینکڑوں افراد اپنی اپنی حاجات دل میں لے کر بیٹھے ہوتے اور سب کی الگ الگ مرادیں ہوتیں آپ سب کے دل کے حالات پر بیک وقت مطلع رہتے اور یک جنبش نظر سب کی حاجات و مرادوں کو صرف یہ کہہ کر پورا فرما دیتے بکہ "جا کو آؤ" (یعنی جا کر آؤ) اور پھر ہونا بھی یہی تھا کہ جو بھی آپ کے پاس سے واپس جاتا بامراد ہوتا، اور جب دوبارہ حاضر ہوتا تو شاد و کام ہوتا تھا۔

Marfat.com

اسی طرح آپ کا بیعت کرنے کا طریقہ بھی سب بزرگوں سے نرالا تھا، کہ جو مرید ہونے کی نسبت سے آپ کے پاس آ گیا بس وہ آپ کا مرید ہو گیا۔

آپ کا طریقہ تعلیم بھی عام بزرگوں سے مختلف تھا کہ جس کو نظر ولایت سے دیکھا کندن بنا کر رکھ دیا، جو اسرار برسوں وظیفے پڑھنے اور شیخ کی خدمت کرنے سے سالک پر نہیں کھلتے آپ کے ہاں ایک نظر میں کھل جاتے۔

آپ کا فرمان ہے کہ سوا لاکھ ولی بناؤں گا۔ اور یقیناً بنائے ہیں کہ آج آپ کا سلسلہ پوری دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلا ہوا ہے اور آپ کے فیض یافتگان آج بھی اور قیامت تک لوگوں کے قلوب واذہان کو نور عرفان سے منور کرتے رہیں گے مگر یہاں ایک بات ضرور عرض کردوں کہ جس پر حقیقت کھلی اس نے دور رہ کر بھی آپ سے فیض وعرفان حاصل کیا۔ اور جو محجوب رہا وہ نزدیک رہ کر بھی محروم رہا۔ جیسا کہ اُس زمانے میں آپ کے پاس آنے والے بہت سے حضرات آپ کو مجذوب سمجھتے تھے وہ اس زمانے میں محروم رہے اور جو لوگ آج بھی مجذوب سمجھتے ہیں وہ آج بھی محروم ہیں، جبکہ آپ مجذوب تھے نہ سالک بلکہ آپ خودی کے جس مقام پر فائز تھے، اس بے خودی کا حال مولانا روم نے کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔

من شدم عریاں ز تن اُو از خیال
فی خراھم تا نہایات وصال

سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ کون کر وعلیکم اسلام کہنے والی ہستی کیسی ہوگی۔ آپ خود سوچ لیں۔ اژدھا جس کے قدموں میں سر رکھ کر سکون پاتا ہو، جن کا معدہ، حلق اور لعاب کنکریوں کو بھی شکر کی ڈلی بنا لیتا ہو، جو مقفل کمروں سے بسہولت نکل کر باہر ٹہل سکتا ہو، جو ناگپور میں رہ کر جنگ بلقان کی کمان کرتا ہو، جو ناگپور شریف میں سوار ٹانگے پر ہوں اور قندھار میں رہنے والے مرید کی دستگیری فرمانے کی صلاحیت کے مالک ہوں، جن کی خدمت میں کوئی آ کر کہے کہ پورے سی پی کے صوبے میں ہندو مسلم فساد برپا ہے اسے ختم کرانے آیا ہوں، اور آپ فرما دیں ہو جی ہم نے فساد ختم کرا دیا آپ کی زبان ترجمان یہ لفظ ادا کرنے کی دیر تھی کہ پورے صوبہ سی پی میں ہندو مسلم فساد کی آگ ٹھنڈی پڑ گئی۔

وہ ہستی جن کے بارے میں شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے گیارہ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو، سرکشن پرشاد وزیر اعظم حیدر آباد دکن کو خط لکھا کہ ناگپور شریف میں ایک بزرگ مولانا تاج الدین ہیں، کیا سرکار نے کبھی ان کا نام سنا یا زیارت کی؟ حکیم اجمل خان دہلوی سے ان کی تعریف سنی ہے، اور لاہور کے ایک دوست بھی ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

میرا ان کی خدمت میں حاضری کا ارادہ ہے، دیکھئے کب لاہور کی زنجیروں سے خلاصی ملتی ہے۔ یہ بزرگ چشتی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں، چوبیس گھنٹے میں بیشتر مجذوبانہ حالت میں رہتے ہیں، مگر سنا ہے کہ رات دو بجے کے بعد صبح تک ان کے فیضان کا دروازہ کھل جاتا ہے، حیدر آباد میں کوئی محمد اسماعیل صاحب ان کے پیر بھائی ہیں، شاید سرکار کو معلوم ہو، غرض جن ذرائع سے معلوم ہوا۔ آدمی قابل زیارت ہیں۔

Marfat.com

جن کی خدمت وغلامی پر مہاراجہ کشن پرشاد وزیراعظم حیدرآباد دکن فخر کرتا ہو، اس مرد قلندر کی شان کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔

آپ کی ایک بات یہ بھی بڑی اہم ہے کہ آپ کامٹی، یا شکردرہ، یا تاج آباد شریف، ان میں سے کسی بھی جگہ قیام کرنا چاہیں تو ان علاقوں کے مہاراجوں کے محلوں میں اس طرح ٹھہرتے۔ جیسا کہ اپنی جاگیر پر تصرف کررہے ہیں، اور وہ مہاراجہ نہ صرف آپ کی بلکہ آپ کی خدمت میں روزانہ آنے والے زائرین کو نہ صرف دو وقت کا لنگر دیتا بلکہ ان کی خدمت کو بھی سعادت سمجھتا تھا، آپ نے آبادی میں وقت گزارا تو محلات میں، یا پھر موج آئی تو جنگل میں کئی کئی دن گزار دیتے تھے۔ جیسا کہ آپ کا بیعت کا طریقہ نرالا، اسی طرح عطائے خلافت کا طریقہ بھی بالکل جداگانہ تھا جس کو خلافت دینا مقصود ہوتی تو اسے اپنا جبہ، یا کوئی رومال، قمیص کیفیض یافتہ احباب ایسے ہیں کہ ان سے فرمایا تم فلاں جگہ چلے جاؤ، تم فلاں جگہ چلے جاؤ، پھر وہ احباب جس جگہ جاتے مخلوق خدا کا اژدھام ان کے پاس جمع ہونے لگتا اور فیض پانے لگتے۔

آپ محفل سماع کے رسیا تھے، قوال مستقل طور پر ہمہ وقت ساتھ رہتے جہاں چاہتے وہیں سماع شروع کرادیتے، بسا اوقات بہت سی گانے والیاں ہندوستان کے مختلف اضلاع اور صوبوں سے صرف اس نیت سے آتیں کہ آپ کے پاس حاضری دے کر عارفانہ کلام سنانے کے بعد نہ صرف ضرورت سے زیادہ دام ملیں گے بلکہ دلی مرادیں بھی پوری ہوں گی۔

الغرض آپ نے مخلوق کو فیض پہنچانے، ان کو بیعت کرنے، ان کو خلافت کا تاج دینے، ان کی حاجات کو پورا کرنے، ان کی دین و دنیا سنوارنے کے لئے تمام سلاسل طریقت سے الگ اپنا ایک الگ طریقہ وضع کررکھا تھا۔

آپ کی خدمت میں ہندو، سکھ، پارسی، عیسائی، مسلمان الغرض ہر مذہب و ملت کے افراد آتے اور فیض پاکر واپس لوٹتے، دو چار دس ہزار نہیں بلکہ آپ کی نگاہ ولایت سے لاکھوں افراد کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے۔ جن میں سے صرف سوا لاکھ افراد درجہ ولایت کو پہنچے ہیں۔

آپ کے سلسلہ کا سب سے بڑا مرکز تاج آباد ناگپور شریف صوبہ سی پی انڈیا میں ہے، جبکہ پاکستان میں مرکز کراچی میں سلسلہ عالیہ تاجیہ کی عظیم خدمات انجام دے رہا ہے، اور آپ کے مشن کی تکمیل میں مصروف عمل ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان کے چاروں صوبوں اور ہر چھوٹے بڑے شہر میں آپ کے فیضان یافتگان دین اسلام اور تصوف و طریقت کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

والسلام مع الاکرام۔ خاکپائے درِ مخدوم صابر نواز

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

Marfat.com

منقبت در شان

حضرت بابا سید تاج الدین اولیاء ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ

تاج دیں نور مبیں عظمت والے بابا
واکی والے مرے دنیا سے نرالے بابا
کشتی عمر فنا بحر خطا میں ڈوبی
بادباں ٹوٹ گئے کون سنبھالے بابا
شمع عرفاں سے میرا صدر منور کر دو
نور کے سانچے میں اللہ کے ڈھالے بابا
جادہ راہ طریقت میں ہوں آبلہ پا
دور منزل ہے مجھے کون سنبھالے بابا
عرصۂ حشر ہے اور مجھ سا گنہگار کلام
سایۂ دامنِ رحمت میں چھپا لے بابا
اپنے شیداؤں کو اِک جام محبت دینا
او نئے ساغروں کے بانٹنے والے بابا
کون ہے ماہِ عرب کون ہے محبوب خدا
اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے بابا

از: حضرت بابا ذہین شاہ تاجی

Marfat.com

حضرت بابا سید تاج الدین ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: تاج الاولیاء، زینت الصلحا، امام العرفاء والاتقیاء، برھان الاصفیا، منبع فیض وجود وسخا، آفتاب علم وحکمت، پروردۂ نگاہ لطف رسول مدنی حضرت بابا تاج الدین الحسنی والحسینی ناگپوری، چشتی قادری، نظامی، صابری رحمتہ اللہ علیہ غریق در بحر عشق ومحبت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۵ رجب المرجب ۱۲۷۷ھ بمطابق ۲۷ جنوری بروز پیر ۱۸۶۱ء کو ولی العصر حضرت سید بدرالدین شاہ علیہ الرحمۃ کے گھر بمقام کامٹی کسری بازار ناگپور شریف مہاراشٹر اصوبہ سی پی انڈیا میں ہوئی۔

آپ کے اجداد عرب سے ہجرت کر کے ہندوستان کے علاقہ کولار مدراس میں آباد ہوئے۔ جہاں ان کو پیرزادگان کولار کے نام سے لکھا اور یاد کیا جاتا تھا۔

آپ کا شجرہ نسب پچیس واسطوں سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور بتیس واسطوں سے حضرت امام حسین بن حضرت مولائے کائنات علی علیہ السلام سے جا کر ملتا ہے۔ اس طرح آپ کا تعلق حسنی سادات سے بنتا ہے۔ ہندوستان میں آپ کے پردادا کے والد گرامی حضرت سید عبدالقادر حسنی رحمتہ اللہ علیہ کولار مدراس میں تشریف لا کر فوج میں صوبیدار کے عہدہ پر فائز ہوئے۔

آپ کا نام سید تاج الدین ہے، جبکہ لقب "تاج محی الدین، تاج معین الدین، تاج الاولیاء، چراغ دین" اور شہنشاہ ہفت اقلیم جیسے القابات سے بھی آپ کو پکارا جاتا ہے۔

شجرہ نسب ☆: حضرت خواجہ بابا سید تاج الدین اولیاء بن حضرت سید بدرالدین بن حضرت سید حیدر شاہ بن سید علی شاہ بن حضرت سید عبدا قادر شاہ بن حضرت سید محی الدین سیاہ شاہ بن حضرت سید جمال احمد شاہ بن حضرت سید نصیر الدین بن حضرت سید کمال الدین بن حضرت سید عماد الدین بن حضرت سید علاؤ الدین بن حضرت سید بہا والدین بن حضرت سید عبداللہ بن حضرت سید جلال الدین بخاری بن حضرت سید کمال الدین بن حضرت سید حسین لقب بہ محبوب بن حضرت سید حسین اکبر بن حضرت سید عبداللہ شاہ بن حضرت سید فخر الدین بن حضرت سید محمود رومی بن حضرت سید عبداللہ بن حضرت سید محمد جامع شاہ بن حضرت سید علی اکبر شاہ بن حضرت سید امام حسن عسکری بن حضرت سید امام علی تقی بن حضرت سید امام موسیٰ رضا بن حضرت سید امام موسیٰ کاظم بن حضرت سید امام جعفر صادق

Marfat.com

بن حضرت سید امام محمد باقر بن حضرت سید امام زین العابدین بن حضرت سید امام حسین علیہ السلام بن امام المشارق والمغارب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

تعلیم وتربیت☆: آپ اپنے والدین کے اکلوتے فرزندارجمند تھے، ابھی آپ کی عمر عزیز صرف ایک سال کی تھی کہ والد گرامی کا رنگون کے سفر میں انتقال ہوگیا، اس کے بعد آپ کی والدہ محترمہ آپ کو لے کر اپنے والد بزرگوار جناب حضرت سید میراں شاہ صاحب کے گھر آ گئیں جب آپ کی عمر عزیز چھ برس کی ہوئی تو آپ کے نانا بزرگوار نے آپ کو ایک دینی مدرسہ میں داخل کرادیا جہاں آپ نے حضرت مولانا اکرام الحسن اور حضرت مولانا اکرام الحق صاحب سے دینی تعلیم حاصل کی اور اس کے ساتھ عربی وفارسی واُردو اور انگریزی کی تعلیم بھی حاصل کی۔

آپ کی عمر جب (۹) برس کی ہوئی تو والدہ ماجدہ کا بھی وصال ہوگیا، اس کے بعد آپ کی تربیت وتعلیم کی تمام تر ذمہ داری نانا بزرگوار حضرت سید میراں شاہ رحمتہ اللہ علیہ پر آن پڑی۔ جس کو انہوں نے کما حقہ نبھانے کی کوشش کی، دوران تعلیم کامٹی ناگپور شریف کے ایک بزرگ حضرت سید عبداللہ شاہ قادری نوشاہی، ایک روز آپ کے مدرسے میں پہنچے اور معلم سے مخاطب ہوکر فرمایا "تو انہیں کیا پڑھاتا ہے یہ تو علم لدنی کا مالک ہے" پھر وہ آپ کی طرف مخاطب ہوکر فرمانے لگے، کم کھاؤ، کم سو، کم بولو اور قرآن کریم کی تلاوت زیادہ کرو، بلکہ تلاوت کے وقت یہ سمجھو کہ تم پر قرآن کا نزول ہورہا ہے، اس کے بعد انہوں نے جھولی سے ایک چھوہارا نکالا اور اس کو چبا کر آدھا حصہ آپ کو کھانے کے لئے دیا، آپ نے وہ چھوہارا کھایا تو فوراً آپ کی حالت بدل گئی اور ایک خاص کیفیت میں آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اور تین دن تک آپ پر یہی کیفیت طاری رہی۔

آپ کی عمر عزیز جب بارہ، تیرہ برس کی ہوئی تو آپ ظاہری تعلیم کی تکمیل کر چکے تھے اس لئے آپ اپنے نانا بزرگوار کے گھر تشریف لے آئے۔

مگر اس دوران آپ پر ایک عجیب مستی اور کیفیت طاری رہتی تھی جس کی بنا پر نہ ہی اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کبھی کسی کھیل میں حصہ لیا، اور نہ ہی اپنے ہم عمر بچوں جیسی عادات واطوار آپ میں موجود تھے۔

آپ کے نانا جان نے آپ کا دل بہلانے کے لئے آپ کو چند کبوتر لا دیئے اس کے ساتھ ہی سواری کے لئے آپ کو گھوڑا بھی لادیا کہ کبھی سیاحت وسیر تفریح کو جانا ہو تو اس پر سوار ہوکر چلے جائیں، اس کے علاوہ آپ کو وراثت میں ایک باجا بھی ملا ہوا تھا۔ جسے آپ کبھی کبھی بجالیا کرتے تھے۔ مگر اس دوران آپ کا زیادہ وقت دینی کتابوں کے مطالعے میں صرف ہوتا تھا۔

سیرت وکردار☆: آپ بہت کم گو، سلیم الطبع اور انتہائی رحم دل تھے، اکثر تنہائی میں مولانا روم اور حافظ شیرازی کے شعر گنگنایا کرتے تھے آپ نے تمام عمر مخلوق خدا کی خدمت میں گزاری، تمام عمر میں کسی کی دل آزاری نہ ہونے دی۔

تیرہ برس کی عمر میں ایک دن آپ اچانک اپنے نانا کے گھر سے نکل کر سیاحت کو چلے گئے، اس دوران آپ کے نانا جان نے بہت ڈھونڈا جب آپ کہیں نہ ملے تو تھک ہار کے بیٹھ گئے۔

Marfat.com

گھر سے نکلنے کے بعد آپ کا یہ زمانہ بستر کے جنگلوں میں گزرا جہاں آپ عبادت وریاضت میں محو رہے۔ یہ مقام گونڈ وانا کہلاتا ہے۔ اس علاقہ کے باشندے جادوگری سے شغف رکھتے تھے، وہاں آپ کے قیام کی وجہ سے ان لوگوں کے جادو کے اثرات ختم ہو کے رہ گئے، جادوگری ہی ان کا ذریعہ روزگار تھا۔ جس کی وجہ سے وہ معاشی طور پر مفلوک الحال ہو گئے۔

وہ تمام جادوگر اکٹھے ہو کر اپنے گرو کے پاس گئے اور جا کر شکایت کی کے ہمارے کاروبار ختم ہو گئے ہیں، نہ جانے کیا وجہ ہے۔ ان کے گرو نے انہیں بتایا کہ اس علاقے میں ایک بزرگ آئے ہیں جو خداوند کریم کی عبادت میں دن ورات مصروف ہیں جب تک وہ بزرگ اس علاقہ میں موجود رہیں گے ہمارے تمام جادو بے اثر رہیں گے انہوں نے آپ پر اپنے جادو کے وار کرنے شروع کیے مگر اثر یہ ہوا کہ ان کے جادو کا الٹا اثر ان پر ہی ہوا۔ ان میں سے بہت سے مفلوج ہو گئے۔ بالآخر وہ اکٹھے ہو کر اس مقام پر آئے جہاں آپ عبادت و ریاضت میں مصروف تھے۔ آ کر کیا دیکھا کہ آپ درخت سے الٹا لٹکے ہوئے اپنے رب کی عبادت میں مصروف ہیں۔

مگر قدرت خداوندی سے وہ تمام مفلوج جادوگر آپ کی زیارت کرتے ہی تندرست ہو گئے، یہ دیکھ کر وہ آپ کے قدموں میں گر گئے، آپ چونکہ رب کعبہ کی بندگی میں ان کے حال سے بے خبر مصروف تھے انہوں نے اپنے دو آدمیوں کی ڈیوٹی لگا دی کہ جب آپ عبادت سے فارغ ہو کر درخت سے نیچے تشریف لائیں گے تو ہمیں اطلاع کر دینا یہ کہہ کر وہ تو واپس چلے گئے مگر ان کے مقرر کردہ حضرات آپ کی چلہ گاہ پر موجود رہے۔

آپ تقریباً دو برس کے بعد درخت سے نیچے تشریف لائے تو ان کے مقرر کردہ افراد نے انہیں جا کر بتایا کہ سرکار نیچے اتر آئے ہیں یہ اطلاع پا کر وہ تمام اپنے مرد وزن اور بچوں کو لے کر جن کی تعداد تقریباً ڈیڑھ لاکھ تھی وقفہ وقفہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے معافی کے خواستگار ہوئے سب نے اسلام قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ ان میں سے چند افراد تو دن ورات آپ کی خدمت میں رہنے لگے، یہ لوگ سی پی کے علاقہ میں کونٹ کہلاتے ہیں، اور ثعلب مصری اور جنگل کی جڑی بوٹیوں کی فروخت کا کاروبار کرتے ہیں۔ دن ورات کی عبادت وریاضت نے وہ اثر دکھایا کہ لاکھوں ہندو، عیسائی، سکھ، پارسی، آپ کی بدولت اسلام میں داخل ہو کر گمراہی کے دلدل سے نکل کر صراط مستقیم پر گامزن ہو کر کن فیکون کی تجلیوں کا مشاہدہ کرنے لگے۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، ایک مرتبہ آپ خلاف معمول لال محل میں داخل ہوئے تو تین روز تک باہر تشریف نہ لائے۔ دیدار کے پیاسے تین دن تک کھڑے رہے۔ ان میں مدراس سے آئی ہوئی ایک پچھی بائی بھی تھی جو آپ کے دیدار اور آپ کی طرف سے کچھ انعام کی منتظر تھی۔

حکیم نعیم الدین صاحب نے اس سے فرمایا کہ تم نیچے بیٹھ کر نعت شریف پڑھنا شروع کر دو سرکار خود باہر تشریف لے آئیں گے۔ چنانچہ پچھی بائی نے حسب ذیل نعت شروع کی۔

کوئی ناہی دیکھت چلے آؤ پیارے
اندھے مورکھ تو کا کا دیکھی ہیں

Marfat.com

دیکھت ہیں تو کا دیکھیں ہارے چلے
آؤ پیارے چلے آؤ پیارے

احد سے احمد بھئے معراج ما میم کی گھونگھٹ سوجھ مٹ مارے
دیکھن ہیں تو کا دیکھن ہارے چلے آؤ پیارے چلے آؤ پیارے

چھمن مائی نے ابھی یہ کلام شروع کیا ہی تھا کہ آپ محل سے باہر تشریف لے آئے اور نعت کے ان اشعار پر رقص کرنے لگے، اس دوران جو انوار و تجلیات آپ پر وارد ہوئیں ان کے سبب بہت سوں کی مصیبتیں دور ہوئیں، بہت سے اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھر کر واپس لوٹے، بہت سوں نے اپنے ظرف کے مطابق اپنے قلوب واذہان پر اس کے اثرات کو سلب کیا۔

آپ اس قدر رحم دل اور رفیق القلب تھے کہ آنے والے ہر شخص کی حاجت روائی اس کی منشا کے مطابق فرماتے تھے، کوئی سائل کبھی آپ کے در سے خالی نہ گیا، ہر قوم کے ہر فرد پر خصوصی شفقت و محبت فرماتے تھے اور لوگوں کو بلا بلا کر نعمت ظاہری و باطنی سے نواز کر مالا مال فرماتے تھے، جذب کے عالم میں جب محبت وعنایات کا ظہور ہوتا تو گناہگاروں، یتیموں، عاجزوں پر عنایات کی بارش فرمادیتے تھے۔

جس زمانہ میں آپ شکردرہ کے مقام پر راجہ کے محل میں مقیم تھے، تو آپ کے خدام اور مریدین نے محل کے اطراف میں جھونپڑیاں ڈال دیں تھیں۔ مہاراجہ کا محل ناگپور ریلوے اسٹیشن سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر تھا۔ خدام اور مریدین نے محل کے چاروں طرف راجہ کی اجازت سے جھونپڑیاں ڈالیں ہوئیں تھیں، دور دراز سے ملاقات کے لئے آنے والے زائرین وعقیدت مندان بھی اہی جھونپڑیوں میں قیام کرتے تھے۔

شکردرہ چوراہے پر دوکانیں لگ گئیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اچھا خاصہ بازار ہے، ان دوکانوں میں ہوٹل کھانے پینے کا سامان پان والے، چائے والے، سگریٹ بیڑی والے غرض کے ہر قسم کی چیز اس بازار سے مل سکتی تھی۔

جب کبھی آپ سرکار محل سے باہر تشریف لاتے خدام و مریدین تو ایک طرف وہ تمام دوکاندار اپنا مال و اسباب لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو جاتے ہر ایک کی خواہش ہوتی کہ سرکار میری دوکان سے کچھ قبول فرمالیں، کوئی آکر گلے میں گجرے ڈالتا کوئی آپ کی سواری پر پھول نچھاور کرتا، کوئی آپ کو مٹھائی پیش کرتا، آپ تھوڑی سی مٹھائی لے کر تناول فرماتے تو باقی دوکان کی تمام مٹھائی مریدین میں تقسیم فرمادیتے۔

محل سے نکل کر جہاں بیٹھ جاتے وہاں ایک بازار لگ جاتا، ناگپور شہر کے لوگ جوق در جوق دیدار کے لئے حاضر ہوتے کسی کے ہاتھ میں کوئی طعام کسی کے ہاتھ میں کھانے کے لئے کوئی چیز۔ بہر کیف ایک عجیب وغریب منظر ہوتا جو بیان سے باہر اور ضبط تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔

اسی دوران آپ کبھی جنگل کو نکل جاتے تو دو، دو، تین، تین دن تک وہیں قیام رہتا اور یہ دیدار کے پیاسے وہاں بھی آپ کے گرد اس طرح جمع رہتے جس طرح چاند کے گرد ستارے ہالہ بنائے رکھتے ہیں۔

Marfat.com

دوران ملازمت ریاضت ومجاہدہ☆: ۱۸۸۱ء میں آپ ناگپور کی رجمنٹ نمبر ۸ میں بطور نائک مقرر ہوئے، جومدراسی پلٹن کہلاتی تھی، دوران ملازمت، بھی آپ کے اشغال (ریاضت الٰہی) میں فرق نہ آیا ڈیوٹی کے اوقات کے بعد آپ ہمہ وقت عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے اور رات کے وقت بلند آواز سے حافظ شیرازی اور مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کے شعر پڑھتے رہتے تھے۔

آپ کے افسران آپ کی سادہ زندگی اور راست گوئی کی وجہ سے بہت مہربان تھے، اسی طرح تین سال آپ نے کامٹی ناگپور میں گزار دیئے، اس کے تین سال بعد آپ کی رجمنٹ کے دو حصے کر دیئے گئے، ایک حصہ کامٹی میں رہا جبکہ دوسرا حصہ ساگر چھاؤنی روانہ کر دیا گیا، ساگر والے حصے میں آپ بھی شامل تھے۔

یہ واقعہ ۱۸۸۴ء کا ہے، اس موقع پر آپ نے اپنی نانی صاحبہ اور دیگر اعزا کی رہائش کا علیحدہ انتظام کیا اور خود ساگر صوبہ (سی پی) پلٹن کے ساتھ روانہ ہو گئے، ساگر سے آپ چھٹی لے کر کبھی کبھی اپنی نانی صاحبہ سے ملاقات اور ان کی خدمت کے لئے ناگپور تشریف لاتے اور چند روز قیام کے بعد واپس ساگر تشریف لے آتے۔

ساگر میں آپ دن و رات یادِ خدا میں مست رہتے، رات کے وقت اکثر اپنے کیمپ سے نکل کر جنگلوں کی طرف چلے جاتے دن کے وقت بھی ڈیوٹی سے فارغ ہو کر اکثر ساگر کے ویران و بیابان جنگلوں میں رہتے، یا پھر ساگر میں ہی موجود ولی کامل حضرت داؤد ساگر چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر محو عبادت رہتے۔

پلٹن کے لوگوں کے دل میں خیال گزرا کہ یہ اکثر راتوں کو کیمپ سے غائب رہتے ہیں نہ معلوم کہاں جاتے ہیں، انہوں نے کسی طرح یہ خبر آپ کی ممانی صاحبہ کو پہنچا دی، خبر سنتے ہی آپ کی نانی صاحبہ ساگر پہنچیں اور آپ کی نگرانی شروع کر دی۔

آپ حسب معمول ڈیوٹی سے تشریف لائے اور پھر وہاں سے غائب ہو گئے جب رات گزار کر صبح کو گھر تشریف لائے تو نانی صاحبہ نے آپ کے لئے ناشتہ تیار کر رکھا تھا، جب آپ کی نانی نے ناشتہ کے لئے کہا تو آپ نے یہ کہہ کر ناشتہ نہیں کیا کہ مجھے بھوک نہیں ہے، جس کی وجہ سے آپ کی نانی صاحبہ کو تشویش ہوئی جب دوسرے روز معمول کے مطابق آپ ڈیوٹی سے گھر تشریف اور پھر وہاں سے غائب ہو گئے، تو نانی صاحبہ آپ کے پیچھے پیچھے چھپ کر چل دیں۔

ان دنوں آپ حضرت داؤد چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ کے حکم سے حضرت شیخ داؤد مکی ساگری چشتی صابری کے مزار پر انوار پر مجاہدہ میں مصروف تھے۔

چنانچہ آپ اپنے معمول کے مطابق دربار حضرت شیخ داؤد ساگری پر تشریف لائے اور مجاہدہ میں مصروف ہو گئے، آپ کی نانی صاحبہ یہ تمام معاملہ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے گھر واپس تشریف لائیں اور آپ کے ترقی درجات کے لئے رب کعبہ کے حضور بہت سی دعائیں کیں۔

صبح کو جب آپ حسب معمول گھر تشریف لائے تو آپ کی نانی صاحبہ نے آپ کو ناشتہ دیا۔ تو اس وقت آپ کے ہاتھ میں چھوٹے چھوٹے پتھر تھے، آپ نے ناشتے کی بجائے ان پتھروں کو منہ میں ڈال کر چبانا شروع کر دیا اور نانی صاحبہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

Marfat.com

آج کل ہم یہ لڈو پیڑے کھاتے ہیں۔ یہ تمام ماجرا دیکھ کر آپ کی نانی کے تمام خدشات دور ہو گئے، آپ نے بھی ان کو اطمینان دلایا جس کی بنا پر وہ ساگری سے واپس کامٹی ناگپور چلی گئیں۔

روشن از عکس جمالش عالم امکان ما ☆ : ایک رات آپ حضرت شیخ داؤد کی ساگری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مزار پرانوار پر مصروف عبادت تھے کہ غیب سے آواز آئی، مانگ کیا مانگتا ہے، یہ آواز ہی کئی بار آئیں۔ جس کے جواب میں آپ نے عرض کیا اے خدا اے میرے اللہ میں تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں۔ بس پھر کیا تھا۔ تیر نشانہ پر لگا۔ اور اللہ کریم نے اپنی ذاتی تجلی سے آپ کو نوازا۔ اور آپ اس تجلی میں گم ہو گئے، اور خدا آشکارا ہو گیا۔

اب تو خود کو دیکھ کر خدا یاد آنے لگا، اور اپنی محدود ہستی اور اس کے تمام تقاضے ختم ہو گئے۔

جب یہ مقام حاصل کرنے کے بعد صبح کو آپ واپس اپنے گھر تشریف لائے تو اس سے پہلے ملاء اعلیٰ نے آسمانوں اور زمینوں میں آپ کی شانِ محبوبیت کی منادی کر دی تھی۔

ساگری میں آپ کی ملازمت کو تین برس ہو گئے تھے، ادھر آپ مرتبہ محبوبیت کو پا چکے تھے۔

چنانچہ آپ نے اپنے فوجی افسر کے پاس پیش ہو کر فرمایا یہ لو ہمارا استعفیٰ اب ہم نوکری نہیں کریں گے۔ آپ کے فوجی افسر نے آپ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ اب آپ کی ترقی کا نمبر آنے والا ہے، لہٰذا ایسے میں نوکری چھوڑنا ٹھیک نہیں، اس کی بات سن کر آپ نے فرمایا مجھے جو ترقی ملنا تھی وہ مل گئی، یہ فرمانے کے بعد فوجی وردی اور دیگر ساز و سامان افسر متعلقہ کے حوالے کیا اور فوجی احاطہ سے باہر تشریف لے آئے۔

اس کے بعد سے ساگری کی گلیوں میں گھومنا شروع کر دیا، اس بات کی اطلاع اس فوجی افسر نے آپ کے گھر کر دی، افسر مذکور آپ کے بارے یہ گمان رکھتا تھا کہ شاید آپ ذہنی توازن کھو بیٹھے۔ مگر اس بے چارے کو کیا خبر کہ یہ فقر کی کس منزل سے گزر رہے ہیں، یہ تو اسلام اور بانی اسلام پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کے علمبردار بن کر ظاہر ہو رہے ہیں فوجی افسر کی طرف سے جب آپ کی نانی کو خبر پہنچی تو وہ پریشانی کے عالم میں ساگری پہنچیں اور آپ کو دیوانہ وار ساگری کی گلیوں میں گھومتے دیکھ کر تڑپ گئیں، اور مختلف حیلوں بہانوں سے آپ کو کامٹی لے آئیں، یہاں آ کر آپ کی نانی اور ماموں صاحب نے ہر قسم کا علاج کروایا، یہ لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ شاید زیادہ عبادت و ریاضت کی وجہ سے دماغ میں گرمی ہو گئی ہے۔ یا پھر کسی چلّہ وغیرہ میں غلطی ہو گئی ہے، جس کی وجہ سے دماغ میں خلل پیدا ہو گیا ہے۔

چنانچہ بہت سے عاملوں کاملوں ڈاکٹروں حکیموں سے آپ کا علاج کرایا گیا لیکن آپ کے رفقا مایوس رہے، اس لئے کہ وہ جو کچھ سمجھ رہے تھے معاملہ اس کے برعکس تھا کہ خداوند کریم نے آپ کو کس بلند مرتبہ ولایت پر فائز و مامور کر دیا ہے۔

آپ کی مسلسل اس کیفیت کا آپ کی نانی نے دل پر گہرا اثر لیا جس کے باعث وہ جلد ہی داغ مفارقت دے کر اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئیں۔ ان کے وصال کے بعد آپ کی تمام تر ذمہ داری آپ کے ماموں جان پر آن پڑی۔

Marfat.com

ادھر آپ کی کیفیت مسلسل وہی بلکہ دن بدن بڑھتی جارہی تھی۔ حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ آپ بستی میں تشریف لاتے تو بستی کی گلیوں کے بچے آپ پر سنگ باری کرتے۔ یہ دیکھ کر راہ گیران بچوں کو منع کرتے تو آپ ان راہ گیروں سے فرماتے ان بچوں کو کیوں روکتے ہو یہ پیارے پیارے بچے کو مجھ پر پھول برساتے ہیں۔ جن سے مجھے بڑی خوشبو آتی ہے۔

گرتا ہے تو گر۔ مگر تاج الدین تو ہے☆: تزکیہ نفس اور عبادت و ریاضت کی بنا پر خدا نے آپ کو وہ عروج عطا فرمایا کہ خونخوار درندے آپ کے سامنے مطیع ہو کے رہ گئے اور ایک زمانے نے بچشم خود دیکھا کہ آپ شیر پر سواری کئے ہوئے ہیں۔ اور آپ کے ہاتھ میں سانپ کا کوڑہ ہوتا تھا جس کی بنا پر کامٹی کے لوگوں نے آپ کو تاج الدین شیر سوار کے نام سے پکارنا شروع کردیا۔ ان دنوں آپ کامٹی کے نئے بازار کے کمرے میں مجاہدہ میں مصروف تھے۔ اس کمرے میں نوکیلے پتھر تھے جن پر بیٹھ کر آپ عبادت کرتے اور آرام کے وقت ان پر لیٹ کر آرام فرماتے تھے۔

اور کبھی کبھی جنگل میں تشریف لے جا کر اپنے رب اکبر کے حضور مصروف عبادت رہتے، اس دوران شام کے وقت ایک مدراسی جو کہ بے اولاد تھے آپ ان کے مکان پر بھی تشریف لے جاتے تھے۔

وہ مدراسی آپ کی انتہا درجہ کی تعظیم کرتا اپنے ہاتھوں آپ کو کھانا لاکر پیش کرتا۔ کبھی آپ کو آنے میں دیر ہو جاتی تو گھر سے نکل کر کھڑا انتظار کرتا۔ ایک روز آپ حسب معمول اس مدراسی کے گھر تشریف لائے تو مدراسی صاحب نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا، مگر اس دوران آپ کی زبان ترجمان سے بے ساختہ یہ جملے نکلے ''گرتا تو گر۔ تاج الدین تو ہے''۔ آپ کے اس جملے کو مدراسی نے سنا ضرور مگر سمجھ نہ سکا، درحقیقت وہ بھی عام لوگوں کی طرح آپ کے بارے میں خیال رکھتا تھا کہ ان کا دماغی توازن ٹھیک نہ ہے۔

آپ نے کھانا کھایا اور مدراسی کے پاس کچھ دیر قیام کیا اور واپس تشریف لے گئے، آپ کے چلے جانے کے کچھ ہی دیر کے بعد مدراسی صاحب کا مکان گر گیا، لیکن مدراسی صاحب اور ان کی اہلیہ بحفاظت رہیں، ذرا برابر چوٹ نہ آئی۔

اب ان مدراسی صاحب کو سمجھ آئی کہ آپ نے کیوں فرمایا تھا کہ ''گرتا ہے تو گر، تاج الدین تو ہے'' یعنی مطلب صاف واضح تھا کہ تو گرتا ہے تو گر مگر مدراسی اور اس کے اہل خانہ کی حفاظت کے لئے تاج الدین موجود ہے، اس دن کے بعد وہ مدراسی سمجھ گیا کہ آپ اللہ کے ولی ہیں، اور وہ اس روز کے بعد دل و جان سے آپ کی تعظیم کرنے لگا۔

ایک دن اس نے آپ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو خوش دیکھ کر آپ کی خدمت میں عرض کیا سرکار میں بے اولاد ہوں، اس کی بات سن کر آپ خاموش رہے، اس نے دوبارہ عرض کیا حضور بے اولاد ہوں، میرے لئے دعا فرمائیں۔ دوسری مرتبہ جب اس نے کہا تو آپ نے فرمایا' تاج الدین نے تجھ کو تین اولادیں دیں'' اس میں ایک پنڈت ہوگا۔

چنانچہ پھر ایسا ہی ہو کے رہا خدا نے آپ کی دعا سے اس کو تین بیٹے دیئے ان میں سے ایک پنڈت ہوا۔

اس واقعہ کے بعد دور دور تک آپ کی کرامات کا چرچا ہونے لگا اور لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ مخلوق خدا کے ہجوم کی وجہ سے آپ کے معمولات میں فرق آنے لگا جس کی وجہ سے آپ نے عبادت و ریاضت کے لئے ایک انگریز کے

Marfat.com

باغ کا انتخاب کیا۔

ان دنوں لوگ انگریزوں سے ڈرتے تھے، آپ کا خیال تھا کہ لوگ انگریز افیسر مجاز کے ڈر کی وجہ سے میرے قریب نہیں آئیں گے، مگر معاملہ اس کے برعکس ثابت ہوا۔

لوگ اکٹھے ہو کر اس انگریز افسر کے پاس پہنچے اور اس کے سامنے درخواست پیش کی، کہ بابا تاج الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ہمارے مذہب اسلام کے بہت بڑے ولی ہیں، ان کی دعا سے ہماری مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اور اللہ ان کے وسیلے سے ہماری مشکلات آسان کر دیتا ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے باغ کے اندر جا کر بابا صاحب سے ملاقات کی اجازت عام دی جائے۔

انگریز افسر نے عوام کی آپ کی ذات والاصفات سے عقیدت و محبت دیکھ کر اجازت عام دے دی، جس کی بنا پر ہر خاص و عام باآسانی آپ کی خدمت میں آنے اور جانے لگا۔ اور پھر وہی ہجوم اور مخلوق کا اژدھام آپ کے گرد رہنے لگا، یہ دیکھ کر آپ نے ایسی ترکیب نکالی کہ اس انگریز افسر نے خود ہی ٹانگہ میں بیٹھا کر آپ کو ناگپور شریف بھجوادیا۔

جب یہاں بھی ہجوم زیادہ رہنے لگا تو آپ ایک دن انگریز عورتوں کے کلب میں ننگے داخل ہو گئے، وہاں موجود عورتیں پریشان ہو گئیں اور انہوں نے پولیس کو فون کر کے بلوایا، پولیس آئی اور آپ کو پکڑ کر لے گئی اور ضلع مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جس کے حکم سے ۲۶ اگست ۱۸۹۲ء کو پاگل خانے میں قید کروا دیا گیا۔ پاگل خانے میں آپ نے بڑی ہی اطمینان سے عبادت و ریاضت کے معمولات کو جاری رکھا، اس دوران آپ کبھی کبھی روحانی طور پر کامٹی کے بازاروں میں پھرتے ہوئے بھی لوگوں کو نظر آتے۔ لوگ حیران تھے کہ ابھی تو آپ پاگل خانے میں تھے اور اب بازار میں نظر رہے ہیں۔

پاگل خانے کا عملہ بھی پاگل ہوا ہوا تھا کہ وہ بے چارے آپ کو کمرے میں بند کر کے باہر آتے تو آپ ان سے پہلے کمرے سے باہر کھڑے ہوئے نظر آتے تھے۔

اس زمانے میں پاگل خانے کے انچارج جناب ڈاکٹر عبدالمجید صاحب تھے، جو آپ سے گہری عقیدت و محبت رکھتے تھے۔

ایک دن اس پاگل خانے سے ایک پاگل جو کسی بڑے آفیسر کی سفارش پر داخل ہوا تھا، اچانک فرار ہو گیا جس کی وجہ سے تمام ذمہ داران پاگل خانہ پریشان ہو گئے، اور سوچنے لگے کہ اس آفیسر کو کیا جواب دیں گے۔

جناب ڈاکٹر عبدالمجید صاحب پاگل خانے میں ٹہلتے ہوئے سوچ رہے تھے کیا کیا جائے، کہ اتنی دیر میں آپ سرکار بذات خود ڈاکٹر صاحب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیوں پریشان ہوتے ہو صبح تک آ جائے گا۔

ڈاکٹر صاحب چونکہ آپ کے عقیدت مند تو تھے ہی، اس لئے آپ کی بات سن کر بے فکر ہو گئے، دوسرے دن صبح کو وہ فرار شدہ پاگل، پاگل خانے کے دروازہ کے سامنے کھڑا ہو گیا، جسے پاگل خانہ کے ملازمین نے دیکھ پکڑا اور ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کو اطلاع کر دی، ڈاکٹر صاحب فوراً تشریف لائے اور اس سے پوچھا کہ کہاں گئے تھے پاگل نے بالکل باہوش لوگوں کی طرح جواب دیا کہ میں اپنے گھر جا رہا تھا، لیکن بھائی تاج الدین مجھے راستے میں مل گئے انہوں نے مجھے مار مار کر پاگل خانے کے دروازے کے سامنے لا کھڑا کیا،

Marfat.com

اور خود اندر چلے گئے، اور میں یہاں کھڑا ان کا انتظار کر رہا تھا، اتنی دیر میں تمہارے سپاہی آ گئے وہ مجھے پکڑ کر اندر لے آئے، آپ کی یہ کرامت دیکھ کر ڈاکٹر صاحب اور عملہ کے دیگر ارکان آپ کے اور بھی زیادہ معتقد ہو گئے جب آپ کے مجاہدات مکمل ہو گئے تو پاگل خانے میں ہی لوگ آنے لگے اور پہلے کی طرح یہاں بھی ہجوم رہنے لگا، جو بھی آپ سے ملاقات وزیارت کے لئے آتا اس کا بگڑا مقدر سنور جاتا، لوگ منہ مانگی مرادیں پا کر واپس جانے لگے، آپ کی اس شہرت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پاگل خانے کے عملے نے آپ کے دیدار اور ملاقات کے لئے آنے والوں پر دو آنہ فیس مقرر کر دی، لیکن باوجود اس کے مخلوق کا اژدھام کم نہ ہوا بلکہ دن بدن بڑھتا رہا، یہ دیکھ کر گورنمنٹ نے فیس بڑھاتے بڑھاتے ایک روپیہ کر دی۔ مگر باوجود اس کے مخلوق آپ پر ٹوٹ کر گر رہی تھی، اور آپ کی کرامات کا چرچا زبان زد خاص وعام پر رہنے لگا، اور آپ کی ولایت کا شہرہ دور دور تک ہونے لگا، اور آپ سے فیض پانے والوں میں نہ صرف مسلمان بلکہ ہندو، سکھ، عیسائی اور پارسی حتیٰ کہ انگریز افسران عہدیداران بھی آپ کی خدمت میں حاضری دینے لگے، ان میں سر انتھونی میکڈونلڈ، چیف کمشنر کرنل روسول، سرجن اور کئی انگریز افسران شہر کے معززین دیگر اقوام کے افسران اور مسلم افسران جن میں موتی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس خان بہادر، حافظ ولایت اللہ خان صاحب اسسٹنٹ کمشنر اور ان کے علاوہ مہاراجہ بہادر رگھوجی راؤ بھونسلے جیسی اہم شخصیات آپ کے حضور آنے جانے لگے، اور آپ کی بارگاہ سے فیض یاب ہونے لگے۔ اس طرح آپ سولہ برس تک پاگل خانے میں رہے، پبلک میں بہت سے افراد ایسے بھی تھے جو فیس ادا نہیں کر سکتے تھے، انہوں نے ایک درخواست حکومت کے نام لکھ کر بھجوائی، کہ حضرت بابا تاج الدین اولیاء اللہ کے ولی ہیں، جن کو گورنمنٹ نے پاگل قرار دے کر سولہ سال سے پاگل خانے میں رکھا ہوا ہے، جبکہ ان کا دماغی توازن بالکل درست ہے، لاتعداد افراد ان کی دعا سے تندرست، بہت سے مایوس افراد ان کی دعا سے اپنی مراد کو پہنچے ہیں۔ لہٰذا ان کو پاگل خانے سے رہائی دی جائے۔

کمشنر نے درخواست پر فوری کارروائی کرتے ہوئے حکم دیا کہ کوئی بھی شخص قانونی طور پر آپ کی ضمانت داخل کرا کے آپ کو لے جائے۔

اب معاملہ یہ تھا کہ دو ہزار روپیہ آپ کی ضمانت کا جمع کرانا تھا وہ کون کرائے۔ جب اس کا علم مہاراجہ رگھوجی راؤ صاحب کو ہوا تو انہوں نے گورنمنٹ کو دو ہزار روپیہ ادا کیا اور آپ کو سولہ سال بعد ستمبر ۱۹۰۸ء کو پاگل خانہ سے اپنے محل شکر درہ لے آئے۔

جس وقت آپ پاگل خانے سے باہر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ یہ جگہ خالی نہیں رہے گی، پھر ہوا بھی ایسا ہی، کہ اس کے بعد سے تاحال اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے ایک نہ ایک عارضی طور پر اس پاگل خانے میں موجود رہتا ہے۔

آپ کے قائم کردہ تعلیمی، تبلیغی اور رفاعی مراکز ☆: آپ نے کچھ عرصہ واکی شریف میں ایک ہندو کاشی ناتھ راؤ پٹیل کے ہاں قیام فرمایا، اگرچہ راؤ صاحب ہندو دھرم سے متعلق تھے مگر حضور بابا صاحب کی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے قدر کرتے تھے، اور حضرت بابا صاحب کے عزیزوں اور آنے والے مریدین کی دل سے خدمت کرتا تھا، اکثر کہا کرتے تھے کہ ہمارے دن عید اور رات شب برات کی طرح گزرتے ہیں، راؤ کی محبت کی وجہ سے آپ سرکار انہیں بڑا بھائی کہتے تھے۔

واکی شریف میں جس جگہ آپ قیام فرماتے تھے، مہاراجہ پٹیل صاحب نے اس جگہ آپ کی چلہ گاہ تعمیر کرا دی تھی، جو کہ آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

(۱) ☆: آپ کی اس چلہ گاہ سے دو فرلانگ دور آم کا ایک درخت ہے، ایک دن آپ نے وہاں کھڑے ہو کر فرمایا یہ ہمارا شفاخانہ ہے۔

آپ کے پاس جب کوئی لاعلاج مریض آتا تو آپ مریضوں کو حکم دیتے ہمارے شفاخانے میں چلے جاؤ، مریض وہاں جا کر کچھ دیر قیام کرتے تو خدا کے فضل و کرم سے لاعلاج مریض شفایاب ہو کر واپس آتا تھا۔

(۲) ☆: آپ نے شفاخانے سے کچھ دور مغرب کی جانب کھڑے ہو کر فرمایا ''یہ ہمارا مدرسہ ہے'' اس مدرسہ والی جگہ میں آپ کند ذہن طالب علموں بیٹھ کر پڑھنے کا حکم دیئے وہ طالب علم وہاں بیٹھ کر چند روز میں ہی ذہین و فطین ہو کر جاتے۔

(۳) ☆: مدرسہ والی جگہ سے دو فرلانگ دور جا کر ایک جگہ کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا کہ ''یہ ہماری عدالت ہے۔'' مقدمات سے پریشان حضرات کو آپ اس جگہ ٹھہرانے کا حکم فرماتے۔ اس جگہ پر دو چار روز ٹھہرنے والے حضرات کے مقدمات کا فیصلہ ان کے حق میں ہو جاتا تھا۔

(۴) ☆: ایک روز آپ نے اپنی قیام گاہ کے بالکل قریب کھڑے ہو کر فرمایا ''یہ ہماری مسجد ہے۔''

ایسے حضرات جو راہ سے بالکل بھٹکے ہوئے ہوتے۔ ان کو آپ حکم فرماتے۔ جاؤ ہماری مسجد میں اللہ اللہ کرو۔

چنانچہ اس جگہ پر چند روز یہی اللہ اللہ کرنے والا پختہ نمازی ہو جاتا اور صراط مستقیم پر گامزن ہو جاتا تھا۔

(۵) ☆: اسی طرح علاقہ کی زمین کے ایک خطے پر کھڑے ہو کر آپ نے اسے پریڈ گراونڈ قرار دیا، اس پریڈ گراونڈ پر بیرون ممالک جنگوں کی آپ نے پریڈ فرما کر کمان کی۔

آپ کا ذوق سماع ☆: آپ سماع کا ذوق رکھتے تھے، خوش الحانی آپ کو مطبوع تھی، بزم میلاد آپ کے آستانے پر حکما انعقاد پذیر ہوتی تھی، قوالوں اور گانے والوں کو اس موقع پر حاضری کا موقع دیا جاتا تھا، جس کی بنا پر ان کی دل دہی اور پرورش ہوتی، آپ جب کبھی وجد کے عالم میں شہر سے جنگل کی طرف نکل جاتے تو مریدین کے اجتماع کے ساتھ قوال بھی پیچھے پیچھے کلام پڑھ رہے ہوتے تھے۔

ایک دن بارش شروع تھی کہ آپ جنگل کی طرف چل دیئے۔ عقیدت مندان بھی پیچھے پیچھے چل دیئے اور ساتھ ہی قوال بھی حسب ذیل کلام پڑھ رہے تھے۔

آدمی پہلے محبت میں بگڑے تو بنے
جب ملے خاک میں دانہ تو شگوفہ نکلے

آپ نے جب یہ شعر سنا تو واپس پلٹے اور رک کر فرمایا ''ہو'' ''حضرت جیسے ہم بگڑے'' ایک مرتبہ اسی طرح قوال درج ذیل شعر پڑھ رہا تھا۔

عشق کیا شئے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہیے
کس طرح جاتا ہے دل بے دل سے پوچھا چاہیے

Marfat.com

چونکہ کبھی کبھی آپ مزاح بھی فرمایا کرتے تھے، اس لئے اس شعر کے جواب میں آپ نے فرمایا یوں پڑھو

کس طرح جاتا ہے دل مرچوں سے پوچھا چاہیے

کبھی آپ آپ خود یہ بول پڑھتے۔

بڑھیا ہو گئی جوان لڑکپن چھوڑ دے

ایک مرتبہ آپ کے ہاں محفل سماع کے دوران ایک شخص کیفیت کی حالت بنا کر ہوحق کرتا ہوا مجمع سے نکلا اور آپ کے قدموں میں گر گیا، آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا۔ "حضرت بخار چڑھانا اچھا نہیں ہوتا" اس نے ادب سے عرض کیا۔ "حضور قدم بوسی اسی بہانے کرنی تھی۔"

ایک موقع پر ایک صاحب نے عرض کیا "حضور حال کس طرح آتا ہے" وہ شخص ٹوپی پہنے ہوئے تھا، آپ نے اس کی ٹوپی اتاری اور الٹ کر زمین پر رکھ دی، جیسے ہی آپ نے ٹوپی الٹی کر کے زمین پر رکھی، وہ شخص اچھلنے کودنے لگا، کافی دیر تک لوٹ پوٹ ہوتا رہا تو آپ نے یک دم سے ٹوپی سیدھی کر دی، وہ شخص بھی سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، پھر آپ نے فرمایا کہ کیوں جناب سمجھ گئے کہ حال کیسے آتا ہے؟

ایک مرتبہ آپ شکر درہ گھوڑ پا گاہ کے سامنے تشریف فرما تھے، کچھ لوگ رقص کرتے ہوئے آپ کو درج ذیل کلام سنا رہے تھے۔

کیا بانکا وسیلہ مرا محبوب خدا ہے

جس کی ادا دیکھ کر خالق بھی فدا ہے

یہ اشعار سن کر آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور آپ نے ان کے پاؤں میں بندھے ہوئے گھنگرو کھلوا کر اپنے پاؤں سے باندھے اور اسی کیفیت میں رقص کرتے ہوئے درج ذیل اشعار پڑھے۔

اللہ کی زبان جو تھی محمد کی زبان تھی

جو قول محمد تھا وہی قول خدا تھا

ایک مرتبہ آپ لال محل میں تشریف فرما تھے، شہزادی بائی نے محل سے باہر کھڑے ہو کر ساز ینہ پر حسب ذیل کلام پڑھ رہی تھی۔

مدینہ میں مورا پیا بالا ہے رے

بالا ہے رے متوالا ہے رے

آپ اس کی آواز سن کر محل سے باہر تشریف لائے، اور شہزادی بائی کو حکم دیا کہ اسی کو پڑھو اس نے اسی شعر کو تکرار کے ساتھ پڑھا ہی تھا تو آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی، اور اسی کیفیت میں جبہ مبارک کی دھجیاں اڑا رکھ دیں، اور حاضرین سے فرمایا کھڑے ہو جاؤ، اور شہزادی بائی سے فرمایا پڑھو اور بار بار پڑھو۔ موقع پر موجود تمام مرد و زن حضرات نے جو کچھ جیب میں تھا شہزادی بائی پر نچھاور کر دیا اس موقع پر ایک عورت نے اپنے کان سے بالی اتار آپ کو پیش کی، جسے آپ نے قبول نہ کرتے ہوئے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر زمین پر گرا دیا، اور فرمایا کہ سب کی جیب خالی ہو گئی۔ اب بڑے صاحب کے بینک سے اسے عطا کریں گے۔

Marfat.com

چنانچہ آپ نے ہر بار دس روپے کا نوٹ اس کو بطور نذر عطا کیا اور ہر نوٹ پر فرماتے یہی پڑھو، یہی پڑھو، اس مصرع کی تکرار تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی، جب آپ کے حکم سے کلام بند ہوا تو شہزادی بائی کے پاس آپ کے عطا کردہ پانچ سو روپے ہو گئے تھے۔

کبھی کبھی آپ نعت شریف کے مندرجہ ذیل شعر بھی پڑھا کرتے تھے۔

مرحبا سید مکی مدنی العربی دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آپ اکثر حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت کا درج ذیل شعر بھی پڑھا کرتے تھے۔

چہ غم دیوار امت را کہ باشد چوں تو پشتی باں
چہ باک از موج بحر آں را کہ باشد نوح کشتی باں

آپ کی شان کریمی ☆: گیادین بھائی آپ کے خصوصی بچوں میں شمار ہوتے ہیں گیادین بھائی پہلی مرتبہ آپ سے ملنے کے بعد جب اپنے گھر گئے تو آپ کے بارے گھر والوں کے دل میں ایسا تاثر ڈالا کہ ان کے بڑے بھائی ملنے کے لئے تاج آباد شریف آئے۔ اس وقت گیادین بھائی سامنے بیٹھے ہوئے تھے مگر باوجود اس کے اپنے بڑے بھائی کو نظر نہیں آئے یہ سرکار کا تصرف تھا۔

ایک دن گیادین بھائی آپ کے ہمراہ تپتی ہوئی دھوپ میں چلتے چلتے تھک گئے اور گرمی کی تپش سے ایک جگہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ آپ نے جب ان کو گرے ہوئے دیکھا تو اپنی چھتری سے ان پر سایہ کر کے بیٹھ گئے، جب انہیں ہوش آیا تو آپ کی شفقت و محبت دیکھ کر قدموں میں گر گئے اور عرض کی حضور میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ نے غلام کے لئے اس قدر تکلیف کیوں کی اس کے بعد آپ سرکار سے چھتری لے کر دوبارہ آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔

واقعہ نمبر ۲ ☆: چیچک کا ایک مریض جو نہایت بدصورت تھا، اور لوگ اس کی شکل اور بیماری کی وجہ سے نفرت کرتے تھے۔

ایک دن وہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور رو کر اپنی بیماری اور مفلسی کا حال عرض کرنے لگا، آپ نے اس کی بات سن کر اسے اپنا قوال بنالیا۔ حالانکہ وہ گانا بجانا بالکل نہیں جانتا تھا، وہ صرف اور صرف آپ کی توجہ کی بدولت گانے لگا۔

جب آپ کا جی چاہتا آپ اسے حکم دیتے وہ گانا شروع کر دیتا، لوگ اور آپ اسے پیسے دیتے رہتے جس کے باعث اس کی عسرت دور ہوگئی۔

واقعہ نمبر ۳ ☆: ایک شخص مفلسی کے عالم میں آپ کے آستانے پر حاضر ہوا۔ اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا، رات کو جب کھانے کا وقت ہوا۔ اور خدام نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا تو آپ نے فرمایا پہلے ہمارے مہمان کو کھانا پیش کرو۔ جو فلاں درخت کے نیچے بیٹھا ہے۔

چنانچہ خدام حسب الحکم کھانا لے کر اس کے پاس گئے، انہیں تب معلوم ہوا کہ وہ شخص دو روز سے بھوکا ہے، اور دور دراز مقام سے سفر کر کے آپ کی ملاقات کے لئے آئے ہیں، اور بہت تنگ دستی اور مفلسی کا شکار ہیں۔

اس مہمان نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا، کھانے کے بعد آپ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوسی کر کے دعا کا طالب

Marfat.com

ہوا۔ آپ کی دعا کی برکت سے اس کی مفلسی دور ہوگئی اور وہ خوش حال زندگی گزارنے لگا۔

واقعہ نمبر۴☆: ایک روز آپ ڈگوری میں اپنے خادم عبداللہ دکنی کے پاس تشریف لے گئے، جناب عبداللہ دکنی کا یہ معمول خاص تھا کہ وہ آپ کو اور آپ کے تمام ہمراہیوں کو پانی پلاتے تھے، جیسے ہی آپ پہنچے تو عبداللہ دکنی نے ایک مٹکا پانی آپ کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے فرمایا ہم پانی نہیں پیتے پہلے گھوڑے کو پلا کر آؤ پھر میں پانی پیوں گا، یہ حکم ملتے ہی وہ گھوڑے کی تلاش میں نکلے ایک فرلانگ دور جا کر گھوڑا نظر آیا، انہوں نے گھوڑے کو پانی پلایا نہ جانے وہ کب سے پیاسا تھا۔ گھوڑا پانچ مٹکے پانی پی گیا۔

واقعہ نمبر۵☆: آپ کے دربار میں ایک حلوائی کی دوکان تھی، اس کی دوکان میں چوری ہوگئی، چور نے چوری تو کر لی مگر بعد میں اسے خیال آیا کہ میں نے غلط کام کیا ہے۔ چنانچہ وہ نادم ہو کر آپ سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا کہ بھاگ جا چلا جا یہاں سے وہ وہاں سے چلا گیا اس کے جانے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں حلوائی نے حاضر خدمت ہو کر فریاد کی ''حضور میں لٹ گیا'' آپ نے فرمایا ''ارے جا دو تھال میں سارا ہے'' جا کر دوکان کھول، اس نے دوکان کھول کر دوبارہ جا کر دیکھا تو دو تھال چرونجی دانے کے بھرے ہوئے موجود ہیں، وہ انہی کو فروخت کر کے دوبارہ مالدار ہو گیا۔

بیعت وخلافت☆: آپ مختلف سلاسل طریقت میں مختلف بزرگوں کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوئے اور ان سے خرقہ ہائے خلافت بھی حاصل کیے، بعض بزرگوں سے آپ کو اویسی نسبت بیعت بھی حاصل ہے۔

آپ سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ میں حضرت سید عبداللہ، قادری نوشاہی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور ان ہی سے قادریہ نوشاہیہ سلسلہ میں خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

(۲)☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت شیخ داؤد حسینی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور ان سے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

نوٹ☆: آپ جس زمانے فوج میں ملازم تھے اور آپ کا تبادلہ ساگر (صوبہ سی پی) انڈیا میں ہوا تھا۔ اس زمانے آپ حضرت شیخ داؤد ساگر سے بیعت ہوئے۔

حضرت شیخ داؤد چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار بھی ساگر میں ہے۔

(۳)☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شیخ داؤد مکی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہوئے، اور انہی سے طریقہ اویسیہ پر خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

اور یہ بات ایک حقیقت ہے کہ آپ پر نسبت اویسیہ غالب رہی، اور اسی غلبہ میں آپ فرماتے، حضرت اعلان کردو ہمارے مرشد پاک ہمارے نانا جان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

ایک مرتبہ آپ نے یہ بھی فرمایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ہم کو دو آلو کھلا دیئے جب سے ہم ایسے ہوگئے۔

جناب سیدہ کائنات فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہم کو پیامبر بنا کر بھیجا ہے۔ آلو سکہ وراثت نبوت ہے۔ جن کے ذریعے سے

Marfat.com

حقیقی تبلیغ دین متین کی روح آج بھی مع فیضان ولایت جاری ہے۔

ہر ولی قوس ولایت میں اس وقت داخل ہوتا ہے، جب جناب سیدہ فاطمۃ الزہرہ اس کی تربیت و پرورش فرماتی ہیں۔ جناب حضرت سیدہ کی توجہ اور تربیت سے ہی طالب مرتبہ ولایت پر فائز ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس میں عصمت آجاتی ہے اور یہی قاعدہ ولایت ہے۔

نوٹ ☆: آج بھی ملک بھر میں آپ کے خلفاء کے مریدین اور آگے ان کے خلفاء کے مریدین اپنے نام کے بعد چشتی صابری تاجی لکھنے پر فخر کرتے ہیں اور تاجی صابری کہلاتے ہیں۔

اور حضور سرکار تاج الاولیاء بھی اپنی نسبت صابری پر فخر فرماتے تھے۔ اور صابریت ہی کا آپ پر غلبہ تھا۔

سیرت وصورت ☆: آپ کو خداوند کریم نے حسین وجمیل پیدا فرمایا۔ آپ کا رنگ گندمی قدرے سیاہی مائل اور قد مبارک درمیانہ، نقشہ، رخ باندا کھڑا، گردن صراحی دار، پیشانی فراخ، حالت جلال و جمال میں یکساں، طبیعت میں خوش مزاج، بات چیت میں نہایت سادگی کے ساتھ دل خوش کرنے والے الفاظ آنکھوں میں ایسا نور تھا کہ آپ کے چہرہ مبارک کو کوئی غور سے نہیں دیکھ سکتا تھا دست مبارک کافی دراز تھے۔

آپ سبک خرام تیز رو تھے، آنکھیں بند کیے مراقبے اور استغراق میں چلے جاتے، آپ کی رفتار سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ کے پیر مبارک زمین پر نہیں بلکہ آپ ہوا میں معلق چل رہے ہیں۔

آپ کے جسم نازنین سراپا کا یہ عالم تھا کہ ہزاروں کے اجتماع میں قد آور لوگوں کے درمیان بھی دور سے نظر آجاتے تھے، یعنی ان میں سب سے بلند نظر آتے تھے، جو آپ کی سرداری کی علامت تھی۔

کشف وکرامات ☆: ایک دن آپ واکی شریف سے آٹھ میل دور ایک کرم کے درخت کے نیچے تشریف فرماتے کہ ایک زمیندار آیا اور آپ کی قدم بوسی کر کے بیٹھ گیا، آپ جب بھی وہاں آگے پیچھے تشریف لے جاتے وہ زمیندار آپ کے پیچھے پیچھے چل دیتا، آپ اس سے فرماتے جا جا اپنا کام کر و مگر وہ نہ جاتا تھا۔

ایک روز آپ پھر دوبارہ اس آم کے درخت کے نیچے آئے تو وہ زمیندار بھی آگیا، آپ نے اس سے فرمایا اس درخت کے نیچے بیٹھ جا، اٹھنا نہیں وگرنہ جان سے ماردوں گا، وہ بے چارہ تین روز تک اس کے نیچے بیٹھا رہا، اس دوران آپ جب بھی تشریف لاتے اس سے فرماتے۔ بیٹھا رہ، یہاں سے جانا نہیں، چوتھے روز جب آپ اس درخت کے نیچے ایک چادر اوڑھ کر آرام فرمار ہے تھے، تو اس زمیندار کا بھائی اس کو تلاش کرتے کرتے آم کے درخت کے نیچے آگیا، اور اپنے بھائی کو راموں، راموں کہہ کر پکارنے لگا۔

بھائی کی آواز سن کر راموں نے اٹھ کر دیکھا اس کا بھائی رامن آوازیں دے رہا تھا، راموں دوڑ کر گیا، اور اپنے بھائی سے لپٹ گیا، رامن نے کہا کہ تم کہاں تھے میں ایک ہفتے سے تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں، اب تمہارا پتہ چلا تو یہاں تمہیں لینے آگیا ہوں، اور سنو ہمارے مقدمے کا فیصلہ اپنے حق میں ہو گیا ہے، اپنی تمام زمین جائیداد جو رہن تھی وہ سب ہمیں مل گئی ہے۔

راموں نے خوشی سے پوچھا کیس کیسے جیت گئے؟ بظاہر کوئی امید تو تھی نہیں، ساہوکار بڑا آدمی ہے۔ جبکہ ہم مجبور اور کیس بھی صحیح طرح لڑ نہیں رہے تھے، اور ہمارے پاس تو وکیل کو دینے کو پیسے بھی نہیں تھے۔

Marfat.com

تب رامن نے بتلایا کہ بھائی ایک بیرسٹر صاحب بہادر کوٹ پتلون پہنے ہوئے ہمارے گھر آئے اور پوچھا بھائی تمہارا کوئی مقدمہ ہے؟ میں نے کہاہاں۔تب انہوں نے مجھ سے کاغذات طلب کئے ان کی بات کا مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ میں نے کاغذات لا کران کو دے دیئے۔
انہوں نے کاغذات لے کر مجھ سے کہا کہ ہم تمہارے مقدمے کی پیروی بغیر فیس کے کریں گے۔ پرسوں صبح آٹھ بجے کورٹ میں ہمارا انتظار کرنا۔یہ کہہ کروہ چلے گئے۔میں مقررہ تاریخ کوٹ میں پہنچا تو کچھ دیر کے بعدوہ بیرسٹر صاحب بھی آ گئے اورڈی سی صاحب بھی آ گئے۔
چنانچہ ہمارامقدمہ پیش ہوا۔اور سب سے پہلے مجھے آواز پڑی،میں اندرداخل ہوا تو بیرسٹر صاحب بھی اندرداخل ہوئے اورڈی سی کے سامنے تقریر شروع کردی،آدھے گھنٹے تک بولتے رہے۔ڈی سی پر آپ کی تقریر کا ایسا اثر ہوا کہ اس نے مقدمے کا فیصلہ ہمارے حق میں کردیا۔اس طرح ساہوکار کا دعویٰ مسترد ہو گیا۔
نقل حکم لینے کے لئے دوسرے دن کی تاریخ ملی۔میں نقل حکم لے کراوراس سے بیشتر بھی تمہیں ڈھونڈتا رہا۔مگرتم آج ملے ہو۔
بیرسٹر صاحب مقدمہ کی پیروی کے بعد کاغذات مجھے دے کر چلے گئے ان کو بہت تلاش کیا۔وکیلوں سے پوچھا مگران کا پتہ نہیں چلا۔
آپ سرکاران دونوں بھائیوں کی یہ تمام باتیں چادراوڑھے سن رہے تھے۔جب وہ پوراواقعہ بیان کر چکا تو آپ نے چادر سے منہ باہر نکال کرفرمایا کہ میں تو کہیں نہیں گیا،یہیں ہوں،رامن نے جب آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھا تو پہچان گیا اور کہنے لگا یہی تو ہیں بیرسٹر صاحب۔
کرامت نمبر۲ ☆: حضرت فرید خان صاحب فضا فرماتے ہیں کہ جن دنوں آپ واکی شریف کے بنگلہ میں تشریف فرما تھے، میں بنگلے کا دروازہ کھول کر آپ کے کمرے میں گیا تو کیا دیکھا کہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے دو قوال آپ کو کلام سنا رہے ہیں اور آپ بڑے ہی سکون سے ان کا کلام سماعت فرما رہے تھے،قوال حضرات کسی کلام کے اس مصرعہ پر"جو جام پلادے ساقی" کی تکرار کر رہے تھے قوال اگر چہ معمولی سا تھا مگر کلام کی کیفیت غیر معمولی تھی،جس کا مجھ پر بھی خاصہ اثر تھا،اور میں اپنے دل ہی دل میں کہہ رہا تھا،کہ میرے بابا کا میخانہ تمام دنیا پر کھلا ہوا ہے،اورساری دنیا فیض یاب ہو رہی ہے،اے کاش مجھے بھی کوئی ایسا جام عطا ہوتا۔
ابھی میرے دل میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے معاً اپنے خادم کو حکم فرمایا کہ ایک گلاس پانی دو۔خادم نے پانی کا گلاس حاضر کیا،آپ نے ایک دو گھونٹ پی کر گلاس میری طرف بڑھایا،میں گلاس لینے کو آگے کی طرف بڑھا مگر دل میں کہا۔"جذب نہیں سلوک چاہتا ہوں"۔آپ نے ہاتھ واپس کھینچ لیا اور خود پینے لگے،میں نے شرمندہ ہو کر پھر دل ہی دل میں جام طلب کیا تو آپ نے دوبارہ گلاس میری طرف بڑھادیا۔لیکن میں نے دل میں پھر کہا۔"جذب نہیں سلوک چاہیے۔"
آپ نے دوبارہ پھر ہاتھ واپس کھینچ لیا،اسی طرح پھر تیسری مرتبہ آپ نے گلاس میری طرف بڑھایا مگر بدقسمتی نے میرا ساتھ چھوڑ دیا۔اور وہ خیال سوار رہا،کہ جذب نہیں سلوک چاہیے،آپ نے گلاس کو زمین پر زور سے دے مارا۔اور قوالوں کو ڈانٹا اور ڈھولک کو ٹھوکر ماری اور جذبی کیفیت میں وہاں سے اٹھے اور جنگل کی طرف تشریف لے گئے اور مجھ پر وہ مثل صادق آئی۔

تہی دستان قسمت راچہ سو داز رہبر کامل
کہ خضراز آب حیواں تشنہ می آرد سکندر

Marfat.com

کرامت نمبر ۳ ☆: ۱۹۲۴ء میں میں ناگپور شریف کے اندر ہندو مسلم فساد اپنے عروج پر تھا جس کی بنا پر لاتعداد مسلمان شہید اور بہت سے ہندو واصل جہنم ہوئے، فساد کی بنا مسجد کے سامنے گانا گانے کی تھی، بہت سے مسلمان اور ہندو گرفتار ہو کر جیل میں بھی گئے۔ مولانا شوکت علی مرحوم اس جھگڑے کو ختم کرانے کے لئے ناگپور کا ایک دورہ کر چکے تھے، مگر کامیابی نہ ہو سکی۔

جناب ڈاکٹر سید محمود احمد صاحب فرماتے ہیں کہ مجھ سے گاندھی جی نے کہا کہ اب تم ناگپور جاؤ اور امن وامان قائم کرنے کے لئے کوئی راستہ تلاش کرو۔ میں نے گاندھی جی سے کہا کہ مولانا شوکت علی جیسے لیڈر اس مسئلے کو حل نہ کرا سکے تو وہاں میری بات کون مانے گا۔

میرے انکار پر حکیم اجمل خان دہلوی مرحوم فرمانے لگے تم کو بزرگان دین سے بڑی عقیدت ومحبت ہے، الہٰذا تم وہاں جا کر حضرت بابا تاج الدین اولیاء ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دو۔ اور ان سے عرض کرو۔ مجھے یقین ہے ان کی توجہ سے جھگڑے ختم ہو جائیں گے، یہ بات میری سمجھ میں بھی آ گئی اور میں ناگپور چلا گیا۔

وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ آج کل حضرت بابا صاحب راؤ گھونسلے کے محل میں قیام پذیر ہیں میں وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ آج حضرت بابا صاحب کمرے سے باہر نہیں آئیں گے، یہ سن کر مجھے بہت مایوسی ہوئی، میں دروازے پر کھڑا ہو کر سوچ و بچار میں تھا کہ یکا یک سامنے ایک دراز قد بزرگ نظر آئے۔ جن کی آنکھیں سرخ تھیں وہ کمرے سے باہر آ کر واپس چلے گئے۔ اس کے چند لمحے بعد خادم نے آواز لگائی کہ بابا صاحب باہر تشریف لا رہے ہیں۔

چنانچہ اس کے تھوڑی دیر بعد آپ باہر تشریف لائے اور تانگے میں بیٹھ کر روانہ ہوئے تو لوگوں کا ایک اژدھام تانگے کے پیچھے دوڑنے لگا، اور لوگوں نے آپ پر پھول نچھاور کرنے شروع کر دیئے، اس موقع پر آپ سرکار رحمتہ اللہ علیہ کچھ بولتے بھی جا رہے ہیں پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ ساتھ دوڑنے والوں کی تمناؤں کا اسی طرح جواب دیتے ہیں، اور وہ بامراد ہو کر لوٹتے ہیں۔

مجھ سے بھی لوگوں نے ساتھ دوڑنے کو کہا۔ میں نے پھول تو پھینکے مگر ساتھ دوڑنے کی بجائے اپنی گاڑی میں بیٹھ کر ساتھ ساتھ چلنے لگا، دو تین میل کے بعد کچھ بھیڑ کم ہوئی تو میں گاڑی سے اترا اور تانگہ پکڑ کر ساتھ ساتھ چلنے لگا، آپ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا ''مکہ مدینہ جائے گا؟'' میں نے عرض کیا بابا انگریزوں کی غلامی اب برداشت نہیں ہوتی، یہ انگریز ہندو مسلمانوں کو برابر لڑاتے رہتے ہیں، انگریز ہندوستان سے کب جائیں گے آپ نے فرمایا ''ہاں ہاں ضرور جائیں گے''

میں نے عرض کیا یہاں آپ کی موجودگی میں ہندو مسلم جھگڑا ہو رہا ہے، ہندو تو آپ کی سیوا کرتے ہیں، پھر مسلمانوں سے کیوں لڑتے ہیں، اس لئے آپ دعا کریں کہ یہ جھگڑا ختم ہو جائے۔

آپ نے فرمایا ''ختم ہو جائے گا'' قریب ہی چند سفید پوش مسلمان گزر رہے تھے، میں ان کو بلا کر کہا۔ دیکھو بابا صاحب کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے دوبارہ پھر ان کے سامنے فرمایا ہاں ہاں ہندو مسلم جھگڑا ختم ہونا چاہئے۔

اس کے بعد میں اپنی کار میں بیٹھنے لگا تو آپ نے مجھے بلا کر فرمایا ''اور کیا چاہتا ہے؟'' میں نے عرض کیا آپ کی دعا چاہتا ہوں، آپ نے اپنے سر سے ٹسر کا ایک صافہ جو سرخ رنگ کا تھا۔ مجھے یہ کہہ کر عنایت فرمایا، اسے رکھ لے۔ میں نے ہندو مسلم جھگڑا طے کر دیا ہے۔

Marfat.com

یہ خوشخبری سن کر میں دوبارہ راجہ کے محل میں گیا، تو راجہ کو میری سرکار سے ملاقات کے دوران ہونے والی تمام گفتگو کی تفصیل راجہ کے ملازموں نے میرے پہنچنے سے قبل ہی بتادی تھی، اس نے مجھے اپنے کمرے میں بلوایا اور میرے پیروں پر پھول چڑھائے اور مٹھائی دے کر کہا آپ تو کوئی دیوتا ہیں۔ مجھے اپنے ملازمین کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ بابا صاحب نے آپ سے بہت صاف صاف گفتگو کی ہے۔ حالانکہ بابا صاحب اتنی وضاحت سے کسی سے بھی بات نہیں کرتے، اس کے بعد راجہ نے میری خاطر و مدارت کرنے کے بعد بابا صاحب کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس وقت بابا صاحب کمرے میں ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، اور ایک خادم آپ کے پیر دبا رہا تھا۔

میں نے بابا صاحب کی خدمت میں عرض کیا بابا جی ہندو مسلم فساد تو ختم ہوگیا۔ آپ نے فرمایا ''اچھا ہوا'' پھر میں نے عرض کیا حضرت اس ملک سے انگریز کب جائیں گے، یہ سن کر آپ نے قدرے غصے سے جواب دیا ''ارے میاں جب تم اس قابل ہو جاؤ گے تو خود چلے جائیں گے'' آپ کا یہ سخت فرمان سن کر میں سہم گیا، اس کے بعد بابا صاحب نے فرمایا تم گھر جاؤ۔ حالانکہ میں ابھی کچھ دیر آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا تھا۔ آپ کا حکم سن کر جب میں نہ اٹھا تو آپ نے دوبارہ گھر جاؤ گھر جاؤ کی رٹ لگائی تو میں مجبوراً آپ کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔

میرے ساتھ دو حضرات اور بھی تھے، ان میں سے ایک وہابی تھے؟ انہوں نے مجھ سے کہا دیکھئے میں آپ کو یہاں آنے سے منع کرتا رہا مگر آپ نہ مانے، یہ ایک مجنون آدمی ہے، آپ لوگوں نے ان کو فقیر بنا رکھا ہے، آپ نے ان کا اخلاق دیکھا کہ انہوں نے آپ کو اپنے پاس بیٹھنے بھی نہ دیا، میرے ساتھ دوسرے صاحب جو بزرگان دین کے عقیدت مند تھے، انہوں نے فرمایا کہ بابا صاحب کا مطلب ہے تم مکے مدینے چلے جاؤ۔ اور فاتح کی حیثیت سے ہندوستان آؤ، ان کی بات سن کر مجھے ہنسی آ گئی۔

بہر حال میں اسی دن رات کے وقت الہ آباد کے لئے روانہ ہوا۔ دوسرے دن آنند بھون (پنڈت جواہر لال نہرو کے گھر) پہنچا۔ جہاں میرا قیام ہوتا تھا، وہاں میرے لئے گھر سے ایک ٹیلی گرام آیا ہوا تھا، اس میں لکھا تھا کہ تمہارے ماموں زاد بھائی کا انتقال ہوگیا ہے، انتقال کا وقت وہی لکھا ہوا تھا جس وقت ہمیں حضرت بابا صاحب نے گھر جانے کا حکم دیا تھا اور فرما رہے تھے گھر جاؤ گھر جاؤ، تب معلوم ہوا کہ آپ اس وقت گھر جاؤ کیوں فرما رہے تھے، ہمارے واپس آنے کے فوراً بعد ہی ناگپور شریف میں ہندو مسلم فساد بھی ختم ہوگیا اور میں اپنے گھر پہنچ کر غمزدہ خاندان کی کی تقویت کا باعث بنا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۶ محرم الحرام ۱۳۴۴ھ بمطابق ۱۷ اگست ۱۹۲۵ء بروز پیر بوقت نماز مغرب چند دن کی علالت کے بعد ہوا۔

مزار پُر انوار تاج آباد ناگپور شریف صوبہ سی پی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت قادر محی الدین المعروف بمبئی والے بابا تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فنافی لذات، فنافی المرشد، فقیر یگانہ، مرشد زمانہ، قطب الاقطاب، حضرت قادر محی الدین المعروف بمبئی والے
تاجی رحمتہ اللہ علیہ ہمہ صفت موصوف تھے۔

آپ کو لوگ عام طور پر مست بابا، اور مستان بابا کے نام سے بھی پکارتے تھے آپ رہنے والے کوٹہ بھونڈی سی پی انڈیا کے تھے
قوم سے (بہشتی) سقہ تھے، اکثر برہنہ رہتے تھے۔ اگر کوئی شخص آپ کو کپڑا دے دیتا تو اسے پہنتے ہی پھاڑ دیتے تھے۔ آپ معصوم صف
مادرزاد ولی اور اپنے پیر بھائی حضرت خواجہ علی امیر الدین تاجی کی مثل تھے اور ان کی طرح توتلی زبان سے گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

حضور تاج الاولیاء حضرت بابا تاج الدین اولیاء ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ اور فیض یافتہ تھے، اس قدر سیف زبان کہ
فرماتے وہ اسی وقت ہو کے رہتا، زبان ترجمان سے نکلا ہوا جملہ کبھی خالی نہ گیا۔

مرشد کامل کا بے حد احترام فرماتے تھے، حضرت قاضی امجد علی تاجی فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے بار بار اصرار کیا کہ حضور
صاحب کی خدمت میں چلو تو فرمانے لگے نہیں جاتا، جب میں بگڑ گیا تو مجبوراً میری خاطر اٹھے اور حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ
خدمت میں پہنچے تو اس وقت حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ آرام فرما رہے تھے۔

حضور تاج الاولیاء سرکار ہم دونوں کو دیکھ کر اٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا حضرت دھوپ میں نہیں رہتے۔
بھی چھاؤں میں رہتے ہیں اور تم بھی چھاؤں میں رہا کرو، حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا جبہ مبارک اتار کر آپ کو دے
فرمایا جبہ پہنا کرو، اس دن کے بعد سے آپ نے جبہ پہننا شروع کر دیا۔

حضور تاج الاولیاء سرکار کی طرف سے مست کا خطاب ☆: ایک آپ قاضی امجد علی تاجی صاحب کے ہم
اپنے مرشد کامل حضور تاج الاولیاء سرکار کی خدمت میں تشریف لے گئے، تو حضور تاج الاولیاء سرکار نے آپ کو دیکھ کر لوگوں کو مخاطب
کے فرمایا دیکھو یہ حضرت مست آ رہے ہیں تم لوگوں نے سرمست کا نام سنا ہے، ان کا نام قادر محی الدین ہے، یہ مست ہیں، ان سے
کرو کہ ہم بھی ڈرتے ہیں یہ کالے ناگ ہیں، دیکھو ان کے سر کو دیکھو۔

لوگوں نے اکثر دیکھا ہے کہ جب آپ حجامت بنواتے تو کنڈلی مارا ہوا سانپ کا پھن آپ کی پیشانی پر دکھائی دیتا، اس کے علا

Marfat.com

پ کی پیشانی پر چاند کا نشان بھی تھا، اور اس پر سانپ کا منہ دکھائی دیتا تھا، اسی طرح آپ کی تھوڑی پر ستارے کا نشان بھی تھا۔ آپ
ے وجیہہ انسان تھے، جہاں بیٹھ جاتے ہزاروں افراد آپ کے گرد جمع ہو جاتے اور آپ کے روئے تاباں کی زیارت کرتے۔

کرامت ☆: حضرت قاضی امجد علی تاجی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۲۷ محرم الحرام ۱۳۴۸ھ شام پانچ بجے ہم آپ کے ہمراہ
ور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ پر قدم بوسی کر کے واپس آ رہے تھے کہ راستے میں شدید قسم کی بارش اور اس کے ساتھ
رناک طوفان دیکھ کر راستے میں عبداللہ پکھی کے ہوٹل میں پناہ لینے کی غرض سے قیام کیا۔ یہ عرس کا زمانہ تھا ہزاروں افراد کا مجمع ہوتا ہے،
دمی اپنی جان بچانے کے لئے تاج آباد کے ہوٹلوں اور مکانوں میں پناہ لے رہا تھا۔

چنانچہ اس ہوٹل میں اور بھی سو پچاس آدمی موجود تھے، قاضی امجد علی تاجی صاحب فرماتے ہیں کہ میرے اور حضرت مستان شاہ
حب کے ہوٹل میں داخل ہونے کے بعد زوردار طوفان شروع ہوا، جس کی وجہ سے کئی جانیں نقصان ہوئیں، ہر چہار جانب سے الامان
حفیظ کی صدائیں بلند تھیں۔

طوفان کی یہ حالت دیکھ کر لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی حضور سینکڑوں جانوں کا نقصان ہو رہا ہے۔ آپ دعا فرمائیں
بارش اور طوفان بند ہو جائے۔

قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ جب میری زبان سے دعا کے الفاظ سنے تو آپ نے اپنی توتلی زبان میں فرمایا کلیم پانی بند کر دوں۔
(کریم پانی بند کر دوں) میں گھبرایا ہوا تھا بے ساختہ سے آپ سے کہہ دیا بند کر دیجئے، میری زبان سے یہ الفاظ سنتے ہی آپ کے تیور
گئے اور چہرے پر جلال آ گیا۔

میں آپ کے چہرے پر جلال دیکھ کر ڈر گیا اور عرض کیا حضور میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ آپ جیسا مناسب سمجھیں ویسا
یں۔ لیکن آپ لوگوں کی آہ وزاری سن کر بے تاب ہو چکے تھے۔ آپ نے قبلہ رخ کھڑے ہو کر بلند آواز سے فرمایا اللہ میاں پانی بند کر
یکن پانی بند نہ ہوا، دوسری مرتبہ بھی ایسے ہی فرمایا مگر پانی بند نہ ہوا۔ تیسری مرتبہ جوش میں آئے اور چھاتی ٹھونک کر فرمایا (امارا ہوم)
ہمارا حکم ہے پانی بند ہو جا آپ کی زبان ترجمان سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ یکدم سے پانی ایسا بند ہوا کہ جیسے تالا لگا دیا گیا ہو۔
اس کے بعد پورے علاقہ میں لوگوں کو امن و سکون ملا مگر آپ کے جسم پر رعشہ طاری ہو گیا اور جسم کانپنے لگا، ہم بمشکل اپنے مکان پر پہنچے۔

قبل از وصال آپ کی کیفیت ☆: وصال سے کافی عرصہ قبل آپ پر رعشہ طاری ہو گیا تھا، جب بھی ہوش میں آتے تو
پنے وصال کی مختلف طریقوں سے خبر دیتے تھے، کبھی قوال یا گانے والی حاضر خدمت ہوتی تو آپ فرماتے کہ یہ پڑھو۔ ''سیاں گیو بڑے
سفر'' اور کبھی خوش ہو کر خود بھی گاتے تھے۔

تاج آباد کے لوگ بالخصوص حضرت حسین بابا تاجی نے آپ کے علاج کے متعلق پوچھا تو لوگوں کے اصرار پر ایک بنگالی ڈاکٹر کو بلا
چیک کرایا تو اس نے کہا کہ میری تشخیص کے مطابق آپ کو کوئی بیماری نہیں، ڈاکٹر صاحب کے جانے کے بعد آپ کا معمول بن گیا کہ
ب ہوش میں آتے تو فرماتے ہماری دوائی دو، یہ فرما کر خاموش ہو جاتے۔

Marfat.com

جمعرات کے روز آپ نے قاضی امجد علی تاجی صاحب سے فرمایا کہ "ہم کو نہلاؤ دھلاؤ اور دولہا بناؤ"
حسب الحکم نہلایا گیا، کپڑے پہنائے گئے تو خوش ہو کر فرمایا کہ ایک لمبی سی رسی لے کر آؤ۔ قاضی صاحب نے کنویں سے پانی نکالنے والی رسی خدمت میں پیش کی تو آپ نے ایک سرا پکڑ کر فرمایا دوسرا تم پکڑو اور دور چلے جاؤ، جہاں تک رسی جا سکتی ہے وہاں تک جاؤ، میں وہاں تک گیا تو فرمایا تو جہاں کھڑا ہے یہ درگاہ ہے، حالانکہ وہاں کوئی درگاہ نہ تھی میری خاموشی دیکھ کر آپ نے دوبارہ فرمایا درگاہ ہے، میں نے عرض کیا یہاں کوئی درگاہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا دیکھ لے یہ میری درگاہ ہے۔ میں نے آپ کی خوشنودی کی غرض سے کہہ دیا کہ ٹھیک ہے۔ آپ ہی کی درگاہ ہے۔

اسی جدوجہد میں رات ہو گئی میں آپ کو اٹھا کر جھونپڑی کے اندر لایا اور بستر پر بٹھا دیا۔ آپ نے اپنے انداز میں اپنے وصال کی خبر اور حضور تاج الاولیاء سرکار کی یاد شروع کر دی، دوران گفتگو کئی مرتبہ فرمایا دیکھ، دیکھ چار بج گئے، ہماری دوا لاؤ، اسی طرح جمعہ کا روز بھی گزر گیا۔ ہر آدمی آپ سے ملاقات کا متمنی تھا، آپ لوگوں سے مل کر دعائیں دے کر رخصت فرماتے رہے۔

جوں جوں وصال کا وقت قریب آتا گیا اتنی ہی بے قراری سے فرماتے رہے لاؤ۔ ہماری دوائی ہمیں لا دو۔ آپ کو بے تاب پا کر قاضی صاحب نے شربت کا گلاس تیار کر کے آپ کو دیا۔ آپ اللہ اکبر کہہ کر اٹھے اور برہنہ ہو گئے اور نصف بدن پر کمبل لے لیا، اور اللہ اکبر کہہ کر شربت کا گلاس نوش فرمایا گلاس قاضی صاحب کو پکڑا کر پھر اللہ اکبر کی صدائے دلنواز بلند کی اس کے بعد آپ کی روح مبارک پرواز کر گئی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۴ صفر المظفر ۱۳۰۰ھ بمطابق ۱۸۸۲ء بروز جمعۃ المبارک ہوا مزار پر انوار ناگپور شریف میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت بابا محمد غوث تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فقیر مست الست، شہباز میدان حقیقت و معرفت، حضرت محمد غوث بابا تاجی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ مدراس کے رہنے والے تھے، حضور تاج الاولیاء حضرت بابا تاج الدین ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ کی ولایت کا شہرہ سن کرنا گپور شریف تشریف لائے اور حضور تاج الاولیاء سرکار کی خدمت میں حاضری دے کر قدم بوس ہوئے، اور حضور کے فیضان معرفت سے مالا مال ہو کر عبادت وریاضت ومجاہدہ کے لئے شکردرہ کے معروف اکھاڑے کے پیچھے اپنا جھونپڑا ڈال لیا۔

آپ عابد و زاہد و سالک درویش تھے، دن ورات ذکر فکر میں مست و مستغرق رہتے تھے، آپ کے دل میں کبھی کوئی خطرہ گزرتا تو فوراً حضور تاج الاولیاء سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہو کر رجوع فرماتے اور تسلی بخش جواب پا کر لوٹتے تھے۔ حضور تاج الاولیاء سرکار کی جانب سے آپ کے ذمہ منزل سے بھٹکے ہوئے فقرا اور لوگوں کو راہ راست پر لانے کی ڈیوٹی تھی، جسے آپ نے بحسن وخوبی سرانجام دیا۔

آپ نے حضور تاج الاولیاء سرکار کے روحانی مشن کو ہر چہار جانب بالخصوص دیجانگر اور کٹک وغیرہ میں سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیا، دیجانگر کے راجاؤں اور کئی ساہوکاروں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس علاقہ میں ہزاروں ہندو اور مسلمانوں کو سلسلہ تاجیہ میں داخل فرما کر صراط مستقیم پر گامزن کیا۔

آج بھی دیجانگر اور مچھلی پٹن میں آپ کے کئی خلفا اور مریدین کی کافی تعداد موجود ہے۔ جن سے سینکڑوں مسلمانوں اور ہندوؤں کو فیض پہنچ رہا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۳ ربیع الثانی، ۱۳۳۸ھ بمطابق 1919ء کو ہوا۔ مزار پر انوار شکردرہ ضلع ناگپور شریف سی پی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت بابا عبدالرحمٰن تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فقیر مست الست، غریق در بحر حقیقت، قطب ابرار، زبدۃ الاخیار، حضرت خواجہ بابا عبدالرحمٰن تاجی رحمتہ اللہ علیہ زبدۃ العاشقین ہیں۔

آپ مدراس انڈیا کے رہنے والے تھے جب حضور تاج الاولیاء سرکار حضرت بابا تاج الدین اولیا ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہی کے ہو کے رہ گئے۔

آپ بحری جہاز کی کمپنی میں ملازمت کرتے تھے، ایک مرتبہ جہاز میں سفر کرتے ہوئے پیر پھسلنے کی وجہ سے سمندر میں گر گئے، اس وقت آپ نے اپنے پیرومرشد حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو مدد کے لئے پکارا، حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے ایسی مدد کی کہ نامعلوم طریقہ سے سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔

آپ وہیں سے پاپیادہ ناگپور شریف میں اپنے شیخ کامل حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے خصوصی توجہ فرمائی جس کی وجہ سے آپ پر جذب طاری ہو گیا، اس موقع پر سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کا نام تبدیل کر کے بابا عبدالرحمٰن تاجی رکھا، بعد کو آپ اسی نام سے معروف ہوئے۔

حضرت بابا صاحب کی خصوصی توجہ کے بعد سے آپ برہنہ جسم تاج آباد کے نزدیک کامٹی میں عیسائیوں کے قبرستان میں رہنے لگے، عیسائیوں نے ایک برہنہ فقیر کو جب اپنے قبرستان میں دیکھا تو آپ کو ستانا شروع کر دیا اور مختلف حیلوں بہانوں سے آپ کو قبرستان چھوڑ کر جانے پر مجبور کیا۔

اس کشمکش میں کئی دن گزارنے کے بعد آپ ایک دن اپنے مرشد کامل حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں برہنہ حاضر ہوئے، تو حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو احرام کا کپڑا دے کر احرام باندھنے کا حکم دیا۔

چنانچہ احرام باندھتے ہی آپ کا جذب سلوک میں تبدیل ہو گیا، اس کے بعد حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی جانب سے آپ کو ہریجن مندر، گاڑھا گھاٹ، کامٹی جا کر تبلیغ اسلام کرنے کا حکم ملا۔

آپ حکم کی تعمیل میں فوراً کامٹی پہنچ کر ایک مندر میں چلے گئے، اس مندر کی خدمت ایک ہریجن مائی کرتی تھی، آپ بھی اس

Marfat.com

کے ساتھ پجاری بن کر تبلیغ اسلام کرتے رہے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہزاروں ہریجن راہ حق پر آ گئے اور آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرلیا۔

ایک عرصہ تک آپ نے تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا لاتعداد غیر مسلموں کو کلمہ پڑھا کر نہ صرف مسلمان کیا بلکہ سلسلہ عالیہ تاجیہ میں داخل فرمایا۔ پھر اچانک آپ علیل ہو گئے، آپ کی علالت جب طول پکڑ گئی تو حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ کو دیکھ کر حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا آپ پہلے جائیں میں بھی آتا ہوں، جس مندر میں آپ تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے، اس کی خدمت کرنی والی مائی بھی آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے سلسلہ تاجیہ میں داخل ہو گئی تھی، اس کی مرقد منورہ اسی مندر کے قریب ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۳ محرم الحرام ۱۳۴۴ھ بمطابق 1925ء کو ہوا۔ مزار پرانوار غوثیہ بابا کے تکیہ شکردرہ ضلع ناگپور شریف سی پی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

نوٹ ☆: آپ کے وصال کے تین روز بعد حضور تاج الاولیاء سرکار حضرت بابا تاج الدین اولیاء ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ کا بھی وصال ہو گیا تھا۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت بابا عبدالرحمٰن تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پروردہ نگاہ ولایت، شہباز میدان حقیقت و معرفت، مقبول بارگاہ لم یزل، حضرت بابا عبدالرحمٰن تاجی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان طہارت پاکیزگی ہیں۔

آپ کی ولادت موضع کٹنی صوبہ سی پی انڈیا کے ایک ہندو گھرانے میں ہوئی، والدین آپ کا نام رام چندر راؤ رکھا تھا۔

آپ کے دادا اگرچہ ہندو دھرم رکھتے مگر اس کے باوجود فقرا سے محبت و عقیدت ان کے دل میں حد درجہ موجود تھی، آپ کی عمر عزیز جب چھ برس کی ہوئی تو آپ کے دادا اپنے ہمراہ لے کر ناگپور شریف حضرت خواجہ بابا تاج الدین اولیاء ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے دادا سے فرمایا "اس لڑکے کو ہم کو دیتا ہے" آپ کے دادا نے عرض کی لے لیجئے، یہ جواب سن کر سرکار تاج الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا ابھی نہیں پھر لیں گے۔ "ابھی جاؤ آؤ"

چنانچہ آپ دادا کے ہمراہ واپس چلے گئے اور ظاہری تعلیم و تربیت حاصل کی۔

جب جوانی کی عمر کو پہنچے تو مسلمان فقراء تو دور کی بات ہے آپ اپنے دھرم کے سادھوؤں درویشوں کے بھی مخالف تھے۔

قسمت کی یاوری اور شرف مسلمانی ☆: آپ نے تعلیم حاصل کرنے کے بعد ریلوے میں سرکاری ملازمت اختیار کر لی، اس دوران شادی بھی ہوگئی، اور ایک بچہ بھی پیدا ہو چکا تھا کہ یک لخت زندگی میں انقلاب بپا ہوا، اور آپ کے دل میں حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی محبت اور تڑپ پیدا ہوئی۔

چنانچہ آپ گھر سے اپنے اکلوتے بیٹے جس کی ایک برس عمر تھی کو لے کر نکلے اور چلتے چلتے ناگپور شریف پہنچ گئے، اور بابا صاحب خانقاہ معلّٰی میں جا کر بیٹھ گئے، اور دل میں خیال پیدا کیا جب تک سرکار خود نہیں بلوائیں گے، قریب نہ جاؤں گا نہ ہی کلام کروں گا، اسی طرح تین دن گزر گئے۔ کسی نے پوچھا تک نا۔

بالآخر سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے تیسرے دن رات کو دس بجے کے قریب اپنے خادم خاص کو حکم دیا کہ کٹنی والے بابو کو بلاؤ۔ خادم نے خانقاہ کے صحن میں کھڑے ہو کر (ہوکا لگایا) یعنی بلند سے آواز سے پکارا کے کٹنی والے بابو کو سرکار بلاتے ہیں۔ آپ نے آواز سنی مگر نہ

Marfat.com

اٹھے دل میں سوچا کہ کنٹی والا کوئی اور بھی ہوسکتا ہے۔ لہٰذا جب تک نام لے کر نہیں بلائیں گے اندر نہ جاؤں گا، تھوڑی دیر بعد خادم کو سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ نام لے کر بلایا جائے، جب آپ کا نام لے کر پکارا گیا تب آپ اندر گئے۔

بس پھر کیا تھا نظروں سے نظریں ملنے کی دیر تھی کے قدموں میں گر گئے، سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے کلمہ حق پڑھا کر مسلمان کیا اور فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے، فقیری چاہیئے یا امیری۔'' آپ نے سوچ کر بتایا میں فقیری امیری کے نفع نقصان سے واقف نہیں، جو آپ میرے لئے بہتر سمجھیں عطا فرما دیں۔

اس وقت حضور بابا صاحب کے پاس ایک اور نو مسلم جناب غلام مصطفیٰ ولد تاج الدین جو مسلمان ہونے سے قبل آپ کے ہم مذہب اور ہم نام تھے وہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ سرکار نے غلام مصطفیٰ صاحب سے فرمایا یہ بہت ہوشیار ہے۔ اس نے سب کچھ مانگ لیا۔

سرکار نے موج میں آ کر اپنی عطا کا فیصلہ آپ کے ایک سالہ بچے پر رکھ لیا، اور فرمایا چلو اس کا فیصلہ یہ بچہ کرے گا، لڑکا آپ کی گود میں تھا، حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے ایک کاغذ پر ایک پیسہ اور دوسرے کاغذ پر مٹی، تیسرے پر گلاب کا پھول رکھ کر بچے کے سامنے یکے بعد دیگرے رکھے کہ بچہ جس چیز پر ہاتھ رکھے گا، وہی چیز اس کے والد کو عطا کر دی جائے گی۔

جب بچے سے اٹھانے کے لئے کہا تو اس نے کسی ایک چیز کو پکڑنے یا اٹھانے کی بجائے تینوں چیزوں کے مجموعے کو پکڑ لیا، یہ دیکھ کر سرکار تاج الاولیاء نے فرمایا دیکھو حضرت باپ سے زیادہ بیٹا ہوشیار ہے۔ اس کے بعد حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے دیوار کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس پر چڑھے گا، آپ نے عرض کیا جی ہاں۔ اس بعد سرکار نے فرمایا بڑے بڑے جنگل بڑے بڑے دریاء اور شیر چیتے وغیرہ ملیں گے، بہت مشکل ہے، آپ نے عرض کیا کچھ حرج نہیں۔

آپ کا جواب سن کر حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اب تم واپس چلے جاؤ ہم خود بلوا لیں گے۔ حکم ملتے ہی آپ واپس پلٹے اور اپنی ملازمت پر چلے گئے۔ اور وقتاً فوقتاً حاضری دیتے رہے، ایک مرتبہ آپ نے کچھ پھول سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو پیش کئے تو سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اس کی کوئی ضرورت نہیں آئندہ مت لانا، ساتھ ہی فرمایا اب تو کیا لائے گا۔ ہم نے پہلے روز ہی تجھ سے سب کچھ لے لیا تھا، اب تیرے پاس ہے کیا، اب تو ہم تجھے دیں گے۔

تاج الاولیاء کی بارگاہ میں حاضری اور انعامات کی بارش ☆: جب آپ کی ملازمت کی سروس ساڑھے بارہ برس کی ہوگئی تو آپ نے ملازمت چھوڑ دی اور حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ابھی چھ ماہ ہی گزرے تھے کہ آپ کی اہلیہ محترمہ کا وصال ہوگیا اور آپ کی ذات پر امتحان شروع ہوگیا، حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو ایک جھونپڑی میں بٹھا دیا، اور آپ کے لئے روزانہ ایک پیسے کے بھنے ہوئے چنے بھجواتے رہے اور ایک مدت تک آپ کا گزارہ ان چنوں پر ہی ہوتا رہا۔

جھنڈواڑہ میں آپ کی کرامات ☆: اس کے بعد سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی باطنی تکمیل کر کے آپ کو موضع جھنڈواڑہ کی جانب تبلیغ وارشاد کے لئے بھیج دیا۔

Marfat.com

آپ حسب الارشاد جھنڈواڑہ پہنچے اور تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دینا شروع کیا۔ان دنوں جھنڈواڑہ میں ایک پولیس انسپکٹر کی اہلیہ قریب المرگ تھی،اس کے ورثا اس کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے،ڈاکٹر حکیم سب جواب دے چکے تھے۔
کسی شخص نے پولیس انسپکٹر سے کہا کہ ایک درویش ناگپور شریف سے ہمارے گاؤں میں آئے ہیں اگر ان کو بلا کر مریضہ کو دکھلا دیا جائے تو کیا حرج ہے،انسپکٹر کو بات اچھی لگی اس نے ایک آدمی بھیج کر آپ کو بلوایا آپ تشریف لائے اور مریضہ کی حالت دیکھ کر گھبرائے کہ میں یہاں کیا کروں گا۔نہ میں حکیم ہوں نہ ڈاکٹر،اس کے ساتھ ہی دل میں خیال گزرا۔

تم نے ہی درد دیا ہے تم ہی دوا دینا

آپ نے حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی جانب متوجہ ہو کر عرض کیا سرکار آپ نے ہی ہمیں یہاں بھیجا ہے آپ ہی جانیں،اور مریضہ جانے،اور آپ بذات خود مریضہ کے پاس بیٹھ گئے۔اتنی دیر میں کیا دیکھا کہ مریضہ اٹھ کر بیٹھ گئی،اور زندگی کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے۔دوسرے روز اس کو ڈاکٹروں کے پاس لے جا کر دکھایا گیا،تو ڈاکٹر کہنے لگے نبض تندرستوں کی طرح چل رہی ہے۔
ڈاکٹر نے انسپکٹر سے دریافت کیا کسی اور کو بھی دکھایا تھا،تو اس نے آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ ہیں ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب تاجی جن کے علاج سے میری اہلیہ کو شفا ہوئی ہے۔ڈاکٹر نے پوچھا حضرت کونسی دوائی دی تھی مریضہ کو جس کی بنا پر وہ اس قدر رو بہ صحت ہو گئی۔آپ نے فرمایا ڈاکٹر صاحب ہمارے پاس دوا دارو کے لئے صرف اور صرف ایک نام ہے وہ ہے میرے حضور حضرت بابا تاج الدین اولیاء ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ سرکار کا نام نامی اسم گرامی ہے۔وہی سب کچھ کرتے ہیں۔
چنانچہ تیسرے روز تقریباً سو،سوا سو افراد کے ہمراہ مریضہ کے ورثا نے ایک عظیم الشان دعوت وکھانے کا اہتمام کیا جس کی وجہ سے آپ کی شہرت دور دور تک ہو گئی۔
کرامت نمبر۲☆: جھنڈواڑہ میں قیام کے دوران دور دور سے لوگ آپ کے کشف وکرامت کی خبریں سن کر آنے لگے اور لوگوں کا اژدھا آپ کی خانقاہ میں رہنے لگا تو حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا حکم نامہ پہنچا کہ آپ جھنڈواڑہ چھوڑ کر مدراس چلے جائیں۔
آپ نے حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا میرے زادراہ کے انتظامات اور ریل کا ٹکٹ میرے پاس آجائے تو میں چلا جاؤں گا،اور میں اپنی کسی ضرورت کے لئے کسی اور سے سوال نہ کروں گا،اس پر حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے ایک ٹھیکیدار بچھی نرائن سے پانچ سو روپے آپ کو دلوائے،اس کے بعد آپ نے سفر شروع کیا۔
یہ ایک نئی جگہ کا سفر تھا،راستے میں دو تین جگہ بہت سارے ایسے لوگوں سے ملاقات ہوئی۔جو یہ کہتے تھے کہ آپ بہت دن بعد آئے ہیں اس سے پہلے آپ ہمارے ہاں چھ ماہ رہ کر گئے ہیں اور آپ ہمارے علاقہ کی زبان بھی اچھی طرح بولنے لگے تھے،ان لوگوں کی باتیں سن کر آپ کو تعجب تو ہوا مگر بعد میں سمجھ گئے کہ یہ سب سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا معاملہ اور کام ہے۔
جب آپ مدراس پہنچے تو ایک باغیچہ میں قیام کیا،مدراس میں قیام کے دوران ایک سنار آپ کی خدمت میں آیا کرتا تھا،رفتہ رفتہ اس کا پورا گھر آپ کا عقیدت مند ہو گیا۔کچھ دن گزرے کہ سنار بیمار ہو کر قریب المرگ ہو گیا تو اس کا لڑکا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا،

Marfat.com

اور عرض کی میرے والد بیمار ہیں آپ دعا کے لئے گھر تشریف لے چلیں۔

چنانچہ آپ لڑکے کے ساتھ اس سنار کے گھر پہنچے تو وہ سنار آپ کے پہنچنے سے چند لمحے پہلے مر چکا تھا، لڑکا باپ کو مردہ حالت دیکھ کر رونے لگا اور آپ سے مخاطب ہو کر عرض گزار ہوا کہ مرنا تو سب نے ہی ہے مگر میں آپ کے مرنے پر زیادہ پریشان اس لئے ہوں کہ میرے پاس اپنے باپ کی میت سنبھالنے کے لئے پیسے نہیں ہیں، اور ہمارے رسم و رواج کے مطابق صرف چار پانچ سو روپے کھانا کھلانے میں خرچ ہوں گے، دیگر خرچ علیحدہ ہے۔ میں اتنی خطیر رقم کہاں سے لے کر آؤں گا۔

آپ نے اس کے والد کے بارے حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں باطنی طور پر عرض کیا تو قدرت خدا کی وہ مردہ زندہ ہو گیا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

لیکن رات کے وقت حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے آپ کو ڈانٹ پڑ گئی کہ اس قسم کی دعا نہیں کیا کرتے۔ مجھے اس حی القیوم سے کہہ کر اس کی عمر چھ ماہ بڑھوانی پڑی۔

سنار جب ہوش و حواس قائم کر بیٹھا تو اس سے لوگوں نے پوچھا تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ تو اس نے بتایا کہ مجھے چار آدمی پکڑ کر لے جا رہے تھے۔ راستے میں بابا جی یعنی حضرت عبدالرحمٰن صاحب اور ان کے ہمراہ ایک اور بزرگ آ رہے تھے، ان بابا جی حضرت عبدالرحمٰن صاحب نے ان آدمیوں سے پوچھا اس کو کہاں لے جا رہے ہو، اس کو چھوڑ دو، یہ سن کر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا، یعنی میری روح واپس آ گئی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۴۴ھ بمطابق 1925ء کو ہوا۔ مزار پر انوار ناگپور شریف صوبہ سی پی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت بابا رسول تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی مادرزاد، قطب الاقطاب، عارف اکمل، شیخ یگانہ، حکیم حاذق، حضرت رسول بابا تاجی رحمتہ اللہ علیہ ستارہ ولایت آسمانی ہیں۔

آپ کے والد گرامی ذات کے بنیا تھے۔ ان کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی، اکثر حضور تاج الاولیاء بابا تاج الدین ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت حاضری دیتے تھ، دو چار مرتبہ ان سے اولاد کے لئے دعا کی درخواست کی تو ایک روز حضرت تاج الاولیاء نے فرمایا پہلا بچہ ہمارا ہوگا، عرض کی ٹھیک ہے۔ حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "جالے آ" چنانچہ ٹھیک نو ماہ بعد خدا نے ان کو بیٹا دیا، تو لے کر حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے اس بچے کا نام رسول رکھا، اور پرورش کے لئے اپنے ماموں عبدالرحمٰن شاہ کو پیش کر دیا۔

آپ کا نام حضرت تاج الاولیاء سرکار نے رسول رکھا اور آپ حضرت رسول بابا کے نام سے معروف ہوئے۔

آپ پیدائشی مست اور مادرزاد ولی تھے، حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آتے تو ان کے گرد طواف کرتے تھے۔

آپ جب بڑے ہوئے تو ماموں صاحب نے آپ کی خدمت کے لئے آدمی مقرر کر دیا۔

آپ اکثر مستانہ وار گھومتے اور با آواز بلند "یا تراب، یا تراب" کا نعرہ دلنواز لگاتے، اور اسی مستی میں گھومتے رہتے۔

حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے ذمہ یہ خدمت لگائی تھی کہ ناگپور شریف میں جو بھی آسیب زدہ مریض آتا آپ اس کا علاج فرماتے۔

چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ اس قسم کا کوئی مرد یا عورت حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں آتے تو آپ وہاں اسی وقت پہنچ جاتے اور ایک ہی دن میں اس کا علاج فرما دیتے۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال ۴-۱۳۴۵ھ بمطابق 27-1926ء کے لگ بھگ ہوا۔ مزار پر انوار تاج آباد شریف ناگپور انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت خواجہ علی امیر الدین تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : فنا فی اللہ و فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فنا فی المرشد، متصرف بہ تصرفات، ولی مادرزاد، صاحب کشف و کرامات و کمال و جلال حضرت خواجہ علی امیر الدین تاجی رحمتہ اللہ علیہ پیکر شوکت و جمال ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت موضع ہنگنیا ضلع ناگپور شریف انڈیا میں ایک بنجارے کے گھر میں ہوئی۔ آپ پیدائشی مادرزاد ولی ہیں، چھ برس کی عمر نہ آپ نے کسی سے بات کی نہ ہی کھانے پینے کی پرواہ کی۔

آپ کے والدین نے جب یہ کیفیت دیکھی تو پریشانی لاحق ہوئی اور اسی پریشانی میں آپ کو لے کر واکی شریف میں حضرت خواجہ بابا تاج الدین اولیاء ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں لے گئے، حضرت بابا صاحب نے جب آپ کو دیکھا تو فرمایا۔ ''ارے ان کو نہ ستایا کرو، یہ بڑی شان والے ہیں، تم نہیں جانتے کہ یہ خواجہ علی امیر الدین ہے۔

چنانچہ اس دن سے آپ خواجہ علی امیر الدین کے نام سے مشہور ہو گئے، اور ہر شخص آپ کا دلی احترام کرنے لگا۔

چند دن کے بعد آپ کے والدین واکی شریف سے واپس آ گئے، اور آپ اپنے دادا کے ہمراہ واکی شریف میں ہی حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں رہنے لگے۔

آپ اکثر راتوں کو جنگل کی طرف نکل جاتے اور جب صبح کو واپس تشریف لاتے تو ایک یا دو سانپ آپ کے گلے میں ہوتے، جنہیں دیکھ کر آپ کے دادا جان اور دیگر حضرات بہت خوف کھاتے، مگر آپ کے دل میں کسی قسم کا خوف نہ تھا۔

یہ عمل کافی دن جاری رہا اس دوران نہ ہی کسی سانپ نے آپ کو کاٹا اور نہ ہی کسی دوسرے شخص کو ستایا، جب آپ اپنے مقام پر کمرے میں آتے تو آپ کے دادا جان خفا ہو کر کہتے یہ کیا تماشا ہے، مجھے خوف محسوس ہوتا ہے، کسی دن یہ سانپ کسی کو کاٹ کھائے گا اور آفت میرے سر آ جائے گی، جب آپ کے دادا خفا ہوتے تو آپ سانپ کو ایک طرف اشارہ کر کے فرماتے کہ یہاں سے چلا جا، آپ کا حکم ملتے ہی سانپ وہاں سے غائب ہو جاتا۔

حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ اکثر جنگل کی طرف جب جاتے تو مخلوق کا اژدھام ان کے پیچھے ہوتا آپ کے دادا آپ کو کندھوں پر اٹھائے حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے جلوس کے ہمراہ پیدل چلتے تھے۔

Marfat.com

کشف و کرامات ☆ : آپ کی یہ کرامت بہت زیادہ مسلمہ اور مشہور ہے کہ آپ جس شخص کو کاٹتے یا اس کے کاندھے پر سوار ہوتے وہ بامراد ہو کر واپس لوٹتا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے پاس آنے والے ہر شخص کے دل کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ وہ آپ کو اپنے کاندھے پر اٹھائے۔

دراصل یہ کرامت حضور تاج الاولیاء حضرت بابا تاج الدین الاولیاء ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ کی ہے کہ لوگ ان کو کندھے پر اٹھایا کرتے تھے۔ چونکہ آپ کے دادا ضعیف اور بوڑھے ہو چکے تھے تمام دن آپ کو اٹھاتے اٹھاتے تھک جایا کرتے تھے۔

اس لئے حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے دادا کی آسانی کے لئے یہ انتظام کیا کہ ہر آنے والا ان کو کندھے پر اٹھائے اور اپنی مراد پا کر واپس جائے۔

کرامت نمبر۲ ☆ : واکی شریف کے بعد آپ شکر درہ تشریف لائے تو مہاراجہ رگھو جی راؤ صاحب بھونسلے نے آپ کی رہائش کا انتظام اپنے محل میں باورچی خانے کی جانب کیا۔ چونکہ مہاراجہ کے دل میں آپ کی کافی قدر و منزلت تھی۔

جب آپ شکر درہ تشریف لائے تو آپ کی طبیعت میں جلال رہنے لگا اور توتلی زبان سے کچھ سے کچھ کہہ بھی دیا کرتے تھے۔

ایک دن آپ جلال کی حالت میں اپنے مرشد حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور توتلی زبان سے فرمانے لگے "محل توالٹ دوں" جب آپ نے دوبارہ یہ جملہ ادا کیا تو حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ اپنی جگہ سے اٹھے اور آپ کے پاس آ کر آپ کے منہ پر تین مرتبہ کلمہ طیبہ کی انگلی لگا کر فرمایا حضرت یہ دعا کا دربار ہے۔

آپ مرشد کامل کی زبان ترجمان سے یہ فرمان سنتے ہی گھبراتے ہوئے اپنے کمرے میں آئے اس دن کے بعد سے آپ کا جلال جمال میں تبدیل ہو گیا اور آپ کے دل پر مرشد کامل کا خوف اس قدر طاری ہوا کہ دوبارہ قریب نہ گئے، بلکہ آخری دم تک دور ہی سے قدم بوسی فرماتے رہے۔

مہاراجہ بھونسلے کی طرف سے خادم کی تقرری ☆ : آپ کے دادا چونکہ بہت ضعیف ہو گئے تھے، اس لئے مہاراجہ بھونسلے نے حضرت ابراہیم شاہ بغدادی کے مرید اور حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے خادم خاص جناب مسکین شاہ صاحب کو آپ کی خدمت کے لئے مقرر کر دیا۔ جناب مسکین شاہ صاحب دل و جان سے آپ کی خدمت کرتے اور ہر طرح سے دیکھ بھال فرماتے، چند دنوں کے بعد کسی وجہ سے مسکین شاہ کو اس خدمت سے برطرف کر کے جناب غلام رسول میلا دخواں کو اس ڈیوٹی پر مقرر کر دیا۔

جناب مسکین شاہ صاحب وہاں سے کلکتہ تشریف لے گئے اور آپ کی خدمت گزاری جناب غلام رسول صاحب کرنے لگے، مگر چونکہ میلا دخواں تھے، اکثر پروگراموں کے سلسلہ میں پندرہ پندرہ روز دورے پر رہا کرتے تھے، اس لئے اس ڈیوٹی کو کما حقہ انجام نہ دے سکتے تھے۔

ایک دن غلام رسول صاحب نے حضور بابا صاحب کے خصوصی خدمت گار و خلیفہ مجاز جناب امجد علی تاجی صاحب سے فرمایا کہ میں پندرہ دن کے دورے پر جا رہا ہوں، لہٰذا میرے آنے تک آپ اس ڈیوٹی کو انجام دیں۔

Marfat.com

چنانچہ مہاراجہ کی اجازت سے یہ ڈیوٹی جناب امجد علی تاجی صاحب کے سپرد ہوگئی، غلام رسول میلاد خواں جب واپس آیا تو کلکتہ سے اپنے ہمراہ مسکین شاہ صاحب کو بھی لے آئے، مہاراجہ کی عادت یہ تھی ملازمت سے فارغ کرنے کے بعد دوبارہ اس ملازم کی تقرری نہ کرتا تھا۔ لیکن غلام رسول میلاد خواں کی سفارش پر دوبارہ مسکین کو آپ کی خدمت کے لئے مقرر کر دیا۔

ہو بچے شرارت کرتے ہیں ☆ : ایک مرتبہ آپ کسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ ٹانگے میں سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے۔ اس وقت حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ آنکھیں بند کیے مراقبہ میں تھے، کہ آپ نے ایک کنکر اٹھایا اور ٹانگے پر دے مارا۔ ٹانگہ لپک گیا، حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے گردن اوپر اٹھائی آنکھیں کھول کر دیکھا اور فرمایا ہو بچے شرارت کرتے ہیں اور گھوڑے سے فرمایا چل وہ چلنے لگا۔

لیکن اس کے بعد آپ کی حالت خراب ہوگئی اور تین روز تک تڑپ تڑپ کر حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کرتے رہے مجھے معاف فرمادیں اور میری چابی مجھے واپس کر دیں۔ بالآخر تین دن کے بعد حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے معاف فرمایا تب جا کر آپ کی حالت درست ہوئی۔

وصال باکمال ☆ : جس سال آپ کے پیر بھائی بمبئی والے بابا کا وصال ہوا تو ان کے وصال سے چند یوم قبل آپ ان کی عیادت کو بمبئی گئے۔ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ کو ان کا وصال ہوا تو آپ نے فرمایا آپ چلے میں بھی پیچھے پیچھے آتا ہوں۔

چنانچہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۹۳۰ء کو آپ نے یہ رٹ لگا دی کہ ہم بابا صاحب کی ۲۶ ویں شریف میں جا رہے ہیں، اب واپس نہیں آئیں گے، ان دنوں جو بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اس سے یہی فرماتے فاتحہ شروع ہونے سے قبل آپ کے خادم مسکین شاہ نے گھوڑا گاڑی تیار کی تھی، اتنی دیر میں آپ کی دادی صاحبہ روتی ہوئی آئیں اور کہنے لگیں دیکھو خواجہ صاحب کو کیا ہو گیا، جب سب دوڑ کر پہنچے تو کیا دیکھا کہ آپ سجدے کی حالت میں ہیں اور روح پرواز کر گئی۔

آپ کا وصال باکمال ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۹۳۰ء بروز ہفتہ بوقت مغرب ہوا۔ مزار پر انوار شکر درہ ناگپور شریف انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت بابا عبدالکریم المعروف بابا محمد حسین تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قلندر زمانہ، عارف باللہ، مالک مقام فنافی اللہ، عارف یگانہ حضرت خواجہ عبدالکریم المعروف بابا محمد حسین تاجی رحمتہ اللہ علیہ شمس الفقراء ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت جناب حضرت احمد حسن کے گھر العامدارزمول ضلع مچھلی بندر صوبہ سی پی انڈیا میں ہوئی۔

جب سن شعور اور جوانی کی عمر کو پہنچے تو پلٹن نمبر ۶۳ میں ملازم ہو کر ناگپور شریف تشریف لائے۔

آپ سرکس کے جمناسٹک ماسٹر بھی تھے، کسی معاملہ میں آپ نے اپنے والد گرامی کو سخت سست جملے لکھے جس کی وجہ سے آپ کے والد گرامی ناراض ہو گئے۔

والد گرامی کی ناراضگی کی بنا پر آپ فوج سے استعفیٰ دے کر کامٹی ناگپور میں ہی ایک بزرگ کے مزار پرانوار پر بیٹھ گئے، ان بزرگ نے بشارت دی کہ فی زمانہ باطنی حکومت حضرت خواجہ بابا تاج الدین اولیاء ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ کی ہے، لہٰذا ان کی خدمت میں حاضری دو۔

اشارہ باطنی ملنے پر آپ حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا پہلے گھر جا کر اپنے والد گرامی کی زیارت کر کے آؤ۔

چنانچہ آپ ناگپور سے حیدر آباد دکن اپنے بہنوئی کے پاس پہنچے وہاں سے اپنے والد گرامی کی خدمت میں حاضری دے کر معافی تلافی کی، اس کے بعد حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں دوبارہ تشریف لے آئے۔

واکی شریف میں آپ کا معمول تھا کہ زمین پر قبر بنا کر اس میں رہائش رکھے ہوئے تھے، وہیں پر تمام عبادات و مجاہدات و منازل سلوک طے کیں۔

کشف و کرامات ☆: ناگپور شریف میں ایک مرتبہ پلیگ (طاعون) کی بیماری آئی جس کے باعث بہت سے لوگ ہلاک ہوئے اور لاتعداد افراد بیمار ہوئے۔ ناگپور کے لوگ حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ حضور اس مشکل وقت میں دستگیری فرمائیں۔

حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو بلا کر محمد حسین تم ناگپور جاؤ اور اونٹ پر بیٹھ کر پورے ناگپور کی گلی محلے میں گھومو اور

Marfat.com

اس بلا کو بھگاؤ۔

آپ اپنے شیخ کامل کا حکم ملتے ہی ناگپور شریف پہنچے اور اونٹ پر بیٹھ کر ناگپور کی گلی محلے میں گھومنے لگے ہر گلی محلہ کے لوگ اپنا اپنا مریض آپ کے سامنے پیش کرتے آپ حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا نام لے کر مریض کی گلٹی پر لعاب لگاتے جاتے اور مریض کو شفا ہو جاتی تھی، جس مریض کو آپ کا دست مبارک لگتا وہ صحت یاب ہو جاتا تھا، آپ کے اس عمل اور قدم پاک کی برکت سے چند ہی دنوں میں ناگپور شریف سے طاعونِ ختم ہو گیا، اس کے بعد یہ بیماری دوبارہ کبھی نہیں آئی۔

شہر کے بہت سارے احباب عقیدت مندان نے اکٹھے ہو کر جلوس کی شکل میں حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آپ کی قیادت میں حاضری دی، اس جلوس میں نہ صرف مسلمان بلکہ ناگپور شریف کے ہندو، سکھ، عیسائی، پارسی سبھی شریک تھے۔ سب نے حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں میں عقیدت و محبت کے پھول پیش کئے کسی نے سرکار کو جبہ مبارک اور کسی نے مٹھائی پیش کی۔

حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے تمام سوغات و تحفے قبول فرمائے، اور سب کو دعائیں دے کر رخصت فرمایا۔

کرامت نمبر۲ ☆: جن دنوں حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ شکردرہ میں تشریف فرما ہوئے تو آپ بھی واکی شریف سے شکردرہ میں پاڑدی کی بارہ دری میں آ کر مقیم ہو گئے، جو کہ مہاراجہ لچھمن راؤ کا باغ تھا، مہاراجہ اور اس کے ملازم آپ کے اس باغ میں قیام سے ناخوش تھے، مہاراجہ کے ملازم آئے دن آپ کے خلاف شکایات کرتے۔

اتفاق کی بات کے مہاراجہ کے گھر لڑکا پیدا ہوا لیکن وہ دودھ نہ پیتا تھا، مہاراجہ نے حکیموں طبیبوں ڈاکٹروں سے بہت علاج کرایا مگر بچہ جانبر نہ ہو سکا اور انتہائی خطرناک مرحلے میں داخل ہو گیا۔

کسی نے مہاراجہ سے کہا ڈاکٹروں حکیموں سے تو مایوس ہو چکے ہو، تمہاری بارہ دری میں حضرت خواجہ بابا محمد حسین تاجی تشریف فرما ہیں ان سے ہی دعا کرا کر دیکھ لو ہو سکتا ہے فقیر کی دعا کام کر جائے۔

مہاراجہ کو یہ بات بہت پسند آئی اور اپنے ملازم کو آپ کے پاس بھیجا کہ بلا کر لاؤ، مہاراجہ کا ملازم آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور تمام قصہ کو تاہ عرض کرنے کے بعد کہنے لگا مہاراجہ آپ کو بلاتے ہیں۔

آپ نے فرمایا مہاراجہ خود بلانے آئے گا تو ہم جائیں گے و گرنہ نہیں،

چنانچہ مہاراجہ پیغام ملتے ہی خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا، اور رو کر اپنے بچے کے متعلق دعا کے لئے عرض کیا، اور کہنے لگا حضور کی نظر پاک کی ضرورت ہے، آپ نے اس کی بات سن کر تبسم فرمایا اور یک بارگی سے جلال میں آ کر اٹھے اور اپنے خادم نور عمر کو ہمراہ لے کر محل میں آئے، اور سیدھے زنان خانے میں داخل ہو کر بچہ اس کی ماں کی گود سے لے کر اپنی چھاتی سے لگایا اور برآمدے کے صحن میں آ گئے۔

حالانکہ ڈاکٹروں نے منع کیا تھا کہ بچے کو کمرے سے باہر نہ نکالا جائے، مگر آپ کے فعل کو دیکھ کر نہ ہی رانی اور نہ ہی مہاراجہ بول سکا

Marfat.com

بلکہ خاموش تماشائی بن کر سب کچھ دیکھتے رہ گئے۔

آپ نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر اپنے مرشد کامل حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے آستان پاک کی جانب رخ کر کے تین جھولے دیئے اور تیزی سے بچے کو لے کر زنان خانے میں جا کر بچہ رانی کو دیا اور فرمایا اسے دودھ پلاؤ۔

چنانچہ رانی نے بچے کو چھاتی سے لگایا تو بچے نے دودھ پینا شروع کر دیا، یہ دیکھ کر مہاراجہ دلی طور پر آپ کا معتقد ہو گیا۔اور ایک جلوس کی شکل میں بہت سے پھول اور جبہ مبارک لے کر حضور تاج الاولیاء سرکار کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا، اور اپنی نذر پیش کی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۶ رجب المرجب ۱۳۵۰ھ بمطابق ۷ ستمبر 1931ء کو ہوا، مزار پر انوار تاج آباد شریف کے قریب ہی ناگپور سی پی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت سید یوسف شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آفتاب علم وحکمت، شہباز میدان حقیقت ومعرفت، مستغرق دربحرِ عشق ومحبت حضرت بابا سید یوسف شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت جے پور نزد اجمیر شریف انڈیا کے ایک غریب سادات گھرانے کے فردِ کامل حضرت سید لعل محمد کے گھر ہوئی۔ آپ کا پیدائشی نام سید عبدالکریم شاہ تھا۔ مگر شہرت موجودہ نام سے پائی۔ ابھی آپ کی عمر صرف چھ ماہ کی تھی کہ والدہ ماجدہ کا وصال ہو گیا۔ والدہ محترمہ کے وصال کے بعد آپ کی تمام تربیت و پرورش آپ کے والد گرامی حضرت سید لعل محمد علیہ الرحمتہ نے کی۔

جب سن شعور کو پہنچے تو والد گرامی نے آپ کو محلہ کی مسجد و مکتب میں داخل کرا دیا۔ جہاں آپ نے قرآن مجید کی تعلیم مکمل کی۔ بعد ازاں اردو، فارسی، عربی کی ابتدائی کتابیں بھی وہیں پر پڑھیں۔

ابھی آپ ابتدائی تعلیم پا رہے تھے کہ تنگی معاش نے تعلیم چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ تعلیم کو ادھورا چھوڑ کر آپ نے ریاستی ملازمت اختیار کر لی۔

جب گھر کے معاشی حالات کچھ بہتر ہوئے تو آپ تکمیل تعلیم کے لیے بریلی شریف پہنچے اور امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے مدرسہ میں داخلہ لے لیا۔ آپ کی صلاحیتوں کو دیکھ کر محدث بریلوی نے آپ پر خصوصی توجہ دی۔ جس کے باعث آپ ایک عظیم مبلغ اسلام بن کر وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر نکلے۔

قدرت نے آپ کو فصاحت و بلاغت کے جوہر زبان و بیان کی لذت آفرینی سے مالا مال کیا تھا۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان دین کے عرسوں کی مقدس محافل میں آپ اپنے مخصوص انداز میں اہل ایمان کے دلوں کو گرماتے اور روحوں کو تڑپاتے تھے۔

یہی وجہ تھی کہ آپ کے ہم عصر علمائے کرام آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مولانا عبدالسلام نیازی جیسے قلندرانہ مشرب رکھنے والے بزرگ جو کسی کو خاطر میں نہ لاتے، ان کے علاوہ مولانا عبدالقادر نیازی جے پوری، مولانا انوار الرحمٰن، مولانا محمد ایوب پانی پتی، حکیم احسان الحق دہلوی اور بابو حیا جیسی علمی اور مقتدر شخصیات آپ کے گرد رہتی تھیں۔

حضرت مولانا سید عبدالحکیم لکھنوی جو شریعت و طریقت میں یگانہ روز تھے۔ انہوں نے آپ کو باطنی تعلیم کے ابتدائی مراحل طے

Marfat.com

کرائے۔ اور ایک مدت تک آپ کو اپنا قرب خاص مرحمت فرمایا۔ اس کے علاوہ سلسلہ عالیہ قادریہ، سہروردیہ، چشتیہ میں آپ کو خرقۂ خلافت سے بھی سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔ اور فرمایا کہ اب آپ کی اگلی منزل حضرت بابا تاج الدین اولیاء ناگپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی ذات والاصفات کی طرف ہے۔ جہاں سے آپ کا فیض باطنی آپ کو ملے گا۔

جب آپ حضرت بابا تاج الدین اولیاء ناگپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت تاج الاولیاء نے آپ کو بیعت نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ آپ شکرورہ کی باؤلی میں ذکر وفکر مکمل کرو۔ جب وقت آئے گا ہم تم کو خود بیعت کرلیں گے۔

چنانچہ آپ ایک عرصہ تک شکردرہ کی باؤلی میں ذکر وفکر اور مجاہدہ سلوک کی منازل طے کرنے میں مصروف ومشغول ہوگئے۔

بیعت وخلافت☆: کچھ عرصہ بعد حضرت بابا تاج الدین اولیاء علیہ الرحمۃ واکی سے شکردرہ تشریف لائے تو آپ کو داخل سلسلہ فرما کر اپنے ہاتھ سے ایک تحریر لکھ کردی۔ "یہ خلافت نامہ ہے، تم میرے بیٹے ہو اور تمہارا نام محمد یوسف ہے۔"

حضورتاج الاولیاء کی بارگاہ میں حاضری☆: تاج الاولیاء حضرت بابا تاج الدین ناگپوری علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضری نے آپ کی زندگی بدل دی۔ عالمانہ وضع قطع کا لباس ہمیشہ کے لیے رخصت ہوگیا۔ ایک عرصہ تک کالا کمبل بغیر کرتے کے جسم مبارک پر ہوتا تھا۔ شیریں گفتاری، معجز بیانی اور فصیح اللسانی گہرے اور مسلسل سکوت میں تبدیل ہوگئی۔ گھنٹوں پہروں خاموش، مستغرق اور بے حس وحرکت آنکھیں بند کیے بیٹھے رہتے۔ جنگلوں میں رات دن گھومتے، ہجوم ساتھ ساتھ ہوتا اور طرفہ تماشہ یہ کہ جو بھی ساتھ ہوتا اس کو بھی تن بدن کا ہوش نہ رہتا اور نہ ہی آپ سے الگ ہونے کو جی چاہتا۔ کئی کئی دن یہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو نہ جاتے اور نہ ہی کھانا کھاتے صرف اور صرف چائے پر ہی گزارا ہوتا تھا۔

اس زمانے میں آپ سے بے شمار کشف وکرامات خوارق وعادات کا ظہور ہوا۔ آپ کے مرتبہ اور شان کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جس کی تربیت حضرت تاج الاولیاء بابا تاج الدین اولیاء ناگپوری علیہ الرحمۃ نے خود فرمائی ہو اور خود آپ کو نوازا ہو، آپ کی ہی ذات وہ ہے جن کو حضورتاج الاولیاء نے اپنا بیٹا قرار دیا اور ولی اللہ فرما کر اپنے خزانے کی کنجیاں عنایت کیں اور عمامہ مبارک اپنے دست مبارک سے آپ کے سر پر باندھا۔ ایک مرتبہ حضورتاج الاولیاء نے آپ سے فرمایا۔ "سب سے پیچھے آئے اور سب سے اچھے رہے۔"

نسبتِ تاجیہ کا غلبہ☆: حضورتاج الاولیاء ناگپوری کے دربار گوہر بار میں حاضری سے قبل اگرچہ آپ کو چاروں سلاسل طریقت اور مختلف خانوادوں کی نسبت اور اجازت وخلافت حاصل تھی، مگر حضورتاج الاولیاء ناگپوری کی نسبت کا تصرف آپ پر غالب رہا اور تمام سابقہ نسبتیں اس جامعیت کی نسبت میں مندرج اور ضم ہو کے رہ گئیں۔

پیرومرشد کے لطف وکرم کا عالم یہ کہ ایک روز حضورتاج الاولیاء ناگپوری نے حکم دیا کہ ہمارے ایک ہزار نام لکھ کر لاؤ، آپ نے ایک ہزار نام لکھ کر مرشدِ کامل تاج الاولیاء کی خدمت میں پیش کیے تو حضورتاج الاولیاء نے آپ کی زبان مبارک سے ان کو سن کر ارشاد فرمایا کہ جو شخص تجلیاتِ آسمانی کا عارف نہ ہو وہ ان اسماء کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے بعد وہ اسمائے مبارکہ آپ کو عنایت فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ ان کو عام نہ کیا جائے اس لیے کہ یہ خواص کا حصہ ہیں۔

Marfat.com

حضور تاج الاولیاء کا آپ سے اپنے ایک ہزار نام لکھوانا اس امر کا اشارہ تھا کہ آپ حقیقت شیخ کے عارف تھے، اور آپ کا حضور تاج الاولیاء کے ایک ہزار نام لکھ کر پیش کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ آپ کا علم و عرفان مستند اور کشف و عرفان اور وجدان برزخ کبریٰ میں جاری و ساری تھا اور اہلِ تصوف کے نزدیک سلوک الی اللہ کی تکمیل کا یہی مقام ہے۔ اس کے بعد مقام وصول اور بقاباللہ ہے، اس سے آگے کوئی مقام نہیں ہے۔

تُو مجھ میں ہے میں تجھ میں اے جلوۂ جاناناں☆: آپ کو حضور تاج الاولیاء ناگپوری کی ذاتِ گرامی اس قدر فنائیت حاصل تھی کہ رفتہ رفتہ صورت ظاہری بھی حضور تاج الاولیاء ناگپوری کی صورت سے مل گئی تھی۔

کھنڈیلہ ریاست جے پور میں آپ ایک مرتبہ اپنے مکان پر جلوہ افروز تھے۔ رات کے وقت محفل وعظ منعقد ہوئی تو آپ تخت پر رونق افروز ہوئے تو شاہ پورہ کے ایک درویش سید برہان شاہ صاحب جنہوں نے حضور تاج الاولیاء کی زیارت کی ہوئی تھی، وہ جب محفل میں آئے تو بے ساختہ دوڑ کر قدم بوس ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ حضور بابا صاحب تاج الاولیاء خود رونق افروز ہیں، اور عرض کرنے لگے۔

اسی طرح سید ضیاء الحق صاحب وکیل نے کیفیت گریہ میں عرض کیا کہ حضور اب تو چہرہ مبارک بالکل حضور تاج الاولیاء ناگپوری کا چہرہ مبارک ہوگیا، آپ نے معاً جواب میں ارشاد فرمایا۔ "ارے دیوانے یہ بال بال ان ہی کا ہے۔"

اے ذهين ابنِ فراقی من نيم اصلانيم
ظاهرم عبدالكريم و باطنم رب الكريم

سیرت و کردار☆: آپ کی نظر میں اتنی وسعت اور جامعیت تھی کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ ہر سلسلہ طریقت کے مشائخ و مریدین کو اپنا ہی سمجھتے تھے۔ کوئی امتیاز نہ رکھتے تھے۔ کسی کی نسبت کو ضعیف یا مجروح نہ فرماتے تھے۔ نہ ہی کسی کی برائی یا غیبت اور نکتہ چینی یا عیب جوئی گوارا فرماتے تھے۔ مجالس و محافل سماع میں دوسرے سلسلے کے فقراء اور مشائخ کا اس انداز سے ادب و احترام فرماتے تھے کہ اس کی مثال نظر میں نہ آتی۔ اخلاق و ایثار، مروّت و محبت کے بادل ہر آن رم جھم رم جھم برستے رہتے تھے۔ اہلِ نظر و ہمسفر اور قریب بیٹھنے والوں نے خلوت و جلوت، سفر و حضر، آرام و تکلیف، تنگی و فراخی میں ہمیشہ آپ کو یک رنگ یک سو اور یک رو ہی دیکھا۔ ذکر توحید تمام اذکار پر غالب تھا۔ ہر شخص کو اس کی استعداد کے مطابق توحید کی تعلیم توحید کی تلقین آپ کی زندگی کا نصب العین تھا۔ آپ کے معاصر علماء اور مشائخ کی مجالس میں بھی یہی دولت لٹتی تھی۔ ان محافل میں علم و عرفان و فیضان کی بارش سائلین پر ایسی برستی کہ سب نہال ہو جاتے۔ آپ بے حد ہنس مکھ، ہمدرد، نرم مزاج، انتہائی شفیق بزرگ تھے۔ ہر شخص کی دلداری، حوصلہ افزائی، حاجت برآری صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لیے فرماتے تھے۔ حاضرین و سائلین کی درخواست سن کر ہمدردانہ غور فرماتے اور پورے اخلاص سے ان کے مسائل کے حل کے لیے دعا فرماتے۔ آپ ایثار و قربانی کا جذبہ اپنے سینے میں رکھتے تھے۔ کسی کا دکھ برداشت نہ کرتے۔ جو بھی تحائف بطور نذر آتے وہ حاجت مندوں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ آپ کی خدمت میں حاضری دینے والا آتے ہی اپنا دکھ بھول جاتا تھا۔ مہمان نوازی میں ضرب المثل، تواضع اور غریب پروری، خطاپوشی میں یکتائے روزگار تھے۔ تمام زندگی دنیا اور اہلِ دنیا سے بیزار رہے۔ نواب صاحب بہادر طالب

Marfat.com

نگر نے کچھ جاگیر پیش کرنا چاہی تو آپ نے فرمایا۔ نواب صاحب ہمارے پاس ایک ٹوٹا پھوٹا توکل کا عمل ہی ہے وہ بھی آپ چھیننا چاہتے ہیں۔ نواب صاحب چھتاری نے آپ کا ماہانہ وظیفہ مقرر کیا تو آپ نے مطلقاً انکار کر دیا اور فقر و فاقہ ہی کو اختیار کیے رکھا۔

اکثر عرس وغیرہ کے موقع پر زیادہ اخراجات اور کم آمدنی کے سبب آپ مقروض ہو جاتے۔ رات کے پچھلے حصے میں کبھی کبھی آرام فرماتے وگرنہ اکثر جاگ کر ہی رات گزارنا معمول خاص رہا۔

ذوقِ سماع اس قدر غالب تھا کہ اکثر قوال آپ کی خدمت اقدس میں موجود ہی رہتے تھے۔ مختلف جگہ پر بزرگانِ دین کے عرسوں میں شرکت کرنا بھی آپ کے معمول میں شامل رہا۔

ہر سال خواجہ خواجگان فخرِ کون و مکاں حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس کے موقعہ پر آپ چھٹی شریف کراتے، جس میں دور دراز کے علماء بطور خاص شرکت کرتے۔ یہ مجلس اپنے تاثرات کے لحاظ سے عرس غریب نواز کا حاصل ہوتی تھی۔

کیفیات قبل از وصال ☆: ۱۹۴۵ء میں آپ نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس کرایا تو اس کے بعد سے نزلہ زکام کی وجہ سے صحت خراب رہنے لگی۔ اسی حالت میں آپ اجمیر شریف سے جے پور ہوتے ہوئے ناگپور شریف لے گئے۔ بوجہ سفر اور بے آرامی آپ کی طبیعت وہاں اور بھی زیادہ خراب ہوگئی۔ وہاں سے آپ دہلی سے ہوتے ہوئے بلند شہر میں ڈاکٹر عبدالعزیز یوسفی تاجی کے ہاں مقیم ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب نے علاج معالجہ کیا مگر افاقہ نہ ہوا۔ وہاں سے آپ علی گڑھ تشریف لے گئے تو یہاں آپ کی طبیعت سنبھلی آپ نے غسلِ صحت کیا۔ بیشتر مریدین آپ کے ہمراہ تھے۔ وہاں سے آپ دوبارہ اجمیر شریف آئے تو طبیعت پھر خراب ہوگئی۔ جس کے باعث آپ کو ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔ ہسپتال میں آپ کے پھیپھڑوں کا آپریشن ہوا، خون بھی لگا جس کی وجہ سے طبیعت میں کافی حد تک افاقہ ہوا اور تندرست ہو گئے۔

جولائی ۱۹۴۷ء میں دوبارہ پھر مرض غالب آیا اور طبیعت نڈھال رہنے لگی۔ حالت یہاں تک ہوئی کہ آپ کی زندگی سے لوگ مایوس ہو گئے۔

درگاہ کمیٹی نے آپ کے مزار کے لیے حضور غریب نواز کے چلے والی جگہ تجویز کی، مگر جب آپ کے جانشین وخلیفہ اکبر حضرت ذہین شاہ تاجی علیہ الرحمۃ سے مشورہ کیا گیا تو انہوں نے واضح الفاظ میں فرما دیا کہ مجھے اپنے مرشد کی طرف سے اس سلسلہ میں کوئی حکم نہیں ملا۔

باوجودیکہ وہ انکار کرتے رہے میاں محمد شفیع اور رفیع میاں نے زبردستی آپ کے جانشین وخلیفہ اکبر سے اس جگہ پر مزار بنانے کی حامی بھروالی۔ جب آپ کے خلیفہ حضرت بابا ذہین شاہ تاجی، میاں محمد شفیع، میاں محمد رفیع فیصلہ کر کے واپس آئے تو آپ نے اسی بیہوشی کے عالم میں ان سے فرمایا کہ تم کہاں گڑھے دیکھتے پھر رہے ہو، میری مٹی یہاں کی نہیں ہے مجھے کراچی لے چلو۔

چنانچہ آپ کو کراچی لایا گیا تو کراچی آمد کے چند دنوں بعد ہی آپ کا وصال باکمال ہو گیا۔

Marfat.com

بابا ناگپوری کی مسند پر جلوہ افروزی ☆: 26 محرم الحرام 1344 ہجری بمطابق 1925ء کو جب آپ کے پیرو مرشد حضرت بابا تاج الدین اولیاء چشتی صابری علیہ الرحمتہ کا وصال باکمال ہوا۔ تو آپ سلسلہ تاجیہ کے مرجع خلائق بن گئے۔ حضرت بابا تاج الدین اولیاء ناگپوری علیہ الرحمتہ کے مریدین نے آپ کا دلی احترام کیا۔ اور مثل شیخ جانا اور مانا۔

لاتعداد افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر منزل حقیقی کو پہنچے۔ ان ہی سے بہت سے افراد درجہ ولایت پر فائز ہوئے۔

آپ کی نگاہ کیمیا جس پر اثر کرتی وہ خدا پرست ہو جاتا۔ بہت سی مخلوق نے آپ سے فیض پایا۔ اور لاتعداد لا علاج بیماروں کو شفا ملی۔ آپ اپنے وصال سے چند روز قبل ہی ناگپور سے کراچی تشریف لائے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال یکم ذالحجہ ۱۳۶۷ ہجری بمطابق ماہ اکتوبر 1947ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار میوہ شاہ قبرستان کراچی میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے جانشین حضرت بابا ذہین شاہ تاجی علیہ الرحمتہ نے آپ کے مزار مبارک کی عظیم الشان تعمیر اور خانقاہ معلیٰ کی بنیاد رکھی۔ جس کی تکمیل حضرت بابا ذہین شاہ تاجی کے خلیفہ حضرت بابا انور شاہ ذہینی تاجی صابری کے حصے میں آئی۔ یہ خانقاہ نہ صرف کراچی بلکہ ہندوپاک میں اپنی بلندی، وسعت اور عظمت کے اعتبار سے منفرد ہے۔ یہاں منگل، جمعرات اور ہفتہ کی نشستوں کے علاوہ ہمہ وقت زائرین کا ہجوم لگا رہتا ہے۔

آپ کا سالانہ عرس مبارک ۳۔۲۔۱ ذی الحج کو ہوتا ہے جبکہ دوسرا عرس آپ کے پیشوا حضرت تاج الاولیا بابا تاج الدین ناگپوری علیہ الرحمتہ کا ۲۶۔۲۵۔۲۴ محرم الحرام کو ہر سال آپ کے دربار پر منایا جاتا ہے۔

دونوں عرسوں میں ہزاروں افراد کو روزانہ لنگر پیش کیا جاتا ہے۔ تینوں دن ہمہ وقت ہزارہا مرد عورتیں، عوام و خواص، علماء فقراء، مشائخ و صوفیا شرکت کر کے اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان کی دولت سے مالا مال کرتے ہیں۔ دونوں عرسوں سے تینوں روز کے علاوہ ہر جمعرات کو بھی عقیدت مندوں اور مستوں کا ہجوم ہوتا ہے اور قوال حضرات محفل سماع میں عارفانہ کلام پیش کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو آپ کے دربار کی حاضری کی سعادت حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت بابا سید احمد ترمذی المعروف دکن بابا تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ ولی العصر، شیخ یگانہ، مرشد زمانہ حضرت سید احمد ترمذی چشتی صابری المعروف دکن بابا رحمتہ اللہ علیہ صاحب تجرید و ترک ہیں۔

آپ رہنے والے صوبہ سرحد کے ہیں، تبلیغ کی غرض سے حیدر آباد دکن تشریف لے گئے۔ قیام حیدر آباد کے زمانے میں سقوط حیدر آباد کا واقعہ پیش آیا تو آپ وہاں سے ہجرت کر کے واپس پشاور صوبہ سرحد تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں سیالکوٹ میں کچھ عرصہ قیام کیا۔ اور تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت خواجہ بابا تاج الدین اولیاء ناگپوری چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

حضرت خواجہ بابا تاج الدین اولیاء ناگپوری چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے 15 خلفاء انڈیا میں ہیں۔ جبکہ آپ کے دو خلفاء پاکستان میں ایک حضرت بابا عبدالکریم یوسف شاہ تاجی جن کا مزار پر انور قبرستان میوہ شاہ کراچی میں جبکہ دوسرے خلیفہ حضرت سید احمد ترمذی المعروف دکن بابا علیہ الرحمتہ ہیں۔ نظام دکن حیدر آباد حضرت بابا تاج الدین اولیاء ناگپوری علیہ الرحمتہ کے ان دونوں خلفاء کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے احترام کرتا تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۷۱ ہجری بمطابق 1951ء کو ہوا۔ مزار پر انور شمع پروانہ سینما کے بالکل سامنے تلواڑہ روڈ کو روالی مسجد سیالکوٹ چھاؤنی میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ خداوند کریم نے آپ کو درج ذیل صاحبزادگان عطا فرمائے جن میں صاحبزادہ سید سلیمان بادشاہ جو آپ کے مشن کو پوری آب و تاب سے چلاتے رہے۔ وہ آپ کے خلیفہ اکبر اور سجادہ نشین بھی ہیں۔ ان کے ہزاروں مریدین پشاور اور سیالکوٹ میں موجود ہیں۔ آپ کے ایک خلیفہ حافظ ادریس شاہ بھی تھے جن کا 1981ء میں وصال ہو چکا ہے۔ آپ کا سالانہ عرس ماہ ذیقعد کی 5 تاریخ کو آپ کے مزار پر سیالکوٹ میں ہر سال منایا جاتا ہے۔ ہزاروں افراد شرکت کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فریدالدین المعروف چھوٹے بابا تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : مقبول و منظور نظر حضور تاج الاولیاء فقیر یگانہ، مرشد زمانہ، عارف باللہ، صاحب کشف و کرامات، مظہر صفات و کمالات حضرت فریدالدین المعروف چھوٹے بابا سرکار تاجی رحمتہ اللہ علیہ مجسمہ حسنات ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳ ربیع الاول شریف ۱۳۲۱ھ بمطابق ماہ مارچ ۱۹۱۱ء کو جنابہ مریم بی اماں تاجی صاحبہ کے بھائی قطب الدین کے گھر ہوئی۔

جب آپ کی عمر عزیز پانچ ماہ کی ہوئی تو والدین لے کر ناگپور شریف میں حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو ایک جبہ عنایت فرما کر رخصت فرما دیا۔

جب آپ کی عمر پونے دو برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ دوبارہ واکی شریف لے کر گئیں اور سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں میں ڈال دیا، اسی وقت سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے حکم دیا میوے ڈال کر شربت بناؤ۔

چنانچہ جلدی سے شربت بنا کر حسب الارشاد پیش کیا گیا۔ تو حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے ایک گھونٹ پی کر آپ کو پلایا، بعدازاں اس شربت میں اپنا دست مبارک ڈال کر دے کر حاضرین کو عطا فرما دیا۔ حاضرین نے اس میں پانی ملا کر برابر تقسیم کر کے پی لیا، اس کے بعد آپ کی والدہ آپ کو لے کر گھر آ گئیں آپ نے دنیاوی تعلیم میٹرک تک حاصل کی۔ جب جوانی کی عمر کو پہنچے تو پھر حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے پھر آپ کو اپنے دست مبارک سے پانی پلایا جس کے پیتے ہی آپ پر کشف باطنی کے اسرار اور رموز معرفت کھل گئے۔

آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ ہوئے ہیں، آپ کی یہ خصوصیت تھی کہ جب کوئی آ کر اپنا مسئلہ، تکلیف، اور مصیبت کے بارے بیان کرتا تو آپ فوراً مراقبہ میں چلے جاتے اور جو کچھ دیکھتے وہ فوراً بتا دیتے، اور جو بھی بتاتے وہ لفظ بہ لفظ صحیح ہوتا تھا۔ ہزاروں بندگان خدا نے آپ کے علم و عرفان اور ولایت کی دولت سے فیض حاصل کیا۔ لاتعداد افراد اپنی مراد کو پہنچے۔ آپ کا فیضان عام تھا، اور یہی وجہ تھی کہ آپ چھوٹے بابا کے نام سے معروف ہوئے۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال ۳ ۱۳۷۳ھ بمطابق 1954ء کو ہوا، مزار پرانوار قبرستان تاج آباد شریف ناگپور صوبہ سی پی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت قاضی بابا سید امجد علی شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : فخر السادات، پروردۂ آغوش ولایت، شہباز میدان طریقت وحقیقت، حضرت قاضی بابا سید امجد علی شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ پیکر شوکت وجمال ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۱۰ھ بمطابق 1892ء کو بمقام ھوساول انڈیا میں سادات کے ایک عظیم فرد کامل کے گھر میں ہوئی۔
آپ کی ولادت سے قبل آپ کی والدہ محترمہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی صورت بزرگ تشریف لائے ہیں، اور آپ کی والدہ ماجدہ سے مخاطب ہوکر فرما رہے ہیں، کہ تمہارے ہاں لڑکا ہوگا، اس کی نگہداشت ہمارے ذمہ ہوگی۔
چنانچہ چند دن بعد جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کے والد نے کسی بزرگ کے حکم پر آپ کا نام سید امجد علی رکھا، ابھی آپ کی عمر عزیز صرف پونے دو برس کی تھی کہ والدہ ماجدہ کا وصال ہوگیا، ان کے بعد آپ کی پھوپھی نے آپ کو گود لے لیا اور انہی کی نگرانی میں آپ کی پرورش اور تعلیم مکمل ہوئی۔
تعلیم سے فراغت کے بعد خاندانی جائیداد اور زمینداری کی طرف توجہ دینے کی بجائے آپ نے ریلوے میں ملازمت کر لی۔
آپ کو بچپن ہی سے بزرگوں کی صحبت کا ذوق حاصل تھا، دوران ملازمت بھی چند بزرگوں کی صحبت سے مستفید ہوئے۔

حضور تاج الاولیاء کی خدمت میں حاضری ☆ : ریلوے میں ملازم ایک بزرگ دوست جناب سید محمد سبحان شاہ صاحب جو گارڈ کی ڈیوٹی پر مامور تھے، ان کی زبانی حضور تاج الاولیاء سرکار ناگپوری کا ذکر سنا اور ان کی معیت میں ناگپور شریف پہنچے اور حضور بابا سید تاج الدین ناگپوری علیہ الرحمتہ کی قدم بوسی سے سرفراز ہوئے، تو حضور تاج الاولیاء نے شفقت ومحبت فرماتے ہوئے آپ کو گیارہ دن رکھنے کا حکم دیا۔

چنانچہ آپ بابا صاحب کے حکم کے مطابق گیارہ دن تک ناگپور شریف میں ہی مقیم رہے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ ان گیارہ دنوں میں میں دنیا ومافیہا کے معاملات سے بے نیاز رہا، اور حقیقت میں حاضری کیا تھی بلکہ ایک طالب نے اپنے مطلوب کو پالیا۔ گیارہویں دن صبح فجر کی نماز کے بعد حضور بابا صاحب کے خادم خاص نے آواز لگائی ریل پر جانے والے کو سرکار یاد فرما رہے ہیں۔
چونکہ آپ نے ہی بذریعہ ریل واپس آنا تھا۔ اس لئے آپ اٹھے اور سرکار کی خدمت میں حاضر ہوکر قدم بوسی کی تو سرکار بابا صاحب نے اپنا دست مبارک سر اور پشت مبارک پر پھیر کر فرمایا کہ حضرت جاکو آؤ۔
چنانچہ آپ ناگپور سے روانہ ہوکر بھوساول پہنچے اسی رات سرکار نے خواب فرمایا "حضرت واپس آتے جی" صبح بیدار ہوتے ہی

Marfat.com

دوبارہ ناگپور شریف کی ریل میں بیٹھے اور ناگپور سے ایک اسٹیشن پہلے پائن ساونگی ریلوے اسٹیشن پر حضور تاج الاولیاء سرکار کو ٹہلتے دیکھا تو فوراً نیچے اتر کر قدم بوس ہوئے سرکار تاج الاولیاء نے آپ کو لکڑی کی ایک چابی عنایت کی اور فرمایا، لو حضرت ہمارے خزانے کی چابی، اس کے ساتھ ہی واپس جانے کا حکم صادر فرمایا۔

چنانچہ آپ حسب الارشاد واپس بھوساول پہنچے۔ اور اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے، اس کے بعد جب بھی حضور تاج الاولیاء سرکار بلاتے آپ ناگپور شریف پہنچ کر قدم بوسی فرماتے جب تک سرکار بابا صاحب اجازت نہ دیتے آپ قدموں میں پڑے رہتے، کئی مرتبہ سرکار کے حکم پر ملازمت سے استعفیٰ دے دیا، دوبارہ سرکار نے نوکری کا حکم دیا تو اسی جگہ درخواست دے کر اسی عہدہ پر اسی جگہ بحال ہو جاتے، سرکار کے کرم سے آپ کی نوکری بھی مثالی ہو گئی تھی۔ محکمہ میں آپ کے ساتھی کہتے ہیں۔ نوکری تو آپ کے گھر کی لونڈی کی طرح ہو گئی ہے اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ ریلوے کے حکام آپ کے تابع فرمان ہیں۔

مگر ریلوے میں آپ کے ساتھی ملازمین کو یہ معلوم نہیں کہ یہ سب آپ کے پیر و مرشد حضور تاج الاولیاء سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے کرم کے فیصلے ہیں ورنہ محکمہ کے لوگ تو کسی کا لحاظ نہیں برتتے۔

ہے میرے واسطے کونین ان کے دامن میں ☆: حضور تاج الاولیاء سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا آپ پر خصوصی کرم ہمیشہ شاملِ حال رہے۔ بلکہ آستانہ عالیہ ناگپور شریف میں آنے والوں نے بچشم خود حضور تاج الاولیاء سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان و کرم کی بارش ہوتی دیکھی، دلچسپ بات یہ ہے کہ ”رحمت حق بہانہ می جوید“ کے مصداق حضور تاج الاولیاء آپ کو نوازنے کے لئے مختلف حیلے بہانے تلاش کرتے اور موقع پا کر لحہ بہ لحہ آپ کے سینہ کو علم و عرفان اور فیضان معرفت کا خزینہ بناتے رہے، جس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

ایک مرتبہ آپ حضور تاج الاولیاء سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تھے کہ حضور بابا صاحب نے ایک کاغذ پر چاروں طرف پھول بنا کر درمیان میں آپ کا نام لکھ کر آپ کو وہ کاغذ عطا فرمایا، تاجی سلسلہ میں سرکار کی طرف سے یہ خلافت نامہ تصور کیا جاتا ہے۔

واقعہ نمبر ۲ ☆: ایک مرتبہ آپ سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت حضور بابا صاحب کی انگشت مبارک میں گلاب کے پھولوں کا ایک ہار تھا، سرکار نے یہ فرما کر وہ ہار آپ کی گردن میں ڈالا لو امجد علی تمہارا ہار۔ آپ فرماتے ہیں کہ سرکار نے اگرچہ گلے میں ہار ڈالا تھا، مگر میں اس کو اپنے گلے میں غلامی کا طوق سمجھتا ہوں۔ جس پر مجھے فخر ہے، وہ ہار پہن کر زبان پر فارسی کے یہ دو شعر زبان پر وارد ہوئے جنہیں میں گنگناتا رہا۔

امجد سگ تو بندہ تو عاشق تو
گر برسر کوئے تو نہ مُیرد چہ کند
عشق تو درد دل نہ پزید دچہ کند
دامان تر گرنہ بیگرد چہ کند

واقعہ نمبر ۳ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ میں عموماً ادب کی وجہ سے حضور تاج الاولیاء سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے دور کچھ فاصلے پر رہتا

Marfat.com

تھا، ایک روز میں کھڑا تھا، کہ سرکار نے کھانس کر اپنا لعاب دہن میری جانب پھینکا، میں نے یکدم سے آگے بڑھ کر اس کو زمین پر نہ گرنے دیا بلکہ ہاتھ میں اٹھا کر چاٹ لیا، یہ دیکھ کر حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا پہنچ گیا جی کیسے جی۔

واقعہ نمبر ۴ ☆: ایک روز حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ تاج آباد شریف سے کسی منزل پر جاتے ہوئے راستے میں ایک مکان پر رک گئے، اور اس مکان سے چائے کی بھری ہوئی پتیلی لے کر اپنے غلاموں کو چائے پلانے لگے، میں ادبا دور ہی کھڑا تھا، سرکار نے فرمایا تو کیوں کھڑا ہے رے لے پی۔

چنانچہ سرکار ٹوٹی سے چائے ڈالتے رہے اور میں دونوں ہاتھوں سے پیتا رہا۔

واقعہ نمبر ۵ ☆: حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے ایک خصوصی کرم یہ بھی فرمایا کہ وصال سے قبل آخری ملاقات و زیارت کے لئے، بھائی منشی یوسف خان کو حکم دے کر آپ کو اپنے بیوی بچوں سمیت اپنی خدمت کے لئے بلایا، میں جمعرات کے روز حاضر خدمت ہوا، اس وقت سرکار لیٹے ہوئے تھے، طبیعت علیل تھی اور رات کا وقت تھا۔ اچانک حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ اٹھے اور پانی طلب کیا۔ ایما جی جو بابا صاحب کی خدمت کے لئے مہاراجہ کی طرف سے مامور تھے، انہوں نے فوراً دودھ والا شربت سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں پیش کیا، حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ حضرت کو پیش کر دو۔

آپ خود فرماتے ہیں کہ یہ حکم ملتے ہی میں نے وہ گلاس ایما جی سے لے کر حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ حضور بابا صاحب نے فرمایا ''آپ پیو''۔ دوسری طرف مجھے ایما جی نے اشارہ کیا جسے میں سمجھ گیا کہ مجھے پینے سے روکا جا رہا ہے، اور دل میں خیال گزرا کہ شاید دودھ کم ہو، اور رات کا وقت ہے، ممکن ہے کہ حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ پھر دوبارہ طلب فرمائیں گے تو پریشانی ہوگی۔

چنانچہ اس خیال سے میں نے وہ گلاس ایما جی کو واپس کر دیا، اس کے بعد دوسری مرتبہ پھر تیسری مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے ایما جی سے گلاس خود لے کر اس میں سے ایک گھونٹ پی کر وہ گلاس اپنے دست مبارک سے مجھے عطا فرما دیا، میں نے کھڑے ہو کر اس کو پی لیا، اس موقعہ پر جناب مولانا نجم الدین اور جناب پٹیل راؤ صاحب بھی موجود تھے، یہ حضرات مجھے پہلے بھی دو گلاسوں کی مرتبہ کہہ رہے تھے کہ پی لے، اس طرح سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے بمبئی سے طلب کر کے آخری پیالہ اپنے دست مبارک سے پینے کو دیا۔ اور دوسرے روز ایک بیٹری عطا فرمائی اور دو روز اپنی خدمت میں رکھ کر واپسی کا حکم دیا۔

چنانچہ آپ ہفتے کے روز حضور بابا صاحب کے حکم پر ناگپور شریف سے بمعہ اہل خانہ روانہ ہوئے بیوی بچوں کو تاندورہ چھوڑ کر خود بمبئی تشریف لے گئے، بروز منگل آپ کو حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے وصال باکمال کا ٹیلی گرام موصول ہو گیا۔

واقعہ نمبر ۶ ☆: آپ فرماتے ہیں سرکار رحمتہ اللہ علیہ مجھے مختلف ناموں سے پکارتے تھے، کبھی گڈریا، اور کبھی منصب دار کا پوتا، اور کبھی بیوقوف، بھی فرماتے تھے، اور میں نے بھی یہی بن کر آپ کے قدموں میں زندگی گزار دی، اور سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے یہ کرم مجھ پر ہی نہیں بلکہ میرے پورے خاندان پر فرمایا۔

Marfat.com

واقعہ نمبر ۷☆: آپ کی عمر عزیز جب ۲۷ برس کی ہوئی تو حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ آپ کو نماز کے مسائل کی ایک کتاب ضرور المسلمین اور ایک روپیہ عطا کر کے آپ کو شادی کرنے کا حکم فرمایا۔ آپ کے تعمیل ارشاد کی خاطر شادی کی، اور شادی کے تین سال بعد آپ کی اہلیہ کو گلاب کا ایک پھول عطا فرمایا ٹھیک نو دس ماہ بعد دس ذالحجہ کو بوقت بعد نماز فجر آپ کے ہاں لڑکے کی ولادت ہوئی۔

آپ کے ہاں لڑکے کی ولادت کے وقت اہلیہ کو کافی تکلیف تھی، دس ذالحجہ کو نماز فجر سے قبل میری پھوپھی میری شکایت لے کر قاضی امین الدین صاحب کی خدمت میں پہنچیں اور ان سے عرض کیا امجد علی تو بابا صاحب سے عرض کرنے نہیں جاتے، آپ خود جا کر حضور بابا صاحب سے عرض کر دیں کے دلہن کو بہت تکلیف ہے۔

چنانچہ امین الدین صاحب گئے اور تمام معاملہ عرض خدمت کیا تو حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا، امجد علی تو ہمارے فلان سے ہے۔ امین الدین صاحب واپس آئے تو آپ نے ان سے دریافت کیا، سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے کیا فرمایا ہے، اس پر وہ ناراض ہوئے اور بتایا کہ یہ کہا ہے۔

حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا یہ فرمان سن کر آپ نے سجدہ شکر ادا کیا کہ سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے نطفہ سے مجھ خطا کار کو قرار دیا ہے۔

چنانچہ آپ دوڑے ہوئے سرکار بابا صاحب کی خدمت میں پہنچے اور قدم بوس ہوئے، سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے پشت اور کمر پر ہاتھ پھیرا اور حکم دیا **''حضرت آگے پیچھے گھوم کر آؤ اور خزانے کی چابیاں لیتے آؤ''**

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے واپس آ کر جھگی کے چاروں طرف چکر لگائے اور چابیاں لے کر دوبارہ حاضر خدمت ہوا سرکار نے دوبارہ حکم دیا کہ ''حضرت جا کو آؤ''۔ میں دوبارہ پھر جھگی کے دروازے تک پہنچا تھا کہ یکدم سے سرکار رحمتہ اللہ علیہ تانگہ میں تشریف لائے اور ایک منٹ تانگہ دروازے کے سامنے رکا، تو اسی وقت میرے بچے کی ولادت ہو گئی۔

میری اہلیہ پر تکلیف کی وجہ سے غنودگی طاری تھی، اس غنودگی عالم میں سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے کرم فرمایا ایک شربت کا گلاس عنایت کر کے فرمایا مت گھبرا لڑکا پیدا ہوگا اور وہ ہمارا ہوگا۔

اس کے علاوہ سرکار بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو مختلف اعزازات سے نوازا، کبھی چھتری، کبھی جبہ مبارک، کبھی گلاس، کبھی لحاف، کبھی بیٹری، عنایت فرماتے رہے۔

مرشد کامل سے عشق و محبت☆: آپ کو اپنے شیخ کامل سے حد درجہ کا عشق اور محبت حاصل تھی، آپ کے عشق کے بارے میں کراچی میں مقیم چشتی صابری سلسلہ کے ایک بزرگ نے کسی سے فرمایا تھا کہ حضرت قاضی سید امجد علی شاہ تاجی صاحب اللہ میاں کو بھی بابا صاحب کی شکل میں دیکھتے ہیں۔

ایک بات خاص طور سے یہ بھی اکثر دیکھنے میں آئی ہے کہ اگر کسی نے آپ سے مرشد کے نام پر اگر جسم پر پہنے ہوئے کپڑے بھی مانگ لئے تو آپ نے فوراً اس کو وہ کپڑے اتار کر دے دیئے اور خود دوسرا لباس پہن لیتے تھے۔

Marfat.com

اسی طرح کوئی شخص آپ کے سامنے جھوٹا خواب ہی بیان کر دیتا کہ رات کو حضور بابا صاحب نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ تم قاضی امجد علی کے پاس چلے جاؤ وہ تمہاری ضرورت پوری کر دیں گے، تو آپ اس کی بات اور سوال سن کر فوراً اس کی ضرورت پوری فرما دیتے۔

سلسلہ رشد و ہدایت ☆: آپ کو خداوند کریم نے ہمہ صفت موصوف بنایا تھا، اور مرشد کامل کی خصوصی توجہات نے ایسا اثر دکھایا کہ آپ جہاں بیٹھ جاتے وہیں ہزاروں کا مجمع لگ جاتا، اور آپ نے اپنے پاس آنے والوں کو سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا نام و کلام پہنچایا، آپ کے ارد گرد ہمیشہ عقیدت مندوں کا ہجوم رہتا، آپ کے مشن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ جہاں کہیں بھی رہے وہاں کے بچے بچے کی زبان پر بابا...... بابا کا ورد کرا دیا،

پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی میں بھی آ کر آپ کا مشن یہی رہا کراچی میں ہزاروں افراد نے آپ سے فیض حاصل کیا، کوئی سائل آپ کے در سے خالی نہ گیا، آنے والے ہر حاجت مند سے فرماتے بھائی تو جو کچھ کہہ رہا ہے وہ سب کچھ میرے سرکار بابا صاحب سن رہے ہیں، وہی تیری مراد بھی پوری کریں گے۔

آپ کے دست حق پرست پر بہت سے افراد نے اسلام قبول کیا، یہ سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق تھا کہ **كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَتُهُ الْاِسْلَام** یعنی ہر نفس کو اسلام کا ذائقہ چکھاؤں گا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ بمطابق 28 اکتوبر 1958ء بوقت نماز عشاء کراچی میں ہوا، مزار پر انوار خانقاہ امجدیہ تاجیہ C-1 ایریا لیاقت آباد کراچی میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے وصال پر آپ کے پیر بھائی جناب فتح علی حیدری تاجی صاحب نے درج ذیل قطعہ تاریخ وصال لکھی ہے۔

ہے مولا تو مولانا بندہ تو بندہ
مگر میں نے سید یہ منظر بھی دیکھا
نہ تھی موت وہ وہ رخصت زندگی تھی
کہ جیسے ہو قطرہ بہ درمان دریاء
ہوئی فکر رحلت تو ہاتف
پکارا کہ امجد بہ آغوش بابا

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت بابا قادر محی الدین قادر اولیاء تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف باللہ، فنافی اللہ، فنافی الرسول والمرشد، امام الفقراء والصلحا۔ حضرت بابا قادر محی الدین قادر اولیا تاجی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب و ماہتاب آسمان ولایت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۳ ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ بروز جمعرات بمطابق 1902ء کو علامہ مولانا نواب علی کے گھر وجیانگر میں ہوئی۔

آپ کے والدگرامی ۸ فرنٹیر رجمنٹ میں بطور امام مسجد ملازم تھے، جب آپ سن شعور کو پہنچے تو آپ کے والدگرامی نے آپ سے فرمایا تمہارا نام تمہارے دادا کے نام پر رکھا گیا ہے، ہمارا خاندان درویشوں اور فقیروں کا خاندان ہے، میں مسجد کی امامت اور فوج کی ملازمت کی وجہ سے اس طرف توجہ نہ دے سکا، مگر میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم فقر کو اختیار کرنا، اور ناگپور شریف جا کر حضور تاج الاولیاء سرکار بابا تاج الدین رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری ضرور دینا۔

چنانچہ آپ والدگرامی کی وصیت کے مطابق ناگپور تشریف لے گئے اور حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کو دیکھتے ہی حضرت بابا صاحب نے فرمایا شیر کا بچہ شیر ہے، اس کے بعد حضور بابا صاحب نے پاس رکھے ہوئے کیلوں میں سے ایک کیلا آپ کو عنایت کیا، جو زیادہ گلا ہوا تھا، جسے کھانے کے لئے آپ کی طبیعت نے گوارا نہیں کیا، اس وجہ سے آپ نے ہاتھ پیچھے کرلیا، حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تم کیلا کھاؤ یا نہ کھاؤ جو تمہیں ہمارے پاس سے پہنچنا تھا وہ پہنچ گیا۔

حضور تاج الاولیاء سرکار کا آپ سے روحانی تعلق ☆: ناگپور شریف میں آپ کا قیام غوث بابا کے جھونپڑے میں تھا، غوث بابا کے لنگر خانے کے مہتمم حیات خان تھے، ان کے ذمہ دیگر امور کے علاوہ حضور تاج الاولیاء کی خدمت میں چائے پیش کرنے کی ڈیوٹی بھی تھی۔

حیات خان کے دل میں خیال آیا کہ وجیانگر کا یہ لڑکا ہر وقت جھونپڑی میں آرام سے پڑا رہتا ہے کچھ کرتا کراتا نہیں۔

چنانچہ ایک روز حیات خان نے لنگر خانہ کے لئے آپ سے لکڑیاں چروائیں جس کی وجہ سے آپ کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ حیات خان جب وقت مقررہ پر حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں چائے لے کر گئے تو حضور تاج الاولیاء سرکار

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا چائے نکو یہ حیات خان ہم سے لنگر خانے کی لکڑیاں چڑواتا ہے، یہ دیکھو ہمارے ہاتھ میں چھالے پڑے ہوئے ہیں، اس وقت حضرت غوث بابا بھی موجود تھے۔ جو حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان سن کر سہم گئے، اور دل میں سوچنے لگے کہ حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا اپنے بچوں سے کیا خوب تعلق ورابطہ ہے، حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو قیام شکر درہ کے دوران مختلف طریقوں اور حیلوں بہانوں سے اس قدر نوازا کہ آپ کو مجسمہ حسنات بنا دیا۔

نوازنے والے نے خوب نوازا ☆: غوث بابا تاجی رحمتہ اللہ علیہ کی جھونپڑی کے سامنے املی کا ایک درخت تھا، جناب غوث بابا اور آپ اکٹھے درخت کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ کہ خواب میں دیکھتے ہیں کہ دو بڑی الماریاں ہیں، ان کی دو چاندی کی چابیاں ہیں، اور خواب میں ہی کسی نے آپ کے حوالے کیں اور الماریاں کھولنے کو کہا، آپ نے الماریوں کو کھولا تو کیا دیکھا کہ ایک الماری کتابوں سے بھری پڑی ہے، جبکہ دوسری الماری میں ایک خانہ خالی ہے، اس وقت آپ نے محسوس کیا کہ کوئی کہہ رہا ہے اس خالی خانہ کو تم نے بھرنا ہے۔

اچانک اسی وقت ایک بڑھیا صفائی کی غرض سے اٹھی تو اس نے آپ کو املی کے نیچے کھڑے دیکھا تو شور مچا دیا کہ اٹھو اٹھو حضرت بابا تاج الاولیاء تشریف لے آئے ہیں، شور کی آواز سن کر آپ کی بھی آنکھ کھل گئی جس سے خواب کا سلسلہ منقطع ہو گیا، مگر جب بیدار ہو کر دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا۔

حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ سے کوئی وظیفہ نہیں پڑھوایا اور نہ ہی آپ سے چلّے کرائے جبکہ اس ضمن میں ایک خاص بات یہ ہے کہ آپ کی ظاہری تعلیم بھی بالکل نہ تھی، مگر نوازنے والے نے جب نوازا تو اس قدر نوازا کہ قادر اولیاء کے لقب سے معروف ہوئے، اور ایسا صاحب تصرف بنایا کہ آپ جہانگیر کے ایک جنگل میں قیام پذیر رہے وہاں بھی ہزاروں کی تعداد میں مصیبت زدہ نے آ کر مصیبتوں سے مراد حاصل کیا، لاتعداد جسمانی لاعلاج مریض شفا پا کر گئے، بہت سوں کی مشکلات آسان ہوئیں، آپ اس جنگل میں رہ کر مخلوق خدا کی خدمت اور دادرسی اور حاجت روائی فرماتے رہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۹ محرم ۱۳۷۹ھ بمطابق 1959ء کو ہوا، مزار پر انوار تاج آباد شریف ضلع ناگپور صوبہ سی پی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت بابا سید محمد سرور شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، برھان الواصلین، سلطان العاشقین، پیکر صبر و رضا، متصرف بہ تصرفات، حضرت بابا سید محمد سرور شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ مرد با کمال ہیں۔

آپ رہنے والے پورب کے تھے، ضلع بارہ بنکی اور بمبئی کے ضعیف العمر حضرات کا یہ کہنا ہے کہ ہم آپ کی گود میں کھیلتے رہے ہیں، آپ کے بارے کچھ معلوم نہ ہوسکا کہ آپ کہاں کے رہنے والے تھے آپ کی عمر کتنی تھی، اور فقر کے آپ کس مقام اور بلند درجہ پر فائز تھے، صرف اتنا پتہ چلا ہے، کہ آپ جس علاقہ میں جاتے وہاں کی زبان پر آپ کو مکمل عبور حاصل ہوتا تھا۔

آپ کی زندگی انتہائی سادہ تھی، مرشد کامل حضور تاج الاولیاء سرکار حضرت بابا تاج الدین علیہ الرحمتہ کے ادب کا یہ حال تھا کہ تمام عمر مرشد کے دربار سے باہر کھڑے ہو کر حاضری دی، آپ جب اپنے مداحوں، مریدین اور عقیدت مندوں کے درمیان بیٹھ کر تصوف و معرفت کے اصرار و رموز پر گفتگو فرماتے تو عشق و محبت کے جو رموز نکلتے تو سامعین واحدانیت و رسالت کے نشے میں مست و مستغرق ہو کر جھوم جاتے تھے، آپ فنافی الشیخ اور فنافی الرسول کے مقام پر فائز تھے، ہر وقت نگاہوں میں حسن یار کا جلوہ سمایا رہتا تھا۔

حضرت قاضی سید محمد تاجی کے آپ کے بارے تاثرات ☆ : سلسلہ عالیہ تاجیہ کے معروف بزرگ اور پاکستان بالخصوص کراچی میں حضور تاج الاولیاء کے فیضان کے دریا بہانے والے صوفی بزرگ حضرت قاضی سید محمد علی شاہ تاجی جن کا مزار کراچی لیاقت آباد میں ہے، وہ فرماتے ہیں،

حاجی محمد عثمان صاحب تاجی (میخانہ تاج الاولیاء) کراچی حضرت سید محمد سرور شاہ تاجی صاحب کے بے حد عقیدت مند تھے، بمبئی میں جن حضرات نے آپ کے کلام پر مشتمل کتاب "نگاہ سرور" شائع کروائی تھی یہ احباب حاجی عثمان صاحب کے احباب میں سے تھے، حاجی عثمان صاحب نے یہ "کتاب نگاہ سرور" مجھے بھی عنایت فرمائی تھی، کتاب کو پڑھنے اور حاجی صاحب سے آپ کی تعریفیں سننے کے بعد ملاقات کے لئے دلی اشتیاق پیدا ہوا۔

چنانچہ حضور تاج الاولیاء کے فیض و کرم سے 1956ء میں بمع بچوں کے ناگپور شریف حاضری کے لئے پہنچا تو اس وقت آپ سے ملاقات ہوئی۔ ان دنوں آپ کی ریش مبارک بالکل سیاہ تھی، ملاقات کے دوران آپ نے بہت شفقت و محبت فرمائی، اور جہاں کہیں

Marfat.com

بھی تشریف لے گئے مجھے اپنے ہمراہ رکھا، انہی دنوں آپ نے ایک دعائیہ شعر اپنی نوک قلم سے لکھ کر بھیجا جو میں نے فریم کر کے اپنے کمرے میں لگوایا ہوا ہے، شعر حسب ذیل ہے۔

دعا ہے سرور کی یا رب بروز قیامت
نگہباں محمد علی کے محمد (ﷺ) علی ( ) علیہ السلام ہوں

آپ کا لکھا ہوا کلام معرفت کا خزینہ ہے☆: آپ اپنے مرشد کامل حضور تاج الاولیاء کے سچے پکے عاشق اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں مست و مستغرق تھے، آپ نے جو بھی کلام لکھا کہ وہ عشق میں ڈوب کر لکھا، آپ کی کتاب "میلا د سرور" بہت مقبول اور مشہور ہوئی ہے، اس کے علاوہ بمبئی کے مریدین واحباب نے آپ کی ایک اور کتاب "نگاہ سرور" نے نام سے شائع کرائی تھی۔

آپ کے کلام کا ایک حصہ جو اپنے مرشد کی شان میں آپ نے لکھا ہے نمونہ کے طور پر چند اشعار ذوق کے لئے پیش خدمت ہیں، جس سے آپ کے شاعرانہ ذوق اور معراج کا پتہ چلتا ہے۔

شادباش اے خیال تاج الدین
رویسوئے نہال تاج الدین،
ھم شبیہہ رسول ﷺ شان علیؑ
ھم خیال بلالؓ تاج الدین
صد ھزاران سلام باد صبا
بہ رساں بر جمال تاج الدین
گفت سرور بشوق در مجلس
ما بندہ ذوالجلال تاج الدین
ہر بلائے ناگھانی سر سے سرور ٹل گئی
جب کہا میں نے کہ یاسرکار تاج الدین

کرامت☆: حاجی مقبول احمد تاجی (تاج مارکیٹ) کراچی والے فرماتے ہیں کہ ضلع بارہ بنکی یوپی کے فساد میں مجھ پر سترہ

Marfat.com

مقدمات قائم ہو گئے تھے، جس کی وجہ سے میں بے حد پریشان اور پولیس سے چھپتا پھرتا تھا، میں نے اپنے ایک دوست سے اس سلسلہ میں حکام بالا تک سفارش کے لئے درخواست کی تو وہ فرمانے لگے میں پہلے تمہیں ایک جگہ لے چلتا ہوں اس کے بعد جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

چنانچہ وہ مجھے اپنے ہمراہ لے کر چلے اور راستے میں ایک حلوائی کی دوکان سے کچھ لڈو خرید ے اور آپ کے آستانہ عالیہ پر پہنچ گئے۔

میرے دوست نے میرے مقدمات کی پوری تفصیل آپ کی خدمت میں عرض کر کے دعا کی درخواست کی تو آپ نے ساری گفتگو سننے کے بعد فرمایا، جانا تو پڑے گا لیکن کچھ نہیں ہوگا، آپ کے الفاظ سن کر میں نے دل میں سوچا کہ یہ عجیب بزرگ ہیں، فرماتے ہیں جانا تو پڑے گا ہوگا کچھ نہیں، بھلا جب جیل چلا جاؤں گا تو پھر سب کچھ ہوگا، کانگریس حکومت ہے مجھے سخت سے سخت سزا دے گی، میرے دوست نے میری طرف دیکھ کر کہا کہ حضرت شاہ صاحب کی بات پر عمل کرنا پڑے گا، لہٰذا میں مجبور ہو کر وہاں سے اٹھا اور خود کو جا کر حکام کے حوالے کر دیا، پولیس نے مجھے جیل بھجوادیا، جب جیل پہنچا تو جیل حکام نے مجھے شاہی مہمانوں کی طرح رکھا۔

عدالت میں کیس چلا تو پولیس میرے خلاف ثبوت پیش کرنے سے قاصر رہی، لہٰذا عدالت نے عدم ثبوت کی بنا پر مجھے باعزت بری کر دیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۹ ذالحجہ ۱۳۹۴ھ بمطابق ۲۵ جنوری ۱۹۷۵ء بروز جمعرات کو ۱۵۰ برس کی عمر میں ہوا، مزار پر انوار تاج آباد شریف ناگپور صوبہ سی پی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے مریدین نے گنبد کی شکل میں خوبصورت مزار تعمیر کرایا ہے، جبکہ زائرین کے ٹھہرنے کے لئے بہترین انتظام بھی کیا ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت بابا طاسین شاہ المعروف ذہین شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: عالم علوم ظاہری و باطنی، شہباز میدان حقیقت و معرفت و حقیقت، شاعر ہفت زبان، سلسلہ عالیہ تاجیہ کے ترجمان ذیشان، حضرت بابا محمد طاسین شاہ المعروف بابا ذہین شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ رونق بزم عاشقاں ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت حضرت پیر دیدار بخش نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر ہوئی۔ سلطان التارکین حضرت صوفی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ جو غریب النواز حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ مجاز ہیں، آپ ان کی اولاد سے ہیں، آپ کے اجداد میں پشت در پشت سلسلہ ولایت جاری ہے، آپ بھی اپنے اجداد کے سلسلہ ولایت کی ایک کڑی ہیں۔

آپ نے اپنی زمانے کے متجر علماء سے علوم دینیہ میں تحصیل و تکمیل کر کے علم و عمل کے آفتاب و ماہتاب بن کر اس معاشرے میں ابھرے، وقت کے بڑے بڑے علماء آپ سے استفادہ کرتے اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی میں یکتا اور بے مثل و بے مثال اور اپنے وقت کے عظیم عارف کامل تھے۔

شاعری سے بھی خاصہ لگاؤ تھا، ذوق شعر و سخن آپ کو اپنے والدِ گرامی سے ہی ملا جو فارسی کے قادر الکلام شعراء میں شمار کیے جاتے تھے، آپ کے والد اکثر نعتیہ کلام لکھتے تھے، آپ کے والدِ گرامی حضرت پیر دیدار بخش نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے جد بزرگوار حضرت پیر خدا بخش ابو العلائی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت و سجادگی حاصل تھا، جو کہ بعد میں آپ کے والد بزرگوار نے اپنے وصال سے قبل اپنا خرقہ خلافت آپ کو عطا فرما کر آپ ہی کو اپنا سجادہ مقرر فرما دیا تھا۔

بیعت و خلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ قادریہ تاجیہ میں حضرت بابا یوسف شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ تاجیہ میں خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر اپنے مرشد کے وصال کے بعد ان کے سجادہ بھی مقرر ہوئے۔

اگرچہ آپ اپنے خاندان سے دیگر سلاسل میں بھی سرفراز و ممتاز تھے مگر حضور تاج الاولیا بابا تاج الدین ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ کی قوت نسبت ہی کا اثر ہے کہ آپ کی قدیم نسبتوں پر یہی رنگ غالب رہا۔

مختلف خاندانوں کی خلافت و سجادگی اور متعدد نسبتوں کے اس اجتماع و فیضان سے آپ کی روحانی قدر و منزلت کا ایک حد تک صحیح

Marfat.com

انداز ہ ہو جاتا ہے، لیکن آپ کے حقیقی مرتبہ ومقام کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ ولایت کی کس منزل ومقام پر فائز تھے۔

آپ کا مشرب ومسلک ☆: فقر وتصوف میں آپ کا مسلک چشتی نظامی اور ذوق چشتی صابری ہے، نظامی مسلک نے آپ کو ذوق سماع اور صابری سوز وگداز نے طریق عشق بخشا ہے، ملامتی مشرب کی طرف رجحان رہا مگر کبھی کبھی وجود وشہود اور طریق تربیت سے صرف نظر اتباع ظاہری میں نقشبندی رنگ بھی جھلکتا تھا۔

فقہی مسلک کے لحاظ سے آپ حنفی ہیں اور ان آداب کی پابندی کرتے جو اس مسلک کے ساتھ وابستہ سمجھی جاتی ہیں۔

آپ اپنے مسلک ومشرب کی پر جوش حمایت کے ساتھ مختلف علمی وفقہی وروحانی سلاسل ومذاہب اہل سنت کے متعلق وسعت نظر سے کام لیتے تھے، یہ وسعت نظر آپ کے وجدانی اور کشفی عقیدہ توحید اور وسعت مطالعہ کا ثمر تھا۔

آپ کا فقر وتصوف ☆: آپ کی شخصیت کے مطالعہ کے سلسلہ اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ پڑھتا ہوں مکتب غم دل میں سبق ہنوز۔

اور وہ بھی یاد نہیں ہوتا، یہی آپ کی نصیحت کا مشکل ترین پہلو ہے، اور درحقیقت یہی آپ کی شخصیت کا سب سے اہم رخ ہے۔

عام طور پر کشف وکرامت اور ان کی نوعیت وکثرت سے کسی شخصیت کے روحانی درجات کا اظہار کیا جاتا ہے، لیکن یہ محفوظ طریق اظہار نہیں ہے، مگر آپ کی بزرگی اور روحانی قدر ومنزلت کو اگر کشف وکرامات ہی کے پیمانے سے ناپا جائے تو اس کی شہادتیں بڑی کثرت سے فراہم ہوتی ہیں، آج بھی کراچی اور، اور اندرون ملک آپ کے عقیدت مندوں اور مریدین کی زبان پر عام ہیں۔

آپ کے اپنے دوستوں عقیدت مندوں کے علاوہ مختلف سلاسل کے لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے آپ کے روحانی فیوض و برکات سے استفادہ کیا ہے، ان میں سے بہت سے بزرگ مقامات سلوک طے کر کے درجہ خلافت ولایت پر فائز ہو کر ممتاز اور صاحب ارشاد ہوئے۔

ان میں سے بہت سے لوگوں کے مشاہدات سے آپ کی روحانی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے، ایک دیندار بزرگ کا مشاہدہ جو کم از کم اہل مشاہدہ کے نزدیک قابل اعتماد ہیں، اس لحاظ، سے خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ مشرب ومسلک کے فرق کے ساتھ ساتھ آپ کی شخصیت سے ان کی عقیدت اس مشاہدہ سے قبل بہ وجوہ استوار نہ تھی، ان کا بیان ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انہوں نے حضرت بابا ذہین شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ کی شکل وشباہت میں اور بعض مشاہدات میں حضرت ذہین شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ اجمیری کی مجلس میں دیکھا ہے۔

ایک اور قابل اعتماد بیان کے مطابق کہ عالم امر میں یہ بتایا گیا ہے، کہ حضرت بابا ذہین شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ کو ایک بڑی نعمت حاصل ہے، اور وہ نعمت یہ ہے کہ جس شخص کی طرف وہ روحانی طور پر متوجہ ہوں یا جو شخص متوجہ روحانی ان کی طرف متوجہ ہو اس کی طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توجہ فرماتے ہیں۔ اور یہ نعمت ان کو اس خصوصیت کی وجہ سے حاصل ہے کہ انتہائی تکلیف دہ اور ناقابل برداشت حالات میں بھی وہ اپنے لئے ایک ایسی راہ نکال لیتے ہیں، جس سے دوسرے لوگوں کو کم تکلیف پہنچے۔ بعض بزرگوں

Marfat.com

نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے موصول شدہ مکتوب مطہر میں حضرت بابا ذہین شاہ تاجی کی تحریر اور دستخط دیکھے ہیں۔

اس قسم کی شہادتوں میں سب سے زیادہ قابل اعتماد شہادت آپ کے پیرو مرشد حضرت بابا یوسف شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ کی شہادت ہے جنہوں نے ذہین شاہ کو منصب خلافت وسجادگی پر فائز کیا ہے۔

ادب وشعر سے آپ کا تعلق ☆: شعروادب سے آپ کا تعلق کسی سے مخفی نہیں ہے، بلکہ شعروادب آپ کا ذوق اور طریق ہے۔

عشق ذہین ہے مذہب میرا عشق ذہین ہے منصب میرا
میرا بول ہمیشہ بالا مقصد اعلیٰ ہمت عالی

شعروسخن میں ذوق اور روحانیت میں طریق عشق آپ کی میراث ہے، محبت آپ کا طریق تربیت ہے، اس لئے ادب وشعر آپ کی جان ہے، آپ خود بھی شعر کہتے تھے اور شعر اس انداز سے سنتے تھے کہ شعر کو اپنے اوپر وارد کر لیتے اور خود سراپا شعر ہو جاتے تھے۔

سماع آپ کا اعلیٰ مشرب رکھتے تھے، جس نے آپ کو موسیقی کا اعلیٰ ذوق دیا، آپ اردو وفارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے، اور دونوں زبانوں میں ماہر فن اور استادِ ادب میں شمار کیے جاتے تھے۔

اصناف سخن میں غزل آپ کا موضوع رہا، روح معانی میں پیوست، محبت واردات، جوش، خلوص، حلاوت، بیان، ندرت ادا، اور موسیقی آپ کی غزل کی امتیازی خصوصیات ہیں۔

آپ کے عقیدہ میں مجاز رنگ حقیقت ہے، اور حقیقت روح مجاز، اسی وجہ سے آپ کے عشقی وجدان میں ایک جامعیت تھی جو مجاز و حقیقت دونوں پر حاوی رہی، غزل میں آپ کا ایک مخصوص رنگ ہے، جس کی پیروی مشکل ہے، ایک مقام پر آپ فرماتے ہیں۔

خاک سے لالہ و گل سنبل وریحاں نکلے
تم بھی پردے سے نکل آؤ کے ارماں نکلے
شیخ میخانے میں آنے کو مسلماں آیا
کاش میخانے سے نکلے تو مسلماں نکلے
کیا کوئی بزم حسیں زیر زمیں اور بھی ہے
پھول کیوں چاک جگر چاک گریباں نکلے
بند آنکھیں کیئے ہم منتظر جلوہ رہے

Marfat.com

جب کھلی آنکھ تو خود جلوہ جاناں نکلے
رنگ و بو قافلہ در قافلہ آئے تھے ذہین
چند اڑتے ہوئے سائے تھے گریزاں نکلے

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں،

تو نے دیوانہ بنایا تو میں دیوانہ بنا
اب مجھے ہوش کی دنیا میں تماشا نہ بنا

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ۔

اب حسن کی محفل آرائی ہے خلوت عشق تنہا میں
وہ دریا مجھ میں ڈوب گیا میں ڈوبا تھا جس دریا میں
عیسیٰ عیسیٰ مریم مریم عصمت ہی عصمت ہے عالم
اے عفتِ عشق حرم ہی حرم کو شباب کلیسا میں

فارسی کی غزل میں آپ فرماتے ہیں۔

رنگ رنگ ولبضِ گل راسر خارمی شناسم
تو سوارِ رفته باشی زغبار می شناسم
پر رنگ تیز بشکن تهه دام بوبفگین
که بهار هم گریزاں زبهار می شنا سم
گل نادمیده چیتم سحرے یه شام بیتم
مسد نیم مه درون شبِ تارمی شتاسم

ایک اور مقام پر فارسی کے کلام میں فرماتے ہیں۔

کنایه زخرام قلندرانه ما
دوگانه ایست بخلوت که یگانه ما
کشیده اهم نه روحِ نگاه ساقی مست
نهاں زمغبچه گاں حور مئے مغانه ما

ایک اور مقام پر فارسی کے کلام میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

خیال یار که از مخا هزار نزدیك است
سواردور گذشت و غبار نزدیك است
خبـر کنید بـاغِ خـزان رسیدئه مأ
که موسمِ گلِ و فصلِ بهار نزدیك است

تصوف کے موضوع پر ایک مقام پر فارسی میں رقم طراز ہیں۔

در فـضـائـے جبـروت و مـلـکـوت
قـفـس از بـال و بـزم سـاختـه انـد

خـوش زبـان و دل مستـان ایسـت
کـه ازان لـوح و قـلـم سـاختـه انـد

بس کـرم هـاسـت از النسو که ذهیںؔ
صـورت جـو روستـم سـاختـه انـد

وصال باکمال ☆ آپ کا وصال باکمال ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ بمطابق 1978ء کو ہوا۔

مزار پُرانوار قبرستان میوہ شاہ جونا دھوبی گھاٹ کراچی میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کونورِایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے مرید خاص جناب محمد اسلم تاجی صاحب سے فقیر راقم الحروف کا قلبی تعلق ورابطہ ہے، بڑے ہی کریم النفس بلند اخلاق کے مالک ہیں، اپنے وقت عظیم صحافی، ادیب، شاعر ہونے کے علاوہ سول انجینیر بھی ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت سید سبحان الدین گارڈ تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عاشق حضور تاج الاولیاء رئیس الاصفیاء، فقیر یگانہ، غوث زمانہ، حضرت سید سبحان الدین شاہ گارڈ تاجی رحمتہ اللہ علیہ آشنائے رموز و کنایات ہیں۔ آپ ناسک کی قدیم درگاہ حضرت صادق شاہ حسینی کے پیرزادوں میں سے ہیں۔

آپ بسلسلہ ملازمت بھوساول میں کافی عرصہ قیام پذیر رہے، جب حضرت خواجہ بابا تاج الدین اولیا ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت تاج الاولیاء کے چہرہ مقدسہ کی زیارت کر کے ان پر عاشق ہو گئے اور فوراً ہی نوکری چھوڑ کر حضور تاج الاولیاء سرکار کی خدمت میں توکلانہ زندگی گزارنے لگے، اکثر اپنی جاگیر کی آمدنی سے شکر درہ، اور تاج آباد شریف میں مرشد کے خدام کی دعوت کرتے تھے۔

مرشد کامل حضور تاج الاولیاء سرکار کے وصال کے بعد آپ نے کئی صندل نکالے ہیں، جس کی سج دھج اور سجاوٹ کی تعریف اس قدر ہی کافی ہے کہ اس کے بعد آج تک دوبارہ کوئی ایسا صندل دیکھنے میں نہیں آیا۔

مرشد کی درگاہ کا یادگار تعویذ ☆: آپ نے اپنے مرشد کی درگاہ کا سنگ مرمر کا تعویذ اٹلی سے بنوا کر منگوایا تھا، جب وہ تعویذ ناگپور شریف پہنچا تو پورے ناگپور کے بینڈ باجے اور جملہ اکھاڑے والے اور گانے بجانے والے تمام کو دعوت دی گئی، اور ایک جلوس سجا کر نہایت شاندار طریقہ سے تعویذ لے کر ریلوے اسٹیشن ناگپور سے تاج آباد شریف لایا گیا، رات بھر جشن کا سماں رہا بعد نماز فجر وہ تعویذ مزار شریف پر رکھا گیا۔

دوسرے ہی دن چند حاسدوں نے آپ کی مخالفت شروع کر دی اور اس سلسلہ میں آپ پر قاتلانہ حملے بھی کرائے گئے۔

آپ چونکہ ایک باوقار اور عزت دار آدمی تھے اس لئے اپنی عزت کو برقرار رکھنے کے لئے تاج آباد سے آگرہ کیمپ تشریف لے گئے۔

جب کبھی مرشد کامل طلب فرماتے ایک دو روز کے لئے تشریف لا کر زیارت سے مستفید ہوتے اور واپس چلے جاتے۔

آپ پر آپ کے مرشد کا خصوصی کرم تھا کبھی آپ دودھ کے پیسے نہ دے سکتے تو حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ دودھ والی سے فرما دیتے کہ دودھ کے پیسے ہم دیں گے، تم انہیں دودھ دے دیا کرو۔

تم نے ہی آگ لگائی تم ہی بجھا دینا ☆: آپ بابا صاحب کے عاشق ہی نہیں بلکہ جنون کی حد تک دیوانے تھے، بابا

Marfat.com

صاحب سے عشق کا معاملہ اس حد تک تھا کہ آپ کے ایک ادنیٰ خادم کی بھی بے حد عزت واحترام اور خدمت کرتے تھے۔

ایک روز شکر درہ میں آپ کے مکان میں آگ لگ گئی، آپ اس وقت بذات خود حضور تاج الاولیاء سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف فرما تھے۔

کسی نے آپ کو اطلاع دی کہ آپ کے مکان کو آگ لگ گئی گھر کا تمام سامان جل کر راکھ ہو گیا، اور بمشکل آپ کے بچوں کو باہر نکال لیا گیا، جو کہ بخیریت ہیں، آپ نے یہ خبر سن کر فرمایا کہ، جب یہ جلا رہے ہیں تو میں وہاں جا کر کیا کروں گا۔

حضور تاج الاولیاء سرکار آپ کی استقامت دیکھ کر کھڑے ہوئے اور ایک لوٹا پانی کا منگوا کر اپنے پیروں پر ڈالا آگ اسی وقت ٹھنڈی ہو گئی۔

حضور تاج الاولیاء سرکار آپ پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ اسی طرح آپ کی دوسری اہلیہ شہزادی بیگم کو بھی سرکار نے بے حد نوازا ہوا تھا، دونوں میاں بیوی سے فیض جاری ہوا۔ لاتعداد افراد نے آپ سے فیض حاصل کیا، اس سے زیادہ سرکار کا کیا کرم ہو گا کہ سرکار نے ان کو قدموں میں ہی تاج آباد شریف میں جگہ عنایت کی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری میں ہوا، مزار پر انوار تاج آباد شریف ناگپور انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت دوّابابا تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف یگانہ، مرشد زمانہ، ہمہ صفت قلندرانہ، عارف باللہ، مالک مقام فنافی اللہ حضرت دوّابابا تاجی رحمتہ اللہ علیہ محبوب تاج الاولیاء ہیں۔

آپ رہنے والے گورکھپور انڈیا کے ہیں، حضرت بابا تاج الدین اولیا ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے تین دن بعد ناگپور شریف لائے، بعض حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ باباصاحب کے وصال والے دن ناگپور شریف تاج آباد شریف لائے تھے۔

صاحب اذکار تاج الاولیاء فرماتے ہیں کہ آپ سے میری ملاقات حضرت باباصاحب کے وصال کے پانچویں دن ہوئی، وہ بھی اس طرح کے میرے گاڑی خانہ میں جہاں میرا اصطبل تھارات دو بجے میری خوشدامنہ صاحبہ گھوڑے کو چارہ ڈالنے کی غرض سے اصطبل میں گئیں تو دیکھا کہ آپ لنگوٹی باندھے تشریف فرما ہیں۔

میری خوشدامنہ چور سمجھ کر شور مچاتی ہوئیں میرے پاس آئیں میں بیدار ہوا جا کر دیکھا تو آپ تشریف فرما ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، میں نے دریافت کیا آپ کون ہیں؛؟ آپ نے جواب دیا ارے دادا کا بتائی ہم کون ہیں، اور حضور باباصاحب کی طرف اشارہ کر کے درد بھرے لہجے میں پوربی زبان میں کچھ باتیں کیں جن کو میں سمجھ نہ سکا۔ میں آپ کو حضور تاج الاولیاء سرکار کا عاشق زاد سمجھ کر اپنے جھونپڑے میں لے آیا۔ دوسرے دن صبح کو چیٹو مہاراج کے کنویں پر آپ کو لے جا کر غسل کرایا، آپ نے جسم پر خارش تھی۔ میں چنبیلی کا تیل لگا رہا تھا کہ خلیفہ عبدالستار اور مولانا نجم الدین صاحب تشریف لائے اور آپ سے ملاقات کر کے کافی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ تاج آباد شریف میں ہی قیام پذیر رہے ہزاروں افراد آپ کے مرید و معتقد ہو گئے۔

راوی لکھتے ہیں کہ جن دنوں تاج آباد شریف کا کل انتظام نواب نیاز الدین، و منہاج الدین خان صاحب مرحوم نے میرے سپرد کیا تھا۔ اس زمانے میں آپ پر جذب طاری تھا۔ اور اس کیفیت میں آپ لوگوں کو پتھر مارتے، جس کی وجہ سے لوگوں میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ جناب چھنکا پیکل صاحب جن کو میں نے درباری اسٹور پر منشی مقرر کیا تھا، اور جناب خلیفہ عبدالستار صاحب جن کو میں نے خادموں کا سردار مقرر کیا تھا، مجھ سے فرمانے لگے دوّابابا تاج صاحب کی حالت دیکھ کر ہم لوگ گھبرا رہے ہیں ایسا نہ ہو کوئی آدمی اس کے ہاتھوں نہ مارا جائے۔ اور مصیبت ہم لوگوں پر پڑ جائے۔

Marfat.com

یہ سن کر میں نے حضور تاج الاولیاء سرکار کی طرف رجوع کیا اور بابا صاحب کے قدموں میں لیٹ گیا، مجھے خواب میں ایسا محسوس ہوا کہ ان کو زنجیروں سے باندھ دیا جائے۔

میں اٹھا اور زنجیر ہاتھ میں لے کر بلا خوف آپ کی طرف بڑھا مجھے دیکھ کر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آگے کر دیئے، میں نے ہاتھوں میں زنجیر ڈالی اور ہاتھوں کو باندھ کر تاج آباد شریف لا کر حضرت بابا صاحب کے نشان کے ساتھ آپ کو باندھ دیا، رات کے وقت نہ جانے آپ کس طرح کھل کر چلے گئے اور پندرہ دن تک تاج آباد شریف نہیں آئے۔ سولہویں روز آپ تشریف لائے تو میں مولانا نجم الدین شاہ کے ہمراہ بغرض معافی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، ابھی میں کچھ عرض کرنا چاہا تھا کہ آپ نے فرمایا تیری خطا نہیں حضور بابا صاحب کا حکم تو سب مانتے ہیں۔

کشف و کرامات ☆: راجہ اعظم شاہ لاولد تھے، ان کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی، آپ بھی ان دنوں راجہ اعظم شاہ کے مکانوں میں قیام پذیر تھے۔

ایک دن راجہ اعظم شاہ صاحب نے آپ کی خدمت میں اولاد کے لئے دعا کی درخواست کی تو تھوڑے ہی عرصے کے بعد خداوند کریم نے راجہ اعظم شاہ کو اولاد نرینہ عطا فرمادی، بعدازاں کچھ بچے اور بچیاں بھی خداوند کریم نے آپ کی دعا کے صدقے عطا فرمائیں۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک مرتبہ تاج آباد شریف میں قیام کے دوران زمین پر زور سے لات ماری تو وہاں سے پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا۔ بعدازاں حضرت مولانا صاحب نے اس چشمہ کو حوض کی صورت میں تبدیل کر دیا۔

کرامت نمبر۳ ☆: ایک روز آپ شیر کے پنجرے کے پاس کھڑے ہو گئے، شیر نے بازو پکڑ لیا، آپ نے ہاتھ اپنی طرف کھینچنے کی بجائے پوربی زبان میں اسے گالی دیتے ہوئے فرمایا ''کھالے کھا'' شیر نے گوشت کی بوٹی آپ کے بازو سے کاٹ کر بازو چھوڑ دیا۔ جس کی وجہ سے بازو پر گڑھا پڑ گیا، زخم گہرا دکھائی دیتا تھا لیکن خون کا ایک قطرہ بھی نظر نہیں آیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں ہوا۔ مزار پر انوار تاج آباد ناگپور شریف سی پی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت بابا انسان علی شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: مالک مقام فنافی اللہ وفنافی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فنافی الرشد، فقیر یگانہ، درویش مست الست، مرشد زمانہ حضرت بابا انسان علی شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ مقبول بارگاہ خیر الانام ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت لترا ضلع بلاسپور صوبہ سی پی انڈیا میں ہوئی، ابھی آپ کی عمر عزیز ایک ماہ کی تھی کہ والد گرامی کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد آپ کی پرورش آپ کے نانا جان نے فرمائی، اور تعلیم کی وتربیت کا خصوصی خیال رکھا۔

آپ کے نانا جان نے اپنے ایک عزیز جو بہترین حافظ وقاری اور متبحر عالم دین تھے ان کے مکتب میں بٹھا کر آپ کو قرآن کریم اور دیگر علوم دینیہ کی تعلیم دلوائی۔

سیرت وکردار☆: آپ بچپن ہی سے بزرگوں کی صحبت میں رہتے اور بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ اور نماز تہجد کے پابند تھے، ہمیشہ وقت سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے کبھی کوئی کام خلاف شریعت سرزد نہ ہونے دیا۔

دنیاوی اعتبار سے آپ پر خدا کا کافی فضل وکرم اور عنایت تھیں، اور کئی گاؤں (مواضعات) کے مال گزار تھے۔ اتنے بڑے زمیندار ہونے کی بناء پر ویسے بھی فطرتاً آپ بہت نفاست پسند تھے، قیمتی لباس زیب تن فرماتے، اور ذاتی سواری کے لئے قیمتی گھوڑا رکھتے تھے۔

مگر باوجود اس قدر دنیاوی جاہ وجلال اور مال وزر کے آپ دیندار اور پابند صوم وصلوٰۃ تھے، سخاوت میں اس قدر عدیم المثال تھے کہ لوگوں کی زبان پر آپ کی سخاوت کے چرچے رہتے تھے، مہمان نوازی میں آپ ضرب المثل تھے، اور مہمانوں کی خدمت خود اپنے ہاتھوں فرماتے تھے۔

آپ نے اپنے ذاتی خرچ سے اپنے گاؤں لترا میں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کروائی اور خود اس میں امامت فرماتے تھے۔

غلبہ جذب واستغراق☆: جب آپ کی عمر عزیز بائیس برس کی ہوئی تو آپ پر جذب واستغراق طاری ہو گیا، اور جذب کی اس کیفیت میں آپ نے لوگوں کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔

ایک دن گھر سے بندوق لے کر نکلے اور اپنے گاؤں کی گلیوں میں گھومنے لگے، جب لوگوں نے یہ کیفیت دیکھی تو مارے خوف کے

Marfat.com

اپنے گھروں میں گھس گئے اور گھروں کے دروازے بند کر لئے۔ آپ کی اس کیفیت سے آپ کی والدہ ماجدہ اور نانی صاحبہ دیگر اعزا بھی پریشان تھے۔ ان میں سے کوئی بھی اس حالت میں آپ کے سامنے نہ آتا کسی نے آپ کی اس کیفیت کی اطلاع آپ کے استاد محترم کو پہنچادی، جو ان دنوں ساتھ والے کسی دوسرے گاؤں میں مقیم تھے۔

اطلاع ملتے ہی پریشانی کے عالم میں آپ کے استاد محترم فوراً لترا پہنچے جونہی آپ نے استاد محترم کو دیکھا تو اپنا سر ان کے سامنے جھکا دیا، استاد محترم نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا انسان علی یہ سب کیا ہے؟ لاؤ اپنی بندوق مجھے دو۔

استاد گرامی کا حکم ملتے ہی آپ نے بندوق ان کے قدموں پہ رکھ دی اور مؤدبانہ انداز میں ان کے سامنے کھڑے ہو گئے۔

آپ کے استاد گرامی کی آمد کی اطلاع جب آپ کے گھر پہنچی تو آپ کی والدہ ماجدہ اور نانی صاحبہ موقع پر پہنچ گئیں، اور ان سے درخواست کی حضرت یہ بے قابو ہو کر سب کو پریشان کر رہے ہیں، ہمیں اس بات کا ڈر ہے کہ یہ کسی کی جان نہ لے لیں، اس لئے آپ ان کو پابہ زنجیر کر دیں۔

چنانچہ آپ کے استاد محترم نے آپ کو پابہ زنجیر کر کے ایک کمرے میں بند کر دیا، آپ کی نانی صاحبہ اپنے نواسے کی یہ کیفیت دیکھ کر پریشان رہنے لگیں اور طے یہ کیا کہ آپ کو ہندوستان کے بڑے بڑے اولیائے کرام کے آستانوں پر حاضری کرائی جائے۔ ممکن ہے ایسا کرنے سے ان کا جذب ختم ہو جائے۔

چنانچہ خاندان کے چند بزرگوں کی نگرانی میں آپ کو مختلف بزرگوں کے مزارات پر لے جایا گیا، جب آپ کسی بھی بزرگ کے دربار پر حاضری دیتے تو بڑے ہی مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہو جاتے فاتحہ پڑھ کر جب واپس دربار سے باہر آتے تو پھر جذب و استغراق کا غلبہ طاری ہو جاتا تھا، اور زبان حال سے فرماتے "بابا تاج الدین، بابا تاج الدین" آپ بابا صاحب کا نام لے کر کبھی ہنستے اور کبھی روتے۔

حضرت بابا تاج الدین اولیاء کی خدمت میں حاضری ☆: جب آپ کو ہندوستان کے مختلف درباروں پر لے جایا گیا اور کہیں سے بھی آپ کی استغراقی کیفیت میں کمی نہ آئی تو آپ کے تمام عزیزوں نے متفقہ فیصلہ کیا کہ ان کو ناگپور شریف میں حضرت بابا تاج الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ان کے آستانے ناگپور میں چند روز کے لئے چھوڑ دیا جائے۔

چنانچہ چند احباب کی نگرانی میں ناگپور شریف لے جایا گیا اور شکر درہ میں تالاب کے کنارے حضرت بابا صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضرت بابا صاحب نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا ارے بابا یہ تو بڑے صاحب ہیں، روشن چراغ ہیں، میرے بعد سی پی کے شہنشاہ ہوں گے، ان کی بیڑیاں ہتھکڑیاں کھول دو اب یہ تکلیف نہیں دیں گے۔ اس کے بعد حضرت بابا صاحب نے آپ سے کچھ فرمایا، اس کے بعد عزیزوں نے آپ کی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں کھول دیں، اور چار روز تک آپ کے اعزا آپ کے ہمراہ ناگپور شریف میں قیام پذیر رہے، چار روز بعد حضرت بابا صاحب سے اجازت لے کر اپنے گاؤں لترا روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد سے آپ کی استغراقی کیفیت ختم ہو کے رہ گئی۔

Marfat.com

لترا شریف میں آپ کے پہنچنے کے بعد مخلوق خدا نہ جانے کہاں کہاں سے آپ کے گرد جمع ہونے لگی اور ہزاروں افراد نے آپ سے فیض باطنی پایا، لاتعداد لاعلاج مریضوں کو آپ کی نگاہ فیض سے شفائے کاملہ آجلہ ملی، بہت سے پریشان حال لوگوں کے مسائل حل ہوئے۔ اس دوران سینکڑوں کرامات کا آپ سے صدور ہوا۔

سیٹھ عبدالرزاق کا بیعت کے لئے حاضر ہونا☆: مصنف تاج مراری فرماتے ہیں ۱۹۴۹ء میں جب میں اپنی کتاب "تاج مراری" کی تیاری کر رہا تھا۔ آپ کے ایک مرید جناب سیٹھ عبدالرزاق فروٹ مرچنٹ ناگپور شریف نے مجھے آپ کے بارے میں اپنی بیعت کا واقعہ اس طرح نقل کروایا۔

جناب سیٹھ عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ میں جب بھی حضرت بابا تاج الدین اولیاء ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ کے لئے حاضر ہوتا تو اس وقت میرے دل میں خیال بیدار ہوتا کہ میں حضرت بابا صاحب کے خاص جانشین وخلیفہ اکبر کے ہاتھ پر بیعت اختیار کروں گا۔

ایک روز خواب میں ایک دبلے پتلے بزرگ مجھے خواب میں نظر آئے اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ "چلو" یہ سلسلہ کئی روز تک جاری رہا، اور ان بزرگ کو چلو فرماتے سنتا رہا۔

ان ہی دنوں رائے پور سے میرے ایک عزیز میرے گھر تشریف لائے میں نے ان کو لگا تار خواب میں نظر آنے والے بزرگ کے بارے بتایا اور ان بزرگ کے حلئے کی تفصیل بتائی تو میری بات سن کر وہ کہنے لگے جو راستہ تم نے دیکھا اور بزرگ کا جو حلیہ تم بتا رہے ہو۔ یہ تو حضرت بابا صاحب کے خلیفہ اکبر حضرت انسان علی تاجی کا ہے، جن سے بے شمار مخلوق لترا میں حاضری دے کر فیض پا رہی ہے، اور لاکھوں افراد ان کے در سے بامراد ہو کر لوٹ رہے ہیں۔

سیٹھ عبدالرزاق فرماتے ہیں اپنے عزیز کی بات سن کر میرے دل میں پختہ یقین ہو گیا کہ حضرت بابا تاج الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں مجھے اپنے خلیفہ خاص کی زیارت سے مشرف فرمایا ہے، لہٰذا ان کی خدمت میں بلا تاخیر حاضری دی جائے۔ میں اپنے اس عزیز کے ہمراہ الترا شریف روانہ ہوا ہم لوگ رات کے وقت وہاں پہنچے اور حضرت انسان علی شاہ تاجی کی خانقاہ معلیٰ کے قریب بستر کھول کر لیٹ گئے۔

لیٹنے کے تھوڑی دیر بعد میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس دبلے پتلے ایک بزرگ تشریف لائے اور میرے بستر کو ٹھوکر مار کر فرمایا کہ یہ "بستر حاجی کا ہے"۔ ان دنوں میرا ارادہ حج پر جانے کا تھا۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سن کر اپنے ہمراہ ایک صاحب جو موقع پر موجود تھے سے دریافت کیا تو پتہ چلا کہ یہی حضرت انسان علی شاہ تاجی ہیں۔

چنانچہ ہم لوگ قدم بوس ہوئے اور جو مٹھائی اور فروٹ وغیرہ ساتھ لے کر گئے تھے۔ آپ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے ان پر فاتحہ پڑھی اور خانقاہ میں موجود حاضرین عقیدت مندوں میں تقسیم کرا دیا۔

اس وقت ہم سے مخاطب ہو کر جو کچھ بھی فرمایا اس کا مطلب یہی تھا کہ آپ ہی جانشین تاج الاولیاء ہیں۔

Marfat.com

چنانچہ میں آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر اپنی مراد کو پہنچا۔

آپ کی طبیعت بھی حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی طرح بھی جذب واستغراق میں کبھی حالت سکر میں رہتی تھی، بے شمار مخلوق آپ کو گھیرے رکھتی تھی، آپ بھی اپنے مرشد حضرت تاج الاولیاء کی طرح ہر آنے والے کی مرادیں پوری کروانے کے لئے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں خصوصی دعائیں فرماتے۔

سیٹھ عبدالرزاق تاجی فرماتے ہیں کہ آپ نے جیسے فرمایا تھا کہ یہ حاجی ہے۔ میں آپ کی دعا اور خدا کے فضل وکرم سے اسی سال حج بیت اللہ کی سعادت سے مالا مال ہوا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں ہوا، مزار پرانوار موضع الترا ضلع بلاسپور صوبہ سی پی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

اور جس طرح آپ کے شیخ کامل حضور تاج الاولیاء حضرت بابا تاج الدین سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا واقعی آپ صوبہ سی پی کے شہنشاہ ثابت ہوئے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت حکیم نعیم الدین تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : فاضل علوم دینیہ، حکیم حاذق ظاہری و باطنی، واقف اسرار رموز تصوف و معرفت، حضرت حکیم نعیم الدین تاجی رحمتہ اللہ علیہ متصرف بہ تصرفات ہیں

آپ کے آباؤ اجداد کا وطن مدراس تھا۔ آپ کے خاندان کے اکثر بزرگ فوج میں ملازم رہے۔ آپ کے ایک چچا جولا ولد تھے۔ انہوں نے آپ کے والد سے آپ کو مانگ کر گود لے لیا تھا۔ اور آپ کو لے کر حیدر آباد دکن آ گئے۔

چونکہ آپ کے چچا مستند حکیم تھے، حیدر آباد آ کر شاہی طبیب مقرر ہو گئے، آپ کو شطرنج پر بہت عبور تھا۔ بڑے بڑے لوگ بالخصوص حضرت شاہ بندہ نواز گیسو دراز کے سجادہ نشین سے آپ کی بے تکلفی اور شطرنج میں یاری تھی، آپ نے اپنے چچا کی نگرانی میں ہی دینی و دنیاوی اور بالخصوص حکمت پر عبور حاصل کر کے اپنے ذہانت کا لوہا منوایا۔

آپ کو بزرگان دین سے بھی خصوصی رغبت و عقیدت و محبت تھی، حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا شہرہ سن کر شکر درہ ناگپور پہنچے اور بابا صاحب کی قدم بوسی کی اور چند روز تک حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔

ایک دن حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا حکیم صاحب ابھی چلے جاؤ اور چار دن دنیا کا میلہ دیکھ آؤ۔ آپ ناگپور شریف سے گلبر گہ حیدر آباد دکن تشریف لے آئے، اور حسب معمول اپنے کاروبار اور شطرنج کے کھیل میں مصروف ہو گئے۔

شطرنج کی شہرت سن کر نواب آف کلیانی نے اپنا نمائندہ بھیج کر آپ کو اپنے ہمراہ شطرنج کھیلنے کی دعوت دی جسے آپ نے قبول کیا۔

جب آپ نواب صاحب کے ساتھ شطرنج کھیلنے گلبر گہ میں مرزا نواب صاحب کے گھر پہنچے تو نواب صاحب نے آپ کا نام قیام کی جگہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا ایک فوجی سپاہی کا بیٹا اور مسافر ہوں۔

چنانچہ آپ کا تعلق نواب صاحب سے بن گیا نواب صاحب جب بھی گلبر گہ آتے آپ سے شطرنج کھیلتے اور آپ ہر بار نواب صاحب کو مات دے دیتے جب اس سلسلہ کو دو چار سال کا عرصہ گزر گیا تو آپ شطرنج کھیلتے ہوئے از خود بازی ہار جاتے، جسے نواب موصوف نے محسوس کر لیا کہ میری عزت کے لئے آپ نے ایسا کیا۔ بہر کیف اس کے بعد آپ کی خدمت میں نواب مذکور نے درخواست پیش کی اگر آپ میرے ہمراہ کلیانی تشریف لے چلیں تو نوازش ہو گی۔

Marfat.com

آپ نے نواب کی پیش کش قبول کی اور کلیانی تشریف لے گئے، وہاں پر نواب موصوف نے آپ کو اپنا معتمد علیہ اور کلی جائیداد کا مختار بنا دیا۔ چونکہ نواب موصوف کی اولاد نہ تھی۔ معاملہ زیادہ دیر نہ چل سکا اس لئے کہ نواب موصوف کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس کے فوراً بعد آپ اپنے گھر حیدر آباد دکن تشریف لے آئے۔

والدہ کی بیماری اور وصال ☆: جب آپ کلیانی سے حیدر آباد دکن تشریف لائے تو والدہ ماجدہ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور بہت جلد ایک اعلیٰ خاندان کے معزز فرد کی لڑکی سے آپ کی منگنی کر دی گئی، مگر والدہ کی بیماری طول پکڑتی گئی، اور جلد ہی اس دنیا سے سفرِ آخرت کو سدھار گئیں۔

حضرت تاج الاولیاء کی خدمت میں دوبارہ حاضری ☆: والدہ کے وصال کے بعد آپ کی طبیعت سخت پریشان رہنے لگی، اس دوران ایک دن آپ کے دل میں خیال آیا کہ حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ حکیم صاحب جاؤ اور دنیا کا چار دن کا میلہ دیکھ آؤ۔ لہٰذا اب حضور بابا سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دینی چاہیے۔

چنانچہ آپ نے اپنی جائیداد اور تمام اثاثہ عزیزوں میں تقسیم کر دیا اور اپنے گرم سوٹ وغیرہ پھاڑ کر ایک گدڑی تیار کی اور ایک جھولی میں مجرب ادویات رکھ کر اپنے ایک ضعیف ساتھی کو ہمراہ لیا اور حیدر آباد دکن سے ناگپور شریف کے لئے پیدل روانہ ہوئے۔ آپ نے یہ سفر ڈھائی ماہ کے طویل عرصے میں طے کیا اور شکر درہ ناگپور شریف پہنچے، اس دوران آپ کے ساتھی کے پاس خرچ کے لئے جو رقم تھی وہ ختم ہو چکی تھی۔

بہر کیف ناگپور شریف پہنچ کر سرکار بابا صاحب کی خدمت میں حاضری دی اور آم کے ایک درخت کے نیچے قیام کیا، دوسرے روز جب بھوک نے زیادہ پریشان کیا تو مٹی کا برتن لے کر لنگر خانے میں گئے وہاں کی بدنظمی دیکھ کر آپ واپس آ گئے یہ دن بھی ایسے ہی گزرا، تیسرے دن آپ کے ضعیف ساتھی جو بھوک سے بے قرار تھے۔ آپ نے ان کی بے قراری دیکھ کر ایک فقیر کا عطا کردہ نسخہ اکسیر نکالا، اور ٹھیکری کو تین پتھروں پر رکھ کر نیچے آم کی لکڑی جلائی اور ایک تولہ سونا تیار کر کے اپنے ساتھی کو دیا اور فرمایا کہ بازار میں جا کر اس کو فروخت کر کے اس رقم سے کھانے پینے کا انتظام کر لو۔

چنانچہ وہ ساتھی بازار چلا گیا، ادھر حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ آم کے اس درخت کے نیچے پہنچے اور آپ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے عقبیٰ کا متلاشی دنیا ساتھ لے کر آیا ہے، یہ کہہ کر بابا صاحب نے ٹھیکری کو الٹ دیا اور چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد آپ کے ساتھی سونا فروخت کر کے کھانے پینے کا سامان لے کر آئے تو آپ نے انہیں بابا صاحب کی آمد اور ٹھیکری الٹنے کا تمام واقعہ سنا کر ان کو تو حیدر آباد دکن واپس بھجوا دیا، اور اکسیر کی جھولی زمین میں دفن کر دی، اور دو روز تک درختوں کے پتے کھا کر گزارا کیا، تیسرے روز وزیر نامی ایک صاحب جو تالے چابی کا کام کرتے تھے وہ آپ کے پاس آئے اور آپ کو اپنے جھونپڑے میں لے گئے، یہ وزیر صاحب بابا جھنڈا کے نام سے معروف تھے، ان کے پاس جو سوکھی روکھی روٹی میسر آتی رہی اسی پر گزارہ چلتا رہا۔

اس کے کچھ عرصہ بعد حضور بابا صاحب کا خصوصی کرم ہونے لگا اور شہر کے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں آ کر فیض پانے لگے، اس

Marfat.com

دوران آپ کا علیحدہ جھونپڑا بھی بنوا دیا گیا، اس میں آپ اکثر بند رہتے پھر ایک وقت آیا کہ حضور تاج الاولیاء سرکار کا خصوصی کرم یہ ہوا کہ لوگ سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے حکم کی تشریح کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے، اور آپ جو تشریح فرماتے وہ لفظ بہ لفظ صحیح ہوتی تھی۔

مولف تاج مراری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار نے مجھے حکم دیا تم حکیم صاحب سے سبق لیا کرو، چنانچہ میں آپ کی خدمت میں جب حاضر ہوا تو سرکار نے باطنی طور پر پہلے ہی آپ کو بتا دیا تھا کہ مجھے کیا پڑھانا ہے۔

چنانچہ آپ نے مجھے تصوف اور حکمت کی تعلیم دی اور خصوصی طور پر درود شریف کی تاکید کی، اور مجھے ایک واقعہ بھی سنایا اور مجھے حکیم تاج محمد خان جو حکیم اجمل خان کے ہم مکتب تھے۔ ان کے مطب واقعہ گانجہ کھیت ناگپور میں بغرض مجرب ادویات اور تشخیص امراض کی تعلیم کے لئے بھیجا، جناب حکیم تاج محمد خان آپ کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے۔ صاحب تاج مراری فرماتے ہیں کہ میں نے جو سندیں حاصل کیں اس میں حکیم تاج محمد کو اپنا استاد مانا۔

اخفائے راز☆: مصنف تاج مراری فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے آپ کے خاندانی شجرے کے متعلق پوچھا تو آپ نے ایک شعر پڑھ کر مجھے خاموش کر دیا۔

بے نام و نشاں رہنے دو بس نام یہی ہے
چھوڑو مجھے بے خود میرا آرام یہی ہے

حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے دیگر بچوں کی طرح آپ نے اپنے آپ کو چھپائے رکھا اگر کوئی آپ سے آپ کی خاندانی وجاہت مرتبہ ومقام یا باطنی معاملات کی کھود کرید کرتا تو آپ ان سے فرماتے کہ بھائی میں بھی تمہاری طرح اپنی مراد لے کر یہاں آیا تھا حضرت بابا صاحب نے میری منگیتر یہاں بلا کر دفن کر دی ہے اس لئے یہاں پڑا ہوں

آپ کی والدہ نے جس لڑکی سے آپ کی منگنی کی تھی وہ ٹی بی کی مریض ہوگئی علاج معالجہ اور دعا کی غرض سے اس کے ورثا لے کر ناگپور آئے وہ یہیں مرگئی۔ ورثا واپس لے جانا چاہتے تھے لیکن آپ کے حکم سے راجہ اعظم شاہ کے قبرستان میں اسے دفن کر دیا گیا تھا۔

قبل از وصال کی کیفیت☆: مولف تاج مراری فرماتے ہیں کہ سند حاصل کرنے کے بعد میں نے حضرت قاضی بابا سید امجد علی شاہ تاجی کے ہمراہ ضلع بلڈانہ میں مطب کیا تو اچانک ایک دن میری کانوں میں آواز گونجی بادشاہ جلدی آؤ (آپ مجھے بادشاہ کے لقب سے پکارتے تھے) چند روز بعد آپ کی علالت کی خبر ملی تو میں حضرت قاضی سید امجد علی شاہ صاحب کو لے کر ناگپور شریف پہنچا اور چند روز تک آپ کی خدمت میں رہا۔ اور قاضی صاحب کو آپ کے پاس چھوڑ کر ناندورہ آ گیا، ایک ماہ کے بعد آپ کی آواز آئی بادشاہ جلدی آؤ مجھے ناندورہ کا حکم ہوگیا ہے، وقت قریب ہے مجھے لے چلو۔

چنانچہ میری روانگی کا انتظام فوری طور پر پوسٹ ماسٹر بابو محمد اسحاق صاحب نے کر دیا، اور میں پہلی ٹرین سے ناگپور پہنچ گیا، اور آپ کو لے کر ناندرہ روانگی کے لئے ناگپور ریلوے اسٹیشن روانہ ہو رہے تھے کہ آپ نے حکیم تاج محمد خان کو یاد کیا میں ان کو لے کر اسٹیشن پہنچا تو اس وقت آپ پر استغراق کا عالم طاری تھا۔ ہم نے حکیم تاج صاب کو آپ کے پاس چھوڑا اور ٹکٹ لینے کے لئے چلے

Marfat.com

گئے۔ واپسی پر حکیم تاج صاحب نے بتایا کہ تمہارے جانے کے بعد آپ نے مجھ سے پوچھا ٹائم کیا ہے، میں نے جو گھڑی کی طرف دیکھا تو ایک عجیب منظر سامنے آیا جو لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتا لیکن اتنا بتائے دیتا ہوں کہ ایک ہفتے بعد آج ہی کے دن اسی ٹائم پر آپ ہم سے رخصت ہو جائیں گے۔

چنانچہ لوگ ٹرین میں روانہ ہو کر ناندورہ پہنچے اور ٹھیک ایک ہفتے بعد اسی دن سے آپ نے ٹائم دریافت کرنا شروع کیا۔ بار بار ٹائم دریافت کرتے اور حضرت بابا صاحب کا ذکر سنانے کے لئے کہتے۔ ٹھیک عصر کے وقت آپ نے ٹائم دریافت فرمایا تو ہم نے بتایا کہ نماز عصر ہو چکی ہے۔

چنانچہ آپ نے وضو کیا اور یہ پڑھنا شروع کیا۔ **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ پیر نبی جی صلی اللہ علیہ وسلم** جب یہ کلمات تیسری مرتبہ ادا کئے تو آپ کی روح مبارک پرواز کر گئی تھی، اس دن ۲۱ رجب المرجب کی تاریخ تھی، اور اسی تاریخ کو آپ کا عرس بھی آپ کے مزار ناندورہ میں منایا جاتا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی، ہجری کو ہوا۔ مزار پر انوار ناندورہ ضلع بلڈانہ صوبہ سی پی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت بابا عبدالخالق تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: تارک از شغل دنیا، غریق بحرِ عشق ومحبت، شہباز میدان حقیقت ومعرفت، حضرت بابا عبدالخالق تاجی رحمتہ اللہ علیہ رونق بزم عاشقاں ہیں۔

آپ مدراس کے رہنے والے ایک متمول گھرانے کے پڑھے لکھے فرد کامل اور محکمہ مال میں تحصیلدار کے منصب پر فائز تھے۔

طبیعت میں شروع سے فقرأ کی صحبت میں رہنے کا ذوق وشوق تھا مگر دنیا داری اور منصب و جاہ کی بنا پر شراب نوشی کے بھی عادی تھے۔

ایک دن نرائن داس وکیل جو حضرت تاج الاولیاء بابا تاج الدین سرکار رحمتہ اللہ علیہ ناگپوری کے معتقد خاص تھے، کی زبانی حضرت تاج الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی تعریف سنی تو۔ان دنوں آپ تحصیل دار کے منصب پر فائز ہو کر عادل آباد تشریف لائے ہوئے تھے۔

آپ نے حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی تعریف سن کر ناگپور شریف جانے کا قصد کیا، ابھی ارادہ کئے ہوئے چند روز گزرے تھے کہ ایک فقیر آپ کے گھر تشریف لائے، جن کو دیکھ کر آپ نے سلام کیا۔اور نام دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا میرا نام دیوانہ حاجی ہے، میں شکر درہ میں رہتا ہوں۔تم نے جب حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے ملنا ہو تو پہلے مجھ سے ملنا میں تمہیں حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے ملوادوں گا۔

اس کے بعد فقیر نے کہا کہ خداوند کریم اپنے فضل سے تجھے اولاد بھی دے گا، اور وہ دن ضرور آئے گا کہ تو حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ناگپور جا کر حاضری دے گا، یہ کہہ کر وہ فقیر چلے گئے۔

اور ٹھیک نو ماہ کے بعد خدا نے آپ کے ہاں ایک بیٹی عطا فرمائی، جب آپ کے گھر بیٹی پیدا ہوئی تو آپ اس کے چند روز بعد شکر درہ حاضر ہوئے۔جب حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے تو نظروں سے نظریں ملنے کی دیر تھی۔کہ تیر نشانے پر لگا۔ اور سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے عشق میں مبتلا ہو گئے۔

جب حضرت تاج الاولیاء کی بارگاہ سے رخصت ہونے لگے تو حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے خوب دعائیں دیں اور ساتھ ہی فرمایا ''خوب کھاتے پیتے مزے کرتے'' آپ چونکہ شراب نوشی کے سخت عادی تھے۔حضور بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان سن

Marfat.com

کراس کا معنی آپ نے یہ سمجھا کہ بابا صاحب نے مجھے پینے کی اجازت دے دی ہے، لہٰذا اس کے بعد بھی آپ شراب پیتے پلاتے رہے، مگر حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے عشق میں ایسے چور چور تھے کہ کسی اور چیز کی خبر نہ رہی۔

ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست ☆: حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کی کیفیت بدل گئی، صرف ایک وقت کا کھانا کھاتے، اور صرف ایک جوڑا کپڑوں کا پاس رکھتے جب وہ پھٹ جاتا تو دوسرا بناتے، تمام دن ملازمت میں مصروف رہتے اور شام کو اپنے شیخ کامل کے عشق میں مست و مخمور ہو کر ان کے ذکر سے اپنے قلب کو جلا بخشتے، رفتہ آپ کی حالت یہ ہو گئی کہ ہر دیکھنے والا یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا۔

"ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست"

دوران شغل آپ کے پاس سینکڑوں حاجت مند آتے اور مرادیں پا کر لوٹتے تھے۔ آپ جس کے لئے دعا کے ہاتھ اٹھاتے اس کی مراد فوری پوری ہوتی تھی۔

بعض اوقات لوگ آپ کے وجود، کمر، یا سینے سے کان لگاتے تو انہیں اللہ اللہ کی صدائے دلنواز آپ کے جسم اطہر سے نکلتی سنائی دیتی۔

آپ نے اپنے وصال سے قبل ہی کئی مرتبہ فرما دیا تھا کہ ماہ رمضان المبارک کی ۲۶ کو اس دنیا سے سفر کروں گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہو کے رہا۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال ۲۶ رمضان المبارک چودھویں صدی ہجری کو ہوا، مزار پر انوار کھم انڈیا سی پی میں ہوا۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت مسکین شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : فائزیہ اعزاز ہر کہ خدمت کرداومخدوم شد، پیکر استقامت وصبر ورضا، مجسمہ حسنات وکمالات، منبع فیوض وبرکات، حضرت بابا مسکین شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ مثیل ہردم رضائے جاناں ہیں۔

آپ کا اصل نام غلام مصطفیٰ ہے، حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آنے سے قبل آپ حضرت ابراہیم بغدادی قادری رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک پر قادری شطاری سلسلہ میں بیعت اور خلافت یافتہ بزرگ تھے۔

بعدازاں اپنے مرشد کامل کی اجازت سے ناگپور تشریف لا کر حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہوئے۔

اور عرصہ دراز تک حضور بابا صاحب کی خدمت میں مصروف رہے، آپ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے آنے والے مہمانوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اوران کی خدمت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑتے تھے، حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اکبر حضرت انسان علی شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ کی بھی آپ نے بہت خدمت کی۔ الغرض بزرگوں درویشوں اوران کے پاس آنے والے مہمانوں کی خدمت آپ کا شعار تھا۔ آپ حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے حکم سے ایک عرصہ تک ناگپور پولیس لائن ٹاکلی کی مسجد میں بحیثیت امام رہ کر خدمت اسلام کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ اور حضور بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ظاہری و باطنی فیوض وبرکات حاصل کرتے رہے۔

اس دوران حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے طریقہ خلافت سے سرفراز فرما کر قصبہ سکندر آباد ضلع بلند شہر روانہ فرما دیا۔

بلند شہر میں آپ نے خدمت خلق اللہ کی ادائیگی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور حضور بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے کافی بڑھ چڑھ کر دلچسپی لی، لاتعداد افراد کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ تاجیہ میں داخل ہوئے۔

آپ انتہائی طبیعت کے درویش تھے، طبیعت میں اس قدر خاکساری تھی، ہر شخص کو اپنے سے بہتر تصور کرتے تھے۔

اپنے شیخ کامل کے وصال کے بعد ہر سال عرس کے مبارک موقع پر ناگپور تشریف لاتے اور چار دن تک لنگر عام جاری رکھتے تھے۔ ہر امیر وغریب آپ کے دسترخوان سے مستفید ہوتے، آپ عرس کے موقع پر اپنی طرف سے مزار پر صندل بڑی دھوم دھام سے پیش

Marfat.com

کرتے تھے، تاج آباد کے بھیک مانگنے والوں نے کئی مرتبہ آپ کو صدمہ پہنچایا مگر آپ صبر و رضا پیکر بن کر برداشت کر جاتے تھے، اور اپنی خدمت میں کبھی کمی نہیں کرنے دی، بلکہ ان لوگوں سے خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کو ہوا۔ مزار پر انوار قصبہ سکندر آباد ضلع بلند شہر یوپی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے پوتے جناب حضرت صاحبزادہ فرید الدین مسکینی تاجی ہیں جو آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سلسلہ عالیہ تاجیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فریدالدین شاہ تاجی المعروف کریم بابا رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آئینۂ جلال و جمال، پیکر شوکت و جمال و کمال، فارغ از مستقبل و حال، منبع فیوض و برکات و کمالات، حضرت خواجہ فریدالدین شاہ المعروف کریم بابا تاجی رحمتہ اللہ علیہ پرتوئے حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔

آپ کے والد بزرگوار جناب محمد عثمان ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ ہندوستان کے علاقہ کاٹھیاواڑ کے، کے متمول گھرانے کے باشندے تھے، تجارت کی غرض سے ہندوستان سے افریقہ تشریف لے گئے اور وہاں پر کاروبار شروع کیا، اللہ کریم نے ایسا کرم کیا کہ افریقہ کے مختلف شہروں میں دوسو دوکانوں پر موتی ربر، ہاتھی دانت، پارچات، اور غلہ کا کاروبار تھا، آپ کے والد گرامی نے قیام افریقہ کے دوران ہی ایک عرب خاتون سے شادی کر لی، جن کے بطن مبارک سے 1902ء میں آپ کی ولادت باسعادت بمقام دیبو بندر افریقہ میں ہوئی۔

آپ کی نانی صاحبہ ایک عارفہ کاملہ اور ولیہ تھیں، آپؒ کی ولادت باسعادت کے بعد آپ کے چہرہ مبارک کی زیارت کرتے ہی فرمانے لگیں یہ بچہ دنیاداری کرنے کے لئے نہیں پیدا ہوا، بلکہ اس کے ذمہ اہم دینی ذمہ داریوں کے معاملات معلوم ہوتے ہیں، اور یہ بچہ تمہارے پاس ایک ولی کامل کی امانت ہے، لہٰذا اس کی دیکھ بھال پر خصوصی توجہ دینا، اور جلدی ہی اس کو ہندوستان لے جا کر امانت دار کے حوالے کر دو۔

بچپن کا خواب ☆: آپ ابھی بچپن کے عالم میں ہی تھے کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ سمندر میں ایک نورانی گاڑی چل رہی ہے، جسے نورانی چہرے والے لوگ کھینچ کر چلا رہے ہیں، گاڑی سمندر سے نکل کر جب خشکی پر آئی تو آپ نے دیکھا کہ گاڑی پر ایک ایسا نور ہے جس پر نظر نہیں ٹھہرتی، آپ نے گاڑی کھینچ کر لانے والوں سے دریافت کیا؟ یہ روشنی اور یہ نور کن بزرگ کا ہے؟۔ ان میں سے ایک بزرگ نے جواب میں فرمایا تجھے معلوم نہیں یہ اللہ ہے، اس کے فوراً بعد ایک ساتھ نمودار ہوا، اس نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو گاڑی میں بٹھالیا، ابھی گاڑی چند قدم ہی چلی ہوگی کہ اس کے نور کی شعاؤں کو برداشت نہ کر سکنے کی بنا پر آپ کی آنکھ کھل گئی۔

یہ بچپن کا خواب تھا بات آئی گئی ہوگئی، اس خواب کے چند دن بعد آپ اپنے والد بزرگوار اور بھائی نور محمد صاحب و ہمشیرہ صاحبہ کے ہمراہ بغرض تعلیم ہندوستان تشریف لے آئے۔

Marfat.com

حضرت تاج الاولیاء سرکار کی خدمت میں حاضری ☆: افریقہ سے چل کر یہ قافلہ سب سے پہلے ناگپور شریف میں حضرت بابا تاج الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا۔ آپ کے والد گرامی نے جس وقت آپ کو حضرت بابا صاحب کی خدمت میں پیش کیا تو انہیں اپنی خوشدامنہ کی بات یاد آ گئی، اور دل میں خیال گزرا کہ ہو سکتا ہے کہ جن بزرگ کی پیشن گوئی انہوں نے فرمائی تھی وہ یہی بزرگ ہوں جن کے سپرد ہم نے اس بچے کو کرنا ہے۔

حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ آپ کے والد گرامی کے دل میں آنے والے خیال سے مطلع ہو گئے اور اپنے خادم سے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ بچہ ابھی کم سن ہے، وقت آئے گا تو اسے ہم خود بلا لیں گے۔ آپ کے والدِ گرامی آپ کو واپس لے کر چلے گئے۔

جب آپ کی عمر عزیز گیارہ برس کی ہوئی تو گھر سے نکل کر گھومتے گھماتے اٹارسی صوبہ سی پی پہنچ گئے یہاں آپ کی ملاقات ایک بزرگ سے ہوئی آپ ان کے پاس چھ ماہ مقیم رہے وہ فقیر دھونی سلگا کر موج میں آتے اور یہ مصرعہ گنگناتے تھے ''میں بابا کی جوگن بنوں گی'' آپ نے ان کی زبان سے مندرجہ بالا مصرعہ سن کر اس فقیر سے دریافت کیا بابا جی ہم نے خواجہ جی جوگن بنوں گی تو سن لیا ہے۔ آپ اپنے باپ کی جوگن بن رہے ہیں، اس کا کیا مطلب ہے۔ وہ فقیر آپ کی بات سن کر مسکرائے اور فرمایا بچہ تجھے نہیں معلوم ناگپور میں حضرت بابا تاج الدین اولیا زندہ ولی موجود ہیں، اور پوری دنیا میں ان کا ڈنکہ بج رہا ہے، میں ان کی یاد میں یہ گیت گا رہا ہوں، چوں ہی آپ نے حضرت بابا صاحب کا نام سنا تو آپ کو اپنی پہلی حاضری یاد آ گئی۔

اجمیر کی حاضری اور والدِ گرامی کا وصال ☆: آپ وہاں سے بے قراری اور بے سروسامانی کے عالم میں ریل پر سوار ہو کر اجمیر شریف حضرت خواجہ غریب نواز کے دربار میں حاضر ہوئے مگر یہاں بھی طبیعت میں بے قراری بدستور موجود تھی۔

چنانچہ وہاں چل کر آپ اپنے بڑے بھائی کے پاس بمبئی پہنچ گئے۔ وہاں آپ کے بھائی نے آپ کو والد گرامی کی بیماری کا بتلایا، جنہیں سن کر آپ آبدیدہ ہو گئے، اور اسی پریشانی میں سونے کے لئے لیٹے مگر نیند نہ آئی، آپ روتے روتے سو گئے۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آپ سمندر میں غوطے کھا رہے ہیں، اور ڈوبنے والے ہی تھے کہ کنارہ نظر آ گیا، کنارے پر آپ کے والد گرامی کھڑے ہو کر آواز دے رہے ہیں۔ اور بلا رہے ہیں کہ جلدی آؤ تا کہ سہارا دوں۔

والد گرامی کی آواز سن کر آپ کی ڈھارس بندھی اور تیزی سے کنارے کے قریب آ گئے، آپ کے والد گرامی نے ہاتھ بڑھا کر خشکی پر کر لیا، جب آپ نے خشکی پر آ کر دیکھا کہ وہ ہاتھ بجائے والد کے حضرت بابا تاج الدین ناگپوری کا تھا، اور بابا صاحب خود موجود سامنے کھڑے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ بیدار ہو گئے، اور دل میں خیال کیا کہ والد صاحب نے مجھے حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا اور خود دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ نے خواب کا ذکر اپنے بڑے بھائی سے کیا تو وہ بھی کہنے لگے کہیں یہ بیماری جان لیوا ثابت نہ ہو۔

اس کے بعد بڑے بھائی نے آپ کو تسلی دی اور اپنے کاروباری سلسلہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب شام کو گھر پہنچے تو انہوں نے بتایا کہ واقعی والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی دونوں بھائی گلے مل کر رونے لگے، اس کے بعد سے آپ کی حالت دیوانوں جیسی ہو گئی۔

ناگپور شریف کی واپسی ☆: اسی دوران آپ کی ملاقات جناب شمس الدین تاجی سے ہوئی وہ اسی رات بذریعہ ٹرین ناگپور

Marfat.com

جارہے تھے، آپ ہی ان کے ہمراہ اپنے بھائی کو بتائے بغیر ناگپور شریف روانہ ہوگئے ناگپور شریف پہنچ کر شکر درہ میں حضرت خواجہ بابا تاج الدین رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سرکار اس وقت بگھی میں سوار ہو کر کہیں جارہے تھے جیسے آپ سرکار کے سامنے ہوئے تو سرکار نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسی گاڑی میں آپ کو بٹھالیا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد سرکار بگھی سے اتر کر اپنی قیام گاہ پر چلے گئے۔

اس طرح آپ کی نانی صاحبہ کی پیشن گوئی پوری ہوگئی، اور آپ حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ گئے، اور ناگپور شریف میں آپ کی تعلیم و تربیت کا آغاز ہوگیا۔ حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو مختلف طریقوں سے نواز کر شاد و کامران فرمایا۔ آپ کو کئی مقامات پر مجاہدات کے لئے روانہ کیا، جس کی وجہ سے آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ نہ جانے سرکار مجھے اپنے سے دور کیوں بھجواتے ہیں، جبکہ میری خواہش تو صرف آپ کے قدموں میں رہنے کی ہے۔

یہ خیال دل میں آتے ہی حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ کرتہ پھیلاؤ، تعمیل حکم میں کرتہ پھیلا دیا، سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے اس میں قرآن کریم رکھ دیا اور قرآن کریم کے اندر ایک کونے میں چند چھوہارے رکھ دیئے۔ سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے جس صفحے پر چھوہارے رکھے تھے اس صفحے پر یہ آیت مبارکہ لکھی ہوئی تھی، جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"جس طرف تم رخ کرو اسی طرف اللہ ہے"

اس طرح سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو معرفت الٰہی سے آگاہی عطا فرمائی۔ کہ نہ کہیں سے دور ہیں منزلیں، نہ کوئی قریب کی بات ہے۔ ہر مقام پر اسی ذات کا قرب حاصل کرنا مقصد حیات ہے۔ سرکار تاج الاولیاء نے آپ کو باقاعدہ خرقہ خلافت بھی عطا فرمایا۔ اور اپنی خاص نظر عنایت سے آپ کو روحانی معالج بنانے کے ساتھ ساتھ جسمانی معالج کی سند بھی دلوا کر مستند حکیم حاذق بنا دیا، اور فرید الدین کے لقب سے نوازا۔ اس کے بعد سے حال یہ ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی جاتے مرشد کامل کا تصور ہمہ وقت قائم رہتا۔ آپ کے بارے بعض اہل الرائے اور اہل نظر حضرات تو یہاں تک کہہ چکے ہیں کہ آپ کی ذات میں حضرت بابا صاحب کی جھلک اور پرتو نظر آتا ہے۔

سیرت و کردار☆: آپ کو اپنے مرشد کامل سے خصوصی عشق اور محبت کا ذوق حاصل تھا، آپ نے مرشد کے وصال کے بعد ان کی سوانح حیات پر کئی مختصر اور جامع سوانح اُردو ہندی زبانوں میں کئی کئی مرتبہ چھپوائی، اور تبلیغ کا سلسلہ تاحیات جاری رکھا، سینکڑوں حضرات آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے، پیرانہ سالی کے باوجود اپنے مریدین کی تربیت کا خصوصی خیال رکھتے۔

آپ اپنے پاس آنے والے مریضوں کا جسمانی علاج ادویات سے اور روحانی علاج اپنی نظر عنایت سے فرماتے، جو مریض آپ تک نہ پہنچ سکنے کی پوزیشن میں ہوتا تو آپ بلا تامل ان کے گھروں میں خود پہنچ کر علاج فرماتے سرکار کے صدقے تمام مریض شفایاب ہوئے، آپ نے اپنے پیر بھائی خواجہ بابا صاحب اور بمبئی والے بابا صاحب کے شاندار مقبرے بھی از خود تعمیر کروائے تھے۔ آپ اپنے مرشد کامل کی ظاہری حیات میں بارہ سال ان کی خدمت میں رہے۔

اسی طرح اپنے مرشد کامل کے مزار پر انوار کی تعمیر کے سلسلہ میں آپ نے تن من دھن کی بازی لگادی تھی، قیام پاکستان کے بعد آپ کو تاج کمیٹی کا صدر منتخب کر لیا گیا، جسے آپ اپنی فراست سے چلاتے رہے، لیکن چند خود غرض عناصر نے گڑبڑ پھیلائی، جس کے نتیجے

Marfat.com

میں انڈیا گورنمنٹ نے ریسور مقرر کیا۔

جس کے نتیجے میں گڑ بڑ پھیلانے والے حضرات پریشان ہوئے اور اس ریسور کے خلاف مقدمہ قائم کر دیا جو بیس برس سے زیادہ چلتا رہا، خدائے فضل و کرم سے اب گذشتہ سالوں سے گورنمنٹ انڈیا نے پبلک ٹرسٹ قائم کر دیا اور سلسلہ کے ایک صاحب کو اس ٹرسٹ کا چیئرمین مقرر کر دیا۔

آپ نے خدام کی بہبود اور فلاح کے لئے ان کی بھی ایک کمیٹی رجسٹرڈ کرائی تھی۔

پاکستان کا تبلیغی دورہ ☆: 1981ء میں آپ جب پاکستان کے دورے پر تشریف لائے تو چار ماہ کے طویل عرصہ میں آپ کا قیام اپنے برادر طریقت اور بابا تاج الدین ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ نامدار کے گھر دربار تاج الاولیاء قصبہ کالونی کراچی میں رہا۔ حالانکہ کراچی میں آپ کی حقیقی ہمشیرہ اور کئی عزیز رشتہ دار جن کے عالی شان بنگلے کوٹھیاں اور لمبی لمبی کاریں بھی تھیں انہوں نے بارہا اصرار کیا، آپ نے ان کی صرف کھانے کی دعوت قبول کرنے کے علاوہ ان کے ہاں قیام کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا، کہ میں ستر برس سے زیادہ عرصہ ہو گیا سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں میں ایک جھونپڑے میں مقیم رہا اور یہ جھونپڑا ابھی سرکار رحمتہ اللہ علیہ ہی کا ہے، لہٰذا میں یہیں رہوں گا۔

آپ کے ہاتھ پر کراچی میں لاتعداد افراد بیعت کے لئے حاضر ہوئے، مگر آپ نے چند حضرات کو بیعت فرمایا جو طلب حق کے متلاشی تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کو ہوا، مزار پر انوار تاج آباد شریف ناگپور صوبہ سی پی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت بابا کملی شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: کشتۂ تاج الاولیاء، پیکر صبر و رضا، عالم ربانی، ولی اکمل و افضل، حضرت بابا کملی شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ منبع حسنات و فیوض و برکات ہیں۔

آپ ایک عالم باعمل اور ظاہری و باطنی علوم و معارف سے آگاہ بزرگ تھے، حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے قبل آپ نے ایک بزرگ کے مزار پر چالیس روز کا چلہ کاٹا، اسی طرح ایک چلہ دریا میں کھڑے ہو کر کاٹا تھا۔

چلہ کی تکمیل کے بعد شکر درہ ناگپور شریف میں حضرت خواجہ بابا تاج الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوئے۔

آپ کا شمار بابا صاحب کے سچے عشاق میں ہوتا ہے، آپ نے شکر درہ میں لب سڑک ایسی جھونپڑی بنوائی تھی، جس میں ایک وقت میں صرف ایک آدمی ہی جھک کر جا سکتا تھا۔

جب حضور بابا صاحب نے جھونپڑے میں بیٹھنے کا حکم دیا تو پھر ایسے بیٹھے کے دوبارہ کسی نے آپ کو باہر نکلتے ہیں دیکھا، آپ کے جھونپڑے کے بالکل سامنے بابا صاحب کے ایک غلام چاند خان صاحب کی جھونپڑی تھی، جناب چاند خان صاحب آپ کی جھونپڑی کے دروازے میں بیٹھ کر حضور بابا صاحب کا ذکر و اذکار کرتے رہتے تھے۔ چاند خان صاحب کبھی کبھی آپ کو لنگر کی دال بھی لا کر پلا دیا کرتے اور آپ کی جھونپڑی کی صفائی بھی کر دیا کرتے تھے۔

حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ جب بھی شکر درہ تشریف لا کر آپ کی جھونپڑی کے سامنے سے گزرتے تو ایک لمحے کے لئے رک کر آپ کی جھونپڑی کی طرف اشارہ کر کے فرماتے تھے۔ حضرت اس جھونپڑی میں بڑا ناگ رہتا ہے، اس سے ہم بھی ڈرتے ہیں۔

آپ بابا صاحب کے عشق میں اس قدر غرق اور فنافی الشیخ ہو گئے تھے کہ دنیا کی ہر چیز حتیٰ کہ اپنے جسم سے بھی بے نیاز ہو گئے تھے۔

جناب چاند خان آپ سے بے حد محبت کرتے تھے۔ چاند خان کی نظر کئی مرتبہ آپ کے جسم کے زخموں پر پڑی لیکن دریافت کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

ایک روز چاند خان صاحب کے سامنے چوہا نکل آیا۔ اور آپ کے جسم کو کاٹنے لگا تو چاند خان صاحب سے برداشت نہ ہو سکا اور چوہے کو بھگانے کے لئے شی کیا۔ چاند خان صاحب کی آواز سنتے ہی آپ جلال سے آ گئے، اور ڈانٹ کر فرمایا آج کے بعد میری جھونپڑی میں مت آنا، میرے مولا نے اس کی غذا میرے جسم میں رکھی ہے۔ تو پھر تو کون ہوتا ہے۔ اس کو اپنی غذا حاصل کرنے سے روکنے والا۔ یہ سن

Marfat.com

کر بے چارے چاند خان صاحب ڈر گئے اور بڑی منت سماجت اور رو پیٹ کر آپ کو بمشکل راضی کیا، تب کہیں آپ نے انہیں معاف کیا۔

قبل از وصال آپ کی کیفیت ☆: ابراہیم بھائی میمن اکثر آپ کی خدمت کیا کرتے تھے، ایک روز ابراہیم بھائی تشریف لائے آپ نے حکم دیا کہ کل چار بجے ہمارے لئے کفن لے آنا۔ ابراہیم صاحب نے روتے ہوئے عرض کیا باوا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

آپ نے ارشاد فرمایا جتنا کہتے ہیں وہی کرو۔ دوسرے روز ابراہیم صاحب تمام سامان لے کر پہنچے تو اس وقت نذیر بائی آپ کو کسی کلام کا مندرجہ ذیل شعر سنا رہی تھی۔

عجیب عشق کا دونوں طرف اثر پھیلا
ادھر تو جان چلی اور ادھر چلی لیلیٰ

عین اسی وقت حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ تانگہ میں سوار آپ کی جھونپڑی کے سامنے آئے، اور ایک سیکنڈ کے لئے تانگہ رکا تو اس وقت آپ نے اپنی زبان حال سے درج ذیل شعر پڑھا، تو حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے ہی آپ کی روح مبارک جسم سے پرواز کر گئی۔

میں بن ٹھن کے جاتی ہوں پیو کے دوار
مجھے لے کے ڈولی میں جائیں کہار

اس کے بعد صبر و رضا کے عظیم پیکر اور کشتہ حضرت تاج الاولیاء کو جب غسل دینے کے لئے جھونپڑی سے باہر لایا گیا، تو جسم نازنین بالکل نرم و ملائم تھا، مگر جگہ جگہ سے کٹا ہوا تھا، لیکن آنکھوں میں نور محمدی کی جھلک بتا رہی تھی کہ واقعی کسی عاشق کی یاد میں کھلی ہوئی ہیں۔

حضرت مولانا نجم الدین شاہ صاحب نے غسل دیا، اور آنکھوں میں سرمہ لگایا تو اس وقت آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں۔

حضرت قاضی امجد علی تاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوش قسمتی سے اس وقت میں بھی آپ کے غسل اور تجہیز و تکفین میں شامل تھا۔ آپ نے اپنے وصال سے قبل وصیت کر دی تھی کہ میرا مزار نہ بنانا میری قبر کو بے نام و نشان ہی رہنے دینا۔ چنانچہ آپ کی مرقد منورہ بے نام و نشان ہی ہے، اس لئے کہ

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اڑا دے
تیرے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال چودھویں صدی ہجری میں ہوا۔ مرقد منورہ شکر درہ ناگپور شریف صوبہ سی پی انڈیا میں مرجع انام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت حکیم سخاوت علی تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: حکیم حاذق امراض جسمانی وروحانی، عشق تاج الاولیاء کی عظیم نشانی، نیرّ افق ولایت حضرت حکیم سخاوت علی تاجی رحمتہ اللہ علیہ فدائے مرشدِ بے نیاز ہیں۔

آپ آگرہ انڈیا کے رہنے والے تھے، گھر بار سب کچھ چھوڑ کر حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بابا صاحب کے علوم ظاہری و باطنی فیضان ومعرفت سے مالا مال ہوئے۔ حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو ضلع اکوالہ کے ایک گاؤں مہا تنگ جونا گپور شریف کے قریب ہی ہے، میں اپنے حکم خاص سے روانہ کیا، جہاں ہندوؤں کی اکثریت تھی۔ آپ نے حضور بابا صاحب کے حکم سے وہاں پہنچ کر تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دینا شروع کیا۔

مردہ ہندو کا زندہ ہونا ☆: ایک دن آپ کسی دعوت میں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں آپ نے دیکھا کہ ہندو اپنے مردے کو جلانے کے لئے مرگھٹ پر لے جا رہے ہیں۔ آپ نے ان لوگوں کو روکا اور دریافت کیا اسے کہاں لے جا رہے ہو؟۔ ان لوگوں نے عرض کیا حضرت مرگھٹ پر جلانے کے لئے لے جا رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا کیا تم زندہ آدمی کو جلانے کے لئے لے جا رہے ہو، اگر نہیں یقین تو اس کی میت نیچے رکھو اور کفن کھول کر دیکھ لو۔

چونکہ ہندو حضرات مسلمان بزرگوں سے بے حد عقیدت رکھتے ہیں، انہوں نے فوراً تعمیل ارشاد کی اور اس کی میت کو زمین پر رکھ کر جب اس کا منہ کھول کر دیکھا تو واقعی وہ حرکت کر رہا تھا۔ آپ کی چہرہ انور کی زیارت کرتے ہی فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا اور اپنے گھر اپنے قدموں سے چل کر واپس چلا گیا۔ یہ دیکھ کر وہاں موقع پر موجود تمام ہندو اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ آپ کے ساتھ دعوت میں جانے والے احباب نے آپ سے گزارش کی حضور آپ نے مردہ زندہ کیا۔ بڑی تعجب کی بات ہے۔

اس پر آپ نے فرمایا اے بھائی ہم نے تو کچھ نہیں کیا۔ یہ تو حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی طاقت روحانی نے کام کیا ہے۔ ہمارا تو صرف بہانہ ہے۔ سب کھیل وہی کرتے ہیں، اتنا ضرور ہے کہ ہم لوگ جب دربار شریف سے باہر دورے پر روانہ ہوتے ہیں تو پانچوں ہتھیاروں سے مسلح کر دیئے جاتے ہیں۔ اور جب دربار شریف میں آتے ہیں تو خالی کر دیئے جاتے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کو ہوا۔ مرقد منورہ موضع مہا تنگ جو ضلع اکوالہ کے برابر صوبہ سی پی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت بابا محمد شفیع تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: منبع فیوض و برکات و کمالات وحسنات، مجسمۂ اخلاق ومحبت، پیکر شوکت وجمال صاحب کشف وکرامات وکمال حضرت بابا محمد شفیع تاجی رحمتہ اللہ علیہ صبر ورضا کا عظیم مجسمہ ہیں۔

آپ ضلع روہتک کے قصبہ کانور نگاڑو کے رہنے والے اور فوج میں ملازم تھے، دوران ملازمت جب آپ بغداد شریف پہنچے تو بارگاہ غوثیت میں بھی حاضری دی، اس دوران وہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی تو ان کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کر کے قادری سلسلہ میں سرفراز ہوئے، اور چند روز مرشد گرامی کی خدمت میں حاضری دے کر ان کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے رہے۔

حضور تاج الاولیاء کی خدمت میں حاضری کا حکم ☆: ایک دن آپ کے مرشد گرامی نے حکم دیا کہ آپ ہندوستان ناگپور شریف جا کر حضرت بابا تاج الدین اولیاء ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دے کر اپنا حصہ حاصل کرو۔

چنانچہ 1923ء میں بغداد شریف سے چل کر ہندوستان ناگپور شریف حضرت تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ کر قدم بوس ہوئے، ان دنوں حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا قیام شکر درہ شریف میں تھا، حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو حکم دیا کہ "محنت سے روزی کماتے اور اللہ، اللہ کرتے"

آپ اس حکم کی تعمیل میں لوگوں کے گھروں کا پانی بھرتے اور بسکٹ وغیرہ بیچ کر گزارہ کرتے تھے، حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے وصال کے بعد آپ کو ساونیر جانے کا حکم دیا، یہاں آپ نے رزق حلال کی خاطر ملازمت اختیار کر لی اور ذکر وفکر میں مست رہے۔

ساونیر میں آپ نے بابا صاحب کے فیض کے دریا بہا دیئے، ہر چہار جانب سے مخلوق خدا آپ کی گرویدہ ہوگئی، اور لا تعداد افراد آپ کے در سے فیض پا کر جانے لگی۔ حتیٰ کہ تحصیل ساونیر کے مہاراجہ بدھیلہ ساونگی آپ کے ایسے عقیدت مند ہوئے کہ تمام عمر آپ کی خدمت میں گزار دی۔

آپ اپنے مرشد کی بارگاہ ناگپور تاج آباد شریف میں آنے والوں کی بہت خدمت وعزت فرماتے، آپ کی قیام گاہ سے

Marfat.com

حضور تاج الاولیاء سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا لنگر بھی جاری تھا، سرکار بابا صاحب کے ششماہی عرس منعقدہ واکی شریف کے موقع پر آپ خصوصی توجہ فرماتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری ۱۷ شوال کو ہوا، مزار پرانوار تاج آباد شریف ناگپور صوبہ سی پی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

ہر سال ۱۷ شوال کو آپ کا سالانہ عرس تاج آباد ناگپور شریف میں بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے، جس میں خدام دربار تاج الاولیاء سے چادر مبارک صندل شریف اور پھول وغیرہ لے جا کر بہت اہتمام سے آپ کے مزار پر چڑھاتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت عارف اللہ المعروف بابا بنڈل شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: راز دار مقام کن فیکون، محرم اسرار رموز شریعت و طریقت و معرفت، شہباز میدان حقیقت عارف باللہ حضرت عارف اللہ المعروف بابا بنڈل شاہ رحمتہ اللہ علیہ شہوار میدان عشق بازی ہیں۔

آپ میدان فقر میں آنے سے قبل مدراس کی عدالت کے سیشن جج تھے۔ انگریزی زبان پر بہت عبور حاصل تھا۔ جو بھی تحریر لکھتے وہ انگریزی کے رومن حروف میں لکھتے تھے۔

حضور تاج الاولیاء حضرت بابا تاج الدین علیہ الرحمتہ کی غلامی اختیار کرنے کے بعد دنیا داری اور دیگر معاملات کے ساتھ ساتھ ملازمت کے عہدے سے بھی استعفیٰ دے دیا اور راہ فقر کو اختیار کیا اور سائیں بنڈل شاہ کے نام سے مشہور ہوئے آپ ہمہ وقت جذب و استغراق کی کیفیت میں رہتے تھے اپنے وقت کے عظیم روشن ضمیر فقر اور سیف زبان فقیر ہوئے ہیں۔ آپ کا معمول تھا کہ اپنے پاس آنے والے مریض کو سنگترہ کھانے کی ہدایت فرماتے تھے۔

کشف و کرامات ☆: آپ کی خدمت میں اگر کوئی شخص مالی پریشانی کا ذکر کرتا یا اس سے چھٹکارے کے لیے دعا کے واسطے عرض کرتا تو آپ اس کی ضرورت کے مطابق بلکہ اس سے بھی زیادہ کی رقم ایک کاغذ کے ٹکڑے پر چیک کی طرح لکھ کر دے دیتے تھے۔ اور وہ رقم اس شخص کو کسی نہ کسی طرح خدا کے فضل و کرم سے مل جاتی تھی۔

راوی فرماتے ہیں کہ ایک دن میں جناب نوشاد صاحب ڈائریکٹر کاردار فلم اسٹوڈیو سے ملانے کے لیے آپ کو کاردار اسٹوڈیو لے گیا۔ ان دنوں کاردار صاحب فلم دل لگی کی ایڈیٹنگ میں مصروف تھے۔ آپ ایڈیٹنگ روم میں داخل ہوئے تو مجھ سے پوچھا کہ یہاں کیا کام ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا یہاں فوٹو بناتے ہیں آپ نے فرمایا میرا فوٹو بھی کھینچو۔

چنانچہ فوٹو گرافر کو بلوا کر آپ کی فوٹو کھینچوائی تو آپ نے فرمایا دکھاؤ ہم نے عرض کیا حضور فوٹو دیر سے بنتی ہے ابھی دھلے گی پھر دکھائیں گے۔ آپ بضد ہو گئے نہیں مجھے جلدی جلدی فوٹو دکھاؤ بمشکل تمام فلم دھلوا کر فوٹو بنا کر آپ کو پیش کی آپ فوٹو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا ان کو کچھ دینا چاہیے آپ کے ساتھ جو مرید تھا اس نے آپ سے عرض کیا انکو چیک دے دیجیے۔

راوی فرماتے ہیں کہ میں نے کاردار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ سے عرض کیا یہ دوکان ان کی ہے۔ کاردار صاحب چونکہ

Marfat.com

فلمی دنیا کے آزاد خیال آدمی تھے وہ ان چیزوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ لیکن میں نے ان کو سمجھایا کہ حضور بابا صاحب جو کچھ بھی آپ کو دیں وہ ادب واحترام سے لیکر محفوظ کر لینا۔ حضرت بنڈل شاہ صاحب نے ہم سے ایک کاغذ طلب کیا اور اس پر انگریزی میں لکھا کہ ان کو پچیس لاکھ روپے دے دیئے جائیں۔ یہ لکھ کر اس کے نیچے دستخط کر کے میاں کاردار کو کاغذ عطا فرما دیا۔ انہوں نے رکھ لیا۔ میں نے کاردار صاحب کو بتلایا کہ بابا صاحب نے جسے بھی یہ چیک دیا وہ کسی نہ کسی طرح کیش ضرور ہوا ہے۔

میرے سمجھانے کے باوجود کاردار نے کہا اس بڈھے نے کاغذ کا ایک ٹکڑا تھما دیا ہے آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں۔ لیکن میرے اصرار پر انہوں نے وہ کاغذ رکھ لیا۔

اس کے بعد ان کی فلم ''دل لگی'' بہت کم لاگت میں تیار ہوئی اور سپر ہٹ ثابت ہوئی۔ میاں کاردار پر دولت کی بارش ہونا شروع ہوگئی۔ اس کے بعد انہوں نے دو فلمیں اور بنائیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میاں کاردار اپنے آفس کی تجوری میں پیروں سے پیسے دبا دبا کر رکھتے تھے۔ ایک دن کاردار نے مجھ سے کہا کہ واقعی بابا صاحب نے جو چیک مجھے دیا تھا وہ کیش ہوگیا۔

اس کے بعد انہوں نے مجھے اپنا ایک خواب سنایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بابا صاحب سٹوڈیو میں شوٹنگ دیکھنے کے لیے آئے اور کرسی پر بیٹھ کر شوٹنگ دیکھ رہے ہیں تھوڑی دیر بعد یونٹ کے لوگوں نے شور مچا دیا کہ بابا کا انتقال ہوگیا ہے میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو بابا صاحب کا سر کرسی پر لڑھک گیا تھا۔ میرے دل میں فوری خیال پیدا ہوا کہ حضرت بابا صاحب کی خیریت کا پتہ کرنا چاہیے اور انکی خدمت میں نذر پیش کی جائے چنانچہ میں اسی وقت ناگپاڑہ بمبئی پہنچا تو معلوم ہوا کہ اسی رات آپ کا وصال ہو چکا تھا۔

کرامت نمبر۲ ☆: راوی فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھ سے فرمایا کہ ٹیکسی منگواؤ ہم نے کہیں جانا ہے۔ میں نے ٹیکسی منگوائی اور بابا صاحب کو اپنے ساتھ بٹھا کر ٹیکسی میں بیٹھ کر چوپاٹی گئے۔ وہاں سے آپ نے کہیں اور جانے کو کہا وہاں گئے۔ وہاں سے مختلف جگہ چلتے چلتے شام ہوگئی اور شام کے وقت ناگپاڑے پہنچے میں نے عرض کیا حضور اتریں گھر آ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں نہیں اترتا میں نے اندھیری جانا ہے۔ اندھیری میں ایک ضعیف عورت رہتی تھی آپ کبھی کبھی ان مائی صاحبہ سے ملنے کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔

ٹیکسی ڈرائیور نے مجھ سے کہا کہ گاڑی میں اب پٹرول بالکل ختم ہوگیا ہے۔ آپ خود دیکھ لیں دوسری بات یہ کہ میں سارا دن گاڑی چلا چلا کر خود بھی تھک گیا ہوں۔

میں نے میٹر کی طرف دیکھا تو پٹرول کی سوئی واقعی زیرو سے بھی نیچے تھی۔ میں نے آپ سے عرض کیا حضرت آپ گاڑی سے نیچے آ جائیں اس ٹیکسی والے کو چھوڑ کر دوسری ٹیکسی کر لیں گے۔ اس لیے کہ اس میں پٹرول ختم ہوگیا ہے۔ آپ نے فرمایا پٹرول بن جائے گا۔ گاڑی چلے گی۔ اس تکرار کے بعد فرمایا پٹرول بن گیا اور ڈرائیور سے کہو گاڑی چلائے۔ میں نے ڈرائیور سے کہا بھائی تم گاڑی اسٹارٹ کرو کسی قریب کے پمپ سے پٹرول لے لینا ڈرائیور نے مجھے قہر آلود نظروں سے دیکھا اور گاڑی اسٹارٹ کی تو وہ چلنے لگی۔ اس کے دل میں خیال گذرا کہ شاید گاڑی میں دو چار قطرے پٹرول ہو اور یہ اسٹارٹ ہوگئی وہ ابھی یہ تھوڑی دور بھی نہیں جائے گی اور بند ہو جائے گی۔

Marfat.com

لیکن ہوا یہ کہ ہم بغیر پٹرول کے 22-20 میل سفر کر کے اندھیری پہنچے جناب بابا صاحب ان جن خاتون سے ملے پھر دوبارہ 22-20 میل کا سفر کر کے دوبارہ ناگپاڑ آ گئے۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ ٹیکسی ڈرائیور آپ کے قدموں میں گر گیا اور رو رو کر آپ سے معافی کا خواستگار رہا۔ اور عرض کرنے لگا حضور سخت پریشانی کے دن گذار رہاں ہوں میرے لیے دعا فرمائیں۔ آپ نے مجھ سے پوچھا یہ کیا چاہتا ہے میں نے عرض کیا یہ دس ہزار روپیہ کا مقروض ہے اور جن لوگوں سے قرض لیا ہے وہ تنگ کر رہے ہیں۔

آپ نے کاغذ کا ٹکڑا مانگا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے زمین پر پڑا ہوا کاغذ کا ٹکڑا اٹھا کر آپ کو پیش کر دیا۔ آپ نے اس پر لکھا کہ حامل رقعہ ہذا کو دس ہزار روپے دے دیئے جائیں۔

یہ ڈرائیور غیر مسلم تھا۔ اس لیے بڑی عقیدت و محبت سے وہ کاغذ لیا اور چوم کر اپنے پاس محفوظ کر لیا اور روانہ ہو گیا دوسرے روز وہ میری موجودگی میں مٹھائی اور پھل پھول لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا قدم بوسی کی اور پھولوں کا ہار آپ کو پہنایا اور مٹھائی ناریل وغیرہ خدمت میں پیش کیے اور بتایا کہ مجھے دس ہزار روپے مل گئے ہیں میں نے پوچھا وہ کیسے اس نے بتایا کہ میں روزانہ سٹہ کھیلتا ہوں لیکن سٹے میں کبھی اتنے پیسے نہیں ملے آج مجھے سٹے میں پورے دس ہزار روپے ملے ہیں۔

کرامت ۳ ☆: جناب نوشاد صاحب اپنی آپ بیتی سناتے ہوئے کہتے ہیں کہ میری ملاقات بابا صاحب سے پہلی مرتبہ اپنے ایک ملنے والے جن کا تعلق دہلی سے تھا کی معرفت ہوئی، وہ بابا صاحب کے پاس اکثر و بیشتر حاضری دیتے رہتے تھے۔

ایک دن وہ مجھ سے ملنے کے لیے میرے داماد کے مکان پر آئے۔ ان دنوں ان کا اپنی بیوی سے جھگڑا چل رہا تھا۔ انہوں نے اپنی پریشانی اور جھگڑے کا ذکر مجھ سے کر کے مشورہ طلب کیا کہ مجھے ان حالات میں کیا کرنا چاہیے۔

میں نے ان سے کہا کہ تمہیں اس سلسلہ میں اپنے بابا سائیں بنڈل شاہ صاحب کے پاس حاضری دینی چاہیے۔ چنانچہ وہ بابا صاحب کے پاس گئے تو مریدین نے کہا کہ بابا سائیں سے اس وقت ملاقات نہیں ہو سکتی وہ اپنی عبادت و ریاضت میں مصروف ہیں۔

چونکہ یہ پریشان حال تھے انہوں نے رونا شروع کر دیا ان کا رونا دیکھ کر انہوں نے کہا کہ ابھی آپ خاموشی سے بابا صاحب کی پشت کے پیچھے بیٹھ جائیں جونہی وہ فارغ ہوں گے تم اپنی بات ان سے عرض کر دینا۔

آپ کی ریاضت بھی نرالی تھی۔ وہ یہ کہ آپ کے پاس رسی کے بڑے بڑے بنڈل رکھے ہوئے تھے۔ آپ انہیں کھولتے اور پھر لپیٹتے تھے۔ اس وجہ سے آپ عوام میں بنڈل شاہ کے نام سے معروف ہوئے۔

دراصل یہ آپ کی تسبیح تھی۔ اس سے آپ مخلوق کی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھاتے تھے۔ بابا بنڈل شاہ صاحب نے کمرے میں آنے والے کسی بھی شخص کی طرف پلٹ کر بھی نہیں دیکھا اور اپنے حال میں مست خود ہی خود بولنے لگے اس کی ماں طوائف اس کی نانی طوائف وہ تیری کب ہو سکتی ہے۔ طلاق دے دے، طلاق دے دے

آپ کی زبان ترجمان سے یہ الفاظ سن کر وہ وہاں سے بھاگ کر نوشاد صاحب کے پاس آئے اور بتایا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق نہیں دینا چاہتا تھا۔ لیکن بابا صاحب نے اس کا خاندان بتایا کہ وہ طوائف ہے۔ اسکی ماں طوائف ہے اسکی نانی طوائف ہے وہ تیری کب

Marfat.com

ہو سکتی ہے۔اسے طلاق دے دو۔

چونکہ یہ راز صرف مجھے معلوم تھا جو بابا صاحب نے خود بتایا۔اس کی بات سن کر میں نے اسے مشورہ دیا کہ جب تمہارے بابا نے یہ کہہ دیا ہے تو پھر تم اسے طلاق دے دو۔ وگرنہ نقصان اٹھاؤ گے چنانچہ دوسرے روز وہ عورت خود ہی واپس چلی گئی۔

اس واقعہ کے بعد میں سوچتا رہا کہ میں آج تک ان باباجی سے کیوں نہیں ملا حالانکہ مجھے بزرگوں سے ملنے کا شروع سے ہی شوق رہا۔میں اسی رات کو ارادہ کر لیا کہ میں صبح اٹھ کر سب سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضری دوں گا۔

چنانچہ اگلے روز صبح کے وقت میں اٹھا اور کاردار سٹوڈیو گیا اور اپنے اسٹنٹ غلام محمد کو ہدایت کی تم گلوکاروں سے رہسل کراتے رہنا۔میں کچھ دیر بعد آؤں گا۔

یہ کہ کر میں میوزک روم میں داخل ہوا تو سامنے دیکھا کہ ایک بزرگ کرسی پر تشریف فرما ہیں انکے ہمراہ ایک مرید بھی ہے ان صاحب نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کا نام نوشاد ہے؟

میں نے کہا جی ہاں انہوں نے بتایا کہ رات 9 بجے سے حضرت بابا سائیں بنڈل شاہ نے یہ کہنا شروع کیا ہے کہ پریل میں ایک میوزک والا رہتا ہے اس سے ملنا ہے۔ ہر تھوڑی دیر بعد یہی ضد تھی، چنانچہ میں حضرت شاہ صاحب کو لیکر یہاں آ گیا ہوں،نوشاد صاحب نے آگے بڑھکر آپ کو سلام پیش کیا تو آپ کے کھل کھلا کر ہنسنا شروع کر دیا آپ کے ساتھ جو مرید تھا اس نے عرض کیا حضور میوزک والے سے آپ ملنا چاہتے تھے وہ یہی نوشاد صاحب ہیں آپ نے فرمایا ''گنی ہے گنی'' اس لفظ کو کئی بار دہرایا آپکے ساتھ جو مرید تھا اس نے عرض کیا یہ لڑکا اگر اچھا ہے تو اسے کچھ کیجئے، آپ نے حسب معمول کاغذ طلب کیا،اور اس پر لکھا کہ اسے پچیس لاکھ روپے اڈا کر دیئے جائیں۔

نوشاد صاحب اس وقت آپ کے کشف و کرامات اتنے واقف نہ تھے، بابا صاحب کے مرید نے ان سے کہا کہ آپ بہت خوش نصیب ہیں کہ بابا صاحب نے تمہارے پاس خود آ کر تمہیں پچیس لاکھ کا چیک دیا ہے۔

نوشاد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے وہ چیک دیکھا اور حضرت بابا صاحب کی خدمت میں عرض کیا حضرت مجھے اتنی بڑی رقم نہیں چاہئے۔مجھے صرف پانچ سو روپے تنخواہ ملتی ہے، جس سے میری ضرورت پوری ہو جاتی ہے، مجھے تو صرف آپ کی دعا چاہئے، اتنی بڑی رقم سے تو میں دنیاداری میں الجھ جاؤں گا۔آپ نے اپنے مرید سے پوچھا یہ کیا چاہتا ہے، مرید نے عرض کیا آپ کی دعا چاہتا ہے، میں نے بذات خود دوبارہ دعا کے لئے عرض کیا تو آپ نے میری بات غور سن کر میری پیٹھ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ تو پہلا آدمی ہے جو پیسے نہیں مانگتا خوش ہو کر آپ نے اس چیک کی پشت پر ایک دعا لکھ دی اور فرمایا اسے نماز عشاء کے بعد پڑھا کرو،

چنانچہ آپ کے فرمان ذیشان کے مطابق میں نے اسے پڑھنا شروع کیا تو اس کے بعد بڑے بڑے ڈائریکٹر پروڈیوسر میرے پاس آ کر بڑی بڑی آفریں دینے لگے،مگر میں اپنے معمول کے مطابق ایک دو فلموں کی موسیقی سے زیادہ کبھی کام نہ لیتا تھا۔

اسی دوران فلمستان کے مالک میرے پاس آئے اور بیس، پچیس ہزار ماہانہ کی پیش کش کی آفر کی، الغرض سال ڈیڑھ سال کے بعد جب میں نے حساب لگایا تو مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ اگر میں تمام فلمیں سائن کر دیتا تو کب کے پچیس لاکھ مل چکے ہوتے، میں

Marfat.com

آپ کی بتلائی ہوئی دعا مسلسل پڑھتا رہا۔اسی دعا اور آپ کی نگاہ کی برکت سے میں دن بدن ترقی کی معراج کرتا رہا۔

کرامت نمبر۴☆: جناب احمد ڈاما تاجی فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ نے اپنے مرید کو حکم دیا کہ ہندوستان کے حکمران آنے والے ہیں،لہٰذا ان کے لئے چائے بناؤ،ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ جواہر لال نہرو،اور مرارجی ڈیسائی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے چائے پی اور آپ کی دعا لے کر چلے گئے،پھر دنیا نے دیکھا کہ اپنے اپنے وقت پر دونوں ہندوستان کے وزیر اعظم ہوئے،اور آپ نے جیسا فرمایا تھا وہ بعینہٖ پورا ہو کے رہا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کو ہوا،مزار پر انوار ناگپاڑہ بمبئی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت خواجہ پیر سیّد میر زمان شاہ المعروف باباجی تاجی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: تاجدارِ فقر و تصوف، بحرِ شریعت و طریقت، خورشید ولایت، شہسوار میدان ترک و تجرید حضرت خواجہ پیر سید میر زمان شاہ المعروف باباجی مردان والے چشتی صابری تاجی رحمتہ اللہ علیہ آپ مورد فیض ایزدی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۱۹ھ بمطابق یکم جولائی ۱۹۰۱ء کو حضرت سیّد نواب شاہ علیہ الرحمۃ کے گھر مردان شہر صوبہ سرحد میں ہوئی۔

آپ کا آبائی وطن افغانستان کا ایک گاؤں ''غوڑہ مرغیے'' تھا، آپ کے اجداد وہاں ہجرت کر کے مردان تشریف لائے تھے۔ آپ سے قبل آپ کے خاندان و اجداد میں ۳۶۳ بزرگ درجۂ ولایت کو پہنچے، ہزاروں افراد نے اُن سے اکتساب فیض کیا، آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت مردان میں ہی حاصل کی اور بعد ازاں پولیس کے محکمہ میں نوکری کر لی۔

بیعت و خلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ تاجیہ میں حضرت حافظ احمد بابا تاجی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

آپ کے پیرو مرشد حضرت حافظ احمد بابا چشتی صابری علیہ الرحمۃ تاج الاولیاء حضرت بابا تاج الدین اولیاء ناگپوری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے۔

سیرت و کردار☆: آپ صحیح العقیدہ سُنّی حنفی بریلوی مسلک و عقیدہ پر گامزن تھے۔ علمائے حق اہل سنت و جماعت کی دل سے عزت و احترام کرتے تھے، جب بھی کوئی عالم دین آستانے پر آجاتا تو اس کی خدمت و توقیر میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے، شروع دن ہی سے نماز باجماعت کا اہتمام خود بھی فرماتے اور مریدین کو بھی نماز ادا کرنے کا سختی سے حکم دیتے تھے، نماز تہجد باقاعدگی سے ادا کرنا آپ کے معمولات کا حصہ تھا۔

جب کبھی اجتماعی دعا فرماتے تو یوں لگتا تھا کہ گویا زمین و آسمان کانپ رہے ہیں، سامعین اس دعا کے سحر میں گم ہو کے رہ جاتے، آپ اکثر خاموش رہتے بغیر کسی مقصد کے گفتگو نہ فرماتے تھے۔

حسن اخلاق، انکساری، تواضع، رواداری، اخوت و محبت، آپ کی طبیعت ثانیہ کا حصہ بن چکی تھی، ان ہی عادات و خصائل کی بنا پر

Marfat.com

ایک مرتبہ ملنے والا گرویدہ ہو کے رہ جاتا تھا۔ آپ کی ذات والا صفات ہزاروں مریدان باوفا کی عقیدت کا مرکز ومحور تھی۔

تکبر وغرور کا آپ میں شائبہ تک نہ تھا۔ ہر شخص سے خواہ وہ کتنی ہی معمولی حیثیت کا مالک ہوتا آپ اس سے بھی نہایت خندہ پیشانی اور گرم جوشی سے ملتے تھے۔ چھوٹوں پر شفقت بڑوں کا احترام کرتے تھے۔

آپ کے ایک مرید الحاج عبدالقادر (واپڈا ٹاؤن گوجرانوالہ) آپ کی شفقت ومحبت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آپ سے ملنے آستانہ عالیہ بدوملہی حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دور سے آتے ہوئے دیکھا تو بلند آواز سے دربار شریف کی نوکرانی کو آوازیں دے کر فرمایا او۔ رابعہ! اورابعہ! کھانا لے کر آؤ۔ مکھن لاؤ، ترکاری لاؤ عبدالقادر آرہا ہے، اس سے بڑا کون آئے گا۔ جب کھانا آگیا تو آپ نے خود بھی میرے ساتھ بیٹھ کر اُسی پلیٹ میں کھانا کھایا۔

لباس عموماً سادہ استعمال کرتے تھے، لیکن اگر کوئی مرید یا عقیدت مند اچھا لباس لاتا تو وہ بھی استعمال فرما لیتے تھے، کبھی کبھی دستار مبارک کو گلے میں لٹکا لیتے تھے، آپ جب پشتو لہجے میں بولی جانے والی اردو میں گفتگو فرماتے تو اس میں اس قدر حلاوت ومٹھاس ہوتی کہ سننے والے کا دل موہ لیتی تھی۔

آپ مستجاب الدعوات اس قدر تھے کہ ادھر دعا کی اُدھر اللہ کریم مشرف قبولیت بخش کر آپ کے در پر آنے والے سائل کی حاجت پوری فرما دیتا تھا۔

آپ کے ایک مرید حاجی عبدالقادر صاحب کی شروع شروع میں مالی حالت کچھ بہتر نہ تھی۔ انہوں نے ایک موٹر سائیکل خریدی اور خوشی خوشی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور میں نے موٹر سائیکل لی ہے، آپ نے اس کی بات سن کر اپنے مخصوص انداز میں فرمایا۔ عبدالقادر سڑیا! تم موٹر سائیکل کی بات کرتا ہے، خدا تمہیں موٹر کار دینے والا ہے۔

حاجی عبدالقادر فرماتے ہیں کہ آپ اکثر میری زوجہ اور بھاوج سے اکثر فرمایا کرتے تھے، کہ اگر اکٹھے رہو گے تو گھر کے ایک ایک فرد کے لئے ایک ایک نوکر ہوگا۔

مجھے فرمایا کرتے عبدالقادر بیٹا! انشاء اللہ آپ کے رشتہ داروں میں آپ کا نام ہوگا اور آپ کی جیب کبھی خالی نہ ہوگی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور میرے مرشد کامل کی زبان سے نکلی ہوئی یہ تمام باتیں حرف بحرف پوری اور سچ ثابت ہوئیں۔

مرشد کامل کی محبت وتڑپ ☆: کوہاٹ صوبہ سرحد میں ایک نواب کی رہائش گاہ پر آپ کے مرشد کامل حضرت خواجہ احمد بابا الحسنی والحسینی علیہ الرحمۃ تشریف لایا کرتے تھے۔ ۱۹۳۳ء میں آپ کوہاٹ کے اسی مقام پر اُن سے بیعت ہوئے اور اپنی نوکری پر تشریف لے گئے۔

مگر ہوا یہ کہ مرشد کامل کے دامن سے وابستہ ہونے کے بعد حسن یار کا جلوہ آنکھوں میں بس کے رہ گیا، ہر وقت دیدار کی تمنا اور آرزو دل میں مچلنے لگی، سینے میں آتش عشق بھڑکنے لگی۔

دل میں ہر وقت یہ خیال دامن گیر رہتا کہ کب وہ دن آئے گا کہ مرشد کامل کوہاٹ دورے پر تشریف لائیں گے، جب بھی شیخ کامل

Marfat.com

تشریف لائے تو ہمہ وقت ان کی خدمت میں رہ کر زیارت چہرہ انور کرتے رہتے، جب کبھی آتش عشق برداشت سے باہر ہو جاتی تو عرض کرتے حضور میں آپ کے قدموں میں رہنا چاہتا ہوں، آپ جواب میں فرماتے! ابھی صبر کرو۔

جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ ذوق جنوں بڑھتا گیا۔ آتش عشق بھڑکتی گئی، قلب و ذہن منور ہوتے رہے۔ زبان و قلب ایک ہو گئے۔ زبان مرشد کے نام کا وظیفہ پڑھتی تو قلب میں جلوۂ حسن یار نظر آتا۔

بالآخر وہ لمحہ وہ گھڑی آ ہی گئی کہ مرشد باصفا نے مرید باوفا کی آتش شوق کو دیکھتے ہوئے، اپنے پاس آنے کی دعوت و بشارت دی، اس وقت آپ کی ڈیوٹی نظام آباد تھانہ خیر آباد صوبہ سرحد میں تھی۔

بشارت ملنے کے وقت آپ دریا کے کنارے اس حالت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آدھا دھڑ باہر تھا اور آدھا دریا کے اندر، بشارت سنتے ہی آپ اُٹھے اور تھانے میں آ کر محرر سے کہا کہ میرا استعفیٰ لکھو اور منظور کر لو، میں اب اور مزید ملازمت نہیں کرنا چاہتا۔

محرر نے جب یہ عجیب و غریب فیصلہ سنا تو ورطۂ حیرت میں پڑ کر کہنے لگا شاہ صاحب خیر تو ہے؟ آپ کی مدت ملازمت ختم ہونے میں صرف تین ماہ باقی رہ گئے ہیں، اور کچھ نہیں تو کم از کم تین ماہ کی چھٹی ہی لے لیں، تا کہ بعد میں بچوں کو پنشن تو ملتی رہے۔ آپ نے فرمایا مجھے پنشن وغیرہ کی کوئی ضرورت و حاجت نہیں، بس تم میرا استعفیٰ لکھو اور مجھ سے دستخط لے لو۔ اس طرح آپ استعفیٰ دے کر وطن مالوف واپس چلے آئے۔

شیخ کاملِ کی بارگاہ دکن حیدر آباد میں حاضری ☆: ملازمت چھوڑ کر آپ اپنے گھر تشریف لائے، اہل خانہ اور بچوں سے ملاقات کے بعد والدہ محترمہ کے قدموں میں سر رکھ کر مرشد کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی، والدہ نے ڈھیروں دعاؤں سے نواز کر نہ صرف اجازت دی بلکہ کرایہ بھی عطا فرمایا۔ آپ نے گھر سے دو جوڑے کپڑے دو چادریں لیں اور مردان ریلوے اسٹیشن پر آ گئے۔

ریلوے اسٹیشن پر گاڑی کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے دل میں خیال آیا کہ میں نے تو دکن حیدر آباد کبھی دیکھا نہ ایڈریس معلوم۔ نہ جانے کون سی گاڑی وہاں جائے گی۔ کس طرف سے جائے گی، کیا جائے اور کیا نہ کیا جائے۔ اب کدھر کو جاؤں؟

آخر آپ نے لاہور کا ٹکٹ خریدا۔ اور درگئی سے آنے والی گاڑی پر مردان سے نوشہرہ آ گئے اور نوشہرہ سے پشاور اور پشاور سے لاہور جانے والی گاڑی میں بیٹھ کر لاہور پہنچ گئے۔

گاڑی سے اتر کر تھوڑی دیر آرام کی نیت سے سٹیشن پر ہی تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک مجذوب فقیر آیا، اس نے آپ سے کہا دہلی کا ٹکٹ لے لو، آپ نے لاہور سے دہلی تک کا ٹکٹ لیا اور گاڑی میں سوار ہو کر اگلے دن صبح چار بجے دہلی پہنچ گئے۔ ایک چائے والے کی دکان سے دو لوٹے پانی لے کر وضو کیا۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد وہیں ناشتہ کیا۔ اور مسافر خانے میں آ کر بیٹھ گئے۔

ابھی آپ مسافر خانے میں پہنچے ہی تھے کہ وہی مجذوب فقیر آیا اور ٹکٹ کلکٹر سے کہنے لگا، اس کو اٹھارسی کا ٹکٹ دے دو، اُس نے ٹکٹ دیا آپ اٹھارسی کی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ جب گاڑی اٹھارسی پہنچی تو آپ آرام کی غرض سے مسافر خانے میں بیٹھ گئے۔ ابھی دو منٹ

Marfat.com

بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ اچانک ایک نیا مجذوب آ دھمکا، اس نے آپ سے کہا کہ "نا مپلی" کا ٹکٹ لے لو۔ آپ نے "نا مپلی" کا ٹکٹ لیا اور گاڑی میں سوار ہو گئے، جب نا مپلی پہنچے تو حسب معمول مسافر خانے میں بغرض آرام تشریف لے گئے، اور چائے پینے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ اتنی دیر میں سیاہ کالے رنگ کے دو ہٹے کٹے مجذوب ظاہر ہوئے اور قریب آ کر مخاطب ہوئے کہ حیدرآباد دکن کا ٹکٹ لے لیا، ہم بھی آپ کے ساتھ جائیں گے۔

آپ نے نا مپلی سے حیدرآباد کا ٹکٹ لیا اور گاڑی میں بیٹھ گئے وہ دونوں اسٹیشن پر چکر لگاتے رہے، جب گاڑی روانہ ہوئی تو وہ دونوں گاڑی کے ساتھ لٹک گئے۔ اور گاڑی دکن حیدرآباد پہنچی تو وہ آپ کو اسٹیشن پر چھوڑ کر واپس چلے گئے۔

ریلوے اسٹیشن حیدرآباد دکن پر آپ کے مرشد کامل حافظ بابا سرکار نے آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی چار آدمیوں کو تانگہ دے کر آپ کو لینے کے لئے بھیجا ہوا تھا۔ آپ تانگے پر بیٹھ کر دربار شریف پہنچ گئے۔ مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوسی کی اور کچھ دیر آرام کیا۔

مرشد کامل نے آپ کو "اللہ الصمد" کے چلے پر بٹھانے کے لئے ایک کمرہ صاف کروا کر آپ کو ایک چراغ اور ایک ماچس دے کر فرمایا جاؤ چلہ مکمل کرو، اس وقت آپ کے علاوہ ستر آدمی اور بھی چلے پر بیٹھے ہوئے تھے۔

دربار شریف پر لنگر کا انچارج سید جلال باچہ آپ کا بیوی کی طرف سے رشتہ دار تھا۔ لنگر شریف کا طریقہ یہ تھا کہ ایک بڑی دیگ میں چاول پکتے اور دربار شریف میں موجود ایک بہت بڑی پرات میں انڈیل دیئے جاتے، تمام لوگ اپنے اپنے کمروں سے نکل کر اس کے گرد بیٹھ جاتے اور حسب ضرورت کھانا کھا لیتے تھے۔

یہاں کم نظر کا گذر نہیں یہاں اہل ظرف کا کام ہے☆: چلہ کشی کے دوران ہر مرید کو آزمائش کے مرحلے سے گزرنا پڑتا ہے، تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ کتنے ظرف کا مالک ہے، آیا کہ طریقت و معرفت کے راز سنبھال بھی سکتا ہے یا نہیں؟

ہر طالب صادق کی طرح آپ کو بھی اس مرحلے سے گزرنا پڑا، اس کے متعلق آپ خود فرماتے ہیں کہ

جب تمام لوگ کھانے کے لئے اکٹھے ہوتے تو وہ اپنے اوپر گزرنے والی واردات قلبی اور مشاہدات کا تذکرہ کرتے کہ آج میں نے یہ دیکھا، کوئی کہتا کہ مجھے فلاں بزرگ کی زیارت ہوئی ہے، کوئی کہتا کہ مجھے حضرت تاج بابا کی زیارت ہوئی ہے، میں اُن لوگوں کی باتیں سن کر حیران ہوتا کہ میں بھی تو ان کے ساتھ ہی چلے پر بیٹھا ہوں، آخر مجھے کچھ نظر نہیں آتا؟ صرف الٰہی کو نظر کیوں آتا ہے؟

روز بہ روز اُن کی باتیں سن ایک دن میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے کو تھا کہ اچانک رات ایک بجے میں نے دیکھا کہ میرے دادا مرشد حضرت بابا تاج الدین اولیاؒ ناگپوری علیہ الرحمۃ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے ایک تصویر دی۔

آپ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کامل حافظ بابا سرکار کی عادت مبارکہ تھی کہ ہر رات دو بجے کے قریب ہاتھ میں پیالیاں اور چینک لے کر میرے پاس آتے تھے اس رات بھی میرے پاس تشریف لا کر مجھ سے پوچھا کوئی آدمی تو نہیں آیا تھا؟

میں نے جواب میں عرض کیا یہاں تو کوئی آدمی نہیں آیا، یہ کہہ کر میں نے حضرت تاج بابا کی عطا کردہ تصویر تکیہ کے نیچے چھپا دی، مرشد کریم حافظ بابا کافی دیر تک پوچھتے رہے مگر میں نے اس راز سے پردہ نہ اٹھایا، یہ میری پہلی آزمائش تھی کہ یہ آدمی چھوٹی سی بات چھپا سکتا ہے یا نہیں۔

Marfat.com

وقت گزرنے کے بعد جب عید آئی تو عید سے سترہ دن پہلے تمام لوگوں کو حکم ہوا کہ اٹھو، حجامت بنواؤ اور سارے لوگ عید اپنے اپنے گھروں میں کرو، ہم لوگ جب چلّے سے اُٹھے تو میرے سوا تمام لوگ بالکل خالی تھے، اور میرا یہ عالم تھا کہ قریب کھڑے آدمی کے پیٹ کی انتڑیاں بھی دیکھتا تھا، جب ہم لوگ حجامت بنوا چکے اور غسل کر کے تیار ہوئے تو سید جلال باچہ انچارج لنگر خانہ نے آ کر کہا کہ پیر شہزادہ آپ کے لئے باباجی کا حکم ہے کہ چائے میرے ساتھ گھر میں پیتا۔

چنانچہ تعمیل ارشاد کی خاطر میں گھر چلا گیا۔ چائے پیتے پیتے باباجی نے مجھے اندر سے صاف کر دیا۔ یعنی جو چھ مہینے چلّے میں بیٹھ کر کمائی کی تھی وہ واپس لے لے، جب چائے پی کر گھر سے باہر آیا تو سیّد جلال باچہ نے کہا پیر شہزادہ کام ہو گیا؟ میں نے جواب میں کہا کہ میں کوئی ماں کے پیٹ سے نہیں لایا تھا۔ جس نے دیا تھا اُس نے لے لیا تو کیا ہو گیا۔

آپ فرماتے ہیں کہ اس میں میری آزمائش یہ تھی کہ آیا یہ صبر و شکر میں پختہ ہوا ہے کہ نہیں۔ مگر شکر خداوندی ہے کہ مالک و مولیٰ نے مجھے ہر موڑ پر ثابت قدمی عطا فرمائی، جس کے نتیجہ میں کامیابی مقدر بنتی رہی۔

پاکستان آمد اور مرشد کامل کا وصال ☆: ۱۹۴۷ء میں برصغیر کی تقسیم کے موقع پر آپ دکن حیدر آباد سے اپنے مرشد کریم کے ہمراہ پاکستان کے شہر اقبال سیالکوٹ تشریف لائے۔

مرشد کامل نے سیالکوٹ صدر چھاؤنی میں کوروالی مسجد کے باہر سکونت اختیار کی اور خانقاہ کی بنیاد رکھ کر رُشد و ہدایت کا آغاز کیا، آپ مسلسل شب و روز اپنے مرشد کامل کی خدمت میں مصروف رہے۔

۷ اگست ۱۹۵۱ء کو آپ کے مرشد کامل حضرت حافظ احمد بابا تاجی سرکار علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا۔ آپ نے خود ہی کفن و تدفین کے فرائض انجام دیئے اور ان کے مزار مبارک کی تعمیر کا آغاز کیا۔

کچھ وقت گزرنے پر آپ مردان تشریف لے آئے، لیکن وہاں پہنچ کر درِ مرشد کے بغیر دل نہ لگا اور واپس پھر سیالکوٹ آ گئے، کچھ عرصہ بعد آپ کو سورۃ توبہ کی بشارت ہوئی اور ساتھ ہی لفظ ''بدوملہی'' کہا گیا۔

بدوملہی میں ورودِ مسعود ☆: بدوملہی میں آپ کے ورودِ مسعود کا تذکرہ بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

جب آپ کو بہ اشارۂ باطنی اپنے مرشد کریم سے بدوملہی جانے کا حکم ملا تو آپ نے مرشد کے دربار سے قرآن حکیم لیا اور صدر چھاؤنی آ گئے، وہاں پر آپ کا ملازمت کے زمانے کا ایک دوست مرزا بیگ رہتا تھا۔

آپ اُسے ساتھ لے کر قریبی مسجد کے ایک عالم دین کے پاس گئے اور انہیں سارا قصہ سنایا اور اُن سے سوال کیا کہ یہ ''بدوملہی'' کیا ہے؟ یہ سُن کر مرزا صاحب ہنس پڑے اور کہنے لگے ''بدوملہی'' اس علاقہ کا ایک چھوٹا سا شہر ہے، جس کے ساتھ ہی ایک گاؤں ''تھلی ملیاں'' میں میرے داماد کی زمین ہے، یہ سن کر آپ کا مقصد حل ہو چکا تھا، آپ دربار واپس آ گئے۔

صبح ہوئی تو نماز فجر ادا کر کے ناشتہ کیا اور مرشد کریم کے مزار پُرانوار پر فاتحہ شریف پڑھی، اور سیالکوٹ ریلوے اسٹیشن پر آ گئے، آپ کی جیب میں اس وقت صرف تین روپے تھے۔ آپ ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ اور سوچنے لگے کہ میرے پاس تو پیسے

Marfat.com

بھی نہیں وہاں کیسے پہنچوں گا، اور وہاں جا کر گزارا کیسے ہوگا، جبکہ نیا علاقہ نیا شہر ہے کوئی جاننے والا بھی نہ ہے۔

لیکن ایسے موقعوں پر اپنے پیاروں کا پردہ رکھنے کے لئے قدرتِ کریم اپنے خاص لطف و کرم سے دستگیری کرتی ہے، ابھی آپ اِسی اُدھیڑ بن میں تھے کہ مرزا صاحب کا نواسہ آیا اور کہنے لگا ابو کہہ رہے ہیں کہ آپ ٹکٹ نہ خریدیں میں آ کر خرید لوں گا، اور آپ کے ساتھ ہی بدوملہی جاؤں گا۔

اس طرح آپ مرزا صاحب کے داماد کے ساتھ بدوملہی آ گئے، اور شہر سے باہر ایک قبرستان میں آ کر ڈیرہ ڈال لیا، رات ایک ٹاہلی کے درخت کے نیچے گزارنے اور دن کے وقت دریا کی طرف نکل جاتے۔ اس طرح چار مہینے گزر گئے۔

چار ماہ کے بعد آپ نے ایک رات دو بجے پورے بدوملہی شہر کا چکر لگایا اور واپس قبرستان آ گئے، اس کے بعد سے آپ نے شہر میں آنا جانا شروع کر دیا، جب بھی آپ شہر میں داخل ہوتے تو دعا فرماتے ''یا اللہ اس شہر پر رحم کر'' انہیں دنوں بارشیں زیادہ ہوئیں اور سیلاب آ گیا، شہر میں بیماری پھیل گئی، پریشان حال لوگ آپ کے پاس دعا کے لئے آتے آپ انہیں پانی دم کر کے دیتے، اللہ کریم اپنے فضل و کرم اور رحمت کاملہ اور اپنے ولی کی دعا سے انہیں شفایاب کر دیتا تھا۔

اس دوران آپ نے بدوملہی کے ایک رہائشی اللہ دتہ عرف چن کے ہاں سکونت اختیار کر لی، اور مسند ارشاد پر بیٹھ کر خلق خدا کی رُشد و ہدایت کا فریضہ انجام دینا شروع کر دیا۔ بدوملہی میں آپ کے ہاتھ پر مرید ہونے والا پہلا شخص اللہ رکھا حجام تھا، اس کے بعد سے جوق در جوق لوگ آتے رہے فیض پاتے رہے، بیعت سے مشرف ہوتے گئے، یہاں تک کے پھر دور دراز علاقوں سے لوگ آ کر استفادہ کرنے لگے اور یہ تعداد ہزاروں کو پہنچی۔ ہمہ وقت عاشقوں مستانوں کا ہجوم آپ کے گرد ہالہ بنائے رہتا۔ ہر خاص و عام آپ کے لنگر سے مستفید ہوتا۔ لاتعداد لاعلاج مریضوں کو آپ کے روحانی شفاخانے سے شفا ملی، سینکڑوں مستانے وحدت کے جام پی کر دیوانے بنے، جو وخدنہ تھے راہ پر لاتعداد گم کردہ راہ آپ کی نظر کی جولانیاں دیکھ کر اوروں کے ہادی و رہنما و پیشوا بنے، آپ کے آستانہ سے فیض کا ایک دریا جاری ہوا جو صبح قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

اولاد و امجاد☆: آپ نے دو شادیاں کیں، پہلی بیوی سے ایک بیٹا صاحبزادہ محمد عثمان باچہ ہے، جبکہ دوسری بیوی سے ایک بیٹی اور تین بیٹے جناب صاحبزادہ نعمان باچہ، صاحبزادہ اعمان باچہ اور صاحبزادہ منور باچہ ہیں۔ آج کل حضرت صاحبزادہ سید منور باچہ آپ کی جگہ مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہیں، جو بڑے ہی احسن انداز میں سلسلہ عالیہ اور خانقاہ معلّٰی کے نظم و ضبط کو چلا رہے ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۴ نومبر ۱۹۸۶ء کو رات ۹ بجے بدوملہی میں ہوا۔ مزار پُرانوار بدوملہی ضلع نارووال میں مرجع خاص و عام ہے جہاں آپ کا سالانہ عرس مبارک موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ پیر سید منور شاہ باچہ مدظلہ العالی کی زیرِ سرپرستی ۱۰۔۱۱۔۱۲ ربیع الاول کو منایا جاتا ہے۔ جس میں مقتدر علمائے کرام نعت خوان حضرات نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ معروف قوال حضرات عارفانہ کلام پیش کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

﴿تعارف سلسلہ عالیہ وارثیہ﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ خَالِقِ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِیْن ٥ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ کَانَ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْن ٥ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَوْلِیَآئِہِ الْکَامِلِیْنَ اَجْمَعِیْنَ ٥ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ٥ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْوَارِثِیْن ٥ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْم٥

سلسلہ نبوت وخلافت کے بعد انبیائے کرام علی نبینا وعلیہ السلام اور صحابہ کرام کے مشن توحید ورسالت کو آگے بڑھانے اور دین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر گھر پہنچانے اور لوگوں کے سینوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع کو روشن کرنے کا یہ اہم فریضہ اللہ وارث الکریم نے پا کباز ان امت یعنی اولیائے کرام کے سپرد کیا جس ذمہ داری کو ان کاملین نے بڑے ہی احسن انداز سے پورا کرنے میں اہم کردار ادا کیا، مختلف سلاسل کے بزرگان طریقت نے اپنے اپنے علاقہ میں رہتے ہوئے بڑی بڑی دور تک اس پیغام ہدایت کو پہنچا کر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے سے دور گمراہی میں بھٹکے ہوئے لوگوں کو خدا و مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر لا کھڑا کیا۔

انہی سلاسل طریقت کی ایک کڑی سلسلہ عالیہ وارثیہ بھی ہے۔ جس کے سالار اعظم ومیر کارواں حضور امام وارث الاولیاء عالم پناہ سلطان العاشقین حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی یوپی انڈیا کی ذات والا صفات با کمال ہے۔
جن کی ولادت باسعادت گیارہ رمضان المبارک 1228ہجری بمطابق 1813ء کو کاظمی سادات کے عظیم فرد کامل حضرت سید قربان علی شاہ کاظمی نیشاپوری علیہ الرحمتہ کے گھر دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی یوپی انڈیا میں ہوئی۔

ابھی صرف تین برس کی عمر عزیز تھی کہ والدین گرامی قدر کا وصال ہو گیا۔ پانچ برس کی عمر میں سلسلہ تعلیم قرآن کریم کا آغاز ہوا تو صرف دو برس میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اس کے علاوہ آپ کو علم قرآۃ میں خاصی مہارت حاصل تھی۔ ساتوں قرأت سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے پر عبور حاصل تھا۔ علوم شرعیہ اور دیگر علوم کے علاوہ عربی وفارسی اور پشتو بہت اچھی طرح بول لیتے تھے۔

گیارہ برس کی عمر شریف میں آپ اپنے بہنوئی حضرت سید خادم علی شاہ چشتی قادری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ

Marfat.com

چشتیہ قادریہ میں بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی کے دست مبارک سے خرقہ خلافت سلسلہ چشتیہ قادریہ پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ اس کے فوراً بعد مخلوق خدا آپ کے گرد رہنے لگی اور لوگ جوق در جوق داخل سلسلہ ہونے لگے۔

اہل تصوف بالخصوص مادر زاد ولیوں کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ سن شعور کو پہنچتے ہی اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی صفت کو خود پر طاری کر لیتے ہیں اور اس میں فنا ہو جاتے ہیں۔ حضور وارث عالم نواز حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ چشتی قادری رحمتہ اللہ علیہ کے نام نامی اسم گرامی میں ایک خاص خصوصیت ہے۔ وہ یہ کہ وارث اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کے معنی ہیں ہر شے کے فنا ہو جانے کے بعد باقی رہنے والا۔ حضور وارث عالم نواز نے خود کو فنا کر کے اللہ تعالیٰ کی ابدیت کو قائم کر دیا اور اپنے نام کی اس صفت کو حاصل کر لیا اور صفت وارث کے مظہر بن کر روز محشر تک دستگیری فرمانے کا شرف حاصل کر لیا۔

یہی وجہ تھی کہ لفظ وارث کی صفات کا آپ پر غلبہ رہا۔ اور اسی بنا پر آپ کے دست مبارک پر بیعت ہونے والے حضرات وارثی کہلائے۔ جس سے سلسلہ عالیہ وارثیہ معرض وجود میں آیا۔

اگرچہ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ قادریہ میں بیعت سے سرفراز تھے مگر آپ کو نسبت اویسی مولائے کائنات امام المشارق والمغارب وارث علوم نبوت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے حاصل تھی، جس کا آپ پر مکمل غلبہ تھا۔

حضرت مولائے کائنات راز دار علم نبوت امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے نسبت دو وجہ سے قائم تھی اوّل یہ کہ آپ اولاد علی اور فاطمی سید اور مادری ولی ہیں۔ جس کی وجہ سے اپنے جد اعلیٰ سے نسبت کاملہ کا قائم ہونا کوئی نئی بات یا عجوبہ نہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جب آپ کی طبیعت پر جذبہ عشق حقیقی نے مکمل طور پر غلبہ کیا تو عالم رویا میں آپ کو سفر حج کا اشارہ ملا تو شوق باطنی نے کشاں کشاں آپ کو سفر حج کی ترغیب دی اور آپ پیدل ہی دیوہ شریف سے کوبہ کوبہ پھرتے پھراتے سیاحت کرتے ہوئے بمبئی پہنچے اور بحری جہاز میں سوار ہو کر عازم حرمین شریفین ہوئے۔

29 شعبان المعظم 1253 ہجری بمطابق 1837ء کو آپ مکہ مکرمہ پہنچے اور عبدالرحمٰن مکی کے مکان پر قیام کیا۔ دوسرے روز یکم رمضان المبارک طواف کعبہ کے لیے تشریف لے جا رہے تھے کہ باب السلام کے قریب ایک جلیل القدر بزرگ کے جلوؤں میں گم ہو کے رہ گئے۔ آپ سے ملے معانقہ کیا اور بشارت دی کہ صاحبزادے آج وہ انوار حدیت کا مشاہدہ کرو جن کے دیکھنے کی اہلیت صدیوں بعد خدا نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔

چنانچہ جب آپ رُوبہ قبلہ ہوئے تو عنایت خداوندی سے حقیقت کعبہ منکشف ہوئی اور جو دیکھنا تھا وہ آپ نے بے حجاب دیکھا اور جو دیکھا وہ خوب دیکھا اور پھر اسی حج کو پڑھنے کے لیے آپ نے جب احرام باندھا تو پھر دوبارہ تا زندگی نہ اتارا پھر اسی کو لباس اور اسی کو کفن قرار دے کر تمام زندگی بسر کر دی۔

حج بیت اللہ کے بعد روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے تو آقا علیہ السلام نے بکمال شفقت و محبت آپ کو منازل سلوک کی تکمیل کے لیے نجف اشرف جانے کا حکم دیا۔

Marfat.com

حرمین شریفین سے آپ نجف اشرف میں دیگر بزرگان وامامین کے علاوہ بالخصوص حضرت مولائے کائنات شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے اور چند یوم تک چلہ کش رہنے کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے نسبت اویسی حاصل کی، بقول مولانا روم

عشق امیر المومنین حیدر بود

امیر المؤمنین مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذات والاصفات سے فنائے اتم اور صفت بوترابی حاصل کر کے آپ نے اس یادگار کے طور پر احرام کے لیے زرد رنگ، تفرید و تجرید کو اختیار کیا اور خاک پر اپنا بستر لگایا اور ننگے سر اور ننگے پاؤں رہنا پسند و مخصوص فرمالیا۔

نجف اشرف سے آپ کو حکم ملا کہ کربلائے معلیٰ میں حضرت امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام کے مزار پر بھی حاضری دے کر ان کے فیوض و برکات بھی حاصل کرو۔ چنانچہ آپ کربلائے معلیٰ میں حضرت امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے۔

وہاں سے فقر و فنا کی تاکید کے بعد یہ انکشاف ہوا کہ تشنگی و گرسنگی شاہد حقیقی کے ناز و ادا کے کرشمے ہیں۔ جس پر صبر سادات کی شان و عشاق کا مسلک ہے۔ چالیس برس کی عمر تک ہفتے میں ایک مرتبہ افطار فرماتے۔ بعد میں پچاس برس کی عمر تک تین دن بعد روزہ افطار کرنا آپ کا معمول رہا۔

کربلائے معلیٰ سے روانہ ہو کر آپ بغداد شریف پہنچے، ابھی حضور غوث الثقلین کے مزار پرانوار میں داخل نہ ہوئے تھے کہ دربار غوثیہ کے سجادہ نشین سید غلام مصطفیٰ شاہ گیلانی کو حضور غوث اعظم سرکار نے بشارت دی کہ ہندوستان سے ہمارے خاندان کا ایک چشم و چراغ آرہا ہے اسے زرد رنگ کا احرام پیش کیا جائے۔ اس کا نام وارث علی ہے۔

چنانچہ غوث پاک کے حکم سے سجادہ نشین جناب سید غلام مصطفیٰ شاہ گیلانی نے جب آپ کو تمام خدام کے سامنے زرد رنگ کا احرام پیش کیا تو خدام کو تعجب ہوا۔ انہوں نے سجادہ نشین صاحب سے سوال کیا حضور یہ کیا بات کہ اس سے پہلے تو سب کو خرقہ و دستار عطا ہوتا رہا۔ مگر ان بزرگ سید وارث علی شاہ کو زرد احرام، آخر کیوں؟

سجادہ نشین صاحب نے جواب دیا ہم خرقہ و دستار اپنی مرضی سے دیتے ہیں۔ مگر حاجی صاحب کو حضور غوث الاعظم سرکار کی مرضی سے احرام پیش کیا ہے۔ میں نے تو حضور غوث الاعظم کے حکم کی تعمیل کی ہے۔

قیام بغداد شریف کے دوران آپ کا معمول رہا کہ تمام دن بغداد شریف میں دیگر بزرگوں کے مزارات پر حاضری دیتے اور رات کو حضور غوث الاعظم سرکار کے مزار پرانوار پر شب بیداری کر کے اپنا حصہ بطریق اویسیہ حاصل فرماتے۔

امام اولیاء وارث عالم نواز حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ اگرچہ چودہ برس کی عمر عزیز میں سلسلہ عالیہ چشتیہ

Marfat.com

قادریہ میں بیعت وخلافت سے سرفراز ہو چکے تھے۔

لیکن جب آپ نے سلسلہ بیعت شروع کیا تو لوگوں کو بیعت کرتے وقت ان سلاسل میں سے کسی کا ذکر تک نہیں فرمایا اور نہ ہی کبھی کسی بزرگ کا رسماً نام لیا۔

آپ کا طریقہ بیعت نہایت ہی انوکھا اور منفرد تھا۔ آپ مرید کو اپنے دست مبارک پر بیعت کرتے وقت صرف مختصراً یہ جملے پڑھاتے تھے کہ

ہاتھ پکڑتا ہوں پیر کا...... پنجتن پاک کا...... خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا

حقیقت میں دیکھا جائے تو یہی الفاظ آپ کا شجرہ طریقت اویسیہ تھا کہ آپ اپنے نام کے بعد منبع فیض وبرکات پنجتن پاک کا نام لیا کرتے تھے جو فیضان عشق کا تفویض کنندہ تھا۔ آپ نے بیعت کرنے کے بعد نہ ہی کسی کو شجرہ پڑھنے کو دیا اور نہ ہی کوئی طالب حق آپ سے شجرے کا طالب ہوا۔

1295ھ ہجری بمطابق 1878ء میں غالباً آپ کے خادم خاص فقیر رحیم شاہ وارثی صاحب نے آپ کے پیر بھائی حضرت شیخ بوعلی شاہ سے شجرہ قادریہ چشتیہ لاکر آپ کی خدمت اقدس میں پیش کر کے دکھایا اور عرض کیا کہ اگر حضور کی اجازت ہو تو آپ کا نام بھی اس شجرہ میں لکھ دیں۔

آپ نے فرمایا، لکھ دو۔ اس طرح شجرہ نقل ہوا، منظوم ہوا، چھپوایا گیا اور ہزاروں کی تعداد میں آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے کسی کو دس، کسی کو بیس شجرے عنایت کیئے بعد میں خدام اور فقراء یہی شجرہ چھپوا کر تقسیم کرتے رہے، لیکن یہ ضروری نہیں سمجھا گیا کہ جو داخل سلسلہ وارثیہ ہو اس کو شجرہ ضرور دیا جائے اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ آپ کو پنجتن پاک سے نسبت اویسیہ حاصل تھی اور اس قوی نسبت اویسیہ کا ہی اثر ہے کہ آپ کا طرز بیعت انتہائی منفرد اور انوکھا تھا۔ اس نسبت اویسیہ اور عنایت وہبیہ کا یہ بھی اثر ہے کہ حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو خلافت اور سجادہ نشینی سے بھی سخت نفرت تھی۔

ا۔☆: اس سلسلہ میں آپ نے ایک فرمان بطور یادگار چھوڑا ہے وہ یہ ہے کہ

"ہماری منزل عشق ہے جو کوئی دعویٰ جانشینی کرے وہ باطل ہے، ہمارے ہاں کوئی ہو چاہے چمار ہو یا خاکروب جو ہم سے محبت کرے وہی ہمارا ہے۔"

سلسلہ عالیہ وارثیہ کا ایک خاصہ اور عجیب بات یہ بھی ہے کہ آپ کے وصال باکمال کو ایک صدی سے زیادہ وقت گذر جانے کے باوجود آج تک جو بھی شخص کسی احرام پوش کے ہاتھوں داخل سلسلہ ہوتا ہے وہ مرید صرف اور صرف حضور وارث عالم نواز حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہی کا ہوتا ہے، نہ کہ اس احرام پوش کا، آج بھی بوقت بیعت وہی الفاظ "ہاتھ پکڑتا ہوں وارث پاک کا ...... پنجتن پاک کا...... خدا اور رسول کا" یہ طرز بیعت یہ انوکھا انداز بجز عشق ومحبت حقیقی اور بغیر نسبت اویسیہ ناممکن ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج بھی ہر وارثی فقیر پر یہی نسبت غالب ہے۔

Marfat.com

۲۔☆: سلسلہ عالیہ وارثیہ کے احرام پوش فقیر کے واسطے جسے پورا احرام عطا ہوا ہو، بجز احرام کے کرتہ، ٹوپی، عمامہ، پاجامہ، موزے، گلوبند وغیرہ کا استعمال قطعی ناجائز ہے۔

اس لیے کہ حضور وارث عالم نواز نے اکثر اپنے فقراء کو احرام عطا کرتے وقت یہی ارشاد فرمایا تھا

لو یہی لباس زندگی ہے اور یہی کفن

یہ بھی یاد رہے کہ حضور وارث عالم نواز نے اپنی ظاہری حیات میں اپنے سامنے وصال کرنے والے احرام پوش فقراء کو اسی احرام میں دفن کرنے کا حکم ارشاد فرمایا تھا۔

۳☆: سلسلہ عالیہ وارثیہ کے فقیر کے لیے سرخ، سفید، اور کالے رنگ کے علاوہ کسی دوسرے رنگ کا احرام بھی جائز ہے۔

غرض کہ ان تینوں رنگ یعنی سرخ، سفید، سیاہ رنگ کا احرام فقراء وارثیہ کو زیب تن کرنا منع ہے۔

علاوہ ازیں اول مناسک عمرہ وحج کے لیے سفید رنگ کا احرام زیب تن کرسکتا ہے مناسک عمرہ وحج کی ادائیگی کے بعد حسب سابق زرد احرام یا ان تین رنگوں کے علاوہ زیب تن کرسکتا ہے۔

۴☆: سلسلہ عالیہ وارثیہ کے احرام پوش فقیر کا نام بھی بوقت احرام پوشی تبدیل کردیا جاتا ہے اور سلسلہ سے ایک نیا نام جس کے آخر میں شاہ کا لقب ضروری ہوتا ہے۔ احرام پوشی کے بعد وہ فقیر اپنے سابقہ نام کی بجائے اسی نئے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور تادم آخر اس نئے نام سے ہی لکھا اور پکارا جائے گا۔

یہ تبدیلی نام کا سلسلہ قیود احرام پوشی کا دستور عمل ہے، جواب بھی جاری ہے۔

وارثی فقراء کی بعض مرتبہ دو دفعہ احرام پوشی ہوتی ہے۔ اول احرام پوشی کے وقت بعض فقراء کو آدھا احرام عطا کیا جاتا ہے اور پھر کچھ عرصہ کے بعد بقیہ احرام بھی عطا فرمادیا جاتا ہے۔ اگر اول احرام پوشی کے وقت نام تبدیل کیا گیا ہو تو پھر پورے احرام کے وقت نام تبدیل نہیں ہوتا۔ پہلے سے تبدیل کیا ہوا نام ہی کافی ہوتا ہے۔

اپنے پاسپورٹ وقومی شناختی کارڈ غرضیکہ سرکاری وغیر سرکاری کاغذات میں فقیری نام جو وارثی کے ساتھ ہو تحریر کرانے کا پابند ہے۔

۵☆: سلسلہ عالیہ وارثیہ کے احرام پوش فقیر کے واسطے سوال کرنا حرام ہے۔

مقصد یہ ہے کہ احرام پوش فقیر اپنی ذات کے لیے کسی قسم کا سوال یا فرمائش نہیں کرسکتا۔ اس پر لازم ہے کہ وہ حق تعالیٰ کی ذات پر شاکر رہے۔

حضور وارث عالم نواز کا ارشاد گرامی ہے کہ

"بڑی فقیری یہ ہے کہ ہاتھ ہرگز نہ پھیلے تسلیم ورضا پر قائم رہے"

۶☆: سلسلہ وارثیہ کے احرام پوش فقیر کے واسطے تعلقات دنیاوی بھی قطعاً حرام ہے۔ اس لیے کہ حضور وارث عالم نواز کا ارشاد گرامی ہے کہ

Marfat.com

"اس کائنات کا نام دنیا نہیں غفلت کا نام دنیا ہے۔"

اس کے علاوہ سرکار عالم پناہ کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے کہ "فقیر کو کسی سے ناراض نہ ہونا چاہیئے، اس سے مطلب نہیں کہ اس سے کوئی خوش ہو یا ناراض۔

۷☆: سلسلہ عالیہ وارثیہ کے احرام پوش فقیر کے واسطے آزادگی لازمی ہے۔ اس کی آزادی کا مطلب یہ نہیں کہ قیودات احرام پوشی کو خیر باد کر کے بدعملی کا مظاہرہ کرنا شروع کر دے، اس آزادگی کا مطلب ہر گز یہ بھی نہیں ہے کہ خدمت والدین کو ترک کر کے آوارگی اختیار کر لے یا بیوی سے پیار کی خاطر والدہ کو ٹھکرا دے اور اس کی صورت بھی دیکھنا حرام سمجھے اور بیوی سے اتنا پیار کرے کہ تمام عمر اس کے قدموں میں گذارے اور مرنے کے بعد اس کی قبر بھی اپنے ہمراہ پہلے سے بنا لے۔

یاد رہے کہ ماں باپ کا بدعایا ہوا شخص نہ اس دنیا میں کامیاب نہ آخرت میں کامیاب۔ وہ اس دنیا میں بھی ذلیل اور آخرت میں بھی ذلت ورسوائی اس کا مقدر ہوگی۔ اس آزادگی سے اوّل تو دنیاداری کے معاملات سے ظاہر و باطن کی آزادگی لازمی ہے۔ اور نہ ہی کسی دنیا دار وارثی یا نام نہاد دیندار سرمایہ دار کا پابند خاص رہے کہ دودھ دینے والی گائے ہے چلو اس کی لات کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

۸☆: سلسلہ وارثیہ کے احرام پوش کو مذہبی تنازعات میں شرکت کی سخت ممانعت ہے۔

تنازعہ مذہبی ہو یا سیاسی، ذاتی ہو کہ خاندانی، ہر قسم کے تنازعات، بحث مباحثہ، مناظرہ، جھگڑا، تھانہ، پولیس، کورٹ کچہری وغیرہ سے اجتناب کرنے کا سخت حکم ہے۔ اور نہ ہی کسی کے متعلق اپنی اچھی یا بری رائے کا اظہار کرے نہ ہی کسی کی مخالفت کرے نہ ہی دعا بددعا سے واسطہ رکھے۔

۹☆: سلسلہ وارثیہ کے احرام پوش فقیر کی تدفین بھی اسی زرد احرام میں ہوگی۔

اگر کسی احرام پوش وارثی فقیر کا وصال ہو جائے تو موقع پر موجود احرام پوش فقیر کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنی نگرانی میں حسب ذیل معمولات کو پورا کرے،

اوّل۔ وصال کردہ احرام پوش فقیر کو غسل وغیرہ دے کر اسی زرد احرام میں اگر وہ پورا احرام پوش تھا تو پورے احرام میں اگر نصف احرام پوش تھا تو نصف احرام میں یعنی دو چادروں میں کفنایا جائے۔

مگر آخر میں ہر دو کو ایک عدد سفید چادر میں یعنی لفافہ میں لپیٹ دیا جائے۔ دیگر یہ کہ غسل میت کا پانی زمین کے گڑھے میں دفن کریں، عام نالی یا گٹر وغیرہ میں اس پانی کو نہ پھینکا جائے۔

احرام پوش فقیر یا نصف احرام پوش فقیر کے جنازہ کے لیے بغیر پائے کے گہوارے میں رکھ کر جنازہ گاہ میں لایا جائے۔ میت کے لیے جو چارپائی استعمال ہوتی ہے اس یا عام چارپائی پر وارثی فقیر کا جنازہ لیجانا درست نہ ہے۔

۱۰☆: سلسلہ عالیہ وارثیہ کا احرام پوش فقیر اپنی تکلیف اور مصائب کا کسی پر اظہار نہیں کر سکتا۔

ضروری ہے کہ وہ ہر حال میں شکر وصبر کے دامن کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ حضور وارث عالم نواز کا ارشاد گرامی ہے کہ

"فقیر تسلیم ورضا پر قائم رہے، فقیر کو سوال کرنا حرام ہے۔"

Marfat.com

اس کے علاوہ وارث عالم نواز نے مزید فرمایا کہ

''انسان خدا پر بھروسہ رکھے، جب خدا نے اس کی ضرورت کا ذمہ لیا ہے تو برابر پہنچائے گا، مگر تصدیق چاہیے، ذمہ دار جب اللہ ہے تو پھر اندیشہ کیا ہے، محض بیکار ہے، اللہ رازق ہے تو کل اللہ بڑی چیز ہے۔''

۱۱☆: سلسلہ عالیہ وارثیہ کے احرام پوش فقیر کے واسطے یہی حکم ہے کہ حصول معاش کے لیے کوئی تجارت نہیں کر سکتا، قطعی متوکلانہ زندگی بسر کرے۔

احرام پوش فقیر جس کو پورا احرام معہ لنگوٹ یا پورا احرام بغیر لنگوٹ کے ملا ہوا ہو، اس پر لازم ہے کہ وہ اپنی گذر بسر کرنے کے لیے دنیاوی کوئی کاروبار نہیں کر سکتا، نہ ہی کسی کے ساتھ روپیہ پیسہ لگا کر شراکت کر سکتا ہے، وارثی فقیر کے لیے شراکت حصول زر روپیہ پیسہ کا جمع کرنا اس کا لالچ یا طمع کرنا اور کسی قسم کا سامان زندگی جمع کرنا قطعاً حرام ہے۔ اس سلسلہ میں حضور وارث عالم نواز کا ارشاد گرامی ہے کہ

''جو طمع میں گھر جائے وہ ہمارا نہیں۔''

سلسلہ عالیہ وارثیہ کے احرام پوش فقیر کو عمرہ و حج کے لیے سر کے بال یا زلفیں ایک تہائی بال کٹوانے کی اور بوقت ضرورت خط بنوانے کی اجازت ہے۔ مقامات مقدسہ کے سفر میں کھڑاویں ترک کر کے برہنہ پاؤں رہنا افضل ہے۔

۱۲☆: سلسلہ عالیہ وارثیہ کا احرام پوش فقیر، چارپائی، کرسی، مونڈھے پر نہیں بیٹھ سکتا، اس کا بستر ہمیشہ سے زمین پر بغیر تکیہ کے ہوگا، حتیٰ کہ وارثی فقیر کا جنازہ بھی چارپائی یا تخت یا عام دستی چارپائی کے گہوارے میں نہیں جا سکتا۔

احرام پوش وارثی فقیر اپنی زندگی میں اپنی قبر نہیں بنوا سکتا بلکہ اس کا معاملہ خدا پر چھوڑ دے اس کے خلاف چلنے والا نہ صرف حضور وارث عالم نواز کا بلکہ خدا کا بھی مجرم ہے۔

علاوہ ازیں بس، ریل گاڑی، بحری و ہوائی جہاز اور عام موٹر گاڑی و کار میں دوران سفر بیٹھ اور سیٹ پر لیٹ سکتا ہے۔

۱۳☆: سلسلہ عالیہ وارثیہ کے احرام پوش فقیر کو بھینس کا گوشت کھانا مکروہ ہے، علاوہ ازیں ہر قسم کا گوشت، کچی پیاز، لہسن، مولی، انڈا، مچھلی، اور مرغن کھانوں سے پرہیز بہتر ہے۔ اس کے علاوہ کسی بھی جانور کا دل کھانے سے حضور وارث عالم نواز نے سختی سے منع فرمایا ہے۔

۱۴☆: سلسلہ عالیہ وارثیہ میں خلافت و جانشینی (یعنی سجادہ نشینی) نہیں ہے۔ وارثیہ سلسلہ کا احرام پوش فقیر اگر کسی کو خلیفہ یا جانشین یا گدی نشین بنانے یا مقرر کرنے کا اعلان کرے یا اس نسبت سے دستار بندی کرے تو وہ باطل ہے، کسی کو مجاز نہیں اور نہ ہی کسی کو بنانے کا اختیار ہے۔

دیگر یہ کہ صاحب آستانہ و صاحب خانقاہ وارثیہ اہل سلسلہ کے باہمی مشورے سے خانقاہ یا آستانے کا منتظم مقرر کر سکتا ہے۔ جو آستانے اور خانقاہ وارثیہ کے انتظامی امور کا ضامن ہوگا، مگر اس کا کوئی عمل زبانی اور جسمانی خلاف مشرب نہ ہوگا۔ وہ حضور وارث عالم نواز کا غلام بن کر زائرین کی خدمت کرے گا۔

۱۵☆: سلسلہ عالیہ وارثیہ کے احرام پوش کو پابندی وضع لازمی ہے۔ جہاں رہے آن بان سے رہے۔

Marfat.com

آن بان کا مقصد غرور وتکبر نہیں، بلکہ اخلاق واخلاص سے سلسلہ کے نظام کو آگے بڑھائے، اور کسی قسم کے روپے پیسے کے لین دین سے اجتناب کرے۔

۱۶☆: سلسلہ عالیہ وارثیہ کے احرام پوش فقیر کے لیے لازم ہے کہ وہ تمام عورتوں کو اپنی ماں اور بہن کی مثل جانے۔

۱۷☆: دنیا دار مکلّف یعنی تکلیف دینے والا اور فقیر غیر مکلّف یعنی تکلیف نہ دینے والا۔ یعنی اگر دنیا دار سے کوئی تکلیف پہنچے تو صبر کرے، مگر فقیر کی ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے، یہی فقیری ہے۔

۱۸☆: سلسلہ عالیہ وارثیہ کے روحانی پیشوا حضور وارث عالم نواز کا فرمان ذیشان ہے کہ جو نماز نہ پڑھے وہ ہمارے حلقہ بیعت سے خارج ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ نماز ضرور پڑھنا چاہیے کہ یہ نظام عالم ہے، اگر یہ چھوڑ دی جائے گی تو عالم کے انتظام میں خرابی آجائے گی۔

آپ فرماتے ہیں کہ نماز وہی ہے جو حضور قلب کے ساتھ ادا ہو۔

الغرض یہ کہ حضور عالم پناہ سرکار وارث پاک رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک ومشرب صرف اور صرف محبت تھا، اور تمام عمر آپ نے ہزاروں لوگوں میں محبت بانٹی اور اپنے احرام پوش فقراء کو محبت ہی کی تلقین کی۔

حضور وارث پاک اکثر فرمایا کرتے تھے:

☆......حسد نہیں کرو، اس سے ایمان خراب ہوتا ہے

☆......محبت کرو، بے محبت خدا نہیں ملتا

☆......محبت ہے تو سب کچھ ہے، محبت نہیں تو کچھ بھی نہیں

اس قول کا عملی ثبوت آپ کے اپنے فعل سے یوں ملتا ہے کہ حضور وارث عالم نواز کے احرام پوش فقیر آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں عام لوگوں سے بیعت لیتے تھے، جب ان فقراء سے سلسلہ میں داخل افراد آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ ان پر شفقت ومحبت فرما کر ارشاد فرماتے تھے

(۱) ☆سنو، سنو تم ہمارے مرید ہو۔ (۲) ☆ یہ ہاتھ اور وہ ہاتھ ایک ہے۔ (۳) ☆ان سے اور ہم سے محبت رکھو۔

حضور وارث پاک کا یہ عمل فعل وکردار آج کے احرام پوش فقراء کے لیے نہ صرف سند ہے بلکہ دعوت فکر بھی دے رہا ہے کہ خالی احرام سے کام نہیں چلتا بلکہ یہ راستہ اتباع اور عملی کردار ادا کرنے کا ہے۔

وسلام مع الکرام۔ خاکپائے در مخدوم صابر نواز

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

Marfat.com

منقبت در شان

حضرت حاجی سید وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

ہمچو مجنوں عاشق شوریدہ ام
عشق نامِ وارثِ خودمی کنم

کیست وارث آنکہ ہمنام خدا
مظہر حق وارث مشکل کشا

مردِ میدان ولا فردِ فرید
شمع بزم عین وحدت محوِ دید

معنئے آیاتِ رب العالمین
دستگیر خلق و خیر الوارثین

قیس راوحشت دید صحرائے من
من و گرہستم دگر لیلائے من

تسکین مشق کرد اور نام یاد
خاطر بے تاب تا گیرد قرار

مشق من حاشا پئے تسکین نیست
اس علاج خاطر غمگیں نیست

دورافزوں خواستم از نام دوست
شعلہ دروں تا بسر فروخت

Marfat.com

حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان الطریقت امام سلسلہ عالیہ وارثیہ، مقتدائے افراد پیشوائے اوتاد، عارف حقانی خیر الوارثین، امام الاولیاء، حاجی الحرمین شریفین، آل حسین والحسین، وارث گلگوں قباء، قبلۂ زمان واہل زمان حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین ہیں۔

آپ کے آباؤ اجداد نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ نیشاپور سے سکونت ترک کر کے ہندوستان آئے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام سید قربان علی شاہؒ ہے وہ دیوہ ضلع بارہ بنکی یوپی کے رہنے والے اور وہاں کے رئیسوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ وصوفی منش رئیس تھے۔
حاجی حافظ سید وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۲۳۳ھ بمطابق 1808ء کو دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی یوپی انڈیا میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار کا وصال آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے ہی ہو چکا تھا۔ اور ابھی سن رشد کو نہ پہنچے تھے کہ والدہ ماجدہ کا نے بھی وصال حق فرمایا والدہ کے وصال کے بعد آپ کی پرورش آپ کی دادی جان کی گود میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت ☆: جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو آپ کی تعلیم باقاعدہ شروع ہوئی۔ مکتب جانے لگے آپ نے قرآن مجید سات سال کی عمر میں حفظ کیا عشق و محبت کے جذبات بچپن ہی سے جنگلوں اور ویرانوں میں لئے پھرتے تھے۔ آپ کا دل شہر میں نہ لگتا تھا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ قادریہ میں اپنے بہنوئی حضرت سید خادم علی شاہ صاحب لکھنوی چشتی قادری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔ آپ کے پیر و مرشد کا قیام لکھنؤ میں رہتا تھا۔

سیر و سیاحت ☆: ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ پیر و مرشد سید خادم علی شاہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ وارث علی سفر کرو چنانچہ پیر و مرشد کا حکم پا کر آپ نے اپنے وطن عزیز کو خیر باد کہا۔ اور قصبہ دیوہ ضلع بارہ بنکی سے جے پور تشریف لائے جے پور سے اجمیر شریف خواجہ غریب نواز کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے۔ آستانہ عالیہ اجمیر شریف میں داخل ہونا چاہتے تھے کہ دروازہ پر جو شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے آپ سے کہا کہ جوتا پہن کر اندر جانا خلاف ادب ہے۔ آپ نے وہیں جوتا اتارا اور پھر ساری عمر کبھی جوتا نہیں پہنا۔

Marfat.com

اجمیر شریف سے آپ بمبئی تشریف لے گئے بمبئی سے جدہ گئے۔

۲۹ شعبان ۱۲۵۳ھ کو مکہ معظمہ پہنچے، حج کا فریضہ ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ وہاں کچھ دن رہے۔ پھر رخت سفر باندھا۔ بیت المقدس، دمشق، بیروت، بغداد، کاظمین، نجف اشرف، کربلائے معلّٰی ایران قسطنطنیہ کی سیاحت کی اور درویشوں سے مل کر پھر مکہ معظمہ پہنچے حج سے فارغ ہو کر آپ افریقہ تشریف لائے۔ وہاں سے اپنے وطن دیوہ شریف پہنچے۔

واپس آ کر آپ نے دیکھا کہ مکان شکستہ ہو چکا ہے اور آپ کے ساز و سامان پر آپ کے رشتہ دار قابض ہیں۔ ان کو یہ فکر ہوئی کہ شاید آپ جائیداد وغیرہ واپس لیں گے۔ اور ممکن ہے کہ عدالتی کارروائی بھی کریں۔ اُن لوگوں کی بے اعتنائی اور بے رخی سے آپ کو تکلیف پہنچی۔ آپ نے وطن میں زیادہ قیام کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ آپ نے پھر رخت سفر باندھا۔ اور قرب و جوار کے مختلف مقامات کو زینت بخشی۔ آپ جنگلوں، بیابانوں اور پہاڑوں میں گھومتے، اور قدرت کا مشاہدہ کرتے رہے۔

سیرت و کردار☆: آپ نے شادی نہیں کی آپ جائیداد۔ مکان۔ ساز و سامان وغیرہ سے بے نیاز تھے۔ فقر میں بادشاہی کرتے تھے آپ بہت ہی صابر، شاکر اور متقی تھے۔ روپے پیسے کو ہاتھ نہ لگاتے تھے اگر کوئی شخص آپ کو کوئی تحفہ پیش کرتا۔ تو آپ اُس سے بہتر چیز اس کو عطا فرمائے تھے۔ عفو و کرم آپ کا شعار تھا۔ آپ کسی قسم کی سواری پسند نہ کرتے تھے۔ تانگے، بگھی یکے میں نہیں بیٹھے تھے۔ آخری عمر میں کمزوری کے باعث پالکی میں بادل ناخواستہ بیٹھتے تھے۔ آپ سنت کے سخت پابند تھے۔ خوراک بہت کم تھی۔ مدتوں ہفتہ میں ایک بار کھانا کھایا۔ پھر تیسرے روز کھانا کھانا شروع کر دیا۔ کمزوری کے باعث روز یا دوسرے دن تھوڑا سا کھانا کھا لیتے تھے۔ کھانے کے بعد خلال کرتے اور پھر ہاتھ دھوتے تھے۔

آپ نے اول حج بیت اللہ شریف کے لیے پندرہ برس کی عمر عزیز میں احرام باندھا تو پھر تادم آخر اسی احرام زرد میں زندگی بسر فرمائی اور وقت آخر بھی اس ذرد احرام میں دفن ہوئے۔ کربلا پہنچ کر آپ نے یہ طے کیا کہ تخت یا پلنگ پر نہ سوئیں گے پھر تمام عمر اس پر کاربند رہے۔ پھر تمام زندگی زمین کو شرف بخشا۔

حضور وارث عالم نواز اور دیگر مذاہب عالم☆: انبیاء کرام کے حقیقی وارث اولیاء الرحمٰن جنہیں قرآن نے عباد الرحمٰن کے خطاب سے نوازا ہے ہوتے ہیں جو کہ علم و عمل کی دولت سے بہرہ مند ہوتے ہیں ان کا بھی یہی طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے قول و فعل سے وہ زندہ کردار فراہم کرتے ہیں کہ اپنے و بیگانے ان کے گرویدہ ہوتے ہیں اور دولت ایمانی سے سرفراز ہوتے ہیں ہندوستان میں بالخصوص دو ہستیاں ایسی گزری ہیں جن کے کردار کی عظمت نے لاکھوں غیر مذہب کو اسلام و ایمان کی دولت سے بہرہ مند فرمایا ایک خواجہ ہندالولی خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام دوسرے امام الاولیاء و وارث الاولیاء سیدنا حاجی وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ، جیسے خواجہ ہندالولی کسی تعارف کے محتاج نہیں یونہی حضرت سیدنا حاجی وارث علی شاہ میں بھی یہ شان مجبوبی تھی کہ لوگ خود بخود آپ کو دیکھ کر توحید و رسالت کا سبق پڑھتے تھے آپ کی طرف سے کبھی کسی کو جبراً داخل اسلام ہونے پر مجبور نہیں کیا گیا حضور قبلہ کی بارگاہ میں ہر مذہب و ملت کے لوگ حاضر ہوتے تھے کیونکہ آپ پہلے صوفی بزرگ ہیں جنہوں نے یورپ کے متعدد ممالک کی سیاحت فرمائی اور وہاں جا

Marfat.com

کر اپنے کردار سے توحید کا سبق پڑھایا۔

غیر مذہب کے حاضر بارگاہ ہونے والے دو قسم کے افراد تھے ایک محض حسن اعتقاد رکھنے والے گرویدہ۔ دوسرے باقاعدہ طور پر داخل سلسلہ وارثیہ ہونے والے اول الذکر گروہ تو ظاہری بات ہے محض حسن زن رکھنے والے ہوتے تھے ان کا داخل اسلام ہونا نہ ہونا برابر۔ مگر دوسری قسم کے افراد کے لئے طریقہ کار یہ تھا کہ جب بھی کوئی غیر مذہب داخل سلسلہ وارثیہ ہونا چاہتا تو سب سے پہلے حضور قبلہ اس کو استغفار پڑھاتے اقرار اطاعت کرواتے اور بوقت بیعت کے معروف الفاظ جس میں ایمان واسلام کے علاوہ تمام مذاہب عالم کی خود بخود نفی ہو جاتی تھی پڑھواتے۔ ''ہاتھ پکڑتا ہوں پیر کا...... پنجتن پاک کا...... خدا اور رسول کا۔''

ہندوؤں کی ارادت☆: ہندوؤں کے بڑے بڑے پنڈت سادھو آپ کا احترام کرتے اور خوش اعتقادی رکھتے تھے۔ متعدد واقعات ایسے دیکھے گئے کہ ہندوؤں کے مذہبی رہنماؤں نے اکثر آپ سے تنہائی میں بھی اور برسر مجلس بھی رہنمائی حاصل کی حضور جب بنارس تشریف لے گئے اور آپ کی پالکی راجہ گھاٹ پہنچی تو وہاں سالوں سے بیٹھے منہت پنڈت پجاری اپنی جگہ سے دوڑ پڑے اور حضور کی پالکی کو تبرکاً چومنے لگے۔

حضور کے تصرفات کا ظہور عجیب وغریب طبقہ سے ہوتا ایک ہندو کنچن سنگھ نامی راجپوت جگن ناتھ تیرتھ کو گیا اس کے ساتھ دس بارہ افراد بھی تھے وہاں جیون مندر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضور وہاں جلوہ افروز ہیں۔ واپس آ کر بارگاہ حضور میں پہنچا اور عرض کی حضور ہمیں معلوم ہوتا کہ وہاں بھی آپ جلوہ افروز ہیں تو ہم یہاں ہی روزانہ آپ کا دیدار کر لیا کرتے آپ نے ہنس کر فرمایا ہم نہ ہونگے کوئی دوسرا ہوگا کنچن سنگھ نے عرض کی حضور میں ہی نہیں میرے ساتھ گواہ بھی ہیں آپ نے فرمایا ''اچھا اب جب جگن ناتھ نہ جانا'' وہ شخص فوراً بت پرستی ترک کر کے مسلمان ہوا اور مرید ہو گیا۔ ایک ہندو داخل سلسلہ ہونے آیا دل میں خیال کیا کہ کاش بیعت بھی ہو جاتا اور اپنے آبائی مذہب پر بھی رہتا۔ جب حضور کی بارگاہ میں پہنچا تو آپ نے ہاتھ پکڑ کر فرمایا مریدی دل سے ہوتی ہے اور دل مسلمان ہوا کرتا ہے۔ یہ سن کر اس کے سارے ابہام دفع ہو گئے۔

حضور جب بھی کسی ہندو کو داخل سلسلہ کرتے تو سب سے پہلے یہ ہدایت ضرور فرماتے دیکھو دیکھو پتھر کو نہ پوجنا اور جھٹکے کا گوشت کا نہ کھانا اور برہم پہچاننا اب بتائیے ایک ناقص کو کامل بنانے کے لئے غیر موحد کو موحد بنانے کے لئے کافر کو مسلمان بنانے کے لئے ان تینوں الفاظ سے بڑھ کر اور کون سا درس ہوگا۔

یہودیوں کی ارادت☆: بابا فیضو شاہ وارثی کی موجودگی میں قیام لکھنؤ میں ایک انگریز جوڑا حاضر بارگاہ وارثیہ ہوا اور استدعا بیعت کی تو آپ نے فرمایا اس بات کا زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرو کہ جس طرح موسیٰ کلیم اللہ ہیں خدا کے رسول ہیں اسی طرح محمد ﷺ خدا کے حبیب اور رسول ہیں اور جن چیزوں سے قرآن نے منع کیا ہے اور جن امور کو قرآن نے حرام کیا ہے ان سے پرہیز کرنا اور جو فرائض ہیں ان کو بجالانا اور جھوٹ نہ بولنا ان کو استغفار پڑھا کر بیعت کیا اور تہبند دے کر رخصت کیا اور فیضو شاہ سے فرمایا تم ان کو انگریز سمجھتے تھے یہ یہودی ہیں مگر اب دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے ہیں آپ نے جب بغداد شریف کا سفر کیا تھا تو مکافات بغداد

Marfat.com

میں بے شمار یہودی آپ کے ہاتھوں دائرہ اسلام میں آکر بیعت ہوئے تھے۔

پارسیوں کی ارادت ☆: گو کہ آتش پرستوں کی تعداد ہندوستان میں بہت کم تھی لیکن ان میں بھی حضور کے عقیدت مند موجود تھے مولانا حاجی ہدایت اللہ وارثی مدراسی مشہور محدث ادیب اور ماہر ہفت زبان تھے جب آتش پرستی سے اسلام کی طرف آئے تو بارگاہ وارثیہ سے وہ سبق توحید پڑھا کر اسباب دنیا سے متنفر ہو کر احرام پوش ہو گئے۔

بمبئی کے مشہور ڈاکٹر دوسا بھائی پارسی اپنی ہمشیرہ کے ہمراہ بارگاہ وارثیہ میں حاضر ہوئے دونوں کو حضور نے داخل اسلام فرمایا اور متبسم لبوں سے ارشاد فرمایا "آتش پرستی کر چکے اب تمام عمر محبت کی آگ کا سامنا ہے جو غیر اللہ کے تعلق کو جلا دیتی ہے" ساتھ ہی مزید فرمایا محبت کا تقاضا یہ ہے کہ دل ہر وقت یاد محبوب میں مصروف رہے اور ہاتھ کام میں لگے رہیں اس طرح کہ نہ دل کو ہاتھوں سے سروکار نہ ہاتھوں کو دل سے سروکار رہے اور اس کی تصدیق ہو کر خدا ہر ایک تشبیہ اور تمثیل سے معرا اور واحد وقدیم ہے۔

عیسائیوں کا استفادہ ☆: لاتعداد عیسائی بھی توحید پرست اور داخل سلسلہ وارثیہ تھے فقیر ولایتی شاہ وارثی جرمنی سے سرکار عالم پناہ کا شہرہ سن کر ہندوستان آئے اسلام قبول کیا اور داخل سلسلہ وارثیہ ہوئے سفر حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے اور اسی راہ میں انتقال فرمایا۔ عبداللہ شاہ وارثی مشہور وقدیم احرام پوش تھے یہ بھی عیسائیت سے اسلام کی طرف آئے ذکر چار ضربی ایسا کرتے تھے کہ تمام حاضرین کے قلوب پر اس کا اثر ہوتا تھا دائم الصوم تھے۔

اکاؤنٹ گلا زرا جو کہ انتہائی تعلیم یافتہ نوجوان تھا سپین کا باشندہ تھا وہاں سے حضور کا شہرہ سن کر دیوہ شریف حاضر ہوا آپ کے دست حق پرست پر تائب ہوا سرکار نے بیعت کر لیا تو اس نوجوان حق پرست نے عرض کی۔ ان آنکھوں سے حقیقت صفات صمدیت سے آگاہی چاہتا ہوں اور تجلی انوار احدیت کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔

حضور نے اس طالب خدا کو سینہ سے لگایا اور فرمایا۔ محبت خدا کی قیمت روپیہ اور اشرفی نہیں جو اپنی عافیت چھوڑتا ہے اس کو خدا ملتا ہے اگر تصدیق ہو تو ہر چیز میں اس کا جلوہ نظر آتا ہے اس طرح کاؤنٹ گلا زرا نے منزل مقصود کو چھوا بعدہ اس نے فقیر اوگھٹ شاہ وارثی" کے نام ایک خط میں اپنی قلبی کیفیت لکھی۔ میں علمی مشاغل سے فارغ ہو گیا ہوں اور توحید کے دریا میں غوطہ زن ہوں۔

اس عاشق حق کے علمی مشاغل کیا تھے یہ بھی عرض کرتا چلوں بائیس سال اس نے جامعہ ازہر میں درس وتدریس کا فریضہ انجام دیا اور پھر ایک طویل عرصہ کلکتہ کے ایک دینی مدرسہ میں عربی کے معلم کے طور پر کام کیا الغرض معلوم ہوا کہ رحمت خداوندی بے حد و بے شمار ہے جب خدائے قدوس چاہتا ہے جس ذریعہ سے چاہتا ہے جس کو چاہتا ہے نور ایمانی سے سرفراز فرماتا ہے کیونکہ اس نے **كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ** (انعام) و **رحمتی وسعت کل شی** (القرآن)

غرضیکہ بغیر رحمت وفضل الٰہی کچھ ممکن نہیں اسی لئے اللہ کے صالح بندوں نے بھی یہی دعا مانگی **وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ** (النمل)

رجوعات طالبانِ حق ☆: پہلے ہی سفر حج میں مختلف مقامات پر طالبانِ حق آپ کے حلقہ بگوش ہوئے اور وارثی کہلائے،

Marfat.com

جن میں کچھ لوگوں کے نام یہ ہیں۔ اناؤ میں ڈپٹی باقر خاں صاحب، شکوہ آباد میں شیخ چاند محمد، فیروز آباد میں حکیم امجد علی خاں صاحب، آگرہ میں حافظ گلاب شاہ، جے پور میں راجہ اور رانی، اجمیر شریف میں عبداللہ سنگ تراش، ناگور میں مولانا حسین بخش بمبئی میں سیٹھ یعقوب اور حاجی ذکریا صاحبان، ترکی میں سلطان عبدالمجید خاں وغیرہ۔

آپ کے مریدین بھی بے شمار ہیں جن میں ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، پارسی وغیرہ سبھی شامل ہیں، ان میں عالم، فاضل، فلسفی، منطقی، وکیل، بارایٹ لاء، امیر غریب، جاہل ہر طبقہ کے لوگ موجود تھے، اور آج بھی بفضلہٖ تعالیٰ موجود ہیں، آپ پہلے صوفی درویش تھے جو سمندر پار کر کے یورپ تشریف لے گئے اور آپ ہی پہلے درویش ہیں جن پر انگریزی طبقہ فریفتہ تھا، یہ اس بات کا نمایاں ثبوت ہے کہ آپ کا وجود مادیت کی برتری اور ترقی کے خلاف ایک عملی احتجاج تھا اور آپ سلامتی اور پاک دامنی کے ایسے مظہر تھے کہ آپ کے سامنے منکرین کی ساری قوت ختم ہو جاتی تھی۔

عالم اسلام میں آپ کے ارادت مندان واحرام پوش حضرات☆: آپ کے مریدین دو حصوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں۔ (۱) خرقہ پوش۔ (۲) دنیادار۔ یعنی جو آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے لیکن طرز زندگی میں کوئی ظاہری تغیر نہ ہوا۔ خرقہ پوش بھی دو حصوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں۔ (۱) وہ لوگ جو اس کے مستحق تھے ان کو احرام ملا یہ تعداد کم تھی۔ (۲) وہ لوگ جنہوں نے بعد میں بلا اجازت باندھ لیا ہے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے وہ روحانی تربیت سے بالکل نابلد ہیں، آپ کے سوانح نگار اس کے معترف ہیں کہ آپ کے مریدوں کی تعداد بتانا محال ہے، ایشیا سے یورپ تک پھیلے ہوئے ہیں، کسی نے چار لاکھ کا تخمینہ کیا ہے مگر یہ بھی محض ضمنی اور قیاسی ہے۔ یہاں بہ سبیل تذکرہ کچھ نام جو حضرت کے قافلہ جاں نثاروں میں تھے۔ لکھے جاتے ہیں......

(۱) خلیفۃ المسلمین، عبدالمجید خان، سلطان ترکی وارثی۔ (۲) حافظ احمد شاہ متوطن آگرہ وارثی۔ (۳) فضیحت شاہ وارثی، بازید پور، گیا۔ (۴) عبدالآد شاہ وارثی، شاہو بگہا، گیا۔ (۵) سید نامدار شاہ وارثی، امتھوا، گیا۔ (۶) نامدار شاہ وارثی۔ (۷) مولانا محمد شاہ وارثی (اٹاوہ)۔ (۸) بہام شاہ وارثی (اٹاوہ)۔ (۹) بے نظیر شاہ وارثی، مانکپور کڑہ (الہ آباد)۔ (۱۰) غلام محمد خاں وارثی (گورنر جنرل، پاکستان)۔ (۱۱) جسٹس سید شرف الدین وارثی (پٹنہ)۔ (۱۲) مستقیم شاہ وارثی (بارہ بنکی)۔ (۱۳) ابوالحسن شاہ وارثی (اٹاوہ)۔ (۱۴) حاجی اوگھٹ شاہ وارثی، بچھرایوں (مراد آباد)۔ (۱۵) وارث علی خاں وارثی رئیس جگدیش پور، شاہ آباد (آرہ)۔ (۱۶) حاجی بشیر الدین خان صاحب وارثی (غازی پور)۔ (۱۷) حاجی وصی الزماں خاں وارثی (زمانیہ) غازی پور۔ (۱۸) ابراہیم بیگ شیدا وارثی، لکھنؤ۔ (۱۹) مفتی ابوذر وارثی (سنبھل)۔ (۲۰) علامہ سیماب اکبر آبادی وارثی۔ (۲۱) مولانا افقر موہانی وارثی۔ (۲۲) بابو کنہیا لال وکیل وارثی، علی گڑھ۔ (۲۳) معروف شاہ وارثی، دیوہ شریف۔ (۲۴) بدنام شاہ وارثی، دیوہ شریف۔ (۲۵) احتشام علی صاحب وارثی، بارایٹ لاء، سہسرام۔ (۲۶) راجہ اودت نرائن سنگھ وارثی، صورت گنج۔ (۲۹) بابو موتی مصر وکیل (بھاگلپور)۔ (۳۰) ٹھاکر گرو موہن زمیندار اودھ، بھاگلپور۔ (۳۱) رفقہ ایک یہودن جو کولوٹولہ کلکتہ میں رہتی تھی، عیسائی مریدوں میں سے چند کے نام درج ذیل ہے۔

(۳۲) مسٹر جانسٹن ڈپٹی کمشنر (بہرائچ)۔ (۳۳) مسٹر براؤن چیف سپرنٹنڈنٹ، بہرائچ اور بہت سے اینگلو انڈین بھی آپ کے

Marfat.com

مرید تھے۔ ایک پارسی جو کہ بعد مسلمان ہو گئے تھے علم فقہ کے ماہر تھے۔ ایک اسپینی کونٹ بھی مرید تھے، جن کا نام کونٹ گلارزا تھا۔ ان کا ایک عجیب واقعہ ہے۔

فضل حسین صاحب اٹاوی اپنی کتاب مشکوٰۃ حقانیہ صفحہ ۱۶۴ بحوالہ خواجہ حسن نظامی دہلوی اخبار وکیل ۲۴ مارچ ۱۹۰۹ء میں رقم طراز ہیں کہ "حاجی صاحب قبلہ کو نہ صرف ہندوستان کے ہندو مسلمان بزرگ سمجھتے تھے اور عقیدت رکھتے تھے، بلکہ یورپ کے باشندوں میں بھی ان کی بزرگی کا چرچا تھا، تھانہ بھون ضلع مظفر نگر کے ایک صاحب مسٹر حبیب احمد نامی جو آج کل انگلستان میں ہیں، انہوں نے حاجی صاحب سے فیض حاصل کیا تھا، یہ صاحب انگریزی تعلیم یافتہ ہیں اور عموماً انگریزی طرز معاشرت برتتے ہیں، جب دہلی میں روزانہ اخبار جاری تھا تو حبیب احمد اس کے چیف ایڈیٹر تھے، کچھ عرصہ بعد اخبار چھوڑ کر مصر اور وہاں سے ولایت چلے گئے، دوران قیام انگلستان میں ان کے مشاہدات کا شہرہ ہو گیا، کشف تصوف کے طالب العلم کو ابتدائی حالت میں ہونے لگتا ہے، مسٹر حبیب احمد اپنی کشفی طاقت سے انگریزوں کے سامنے بعض ایسی باتیں کہہ دیتے تھے جن سے ان کو بے حد تعجب ہوتا تھا کیونکہ انگریزوں کے واسطے یہ بالکل نئی بات تھی کہ گزشتہ یا آئندہ حالت کو ایک اجنبی اس طرح بیان کر دے گویا اس واقعہ کا پورا علم اس کو حاصل ہے، رفتہ رفتہ مسٹر حبیب احمد کا زیادہ چرچا ہو گیا، اور ہندوستانی طلبا بھی ان کے کمالات کے معتقد ہونے لگے، ہمارے دوست عبدالقادر بیرسٹر دہلی کو بھی زمانہ قیام انگلستان میں وقتاً فوقتاً ان سے ملاقات کرنے کا موقع ملا تھا، اور انہوں نے حبیب احمد کے عجیب وغرب بیانات کو بطور خود آزمایا تھا وہ کہتے ہیں کہ مسٹر حبیب احمد واقعی باطنی احساس میں غیر معمولی قابلیت کے آدمی ہیں، آنے والے واقعات کی نسبت وہ جو حکم لگا دیتے تھے عموماً ویسا ہی ہوتا تھا۔

چنانچہ ہم نے شیخ عبدالقادر صاحب کے پاس ایک کتاب میں مسٹر حبیب احمد کے قلم سے یہ لکھا ہوا دیکھا کہ سید کرامت حسین صاحب ہائی کورٹ کے جج بن سکتے ہیں، اور بنے اس قسم کے صدہا واقعات ہیں جن میں حبیب احمد کا قول پورا اترا، اگرچہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ غیبی باتوں کا بتا دینا اہل تصوف کے سامنے کوئی کمال نہیں ہے، اور وہ اس فعل کو ادنیٰ خیال کرتے ہیں، مگر آج کل مشائخ کی پستی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ ان میں کشفی حالت کے آدمی ناپید ہیں، زیادہ کمال تو شے دیگر ہے، اس اعتبار سے حبیب احمد کی قابلیت کی داد دینی پڑتی ہے کہ وہ ایسے ملک میں صوفیوں کے کمالات کا ایک جز دنیا کو دکھا سکتے ہیں، اور یہ سب نعمت ان کو حاجی صاحب قبلہ سے حاصل ہوئی ہے۔

اسپین کا ایک امیر زادہ جو لندن آیا ہوا تھا اور مسلمانوں کے کمالات کا متلاشی تھا۔ اس نے مسٹر حبیب احمد کے کمالات کی تعریف سنی اور وہ ان سے ملنے آیا، جب دیکھا کہ واقعی یہ آدمی ویسا ہی ہے جیسا سنا تھا تو وہ حبیب احمد کی خدمت میں رہنے لگا اور نہایت عقیدت مندانہ طریقہ پر ان سے تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی، اس نے اپنا نام بھی بدل دیا اور طریق مذہب بھی پہلا سا نہ رکھا، یہاں تک کہ وہ مریدوں کے مثل بن گیا، جب اسے یہ معلوم ہوا کہ میرا پیر ایک ہندوستانی پیر کا مرید ہے، اور وہ بزرگ ہنوز زندہ ہیں تو وہ بھی ہندوستان آیا اور خاص دیوہ شریف میں حاضر ہو کر حاجی صاحب کی زیارت کی، جب وہ واپس گیا تو اس نے اپنے دوستوں سے کہا کہ میں نے وہاں ایک آنکھ دیکھی جس میں تمام عالم موجود تھا، میں کیوں کر کہوں کہ اس آنکھ میں کیسی کیفیت تھی جس نے مجھ کو جنبش میں ڈال دیا۔ حالانکہ وہ آنکھ خود حاجی صاحب کی نہ تھی بلکہ ان کے ایک ادنیٰ مرید کی تھی جوان کے پاس حاضر تھا، (یہ اشارہ حاجی اوگھٹ شاہ وارثی کی طرف ہے)۔

Marfat.com

حاجی صاحب کی تعریف میں اس نے اتنا کہا کہ تم اندازہ کر سکتے ہو کہ جس کے غلام ایسے ہیں تو وہ خود کیسا ہوگا، یہ رائے ایک ایسے ملک کے باشندے کی ہے جو درویشی پر مضحکہ اڑاتے ہیں اور جن کی دیکھا دیکھی ہمارے ملک کے لوگ بھی فقیروں سے بدعقیدہ ہوتے جاتے ہیں۔

خواجہ حسن نظامی دہلوی نے جس اسپینی امیر کا ذکر کیا ہے اس کا نام کونٹ گلازرا ہے، حاجی اوگھٹ شاہ وارثی ان کی حاضری کا واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب ان کو بارگاہ وارثی میں پیش کیا گیا تو حضور انور کھڑے ہو گئے، ان کے ہمراہ ایک مترجم صاحب بھی تھے، ٹھاکر پنچم سنگھ رئیس ملاؤلی کے مکان میں ان کو ٹھہرایا گیا۔ مسٹر کونٹ نے ایک ململ کا تہبند خریدا اور اپنے سر پر رکھ کر حضور کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اس کو زیب جسم فرما کر بیٹھنے کا حکم دیا وہ بیٹھ گئے، حضور نے فرمایا، کیسے آئے ہو؟ کیا کام ہے؟ انہوں نے مترجم صاحب کے ذریعہ سے عرض کیا کہ ہم کو کوئی چیز ملنی چاہیے سوا اس کے کہ ہم اپنی زندگی میں اپنی آنکھوں سے خدا کو دیکھیں اور کیا، حضور انور نے متبسم ہو کر فرمایا ''عاشق کو معشوق ہی کی ضرورت ہوا کرتی ہے، من تو شدم تو من شدی'' فرما کر ارشاد فرمایا کہ ہم ''تم وہاں ایک جگہ ہوں گے، خدا دور نہیں ہے، جاؤ تصدیق نہیں ہوئی ہو جائے گی۔''

مسٹر کونٹ گلازرا نے غلامی قبول کی اور رخصت ہو کر آرام گاہ پر آئے، حضور پر نور کو احرام بدلوانے کے بعد جو احرام ان کو ملا تھا نہایت محبت و عقیدت سے اسے دن بھر اوڑھے رہے، رات کو قوالی سنی صبح کو حضور نے رخصت فرمایا، حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی سے ان کو خاص محبت ہو گئی تھی جو بدستور قائم ہے اور سلسلہ خط و کتابت جاری ہے، ان کے آئے ہوئے تمام خطوط کو حاجی اوگھٹ شاہ وارثی نے اپنی کتاب ضیافت الاحباب میں شائع کیا ہے، بطور نمونہ ایک خط نقل کر رہا ہوں، وہ یہ ہے:

میرے دوست اوگھٹ شاہ وارثی میرا مترجم گیا ہے اس وجہ سے میں تم کو عربی میں خط لکھتا ہوں کہ اپنا سلام پہنچا دوں، صحت عزیز اور تمہارا حال دریافت کرتا ہوں، علمی اشغال سے فارغ ہو گیا ہوں اور توحید کے دریا میں غوطہ زن ہوں، میں نے دیکھ لیا ہے کہ وہ لوگ یعنی اللہ کی جانب التفات کرنے والے بغیر خودی کے بلاد غریب میں مفقود ہیں۔ پس عالم ظہور میں تو ہی ہمارا غمگسار ہے اور تم سے بھائی جان خواستگار ہوں کہ میرا ساتھ دو، دعا میں جس کو تم جانتے ہو سلام محبت قبول ہو۔

(کونٹ گلازرا، فرانس)

تعلیمات وارشادات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ جس عورت کا خاوند موجود ہو اور اُس کے پاس رہتا ہو اُسے کھانے، پینے اور ضروریات کی پرواہ نہیں ہوتی خاوند خود بخود اس کا انتظام کرتا ہے۔ پھر جبکہ خدا اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدُ ؎ تو انسان اپنی روزی کے لئے کیوں پریشان ہوتا ہے۔

نمبر۲ ☆: ایک مرتبہ یہ ذکر ہو رہا تھا کہ حدیث میں آیا ہے کہ تہتر فرقوں میں سے بہتر فرقے ناری ہیں اور ایک ناجی ہے۔ جب آپ سے اس فرقے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے دریافت کیا کہ حسد کے کتنے عدد ہیں۔ حاضرین نے عرض کیا کہ حسد کے عدد بہتر ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا جو فرقہ حسد سے باہر ہے۔ وہ ناجی ہے۔

Marfat.com

اقوال☆: ذیل میں آپ کے چند اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔

(نمبر۱) جو شخص خدا پر بھروسہ کرتا ہے خدا اس کی مدد ضرور کرتا ہے۔ (نمبر۲) محبت کرو۔ (نمبر۳) کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ۔ (نمبر۴) اسلام اور چیز ہے ایمان اور چیز ہے۔ (نمبر۵) حسد سے احتراز کرو۔ (نمبر۶) محبت میں انتظام نہیں۔ (نمبر۷) اللہ اللہ کیا کرو۔ (نمبر۸) جس طرح بندوں کو روزی پہنچانا اللہ کی شان ربوبیت ہے۔ اسی طرح اللہ کے نام کی مداومت بندوں کا اظہار عبودیت ہے۔ (نمبر۹) بغیر محبت کے ذکر سے کچھ نہیں ہوتا۔ (نمبر۱۰) اسی ذکر سے فائدہ ہوتا ہے۔ جو محبت ہوتا ہے۔ (نمبر۱۱) خدا نے ہر کام کے واسطے ایک وقت مقرر کیا ہے۔ (نمبر۱۲) مشرب عشق میں توحید حقیقی کی تعریف یہ ہے کہ اپنے وجود کے ادراک کی ایسی نفی کرنا، کہ ہستی کے سامنے تعینات کی ہستی مفقود اور نابود ہو جائے، اور فناء کے بعد حضرت احدیث کا وہ قرب و اتصال نصیب ہو، جس کو حیات ابدی اور بقائے سرمدی کہتے ہیں۔ (نمبر۱۳) درحقیقت موحد وہ ہے کہ جس کا آخر اول کی طرف لوٹ آئے۔ اور ایسا ہو جائے جیسا ہونے سے قبل تھا۔ (نمبر۱۴) جو مرید پیر کو دور سمجھے۔ وہ مرید ناقص ہے اور جو پیر مرید سے دور رہے وہ پیر ناقص ہے۔ (نمبر۱۵) وہ مرید صادق ہے جو پیر کی بارگاہ کو نقائص سے پاک سمجھے۔ (نمبر۱۶) مرید کی کامیابی اس کے پیر کی عنایت پر موقوف ہے۔ (نمبر۱۷) مرید مثل بیمار کے ہے اور پیر بمنزلہ طبیب کے ہوتا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو بیمار طبیب کی ہدایتوں پر عمل کرتا ہے۔ اس کو شفا جلد ہوتی ہے۔ (نمبر۱۸) مرید کا مرکز تسلیم و محبت ہے۔ جو اس سے ہٹ گیا وہ خراب ہوا اور جو قائم رہا وہ کامیاب ہوا۔ (نمبر۱۹) فی الحقیقت مرید وہ ہے جس کی مراد اس کا پیر ہو۔ (نمبر۲۰) مرید اس طرح پیر سے ملے۔ جس طرح قطرہ دریا سے مل جاتا ہے تو اس قطرے کو سب دریا کہتے ہیں۔ (نمبر۲۱) محبت میں انسان گونگا بہرہ ہو جاتا ہے۔

آپ کے بارے معاصر علماء و مشائخ کی رائے☆: مولانا عبدالوہاب صاحب فرنگی محلی فرماتے ہیں: ''حاجی صاحب قبلہ سے میں بارہا ملا ہوں۔ ایک مرتبہ رہرا مؤضلع بارہ بنکی میں بانسہ شریف کی واپسی کے وقت جبکہ شیخ مبارک علی صاحب کے یہاں حاجی صاحب قبلہ مقیم تھے ملاقات کی۔ دوسری مرتبہ بوقت واپسی ردولی شریف۔ میرے والد ماجد اور حضرت حاجی صاحب قبلہ ایک درجہ میں تھے باہم ملاقات رہی۔ میں دوسرے درجہ میں تھا۔ بارہ بنکی اسٹیشن پر مجھے والد صاحب نے بلایا اور حاجی صاحب قبلہ سے کہا کہ یہ میرا چھوٹا لڑکا ہے حاجی صاحب نے جلد جلد کچھ فرمایا اور میری پشت پر دو تین ہاتھ آہستہ آہستہ مارے مجھے اس فعل سے تعجب ہوا والد صاحب نے کہا کہ حاجی صاحب نے تم کو مٹھائی عطا کی ہے۔

چنانچہ ایک خادم سے جھابہ مٹھائی کا اور اس میں ایک ہانڈی دہی بڑوں کی تھی میرے آدمی کو دے دی۔ تھوڑی دیر میں راجہ رام نگر سابق آئے تو حاجی صاحب نے ان کو بھی مارا اس وقت میرا تعجب رفع ہو گیا، میں نے والد صاحب سے عرض کیا کہ کون فقیر ہیں جو لوگوں کو مارتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ یہ ایک بہت بڑے بزرگ ہیں ان کو لوگ حاجی صاحب کہتے ہیں یہ جس سے خوش ہوتے ہیں اس طرح پیش آتے ہیں، والد صاحب نے حاجی صاحب سے میرے لئے دعا کرنے کی خواہش کی۔

مولانا عبدالغفار صاحب فرنگی محلی لکھنو: فرماتے ہیں کہ مجھ پر بھی ایک واقعہ گزرا ہے اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی صاحب قبلہ کو

Marfat.com

کیفیت باطنیہ حاصل ہے، واقعہ یہ ہے کہ حاجی صاحب قبلہ لکھنو میں آئے ہوئے تھے، اس زمانہ میں مجھے فقیروں سے ملنے کا بہت شوق تھا میں ان کے پاس حاضر ہوا، حاجی صاحب لوگوں کی طرف سے کروٹ لیے ہوئے لیٹے تھے میں جا کر بیٹھ گیا اور ایک ذکر جو میں نے بھائی ابوالحسن صاحب کو اپنے پیرومرشد حضرت مولانا عبدالولی صاحب قدس سرہٗ کے روبرو کرتے دیکھا تھا حاجی صاحب کی مجلس میں چپکے چپکے کرنا شروع کر دیا۔ اس خیال سے کہ ایک بزرگ کی موجودگی میں دنیاوی خیالات نہ آنے پائیں، تھوڑی دیر میں حاجی صاحب نے فرمایا 'یہ کون آیا ہے اس کو نکالو' مجھے سخت ناگوار ہوا یہ کہتا ہوا چلا آیا کہ ہم جاتے ہیں ہم تو ایک بزرگ سمجھ کر آئے تھے، حاجی صاحب مسکرا رہے تھے اور کچھ نہیں فرمایا اور میں چلا آیا، اتفاق سے دوسرے دن حاجی صاحب میرے مکان پر آئے اور مجھ سے مولانا ابوالحسن میرے بڑے بھائی کو دریافت کیا میں ان کے اخلاق کا شاکی تو تھا ہی ان سے نہایت درست لہجہ میں کہا کہ جایئے جایئے وہ مکان پر نہیں ہیں۔ حاجی صاحب جا رہے تھے کہ مولانا صاحب آگئے اور دیر تک باتیں کرتے رہے، جب وہ رخصت ہوئے تو میں نے مولانا سے کہا کہ یہ شاہ صاحب تو بہت بداخلاق ہیں میں ان سے ملنے گیا تھا تو مجھے انہوں نے نکلوا دیا۔ بھائی صاحب نے فرمایا ایسا تو نہیں ہے یہ تو بہت خوش خلق ہیں تم نے دیکھا کس طرح ملے، شاید تم نے کوئی فعل ایسا کیا ہوگا جو ناگواری کا سبب ہوا، میں نے کہا میں تو ادب سے ذکر و شغل میں مصروف تھا، انہوں نے پوچھا کون سا ذکر تھا میں نے ذکر بتایا تو بھائی صاحب ہنسے اور فرمایا تم ان کو غصہ دلاؤ اور کہو کہ وہ بداخلاق ہیں یہ تمہاری غلطی ہے، وہ ذکر سلب کیفیت کا حضرت پیرومرشد مجھے تعلیم کر رہے تھے تم کو بغیر دریافت ذکر نہ کرنا چاہیے مفصل بتایا اور کہا کہ تم اس سے سمجھ سکتے ہو کہ حاجی صاحب قبلہ کو کس قدر کیفیت تھی کہ انہوں نے سلب کیفیت کے ذکر سے ناگواری ظاہر فرمائی۔

مولانا عبدالرؤف صاحب فرنگی محلی و مولانا عبدالباری صاحب تحریر فرماتے ہیں حضرت اخی المکرّم مولانا عبدالرؤف صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ حاجی صاحب قبلہ کا کیا کہنا ہے، سبحان اللہ وہ بہت اعلیٰ مقام پر تھے اور مراتب علیا رکھتے تھے، حاجی صاحب قبلہ کو قوت کشفی بھی حاصل تھی۔

حضرت سید شاہ ابراہیم حسین نجفی ارزاں شاہی رقمطراز ہیں:

''حضرت حاجی وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ ان برگزیدہ شخصیتوں میں ایک ہیں جن کی قربت و فیضان سے بے شمار بندگان خدا صراط مستقیم پر چلے۔''

مولانا نعیم صاحب فرنگی محلی تحریر فرماتے ہیں کہ حاجی صاحب قبلہ باعتبار طریقت نہایت بلند درجہ رکھتے تھے اور اکابر وقت سے گزرے ہیں۔

حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب سہروردی کے راسخ العقیدہ مرید منشی عبدالرحیم صاحب پنشنر قانون گو فتح پور (بارہ بنکی) تحریر فرماتے ہیں کہ قبلہ پیرومرشد نے ایک مرتبہ فرمایا کہ تمہارے جوار میں دیوہ شریف ہے تم جناب حاجی صاحب سے ملتے رہو اور اپنا اصول رکھو۔ دوسرا واقعہ منشی عبدالرحیم صاحب فضلی کا بیان کردہ ہے کہ شیخ ہادی حسن صاحب پیرزادہ بندگی نگر حضرت مولانا کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت مولانا نے فرمایا کہ تم کو حاجی صاحب سے خلوص و ارادت نہیں ہے تمہاری بیعت نہ لوں گا۔

Marfat.com

حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی:

مولوی احمد حسن صاحب راہراواں ضلع بارہ بنکی کے بھائی کا واقعہ ہے کہ جب وہ حج کو جانے لگے تو حضور انور کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے آپ نے ان کو جانے کی اجازت دے کر فرمایا کہ میرا اسلام حاجی امداداللہ صاحب سے کہنا وہ ایک وقت ہمارے ساتھ تھے اور اب مکہ میں رہتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب میں نے آپ کا سلام پہنچایا تو حاجی امداداللہ صاحب پر ایک خاص اثر ہوا اور ان کے آنسو نکل آئے، جواب میں کہا کہ میری جانب سے ہندوستان کے آفتاب سے درخواست کرنا کہ میری بہبودی کی دعا کریں کیونکہ مقر اوقت آ گیا ہے۔

جب میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ پیام پہنچایا تو حضور انور نے فرمایا "حاجی امداداللہ صاحب خود ولی کامل ہیں ان کو دعا کی کیا ضرورت ہے۔"

مولانا شاہ سلیمان صاحب قادری چشتی پھلواروی فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی نے فرمایا کہ حاجی وارث علی شاہ سا موحد دیکھنے میں نہیں آیا۔ اسی طرح حضرت میاں شیر محمد صاحب پیلی بھیت، مولانا مشتاق علی صاحب قلندر قدس سرہ، مولانا حاجی زید اللہ صاحب پشاوری، مولانا شاہ عبدالقادری بدایوں، مولانا عبدالصمد صاحب سہسوانی، مولانا شاہ نذیر علی صاحب فتح پوری، حضرت حاجی منصب علی صاحب چشتی سلونوی، سائیں توکل شاہ نقشبندی، حضرت شاہ انورالحسن صاحب، قبلہ نوری میاں مارہروی، حضرت شاہ ابومحمد علی حسن صاحب اشرفی الجیلانی، حضرت مولانا سید رضا کریم صاحب بہاری، مولانا سید رضا صاحب سندیلوی، حضرت حاجی مولانا شاہزادہ سید محبوب عالم صاحب قبلہ قادری حسنی الحسینی نبیرہ حضرت مولانا شاہ محمد اکمل صاحب آفندی متوطن بغداد شریف۔

متذکرہ بالا بزرگوں نے بھی حاجی صاحب قبلہ کی نسبت اپنی اپنی رائے پیش کی ہے۔ کسی نے کہا حاجی صاحب اعلیٰ درجہ کے درویش مقام محویت میں ہیں جن کو ماسوااللہ کے قطعی خبر نہیں زمانہ میں اس پایہ کا درویش ہزاروں میں ایک ہوتا ہے، کسی نے کہا آپ کی ذات برکات کامل اولیاء زماں صاحب خوارقِ عادات فراوانِ عاشق خدا تارک الدنیا اور جو جو اوصاف اولیاء اللہ ہیں ان کے ساتھ متصف تھی، کسی نے فرمایا حاجی صاحب جس مقام پر فائز ہیں اہل سلوک کے نزدیک وہ معراج روحانی کا آخری زینہ ہے، ان کا اعلیٰ مدارج سے انکار کرنا ایسا ہی ہے جیسے روز روشن سے انکار کرنا۔

کشف و کرامات ☆: آپ جب پہلی مرتبہ حج کرنے جارہے تھے تو محض خدا کے بھروسے پر سفر اختیار کیا تھا۔ زادِ راہ کچھ بھی نہ تھا۔ دوران سفر جہاز میں آپ کو کئی روز کا فاقہ ہوا جہاز چلتے چلتے بیچ سمندر کے رک گیا۔ جہاز کا کپتان مسلمان تھا۔ اس کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاز کے کپتان سے فرمایا کہ لوگ بھوکے ہیں۔ اور تم ہو کہ کھانا کھاتے ہو۔ یہ اس کا وبال ہے۔ جہاز کا کپتان پریشان ہوا اس نے تدبیر سوچی کہ سب مسافروں کی دعوت کی جائے۔

چنانچہ سب مسافر دعوت میں شریک ہوئے لیکن آپ نے شرکت نہ کی دوسری شب جہاز کے کپتان نے وہی خواب دیکھا۔ اس

Marfat.com

نے پھر سب مسافروں کی دعوت کی۔

چنانچہ آپ اس مرتبہ بھی شریک نہ ہوئے۔ اب تیسری مرتبہ کپتان کو پھر وہی بشارت ہوئی۔ اس مرتبہ اس نے پھر سب کی دعوت کی اور اس خیال سے کہ کوئی مہمان رہ نہ جائے۔ رجسٹر لے کر سب مسافروں کی حاضری لی۔ اب اس کو معلوم ہوا کہ ایک مسافر غیر حاضر ہے۔ اس نے آپ کو تلاش کیا اور کھانا پیش کیا آپ نے کھانا کھایا اور جہاز روانہ ہوا۔

کرامت ۲ ☆: عربی پاشا کے خدیو مصر کو معزول کرنے پر اور خدیو مصر کی انگریزوں سے امداد کرنے پر برطانوی حکومت نے ہندوستانی فوجوں کو مصر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ علی محمد خان رسالدار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دور دراز سفر کا ذکر کیا۔

آپ نے فرمایا علی محمد اگر تم پانی میں ہو تو ہم تمہارے ساتھ ہوں گے رسالدار علی خان نے عرض کیا حضور مجھ کو مصر جانے کا حکم ملا ہے۔ آپ نے یہ سن کر علی محمد رسالدار سے فرمایا کہ علی محمد مصر کے چاقو اچھے ہوتے ہیں۔ کیوں علی محمد اگر کوئی ہندوستانی افسر کہیں نمایاں کام سرانجام دے۔ تو ملکہ اس کی بڑی خاطر کرتی ہوگی۔ ولایت اچھا شہر ہے اب تم جاؤ۔ چنانچہ ہندوستانی فوجوں نے مصر میں جوہر شجاعت دکھائے مصری فوجوں کو شکست ہوئی۔

علی محمد خان رسالدار کو اُن کی خدمات کے صلہ میں انگلستان بھیجا گیا۔ ملکہ وکٹوریہ نے ان کی بہت عزت کی۔ جب علی محمد خان رسالدار واپس لوٹے تو مصر سے چاقو اور چھریاں لائے اور آپ کو پیش کیں۔

کرامت ۳ ☆: آئینہ جلال و جمال حقانی، وارث عالم نواز حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک روز عبداللہ صاحب نے انتہائی رغبت والتجا سے سلطان وقت (عبدالحمید خان) کے باغ کی بے حد تعریف کی اور اپنے ہمراہ سلطانی باغ کی سیر کرانے لے گئے سرکار باغ میں تفریح فرما رہے تھے۔ کہ اتفاقیہ طور پر سلطان عبدالحمید خان باغ میں پہنچ گئے۔ اور حضور انور کے روئے زیبا پر نظر پڑتے ہی اس طرح بے چین ہو گئے کہ گویا کوئی کھوئی ہوئی چیز مل گئی۔ قدموسی بجا لانے کے بعد بہ اصرار تمام منزل سلطانی میں لے گئے اور اپنی ارادتمندی کا نہایت ذوق شوق سے باقاعدہ اقرار کیا اور معہ اہل و عیال حلقہ بگوش ہو گئے۔

سلطان کی ارادتمندی کے خبر مشتہر ہوتے ہی۔ ارا کین سلطنت بھی حلقہ بگوش ہونے لگے۔ اور زیریں قلعہ ایک عام ازدھام ہو گیا ہر شخص جوش ارادتمندی میں بیخود نظر آتا تھا۔ چنانچہ حضور قبلہ عالم سے عرض کیا گیا۔ کہ لاکھوں مسلمان حضور کی غلامی کا فخر حاصل کرنے کے لئے بے چین ہیں حضور والا جاہ نے اس موقع پر جو طریقہ بیعت تجویز فرمایا وہ ایسا نادر اور نرالا کہ جس کی نظیر دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا کہ رسہ ہمارے ملبوس احرام سے باندھ کر کھڑکی سے لٹکا دیا جائے اور اعلان کر دیا جائے کہ جس نے اس رسہ کو پکڑ لیا وہ ہمارا مرید ہو گیا۔ اس حکم کے مشتہر ہوتے ہی مجمع کا عجیب عالم ہو گیا ہر شخص اس رسہ کشی میں حصہ لینے کے لئے اپنی تمام کوششیں صرف کر رہا تھا اور لوگ مرید ہو ہو کر تصدیق کے ساتھ گلے مل رہے تھے۔ مجمع اس قدر پر جوش تھا کہ ارا کین سلطنت کو حضور سے عرض کرنا پڑا کہ حضور کہیں یہ محبت کا تماشا خونی نظارہ نہ بن جائے۔ چنانچہ اس التجا پر حضور والا نے رسہ علیحدہ کرا دیا۔ اور اپنا روئے انور کھڑکی سے نکال کر یہ حکم دیا کہ جس نے مجھے دیکھ لیا میرا مرید ہو گیا۔

Marfat.com

کرامت ۴ ☆: امام الاولیاء حضرت وارث عالم نواز حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں قیام پذیر تھے۔ کہ مولوی عبدالحئی صاحب مہاجر کی بھی خدمت میں بہ نظر طلب آنے لگے۔ ایک روز بر سبیل تذکرہ مولوی صاحب نے سلسلہ وحدت الوجود سے قطعاً انکار کر دیا۔ سیدنا حضور عالم نواز نے عنایت فرمائی اور اپنے کمبل میں ان کو چھپا لیا۔ تھوڑے وقفہ کے بعد جب باہر نکلے تو خدا کو خبر ہے کہ مولوی صاحب نے اس پردہ میں کیا دیکھا کہ اسی وقت سے ان کی یہ کیفیت ہوگئی کہ ہمہ وقت پر کیف رہنے لگے اور چاہ زمزم کے قریب یا حی کی ضرب لگانے لگے۔

کرامت ۵ ☆: امام اولیاء وارث عالم نواز بندہ نواز حضرت حاجی سید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک روز غار ثور کی طرف گئے تو دیکھا ایک بوڑھی عورت نہایت دردناک آواز سے رو رہی تھی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کا جوان بیٹا مر گیا ہے قبلہ عالم نے اس کو صبر کی ہدایت کی تو بڑھیا نے کہا کہ حکیم صاحب صبر اس ویرانے میں کہاں ملے گا۔ اور نہ میرے پاس پیسہ ہے جو مول لاسکیں۔ تمھارے پاس کوئی دوا ہو تو اس کھلا دو کہ یہ زندہ ہو جائے۔ کیونکہ میرا یہی ایک لڑکا تھا۔ قبلہ عالم نے لڑکے کے منہ پر سے کپڑا ہٹا کر ٹھنڈا پانی چھڑک دیا۔ وہ زندہ ہو گیا۔ اس نے آنکھ کھول دی اور بات کرنے لگا۔

کرامت ۶ ☆: وارث عالم نواز، پیکر جلال و جمال حضرت حاجی حافظ السید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طائف کے نخلستان میں دیکھا کہ اونٹ مجنون ہو گیا ہے اور اس کا مالک رو رہا ہے۔ سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ میری اور میرے اہل وعیال کی روزی صرف اسی اونٹ کا ذریعہ تھی۔ چند روز سے اس کی یہ حالت ہے کہ سب کو کاٹتا ہے۔ حضور نے ببول کے کانٹے سے اس کی پیشانی پہ ایک آبلہ تھا۔ اس کو توڑ دیا۔ وہ اچھا ہو گیا۔

کرامت ۷ ☆: وارث عالم نواز حضرت سیدنا حاجی حافظ سید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک روز مقام گدیہ میں تشریف لے گئے تھے کہ مقام گدیہ میں ایک شخص کا لڑکا مر گیا تھا۔ ناگہاں حضور والا اسی کے مکان کی طرف سے گذرے لڑکے کی ماں نے اس بچہ کو جو مردہ تھا لے جا کر قدموں میں ڈال دیا۔ اور زاری کرنے لگی۔ حضور نے متاثر ہو کر کہا کیوں روتی ہو۔ یہ تو زندہ ہے۔ یہ تو زندہ ہے۔ اتنے میں لڑکا رونے لگا ماں و باپ دونوں نہال ہو گئے۔

کرامت ۸ ☆: حضرت قبلہ حاجی حافظ سید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ مقام تنہائی جہاں ایک زبردست بت خانہ تھا۔ تشریف لے گئے۔ اس بت خانہ میں ایک سہ منزلہ حوض تھا۔ جس سے تمام اہل تنسیاری پانی پیتے تھے۔ مگر چونکہ مسلمانوں سے انتہائی تعصب تھا۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کو سخت تکلیف تھی۔ حضور قبلہ عالم نے اسی بت خانہ کے قریب قیام فرمایا اور واقعات سمجھ کر حوض کی جانب کچھ عجب انداز سے نگاہ کی کہ حوض کا تمام پانی خشک ہو گیا اور بالآخر تمام ہندو پجاری مسلمان ہو کر داخل سلسلہ ہو گئے۔

کرامت ۹ ☆: محدث وجد و پیمان، وارث عالم و عالمیان حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے گنج مراد آباد رونق افروز ہوئے وہاں قبلہ مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی جو عالم باعمل اور کاملیں زمانہ میں شمار کئے جاتے تھے۔ موجود تھے حضور والا مولانا موصوف کے جائے قیام پر ملاقات کیلئے تشریف لے گئے۔

Marfat.com

مولانا موصوف نے بعد ملاقات کمال غلوء شریعت سے بے خوف وخطر فرمایا اور دریافت کیا کہ اس شخص کے متعلق کیا کہتے ہیں جو عملاً نماز ترک کرے حالانکہ حدیث موجود ہے کہ (من ترك الصلوٰة (متعمداً فقد كفر) ماسوااس کے اور بہت سی حدیثیں پیش کیں حتیٰ کہ غایت تعصب مذہبی میں تہذیب سے باہر ہو گئے اور حضور کی شان میں ناشائستگی تک پہنچ گئے تو حضور والا نے بجائے کچھ جواب دینے کے مولانا موصوف کا ہاتھ پکڑ لیا اور حجرہ میں تشریف لے گئے اور دروازہ بند کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد جب دونوں بزرگ تشریف لائے تو حضور تو رخصت ہو کر چلے آئے مگر مولانا موصوف کا عجیب عالم تھا۔ زاروقطار رو رہے تھے اور زبان پر مہر خاموشی لگی تھی۔

تمام مریدین صورت حال سے سخت پریشان ہو گئے۔ مگر کسی کو جرأت استفسار حال کی نہ تھی۔ کچھ دیر بعد جب مولانا موصوف کی طبیعت کو پُرسکون دیکھا تو خصوصی مریدین دریافت حال بضد ہوئے۔ خصوصاً مولوی محمد عمر صاحب بلند شہری نے جو (مولانا موصوف کے ممتاز مریدوں میں تھے۔ اور جنہوں نے اس واقعہ کو عظیم آباد کے قلعہ میں جناب نوراللہ شاہ صاحب خلیفہ سلیمان چشتی جناب شاہ فضل اللہ صاحب خلیفہ آخون صاحب سوات کے روبرو جبکہ مولوی شرف الدین صاحب بیرسٹر و نیز حکیم سید عبدالآ دشاہ وارثی موجود تھے۔ بیان کیا تھا۔ باصرار تمام عرض کیا کہ اسرار سے ہم ارادت مندوں کو بھی مطلع کیا جائے۔

تب مولانا موصوف نے بیان کیا کہ کیا کہوں جناب حاجی صاحب مجھے اپنے ساتھ خانہ کعبہ لے گئے۔ اور وہاں اپنے ساتھ نماز پڑھائی اور میری منزل اور میری نیکی بدی کا اعمال نامہ دکھایا۔ اس لئے خبردار کوئی شخص حاجی صاحب کی شان کے خلاف کچھ نہ کہے ورنہ عاقبت بخیر نہ ہوگی۔ چونکہ یہ واقعہ مولوی ابوالنصر محمد عمر صاحب نے جلسہ عام میں بیان کیا تھا۔ اس لئے حاضرین پر کیف ہو گئے۔ اور جناب نوراللہ شاہ صاحب تو لحن میں گانے لگے۔ وارث علی۔ وارث علی۔ کھولودل کی قلعی

کرامت ۱۰☆: وارث عالم نواز، آئینہ جلال و جمال حقانی، حضرت سیّد وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید مولوی مصاحب علی صاحب بنگالی فرماتے ہیں کہ جس وقت حضور قبلہ عالم نہرآباد تشریف لائے اس وقت میں خوش قسمتی سے نہرآباد میں موجود تھا۔ میں نے دیکھا شیخ بدرالدین صاحب بیرسٹر کے مکان پر جم غفیر جمع ہو رہا ہے۔ تو میں نے دریافت کیا کہ اس قدر مجمع کیوں ہو رہا ہے تو لوگوں نے بتلایا کہ جناب پیشوائے برحق وارث عالم نواز رونق افروز ہوئے ہیں اور مجمع پیشوائی کے لئے جمع ہو رہا ہے۔

چنانچہ میں بھی بدرالدین صاحب کے ہمراہ معہ مجمع استقبال کو روانہ ہوا۔ اور حضور والا تشریف لا کر بدرالدین صاحب بیرسٹر کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ عوام پروانہ وار اپنی عقیدت مندی کا اظہار کر رہے تھے۔ اور بیشتر داخل سلسلہ ہو ہو کر دولت کونین حاصل کر رہے تھے۔

اسی اثناء میں ایک روز مولوی محمد حسین صاحب نامی جو ملک کشمیر کے باشندے تھے اور علم کتاب پر نازاں ہونے کے باعث فقیروں اور درویشوں سے انتہائی بدعقیدہ اور دریدہ دہنی میں مشہور تھے۔ خدمت عالی میں حاضر ہوئے۔ مجمع کی دیوانگی اور قبلۂ عالم کی کرم نمائی دیکھ کر مبہوت ہو گئے۔ کچھ دیر بعد سرکار والا جاہ خود مولوی صاحب کی جانب مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ آپ بھی کچھ دل کی کیفیت بیان

Marfat.com

کیجیے۔ مولوی صاحب زعم خاص نکات شریعت اس طرح اظہار فرمانے لگے جس میں اعتراضات والزامات عائد ہو جائیں۔

سرکار والا جاہ نے بظاہر تو مولوی صاحب کی ان گستاخیوں کا کوئی جواب نہ دیا مگر دفعتاً کھڑے ہو گئے اور وہاں سے قصبہ کے باہر کی طرف روانہ ہوئے کچھ موجودہ مجمع بھی معہ مولوی صاحب ہمراہ ہو گیا۔ حضور والا جاہ قصبہ کے باہر ایک تالاب جو نہر ساگر کے نام سے مشہور تھا۔ اور اس کے جنوب میں ایک مولسری کا بہت بڑا درخت تھا۔ وہاں پہنچے۔ سب نے دیکھا کہ اس درخت کے نیچے ایک نورانی مجلس جمع ہے۔ شخص اس مجلس کا نہایت صاحب جمال وکمال وغیرہ مانوس تھا۔ فرش کی جگہ بہترین قسم کی جانمازیں معہ مصلّے امامت بچھیں تھیں۔ تمام مجمع اس عالم کو دیکھ کر حیرت زدہ خاموش تھا۔ حضور کے پہنچتے ہی صاحبان مجلس نے کھڑے ہو کر حضور کی تعظیم کی۔ قبلہ عالم مصلّے امامت پر رونق افروز ہوئے تمامی بزرگان مجلس بصورت متقدیان صف بندی کرنے لگے۔ اور ایک بزرگ نے اعلان کیا کہ یہ نماز وصل خدا ہے جس کو دیدار خدا مطلوب ہو۔ وہ اس میں شریک ہو۔

مولوی صاحب بھی مدہوشی کے عالم میں شریک ہو گئے۔ نماز شروع ہوئی مولوی صاحب کا بیان ہے کہ پہلی رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ حضور نے بسنت شروع کر دیا اور سب متقدی بے ہوش ہو گئے۔ بعدہ پھر جو ہوش آیا تو دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ سنی اور حضور نے ہولی شروع کر دی تمام مقتدی پھر کسی دوسرے عالم میں پہنچ گئے۔ کسی کو کسی کی خبر نہ تھی۔ نماز ختم ہونے پر سب کو ہوش آیا تو دیکھا کہ درخت کی تمام ڈالیاں وجد میں ہیں۔ اور مائل بہ زمین ہو کر سربسجود ہیں۔ اور ہر برگ وہر پتہ سے لحن داودی میں ''حق وارث'' کا ترانہ گایا جا رہا ہے۔ مولوی صاحب سرکار عالم نواز کے گرد گھوم گھوم کر طواف کر رہے تھے۔ اور قدموں کو چوم چوم کر کہہ رہے تھے۔

درسرا پردہ دل یوسف خود را دیدم
بخت بیدار شد و خواب زلیخا دیدم

قبلۂ عالم نے مولوی صاحب کو حکم دیا کہ تم کوہ حیات پر دادا حیات قلندر قدس سرہ کے مزار کی بارہ سال خدمت کرنے کے بعد دوسری ذی الحجہ تک کعبہ شریف پہنچ جانا وہیں ہم تم کو مل جائیں گے۔ مولوی صاحب اسی وقت حکم پاتے ہی روانہ ہو گئے اور حضور واپس تشریف لا کر بدرالدین صاحب کے مکان پر رونق افروز ہوئے۔

کرامت ۱۱☆: بنگلور اہل ہنود کی پر فضا بستی تھی۔ جو برتھ جوگی (جو اپنے وقت کا زبردست جادوگر تھا۔) کے زیر اثر تھی۔ اور برتھ جوگی کے چیلے اس بستی کے کارکن تھے۔ برناتھ جوگی کی ماں نے (جو ایک زبردست ساحرہ تھی اور علوم نجوم میں بھی کافی دسترس رکھتی تھی۔) اپنے بیٹے کو پہلے سے مطلع کر دیا تھا کہ کسی وقت ایک صاحب کمال فقیر معہ چار چیلوں کے بنگلور آئے گا۔ اور سب کو مسلمان بنا لے گا۔ اس خبر سے خبردار ہونے کی وجہ سے برناتھ جوگی نے اپنے چیلوں کو خبردار کر رکھا تھا۔ اور حلیہ بتا کر حکم دیا تھا۔ کہ جس وقت بھی اس حلیہ کا فقیر معہ چار چیلوں کے بنگلور میں وارد ہو فوراً گرفتار کر کے میرے پاس روانہ کرنا۔ برناتھ جوگی خود بنگلور سے دو سو میل فاصلہ پر مقام کوہ پروں گری پر رہتا تھا۔

جس وقت حضور قبلہ عالم معہ ہمراہیان بنگلور پہنچے تو انھیں جوگیوں کے مندر میں جو نہایت عالی شان اور پُر فضا مقام پر تھا قیام کیا۔

Marfat.com

مندر کے نگراں چیلوں نے حضور کی تشریف آوری و بے ساختگی و نیز تمامی حلیہ سے پہچان لیا کہ ضرور یہ وہی فقیر ہے کہ جس کی خبر گرو برناتھ نے پہلے سے ہم کو دے رکھی ہے۔

چنانچہ انھوں نے فوراً اپنی جماعت کو مطلع کیا اور سب متفقہ طور پر حضور کو شناخت کرنے کیلئے اپنے گرو کی تعلیم کے مطابق حکم کی تعمیل میں مصروف ہو گئے۔خوشامد درامد درشتی و سختی سے لاجواب ہو کر سحر سامری سے مسخر کرنے کی کوشش کرنے لگے مگر بہر صورت ناکام اور عاجز ہو گئے۔تو اپنے گرو برناتھ کو خبر کی کہ وہ فقیر جس کے متعلق ہم لوگوں کو گرفتاری کا حکم تھا معہ چار چیلوں کے یہاں آ گیا ہے۔اور ہمارے ہی مندر میں مقیم ہے۔ہم لوگوں نے اس پر قبضہ پانے کی انتہائی کوشش کی مگر اس پر کسی قسم کا جادو منتر اثر نہیں کرتا اس لئے آپ خود آ کر گرفتار کریں۔

ادھر تو جب تک اس کو خبر پہنچے اور برناتھ بنگلور آنے کی تیاری کرے۔بنگلور کی دنیا میں انقلاب آنے لگا۔مجسمہ عشق و حسن کی کارفرمائیاں ساحروں کو تسخیر کرنے لگیں۔جس کی نظر روئے انور پر پڑی تو نہ معلوم کون سا جلوہ نظر آتا تھا۔کہ ہر شخص بیتابانہ پروانہ وار قربان ہو ہو کر قدموں پر سر جھکا رہا تھا۔اور داخل اسلام ہو کر حلقہ غلامی میں داخل ہو رہا تھا۔حتیٰ کہ بجز برناتھ جوگی کے چیلوں کے تمام اہل بستی مسلمان ہو گئے۔اس وقت حضور نے اپنے ہمراہیان و جملہ غلامان بنگلور کو حکم دیا کہ بت خانہ ڈھادو اور عبادت خانے بنا ڈالو۔

چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی۔مندروں میں اللہ اکبر کی صدائیں گونجنے لگی۔کلمہ حق لوگوں کی زبانوں پر جاری ہو گیا گویا اس بستی کی دنیا ہی بدل گئی۔یکا یک برناتھ جوگی اپنے تمامی حربہ ہائے سحر سے آراستہ ہو کر غول شیاطین کے ساتھ اپنی طاقت کے شعبدے دکھاتا ہوا بنگلور پہنچا۔بستی کی یہ بدلی ہوئی حالت دیکھ کر نہایت غضب کے ساتھ اپنے چیلوں کو لعنت ملامت کی اور پھر سب کی معیت میں اپنی سحر سامری کا زور دکھانے لگا۔

سرکار عالم پناہ نے نہ معلوم کس نظر سے ان جادو کے تماشوں کی طرف توجہ فرمائی کہ ایک دم میں تمام سحر سامری درہم برہم ہو گیا۔شیطانوں میں العیاذ اور بیرون میں الامان کا شور بلند ہو گیا اور اس کے چیلے توبہ تلا چلا چلا کر اپنی غلطیوں کا اظہار کرنے لگے۔حتیٰ کہ قدموں پر گر گر کر مسلمان ہو گئے۔برناتھ جوگی یہ صورت دیکھ کر زیادہ غضب ناک ہوا ادھر تو برناتھ جوگی نے اپنی دلی خصومت سے جادو کی طاقت دکھائی۔ادھر کرم والے نے اپنی کرم نمائی سے چشم الفت کی بجلی گرائی آنکھ چار ہوتے ہی جھومنے لگا اور بالآخر بیہوش ہو کر گرا۔تھوڑی دیر بعد جب ہوش آیا تو ایسا ہوش آیا کہ قبلہ عالم کے قدموں پر سر رکھا ہوا تھا۔آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔اور زبان سے یوں کہہ رہا تھا۔

من نہ دیدم جز تو دیگر دلبرے

حضور والا نے دست شفقت اس کے سر پر پھیرا تو اس نے باآواز بلند کلمہ شریف پڑھا اور فوراً داخل سلسلہ ہو گیا۔اور حضور نے لباس فقیری عنایت فرما کر دیار شاہ خطاب دیا۔اور حکم دیا کہ تم دونوں یہیں رہو اور اپنے سب بھائیوں کو قرآن کی تعلیم دو اور جملہ حلقہ بگوشان کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ جس نے ہمارے فقیر کو خوش رکھا اس نے مجھ کو خوش رکھا۔اور جس نے ہمارے فقیر کو رنج دیا اس نے بلاشبہ ہم کو رنج دیا۔

کرامت ۱۲ ☆: حضرت قبلہ حاجی حافظ السید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے بہت سے لال پالے تھے۔کمال

Marfat.com

شوق کی وجہ سے پنجرے میں ایسی معقول تدبیر بنا رکھی تھی۔ کہ جب دوسرے لال آئیں تو پنجرے سے نہ نکل سکیں۔ حضور قبلہ عالم دوپہر کو اس طرف پہنچ گئے۔ جہاں وہ لالوں کا پنجرہ ٹنگا تھا۔ حضور نے بغور لالوں کو ملاحظہ فرمایا اور پنجرہ کو نیچے اتار کر سب کو پانی پلایا۔ صاحب خانہ (جو حضور کا ارادت مند تھا۔ بلکہ حضور اسی کے گھر میں قیام پذیر تھے۔) دور سے کھڑا یہ سب تماشا دیکھ رہے تھا۔ کہ حضور نے دفعتاً پنجرے کی تیلی کھولدی اور وہ سب لال جو قریب ڈیڑھ سو کے تھے۔ پھر سے اڑ گئے۔ صاحب خانہ نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضور یہ کیا کیا۔ میری ساری محنت برباد ہوگئی آپ نے فرمایا آ جائیں گے تو صاحب خانہ نے عرض کی کہ حضور اب کہاں ہاتھ آتے ہیں۔ یہ سن کر حضور نے فرمایا کہ تم نے کیا کہا۔ یہ جملہ ابھی نا تمام تھا کہ وہ سب لال آ کر موجود ہو گئے۔ اور حضور کے جسم مبارک سے لپٹ گئے۔ حضور بار بار فرماتے تھے۔ کہ لو اب پکڑ لو صاحب خانہ پر کیف ہو گئے۔ اور عرض کی کہ جب حضور ہی نے ان کو آزاد کر دیا تو پھر میں کیوں قید کروں۔

کرامت ۱۳☆: وارث عالم نواز حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید کمال شوق زیارت میں حاضری کے لئے روانہ ہوا۔ اور چلتے چلتے راستہ بھول گیا۔ اور ایک دریا کنارے پر پہنچ گیا۔ اندھیری رات میں پار اترنے کی کوئی سبیل نظر نہ آئی انتہائی پریشان تھا۔ کہ یکا یک کسی کے پکارنے کی آواز آئی۔ جب وہ اس آواز کی طرف گیا تو اس کو ایک بارہ برس کا لڑکا دکھائی دیا۔ اس لڑکے نے کہا کہ تم اُس پار جانے کو پریشان ہو آؤ میرے پیچھے چلے آؤ۔ اس شخص نے اس لڑکے کے پیچھے پیچھے راہ پکڑ لی اور دریا کے پار ہو گیا۔ لڑکا نظروں سے غائب ہو گیا۔ جب وہ شخص سرکار میں حاضر ہوا تو قبلہ عالم نے حالات سفر دریافت کئے وہ بیان کرنا ہی چاہتا تھا۔ کہ حضور نے فرمایا کہ وہ لڑکا کتنا چالاک تھا۔ اس شخص کو پہلے تو کچھ سکوت ہوگی۔ بعدہ بے ساختگی میں کہہ اٹھا کہ حضور ہی تھے۔

کرامت ۱۴☆: امام الاولیاء حاجی الحرمین شریفین حضور عالم پناہ حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جس بستی اور علاقے میں تشریف لے جاتے تھے وہاں عقیدت مندوں کا اژدھام جمع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آپ کے ایک مرید جن کے ہاں آپ اکثر قیام فرماتے بدرالدین صاحب کے مکان پر ہر وقت ارادت مندوں کی بھیڑ رہتی تھی۔ "منجملہ ازاں" اسی بستی میں ایک ضعیفہ امامن نامی بھی رہتی تھی جس کو حضور نے عالم رویا میں مرید فرمایا تھا اور وعدہ کیا تھا۔ کہ ہم کسی وقت تیرے یہاں آئیں گے۔ امامن کے صرف ایک لڑکا تھا۔ جو کمسنی میں انتقال کر گیا تھا۔ امامن نے ارمان کی وجہ سے اپنے لڑکے کی شادی بھی کر دی تھی۔ اور ایک دس برس کی لڑکی بیاہ لائی تھی۔ جو شادی کے ایک سال بعد وہ بیوہ ہو گئی تھی۔ اور سرکار والا جاہ نے امامن کی دستگیری اور تشفی کے ساتھ اسی موقع پر اس کمسن اور بیوہ پر بھی ایسی چشم عنایت کی اور کچھ اس طرح غلامی میں داخل فرمایا کہ اس کمسنی کی عمر سے سرکار کی شیفتہ و فریفتہ ہو کر تمام دنیا سے بیگانہ ہو گئی۔ ہمہ وقت تصورات عالم نواز میں مگن۔ حتیٰ کہ اپنی جوانی بھی وارث پاک کی محبت میں قربان کر دی۔

امامن وارثیہ اپنی بہو وارثیہ کے ہمراہ چرخہ کات کر سوت فروخت کرتی تھی۔ اور دونوں کے لئے یہی گزر و بسر کا ذریعہ تھا۔ جب سرکار عالم پناہ کی تشریف آوری کا نہرا آباد میں چرچا ہوا تو امامن بھی زلیخا وارث اپنے یوسف کی تلاش میں نکلی اور بدرالدین صاحب کے مکان پر پہنچی۔ دیکھتے ہی اپنے وارث کو پہچان گئی۔ اور سرکار والا جاہ نے بھی نہایت شفقت سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ امامن تم آ گئیں۔ بوڑھی امامن نے دعوت پیش کی تو سرکار نے "امامن کی استدعا کو حسب وعدہ قبول فرمایا اور ارشاد کیا کہ اچھا کل تمہارے ہاں آئیں گے۔"

Marfat.com

امامن یہ مژدہ امید جان فزا سن کر خوشی سے مگن ہوگئی اور بے اختیارانہ انداز میں گھر پہنچی۔ اور بہو کو خوش خبری سنائی کہ کل حضور قبلہ عالم ہم لوگوں کی عزت افزائی فرمانے کے لئے ہماری جھونپڑی میں تشریف لائیں گے۔ ساتھ ہی یہ خیال بھی ظاہر کیا۔ کہ ایک فکر یہ ضرور ہے کہ حضور کی دعوت کا سامان ہماری بیچارگی اور محتاجی میں حسب دلخواہ نہ ہوسکے گا۔ یہ سن کر پہلے تو بہو بھی کچھ خاطر نظر آئی مگر پھر کسی غیر معمولی بھروسہ پر شادکام نظر آئی اور جواب دیا کہ ہماری غریبی اور محتاجی تو اظہر من الشمس ہے۔ جب سرکار نے ہم غریبوں کی استدعائے دعوت قبول فرما کر ہماری اس جھونپڑی کو عزت بخشنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ تو یقین جانو کہ سامان دعوت کے انتظام میں بھی خود ہی انتظام فرما کر ہماری لاج رکھیں گے۔ تم کچھ فکر نہ کرو کیونکہ ہم لاوارثوں کے وہی وارث ہیں۔

چنانچہ شب کو جب امامن کی بہو سامان دعوت کی خیالی دنیا میں مصروف کار تھی اور سرکار والا جاہ کے تصور سے اپنی آرزوؤں کا اظہار کر رہی تھی کہ اسی عالم میں کیا دیکھتی ہوں کہ قبلۂ عالم تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ (وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ) جس نے اللہ پر بھروسہ کیا بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ اور فرمایا کہ تم ایک حجرہ پاک وصاف کر کے اللہ کے نام پر بند کر دو اور جس چیز کی ضرورت ہو۔ اپنے حسب دلخواہ وہاں سے لے لو یہ حکم فرما کر رخصت ہوگئے۔ اور وہ وارثیہ یکا یک اپنی خیالی دنیا سے ہوش میں آگئی اور سرکار کے حکم کے مطابق فوراً ایک حجرہ درست کر کے اور یا وارث کہہ کر بند کر دیا۔ صبح کو وہ ضعیفہ فرش فروش و نیز دیگر سامان ضروری کے لئے انتہائی پریشان تھی کہ بہو نے کہا کہ اے مادر مہربان تم کیوں اور کس لئے پریشان ہو ہر قسم کا سامان مہمانداری سرکار کے صدقے مہیا ہے یہ کہہ کر ضعیفہ کو ہمراہ لے کر اس حجرہ میں گئی اور یا وارث کہہ کر دروازہ کھولا ضعیفہ کی حیرت کی انتہا نہ تھی۔ جبکہ اس نے دیکھا کہ حجرہ کے اندر عجیب وغریب دنیا ہے کہ قسم کا سامان معہ حسین عورتوں کے لڑکوں کے مہیا ہے۔ اور سب حکم کے منتظر ہیں۔

ضعیفہ پر ایک عالم محویت طاری ہوگیا۔ تو بہو نے کہا کہ اے مادر مہربان آپ اس قدر تعجب نہ کریں کیونکہ (إِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ) (اللہ پاک ہر چیز پر قادر ہے) اب آپ جائیں اور بھائی بدرالدین صاحب سے کہہ دیں کہ وہ تمام بستی میں اعلان کرا دیں کہ امامن چرخہ والی کے یہاں آج وارث عالم نواز جلوہ فرما ہوں گے۔ ہر کس و ناکس معہ اہل وعیال اس جشن مسعود میں شریک ہو۔

چنانچہ امامن اس مخاطبت سے ہوش میں آگئی اور بدرالدین صاحب کے مکان کی طرف روانہ ہوئی اور وہاں پہنچ کر بدرالدین صاحب کو بہو کا پیغام پہنچایا۔ چونکہ بدرالدین صاحب امامن کی معاشی حالات سے کماحقہ آگاہ تھے۔ اس لئے یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ اتنے وسیع پیمانہ پر مہمانداری کا انتظام کس طرح انجام پذیر ہوگا۔ امامن نے جواب دیا کہ بھائی ہمارا تمہارا سب کا وارث وہی وارث ہے وہ چاہے تو سب کچھ کر سکتا ہے اور تم تو بھائی ہو تو تم سے کیا پردہ ہے۔ اس لئے اگر اطمینان خاطر منظور ہو تو میرے ساتھ میری جھونپڑی تک تشریف لے چلو۔

بدرالدین صاحب امامن کے ساتھ اس کی جھونپڑی پر گئے تو ان کی حیرت کی انتہا نہ تھی کیونکہ امامن کا مکان جس کو باہر سے جھونپڑی دیکھ کر آئے تھے اندر ایک عالی شان محل کا نمونہ نظر آتا تھا ہر موقع پر متعدد کمرے ساز وسامان سے آراستہ عالی شان فرش سے پیراستہ ہر سامان ضرورت قرینہ سے اپنی جگہ پر مزین۔ خادمان وکارکنان بہترین لباس سے مکلف اور مصروف کار جن کی صورتیں لباس

Marfat.com

طرز تکلم عام انسانوں سے مافوق۔ یہ تمام سامان دیکھ کر بدرالدین صاحب مبہوت ہو گئے۔

امامن کی بہو نے جب بدرالدین صاحب کو اس قدر محویت کے عالم میں دیکھا تو یوں مخاطب ہوئی کہ بھائی بدرالدین صاحب آپ بھی تو اسی وارث کے نوازے ہوئے ہیں جس کی کہ میں ہوں۔ اس لئے تعجب کی کیا بات ہے۔ بدرالدین صاحب نے اپنی خود فراموشی کو سنبھالتے ہوئے کہا کہ بہن تمہارا کہنا سچ ہے مگر میں یہ نہیں سمجھتا تھا کہ میرے وارث کی ادنیٰ کنیز کا یہ مرتبہ ہے۔ بہن میں اب سب کچھ سمجھ گیا میں ابھی جا کر حسب فہمائش تمام بستی میں اعلان کرتا ہوں۔ اس کے ماسوا اگر میرے لائق کوئی اور کار خدمت ہو تو بتلایا جائے۔ تو اس نے جواب دیا کہ بھائی بہتر ہوتا کہ آپ تمام مہمانوں کی معیت میں حضور کے استقبال کو جاتے اور قبلہ عالم کو میری جھونپڑی تک پہنچا کر خود بھی شریک دعوت ہوتے بدرالدین صاحب نے بخوشی اس استدعا کو بھی قبول فرمایا اور بستی میں اعلان کرا کے مہمانوں کو جمع کر کے اس پالکی کو جو سرکار والا جاہ کے لئے قدرتی طور پر مہیا ہوتی تھی۔ اور جس کی آرائش و قیمت کا اندازہ مشکل تھا۔ ہمراہ لے کر اپنے مکان واپس آ گئے اور امامن کی طرف سے سرکار میں عرض کی۔ حضور فوراً کھڑے ہو گئے اور پالکی میں سوار ہو کر عجب شان و اہتمام سے امامن کی جھونپڑی پر رونق افروز ہوئے۔ امامن کی جھونپڑی پر ہزار مرد و زن کا ہجوم تھا۔ کسی کو کسی کی خبر نہ تھی۔ ہر شخص کسی نامعلوم مسرت سے از خود رفتہ ہو رہا تھا۔ امامن اور اس کی بہو دیدار یار جمال وارث سے اپنے آئینہ دل میں ایسی جلا محسوس کر رہی تھیں کہ تمام دنیا مجلا نظر آتی تھی۔ اور نگاہیں بام حقیقت سے ٹکرا ٹکرا کر وارث حقیقی سے ہم کنار تھیں۔ حضور کی اجازت سے مہمانوں کے لئے دستر خوان بچھایا گیا۔ امامن کی بہو کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ ہر شخص کھانا کھانے کے بعد برتن بھی جو نہایت خوبصورت اور قیمتی تھے اپنے ساتھ لے جائے۔ کوئی شخص یہ نہیں سمجھ رہا تھا کہ وہ امامن چرخہ والی کے یہاں دعوت کھا رہا ہے یا کسی بادشاہ کے ہاں۔ غرضیکہ نہرآباد میں سرکار کے لطف و کرم کی ایسی نہریں جاری ہوئیں کہ کوئی تشنہ نہیں رہ گیا۔ اور امامن کی بہو کو تو معلوم نہیں کیا عنایت ہوا۔ صلی اللہ علیٰ محمد و علی الہ وسلم

وصال باکمال ☆: ۳۰ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۰۵ء کو آپ کو زکام کی شکایت ہوئی۔ وصال سے ایک روز قبل آپ نے اپنے ایک مرید سے فرمایا۔ ہم کل صبح چار بجے چلیں گے۔

چنانچہ ۳۰ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۰۵ء کو وصال فرمایا۔ مزار اقدس دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی یوپی بھارت میں مرجع خاص و عام ہے۔

جہاں پر آج بھی ہزاروں طالبان عشق و محبت حاضری دیکر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

Marfat.com

مدح درشان

حضرت سرکار وارثِ پاک رحمتہ اللہ علیہ

وارثؒ مشکل کشا ابن شہید کربلاؑ
حضرتِ وارثؒ ضیائے شمعِ تسلیم و رضا

آپ ختم الانبیاءؐ کے لختِ دل لخت جگر
فاطمہؓ کے لاڈلے حیدرؓ کی آنکھوں کی ضیا

آپ سے عشق و محبت کا جہاں آباد ہے
آپ ہیں سازِ ازل کے سوز کی پہلی صدا

میں ازل سے آپ ہی کا ہو کے آیا ہوں حضور
آپ ہیں ٹوٹی ہوئی کشتی کے میرے ناخدا

آپ کا حیرتؔ زدہ اب آپ ہی کا ہے حضور
پنجتنؑ کا واسطہ اس پر رہے لطف و عطا

از قلم: حضرت الحاج فقیر حیرت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر حکیم سید عبدالآ دشاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز عارف باللہ، مالک مقام فنا فی اللہ، تجیر وارثی حضرت حکیم مبارک حسین المعروف سید عبدالادشاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ سلطان ارباب مشاہدہ ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۷۵ ہجری بمطابق ۱۸۵۸ء کو موضع گیا صوبہ بہار انڈیا کے معروف سادات گھرانے میں ہوئی۔

آپ اپنے وقت کے متجر عالم دین اور بہترین طبیب تھے۔ اردو، فارسی، عربی و ہندی زبان میں آپ نے متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ تصوف میں چند کتابیں نظم ونثر میں مقبول خاص و عام ہیں۔ جن میں تجلی عشق، گوہر مقصود کا فارسی سے اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

بیعت اول ☆: علوم ظاہریہ سے فراغت کے بعد آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا سید فخر الدین احمد المعروف بہ حکیم بادشاہ نقشبندی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے روحانی علوم کی تکمیل کے ساتھ ساتھ علم طب کی کتابیں بھی پڑھیں۔ اس کے بعد علم طب کے مزید حصول کے لیے آپ الٰہ آباد تشریف لے گئے۔ جب تک حضرت مولانا سید فخر الدین احمد نقشبندی حیات رہے آپ برابر خدمت میں حاضری دیتے رہے۔

جب مولانا سید فخر الدین نقشبندی علیہ الرحمتہ کا وصال ہوا تو آپ بغرض اجرائے مطب پٹنہ تشریف لے گئے۔ جہاں خلاف مزاج اور خلاف طبیعت لوگوں کی صحبت کی بنا پر آپ کی طبیعت میں تغیر و تبدل آ گیا۔

روشن از عکس جمالش عالم امکان ما

ایک روز خواب میں ایک درویش کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ جس کی وجہ سے طبیعت میں ہیجان پیدا ہوا۔ جب دوبارہ خواب دیکھا تو وحشت دل دوبارہ بڑھ گئی۔ جس کی وجہ سے آپ اکثر دریا کے کنارے جا کر بیٹھ جاتے۔ اور کبھی کبھی احباب میں بیٹھتے کہ ایک روز بزرگان دین کا تذکرہ سنا تو دل میں خیال گزرا کہ کیوں نہ اس زمانے کے بزرگوں سے نیاز حاصل کروں۔ بس اسی روز آپ دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی میں امام الاولیاء حضور وارث عالم نواز کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور عالم پناہ وارث دلنواز آپ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ "آ گئے اچھا جاؤ مزے کرو"۔ پھر دوسری مرتبہ حاضر ہوئے تو وارث عالم نواز نے ارشاد فرمایا کہ (جاؤ جاؤ یہاں دوئی کا گزر نہیں تم تو مرید ہو چکے ہو جاؤ اسی کو کرو)۔ آپ وہاں سے واپس حضرت مولانا سید فخر الدین احمد نقشبندی کے در دولت پر پہنچے جن کے

Marfat.com

ہاتھ پہلے سے بیعت تھے۔

چونکہ مولانا فخر الدین کا انتقال ہو چکا تھا وہاں ان کی جگہ ان کے صاحبزادے تشریف فرما تھے۔ ان سے ملاقات کی تو انہوں نے کمال درجہ شفقت و عنایت فرمائی۔

آپ نے صاحبزادہ صاحب سے عرض کیا چونکہ مولانا صاحب تو وصال ہو چکا ہے۔ اور میرے دل کی عجیب حالت ہے لہٰذا میری دستگیری فرمائیں۔ یہ سن کر مولانا فخر الدین نقشبندی کے صاحبزادے نے فرمایا کہیں تم پر جناب امام الاولیاء قبلہ حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ صاحب علیہ الرحمتہ کی نظر تو نہیں پڑی۔ آپ نے عرض کیا کہ وہیں سے ہوتا ہوا آیا ہوں۔ اس پر صاحبزادہ صاحب نے فرمایا۔ اب زمانہ میں کون ان کے برابر ہے۔ بہت مناسب ہے جہاں تمہارا حصہ ہو کوشش کرو۔ اس کے بعد آپ دوبارہ پھر حضرت امام الاولیاء حاجی حافظ سید وارث علی شاہ علیہ الرحمتہ دیوہ باشی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور نے یہی فرمایا۔ جاؤ۔ جاؤ۔

اس کے بعد آپ نے ایک ساقی نامہ لکھ کر حضور وارث عالم نواز کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کے علاوہ مثنوی فارسی و غزلیات وغیرہ پیش کرتے رہے۔ کہ ایک روز خواب میں دیکھا کہ لوگ آپ کو زرد رنگ کا کفن پہنا رہے ہیں۔ آپ نے خواب میں ہی ان لوگوں سے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے کہ زندگی میں کیوں کفن پہناتے ہو۔

اس خواب کے بعد مثنوی فارسی جو آپ نے مولانا روم کی طرز پر لکھی تھی لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ اور حضور وارث عالم نواز کو پیش کی۔ حضور وارث عالم نواز دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور آپ ہی کا تحریر کردہ عربی شجرہ حضور وارث پاک نے اپنی زبان ترجمان سے از خود پڑھنا شروع کیا تو آپ کا دل قابو سے جاتا رہا اور بے اختیار ہو کر رونے لگے اور وارث پاکؒ کے قدموں میں گر گئے۔

حضور وارث پاکؒ نے آپ کو گلے سے لگایا اور اپنا ملبوس احرام شریف آپ کو عنایت فرما کر ارشاد فرمایا کہ لو" یہی کفن ہے۔ اور یہی لباس زندگی۔ اس کو پہن لو۔ یہی اس خواب کی تصدیق ہے۔"

اس وقت آپ کی عمر صرف تیس برس کی تھی۔ یہ دن ۱۴ شوال ۱۳۰۷ ہجری کا دن تھا۔ کہ جس دن آپ نے دنیاوی لباس ترک کر کے خرقۂ احرام زیب تن فرمایا اور حضور وارث عالم نواز کی طرف سے آپ کو فقیری خطاب سید عبدالاحد شاہ وارثی عطا ہوا۔ آپ تحیر تخلص فرماتے تھے۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال ۲۳ ذالحج ۱۳۲۱ ہجری بمطابق 1903ء 3 بجے دن کو ہوا۔ وصال کے بعد پورے 4 گھنٹے تک اللہ ھو کے ذکر کی صدا آپ کے جسم مبارک سے آتی رہی۔ 4 گھنٹے کے بعد حضور وارث عالم نواز کا ارشاد مبارک "سپردم بتو مایۂ خویش را" سنایا گیا۔ تب ذکر کی آواز بند ہوئی۔ آپ کا مزار پر انوار باغ نواب عبدالشکور خان وارثی شکور گنج بلند شہر یو پی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر مدنی شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز، حاجی الحرمین شریفین، غریق در بحرِ عشق و محبت فقیر یگانہ، حضرت فقیر مدنی شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ ستارہ ولایت آسمانی ہیں۔

آپ مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے۔ نہایت ہی حسین و جمیل اور خوبصورت شخص تھے۔ حضرت مولانا شاہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد سے حضور انور کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور خرقۂ عالی احرام حاصل کیا۔ مدنی شاہ کے خطاب سے نوازے گئے۔ بحکم وارث پاک کچھ عرصہ تک غلہ ترک کر دیا تھا۔ آپ عربی تھے مگر لباس فقر میں آئے تو بارگاہ وارثی سے ان کو وہ آنکھ مرحمت ہوئی کہ مسجد، مندر، گرجا میں جہاں جاتے ایک ہی نشان دیکھتے۔ کفر و اسلام کی تفریق ان کے قلب سے زائل ہو گئی تھی۔ مولوی علی احمد خان صاحب وکیل آگرہ تحریر فرماتے ہیں کہ آخر میں ایک دو سال آگرہ میں مقیم رہے۔

تمام دن ایک گوسائیں (ہندو فقیر/سادھو) کے ساتھ شہر کا گشت فرماتے۔ ان کے ساتھ مندروں میں جاتے اور بہت خوش ہوتے۔ اہلِ ہنود جیسی تعظیم گوسائیں کی کرتے تھے رات بھی اسی کے ساتھ دریائے جمنا (آگرہ) کے کنارے بسر کرتے۔

آپ نہایت ہی صاحب کیف عشاق میں سے تھے۔ 1322 ہجری بمطابق اکتوبر 1904ء میں دریائے جمنا کے کنارے ہی پر مدنی شاہ وارثی نے انتقال فرمایا۔ ان کی قبر مبارک قبرستان پیر گیلانی (اکبر آباد) دہلی انڈیا میں مرجع خلائق ہے۔ ان کا مزار خان بہادر مولوی محمد شفیع صاحب نے پختہ بنوایا اور سنگ لوح نصب کرایا۔

مدنی شاہ عرب سے عجم میں آئے	شاہ وارث نے کیا وارث علم عرفان
مدنی شاہ گئے شاہ مدینہ کے حضور	آگرہ سے مدنی شاہ ہوئے خلد مکان
خاص مرشد کے یہ عاشق تھے مدینہ والے	چاند پہلے چھپا پھر مہر ہوا ہائے نہاں
ہاشمی مصرع تاریخ سے سال ہجری	مدنی شاہ گئے خلد میں سیاح جہاں

(ہاشمی صفی پوری)

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر حاجی مستقیم شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: فدائے وارث عالم نواز، غریق بحر عشق و محبت، مقتدائے اہل مئودت عارف یگانہ، حضرت فقیر حاجی مستقیم شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ بے نیاز کونین ہیں۔

آپ کا قیام اجمیر شریف کے مشہور پہاڑ مدار ٹیکری پر تھا۔

بیعت و احرام پوشی☆: آپ حضور حاجی سید وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ دیوہ باشی کے دست حق پرست پر بیعت تھے۔ آپ نے سرکار وارث پاکؒ کو دیکھ کر کسی کو نہ دیکھا اور ساٹھ سال تک اس مرد حق نے دنیا سے آنکھیں بند رکھیں۔

حضورؒ نے جب احرام عطا فرمایا تو یہ حکم بھی دیا کہ "اب موجودات میں سے کسی چیز کو آنکھ کھول کر نہ دیکھنا۔"

چنانچہ آپ نے ہمیشہ کے لیے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ آخر کار آنکھوں کی بینائی زائل ہوگئی۔ آپ بہت ہی جید اور باوضع فقیر تھے۔ آپ کے مجاہدے کی مثال بھی دنیا میں ڈھونڈے سے نہیں ملے گی۔

وصال باکمال☆: آپ کی عمر مبارک 110 سال تھی۔ آپ کا وصال ۱۳۲۵ ہجری بمطابق 1907ء میں ہوا اور مزار پاک اجمیر شریف میں پہاڑ مدار ٹیکری پر موجود ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی آپ کے مزار پر حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت حافظ فقیر احمد شاہ وارثی اکبر آبادی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز، عاشق جانباز، فارغ از مستقبل وحال وقیل وقال، عالم ربانی مرشد لاثانی حضرت حافظ احمد شاہ وارثی اکبر آبادی رحمتہ اللہ علیہ صاحب ترک وتجرید ہیں۔

آپ کی عمر عزیز ابھی سات یا آٹھ برس کی تھی کہ والدین نے آپ کو سلطان الاولیاء حضور وارث عالم نواز حضور حاجی حافظ سید وارث علی شاہ علیہ الرحمتہ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔ حضور وارث عالم نواز نے اپنی غلامی میں قبول فرما لیا۔

اس کے بعد والدین نے آپ کو تعلیم کے لیے داخل کرا دیا۔ چونکہ آپ کو بچپن سے ہی دینی و دنیاوی تعلیم کا شوق دامن گیر تھا۔ اس لیے خوب محنت کر کے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے فارغ ہوئے۔ آپ کا شمار اپنے وقت کے جید علماء میں ہوتا تھا۔

اس دوران آپ کی صحبتیں ایسے لوگوں میں رہیں کہ جن کہ وجہ سے آپ درویشی اور طریق درویشی کے خلاف ہو گئے۔

تصور برزخ کو اعلانیہ شرک کہتے اور اپنے مرید ہونے کے بارے میں اکثر فرماتے تھے کہ میں تو ناسمجھی اور بے شعوری کے زمانے میں بیعت ہوا تھا۔ لہٰذا میری بیعت قابل وثوق نہیں۔

اسی خیال میں ایک عرصہ تک رہے آخر وقت آیا کہ قسمت نے یاوری کی یکا یک آپ کی حالت میں خود بخود تغیر پیدا ہوا۔ اور دل میں طلب خدا کا جذبہ پیدا ہوا۔ مگر اپنے شیخ کامل حضور وارث عالم نواز قبلہ حاجی حافظ سید وارث علی شاہ علیہ الرحمتہ کے بارے میں اچھے اعتقاد نہ رکھتے نہ ہی طبیعت ان کی طرف مائل ہوئی۔

ادھر طلب حق کے جذبات سینے میں روز افزوں بھڑک رہے تھے۔ اسی کیفیت میں آپ نے اجمیر شریف، پیران کلیر شریف اور دیگر مقامات مقدسہ کی جانب سفر کیا اور ان مقامات پر حاضریاں دیں۔ چلہ کشی کی مراقبے کئے۔ مگر ہر مقام پر آپ کو یہی اشارہ ہوا کہ کچھ حاصل ہوگا تو انہیں سے ہوگا۔ جنہوں نے پہلے تمہارا ہاتھ تھاما تھا۔

یہ اشارے ملنے کے بعد آپ کی جو حالت اور کیفیت ہوئی۔ اس کے متعلق آپ نے ایک مفصل خط چوہدری خدا بخش وارثی صاحب کو لکھا۔ اور اپنی ایک مختصر سوانح عمری اپنے ہی قلم سے تحریر کی تھی جو فارسی زبان میں قلمی نسخہ ہے۔

اس کو دیکھنے کے بعد ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے مرشد کامل حضور وارث عالم نواز سے بے پرواہ ہو کر دیگر ذرائع سے طلب حق

Marfat.com

کی جو کوشش کی اس میں ذرہ برابر بھی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ جب ہر جگہ سے مایوسی اور حضور عالم پناہ کی خدمت میں جانے کا حکم واشارہ ملا تو آپ دیوہ شریف میں امام الاولیاء عالم پناہ حضور قبلہ حاجی حافظ سید وارث علی شاہ علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کر کے معافی کے خواستگار ہوئے۔ حضور وارث عالم نواز نے اپنے غلام کو اپنے دامن میں جگہ دی۔ محبتوں اور شفقتوں سے نوازا۔ پھر اس کے بعد ایسی کیفیت ہوئی کہ سارا عالم گواہ ہے۔

اس کے بعد آپ کا شمار حضور وارث عالم نواز کے خصوصی خدام اور جانثاروں میں ہونے لگا۔ جب آپ کو خرقہ احرام مرحمت ہوا تو آزاد فقیر وارث پاک مشہور ہوئے۔

لاتعداد لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ سینکڑوں کی مرادیں پوری ہوئیں۔ جو کہ سارا فیضان حضور وارث عالم نواز ہی کا تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۲۹ ہجری بمطابق 1911ء کو حضور وارث عالم نواز کے بعد ہوا۔ مزار پُر انوار حضور وارث عالم نواز کے آستانہ عالیہ سے متصل دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کا مزار پُر انوار نواب عبدالشکور خان صاحب رئیس دھرم پورہ نے نہایت ہی خوبصورت اور پختہ بنوایا ہے۔ لوح مزار مبارک پر حضرت شاہ شاکر شاہ صاحب وارثی کا یہ مصرع تاریخ کندہ ہے۔

عاشق جانباز احمد وارثی آزاد بود

۱۳۲۹ھ

اس مصرع کے اعداد ہجری برآمد ہوتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر سید ابراہیم شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز، فقیر دیوہ باشی، فخر السادات، پروردہ آغوش ولایت، دلبر حضور وارث عالم نواز حضرت سید ابراہیم شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ مقرب وارث پاک ہیں۔

آپ حضرت وارث عالم نواز سلطان الاولیاء حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ علیہ الرحمتہ دیوہ باشی کے بہنوئی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ قادریہ میں وارث عالم نواز کے پیرومرشد حضرت حاجی سید خادم علی شاہ چشتی قادری علیہ الرحمتہ کے نواسے ہیں۔

آپ جملہ علوم قرآنی کے علاوہ فقہ، حدیث، فلسفہ اور دیگر علوم متداولہ میں مکمل و کامل تھے۔اس کے علاوہ دنیاوی تعلیم سے بھی مالا مال تھے۔

حضور وارث عالم نواز کی خدمت میں حاضری سے قبل ریاست رام پور میں وکیل اور آنریری مجسٹریٹ تھے۔

ایک مرتبہ سرکار عالم پناہ حضور وارث عالم نے آپ کو بلا کر فرمایا ابراہیم شاہ اب تم ہمارے پاس رہا کرو۔وارث عالم نواز کا حکم ملتے ہی فوراً رام پور جا کر نوکری سے استعفیٰ دیا اور مستقلاً دیوہ شریف میں تشریف لا کر قیام پذیر ہو گئے۔اور حضرت وارث پاک کی خدمت میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔

ایک دن کسی نے حضور وارث پاک سے پوچھا یہ ابراہیم شاہ کون ہیں۔تو آپ جلال میں آ گئے اور فرمایا ایک طشت میں پانی بھر کر ایک قطرہ خون ہمارا اور ایک قطرہ خون ابراہیم شاہ کا ڈالو وہ چکر کھا کر ایک ہو جائیں گے۔یہ سن کر دوبارہ پھر کسی کو پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی کہ ان کا حال دریافت کرے۔

جیسا کہ سلسلہ عالیہ وارثیہ میں خلافت و سجادہ نشینی نہیں ہے لیکن جو مستحق ہوتا ہے وہ حق پاتا ہے۔

سرکار وارث عالم نواز سید وارث علی شاہ علیہ الرحمتہ کے وصال کے بعد کچھ حضرات نے سجادہ نشینی کے مسئلہ کو ہوا دی تو حضرت سید معروف شاہ وارثی اور حضرت حافظ پیاری وارثی نے سرکار وارث پاک کا مستعمل شدہ احرام سوئم والے روز از خود پہنا دیا۔اور آستانہ عالیہ کا ناظم اعلیٰ مقرر کر دیا۔احرام پوشی کے بعد آپ نے آستانہ وارث پاک کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۳۱ ہجری بمطابق 1912ء کو ہوا۔مزار پرانوار سرکار عالم پناہ کے آستانہ کی غلام گردش (دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی انڈیا) میں موجود ہے۔یہ شرف صرف آپ کو ہی ملا ہے۔

Marfat.com

حضرت مولانا فضیحت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، مدرس مسائل عشق وعرفان، قبلۂ طالبان حضرت مولانا منشی ظہور علی المعروف مولانا فضیحت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ مستان جمال احدیت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۵۸ ہجری بمطابق 1842ء کو بازید پور ضلع گیا صوبہ بہار انڈیا میں ہوئی۔ آپ کا پیدائشی نام منشی ظہور علی ہے۔ جبکہ سلسلہ فقرو درویشی میں آپ کا نام مولانا فضیحت شاہ ہے۔

ابتداً آپ ہندو مذہب کے زبردست پنڈت تھے۔ عربی وفارسی، سنسکرت کے زبردست عالم تھے۔ مگر جب امام الاولیاء حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ دیوہ باشی علیہ الرحمتہ کی نگاہ ولایت پڑی تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے اور کامل مسلمانی اختیار کر کے قرب حق حاصل کیا اور حضرت شاہ مسافر میاں شاہ قادر منعمی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کر کے بابا مدھو داسا جی بہاری سے حکمہ جوگ ابھیاس کیا اور تمام مراحل سلوک وجوگ وغیرہ طے کرنے کے بعد حضور امام وارث عالم نواز حضرت حافظ سید وارث علی شاہ علیہ الرحمتہ دیوہ باشی کی خدمت میں گیارہ ربیع الثانی 1298 ہجری بمطابق 1880ء کو اپنے شیخ کامل کے حکم سے حاضر ہو کر خلعت فقر یعنی احرام حاصل کیا۔

حضور وارث عالم پناہ کی نگاہ ولایت نے وہ عروج وکمال بخشا کہ اگر آپ کو آسمان تحقیق وتصدیق کا چاند کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

آپ کی کیفیت کا عالم یہ تھا کہ سارے جلسہ پر آپ کے برقی جذبات کا فوری اثر ہوتا تھا۔ آپ صاحب نسبت وصاحب علم وعرفان وفیضان بزرگ ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ شاعری میں مختلف زبانوں پر دسترس حاصل تھی۔ اردو، عربی، فارسی، ہندی میں آپ کا کلام ایک دیوان کی صورت میں موجود ہے۔ آپ کے کلام سے آپ کے قلندرانہ ذوق کا علم ہوتا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 84 برس کی عمر میں مورخہ 29 مئی ۱۳۴۲ ہجری بمطابق 1924ء کو ہوا۔ مزار پر انوار موضع بازید پور ضلع گیا صوبہ بہار انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت سید معروف شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: مقرب بارگاہ وارث عالم نواز، فقیر یگانہ، مرشد زمانہ حضرت قبلہ سید معروف شاہ صاحب وارثی رحمتہ اللہ علیہ آسمان ولایت کے آفتاب ہیں۔

آپ رؤسائے دیوہ شریف میں سے ہیں۔ آپ کی ہستی مایہ ناز برادران طریقت ہے۔ آپ محو مستغرق بادۂ توحید ہیں۔ آپ نے خدمت حضور وارث عالم پناہ سرکار نہایت درجہ خوش اعتقادی سے ادا فرمائی ہے۔

آپ کے آباؤ اجداد سلطان محمود غزنوی کی فوج کے ہمراہ ہندوستان آئے تھے۔ آپ کے اجداد کا تعلق سادات کرمان کے خاندان اور قبیلہ سے تھا۔ حضور وارث عالم نواز کی بارگاہ میں خاص حضوری کا شرف آپ کو حاصل تھا۔ فقرائے وارثیہ میں احترام وقدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

آپ حضور وارث عالم نواز کی ظاہری حیات کے زمانہ میں ہی صاحب سلسلہ تھے۔ بہت سے افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر داخل سلسلہ عالیہ وارثیہ ہوئے۔

آپ نے عشق وارث پاک میں بے شمار غزل ومناقب وسلام وغیرہ اردو، فارسی، ہندی وغیرہ میں نظم کیے جو بارگاہ وارث میں مقبول خاص وعام ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال گیارہ ربیع الاول شریف ۱۳۴۶ ہجری بمطابق 10 دسمبر 1927ء کو ہوا۔ مزار پر انوار دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی یوپی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر سید بے نظیر شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز، مست الست نغمات بے ساز، بحرِ اسرار و معدن حقائق و معارف حضرت سید بے نظیر شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ خورشید ولایت وارثیہ ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1280ھ ہجری بمطابق 1863ء کو کڑا مانک ضلع الہ آباد یوپی بھارت میں حضرت مولانا احسان علی قادری علیہ الرحمتہ کے علمی و روحانی گھر میں ہوئی۔

آپ کے والد گرامی سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کے ہاتھ پر بیعت تھے اور انہی سے اجازت وخلافت حاصل تھی۔

اس مختصر خاندانی تعارف سے ہی اندازہ ہوسکتا ہے کہ آپ نے کیسے گھریلو ماحول اور دینی و روحانی فضا میں آنکھ کھولی۔ اور اس فیضان نظر کا اثر تھا کہ آپ بھی اپنے عظیم والد گرامی کی طرح ایک صوفی منش درویش بنے اور مسلک پدری کو اپنا شعار زندگی بنایا۔

آپ نے فقہ، حدیث، تفسیر قرآن و دیگر علوم متداولہ اپنے گھر میں والد گرامی سے حاصل کر کے تکمیل کی۔ جبکہ تصوف تو آپ کی گھٹی میں پڑا ہوا تھا۔ اور آپ کی زندگی پر تصوف کے گہرے اثرات تھے۔

بیعت واحرام ☆: آپ سلسلہ عالیہ وارثیہ میں وارث عالم نواز حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ دیوہ باشی ضلع بارہ بنکی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور حضور عالم پناہ سلطان الاولیاء حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ علیہ الرحمتہ سے ہی خرقہ احرام پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

استعداد علمی وسلسلہ رشد وہدایت ☆: آپ نے بالکل قدیم طرز پر تعلیم حاصل کی۔ جس کی بنا پر آپ کو عربی وفارسی پر مکمل عبور حاصل تھا۔ آپ نے علم وادب کی حسب حوصلہ تکمیل اور مرشد کامل سے احرام حاصل کرنے کے بعد ترویج دین اور ہدایت خلق اللہ کو اپنا شعار زندگی بنایا اور حیدر آباد دکن بھارت میں اقامت گزیں ہوگئے۔ جہاں آپ کے معتقدین و مریدین کا ایک خاص حلقہ بن گیا۔ اور پھر روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا۔ آپ نے تمام عمر بے باکی سے گذاری۔ ریا وتکبر نام کو نہ تھا۔

آپ کا شعری ذوق ☆: آپ کو شعر وشاعری سے فطری لگاؤ تھا۔ اور اپنے جدید رنگ سے قطع نظر ایک مشاق غزل گو تھے۔ لیکن افسوس کہ آپ کے بیشتر کلام کا حصہ کسی سفر کے دوران ضائع ہوگیا۔

آپ حیدر آباد دکن میں رہنے اور دینی گھرانے سے تعلق رکھنے کے باوجود، اس جدید شعری رجحان سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ جو کچھ آپ نے کہا، اس رجحان کی بڑی صاف وواضح جھلک آپ کی شاعری میں نظر آتی ہے۔

Marfat.com

آپ کی شاعری کا اسلوب نہایت ہی سادہ اور اس کے بیان میں تسلسل کے ساتھ بڑی روانی پائی جاتی ہے۔ آپ نے تفصیلات کو بڑے ہی دلکش پیرائے میں بیان کیا ہے کہ بیان طویل ہوتے ہوئے بھی اس میں جذب اور وحدت الوجود کا درس نظر آتا ہے۔ جو سلوک کی منزل کے راہی کے لیے جام و مینا کی حیثیت رکھتا ہے۔ باوجود اس کے کہ کلام کی بلندی اور پرواز لامحدود ہے مگر زبان اور الفاظ اس قدر سلیس اور آسان کہ راہ طریقت میں پہلا قدم رکھنے والا طالب بھی اس کے معانی و مطالب سے آگاہ ہوتا نظر آتا ہے۔ آپ کا کلام نیچرل شاعری کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔ جس میں اعلیٰ شاعری کی وجدانی کیفیات موجود ہیں۔

نمونہ کلام ☆: آپ کی لکھی ہوئی چند غزلیات کے مطلع اور مقطع کے شعر بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔ جس سے آپ کی شاعری اور اس کے مقام کا اندازہ لگ سکتا ہے:

میری آنکھوں سے وہ آئینے میں صورت دیکھتے — پھر سنبھل کر اپنی حالت میری حالت دیکھتے
ہوتی ہیں غصے میں چار آنکھیں تو ان سے بے نظیر — ورنہ وہ آنکھیں دکھاتے اور حضرت دیکھتے

تسلی دل مبتلا کی تو ہوتی — کسی سے بھی اس نے وفا کی تو ہوتی
گلا بے نظیر اس کی رحمت سے کیا ہے — کبھی دل سے تو نے دعا کی تو ہوتی

یہی ہے اگر جان کھونا ہمارا — برابر ہے ہونا نہ ہونا ہمارا
چلے بے نظیر آپ وہ جستجو کو — مبارک ہو ہم کو کھونا ہمارا
کیسے کوئی کسی سے ستانا تمہارا — خدائی تمہاری زمانہ تمہارا
پڑے غش ہو کیا بے نظیر آنکھ کھولو — ہلائیں گے کب تک وہ شانہ تمہارا
وہ لذت تڑپنے کی کم ہو گئی — کسی کی وفا بھی ستم ہو گئی
یہ دیکھا کسے نزع میں بے نظیر — مری روح جو تازہ دم ہو گئی
یہ لذت اور قصوں میں کہاں ہے — ہماری داستاں اِک داستاں ہے
پہنچ جاتی ہے کسی کے گوش دل تک — ہماری آرزو اتنی کہاں ہے

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۵۱ ہجری بمطابق 1932ء کو ہوا۔ مزار پرانوار حیدر آباد دکن میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت حافظ فقیر عبدالکریم المعروف حافظ پیاری وارثی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف باللہ فنافی اللہ فنافی المرشد شہباز عشق ومحبت ومعرفت وحقیقت حضرت حافظ عبدالکریم المعروف حافظ پیاری شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ آپ واصل بالذات تھے۔ آپ بڑے گاؤں ضلع بارہ بنکی کے رہنے والے تھے اور قدوائی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا اصلی نام عبدالکریم ہے۔ آپ نے چھوٹی سی عمر میں قرآن کریم حفظ کرلیا تھا اور اس کے بعد حضور قبلہ عالم پناہ امام الاولیاء حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ حافظ پیاری کے نام سے مشہور ہیں اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ آپ اپنے رشتہ کے چچا کی لڑکی بنام پیاری دیوہ شریف میں رہتی تھی کو قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے کہ عشق صادق کی بنیاد پڑ گئی عشق و مستی کا جذبہ ایسا بڑھا کہ پڑھنا پڑھانا درکنار ملنے جلنے، بولنے چالنے کی بھی بندش ہوگئی۔ دونوں طرف آتش عشق بھڑکی اور کسی نہ کسی طرح خفیہ ملاقات کا سلسلہ جاری ہو گیا حالانکہ حافظ صاحب کو اس معاملے میں بڑی بڑی تکالیف جسمانی پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ حتیٰ کہ حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے بھی آپ کو پیاری کے ہاں جانے سے منع فرمایا مگر آپ نہیں مانے۔ ہر طرح کی زحمت گوارا کرنا منظور تھی۔ مگر

یار کی گلیوں میں کیونکر یار جانا چھوڑ دے
کس طرح بلبل چمن سے آشیانہ چھوڑ دے

جس وقت سرکار وارث عالم نواز حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنے عزم پر مستحکم پایا۔ تو حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا سنو۔ سنو۔ پاک عشق میں خدا مدد کرتا ہے۔ اگر ہزار ہرجائی ہو کچھ نہیں ہوسکتا پھر بھی دنیا کی طعن وتشنیع کی زبان کیونکر روکی جاسکتی ہے۔ حضرت حافظ صاحبؒ کو کنوئیں میں بھی ڈالا گیا اور اس کی چوٹ کا اثر تاحیات حافظ صاحب پر رہا مگر لڑکی والوں کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ حافظ صاحبؒ کے قبضے میں جنات ہیں اس لئے وہ سب گھر والوں کو پریشان بھی کرتے ہیں۔ حضرت حاجی صاحبؒ بھی سن کر فرمادیتے تھے۔ کہ ہاں ہاں پڑھا ہوا جن ہے اور حافظ عاشق ہے حافظ دیوانہ ہے۔ جب صورت حال خطرناک ہوگئی۔ تو حضرت حاجی صاحبؒ نے حکم دیا کہ حافظ تم شاہ منعم صاحب کے مزار پر جا کر صدا لگایا کرو حافظ صاحبؒ مزار پر کر یہ صدا لگانے لگے وارثا تیرے دربار میں آیا۔ مدد کیجیو شاہا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد حکم ملا۔ حافظ تم ہماری صورت دیکھا کرو حا

Marfat.com

صاحبؒ نے عرض کیا اگر آپ پیاری سے زیادہ حسین ہوتے تو آپ کو دیکھتا۔ یہ جواب سن کر سرکار وارث پاک نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ عاشق صادق کے سوا کسی کی جرأت نہیں فرمایا کہ حافظ عاشق صادق ہے۔

اِسی زمانہ میں حضرت حاجی صاحبؒ نے حضرت نور محمد شاہ وارثی خادم خاص سے فرمایا کہ عبدالرؤف کے گھر کہلا دو کہ ہمارے یہاں لڑکی کو نہ لیکر آیا کرو۔ کیونکہ حافظ عاشق ہے۔ اگر کہیں پکڑ لیا۔ تو قیامت تک چھڑانا مشکل ہوگا۔ حافظ صاحبؒ خود فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کے حکم سے حضرت منعم شاہ کے مزار پر چادر چڑھائی اور پھر ایک دم یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ آج چل کر پیاری کو گھر سے نکال لاؤ۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ یہ سوچ کر میں دیوان حافظ کے شعر پڑھتا ہوا چلا۔ راستہ میں حضور کا آستانہ پڑتا تھا۔ وہاں پہنچ کر رک گیا۔ خیال کیا کہ پہلے حضور انور کی قدم بوسی کرتا چلوں۔ گیا تو کیا دیکھا کہ سرکار وارث پاک کی جگہ پیاری رونق افروز ہے۔ اسی ادائے دلفریب سے کہ گلابی دوپٹہ اوڑھے بیٹھی ہے۔ میں سربسجود ہو گیا۔ سر اٹھاتا ہوں تو دیکھا کہ سرکار وارث پاک فرمارہے ہیں۔ یہی صورت ہے۔ جس کے ساتھ تمہارا حشر ہوگا جہاں کہیں دیکھو اسی صورت کو دیکھو آن کی آن میں سرکار وارث پاک نے مجاز کو حقیقت سے آشنا کر دیا اور احرام فقر ولایت وارثیہ عطا فرما۔ اور حافظ پیاری شاہ نام رکھا۔

حافظ پیاری شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو ہزاروں روپیہ نذرانہ ملتا سب سرکار کے قدموں پر لٹا دیا کرتے تھے۔ مختصر یہ کہ سرکار وارث پاک کا بنایا ہوا۔ یہ قلندر احرام پوش صاحب ولایت فقیر اس شان سے فقیری کر گیا کہ آج ہر وارثی فقیر کی زبان پر اس کا تذکرہ ہے۔ حافظ پیاری صاحبؒ اپنے مرشد ذی شان کے حضور ہر سال بڑی دھوم دھام سے زرد احرام شریف چادر چڑھاتے۔ اور تین دن تک صبح وشام ہر خاص وعام کے لیے لنگر عام کا نذرانہ پیش کرتے تھے۔

آپ حافظ پیاری شاہ صاحب ہی واحد ہستی ہیں کہ جنکے دیوہ شریف میں قیام کے لیے بحکم حاجی صاحب خانقاہ تعمیر ہوئی۔ جہاں قبلہ حاجی صاحب خود جلوہ افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ حافظ۔ حافظ یہ گدی بجھی رہے یہ جگہ قیامت تک آباد رہے گی۔ بفضل تعالیٰ مرشد برحق کے فرمان کے مطابق ایک صدی گذر جانے کے بعد بھی یہ خانقاہ حافظ پیاری شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ کے نام نامی اسم گرامی سے معروف وآباد بفیضان کرم "نور علی نور" ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال دو شعبان ۱۳۵۲ھ بمطابق 1933 کو ہوا مزار شریف نشست گاہ سرکار عالم پناہ خانقاہ حافظ پیاری شاہ دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی یو پی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ بالخصوص وارثی فقرا آج بھی آپ کے نام کا نعرہ مستانہ اس طرح لگاتے ہیں۔

مزا ہے پیاری کا مزا ہے پیاری کا

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

مدح در شان

حضرت میاں بیدم شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

میرے آقا میرے مرشد بیدمؒ عالی جناب
در حقیقت آسمانِ وارثی کے آفتاب

راز ہائے کن فکاں تھے آپ پر روشن تمام
جلوہ حق آپ کی حق بیں نظر میں بے نقاب

کھولتا تھا باتوں باتوں ہی میں اسرار و رموز
آپ کا طرز تکلّم آپ کا طرزِ خطاب

دم زدن میں ہائے وہ محفل کی محفل لٹ گئی
آسماں تاریک ہے جب ہو نہ روشن آفتاب

وارثؒ مشکل کشا کے لاڈلے بہرِ رسولؐ
اپنے حیرت پر نظر ہو پھر وہی حیرت مآب

ازقلم: حضرت فقیر حیرت شاہ وارثی

Marfat.com

لسان الطریقت حضرت فقیر میاں بیدم شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عاشق رسول سلطان الشعراء فنافی المرشد۔ لسان الطریقت بلبل چمنستان رسالت وولایت وارثیہ، حضرت میاں بیدم شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ منظور نظر حضور وارث عالم نواز ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۹۳ھ بمطابق ۱۸۷۶ء کو بمقام اٹاوہ (نیا شہر) یوپی انڈیا میں ہوئی اور اٹاوہ میں ہی آپ نے علم ظاہری کی ابتدائی اور آخری تعلیم مکمل کی۔

آپ کی طبیعت میں شاعرانہ وجدان فطری طور پر ودیعت تھا۔ تمام زندگی خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق گزاری نماز پنجگانہ اور نوافل کا کثرت سے اہتمام فرماتے مخلوق خدا سے محبت سے پیش آتے۔

خرقہ و احرام پوشی ☆: علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد باطنی علوم کی توجہ مرکوز ہوئی تو سلسلہ عالیہ وارثیہ میں مرشد دوراں سرکار عالم پناہ امام الاولیاء حضرت حاجی حافظ سیّد وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے قبلہ حاجی صاحب سرکار نے آپ کو اپنے دست مبارک سے خرقہ احرام فقر عطا فرمایا۔

ذوق شاعری ☆: آپ دوسرے شعراء کی شاعری سُن کر اپنے دل ہی دل میں گنگناتے رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ اس عشق نے ارتقا کی منازلیں طے کیں اور خود شاعر بننے کی تمنا ازلی آپ کو آگرہ لے گئی جہاں دوسرے احباب وارباب وطن بھی موجود تھے۔ جناب خواجہ آتش لکھنوی مرحوم کے شاگردوں میں وحید مانک پوری گزرے ہیں۔ اُن کے جانشین اور مقرب باکمال شاگرد سیّد نثار اکبر آبادی کا حلقہ تلامذہ اس وقت آگرہ میں عروج پر تھا۔ آپ بھی اس حلقہ میں داخل وشامل ہو گئے کچھ عرصہ میں ہی نعت گو شاعر کا مقام حاصل کر لیا اور تھوڑے ہی دنوں میں سراج الشعراء ولسان الطریقت اور بلبل چمنستان رسالتؐ کے خطاب سے خطاب کئے جانے لگے۔ آپ بحیثیت شاعر مشاعروں میں عامیانہ شرکت سے ہمیشہ اجتناب فرماتے تھے۔ بر بنائے تعلقات کبھی کبھی چلے بھی گئے تو آپ کا یہ معمول زندگی رہا ہے۔ کہ کسی محفل میں کبھی بھی کوئی کلام سنانے سے پہلے وہ کلام دیوہ شریف حاضر ہو کر حضور سرکار عالم پناہ قبلہ حافظ حاجی سیّد وارث علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ حیات تا بعد از وصال پہلے سناتے پھر وہ کلام دوسروں کو سناتے اپنی شاعری کے دوران تمام زندگی کبھی دنیاداروں کی مدح سرائی نہ کی اور نہ ہی ان کی تعظیم کی۔

Marfat.com

سیرت و کردار☆: آپ تمام رات عبادت و ذکر و فکر میں گزارتے کبھی غفلت نہ فرماتے ملنے والوں سے ملنے میں سبقت فرماتے اور وضع داری کے دامن کو کبھی بھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ آپ کی طبیعت انتہائی سادہ تھی ظاہرداری سے سخت نفرت۔ اخلاق بہت وسیع تھا۔ امیر ہو یا غریب سب سے ایک جیسا سلوک فرماتے۔ آپ ہمیشہ پیلا و سبز کا ہی۔ شربتی و کھتی رنگ کے احرام پسند فرماتے تھے۔ کھانے میں بیسن کی روٹی اور چٹنی مرغوب غذا تھی آپ اپنی بڑائی اور بزرگی کبھی کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے۔ موسیقی سے خاص لگاؤ تھا۔ اکثر آپ قوالوں کو اس فن کی تعلیم بھی دیتے تھے۔

"حضرت میاں بیدم شاہ وارثی کا مشہور زمانہ نعتیہ کلام"

عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسول
کہاں کہاں لئے پھرتی ہے جستجوئے رسول
خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزوئے رسول
خوشا وہ آنکھ جو ہو محوِ حسن روئے رسول
تلاش نقش کف پائے مصطفیٰ کی قسم
چنے ہیں آنکھوں سے زرات خاک کوئے رسول
پھر اُن کے نشہ عرفان کا پوچھنا کیا ہے
جو پی چکے ہیں ازل سے مئے سبوئے رسول
بلائیں لوں تیری اے جذب شوق صل علیٰ
کہ آج دامن دل کھنچ رہا ہے سوئے رسول
شگفتہ گلشن زہراؓ کا ہر گل تر ہے
کسی میں رنگ علیؓ اور کسی میں بوئے رسول
عجب تماشہ ہو میدان حشر میں بیدم
کہ سب ہوں پیش خدا اور میں روبروئے رسول

"غزل"

کاش مجھ پر ہی مجھے یار کا دھوکا ہو جائے
دید کی دید تماشے کا تماشا ہو جائے
دیدۂ شوق کہیں راز نہ افشاں ہو جائے

Marfat.com

دیکھ ایسا نہ ہو اظہار تمنا ہو جائے
آپ ٹھکراتے تو ہیں قبر شہیدان وفا
حشر سے پہلے کہیں حشر برپا نہ ہو جائے
آپ کا جلوہ بھی کیا چیز ہے اللہ اللہ
جس کو آ جائے نظر وہ بھی تماشا ہو جائے
شرم اس کی ہے کہ کہلاتا ہوں کشتہ تیرا
زندہ عیسیٰ سے ہو جاؤں کہ مرنا ہو جائے
دور میں ہو جائیں جو آنکھوں سے حجابات دوئی
پھر تو کچھ دوسری دنیا میری دنیا ہو جائے
اس کی کیا شرم نہ ہو گی تجھے اے شان کرم
تیرا بندہ تیرے سامنے رسوا ہو جائے
تو اسے بھول گیا وہ تجھے کیونکر بھولے
کیسے ممکن ہے کہ بیدم بھی تجھی سا ہو جائے

حضرت میاں بیدم شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ نے بہت سے کلام ہی نہیں بلکہ دیوان لکھے ہیں۔ اس مختصر میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے کلاموں کے مقطع پیش کئے جا رہے ہیں۔ اپنے عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

بیدم یہی تو پانچ ہیں مقصود کائنات
خیرالنساءؑ حسینؑ و حسنؑ مصطفیٰؐ علیؑ

اسی طرح اپنی ایک اور غزل کے مقطع میں فرماتے ہیں۔

اللہ پھر بھی حضرت بیدم پھر آیئے
آپ آ گئے تو آج میرا جی بہل گیا

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

بیدم کی تمنائے دل ہے کہ دم نزع
آئیں وہ مجھے شربت دیدار پلانے

اسی طرح اپنے ایک نعتیہ کلام میں مدینہ پاک کے خطے سے اپنی نسبت کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

سگ طیبہ مجھے سب کہہ کے پکاریں بیدم

Marfat.com

یہی رکھیں میری پہچان مدینے والے

اپنی ایک عارفانہ غزل کے مقطع میں فرماتے ہیں۔

بیدم وصال میں جو پلائی تھی یار نے
اب تک اسی شراب کا باقی خمار ہے

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

بیدم تیرے گریہ نے طوفان اٹھا ڈالے
اور نالوں نے دنیا کی بنیاد ہلا ڈالی

اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

بیدم ملے جو مجمع احبابِ دلنواز
پھر تو خزاں بھی ہو تو ہماری بہار ہے

اپنے دور کے شاعروں کے بارے میں کچھ اسی طرح فرماتے ہیں۔

کل تک مجھ سے لکھاتے تھے جو غزلیں بیدم
آج وہ صاحب دیوان بنے بیٹھے ہیں

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں آمد آمد اور میدان حشر میں تشریف آوری کے حوالے سے میاں بیدم شاہ صاحب اپنی نعت کے مقطع میں فرماتے ہیں۔

یہی بیدم کی آرزو اور یہی ہے خواہش یہی دعا ہے
جدا ہو سر تن سے یاالٰہی پر ان کا سودا نہ سر سے نکلے

عشق ومحبت کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر فرماتے ہیں۔

کس طرح دم تیرا بیدم نہ بھرے اے ساقی
آج تک یاد ہے وہ جام پلانا تیرا

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

دنیا سے بے نیاز زمانے سے بے خبر
بیدم ہے تیرا تیری تمنا لئے ہوئے

اپنے ایک پوربی کلام کے مقطع میں فرماتے ہیں۔

چندن بدن پر تہد سد ہے

Marfat.com

بیدم جائے واچ بلہاری

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

بیدم میری قسمت میں سجدے ہیں اسی در کے
چھوٹا ہے نہ چھوٹے گا سنگ در جاناں ناں

آپ کا کلام عشق ومحبت بھرا کلام ہے۔ جس میں معرفت ہی معرفت حقیقت ہی حقیقت اور عشق ہی عشق نظر آتا ہے۔ دنیا بھر میں محفل سماع ہو یا خطیب کا واعظ تقریر ہو یا تحریر شادی ہو یا کوئی دینی محفل اس میں مختلف مقامات پر آپ کا کلام پڑھا اور سنا جاتا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۸ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ بمطابق ۲۴ نومبر ۱۹۳۶ء کو شہر لکھنؤ میں ہوا مزار فیض آثار شاہ اویس کے گورستان دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی یوپی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ اپنے وصال اور مرقد منورہ کے حوالے سے اپنے آقا کے حضور اپنے جذبات کا ان الفاظ میں اظہار فرماتے ہیں۔

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اڑا دے
تیرے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

نوٹ ☆: آپ کے کلام کے اسی شعر کو حضرت شہنشاہ کلیام خواجہ محمد فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے پہلے عرس مقدس منعقدہ 1893ء قوال نے جب پڑھا تو حضرت شہنشاہ کلیام کی مرقد منورہ کو نہ صرف وجد ہوا، بلکہ گنبد مبارک بھی گھوم گیا، اس منظر کو لاتعداد افراد نے چشم ظاہر سے دیکھا۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر کلی شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر السادات، نسبت رسولی، فدائے وارث عالم نواز، آشنائے رموز و کنایات و معرفت حضرت سید عابد علی شاہ المعروف حضرت کلی شاہ رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان طہارت و پاکیزگی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۴۶ء کو موضع شیخ پور ضلع فرخ آباد انڈیا میں ہوئی۔ آپ کا پیدائشی نام سید عابد علی شاہ ہے اور سلسلہ درویشی سے آپ کا نام حضرت کلی شاہ ہے۔

آپ کا شجرہ نسب چند واسطوں سے حضرت امام حسین علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ آپ حسن و جمال میں یکتا اور صورت و سیرت میں بے مثال تھے جو کہ آپ کو ورثہ میں ملی تھی۔ آپ کی زیادہ تر تربیت اپنے نانا بزرگوار کے زیر سایہ ہوئی۔ نانا بزرگوار کی بدولت آپ ہمہ وقت جستجو الٰہیہ میں مست و مستغرق رہتے تھے۔ ایک دن آپ کے ایک قریبی دوست جن کا نام ریاض الکریم الہ آبادی تھا نے آپ کو دیوہ شریف کے سالانہ عرس مقدس حضرت سید قربان علی صاحب علیہ الرحمۃ میں شرکت کرنے کی دعوت دی تو آپ اپنے دوست کے ہمراہ میلہ کا تک دیوہ شریف میں حاضر ہوئے۔ اس موقع پر آپ حضور وارث عالم نواز قبلہ حاجی حافظ سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے تو وارث عالم نواز کی پہلی نگاہ ہی نے آپ کی دنیا بدل کر رکھ دی۔ اس وقت آپ کی عمر چودہ برس کی تھی۔

بیعت واحرام پوشی ☆: آپ چودہ برس کی عمر میں حضور وارث عالم نواز حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر احرام پوش فقیر ہوئے اور سرکار عالم پناہ نے آپ کو کلی شاہ کے خطاب سے نوازا۔

آپ نے تمام عمر فقر و قناعت کے ساتھ سیر و سیاحت میں گزاری۔ آپ دیوہ شریف کے سالانہ عرس مقدس میں چادر و گاگر شریف کا جلوس بمعہ قوالی پیش کرتے تھے۔ آپ نے تمام عمر تجرد کی زندگی بسر کی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۹۱ برس کی عمر میں گیارہ شعبان المعظم ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۹۳۷ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار خنک پورہ آگرہ انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کا سالانہ عرس مبارک ۲۵ تا ۲۷ شعبان المعظم کو آپ کے مزار پر بڑی عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں عاشقان وارث عالم نواز اور دیگر عقیدت مندان حاضری دے کر دینی و دنیاوی نعمتوں سے مالا مال ہوتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت سید غفور شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز، فقیر یگانہ، سلطانِ زمانہ، عارف ربانی، مرشد لا ثانی حضرت سید غفور شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ ضلع پٹنہ صوبہ بہار ہندوستان کے مشہور گاؤں کراپر سرا کے رہنے والے تھے۔ معروف صوفی بزرگ سر سید علی امام کا آبائی وطن بھی یہی تھا۔ آپ اور سر سید علی امام دونوں ہم جد تھے۔ اور دونوں ہی حضور وارث عالم نواز قبلہ حاجی حافظ سید وارث علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ دیوہ باشی کے مرید تھے۔

بیعت و احرام ☆: آپ سلسلہ عالیہ وارثیہ میں حضور عالم پناہ سلطان الاولیاء حضرت قبلہ حاجی سید وارث علی شاہ صاحب دیوہ باشی کے دست حق پرست پر بیعت تھے۔ اور حضور وارث عالم نواز سے ہی آپ خرقہ احرام پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

سلسلہ عالیہ کے لیے آپ کی خدمات ☆: آپ کی وجہ سے سلسلہ عالیہ وارثیہ کو بہت عروج ملا۔ اور آپ نے اپنی محنت شاقہ سے سلسلہ عالیہ کی رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دیا۔ بالخصوص انگریزی دان طبقہ کثرت سے آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوا۔ حضرت اکبرالٰہ آبادی بھی آپ کی ذات والاصفات سے گہری عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ دونوں کا وصال بھی ایک سن میں ہوا۔

آپ نے بہت سے رسالے تصوف کے مختلف عنوانات پر اردو انگریزی میں شائع کیئے۔ مگر افسوس کہ 1946ء کے فسادات صوبہ بہار کے بعد جب سادات کرام کا یہ اہم خاندان موضع کراپر سرا چھوڑ کر ادھر اُدھر منتشر ہوا تو ان کے یہ علمی جواہر پارے بھی محفوظ نہ رہ سکے۔ ان کی مطبوعہ کتاب ''خون حرمین'' بہت مشہور ہوئی۔

اکبرالٰہ آبادی کے آپ کے نام خطوط ☆: معروف صوفی شاعر اکبرالٰہ آبادی مرحوم نے آپ کے نام بہت سے خطوط لکھے تھے مگر افسوس کہ وہ بھی حوادثات زمانہ کا شکار ہو کر گم ہو گئے۔ آپ کے اعزا بھی نہ سنبھال سکے۔

حضرت سید غلام حسین شاہ حیدر آبادد کنی چشتی صابری علیہ الرحمتہ نے وہ خطوط جنکی تعداد پندرہ سولہ سے کم نہ ہے بچشم خود انہوں نے مطالعہ کیا تھا۔ جو کہ بہت نایاب خطوط تھے۔

حضرت سلیمان چشتی جن کا وصال 1935ء کو پھلوار عظیم آباد پٹنہ صوبہ بہار انڈیا میں ہوا۔ حضرت سید شاہ سلیمان قادری پھلواری

Marfat.com

علیہ الرحمتہ کا آپ کے نام بھی ایک خط بطور اقتباس قارئین کے پیش نظر ہے:

مخلص عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون و دعائے خیر۔ مُدعا یہ ہے کہ خط آپ کا پہنچا۔ آپ کی دختر کے انتقال سے آپ کے تردد خاطر کا تعلق ہوا۔ مگر پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ آپ درویش ہیں اور وارثی رنگ میں ہیں۔ درویش کی آنکھوں کے سامنے حیات و موت کوئی تعجب خیز واقعہ نہیں ہے، اور بالخصوص آپ حضرت حافظ حاجی سید وارث علی شاہ علیہ الرحمتہ کے فقیر ہیں جن کے ہاں جینے اور مرنے کی خوشی اور غم کا سبق کبھی پڑھایا ہی نہیں جاتا تھا۔ وہاں غِنا اور فقراء اور عزت و بے وقعتی سب کا خالق ایک ہی مانا گیا تھا۔ اور خالق بھی محبوب۔ پس محبوب کی ہر ادا محبوب ہے۔ پس حضرت موصوف کا مسلک رضا بہ قضا تھا۔ پس بجائے اس کے کہ میں آپ کو رواج دنیا کے مطابق صبر و شکر کی فہمائش کروں۔ یہ کہوں تو بہتر ہے کہ اپنے وارثی رنگ میں رنگے رہو۔ اور یوں کہتے رہو۔

میں پیا تورے رنگ میں سمائے رہی

آپ کے سوالات کے مختصر جوابات یہ ہیں۔

حضرت اویس قرنی ☆: حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیری مریدی کے بکھیڑے سے پاک تھے۔ غائبانہ عشق کے فرطِ شوق نے ان کی اہمیت کا قدم پکڑ لیا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ان کو پہنچنے نہ دیا۔ تذکرہ بزرگان دین میں یوں بھی درج ہے کہ حسب وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی المرتضیٰ و حضرت عمر نے انہیں خرقہ پہنایا۔ اب اسے چاہے خرقۂ برکت سمجھیے یا خرقۂ خلافت سمجھیے۔ بہر صورت مبارک اور مقدس ہاتھوں سے یہ عزت بخشی گئی تھی۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ دنوں تک زندہ نہ رہے اور حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ کے ساتھ جنگ صفین میں باغیوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ دنیا میں اپنی یادگار یہ چھوڑی کہ جب کوئی بزرگ بلاواسطہ کسی شیخ کے روحانیت محمدیہ سے فیض یاب ہوتا ہے تو وہ اویسی کہلاتا ہے۔

عشق آنست کزو نام و نشانم باقی است
گرچہ فانی شدہ ام ذکر و بیانم باقی است

خرقے کی حقیت ☆: متقدمین اولیائے کرام میں خرقے وغیرہ کی پابندی نہ تھی۔ کوئی پہنا تا تھا کوئی زبانی ہدایت خلق اللہ کی اجازت دیتا تھا۔ اور اجازت وغیرہ لکھنا یا عام مجمع کر کے کسی کو منتخب کرنا وغیرہ یہ سب لوازم اجازت سے نہیں ہیں۔ شیخ کامل و اکمل جس طرح سے جس کو چاہتا تھا سرفراز کرتا تھا۔

خرقۂ خلافت محض لباس نہیں ☆: کسی طرح کا خرقۂ و لباس ہو اگر شیخ کامل نے ہمت اور ارادے سے بخشش کی ہو تو وہ بے شک بجائے خلافت و اجازت کے متصور ہوگا۔

اب اس مختصر جواب کے بعد آپ سے مخلصانہ باتیں یوں کروں گا کہ آپ اگر اس وارثی لباس کے ساتھ اس رنگ ڈھنگ پر ثابت قدم رہیں اور خلق خدا کو ہدایت کریں اور خلق وارثی کے ساتھ متخلق ہو جائیں تو بخدا سب سے پہلے میں آپ کو حضرت موصوف کا خلیفہ

Marfat.com

ماننے کو تیار ہوں اور یہ بھی عرض کیئے دیتا ہوں کہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز کا اصلی رنگ یہ تھا کہ وہ دریائے وحدت کے ڈوبے ہوئے تھے۔ غیر و غیریت ان کے سامنے بالکل محو تھی۔

وارثی توحید☆: میں نے مکہ معظمہ میں حضرت شیخ العالم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب قدس سرہ العزیز کی زبانی سنا ہے کہ حضرت قبلہ حاجی سید وارث علی شاہ صاحب سا موحد دیکھنے میں نہیں آیا۔ سبحان اللہ ایک شیخ الشیوخ جس شخص کو بے مثل سمجھے اور دریائے توحید کا شناور جانے وہ کس پائے اور رتبے کا شخص ہو سکتا ہے۔

اب اس خط کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان بزرگوں کا بہترین نمونہ بنائے۔ اور آپ آئینۂ وحدت ہو کر عالم میں اپنا نور پھیلائیں۔

والسلام۔ شمس المعارف

مکاتیب شاہ سلیمان پھلواری

وصال با کمال☆: آپ کا وصال با کمال ۱۳۶۰ ہجری بمطابق 1941ء کو ہوا۔

مزار پُر انوار کراہر سرا ضلع پٹنہ گیا صوبہ بہار انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہلِ عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو سنوارتے ہیں۔

یہ حضرت شاہ سلیمان پھلوارویؒ وہ نہیں جو حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے مرشد تھے۔ اُن کا دور سرکار وارثِ پاک سے صدیوں پہلے کا ہے۔ پھر وہ قادری تھے (اور پھلواروی بھی نہ تھے۔)

یہ جن شاہ سلیمان پھلوارویؒ کا تذکرہ ہے یہ انیسویں صدی عیسویں میں ہوئے ہیں۔ ان کا تعلق سلسلہ چشتیہ سے تھا اور جس خط کا یہاں ذکر کیا گیا ہے وہ غلام حسنین شاہ پھلواروی اور جعفر شاہ پھلواروی کی کتاب ''شمس المعارف'' (مجموعہ مکاتیب) میں موجود ہے۔ ان کا عہد حیات 1858ء تا 1935ء ہے۔ یہ حضرت فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی اور حضرت امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔

حضرت شاہ سلیمان پھلواروی علیہ الرحمۃ کا تعلق پھلواری (عظیم آباد، پٹنہ، بہار، انڈیا) سے تھا اور حضرت شاہ سلیمان نوری قادریؒ کا تعلق خوشاب ضلع سرگودھا سے تھا۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت حاجی فقیر محبت شاہ وارثی پنجابی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف کامل، اسمِ بامسمیٰ، سراپا عشق ومحبت، فنافی المرشد حضرت غلام حسین المعروف حاجی محبت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب نورتوحید وتفرید ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں 1858ء میں ہوئی۔ آپ کے والدین نے آپ کا نام غلام حسین رکھا بعد میں سرکاری نام فقیر محبت شاہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

آپ کم عمری میں ہی حضور وارث عالم نواز سرکار حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

بیعت فرمانے کے بعد سرکار عالم پناہ نے فرمایا جاؤ سیاحت کرو۔ حکم ملتے ہی آپ پاپیادہ ہندوستان، ایران وعراق اور حجاز مقدس کے سفر پر نکلے اور بارہ برس تک سیاحت کرنے کے بعد جب دوبارہ حضور وارث پاک کی خدمت میں پہنچے تو سرکار نے آپ کو خرقہ احرام سے سرفراز فرمایا اور محبت شاہ کے خطاب کے نوازا۔ اس کے بعد سے آپ محبت شاہ کے نام سے معروف ہوئے۔

حضور وارث عالم نواز نے فرمایا محبت شاہ یہی لباس ہے یہی کفن ہے کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا۔ خدا ہر جگہ پر موجود ہے، سیاحت میں رہنا، یہاں ملاقات نہ ہو سکی تو وہاں ہوگی۔ اس کے بعد حضور عالم پناہ نے ساتھ ہی بیٹھے ہوئے فقیر نعمت شاہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ نعمت شاہ یاد رکھنا یہ پنجابی ہیں ان کا نام محبت شاہ ہے سب کو بتا دینا۔ یہ بہت بھولے ہیں۔ منہ سے کچھ نہیں بولتے صرف ایک کو دیکھتے ہیں۔ آپ کی ذات والاصفات سراپا محبت کا مجسمہ تھی۔ ہر ایک سے محبت سے پیش آتے۔ مزارات اولیاء اللہ پر نہ صرف حاضری دیتے بلکہ وہاں پر آنے والے زائرین کی خوب تواضع فرماتے۔ آپ ایک بہترین عارف کامل واکمل درویش باکمال اور صاحب تصوف اور صاحب سلسلہ بزرگ ہیں۔ ہزاروں افراد آپ کے فیضان سے مستفید ہوئے۔ بے شمار افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۶۵ ہجری بمطابق 1945ء دوران سیاحت سہوارہ کے مقام پر ہوا۔ مزار پر انوار سہوارہ میں ہی مرجع خاص عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت حافظ فقیر اکمل شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے حضور امام الاولیا وارث پاک سرکار، فقیر یگانہ، عارف باللہ، واقف اسرارِ معرفت وعلوم ربانی، ساقی میکشاں، وارث بیکساں، حضرت حافظ قاضی خورشید عالم المعروف فقیر اکمل شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ خورشید سلسلہ عالیہ وارثیہ ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۸۹ھ بمطابق 1872ء میں وقت کے قاضی القضات، عارف ربانی حضرت قاضی محمد عطا علیہ الرحمۃ کے گھر موضع سنگھوئی ضلع جہلم میں ہوئی۔ آپکا تعلق مغل برلاس خاندان سے تھا جن کا شجرہ نسب شہزادہ دارا شکوہ بن شاہجہان تک ملتا ہے۔ آپ کے اجداد میں قاضی ہدایت اللہ مادرزاد ولی تھے۔ پیدائشی سینہ پر **لا الہ اللہ** نقش ہے۔

چنانچہ گکھڑوں کے عہد میں آپ پوٹھوار میں قاضی القضاۃ تھے۔ انہوں نے آپ کی مہر وقضاء پر یہ عبارت کندہ کروائی۔ ''کلمہ **لا الہ اللہ** نقش برسینہ قاضی ہدایت اللہ'' یہ مہر قضاء خاندان کے نوادرات میں آج بھی موجود ہے۔

حضرت 1109ھ قبلہ حافظ فقیر اکمل شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ کے دادا حضور قاضی حافظ رکن عالم چشتی نظامی علیہ الرحمۃ، حضرت خواجہ شمس العارفین شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے اور حضرت حافظ اکمل شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ کے پردادا قاضی حافظ محمد حسن علیہ السلام علاقہ سنگھوئی جہلم کے قاضی القضاء تھے۔ خاندانی روایت کے مطابق حضرت حافظ صاحب نے بہت قلیل عرصہ میں مروجہ دینی علوم کی تکمیل کی اور سب سے پہلے بیعت طریقت کے لیے اپنے احباب کی معیت میں بارگاہ قادریہ میں سلطان العارفین سلطان باہوؒ حاضر ہوئے وہ زمانہ حضرت سائیں نور احمد قبلہؒ کی سجادگی کا تھا۔ آپ نے دیگر تمام احباب کو بیعت فرمایا لیکن حضرت حافظ صاحب کو فرمایا'' آپ کا تمام خاندان ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور تم بھی ہمیں عزیز ہو لیکن تمہارا حصہ پورب میں ہے اور اپنے وقت پر تم کو مل جائے گا گھبرانا مت ایک ہی بات ہے'' اور دعا فرما کر رخصت کر دیا۔

آپ نے اسی پریشانی میں فوج میں بطور خطیب ملازمت اختیار کر لی اور تلاش مرشد بھی جاری رکھی۔ 1897ء میں آپ دہلی میں

Marfat.com

قیام پذیر تھے کہ شہرہ سنا کہ حاجی صاحب آ رہے ہیں سارا شہر ریلوے اسٹیشن کی طرف دوڑ آیا تھا۔ آپ بھی پھاٹک پر جا پہنچے معلومات لیں کہ کون آ رہا ہے۔ تو پتہ چلا کہ آفتاب ولایت سیدنا حافظ وحاجی وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ دیوہ باشی تشریف لا رہے ہیں۔ بعد میں حافظ صاحب نے خود بیان کیا کہ مجمع کے ازدہام میں میں کھڑا پریشان تھا کہ ملاقات کیسے ہوگی کہ حضرت قبلہ حاجی صاحب اسٹیشن سے باہر نکلے اور سیدھے میری سمت آئے پاس پہنچے تو میں قدموں پر گر پڑا آپ نے اٹھایا اور فرمایا پنجابی حافظ آ گئے اچھا پھر ملاقات ہوگی۔ یہ فرما کر آپ اسٹیشن سے باہر نکل گئے اور مجھے حیران پریشان چھوڑ گئے۔

حافظ صاحب تلاش کرتے قیام گاہ وارث پاک تک جا پہنچے بیعت کی درخواست کی جو منظور ہوئی بیعت کے بعد ارشاد فرمایا اسی صورت کو یاد رکھنا۔ تھوڑے عرصہ بعد آپ کی پلٹن کو لکھنؤ بھیجا گیا جہاں آپ دو سال رہے اور شب و روز بارگاہ سرکار عالم پناہ حاجی وحافظ سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ میں دیوہ شریف حاضر ہوتے رہے اور فیض یاب ہوتے رہے۔ اسی دوران آپ نے سرکار عالم پناہ کی بارگاہ میں خرقہ فقر احرام کی درخواست پیش کی تو سرکار نے فرمایا جب تک والدین زندہ ہیں انکی خدمت کرو تمہیں تمہارا حصہ وقت پر مل جائے گا۔ والدین کی وفات کے بعد آپ کی حاضری دیوہ شریف بڑھ گئی۔ اسی دوران ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔

ایک دن آپ معمول کے مطابق سیر کو نکلے تو سرِ راہ ایک مندر کا کھلا دروازہ دیکھ کر اندر جا گھسے۔ اندر جا کر دیکھا کہ پنڈت بھگوان کی پراتھنا اور پوجا پاٹ میں مصروف ہے۔ پنڈت نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک مسلمان فقیر سامنے کھڑا ہے۔ اسی اثناء میں اور بھی پنڈت جمع ہو گئے اور قاضی صاحبؒ سے کہنے لگے کہ آپ یہاں بغیر اجازت کیوں چلے آئے۔ اس سوال پر قاضی صاحبؒ نے فرمایا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو، تو انھوں نے جواب کیا کہ اپنے بھگوان کی پوجا پاٹ۔ اس کے بعد قاضی صاحبؒ نے سوال کیا کہ آیا تمہارا بھگوان گفتگو بھی کر سکتا ہے اگر یہ بول نہیں سکتا تو یہ سمجھیں تمہارے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہندو پنڈتوں نے بیک زبان ہو کر کہا اس معاملہ میں ہم آپ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر آپؒ اپنے ڈیرے پر واپس تشریف لے گئے، ہندو پنڈت آپ کو تلاش کرتے کرتے پیچھے پہنچ گئے اور کہا کہ آپ نے ہمارے مذہب کی توہین کی ہے۔ اس معاملہ میں آپؒ ہمارے ساتھ مناظرہ کریں۔ اس کے لئے اتوار کا دن مقرر ہوا، مناظرہ کا دن مقرر کرنے کے بعد وہ ہندو پنڈت واپس چلے گئے۔ اتوار کے روز فوجی چھاؤنی کے پریڈ گراؤنڈ میں تماشا دیکھنے کے لئے لوگ بھی آ گئے اور قاضی صاحبؒ بھی تشریف لے گئے۔ پنڈتوں نے آپؒ سے بیک زبان ہو کر کہا کہ آپ اس بُت سے گفتگو کریں۔ قاضی صاحبؒ نے فرمایا کہ پنڈت جی! یہ تو سب آپ کے بھگوان ہیں اس لیے پہلے تم اس کے ساتھ بات کرو۔ پنڈتوں نے بہت منتر پڑھے لیکن بُت نہ بولا۔ آخر کار پنڈتوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ بعد میں قاضی صاحبؒ نے فرمایا کہ میرے اللہ کے حکم سے اٹھ کر کھڑا ہو جا۔ تماشائی یہ منظر دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے۔ قاضی صاحبؒ قبلہ وہاں سے چپکے سے نکل کھڑے ہوئے تو بُت بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ آپؒ نے پیچھے مڑ کر بُت کے تھپڑ رسید کیا اور فرمایا تم جھوٹے ہو آپ کا تھپڑ لگنے سے بُت ٹوٹ کر چکنا چور ہو گیا۔ اس واقعہ سے متاثر ہو کر ارد گرد

Marfat.com

کے لوگ کچھ زیادہ ہی زیر سایہ رہنے لگے۔

آپ کا قیام دیوہ شریف تھا فجر کی نماز کے لیے مسجد جا رہے تھے کہ سر راہ مکان سے کسی عورت کی گریہ زاری کی آواز سنی آپ مکان کے اندر چلے گئے دیکھا کہ بوڑھی عورت کا نوجوان لڑکا انتقال کر گیا ہے اور عورت زو رو کر کہہ رہی تھی کہ میرا ایک ہی بیٹا تھا۔ یہ بھی قدرت نے لے لیا حافظ جی سے یہ برداشت نہ ہوا لڑکے کا چہرہ دیکھا اور فرمایا یہ تو زندہ ہے۔ لڑکا اسی وقت اٹھ کر بیٹھ گیا حافظ جی مکان سے فوراً باہر نکل گئے۔ نماز فجر ادا کی اور بارگاہ مرشد بے نیاز میں جا پہنچے سرکار نے دیکھتے ہی فرمایا۔ ''پنجابی حافظ خدا کی رضا میں آئندہ دخل مت دینا اب دیوہ شریف ہماری زندگی میں نہ آنا۔ تیرہ سال جنگل کی سیاحت کرنا اور کسی بستی میں نہ جانا'' حافظ صاحب پر ان کلمات نے وجدانی کیفیت طاری کر دی اور آپ اسی وقت جنگل کو نکل گئے۔ عین سرکار وارث پاک کے وصال کے روز دیوہ شریف پہنچے اور غسل میں شریک ہوئے فیضو شاہ وارثی پانی ڈال رہے تھے اور آپ غسل دے رہے تھے پہلی جمعرات پر اوگھٹ شاہ وارثی نے امانت احرام آپ کے سپرد کی اور سرکار کا عطا کردہ نام اکمل شاہ رکھ دیا۔

جہاں آپ آستانہ وارث پاک میں جاروب کش کی خدمت انجام دیتے رہے پھر سیاحت کا حکم ہوا تو آپ ۵۸ برس تک نڈالہ، پیران کلیر شریف، انبالہ وغیرہ میں قیام کیا۔ زیادہ وقت نڈالہ میں گذرا اس عرصہ میں آپ کا معمول رہا کہ ہر سال رمضان المبارک دیوہ شریف گذارتے اور اسی دوران درگاہ عالیہ دیوہ شریف میں خدمت بجالاتے 1947ء میں حج وغیرہ باہم ادا فرمایا۔ واپس آئے تو تقسیم ہند کا اعلان ہو چکا تھا تو آپ پاکستان تشریف لے آئے پوٹھوار کے علاقہ میں بے شمار احباب آپ کے ہاتھ پر داخل سلسلہ عالیہ وارثیہ تھے۔

فروری 1948ء میں حافظ صاحب راولپنڈی تشریف لائے وہاں سے ڈھوک قاضیاں میں آپ قاضی غلام محی الدین، قاضی احمد جی اور اپنے منجھلے بھتیجے قاضی زاہد حسین وارثی کے مہمان تھے کہ حافظ عبدالکریم نوشاہی و بابا محمد زمان وہاں پہنچے اور بعد اصرار آپ کو چھپر شریف (تحصیل گوجر خان) لے گئے آپ کی طبیعت کچھ دنوں سے کافی ناساز تھی جو وہاں جا کر مزید بگڑ گئی۔

وصال سے ایک روز قبل آپ کی خطرناک حالت کو دیکھ کر حافظ عبدالکریم نوشاہی صاحب نے دریافت کیا کہ حضور مزار اقدس کس جگہ ہو آپ نے فرمایا مجھے دیوہ شریف سرکارؒ کے حضور پہنچا دیں۔ حافظ جی نے عرض کیا حضور دیوہ شریف تو ہندوستان میں رہ گیا ہے۔ حضور کوئی دوسری جگہ تو فرمایا۔ ''جہاں ہم اور تم ملتے رہیں'' پوچھا اگر سنگھوئی والے آ جائیں۔ تو فرمایا ''اڑیہ (پنجابی) ان کا بھی حق ہے'' یہ حالات 7 مارچ کے ہیں۔ 8 مارچ خراب طبیعت کے باوجود صبح سوا چار بجے سرکار عالم پناہ کا قل شریف پڑھا اور سلام پیش کیا۔ شام تک طبیعت بہت بگڑ گئی عجیب بے چینی کی کیفیت میں سرکار عالم پناہ کا مرقع شریف منگوایا زیارت کی اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

Marfat.com

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۶۸ھ بمطابق 8 مارچ 1948ء بروز منگل کو ہوا۔ مزار فیض آثار چھپر شریف چنگاہنکیال تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں مرجع ہر خاص و عام ہے۔ آپ کے مزار مبارک کا سنگ بنیاد اور سات۔ آٹھ مارچ سالانہ عرس مبارک کی ابتداء حضرت الحاج فقیر حیرت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں شروع ہوئی اور موجودہ ناظم آستانہ میاں قاضی عزیز احمد صاحب وارثی کی رنگ احرام پوشی کی گئی اور انہیں عزت شاہ وارثی کا خطاب عنایت فرمایا گیا۔ ۸ مارچ ۱۹۵۶ء کو حضرت قاضی اکمل شاہ وارثی صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرس کی بابرکت محفل میں حضرت الحاج خواجہ بابا حیرت شاہ صاحب وارثی علیہ الرحمۃ نے دیا اور تاحیات بڑی ہی وضع داری سے سات آٹھ مارچ کے سالانہ عرس مبارک کی نگرانی فرماتے رہے۔

بقول مصنف صاحب ''محبوب الوارثین'' میاں عطا اللہ ساگر وارثی مرحوم کہ حضور میاں بابا حیرت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے منعقد کردہ جلوس چادر شریف میں ہزاروں عقیدت مندوں کا قابل دید حیرت نما اژدھام ہوتا تھا۔ آپ کے وصال ۱۹۶۳ء کے بعد حضرت قبلہ بھائی فقیر سید عنبر علی شاہ وارثی علیہ الرحمۃ چشتی اجمیری نے جلوس چادر شریف کو بڑی وضع داری سے برقرار رکھا۔

نوٹ ☆: حضرت حافظ اکمل شاہ صاحب کے وصال کے بعد آپ کے خادم خاص عبداللہ شاہ وارثی آپ کے پہلے منتظم ٹھہرے۔ ان کا وصال ۲۳ اپریل ۱۹۵۳ء میں ہوا۔ اس کے بعد قاضی عزیز احمد المعروف عزت شاہ وارثی صاحب کی احرام پوشی بدست حضرت فقیر حیرت شاہ وارثی مورخہ ۸ مارچ ۱۹۵۶ء بموقعہ سالانہ عرس مبارک حضرت اکمل شاہ وارثی چھپر شریف میں ہوئی۔ آپ قاضی حافظ اکمل شاہ صاحب وارثی کے بھتیجے تھے۔ اُس وقت فقراء و سفید پوشوں نے اختلاف کیا لیکن قبلہ حیرت شاہ وارثی نے فرمایا مجھے وارث پاک نے حکم دیا ہے اس حکم کے مطابق ان کی احرام پوشی کر رہا ہوں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت حاجی فقیر اوگھٹ شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مرد با کمال، پیکر حسن و جمال، فدائے حضور وارث عالم نواز حضرت قبلہ حاجی اوگھٹ شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب نور توحید و تفرید ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت صوفی بزرگ جناب حضرت شاہ شمس الدین صابری علیہ الرحمتہ کے گھر بچھرایوں ضلع مراد آباد انڈیا میں ہوئی۔

آپ ماہ جمادی الاول 1314 ہجری بمطابق 1896ء میں اپنے والد بزرگوار کے حکم سے دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی امام الاولیاء حضور وارث عالم نواز حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ علیہ الرحمتہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہو کر غلامی میں داخل ہوئے۔ اور بعد تکمیل مجاہدات کے حضور وارث عالم نواز سے احرام حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔ آپ نے حضور وارث عالم نواز کے حکم سے چند برس سیاحی بھی کی۔ آخری زمانہ میں حضور وارث عالم نواز کے دربار میں آپ کو خدمت نامہ نگاری تفویض ہوئی تھی۔ جس کو آپ باحسن الوجوہ انجام دیتے رہے۔

اپنے آبائی وطن بچھرایوں ضلع مراد آباد میں اپنے والد بزرگوار کے مزار پُر انوار پر مرشد کامل کے حکم سے قیام فرما کر فیض وارث پاک اور فیضان مخدوم صابر کلیری لوگوں میں تقسیم فرماتے رہے۔

تصنیفات و تالیفات ☆: آپ صاحب تصانیف و صاحب دیوان ہیں۔ آپ کی طبیعت میں شاعرانہ وجدان عشق وارث پاک سے ودیعت ہوا تھا۔

آپ کی تصانیف میں فیضان وارثی، شہاب ثاقب اور رشحات الانس معروف ہیں۔

خدمت سلسلہ عالیہ وارثیہ ☆: آپ نے تیئیس برس کی عمر میں حضور وارث عالم نواز سے خرقہ و احرام حاصل کیا۔ اور 58 برس تک مسلسل سلسلہ عالیہ وارثیہ کی تعلیمات اور فیضان سے بے شمار افراد کو فیضیاب کیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال با کمال 85 برس کی عمر شریف میں مورخہ 8 محرام الحرام 1372 ہجری بمطابق 1952ء کو بمقام پٹنہ صوبہ بہار انڈیا میں ہوا۔ مزار پُر انوار خانقاہ بچھرایوں ضلع مراد آباد یو پی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت بابا حسن رضا وارثی المعروف رضا وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز، آئینہ جمال وجلال حقانی، مظہر کمال تامہ انسانی حضرت بابا حسن رضا وارثی المعروف رضا وارثی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب وماہتاب ولایت وارثیہ ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1276ء کو موضع سلطان پور اتر پردیش بھارت کے ایک مذہبی وروحانی گھرانے میں ہوئی۔

آپ کے والد گرامی حضور وارث عالم نواز امام الاولیاء حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ دیوہ باشی ضلع بارہ بنکی کے مرید تھے۔ آپ کے والد گرامی جب کبھی حضور وارث عالم نواز حضرت حاجی صاحب قبلہ کی خدمت میں جاتے تو آپ کو بھی ہمراہ لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے والد گرامی نے حضور وارث عالم نواز کی بارگاہ میں عرض کی حضور اس بچے کو بھی داخل سلسلہ فرمالیں۔ حضور وارث پاک نے آپ کو سلسلہ عالیہ وارثیہ میں اپنے ہاتھ پر داخل فرمایا اور کچھ عرصہ اپنی خدمت میں رکھا۔

بعد ازاں عبادت وریاضت کا حکم دے کر برما کے جنگلات میں جانے کی ہدایت فرمائی۔ آپ مرشد کامل کے حکم سے سات برس تک برما کے جنگلات میں عبادت وریاضت میں مشغول رہے۔

آپ برما کے جنگلات میں مصروف ریاضت ومجاہدہ تھے کہ ایک دن حضور وارث عالم نواز سلطان الاولیاء حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ صاحب علیہ الرحمتہ سے آپ کی ملاقات ہوئی تو وارث عالم نواز نے فرمایا کہ حسن رضا تم کلکتہ چلے جاؤ۔ آپ نے عرض کی حضور وہاں کیا کروں۔ سرکار نے فرمایا جو کام پہلے ملے وہی کرنا۔

چنانچہ آپ رنگون کے راستے کلکتہ تشریف لے آئے۔ ان دنوں آپ کی صحت بہت اچھی تھی۔ آپ کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ پولیس کمشنر کی سرراہ آپ پر نظر پڑ گئی۔ اس نے آپ سے پوچھا نوکری کرو گے۔ آپ نے فرمایا کریں گے۔ اس نے آپ کو پولیس میں بھرتی کرلیا۔

چونکہ آپ کا مزاج فقیرانہ تھا۔ تاحیات مجرد رہے اور جذب وکیف کے عالم میں رہتے تھے۔ اس لیے پولیس کمشنر اور دوسرے ملازمین آپ کو پاگل بابا کے نام سے پکارتے تھے۔

اتفاق سے ایک دن کمشنر پولیس کا بچہ چھت سے گر کر مر گیا۔ جس کی وجہ سے پولیس کمشنر بہت رنجیدہ خاطر تھا۔ ڈاکٹر جواب دے

Marfat.com

چکے تھے۔ بالآخر مایوسی کے عالم میں پولیس کمشنر نے ملتجی نظروں سے آپ کی طرف دیکھا۔ آپ نے آگے بڑھ کر بچے کو گود میں اٹھا کر بغور دیکھ کر فرمایا اس کی تو سانس چل رہی ہے۔ جب کمشنر اور دیگر احباب نے دیکھا تو لڑکا واقعی زندہ تھا۔

اس واقعہ کا پولیس کمشنر پر ایسا اثر پڑا کہ اس نے دفتر جا کر آپ کی فائل منگوائی اور اس پر لکھ دیا کہ یہ تا ملازمت ڈیوٹی نہیں کرینگے۔ اور نہ ہی وردی پہنیں گے۔ چونکہ اس سے قبل آپ دو مرتبہ پولیس کی سرکاری وردی کسی کے پاس گروی رکھ کر دو بھوکوں کو کھانا کھلا چکے تھے۔

آپ پولیس کے محکمہ سے ریٹائر ہونے کے بعد بھی کلکتہ میں ہی رہے۔ اور اس دوران کسی کو اپنا مرید نہیں کیا۔ اکثر عرس مبارک دیوہ شریف کے موقع پر تشریف لاتے تو سینکڑوں معتقد ہمراہ ہوتے تھے۔

آپ کا معمول تھا کہ دیوہ شریف میں اپنے ساتھ آئے ہوئے عقیدتمندان کو سرکار وارث پاک کے مزار شریف کی چادر پکڑوا کر انہیں داخل سلسلہ فرماتے اور فرماتے کہ آج سے یہ تمہارے پیر ہیں۔ تم ان کے مرید ہو۔ ہم گواہ ہیں تم ہمارے پیر بھائی ہو۔ تم انہیں مانو ان سے محبت رکھو گے تو سب کچھ حاصل کرو گے۔ آپ کے سینکڑوں عقیدتمندان ملک بھر کے گوشے گوشے میں موجود ہیں۔

آپ کی زندگی انتہائی سادہ تھی سادہ لباس کرتہ اور لنگی آپ کا خاص لباس تھا۔ جو زرد رنگ کا ہوتا تھا۔

آپ کی شاعری ☆: ہر دانشور اور صوفی کی طرح آپ نے بھی اپنے جذبات اور روحانی خیالات اور سلسلہ عالیہ وارثیہ کے عقائد کو شعری جامہ پہنایا۔ اور اس میں کافی کامیابی حاصل کی۔ آپ کا کلام تقریباً ایک ہزار نظموں اور غزلوں پر مشتمل ہے 1965ء میں اس کا ایک مجموعہ "انتخاب فرمودات رضا" کے نام سے شائع ہوا تھا۔ جس نے کافی مقبولیت پائی۔

نمونہ کلام ☆: آپ کے ہر کلام کا مطلع اور مقطع قارئین کے ذوق کے لیے پیش خدمت ہے:

آپ ہی دانا آپ ہی پونی آپ ہی بندہ مولیٰ
آپ ہی دولت مال خزانہ آپ ہی بانٹسن والا
ہر کا کھیل نرالا سادھو ہر کا کھیل نرالا
کہت رضا وارث رے بابا کھیل ہے واکا نرالا
وہ تو ہے ہر رنگ میں سمایا پرکھے پرکھن والا
ہر کا کھیل نرالہ سا دھو ہر کا کھیل نرالا
چلوری گوئیاں وارث علی کے دوار

دیوانگر میں دھوم مچی ہے دولہا بنے ہیں وارث پاک
مِل جُل سب سکھی سہرا گاویں جھومت ہے سنسار

Marfat.com

انحد کا باجا باجن لاگے عرش سے آئی بارات
دولہا بن مورے مرشد وارث تا پہ رضا بہار
چلوری گوئیاں وارث علی کے دوار

دل وہی دل ہے جو اللہ کا جلوہ دیکھے — آنکھ وہ آنکھ جو قدرت کا تماشہ دیکھے
ہم اسی طرح رضا دیکھ رہے ہیں اس کو — جس طرح پیاس کا مارا کوئی دریا دیکھے

....

جی میں آتا ہے بُت کافر تیری پوجا کروں — آئینہ تجھ کو بناؤں اور میں دیکھا کروں
ہے یہی اپنی تمنا اے رضائے وارثی — روبرو پیر مغاں ہواور میں دیکھا کروں

....

میری شان وہ ہے کہ میں جا بجا ہوں — جہاں ڈھونڈیئے ہر جگہ بر ملا ہوں
جہان تجسس میں نورِ خدا ہوں — خدائی ہے میری میں عقدہ کشاں ہوں
ہر اک روپ میں ہوں میں ان روپیا ہوں
عقیدت سے جس نے مجھے جب پکارا — دیا میں نے ہر ڈوبتے کو سہارا
میری رحمتوں کا وہ بہتا ہے دھارا — کہ منجدھار میں سب کا میں ناخدا ہوں
ہر اِک روپ میں ہوں میں ان روپیا ہوں

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۷۴ ہجری بمطابق 17 اپریل 1954ء صبح سات بج کر 15 منٹ ہوا۔ مزار پر انوار نمبر ۱۲ اصندل سٹریٹ، نمرارائے چرن پال کلکتہ انڈیا میں مرجعٔ خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب واذہان کونور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر عبداللہ شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز، فنافی المرشد حضرت فقیر عبداللہ شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ ندوۃ الاصفیاء ہیں۔

آپ نے عیسائی مذہب سے تائب ہو کر حضرت فقیر حافظ اکمل شاہ وارثی کے ہاتھ اسلام قبول کیا۔ ندالہ ریاست کپورتھلہ میں حضرت اکمل شاہ وارثی کی خدمت پر مامور رہے۔ حافظ نظام الدین سے قرآن پاک پڑھا، محبت شاہ پنجابی وارثی کی خدمت پر بھی 7 سال مامور رہے۔ سلسلۂ وارثیہ میں حضرت اکمل شاہ وارثی کے ذریعہ داخل ہوئے نصف احرام حضرت محبت شاہ پنجابی وارثی سے ملا تکمیل احرام پاکستان بننے کے بعد تفضل حسین شاہ وارثی سے ہوئی۔

پاکستان بننے پر حضرت اکمل شاہ وارثی پاکستان آ گئے۔ عبداللہ شاہ وارثی بعد میں آپ کی تلاش میں پھرتے پھرتے جب پاکستان آئے تو پتہ چلا حضرت اکمل شاہ کا وصال ہو گیا ہے تو بقیہ زندگی چھپر شریف تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں حضرت کے مزار کی خدمت میں گزار کر مورخہ ۱۳۷۵ھ بمطابق 27 اپریل 1953ء کو وصال پایا۔

عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ قاضی زاہد حسین وارثی (حضرت اکمل شاہ وارثی کے بڑے بھتیجے اور فقیر تنویر وارثی کے والد گرامی) نے پڑھائی اور حضرت اکمل شاہ وارثی کے قدموں موضع چنگا بنگیال چھپر شریف تحصیل گوجر خان میں دفن ہوئے۔ وہیں آپ کی مرقد منورہ آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت خواجہ حافظ مقصود شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: فرد یگانہ، عارف زمانہ فنا فی اللہ۔ بقابا اللہ شیخ العشق والمحبت، شہباز میدان حقیقت و معرفت حضرت خواجہ حافظ مقصود شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حافظ پیاری شاہ علیہ الرحمۃ کے حقیقی چھوٹے بھائی اور برادر طریقت تھے سلسلہ عالیہ وارثیہ میں آپ کی ذات والا صفات بہت ذیشان و باعظمت تھی۔

آپ کامل عاشق صفت معشوق صورت وجیہہ سراپا محبت مکمل درد آئینہ حسن ازل تھے۔ آپ توکل میں بے مثال صبر و شکر اور تسلیم و رضا میں یکتا۔ رغبت یاد محبوب میں غرق عاشق مزاج ذوق سماع میں کمال باز وال مجسم اخلاق تبسم برلب خمار توحید سے نگاہیں مست الست۔ رموز آشنائے حقیقت و معرفت مظہر آیات الفقر و فخری الغرض آپ ایک مکمل درویش جسکی مثال آپ کے ہم عصر لوگوں میں نہ ملتی تھی آپ کی ذات سلسلہ عالیہ وارثیہ میں مثل آفتاب روشن تھی آپ حضرت حاجی سید وارث علی شاہ سرکار عالم پناہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت تھے اور حضور سرکار وارث پاک سے ہی آپ کو نصف احرام حاصل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ مقصود شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ سفر کے لیے نکلے دوران سفر بمبئی پہنچے بمبئی میں قیام کے دوران لوگ آتے اور دعاؤں کے لیے التجا کرتے اسی دوران چند عورتیں پانی کے پیالے لے کر حاضر ہوگئیں۔ اور عرض کرنے لگیں حضور اس پانی پر دم کردیں۔ آپ نے سرکاری نلکے کے اوپر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا جس کو جو بھی تکلیف ہو وہ اس تکلیف سے نجات کے لیے یہ پانی پیئے انشاء اللہ شفا ہوگی۔

پورے شہر کے لوگ اس نلکے سے پانی پیتے اور شفایاب ہوتے۔ حتیٰ کہ اس پانی کا نام آب حیات مشہور ہوگیا۔ آپ کے خصوصی خادم نے عرض کیا۔ حضور پانی کے نلکے پر کونسا دم پڑھا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ سرکار کا تصور کیا ہے سرکار جانے ہمیں کیا۔

استاد سید باقر حسین باقر شاہجہان پوری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ حیدر آباد دکن میں قیام فرماتے تھے کہ نواب طاہر علی خان صاحب نے عرض کیا حضور کیا دنیا میں بھی کیمیا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔

یہ کہہ کر آپ نے نواب صاحب کے صحن میں باغیچے میں لگے گھاس کو توڑا اور پانی کے دیگچے میں ڈال کر تانبے کا پیسہ اس میں ڈال کر آگ پر پکنے کے لیے رکھ دیا جب پانی خشک ہوگیا وہ تانبے کا پیسہ زر خالص بن چکا تھا۔ آپ نے اس کو بازار میں فروخت کروا کر شیرنی

Marfat.com

منگوا کر فاتحہ پڑھ کر لوگوں میں تقسیم کر دی۔

نواب صاحب نے عرض کیا حضور یہ کیا تھا آپ نے فرمایا کہ نواب صاحب فقیر جس چیز پر نظر ڈالتے ہیں۔ وہی کیمیا ہو جاتی ہے۔ آپ صاحب نظر سیف زبان تھے جو فرماتے ہو جاتا تھا۔ حضرت حافظ پیاری صاحب کے وصال باکمال کے بعد عرس وغیرہ اور دیگر تمام معاملات آپ ہی کے زیر نگرانی و سرپرستی میں چلتے رہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۷۷ھ 11 رجب بمطابق 26 فروری 1957ء کو ہوا مزار شریف خانقاہ حافظ پیاری شاہ وارثی دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی یوپی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر سید تفضّل حسین شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز فقیر یگانہ، فخر السادات حضرت فقیر سید تفضل حسین شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ غریق بحرِ محبت ہیں۔

آپ امبالہ کے رہنے والے تھے بچپن میں بارگاہ سرکار عالم پناہ میں حاضر ہو کے بہت عجیب وغریب خوارق دیکھ کر بیعت ہوئے، عرصہ دراز تک جذب ومستی میں رہے قائم اللیل وصائم الدہر تھے فقر وتسلیم ورضا کی منزل حقیقی پر فائز تھے چالیس بار حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کی......

نسبت اویسیہ سرکار وارث پاک سے قوی رکھتے تھے سرکار نے عالم رویا میں احرام عنایت فرمایا جس کی تصدیق حضرت میاں اوگھٹ شاہ وارثی نے فرمائی۔ پاکستان بننے کے بعد انبالہ سے ہجرت کر کے کراچی قیام فرمایا۔ حضرت عبداللہ شاہ وارثی خادم خاص حضرت اکمل شاہ وارثی (چھپر شریف) کا احرام 1949ء میں انہوں نے مکمل فرمایا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۹ رجب المرجب ۱۳۷۸ھ بمطابق 1958ء کو ہوا۔

مزار پر انوار ماڈل کالونی کراچی میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر بابا فیضو شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز، مست الست نغمات بے ساز، جامع الصفات وکمالات، حضرت فقیر بابا فیضو شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ سپہر نیرٌ افق ولایت ہیں۔

آپ تقریباً 35 سال بارگاہ سرکار عالم میں خادم خاص رہے آخر وقت وصال بھی موجود تھے۔ شب وروز کے معمولات سے خوب واقف تھے سرکار عالم پناہ کے مستند فقیر تھے۔

موضع سیتاپور کے رہنے والے تھے سرکار عالم پناہ کے حکم سے حج کیا۔ 26 سال ترک حیوانات کے ساتھ روزہ رکھا۔

فنافی الشیخ تھے ذات کے دھنیا تھے بعض اوقات لوگ تنگ کرتے دھنیا کہہ کر چھیڑتے ایک روز بارگاہ عالم نواز میں رو پڑے کہ حضور لوگ تنگ کرتے ہیں دھنیا کہتے ہیں سرکار عالم پناہ نے فرمایا سنو سنو فیضو شاہ تم دھنیے تو ہم بھی دھنیے ہم سید تو تم بھی سید۔ وقت آخر سرکار عالم پناہ کے سرہانے موجود تھے کہ حضور نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا: **"فیضو شاہ تیار ہو جاؤ سواری آ گئی ہے چار بجے چلیں گے...... تو فیضو شاہ کی چیخیں نکل گئیں عرض کیا حضور مجھے ضرور ساتھ لیتے جایئے گا۔"**

سرکار عالم پناہ کے ایسے عاشق تھے کہ حضور وارث عالم نواز کے وصال کے بعد اپنی آنکھیں سی لیں کہ اب ان آنکھوں سے کسی اور کو نہ دیکھوں گا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۸۱ھ بمطابق 1961ء کو ہوا، مزار پُرانوار موضع بہما انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت ابر شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: خوکردۂ جمال احمدی، پروردۂ کمال محمدی، مجذوب عشق رحمان ومخمور شراب عرفان، حضرت ابر شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ جمال معرفت وکمال حقیقت ہیں۔

والد کا نام خلیفہ مہر علی قادری ہے۔ 1901ء میں آپ کی ولادت جالندھر شہر انڈیا کی ایک بستی میں ہوئی۔ آپ اپنے وقت کے عظیم احرام پوش فقیر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پکے عاشق تھے۔ تمام زندگی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف میں گذری۔ شریعت کے احکام کی پابندی آپ کا شیوہ خاص تھا۔ علماء اور مشائخ کی دل کی گہرائی سے عزت وخدمت کرتے تھے۔

بیعت واحرام ☆: آپ سلسلہ عالیہ وارثیہ میں لسان الطریقت حضرت مولانا فقیر بیدم شاہ وارثی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر 1924ء کو جالندھر میں بیعت سے سرفراز ہوئے اور انہی سے خرقۂ احرام پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔

اہل دنیا کے نام آپ کا پیغام ☆: آپ کے مزاج میں دنیا کی رنگینی نہ تھی۔ بلکہ ہمہ وقت آخرت کا شوق دامنگیر رہتا تھا، آپ خود لکھتے ہیں۔

زمانہ کے نزدیک پچاس برس اور پچاس ہزار برس برابر ہیں، اور دونوں کی ہستی فضول۔ آخر نیستی سے کام پڑنے والا ہے۔ چلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ آج مجھ پر روشنی ہے۔ کل تجھ پر۔ مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ اندھیرے سے بچ جائیں۔

دنیا کیا ہے؟ ہنگامۂ جاہ بیجا ہے۔ اور کارگاہ ہستی کا نام ''دنیا'' رکھ دیا گیا ہے۔ یہاں رات دن عدم اور وجود میں لڑائی رہتی ہے۔ موت سے زیادہ ہستی کا کام جاری ہے۔ دنیا وہ جگہ ہے جہاں موت کو بھی زندگی سے لاچاری ہے۔ پیدائش کی وہ دھوم ہے کہ کسی کو موت کا خیال ہی نہیں آتا۔ ایک جاتا ہے تو دو آتے ہیں۔ زمین میں چھپا تو ایک دانہ مگر وہ سڑ کر ہزار دانے کو جنم دیتا ہے۔ ایک جسم بگڑتا ہے تو لاکھوں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔

موت اگرچہ بہت تلخ چیز ہے مگر اسی وقت تک جب اس کا خیال ہو۔ مگر جب وقت گذرا بس پھر کچھ نہیں۔ بالکل سانپ کی کینچلی کی مثال ہے۔ جب تک سانپ کینچلی میں رہا۔ ایک مصیبت میں رہا۔ اور اس کے اتارنے سے ڈرا۔ اور جب اتار پھینکی ایک آسائش اور آرام محسوس کیا۔ اسی طرح انسان بھی جب تک زندہ رہا۔ مصیبت میں رہا۔ اور موت کے خیال سے بھاگتا رہا۔ لیکن جہاں موت آگئی۔ بس اس سے بڑھ کر سبک روح کوئی نہیں، کائنات کا یہ ہنگامہ اور دنیا کی رنگارنگی آناً فاناً معدوم ہو جاتی ہے۔ اور انسان محض ایک افسانہ بن کر رہ جاتا ہے۔

میں آخر انسان ہوں اور دوسروں کی طرح زندگی اور موت کی کشمکشوں میں مبتلا یقیناً اپنی اس کوتاہ فہمی سے بے حد محجوب ہوں کہ انہی کشمکشوں

Marfat.com

کے باعث میں اپنے گلستان سخن سے پھول چن کر گلدستہ تیار نہ کر سکا جسے اپنے برادران طریقت کی خدمت بابرکت میں پیش کر سکوں۔

آپ کی شاعری پر حضرت وزیر الدین آصف صابری کا اظہار خیال ☆: معروف صوفی بزرگ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے ترجمان جناب حضرت وزیر الدین آصف چشتی صابری صاحب رقم طراز ہیں کہ ابر شاہ وارثی مشق سخن فرماتے ہیں۔ یوں تو پنجابی سارے پنجاب میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔لیکن پنجاب کے بعض حصوں میں اس قسم کی پنجابی بھی رائج ہے جسے عوام الناس سمجھنے سے عاری ہوتے ہیں۔اس کے برعکس ابر شاہ وارثی کی شاعری اتنی سلیس اور عام فہم ہوتی ہے کہ عوام نہایت آسانی سے سمجھ لیتے ہیں،آپ کی شاعری کا آغاز تو کشمیر کی ایجی ٹیشن سے بہت پہلے ہو چکا تھا،تاہم آپ کا اتنا چرچا نہ تھا۔کہ جتنا مداح سلطان مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے اور محبوب العارفین لسان الطریقت،سراج الشعراء حضرت مولانا فقیر بیدم شاہ وارثی علیہ الرحمتہ کی غلامی میں آنے کے بعد ہوا۔اس مقام کو دیکھ کر میں تو یہ کہتا ہوں کہ

ابر شد ہرگز نہ یکتا در سخن
تا غلامے بیدم عالی نہ شد

آپ کی شاعری کے بارے میں قمر جالندھری کا اظہار خیال ☆: کلام ابر شاہ وارثی کسی کا محتاج بیان نہیں۔ ہر کس و ناکس آپ کی گوہر فشانی سے خوب واقف ہے۔زبان حال سے جب آپ ارشاد فرماتے ہیں تو سامعین کی حقیقی جھولیاں گوہر مقصود سے بھر جاتی ہیں۔دلآویز نغموں سے روح پرور کیفیت طاری ہوتی ہے۔دلوں میں جذبات محبت تڑپتے ہیں۔وحدانیت کے دور میں بے ساختہ زبان پر یہ شعر آتا ہے:

وارث کی کرامت سے بیدم کی عنایت سے
اے ابر تجھے حق نے یہ عزو شرف بخشا

جالندھر سے ملتان میں ورودِ مسعود ☆: 1947ء میں جب ہندو پاک کا بٹوارہ ہوا۔تو آپ جالندھر سے ہجرت کر کے ملتان میں رونق افروز ہوئے۔اور تادم آخر ملتان میں ہی رہے۔

آپ کا کلام اور قلمی خدمات ☆: آپ کے کلام میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے کرام کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔آپ کے کلام میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبوئیں پھیلتی ہیں۔نعتیہ کلام پر آپ کی تصنیفات شائع ہوئیں۔جن کے نام درج ذیل ہیں۔ابر بہار،ابر کرم،ابر رحمت اور ابر پاکستان،ابر جمال،ابر باراں،ابر کمال اور ابر مدینہ اور ابر محبت چھپ چکی ہیں۔ آپ کا سارے کا سارا کلام پنجابی زبان میں اور نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔

نمونہ کلام ☆:

دو جگ دے مختار صلی اللہ علیہ وسلم
خالق دے ہین یار محمد صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

بے سایہ نے ہوئے پیدا حسن تے ہو گیا ہر اک شیدا
نبیاں دے سالار محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ڈبیاں بیڑیاں نوں بنے لاون والے للہ سُن لے ایہہ درد کہانی میری
ذرا زلفاں نوں چا کے دیدبخشو دور کرووی ایہہ پریشانی میری
دسے کون آئینہ دُوجا تینوں میں قربان جاواں ایہہ حیرانی میری
تیرے ہجر وچہ رو رو کے ابر وانگوں حدوں ودھ گئی اے ناتوانی میری

سی معراج اِک راز محبتاں دا نہیں کسے دی سمجھ وچہ آون والا
سدیا طالب نے گیا مطلوب اوتھے جبرئیل سی سدا لیا نوالا
بعضے کہندے نے بناد رواز یاں تھیں گیا کیوں عرشاں تے جان والا
ابر عقل نوں اوتھے دخل کی اے جانے جان والا یا لے جان والا

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال 4 جولائی 1963ء بمطابق 12 صفر 1383ھ میں ہوا۔ مزار پرانوار ملتان میں مرجع خاص وعام ہے۔

جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کی مرقد منورہ میں پانی آنا شروع ہوا۔ تو آپ نے باطنی طور پر رات کو غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی چشتی صابری علیہ الرحمتہ کو خواب میں ارشاد فرمایا کہ حضرت میری قبر میں پانی آ گیا ہے۔ لہٰذا مجھے یہاں سے نکال کر کہیں اور دفن کر دو۔

چنانچہ غزالی زماں حضرت علامہ احمد سعید شاہ کاظمی چشتی صابری علیہ الرحمتہ نے ملتان کی انتظامیہ سے اجازت لے کر جب آپ کو مرقد منورہ سے باہر نکالا تو ملتان شہر کے ہزاروں افراد یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آپ اس طرح لیٹے ہوئے ہیں جیسا کہ ابھی سوئے ہوں۔ جبکہ کفن بھی میلا نہ ہوا تھا۔

آپ کو سابقہ جگہ سے نکال کر علامہ کاظمی علیہ الرحمتہ نے دوسری جگہ (محلّہ اشرف آباد گلی نمبر 6 شاہ شمس روڈ، ملتان) دفن کرایا۔ جہاں اب آپ کا مزار پرانوار مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

آئینہ حیرانی، حضرت حیرت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

سنگ درجاناں ہے اور ہے مری پیشانی
بیخود کیئے دیتی ہے ہر ذرّہ کی تابانی

وہ تیر نظر آیا دل دینے کی ہے ٹھانی
لازم ہوا کرتی ہے مہمان کی مہمانی

صدقے تیرے جلوؤں کے اے ساقی لاثانی
حیرت کو بنا ڈالا آئینہ حیرانی

دنیائے سکوں بھی ہے جمعیت دل بھی ہے
اُلفت کی پریشانی کیسی ہے پریشانی

جس سمت نظر اٹھی بیدار کرشمے ہیں
حیرتؔ کا تصور ہے اور جلوہ نورانی

Marfat.com

الحاج حضرت خواجہ فقیر حیرت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قدوۃ السالکین، برھان الواصلین، امام العاشقین، زبدۃ العارفین، نائب رحمتہ اللعالمین، مجسمۂ حیرت ومحبت، عارف باللہ حضرت الحاج خواجہ فقیر حیرت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ کشتۂ عشق وفا اور فقیر بے نوا ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ماہ جنوری ۱۳۱۲ھ بمطابق ۱۸۹۴ء بمقام مشرقی جالندھر پنجاب انڈیا بھارت میں اپنے وقت کے صوفی کامل حضرت میاں احمد بخش وارثی کے گھر ہوئی۔

آپ کے والد گرامی شب بیدار عبادت گزار اور صوم وصلوٰۃ کے پابند بزرگ تھے۔ اس طرح ایک مذہبی گھرانے میں آپ نے آنکھ کھولی اور اسی ماحول میں آپ کی تربیت ہوئی اور والدین نے سن شعور کے بعد سے ہی آپ کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دینا شروع کردی تھی۔

ابتدائی تعلیم ☆: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے شہر جالندھر میں ہی حاصل کی اور قرآن پاک کے علاوہ دیگر بنیادی علوم دینیہ آپ نے اپنے گھر ہی میں مکمل کئے اور دنیاوی تعلیم بھی اپنے آبائی علاقہ میں حاصل کرنے کے بعد علوم ظاہری کی ڈگری علی گڑھ سے حاصل کرنے کے بعد محکمہ تعلیم پنجاب میں سرکاری ملازمت اختیار کی اس کے چند سال بعد محکمہ مال و پوسٹ اینڈ ٹیلی گراف میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔

خرقہ احرام پوشی ☆: آپ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم جناب حضرت بیدم شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور پھر ۱۹۲۷ء میں انہی کے دست حق پرست سے بمقام آستانہ عالیہ وارث پاک دیوہ شریف میں آپ کی احرام پوشی ہوئی عشق ومستی میں سراپا عکس حیرت ونقش حیرت ہوئے۔

اس کے بعد آپ نے سرکاری ملازمت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیا اور تعلیمات ولدثیہ پر کاربند رہتے ہوئے زندگی گزارنے لگے آپ اکثر کپورتھلہ بھارت کے جنگلوں میں اکثر وبیشتر مصروف عبادت رہتے تھے۔

سیرت وکردار ☆: آپ انتہائی درجہ کے نیک عابد وزاہد عبادت گزار اور شب بیدار متقی و پرہیزگار تھے۔ آپ نے کئی سال

Marfat.com

تک طے کے روزے رکھے بعض دفعہ آٹھ آٹھ دن کے بعد افطار فرماتے تھے روزے کی افطاری کے لئے سوکھی روٹی پانی میں بھگو کر تناول فرماتے تھے اسی سے روزہ رکھا جاتا اور اسی سے افطاری کی جاتی تھی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ روزہ ایک مخفی عبادت ہے اور روزہ رکھنے سے نفس مغلوب ہوتا ہے اور روحانیت پرورش پاتی ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ شوق سے روزے رکھنا عاشقوں کی سنت ہے اور خدا کی محبت بڑھتی ہے۔

آپ نے تمام عمر مکان یا جائیداد کچھ بھی نہ بنائی اور اپنے پیشوا حضور عالم پناہ سرکار وارث پاک علیہ الرحمۃ کے قول کے مطابق کہ فقیر کا کوئی گھر نہیں ہوتا اور تمام گھر فقیر کے ہوتے ہیں۔ آپ نے تمام عمر سیاحت میں گزار دی۔ آپ نے اپنے شیخ کے احکامات کی بھرپور پابندی فرمائی اور اس سلسلہ میں سخت مشقت برداشت کی۔ سلسلہ عالیہ وارثیہ کے جس طریقے اور تعلیمات سے آپ کو گزرنا پڑا وہ بہت کٹھن راستہ تھا بہت کم درویش ایسے ہیں جنہوں نے اس قسم کی مشقت برداشت کی ہو۔

آپ کے مرشد کامل حضرت بیدم شاہ وارثی علیہ الرحمۃ بھی آپ پر بہت مہربان اور شفیق تھے جس طرح آپ نے مرشد کامل کے طریقے اور شریعت محمدیہ پر عمل پیرا ہو کر مجاہدہ و ریاضت میں وقت گزارا اسی طرح مرشد کامل جناب حضرت بیدم شاہ وارثی علیہ الرحمۃ نے بھی آپ کو نوازنے میں کمی نہ چھوڑی تھی۔ کہ اس جہان رنگ عالم میں سراپا حیرت ہی حیرت کے نام نامی اسم گرامی سے معروف ہوئے غرضیکہ مرشد کامل کے صدقے آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہر کام و عمل میں حیرت افزا فرما دیا کہ دیکھنے والے آپ کی روحانی شخصیت سے حیرت زدہ ہوئے بغیر نہیں رہتے تھے۔

آپ کے پاس اس قدر بے طلب نذرانے آتے تھے کہ آپ اگر انہیں جمع فرماتے تو سونے اور چاندی کے محل بن جاتے مگر آپ کی عادت شریفیہ یہ تھی کہ جو کچھ بھی آپ کے پاس آتا اور آیا وہ سب کا سب اسی وقت راہ خدا میں صرف کر دیا کرتے تھے۔ آپ کے مرشد کامل نے آپ کو ایسا دست غیب عطا فرمایا تھا کہ آپ نے فقیری میں شہنشاہی کی اور ہر حاجت مند کی ضرورت کو بڑی فراخدلی سے پورا فرماتے تھے اور ضرورت سے زیادہ دیکر رخصت فرماتے۔ اور فرماتے کہ اللہ سب کا وارث ہے اور ہم جس کو مانے بیٹھے ہیں اس کا نام رزاق ہے۔

طبیعت میں اس قدر عاجزی کہ اگر کوئی شخص آپ کو سلام کرنے میں سبقت لے جاتا تو آپ اس کا جواب ان الفاظ میں دیتے تھے۔ اللہ اللہ وعلیکم اسلام۔ خدا رحمت کند ایں **عاشقان پاک طینت** را۔ آپ جب کھانا تناول فرماتے تو سر کو ڈھانپ لیتے اور فرمایا کرتے کہ ننگے سر کھانے سے رزق میں کمی آ جاتی ہے۔ آپ کے پاس اگر کوئی درویش یا فقیر یا احرام پوش آ جاتا تو آپ اٹھ کر استقبال فرماتے اور اپنے پاس بیٹھے ہوئے عقیدت مندان کو بھی کھڑے ہونے کا حکم دیتے اور احرام پوش فقیروں کے لئے تو آپ فرماتے کہ یہ میرے وارث پاک سرکار عالم پناہ علیہ الرحمۃ کا رنگین پوش ہے۔ قیام جالندھر کے زمانے میں آپ کا معمول تھا کہ روزانہ شام کے وقت

Marfat.com

سے صبح تک حضرت امام ناصرالدین چشتی پنج پیر علیہ الرحمۃ کی درگاہ میں تمام رات ذکر میں مشغول رہتے پوری رات میں کوئی لحہ بھی یادخدا سے غافل نہ گزرتا تھا ہر وقت ذکر وفکر میں مشغول رہتے تھے۔

جمعیۃ الوارثیہ کا قیام☆: قیام جالندھر کے دوران آپ نے سلسلہ عالیہ وارثیہ کی تبلیغ واشاعت کے لئے جمعیۃ الوارثیہ کی بنیاد رکھی اور اس کو پورے برصغیر پاک وہند میں پھیلانے کے لئے دورے کئے اور جالندھر شہر کرتار پورہ، موضع نڈالہ، ریاست کپورتھلہ، ریلوے اسٹیشن ڈھلواں امرتسر بھارت، پاکپتن شریف، ملتان، بہاولپور، لاہور، کراچی میں اس کے مراکز کھولے اور رکن سازی کی۔

اس دوران آپ ہر مقام پر عرس پاک کی تقاریب میں بھی شرکت کرتے رہے۔

حج بیت اللہ شریف اور زیارت مقامات مقدسہ☆: آپ نے ۱۹۳۶ء میں پہلی مرتبہ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے اپنی عمر عزیز کے طویل عرصہ میں ۲۷ مرتبہ حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کی اور اس کے ساتھ ساتھ افغانستان، ایران، عراق، مصر، اردن، شام، دمشق کے علاوہ دیگر ممالک میں زیارات، بزرگان دین سے مشرف ہوئے اور بزرگان دین کے مزارات پر برابر حاضری دیتے رہے۔ اسی طرح ہندوستان اور پاکستان کی تمام خانقاہوں درباروں، مزاروں پر پشاور سے لیکر کلکتہ اور بمبئی تک حاضری دیتے رہے اور بزرگوں کے اعراس میں بھی شرکت فرماتے رہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپنے تمام عمر سیاحت میں ہی گزاردی۔ اور کبھی بھی ایک جگہ پر مستقل قیام نہ کیا۔

پاکستان میں قیام☆: قیام پاکستان سے قبل ہی آپ جالندھر سے ہجرت کر کے لاہور تشریف لے آئے اور لاہور میں زیادہ تر قیام امیر علی بلڈنگ ریلوے روڈ میں رہا۔ اس دوران آپ رات کے وقت حضرت سید عثمان بن علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری دیتے اور تمام رات وہیں پر عبادات میں مصروف رہتے۔

۱۹۴۷ء میں آپ سعدی پارک مزنگ لاہور میں قیام پذیر ہوئے اور قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۲ء میں آپ برلب دریائے چناب نزد چنیوٹ ایک مندر میں قیام فرمایا۔

۱۹۵۸ء میں آپ چنیوٹ سے کراچی تشریف لے گئے اور وہاں لی مارکیٹ لیاری میں قیام فرمایا۔ کراچی سے آپ دیوی شریف حضرت سرکار وارث پاک ؒ کے عرس میں تشریف لے گئے وہاں سے واپسی پر پھر کراچی تشریف لے آئے اور باقی وقت کراچی میں ہی گزارا اور کراچی ہی کو اپنا مرکز ومسکن بنایا۔

الوارث رسالے کا اجراء☆: آپ نے ۱۹۶۳ء میں ماہنامہ رسالہ جاری کیا جس کا نام سرکار وارث عالم پناہ حضرت حاجی حافظ وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کے نام اسم گرامی سے منسوب کیا۔ جس کو آپ کے وصال ۱۹۶۳ء کے بعد آپ کے صاحبزادے میاں محمد ارشاد وارثی باقاعدگی سے کراچی سے جاری کرتے رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ سلسلہ وارثیہ کا واحد ترجمان آپ کے صاحبزادے میاں ارشاد

Marfat.com

احمد وارثی کے وصال ۲۰۰۰ء کے بعد سے بند ہوگیا۔

ذوق سماع ☆: آپ کو موسیقی سے خصوصی لگاؤ اور دلچسپی تھی۔ اور موسیقی کے تار و پود سے بخوبی واقف تھے۔ گو کہ موسیقی کے فن پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ آپ نے مولوی مبارک علی فتح علی خان قوال کی اس فن میں خوب ہی اصلاح فرمائی تھی اور انہیں فن موسیقی کے دقیق نکات سے روشناس کرایا اور اپنی شخصی محفل میں کافی محنت کرائی۔ اور جب کراچی میں قیام فرمایا تو حاجی غلام فرید صابری و مقبول احمد صابری و دیگر قوال پارٹیوں کی بھی خوب ہی اس فن قوالی میں اصلاح و تربیت فرمائی۔

آپ قوالی کی جان اور روح تھے۔ جس محفل میں جا کر بیٹھ جاتے محفل کے میر مجلس ہو جاتے تمام سامعین کی توجہ کا مرکز بن جاتے جس محفل میں آپ تشریف فرما ہوتے وہاں اگر کوئی ناقص قوال بھی حاضری دیتا تو وہ آپ کی توجہ سے کامل ہو جاتا اور عمر بھر کے لئے آپ کا غلام رہنے پر فخر محسوس کرتا۔ آپ کی نظر کرم محفل میں زیادہ تر قوالوں پر ہوتی تھی۔ جو کچھ پاس ہوتا وہ لٹا دیتے۔ حتیٰ کے احرام شریف کی بھی کئی مرتبہ تقسیم اس انداز سے فرمائی کہ جسم پر چھوٹا سا کپڑا بدن ڈھانپنے کے لئے رہ جاتا۔ ایک مرتبہ تقسیم ہند سے قبل آپ مخدوم العلمین حضرت سیّدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس مبارک میں شرکت کے لئے حسب دستور کلیر شریف تشریف لے گئے دوران محفل سماع مولوی مبارک علی خان فتح علی خان قوال نے حضرت میاں بیدم شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کا کلام کا یہ مصرعہ پڑھا۔

باب رحمت ہے در وارثؒ زمانے کے لئے
ہم بھی آ بیٹھے ہیں قسمت آزمانے کے لئے

اس موقع پر آپ کے قریبی عزیز و اقارب بھی عرس میں شرکت کے لئے کلیر شریف آئے ہوئے تھے۔ دوران محفل سماع جب قوال نے حضرت بیدم شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے کلام کا یہ مصرعہ پڑھا تو آپ نے سخاوت کے دریا بہا دیئے اور جو کچھ پاس تھا وہ سب کچھ لٹا دیا عطا جب پاس کچھ نہ رہا تو آپ کی نظر ان کے سامان پر پڑ گئی۔ آپ آگے بڑھے اور ان کے اٹیچی کیس سے زیور نکالا اور قوالوں کی نذر کر دیا۔

یہ ماجرہ دیکھ کر وہ لوگ بہت حیران و پریشان ہوئے ان میں سے آپ کے ایک عزیز نے کہا کہ حضور اس اٹیچی میں جو زیور تھا وہ بچوں کا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ فقیر جب کوئی چیز نذر کر دیتا ہے تو واپس لینا خلاف ادب سمجھتا ہے۔ محفل سماع کے بعد عزیز و احباب جب صبح کو اٹیچی کھولی تو اس سے بھی سوا نقد رقم اس میں موجود تھی۔

حویلی تھانیداراں مزنگ اور سعدی پارک لاہور میں سلسلہ عالیہ وارثیہ کی بہت محفلیں ہوئیں ان میں اکثر بزرگوں کے دل کی حالت بدل گئی اور بہت سے حضرات کی مشکلیں آسان اور حل ہوگئیں۔

عرس مبارک کی محفل پاک کا اہتمام اور اس کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا آپ ہی کا حصہ تھا۔ قل شریف کے وقت تبرکات کو سروں پر اٹھا کر لانا اور کیا مجال کہ ننگے سر اس کام کو کوئی سرانجام دے۔

Marfat.com

آپ محفل میں شرکت کرنے والوں اور بیٹھنے والوں سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ننگے سر رہنا اور بزرگوں کے پاس ننگے سر بیٹھنا آسمانی بلاؤں کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ محفل عرس کا جتنا ادب کیا جائے اتنا ہی انسان بانصیب ہونا اور رحمت الٰہی کو جلد حاصل کرنا ہے۔

ملفوظات وارشادات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ یہ اس مالک کونین اور خالق برحق کی حقیقی رحمت کاملہ کا حیرت نشاں کرشمہ ہے کہ کسی نہ کسی اور کسی نہ کسی روپ میں وہ ذات محیط کل منصع شہود میں جلوہ افروز ہو کر کائنات کی تسکین کا موجب ہوتی رہی۔ مثلاً اگر بعثت سرور انبیاء سرکار آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل انبیاء علیہم الصلوٰ والسلام نے مختلف شانوں کے ساتھ نزول اجلال فرما ہو کر شان خلیل علیہ السلام وکلیم علیہ السلام دکھائی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی بنسری سے صورت سرمدی کی لہر جگائی۔ دوسرے یہ کہ ہر دور میں حالانکہ اسم اقدس نبوت کا انقطاع کل ہوا۔ مگر کار ہائے نبوت بڑی شان وشوکت سے جاری وساری بالخصوص حضرت سرکار امام حسین علیہ السلام سیّد الشھداء کی ذات گرامی نے تو وہ ازلی کرشمے بکھیرے جو حقیقتاً آپ ہی کا حصہ تھا بقول پیشوائی ودستگیری حضرت لسان الطریقت قبلہ بیدم شاہ وارثی علیہ الرحمۃ۔

ان شہیدان وفا کی داستان سمجھے گا کون
قطرہ قطرہ جن کے خون کا قلزم صد راز نکلا

اور ان کے بعد حضرات غوث الثقلین میراں محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسرکار والی ہند عطائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اور ارکان کے مابعد در طول وعرض پاکستان وہندوستان، عراق وحجاز، عرب وعجم نے کوس لِمَنُ الْمُلکی بجایا بقول حضرت قبلہ بیدم شاہ وارثی علیہ الرحمۃ

ہر اک زرے میں انی انا اللہ کی صدا ساقی
عجب میکش تھے جن کی خاک میں بھی جوش مستی ہے

تو اس برخود غلط کجرو اور مسموم صدی میں حضور خیر الوارثین، امام الاولیاء برہان الاتقیاء، قبلہ زمان واہل زمان حضرت سیّدنا وارث عالم پناہ سید حاجی حافظ وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کی ذات اقدس نے انجمستان ہستی کو منور فرمایا اور کائنات کا زرہ زرہ پکار اٹھا۔

بہر رنگی کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدرت را مے شناسم

یہ آنحضور ہی کے فیضان کا ادنیٰ سا کرشمہ ہے کہ مجھ ایسا زرہ بے مقدار، آفتاب ومہتاب کے لئے سرمایۂ رشک بنا اور محبت کی مئے دیرینہ سال نے مجھے بھی بے خودی اور حیرت کے جام پر جام پلا کر بادۂ گساران بزم حقیقت میں شامل کرلیا۔

Marfat.com

نمبر۲ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ عاشق کی معراج حیات اس کا منتہائے مقصود اور اس کی سعادت عظمٰی یہی ہے کہ وہ اپنے محبوب کی ہر ادا پر مٹ جائے اور اس کے نقش کف پا پر سجدہ نامے نیاز لٹائے اس کے تبسم زیر لبی پر ہزار جانیں بھی ہوں تو فدا کردے۔ اس کے غمزہ جاں نواز پر لوٹ لوٹ جائے اس کے عشوہ دلفریب پر پروانہ وار نثار ہو کر گوہر مقصود حقیقی کو پالے۔

نمبر۳ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ وجود ایک سمندر کی مثال رکھتا ہے جو ہمیشہ موجزن رہتا ہے۔ اہل جہاں میں سے کسی نے بھی اس سمندر سے موج کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ مگر دیکھنے والے دیکھ ہی لیتے ہیں کہ اس کے باطن سے ایک موج اٹھی اور تمام سطح سمندر اس میں چھپ گئی انسان کی زندگی کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی ہستی کو اس ہستی لاثانی میں ختم کردے اور یہی عین حقیقت ہے اب میں کیسے کہوں کے کسی کی مست نگاہ نے مجھے وہ سرمستی ازل عطا کی ہے کہ میں حیرت کی تجلیوں میں کھو کر رہ گیا ہے۔

تیرے خیال زلف نے سب سے ہمیں چھڑا دیا
گرچہ پھنسے ہیں دام میں دل کو مگر فراغ ہے

نمبر۴ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ محبت جب اپنی آخری منازل کی طرف رجوع پذیر ہوتی ہے تو جنوں یا جذب کا درجہ اختیار کر لیتی ہے اس وقت فراق و وصل کا امتیاز اٹھ جاتا ہے۔ چشم کوہ سے واسطہ تک نہیں رہتا لب بام کسی کو جلوہ افروز دیکھنے کا خیال پیدا ہی نہیں ہوتا اس وقت معشوق کا وجود عاشق کے وجود میں ضم ہو جاتا ہے۔ اور معشوق کی روح عاشق کے جسم میں حلول کر آتی ہے۔ حالانکہ

عروس فطرت ہے چھپ کے بیٹھی ہزاروں پردوں میں منہ چھپا کر
ہر ایک سینے میں آرزوئے وصال کی اک خلش بسا کر

نمبر۵ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ کلمہ طیبہ کے لفظی ولغوی معنی یہ ہیں کہ اللہ جل شانہٗ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** دو ٹکڑوں پر مشتمل ہے۔ ایک حصہ تو ہے **لَآ اِلٰهَ** اور دوسرا حصہ **اِلَّا اللّٰه**۔ عربی میں لا بمعنی نہیں کہ استعمال ہوتا ہے۔ اور باقی معنی صاف ہی ہیں اور زور دیکر فرمایا کہ **لَآ اِلٰهَ** کہ لفظی معنی یہ ہوئے کہ نہیں ہے۔ اللہ یعنی کلمہ شریف کا یہ حصہ اللہ کا انکار کر رہا ہے۔ اور **اِلَّا اللّٰه** کا ہونا بتا رہا ہے۔ پھر فرمایا کہ کلمہ ہی کے الفاظ میں کہ ایک ٹکڑا کہتا ہے کہ اللہ نہیں ہے لیکن فوراً دوسرا حصہ کہہ رہا ہے کہ محمد الرسول اللہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں اگر ہم اس طرح پڑھیں کہ **لَآ اِلٰهَ** اور **اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰه** تو مطلب واضح ہو جائے گا کہ نہیں ہے کوئی اللہ لیکن اللہ وہ ہے جس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

نمبر۶ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ انسانی جسم میں سینے کے دونوں حصے جہاں ملتے ہیں اس کے نیچے معدہ ہے۔ معدہ کے منہ کو فم معدہ کہتے ہیں اور کوڈی بھی اور اس فم معدہ میں ہی نفس امارہ ہے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ سینے میں دل بائیں جانب ہوتا ہے۔ **لَآ اِلٰهَ**

Marfat.com

اِلَّا اللّٰہ کا جو ورد ہوتا ہے اس میں لا کو کھینچتے وقت فم معدہ کے پاس سے اٹھایا جاتا ہے۔ اور الہ پر گردن سیدھی کر لیتے ہیں اور پھر ضرب اِلَّا اللّٰہ دل پر لگائی جاتی ہے جس کو ذکر نفی و اثبات کہتے ہیں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ذکر میں لا الہ کو جو کھینچتے ہیں تو جو غیر اللہ کا خیال پیدا ہوتا ہے وہ اس سانس کے ساتھ باہر چلا جاتا ہے اور نئی تازہ سانس جو باہر سے اندر لے جاتی ہے الا اللّٰہ کی ضرب دل پر لگاتی ہے یعنی اللہ کے ہونے کا یقین پیدا کرتی ہے۔ اور دل کا یقین ہی سب سے بڑی چیز ہے اور اہل سلسلہ وارثیہ کی بڑی عادت یہی ہے اور یاد رکھیں کہ باہر جانے والی سانس سے لَآ اِلٰــــہَ اور اندر والی سانس سے الا اللّٰہ کے انوار پیدا ہوتے ہیں۔

نمبر ۷☆: آپ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ یہ تو بتاؤ کہ تمہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ لگاؤ ہے یا خدا کی ذات سے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تو ازل سے ہی ہمارے ساتھ موجود ہے لیکن ہم اسے نہیں پہچانتے تھے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل ہی سے ہم نے اللہ کو پہچانا اس لئے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت ہے۔

نمبر ۸☆: آپ فرماتے ہیں کہ خداوند قدوس کا فرمان ہے کہ فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اور یہ بھی فرمان ہے کہ یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے اندر کی سانس بھی اسی ذکر میں خود بخود مشغول ہے صرف بصارت و احساس کی ضرورت ہے جو اس ذکر کلمہ طیبہ کے نفی اثبات کے بغیر پیدا ہونا بہت مشکل ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال کچھ دن علیل رہنے کے بعد مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۳ء بمطابق ۲۸ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ بروز جمعرات کو کراچی میں ہوا پاپوش نگر کراچی کے قبرستان میں آج بھی آپؒ کا مزار پر انوار مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو آپ کے مزار پُر انوار کی حاضری کی سعادت نصیب ہے۔ آپ کا مرقع شریف اور مزار شریف کی زیارت کرنے والا بھی حیرت زدہ ہو کے رہ جاتا ہے۔ مزار شریف کی تعمیر کی نگرانی کراچی میں سلسلہ وارثیہ کے معروف بزرگ خواجہ دلبر شاہ وارثی نے فرمائی، دن و رات کی محنت و جدوجہد سے آپ کے مزار پُر انوار جو کام ہوا ہے وہ لائق صد ستائش ہے۔

حضرت بیدم شاہ وارثی کے صاحبزادے میاں بیدار وارثی نے آپ کی قطعہ تاریخ لکھی۔

حیرت سخنداں

۱۳۸۳ھ

مرقد شرافت پناہ

Marfat.com

۱۳۸۳ھ

مردِ مسلک تسلیم عارف زماں

۱۳۸۳ھ

گوہر بحرِولایت مرقد دل حق ہو

۱۳۸۳ھ

حضرت بابا الحاج فقیر سید عنبر علی شاہ وارثی چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ نے آپ کی سراپا حیرت شخصیت کا خوب ہی نقش تحریر کیا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے

امامِ دین، سلطانِ الطریقت
وقارِ وارثِ کونین حیرت
توئی مقصودُ کُل فردِ یگانہ
امامِ بزمِ رندانِ محبت
نہاں چشمِ حسین میں لاکھ جادُو
سبک رفتار، رفتارِ قیامت
جبین پاک ھے نور اعلیٰ نور
قدرِ زیبا محبت ھی محبت

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت صوفی شرف الدین المعروف صوفی وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی با صفاء، پیکر صدق ووفا، نمونہ سلف صالحین، دلیل الکاملین حضرت صوفی شرف الدین المعروف صوفی سر شاد شاہ وارثی میرٹھی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت میرٹھ شہر انڈیا میں حضرت شیخ علاؤالدین صاحب کے گھر ہوئی۔ آپ بڑے ہی نیک سیرت باکردار پاک طینت بزرگ تھے۔ اخلاق ومحبت کا مکمل نمونہ اور بڑی وضع قطع کے مالک اور صاحب ذکر وفکر درویش تھے۔ آپ اپنے شیخ کے سچے پکے عاشق تھے۔

بیعت واحرام ☆: آپ سلسلہ عالیہ وارثیہ میں شیخ العشق والمحبت، امام رندانِ طریقت حضرت حافظ پیاری صاحب وارثی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اور انہی سے خرقۂ احرام پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔

آپ کا حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ سے تعلق ☆: سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے معروف روحانی پیشوا حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ ثمہ میرٹھی۔ احمد آباد سے ہجرت کر کے جب میرٹھ شہر میں تشریف فرما ہوئے تو مسجد پیڑا مل بازار میں مستقلاً ڈیرہ لگایا خانقاہ قائم کی اور سلسلہ رشد وہدایت جاری کیا تو تھوڑے ہی عرصہ میں چہار طرف شہرت ہوئی تو آپ حضرت صوفی شرف الدین وارثی المعروف صوفی وارثی بھی حضور خواجہ مظہر نوری سے ملنے کے لیے تشریف لائے۔ تو پہلی نگاہ میں ہی کام تمام ہوگیا۔ اور پھر یہ وارثی اور صابری رنگ ایک ہو کے رہ گئے۔

پھر کیفیت یہ ہوئی کہ آپ ہر روز حضرت خواجہ نوری کو ملنے کے لیے تشریف لاتے اور خواجہ مظہر نوری بھی نگاہ التفات فرماتے تھے اور باہم تعلق یہ ہوا کہ اگر آپ تشریف نہ لاتے تو خواجہ مظہر نوری اپنے مریدین وعقیدتمندان سے دریافت فرماتے کہ کیا وجہ ہے کہ آج صوفی وارثی صاحب نہیں آئے۔

اگر حضرت خواجہ نوری عرس کی مختلف مجالس میں تشریف لے جاتے تو آپ لازماً ان کے ہمسفر ہوتے۔ حتیٰ کہ دہلی تک آپ حضرت خواجہ نوری کے ساتھ مختلف اعراس میں تشریف لے جاتے۔

ایک مرتبہ آپ بیمار ہوئے تو پتہ چلنے پر حضرت خواجہ مظہر نوری علیہ الرحمتہ آپ کی عیادت اور بیمار پُرسی کے لیے آپ کے گھر

Marfat.com

تشریف لے گئے۔ کچھ دیر تیمارداری کے بعد جب واپس لوٹنے لگے تو دیکھا کہ صحن میں کوئی دوائی کوٹ رہا ہے۔ حضرت خواجہ مظہر نوری نے پوچھا یہ کیا ہے؟ عرض کی حضور صوفی صاحب کے لیے کسی حکیم نے دوائی لکھ کر دی تھی وہ کوٹ کر کھلائیں گے۔ حضرت خواجہ نوری نے فرمایا دوائی مجھے دو۔ دوائی ہاتھ میں لی اور یہ کہہ کر چل دیئے کہ صوفی بیمار نہیں اچھا ہو گیا ہے۔ اور فی الحقیقت ہوا بھی ایسا ہی کہ حضرت خواجہ مظہر نوری کے جانے کے بعد آپ فوراً روبصحت ہو گئے۔

حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ اور حضور قبلہ حاجی سید وارث علی شاہ صاحب☆:

فقیر راقم الحروف (صاحبزادہ مقصود احمد صابری) کے شیخ تربیت و چچا مرشد حضور قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری میرٹھی جن کا دربار فقیر راقم الحروف کے مدرسے اور مسجد کے سامنے ہے۔ فقیر راقم الحروف کا حضرت قمر المشائخ سے پینتیس برس سے زیادہ تعلق رہا۔ فقیر نے حضرت قمر المشائخ سے بارہا سنا ہے کہ امام الاولیاء وارث عالم نواز عالم پناہ حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ دیوہ باشی ضلع بارہ بنکی سے میرٹھ میں تشریف لائے۔

فقیر راقم الحروف کو یہ یاد نہیں رہا کہ حضور وارث پاک میرٹھ میں حضرت صوفی شرف الدین وارثی صاحب کے گھر رونق افروز ہوئے تھے یا کسی اور کے گھر۔ غالب گمان یہ ہے کہ حضور وارث پاک صوفی شرف الدین وارثی صاحب کے گھر ہی تشریف فرما ہوئے تھے۔ حضور وارث عالم نواز کی آمد کے موقع پر عرس کی شکل میں پروگرام کا اہتمام کیا گیا۔ بہت سے لوگوں کو دعوت دی گئی۔ شہر بھر کے صوفیاء، علماء اور مشائخ کو بھی اس سلسلہ میں مدعو کیا گیا۔ تو حضرت صوفی شرف الدین وارثی المعروف صوفی وارثی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری میرٹھی علیہ الرحمۃ کو بھی اس بزم میں شرکت کی دعوت دی اور عرض کی حضور وارث عالم نواز حجتہ اللہ مالک مقام فنافی اللہ عالم پناہ حضرت قبلہ حاجی حافظ سید وارث علی شاہ صاحب دیوہ باشی بھی تشریف فرما ہونگے اس لیے بھی آپ کی شرکت از حد ضروری ہے۔ حضرت خواجہ مظہر نوری وعدے کے مطابق تشریف لا کر مسند پر رونق افروز ہوئے تو تھوڑی ہی دیر میں حضور وارث عالم نواز بھی تازہ وضو کر کے محفل میں رونق افروز ہوئے۔ حضور وارث پاک نے پاؤں سے کھڑاؤں اتار دیں اور فرش پر بچھی سفید چادر پر قدم مبارک رکھے حالانکہ آپ تازہ وضو کر کے آئے تھے۔ پاؤں مبارک پانی سے گیلے نظر آ رہے تھے۔ مگر سفید چادر پر قدم مبارک اور گیلے پانی کا کوئی اثر نہ تھا۔ سبحان اللہ کیا شان کرامت ہے کہ پانی قدم پر موجود مگر سفید چادر پر نشان تک نہ آیا۔

پھر ہر دو شیخ الشیوخ باہم گلے ملے اور اکٹھے بیٹھے تھے کہ دوران محفل حضور وارث عالم نواز حضور سید حاجی وارث علی شاہ صاحب نے حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا بازو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اونچا کیا اور فرمایا۔ سنو، سنو میرٹھ والو! میں وارث علی نہیں بلکہ یہ وارث علی ہیں۔ میں وارث علی نہیں بلکہ یہ وارث علی ہیں۔ اسی طرح حضور خواجہ مظہر نوری نے حضرت امام الاولیاء وارث عالم نواز کا بازو پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا میرٹھ والو میں مظہر نوری نہیں بلکہ یہ مظہر نوری ہیں۔ میں مظہر نوری نہیں بلکہ یہ مظہر نوری ہیں۔

اس منظر کو دیکھ کر پوری محفل پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ ہر دو شیخ الشیوخ کی ولایت کے انوار و تجلیات پوری محفل پر بکھر رہے تھے۔ اور اہل دل محسوس کر رہے تھے کہ کس طرح آج میرٹھ کی سرزمین پر آپس میں یگانگت و اخوت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

Marfat.com

نوٹ ☆: اس واقعہ کو حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمتہ سے سماعت کرنے والے راقم الحروف کے علاوہ قبلہ حافظ صاحب کے خلیفہ جناب سید عثمان وجاہت، دوسرے خلیفہ جناب شیخ عبدالمجید صابری میرٹھی کے علاوہ حضرت کے دیگر مریدین وخلفاء ابھی حیات ہیں۔ جو کہ بطور گواہ زندہ ہیں۔

آپ کی تعلیمی استعداد و قابلیت ☆: آپ نے جناب نزہت میرٹھی اور مولانا عبدالغفور اکبر آبادی مرحوم سے فارسی اور اردو کے علوم میں کسب فیض کیا۔ ماسٹر دھرم سنگھ سے انگریزی کی تحصیل کی۔ جبکہ شاعری میں حضرت نوح ناروی کے شاگرد تھے اور ان کے خاص شاگردوں میں شمار ہوئے۔

آپ کی تصنیفات و قلمی خدمات ☆: آپ کی تصانیف میں شعر و قافیہ، تاریخ اسلام، عملیات جہانگیری، تعبیر نامہ خواب، دربار نبوتؐ کے فیصلے، عملیات صوفیہ، طب صوفی، طب جہانگیری، رقعات شرف الدین، میلاد صوفی، بولتا مدی (ناول) گرم مصالحے کی چاٹ، قصص الاولیاء، اس کے علاوہ آپ نے اپنی نوک قلم سے تین دیوان مرتب کیے۔ جن میں ایک نعتیہ اور دو ادبی ہیں۔

حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ رسول ☆: آپ نے 1900ء میں حج بیت اللہ شریف ادا کیا۔ اور مدینہ پاک میں آقائے نامدار مدنی تاجدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور پر بھی حاضری و زیارت کے شرف سے فیضیاب ہوئے۔

میرٹھ سے پاکستان میں لاہور ہجرت ☆: 1947ء میں پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد آپ میرٹھ سے پاکستان کے معروف شہر لاہور میں تشریف لے آئے اور رام گلی، رحمان گلی لاہور میں مقیم رہے۔ بعدازاں ملک پارک میں منتقل ہو کر قیام پذیر رہے اور تادم آخر وہیں رہے۔

آپ کی اولاد امجاد ☆: خداوند کریم نے آپ کو تین صاحبزادے عطا فرمائے۔ جن میں مظہر وارثی، مظفر وارثی اور ظفر وارثی کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ آپ کے صاحبزادگان میں معروف صوفی شاعر اور بین الاقوامی شہرت یافتہ نعت خوان جناب مظفر وارثی نے بہت شہرت پائی اور آپ کے نام کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

نمونۂ کلام ☆: یوں تو آپ نے تین دیوان مرتب کیے ہیں۔ آپ کے نعتیہ دیوان سے بطور نمونہ نعت شریف پیش خدمت ہے:

شافع حشر کی الفت میں جو مر جائیں گے
پُل سے دوزخ کے وہی پار اتر جائیں گے
رحمتیں ان کے جنازے پہ نچھاور ہوں گی

Marfat.com

آپ کے عشق میں جو لوگ بھی مر جائیں گے

نا خدا کشتی امت کے ہیں محبوب خدا

ایک ٹھوکر ہی میں ہم پار اتر جائیں گے

پھر نہ آئیں گے پلٹ کر بھی وطن کی جانب

خوش نصیبی سے سوئے طیبہ اگر جائیں گے

مرنے والوں کا کہاں تک کریں صدمہ صوفیؔ

یہیں اِک روز کبھی ہم بھی تو مر جائیں گے

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال 1386 ہجری بمطابق 17 دسمبر 1966ء بروز پیر کو ہوا۔ مزار پرانوار قبرستان میانی صاحب لاہور میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ نے اپنی قطعہ تاریخ وصال اپنی حیات میں ہی لکھ دی تھی جو کہ درج ذیل ہے:

گیا مرقد میں صوفی وارثی آج

1386 ہجری

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر سید محبت علی شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: فدائے وارث عالم نواز فقیر یگانہ ہمہ صفت قلندرانہ، اسم بامسمیٰ، فخر سادات حضرت فقیر سید محبت علی شاہ صاحب وارثی رحمتہ اللہ علیہ آئینہ جلال و جمالِ حقانی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1867ء کے لگ بھگ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں حضرت سید رجب علی شاہ کے گھر موضع پوریا جن پور میں ہوئی۔ والدین نے آپ کا نام نامی اسم گرامی پیارے علی رکھا حسب ونسب کے اعتبار سے آپ حسنی حسینی سید ہیں۔ آپ کا شجرہ دسویں پشت میں سالار مسعود غازی سے ملتا ہے۔

آپ کا وطن ضلع بہرائچ ہے۔ آپ حضور وارث عالم نواز کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور حضور وارث عالم پناہ سرکار کے دست حق پرست سے ہی خرقہ احرام آپ کو عطا ہوا۔

اس کے بعد آپ سیاحت کے لئے نکلے اور سیاحت کرتے ہوئے دہلی میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے مزار پرانوار پر قیام فرمایا۔ اس قیام کے دوران آپ نے خواجہ قطب صاحب کے مزار پر ہمہ وقت لنگر جاری رکھا۔

آپ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے وقت دہلی سے پاکستان تشریف لائے اور دربار داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ میں کچھ عرصہ قیام کیا۔ بعدازاں حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار پاکپتن تشریف لے آئے اور کچھ عرصہ قیام فرما کر سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ کے مزار پُرانوار شورکوٹ ضلع جھنگ میں حاضری دے کر کراچی میں تشریف لائے اور ملیر 15 سٹی میں قیام فرمایا اور تادم آخر وہیں قیام پذیر رہے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال رمضان المبارک کی ستائیسویں شب، شب قدر ۱۳۸۷ھ بمطابق 1967ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار آستانہ ندائے غیبی وارث الاولیاء غریب نواز کے نام سے فیضان ملیر 15 سٹی کراچی میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے دربار شریف کا علاقہ آج بھی محبت نگر کے نام سے معروف ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر سید الحمد اللہ شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف باللہ فنافی المرشد وفدائے وارث عالم نواز حضرت سید عبدالصمد المعروف حضرت سید الحمد اللہ شاہ وارثی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بن ڈاکٹر سید عبدالوہاب المعروف سید سبحان شاہ علیہ الرحمۃ 1279ھ کو دہلی میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ حضرت الحمد اللہ شاہ اور آپ کے والد گرامی سید سبحان اللہ شاہ اور آپ کے دادا کو سب سے پہلے دہلی میں حضرت سرکار عالم پناہ حضور قبلہ حضرت حافظ حاجی سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ سے شرف بیعت واحرام پوشی کا اعزاز حاصل ہے۔

آپ حضرت سیدنا الحمد اللہ شاہ وارثی کو حضرت سیدنا ابراہیم شاہ وارثی و نبیرہ حضرت سید حاجی خادم علی شاہ چشتی قادری لکھنوی علیہ الرحمۃ خادم خاص اول ناظم اعلیٰ آستانہ وارثیہ دیوہ شریف سے احرام شریف حاصل تھا۔

حضرت امام الاولیاء سرکار عالم پناہ حضرت حافظ حاجی سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر ابھی آپ بیعت سے مشرف ہوئے ہی تھے۔ کہ عالم خواب میں حضرت مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت علی المرتضیٰ وجہہ الکریم نے آپ کے منہ میں لعاب ڈالا اور قرآن پاک پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ آپ بچپن کے عالم سے ہی روزانہ ایک قرآن کریم ختم فرماتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ مجاہدہ نفس فرماتے تھے۔ آپکے والد ماجد نے آپ کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دے رکھی تھی۔ جس کے باعث آپ قرآن کریم کے علوم اور حدیث فقہ منطق اور دیگر علوم ظاہری میں کامل واکمل و یکتا تھے۔

عالم شباب میں ہی آپ نماز پنجگانہ اور کثرت نوافل رات کو تہجد کا خصوصی اہتمام فرماتے اس قدر مجاہدہ کرتے کہ آپ کو اپنی خبر نہ رہتی تھی۔ ہر وقت ذکر خدا کے ساتھ ساتھ مخلوق خدا کی خدمت اور رشد و ہدایت کا سلسلہ بھی عروج پر تھا۔ قیام پاکستان کے بعد آپ دہلی سے مستقل طور پر کراچی تشریف لے آئے اور سلسلہ عالیہ وارثیہ کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہوگئے ہر روز عصر تا مغرب مسجد میں ہی مریدین عقیدت مندان کو ہدایت وروحانی فیضان سے سرفراز فرماتے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 11 محرم الحرام ۱۳۹۱ھ بمطابق 1971ء صبح 4:30 ساڑھے چار بجے ہوا۔ آپکا مزار فیض آثار جامعہ وارثیہ جونا دھوبی گھاٹ قبرستان کراچی میں مرجع ہر خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر صوفی سلمان شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: فدائے وارث عالم نواز، عالم ربانی شیخ لاثانی سلسلہ عالیہ وارثیہ کی عظیم نشانی حضرت فقیر صوفی سلمان شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان ہدایت ہیں۔

آپ بچھرایوں ضلع مراد آباد (انڈیا) کے رہنے والے تھے۔ قصبے کے رئیس اور بہت بڑے عالم بھی تھے۔ نہایت باوضع وخوش اخلاق بزرگ تھے۔

بیعت واحرام پوشی☆: آپ" فقیر اوگھٹ شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اور احرام بھی انہی سے حاصل ہوا۔ اپنے پیرومرشد کے سچے عاشق تھے اور بڑی خوبیوں کے حامل تھے۔ خانقاہ وارثیہ بچھرایوں کا پورا انتظام والصرام آپ ہی کے ذمہ تھا۔

آپ معمر احرام پوش فقرائے وارثیہ میں سے ایک تھے۔ بیش تر اوقات عالم استغراق میں گزارتے تھے۔ آپ صاحب تصنیف بھی تھے۔ بہت سی کتابیں لکھیں مگر اب دستیاب نہیں ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال ۱۳۹۱ ہجری بمطابق 14 اپریل 1971ء بروز جمعرات ظہر کے وقت ہوا۔ آپ کا مزار پُرانوار وہیں بچھرایوں میں مرجع خاص وعام ہے۔

جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی آپ کے مزار پر حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر حسرت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز، شاعر سلسلہ وارثیہ، فقیر یگانہ حضرت فقیر حسرت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ مستان جمال احدیت ہیں۔

آپ میرٹھ کے رہنے والے تھے۔آپ نے میرٹھ میں وارثیہ سلسلے کی تبلیغ واشاعت کے لیے انجمن وارثیہ کے لئے بھی بہت کام کیا۔ جہاں روحانی محفلوں کا انعقاد ہوتا تھا۔ بہت سے مریدین اور دوسرے احباب ان محفلوں میں شرکت فرما کر روحانی فیض حاصل کرتے تھے۔

بیعت واحرام پوشی ☆: آپ فقیر اوگھٹ شاہ وارثیؒ سے بیعت تھے اور تہبند پوش فقیر تھے۔آپ کا شمار جید فقراء میں ہوتا ہے۔ بڑے ملنسار خوش اخلاق وباوضع فقیر تھے۔آپ کو شعر وسخن سے بھی دلچسپی تھی اور خود بھی بہت اچھا شعر وکلام کہتے تھے۔کبھی کبھی میرٹھ اور قرب وجوار کے مشاعروں میں بھی شرکت فرماتے تھے۔آپ کا کلام تصوف سے بھرپور ہوتا تھا۔

وصال ☆: آپ کا وصال ۱۳۹۱ ہجری بمطابق 4 فروری 1971ء کو ہوا۔ مزار پر انوار میرٹھ انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی آپ کے مزار پر حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت پنڈت نایاب شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث الاولیاء فقیر یگانہ، ہمہ صفت قلندرانہ، عارف زمانہ، فقیر مست الست حضرت پنڈت نایاب شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ یکتائے روزگار ہیں۔

آپ شروع زمانے میں ہندو مذہب کے پیروکار تھے۔ پیدائش کے بعد والدین نے آپ کا نام پنڈت سج رام دیکشت رکھا۔ آپ کا وطن ونیش پور تحصیل فتح پور ضلع بارہ بنکی یوپی بھارت ہے۔ آپ کا قصبہ دیویٰ شریف سے تقریباً پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

دنیاوی تعلیم میں آپ گریجویٹ ہیں۔ تحصیلداری کے معزز عہدے پر فائز اور بلند اخلاق و کردار کے مالک تھے۔

ایک دفعہ اتفاق سے آپ دیویٰ شریف حضور وارث عالم نواز کے آستانہ شریف جو کہ روحانیت وانوار وتجلیات کا مرکز ہے۔ اس آستانے پر بلا امتیاز وتفریق مذہب وملت کے لوگ حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نہ صرف منور کرتے ہیں بلکہ سرکار کے روحانی فیوض وبرکات سے مالا مال ہو کے واپس لوٹتے ہیں۔

جب آپ حضور وارث عالم نواز سلطان الاولیاء حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ دیوہ باشی علیہ الرحمتہ کے مزار پرانوار پر پہنچے تو قسمت بدل گئی اور دولت فقر سے نوازے گئے۔

بیعت واحرام پوشی ☆: غالباً 1956ء میں آپ سلسلہ وارثیہ میں حضور وارث عالم نواز کے فقیر قبلہ شاہد میاں جو آستانہ وارث پاک پر فرائض منصبی ادا کرتے ہیں کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔ اور انہی شاہد میاں کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور دین محمدی پر گامزن ہوئے۔ مرشد کامل نے آپ کا نام تبدیل کر کے پنڈت نایاب شاہ وارثی رکھا۔ داخل سلسلہ ہونے کے بعد تحصیلداری کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا اور عبادت وریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ بالآخر 1971ء میں حضرت قبلہ شیر شاہ بہاری وارثی سے مکمل فقیری عطا ہوئی اور خرقۂ احرام پہن کر احرام پوش فقیر ہو گئے۔

جب آپ کو احرام پہنایا گیا تو حضرت بابا شیر شاہ وارثی بہاری نے فرمایا کہ یہ لباس فقر دراصل جیتے جی کفن پوشی ہے۔ لہٰذا مردے کی کوئی خواہش وآرزو باقی نہیں رہنی چاہیئے۔ اور فقیر ودعا بددعا سے مستثنیٰ ہے۔ بڑی فقیری یہ ہے کہ ہاتھ نہ پھیلے۔

وارثی سلسلہ کے معروف بزرگ حضرت میاں عطاء اللہ ساگر وارثی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ میری آپ سے پہلی ملاقات مارچ

Marfat.com

1986ء میں اجمیر شریف راجستھان بھارت میں دربار خواجہ غریب نواز میں ہوئی تھی۔ آپ کی گفتگو اور انداز تکلم فقیرانہ ہے۔ ارشادات وارثیہ پرسختی سے کاربند ہیں۔ آپ نے شاہ صاحب کی تعلیم کے زیر اثر رہ کر صدق کو اپنا توشہ بنایا۔ سلاسل روحانیت میں مرشد پاک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا سے عشق کی مختلف منزلوں سے گذر کر ہی سالک کو اکمل بنایا جاتا ہے۔

اس لیے ہر دانشور صوفی اور سالک اپنے عشق کی شدت کا اظہار کرتے کرتے شعر کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ''تصوف برائے شعر گفتن خوب است'' کے مصداق اگر شاعر صوفی بھی ہو تو عقیدت اور محبت دست و گریباں ہو کر شعری قوتوں اور روحانی محسوسات میں اتصال پیدا کر کے اضطراری کیفیت پیدا کر دیتے ہیں اور ان کی تخلیقات ادب عالیہ کا درجہ رکھتی ہے۔

آپ کے شعری کلام کے دو شعر نمونہ کے طور پر پیش خدمت ہیں۔

ہیں کاتب قدرت کی بے مثل یہ تحریریں
یا حُسن حقیقت کی پرکیف ہیں تنویریں
وہ ساکن بطحا ہیں یہ والئی دیوا ہیں
ہیں ایک ہی صورت کی بدلی ہوئی تصویریں

ہے تقاضۂ محبت نہ اُٹھے سر آستاں سے
جہاں عقل تک نہ پہنچے میں گذر گیا وہاں سے
مجھے دی ہے اپنی چاہت یہ کرم یہ مہربانی
میں ادائے شکر تیرا کروں کون سی زباں سے
میں نایاب وارثی ہوں کہ سراپا راز الفت
میرا حال ہو گا ظاہر کبھی مرگ ناگہاں سے

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کو ہوا۔ مزار پُرانوار دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی یوپی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت مولانا قاضی فقیر نور کریم شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عاشق یگانہ، ہمہ صفت قلندرانہ، عالم بے بدل، فاضل اجل، فدائے حضور عالم نواز وارث پاک حضرت مولانا قاضی نور کریم شاہ وارثی قدوائی رحمتہ اللہ علیہ قدوائی خاندان کے عظیم چشم و چراغ ہیں۔

آپ اپنے وقت کے متجر عالم باعمل اور علوم اسلامیہ کے بہترین مدرس اور حضرت اڑاڑو شاہ وارثی علیہ الرحمتہ کے برادر حقیقی اور حضرت حافظ پیاری شاہ اور حضور مقصود شاہ وارثی علیہم الرحمتہ کے حقیقی تایا جان ہیں۔

آپ حضور وارث عالم نواز امام الاولیاء حضرت حافظ حاجی سید وارث علی شاہ علیہ الرحمتہ کے والد بزرگوار جناب حضرت سید قربان علی شاہ علیہ الرحمتہ کے ہم عصر بزرگوں میں سے تھے۔

آپ نے تمام عمر اپنے علاقہ بڑا گاؤں ضلع بارہ بنکی نواب گنج میں طلباء کو دینی تعلیم سے آراستہ کیا۔ بذات خود پابند صوم وصلوٰۃ اور ذاکر و شاغل تھے۔

حضور قبلہ امام الاولیاء حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے۔ یکا یک آپ کی طبیعت میں خرابی پیدا ہوئی کہ سرکار وارث عالم نواز سے بدعقیدہ ہو کر مانک پور ضلع پرتاب گڑھ میں جناب پیر خدا بخش صاحب کے پاس ذکر و شغل کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔

جب وقتِ کرم آیا ☆: آپ کی خرقہ پوشی کا واقعہ جناب منشی عبدالغنی خان صاحب مرحوم رئیس پور وغنی خان ضلع رائے بریلی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مولوی قاضی نور کریم صاحب وارثی جن دنوں مانک پور میں شغل و ذکر میں مصروف تھے۔ حضور وارث عالم نواز ایک روز بڑا گاؤں تشریف لائے تو عالم نواز نے پوچھا کہ قاضی نور کریم کہاں ہیں تو لوگوں نے بتایا کہ وہ تو بدعقیدہ ہو کر مانک پور کے کسی پیر کے پاس ذکر و شغل سیکھ رہے ہیں۔

یہ سنتے ہی غیرت وارثی کو حرکت پیدا ہوئی اور حضور وارث عالم نواز نے بے ساختہ ارشاد فرمایا کہ وہ "سڑی سودائی ہے اس کو تمیز ہی کیا ہے"۔ ادھر حضور کا یہ فرمانا تھا کہ ادھر مولوی نور کریم صاحب قدوائی سڑی سودائی ہو گئے اور برہنہ مادرزاد ہو کر مانک پور کی گلیوں میں پھرنے لگے۔ چند روز میں یہ خبر مولوی صاحب کے گھر پہنچی تو سب سمجھ گئے کہ یہ سرکار عالم پناہ کی پھٹکار کا سبب ہے۔ دو تین ماہ کے بعد

Marfat.com

دوبارہ سرکار وارث پاک بڑا گاؤں میں تشریف فرما ہوئے تو اس وقت مولوی صاحب مذکور اتفاق سے بڑا گاؤں کی گلیوں میں مادرزاد برہنہ گشت کرتے تھے۔ حضور کی تشریف آوری پر مولوی صاحب کے اعزاء و اقرباء حضور کے قدموں میں گر گئے اور منت و زاری کر کے آپ کا تمام حال عرض کر کے معافی کے خواستگار ہوئے۔

حضور وارث عالم نواز سلطان الاولیاء کی ذات کا رحم و کرم تو مشہور خلائق ہے۔ آپ نے فوراً مولوی صاحب کو بلانے کا حکم ارشاد فرمایا۔ یہ سنتے ہی لوگ آپ کو پکڑنے کے لیے دوڑے گئے تو کیا دیکھا کہ مولوی صاحب مذکور جوتیوں کا ایک ہار گلے میں ڈالے ہوئے ایک گدھے پر سوار بستی کا چکر لگا رہے ہیں۔ لوگوں نے اسی حالت میں آپ کو لا کر حضور وارث عالم نواز کی خدمت میں پیش کیا تو حضور وارث پاک نے ارشاد فرمایا کہ ان کو غسل کروا کر پیش کرو۔

جب غسل کے بعد پیش کیا تو حضور وارث عالم نواز امام الاولیاء حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ نے اپنا ملبوس احرام مبارک عطا فرمایا کہ ان کو پہناؤ۔ جیسے ہی غسل کے بعد وہ احرام آپ کو پہنایا گیا تو آپ اپنے ہوش میں آ گئے۔ اور حضور وارث عالم نواز کے قریب جا کر قدموں پر سر رکھ دیا اور گریہ و زاری کرتے ہوئے معافی کے خواستگار ہوئے۔

اس کے بعد سے تاحیات پھر حضور وارث عالم نواز کی غلامی کا پٹہ گلے میں ڈالے رکھا۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ فیضان وارث پاک نے ان کے حسن عمل میں ایسے چار چاند لگائے کہ آپ نورٌ علیٰ نور ہو گئے۔ وہ حسن جگمگایا کہ جس کا وہم و گمان نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور اسی عشق اور درد و فراق و محبت میں حالت یہاں تک بدلی کے آپ ظاہری و باطنی طور پر حضور وارث عالم نواز کی ذات میں اس قدر فنا ہو گئے کہ خدوخال و آواز و صورت نشست و برخاست غرضیکہ ہر ایک بات میں آپ کو وارث پاک سے مشابہت تامہ حاصل تھی۔ تمام عمر مرشد گرامی کے ساتھ گزاری جب مرض الموت طاری ہوا تو مرشد کے حکم سے اپنے مکان میں تشریف لے آئے۔ وہیں ان کا وصال ہوا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری، بڑا گاؤں ضلع بارہ بنکی یوپی انڈیا میں ہوا۔ بعد از وصال اپنے ہی باغیچہ میں دفن ہوئے۔

آپ کے وصال کے تیسرے روز حضور وارث عالم نواز سوئم میں تشریف لائے تو سب سے پہلے آپ کے مزار پر تشریف لے گئے تو آپ کی قبر مبارک ہلی تو سرکار وارث پاک نے ارشاد فرمایا۔ نور کریم سوؤ، سوؤ حشر میں ملاقات ہوگی۔

آپ کے وصال کے بعد حضور وارث عالم نواز نے آپ کے برادر اصغر مولوی فضل کریم کو احرام مرحمت فرما کر اڑدو شاہ وارثی کے خطاب سے نوازا۔ حضور وارث عالم نواز کی بڑا گاؤں کے قاضی خاندان پر خصوصی نگاہ تھی۔ جبکہ یہ خاندان سرکار عالم پناہ کے وفادار عشاق میں شمار ہوتا ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر پنڈت الف شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز، غریق دربحرِ توحید و رسالت، فقیر مست الست عارف باللہ حضرت فقیر پنڈت الف شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ صاحب توحید و تفرید ہیں۔

آپ کا وطن گیا صوبہ بہار (بھارت) تھا۔ آپ نے محبت وارث عالم نوازؒ میں اپنے آبائی مذہب کو سرکار پر قربان کر دیا اور مسلمان ہو کر سرکار وارث پاکؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور بیعت کے ساتھ ہی دولت عرفان اور خرقہ فقر سے سرفراز فرمائے گئے۔ صاحب تصدیق بزرگ تھے۔

جب فقیر عرب شاہ وارثیؒ کا وصال ہوا تو آپ کا قلب جاری ہو گیا۔ کسی نے کہا کہ گرو جی (وارث پاکؒ) کے پاس جاؤ وہی اس کا حل بتلائیں گے۔ پنڈت الف شاہؒ نے فرمایا وہ کیا کریں گے۔ آخر سرکار وارث پاکؒ کی بدولت فقیر عرب شاہ وارثیؒ کا قلب رک گیا۔ یہ کرامت دیکھ کر پنڈت صاحب حضور وارث پاکؒ کے پاس حاضر ہو گئے۔ جب حضورؒ نے آپ کو دیکھا تو فرمایا سنو سنو کیڑی کے گھر پر میشور آ گئے۔ اور ساتھ ہی فرمایا پنڈت جی کے لیے چائے لاؤ۔ خاموشی سے آپ نے چائے پی لی۔ حالانکہ آپ کسی غیر مذہب کے گھر سے کوئی چیز بھی نہ چکھتے تھے۔ پنڈت صاحب نے عرض کی حضور میں بات پوچھ سکتا ہوں۔ سرکار نے فرمایا۔ ہاں ہاں پوچھو۔ انہوں نے پوچھا۔ حضور کرشن جی مہاراج کی 360 بیویاں تھیں۔ ایک سوالی آ گیا اور کہا اپنی ایک بیوی مجھے دے دیں۔ کرشن جی نے کہا جاؤ، جس بیوی کے پاس ہم موجود نہ ہوں تم اس سے شادی کر لینا۔ مگر سوالی 360 بیویوں کے پاس باری باری گیا اور ہر ایک کے پاس کرشن جی مہاراج کو پایا۔ وارث پاکؒ نے فرمایا پنڈت جی وہ تو کرشن جی مہاراج تھے۔ ہمارے حضرت علیؓ نے تو ایک ہی وقت میں کئیوں کی دعوت افطار میں شرکت فرمائی۔ اس کے ساتھ ہی آپؒ نے فرمایا پنڈت جی ذرا پیپل کے درخت کی طرف دیکھو۔ جب پنڈت صاحب نے دیکھا تو حیران رہ گئے کہ ہر ایک پتے پر سرکار وارث پاکؒ جلوہ فرما ہیں۔ اسی وقت حضور کے دست حق پر توبہ کی اور مسلمان ہو کر بیعت ہوئے۔ وارث پاکؒ نے احرام کی دولت سے سرفراز فرمایا اور الف شاہ خطاب مرحمت فرمایا۔

آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے:

Marfat.com

چیلا چت دیا جب گُر کو گُرو سما گئے چیلے میں
یہ سب کام ہے، کھیلم ٹھیلے میں

آپ بہت عرصہ تک فقیر حضرت عبدلآد شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے مزار کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

پاکستان کے گورنر جنرل غلام محمد وارثی آپ سے دلی عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ آپ ایک مرتبہ گورنر کی دعوت پر پاکستان کے دورے پر تشریف لائے تھے۔ جب دوسری مرتبہ تشریف لائے تو آپ چھپر شریف تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں سلسلہ وارثی کی معروف خانقاہ میں حضرت فقیر حافظ اکمل شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار پر بھی حاضر ہوئے تھے۔ خانقاہ وارثیہ چھپر شریف کے روح رواں حضرت فقیر الحاج عزت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کا احرام 1959ء میں آپ ہی کے ہاتھوں دیوہ شریف انڈیا میں مکمل ہوا تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کو ہوا۔ مزار پُر انوار رانی پور ضلع الہ آباد، انڈیا میں مرجعِ خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت بابا رحیم شاہ صاحب وارثی ورحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: فقیر یگانہ احرام پوش قلندر بیک وقت سالک ومجذوب جناب حضرت بابا رحیم شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ دیوہ شریف ضلع بنکی یوپی بھارت کے ہی رہنے والے تھے یہاں پر ہی آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت حاصل کی اور اس کے بعد امام الاولیاء سرکار عالم پناہ حضرت سیدنا حافظ قاری حاجی سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور خرقہ احرام سے مشرف ہوئے اور اپنے مرشد کامل کی خدمت بڑی لگن محبت اور دل جمعی سے کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کو حضور عالم پناہ سرکار وارث پاک کا خصوصی خادم خاص مقرر کر دیا گیا اور حضور کے اتنے قریب رہے۔ اتنے قریب رہے کے مشاہدہ میں آتے ان کا احاطہ تحریر کرنا مشکل ہے۔

آپ حضور وارث پاک علیہ الرحمۃ کی محبت میں اس قدر محو تھے کہ دیکھنے والا ہر شخص کہتا تھا کہ بابا رحیم شاہ تو فنا فی الشیخ کی منزل سے گزر چکے ہیں۔

آپ نے اپنے شیخ کامل سے اظہار محبت کے لیے بھاگا زبان میں شاعری میں جذبات قلبی کا اظہار فرمایا۔ مرشد کامل نے آپ کی محبت کے اس انداز کو دیکھ کر از خود آپ کا تخلص نادم ارشاد فرمایا۔ آپ کا مجموعہ کلام 1315ھ میں یادگار نام کے نام سے طبع ہو کر جہاں عشق میں معروف ہوا۔ آپ اپنے مرشد کامل حضور امام الاولیاء سرکار عالم پناہ حضور قبلہ سید حاجی وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کے حکم کی تعمیل کی غرض سے آخری عمر شریف میں گنگوارہ ضلع بارہ بنکی یوپی بھارت میں مقیم رہے۔ اور مخلوق خدا کو رشد وہدایت دکھاتے رہے۔ اسی جگہ پر چودھویں صدی ہجری میں آپ کا وصال ہوا وہیں آپ کا مزار شریف بنا جو آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر ڈاکٹر سید سبحان اللہ شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف باللہ آیۃ من آیات اللہ درویش کامل فخر السادات حضرت صوفی سید عبدالوہاب المعروف ڈاکٹر سبحان اللہ شاہ وارثی دہلوی نوشاہی ابن حضرت صوفی سید عبدالکریم وارثی نوشاہی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت نوشہ گنج بخش کی اولاد امجاد میں سے ہیں آپ کا نسب نامہ سادات کرام حسنی گیلانی سے ہے۔

۱۲۶۹ھ بمطابق 1862ء بمقام فراش خانہ دہلی میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ نے علوم دینیہ کی تکمیل اپنے والد گرامی ہی سے کی بعدازاں علوم متداولہ میں کمال حاصل کرنے کے لیے آپ نے دہلی اور گردونواح کے نامی گرامی اساتذہ کے پاس زانوئے تلمذ طے کر کے علوم متدوالہ میں وہ کمال حاصل کیا کہ آپ کی نظیر نہ ملتی تھی۔ فہم وفراست اور طبی تشخیص میں آپ بڑے ماہر سرجن ڈاکٹر تھے۔

آپ علم وفضل وتقویٰ طہارت میں بلند مقام رکھتے تھے آپ کے خوارق وعادات بھی بہت مشہور ہیں سیف زبان تھے۔ جو فرماتے خدا کے فضل وکرم سے پورا ہوتا اور نظر اس قدر پُر تاثیر تھی کہ جس پر پڑ جاتی وہ آپ ہی کا ہو کر رہ جاتا تھا۔

آپ اپنے والد گرامی حضرت صوفی سید عبدالکریم شاہ وارثی کے ہمراہ 15 سال کی عمر شریف ۱۸۷۷ء میں امام الاولیاء حضور قبلہ حضرت حاجی سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کی خدمت شریف میں حاضری ہوئے۔ اور حضور قبلہ عالم پناہ وارث پاک سرکار علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور امام الاولیاء قبلہ حضور حاجی صاحب علیہ الرحمۃ کے دست مبارک سے احرام طریقت فقراً وارثیہ حاصل کیا۔

حضور قبلہ ڈاکٹر سید سبحان اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ہی وہ ذات ہے۔ کہ جنہیں دہلی جیسے شہر میں امام الاولیاء حضور قبلہ عالم پناہ حافظ حاجی سید وارث شاہ علیہ الرحمۃ کا 1905 پہلا سالانہ عرس مبارک کرانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور تادم حیات یہ عرس کراتے رہے بعدازاں آپ کے صاحبزادے سیدنا الحمد اللہ شاہ وارثی علیہ الرحمۃ اس نظام کو اسی طرح چلاتے رہے۔ آپ کا وصال باکمال دہلی میں ہی چودھویں صدی ہجری کو ہوا مزار شریف دہلی میں مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر گلاب شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز، شہباز فضائے تجرید، ہمائے آشیانہ تفرید حضرت فقیر گلاب شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب نورتوحیدوتفرید ہیں۔

کڑہ مداری خاں آگرہ میں قیام فرماتھے۔ چوالیس سال سے ایک ہی نشست پتھر سے ٹیک لگائے بیٹھے بیٹھے پتھر ہو گئے تھے۔

بیعت واحرام پوشی ☆: آپ کو حضور وارث پاکؒ نے خواب میں ارشاد فرمایا تھا اس وقت حضور وارث پاکؒ پہلے سفر حجاز کی طرف روانگی کے دوران آگرہ میں تشریف فرما تھے۔ گلاب شاہ صاحب رات کے دو بجے سرائے میں پہنچے۔ ایک کوٹھری میں دیکھا آفتاب روشن ہے۔ سرکار عالم پناہ وارث پاکؒ رونق افروز تھے۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا ''اخاہ گلاب شاہ آگئے''۔ آپ پہلے فقیر ہیں جنہیں سرکار وارث پاکؒ نے بغیر احرام کے لفظ شاہ سے خطاب فرمایا۔

آپ اسی وقت سرکار سے بیعت ہوئے اور اپنے غریب خانے پر لے آئے۔ بعد میں جب وارث پاکؒ نے احرام کی دولت سے سرفراز کیا تو جوش میں آکر یہ بھی فرمایا کہ ''اب جو کچھ خدا دکھائے سو دیکھتے رہو'' چنانچہ ان کی کیفیت مجموعی سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ حضرت حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا کوئی عجیب وغریب تماشہ دیکھنے میں مشغول ہیں۔ مرشد نے نہ جانے کیا تماشہ قدرت دکھایا تھا کہ مجسمۂ حیرت بنے آنکھیں کھولے ایک ہی سمت میں ٹکٹکی باندھے دیکھے چلے جاتے۔ آخر اسی حالت میں قید ہستی سے آزاد ہو کر اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ آپ کے بدن سے گلاب کی خوشبو آتی تھی۔ آپ ہر آنے والے مریض کو پانی دیتے تھے۔ جس سے ہزاروں بندگان خدا کو ہر مرض سے شفا ہوتی تھی۔ اب بھی آپ کے آستانے سے لوگ پانی لے کر جاتے ہیں۔ اس سے مریض کو شفا ہوتی ہے۔

وصال ☆: آپ کا وصال کڑہ مداری خان آگرہ انڈیا میں ہوا اور اسی جگہ آپ کا مزار اقدس ہے۔ اس مجاہدے کی دنیا میں ڈھونڈے سے بھی مثال نہیں ملتی۔

اہل عقیدت ومحبت آج بھی آپ کے مزار پر حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر جنگلی شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز، عالم ربانی، مرشد لاثانی، سلطان ارباب مشاہدہ حضرت فقیر جنگلی شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ جمال معرفت وکمال حقیقت ہیں۔

آپ ضلع سیتا پور (انڈیا) کے رہنے والے تھے۔ اصل نام شیخ مدار بخش تھا۔ اور جنگلی تخلص تھا۔ حضور حاجی سید وارث علی شاہؒ کے دست حق پرست پر مشرف بہ بیعت ہوئے اور احرام پوش فقراء وارثیہ میں داخل ہوئے۔ آپ نے سلسلہ وارثیہ کی بہت خدمت کی۔ آپ کی تصنیف ''مثنوی گلزار وارث'' تھی۔ جس کو بابو کنھیا لال وکیل المعروف بہ غلام وارث نے چھپوایا تھا اور اس مثنوی ''گلزار وارث'' کو حضرت وارث پاکؒ نے سماعت فرمایا اور جنگلی شاہ سے فرمایا ''جنگلی شاہ سنو سنو! تم نے ہمیں ننگا کر دیا''۔ آپ کا شمار درباری شاعر فقراء میں ہوتا ہے۔ جوگ ابھیاس سے آپ کو غایت ذوق تھا۔ صاحب کشف وکرامات تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کو ہوا۔

مزار پُر انوار فتح پور ضلع بارہ بنکی یوپی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی آپ کے مزار پر حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر فرہاد شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز، متصرف بہ تصرفات، صاحب کشف و کرامات حضرت فقیر فرہاد شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ سلطان ارباب مشاہدہ ہیں۔

آپ کے علاقے کا علم نہیں کہ کس شہر سے تعلق تھا۔ مگر زیادہ تر قیام محلہ جہانگیری، ربل پار، آسنسول ضلع بردوان (انڈیا) میں رہتا تھا۔ آپ سیاح فقیر تھے۔ آپ کا سلسلہ رشد و ہدایت بہت وسیع پیمانے پر تھا۔ بڑے صاحب کرامت بزرگ گزرے ہیں۔

بیعت و احرام پوشی ☆: آپ فقیر اوگھٹ شاہ وارثیؒ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور احرام انہی سے عطا ہوا۔ جگدیش پور میں کئی مرتبہ اپنے پیرو مرشد قبلہ فقیر اوگھٹ شاہ وارثیؒ سے بغرض ملاقات حاضر ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق ایک واقعہ جگدیش پور (انڈیا) میں آج تک مشہور ہے کہ فقیر فرہاد شاہ وارثیؒ کو کمرے میں بند کر کے باہر سے کمرہ مقفل کر دیا جاتا تھا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ باہر آ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ وارث علی خاں صاحب مرحوم رئیس جگدیش پور نے فقیر فرہاد شاہ وارثی کی موجودگی میں قبلہ اوگھٹ شاہ وارثیؒ سے اس واقعے کو بیان کیا تو آپ سن کر بہت خفا ہوئے اور فقیر فرہاد شاہ وارثی کو منع فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو۔

آپ کو بچوں سے نہایت درجہ محبت تھی۔ ان کا روزانہ کا معمول تھا کہ بازار سے شیرینی خرید کر لاتے تھے اور بچوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ شعر و شاعری سے بھی شغف تھا اور خود بھی شعر کہتے تھے۔ آپ کا مجموعہ کلام بھی ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال آسنسول میں چودھویں صدی ہجری کو ہوا اور وہیں محلہ جہانگیری، ریپ پار آسنسول ضلع بردوان (انڈیا) میں آسودۂ خاک ہوئے۔ آج بھی ان کا مزار مرجع خاص و عام ہے۔ بڑے وسیع پیمانے پر آپ کا سالانہ عرس منایا جاتا ہے۔ جہاں عقیدت مند شرکت کر کے روحانی فیض حاصل کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر گدڑی شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز، دلبر سلطان الاولیاء، فقیر مست الست حضرت فقیر گدڑی شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ سلطان العاشقین ہیں۔

آپ اجودھیا ضلع فیض آباد کے رہنے والے تھے مگر آپ کا قیام دیوہ شریف میں رہتا تھا۔ بیعت واحرام پوشی حضور وارث پاکؒ سے تھی۔ سرکاری نام گدڑی شاہ مرحمت ہوا۔ حضورؒ کے ساتھ کافی محبت تھی۔ جس کی وجہ سے حضورؒ سے کافی بے تکلفی سے باتیں کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ علاقے کے نواب صاحب نے گدڑی شاہ صاحب سے التجا کی کہ ہمارے ہاں تشریف لائیے۔ آپ کو یاد نہ رہا۔ آخر ایک دن یاد آیا کہ نواب صاحب نے بلایا تھا۔ آپ ان کے ہاں چلے گئے۔ گھر کے اندر نواب صاحب کو پتہ چلا تو کچھ نازیبا کلمات استعمال کیے کہ جب بلایا تھا اس وقت نہیں آئے اور اب آگئے ہیں۔ آپ باہر سے یہ الفاظ سن کر واپس آگئے۔

ایک دن نواب صاحب سرکار وارث پاکؒ سے ملنے گئے اور سلام عرض کیا۔ حضورؒ نے منہ دوسری طرف پھیر لیا اور نواب صاحب سے کوئی بات نہ کی۔ نواب صاحب کافی پریشان ہوئے۔ نواب صاحب رحیم شاہ وارثیؒ سے ملنے گئے اور سارا واقعہ بیان فرمایا، رحیم شاہ صاحبؒ نے پوچھا کہ کہیں آپ نے کسی فقیر کو تو ناراض نہیں کیا۔ کافی سوچنے کے بعد یاد آیا کہ گدڑی شاہ صاحب ناراض ہو کر چلے گئے تھے۔ تب انہوں نے نواب صاحب کو بتایا کہ چاندی کی چلم بھرواور اس میں سلفہ بھر کر وارث پاکؒ کو پیش کرو تاکہ وہ گدڑی شاہؒ کو پیش کریں۔ نواب صاحب نے ایسا ہی کیا۔ حضور وارث پاکؒ نے گدڑی شاہ کو بلایا، گدڑی شاہ حاضر ہوئے۔ حضورؒ نے انہیں فرمایا گدڑی شاہ ناراضگی ختم کرو یہ تمہارے بھائی ہیں اور یہ حقّہ تمہارے واسطے لائے ہیں۔ اسے پی لو۔ گدڑی شاہ نے عرض کیا حضور نواب صاحب سے فرما دیں کہ میں جب بھی ان سے ملنے جاؤں تو مجھے 10 روپے بطور نذرانہ پیش کیا کریں۔ تب حقّہ پیوں گا۔ نواب صاحب نے یہ شرط مان لی۔ تمام عمر آپ نواب صاحب سے 10 روپے وصول فرماتے رہے۔

آپ کا وصال دیوہ شریف میں چودھویں صدی ہجری کو ہوا وہیں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خلائق ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر عرب شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: فدائے وارث عالم نواز، فقیر یگانہ، مرشد زمانہ حضرت فقیر عرب شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ فقیر بارگاہ وارث عالم نواز ہیں۔ آپ ہندو دھرم کے پنڈت تھے۔ آپ کے چار لطیفے (ذکر) نہیں کُھل رہے تھے۔ جس کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ ایک دن لکھنو کے حکیم صاحب نے انہیں مشورہ دیا کہ آپ حاجی سید وارث علی شاہ کے پاس چلے جاؤ۔ وہ تمہاری مشکل حل فرما دیں گے۔ عرب شاہ صاحب نے فرمایا بھئی وہ تو بے نمازی ہیں۔ ہم ان کے پاس نہیں جائیں گے۔ حکیم صاحب نے جواب دیا کہ حاجی صاحب کے علاوہ کوئی بھی آپ کی مشکل آسان نہیں فرما سکتا۔ آخر وہ مان گئے اور آستانہ پر حاضری دی اور عرض کی۔ حضور وارث پاک نے فرمایا ہم تو بے نمازی ہیں پنڈت صاحب آپ کہیں اور تشریف لے جائیں۔ آپ بہت شرمندہ ہوئے۔

حضور نے فیضو شاہ صاحب سے فرمایا انہیں بلالو۔ نماز عصر کا وقت تھا۔ حضور نے پنڈت جی کا ہاتھ تھام لیا جب آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو مسجد اقصیٰ میں موجود پایا۔ وہاں انہوں نے حضور کے ساتھ نماز عصر ادا کی۔ نماز کے بعد دیکھا تو حضور وارث پاک موجود نہ تھے۔ پریشان ہو گئے۔ اذان دینے والے سے دریافت کیا تو اس نے جواب دیا مجھے چالیس سال ہو گئے ہیں۔ آپ ہر نماز میں اسی طرح تشریف لاتے ہیں۔ تم مغرب تک انتظار کرو۔ مغرب کی نماز کے وقت وارث عالم پناہ پھر تشریف لائے اور پنڈت جی کا ہاتھ تھام لیا۔ تب انہوں نے اپنے آپ کو دوبارہ آستانہ پر موجود پایا۔ حضور نے پنڈت صاحب سے فرمایا "سنو سنو پنڈت جی جس طرح تم گاؤزبان، بنفشہ، کمیلہ اور ملٹھی کو یاد رکھتے ہو، ہمیں بھی اسی طرح یاد کر لیا کرو۔ اس کے ساتھ ہی پنڈت جی کے چاروں لطیفے کُھل گئے۔

آپ حضرت حاجی سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور احرام حاصل کرنے کے بعد علاقہ ڈبائی میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک باغ تھا جو کہ شہزادی کی ملکیت تھا۔ یہ علاقہ دیوبندیوں کا تھا جو کہ دہلی کے قریب واقع ہے۔ ایک دن شہزادی کی خدمت گزار پھول چننے آئی۔ آپ نے فرمایا یہاں قبر سے پھول کیوں اٹھا رہی ہو۔ اس نے کہا یہاں تو کوئی قبر نہیں۔ مگر آپ نے فرمایا یہاں فقیر کی قبر ہے۔ آپ کو بعد از وصال وہیں پیوند خاک کیا گیا۔

بعد وصال آپ کا قلب جاری ہو گیا۔ جب حضور وارث پاک سے جا کر عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

سپردم بتو مایہ خویش را

اس کے ساتھ ہی آپ کا قلب رک گیا اور آپ کو دفن کر دیا گیا۔

Marfat.com

حضرت میاں فقیر اُڑ اُڑو شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز، فقیر یگانہ حضرت مولوی فضل کریم المعروف فقیر میاں اڑاڑو شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ فقیر مست الست ہیں۔

پیدائشی نام مولوی فضل کریم تھا۔ مولانا نور کریم شاہ وارثی کے چھوٹے بھائی اور حافظ پیاری شاہ کے والد گرامی تھے۔ مولانا نور کریم شاہ وارثی کا وصال حیات سرکار عالم پناہ میں ہوا تھا ان کے بعد حضور نے ان کے بھائی مولانا فضل کریم کو احرام عطا فرمایا اور اڑاڑو شاہ نام رکھا اور ان کو ان کی آبائی بستی بڑاگاؤں ضلع بارہ بنکی میں بٹھادیا۔

مولوی نور کریم شاہ وارثی کے وصال کے بعد سرکار عالم پناہ ان کی قبر پر جا کر کھڑے ہوئے تو تربت ہلنے لگی تو سرکار نے فرمایا ''سوؤ سوؤ حشر کے روز ملیں گے۔'' گاؤں کے لوگوں نے عرض کی کہ حضور ہماری بستی فقیر سے خالی ہوگئی ہے تو سرکار نے فرمایا...... ''فقیر کی جگہ خالی نہیں ہوتی جو مستحق ہوتا ہے وہ حصہ پاتا ہے۔'' کچھ ہی عرصہ بعد مولانا فضل کریم المعروف اڑاڑو شاہ کو احرام عطا ہوگیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال حضور عالم پناہ حضرت حاجی سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی چودھویں صدی ہجری میں ہوا، مزارِ پُر انوار بڑاگاؤں ضلع بارہ بنکی یوپی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر صوفی محمد بلال وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا، نازش اہل ہدیٰ کشتہ خنجر تسلیم و رضا پیر طریقت جناب صوفی محمد بلال وارثی دہلی کے رہنے والے اور صدیقی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔

آپ اپنے وقت کے عظیم صوفی بزرگ تھے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ وارثیہ کے بزرگوں اور صوفیاء میں بلند مقام رکھتے تھے۔ ظاہری بناوٹ ہر قسم کی ریاکاری سے مبرا اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار اخلاق محمدی ﷺ کا عملی نمونہ زہد و تقویٰ میں بے مثال پابند شریعت و طریقت دنیاوی وسائل سے خالی جائیداد بینک بیلنس سے بے نیاز تمام عمر کرایہ کے چھوٹے سے مکان میں گزار دی اور کبھی اپنے فقر و فاقہ اور غربت کا شکوہ آپ کی زبان پر نہ آیا۔ ظاہری دنیاوی تعلیم بالکل نہ ہونے کے برابر مگر دینی علوم میں استعداد اور قابلیت اس قدر تھی کہ بڑے بڑے جید علماء اور پڑھے لکھے حضرات انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔ تمام عمر خدا رسیدہ بزرگوں اور درویشوں کے ساتھ گزاری اور انہی سے تعلق رہا ہر وقت خدا اور اس کے رسول ﷺ اور پاکان امت کا ذکر آپ کے ورد زبان تھا۔ آپ نہ صرف راولپنڈی کے صوفیاء کی پہچان تھے۔ بلکہ سلسلہ عالیہ وارثیہ کے ترجمان بھی تھے۔

بیعت و احرام پوشی ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ وارثیہ کے عظیم احرام پوش صوفی بزرگ جناب صوفی عبداللہ شاہ کشمیری جن کا مزار مظفر آباد آزاد کشمیر میں ہے۔ ان کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور انہی سے باطنی طور پر اکتساب فیض کیا۔ کچھ عرصے کے بعد مرشد کامل نے سلوک کی منزلیں طے کرانے کے بعد آپ کو احرام پہنا کر اجازت بیعت و ارشاد سے مشرف فرمایا۔

نوٹ ☆: سلسلہ عالیہ وارثیہ کے بزرگ اپنے کامل مرید کو خلافت کی پگڑی یا دستار کی بجائے احرام پہناتے ہیں اور انہی بزرگوں کو احرام پوش فقیر کے نام سے پکارا اور لکھا جاتا ہے اور یہی لوگ سلسلہ کو چلانے کے مجاز ہوتے ہیں۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ نے دنیاوی تعلیم بالکل حاصل نہ کی تھی جب کہ دینی تعلیم قرآن کریم اور بنیادی دینی مسائل اپنے علاقے کے کسی عالم دین سے حاصل کیے تھے اور باطنی تعلیم میں اپنے مرشد کامل سے اکتساب فیض کیا۔

آپ کو علوم باطنی میں اس قدر ملکہ حاصل تھا آنکھ بند کرتے ہی مکاشفہ ہو جاتا تھا اور علم لدنی کے ذریعے خدا پاک نے اس قدر نوازا تھا کہ وقت کے بڑے بڑے دانشور حیران ہوئے بغیر نہ رہتے تھے آپ کو بزرگان دین کے حالات زندگی اور کرامات و واقعات

Marfat.com

اوران کی تاریخ وصال باکمال و پیدائش اور جائے دفن اس قدر ازبر تھیں کہ اس دور میں آپ کا اس معاملہ میں ثانی کوئی نہ تھا طریقت کے مسئلہ پر گفتگو فرماتے تو تمام رات گزر جاتی مگر بات ختم نہ ہوئی تھی اکثر لوگ یہ سمجھتے تھے کہ آپ نے بزرگان دین کی تواریخ پر پی ایچ ڈی کیا ہوا ہے۔

کمپیوٹر آج کے دور کی پیداوار ہے☆: کمپیوٹر آج کے دور کی پیداوار ہے ہم نے کمپیوٹر کی ایجاد سے پہلے خدا پاک کے بندوں میں سے آپ ایسا باخدا پایا ہے کہ جب کبھی بھی کسی بزرگ کا تذکرہ شروع ہوا اور آپ نے فوراً اس بزرگ کا بائیو ڈیٹا کھول کر بیان کر دیا آپ کو برصغیر پاک و ہند عرب و عجم و حجاز مقدس اور دنیا بھر کے تمام بزرگوں کے حالات و واقعات اس طرح یاد تھے کہ جیسے آپ ان کے ساتھ رہے ہوں اور بیان کردہ واقعات آپ کے سامنے رونما ہوئے ہیں۔

تمام دنیا میں بزرگان دین کے عرسوں کی تاریخ آپ کو ازبر یاد تھی اور آپ یہ بھی بتا دیتے تھے کہ فلاں بزرگ کا عرس فلاں شخص کراتا ہے اور وہاں کے یہ معمولات ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کا عرس اور آپ کی یاداشت☆: فقیر راقم الحروف اپنے گھر جھنگی محلہ راولپنڈی میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال ۱۶ صفر المظفر کو کرتا تھا۔ ایک مرتبہ کاروباری مصروفیات کے پیش نظر راقم کو عرس یاد نہ رہا اور صفر کا مہینہ شروع ہو گیا راقم اپنی دھن میں مست بازار تلواڑاں سبزی منڈی سے گزر رہا تھا تو سامنے حضرت صوفی محمد بلال وارثی سے اچانک ملاقات ہوگئی آپ نے بعد از سلام و دعا کے فرمایا کہ میاں صاحب زادے اس مرتبہ داتا صاحب کا عرس کر رہے ہو یا نہیں؟ فقیر نے عرض کیا کہ بھائی بلال کیوں نہیں عرس ہوگا اور ضرور ہوگا آپ نے فرمایا پھر جلدی تیاری کر لو اور ایک ہفتہ رہ گیا ہے۔ راقم نے پوچھا کہ بلال بھائی آج صفر کی کتنی تاریخ ہے تو فرمایا کہ حافظ صاحب آج ۴ صفر ہو گئی ہے اب دن کتنے باقی ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو بزرگان دین سے کتنی رغبت اور نسبت تھی کہ عرس کرانے والے کو بھی یاد نہیں مگر آپ کو یاد ہے آپ نے فرمایا کہ آپ عرس کی تیاری کریں باقی احباب جو جہاں جہاں ملتے گئے سب کو آپ کی طرف سے میں دعوت دے دوں گا آپ فکر نہ کریں۔

سیرت و کردار☆: آپ انتہائی درجہ کے حلیم الطبع بامروت وضع دار اور پر وقار شخصیت کے مالک تھے تمام زندگی صوفیاء کے مشن پر عمل پیرا رہے ظاہری بناوٹ ریاکاری تصنع سے پاک زندگی گزارتے تھے۔ رہنے سہنے کا انداز بھی بالکل سادہ کہ اس دور میں آپ کی مثال ناممکن ہے۔ آپ نے تمام عمر اصولوں کی پاسداری کی اور کبھی کسی کا دل نہیں دکھایا ہمیشہ سے ہی اپنے سے بڑوں کی تعظیم فرماتے اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے۔ دین اسلام کے چاہنے والوں کی ہمیشہ قدر کرتے بڑائی غرور تکبر حسد بغض عداوت سے پاک رہے۔ درگزر سے کام لیتے تھے۔ آپ انتہا درجہ کے مہمان نواز تھے۔ طبیعت میں اس قدر حلیمی اور گفتگو اتنی شائستہ کہ ملنے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا اپنے ہم عصر صوفیاء کے ساتھ پوری پوری رات جاگ کر ذکر محبوبان خدا میں مصروف رہتے ہمہ وقت یاد خدا اور پاکان امت کی پیروی فرماتے۔

کرامت بعد از وصال☆: سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم پیشوا حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری

Marfat.com

علیہ الرحمۃ کے خلیفہ محمد صابر صاحب آپ کے وصال باکمال کے دو ماہ بعد بروز عید الضحیٰ قربانی سے فارغ ہو کر قربانی کا گوشت اپنے اعزا میں تقسیم کرنے کے لئے اپنے گھر واقع محلہ اکالگڑھ سے نکلے اور سبزی منڈی بازار تلواڑاں گئے۔ گوشت کی تقسیم کے بعد جب وہ موٹر سائیکل پر گھر واپس آرہے تھے تو وہ جب راجہ بازار سے ڈنگی کھوئی کے مقام سے گزر رہے تھے تو آپ کو گنجمنڈی ڈنگی کھوئی چوک سے راجہ بازار کی طرف آتے دیکھا۔ انہوں نے جب آپ کو آتے ہوئے دیکھا موٹر سائیکل روک کر اترے آپ سے گلے ملے اور خیریت دریافت کی اور پوچھا بھائی بلال صاحب کہاں تشریف لے جا رہے ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ بہت دن ہوئے بچوں کو ملنے کو گھر نہیں گیا۔ آج عید کا دن ہے بچوں کو ملنے جا رہا ہوں۔

یہ فرما کر آپ راجہ بازار کی طرف ہو گئے اور خلیفہ محمد صابر ڈنگی کھوئی چوک کی طرف چل دیئے۔ ابھی موٹر سائیکل اسٹارٹ کر کے چند قدم ہی گئے ہوں گے تو ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ بھائی بلال وارثی صاحب کا تو آج سے دو ماہ قبل وصال ہو چکا تھا، اور میں نے خود ان کو قبر میں اپنے ہاتھوں سے اتارا تھا، یہ سوچ کر جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو آپ نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے۔

وصال باکمال ☆: ۳۰ رمضان المبارک کو آپ تمام دن اپنے معمول کے مطابق گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر تمام دن دوست احباب سے ملاقاتیں کرتے رہے اور تمام حضرات سے لین دین بے باک کیا رات کو عشاء کی نماز کے بعد آپ حسب معمول باڑا مارکیٹ چوک پیلس ہوٹل کے نیچے پہلوان محمد ریاض کمال مرحوم کی دوکان پر تشریف لے گئے اور ان کو ان کی بقایا رقم جو لین دین کی تھی ادا کی وہاں سے اپنی سرکاری نوکری پر پشاور روڈ نزد دفتر ریڈیو پاکستان تشریف لے گئے رات ۲ بجے چائے کی طلب ہوئی اس غرض سے دفتر سے باہر نکلے پشاور روڈ کی سڑک عبور کر رہے تھے کہ مخالف سمت سے آنے والی گاڑی نے ٹکر ماری اور آپ وہیں اسی وقت واصل بحق ہو گئے۔

یکم شوال بروز عید الفطر ۱۴۰۰ مورخہ ۱۳ اگست بروز جمعرات ۱۹۸۰ء کو آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور راولپنڈی کی مرکزی عیدگاہ کے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا۔

فقیر راقم الحروف کا آپ کی ذات سے عرصہ بیس برس سے زیادہ تعلق اور مستقل رابطہ رہا ہے۔ فقیر نے آپ سے زیادہ سفید پوش اور بااخلاق اور متوکل شخص نہیں دیکھا کہ جو ہر وقت مرضی مولا پر راضی رہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر صوفی عبدالصمد وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیکر علم و عرفان، نازش اہل ہدیٰ، مجسمہ مہر و وفا، حضرت فقیر صوفی عبدالصمد وارثی رحمتہ اللہ علیہ انبالہ شہر انڈیا بھارت کے ایک تاجر پیشہ خاندان کے چشم و چراغ تھے۔

آپ کی برادری اور آپ کے چھوٹے بھائی اور آپ کی اولاد اب بھی الحمد للہ اچھے اچھے کاروباروں میں مصروف ہیں۔ مگر خداوند کریم نے اپنے دین اور بزرگان دین کے مشن کے لئے آپ کو چن لیا اور آپ کاروبار اور گھریلو مصروفیات اور دنیا کے تمام جھگڑوں سے الگ تھلگ یادِ خدا میں مشغول ہو گئے۔ بچپن ہی سے بزرگان دین کی صحبتوں میں بیٹھنے سے آپ کے سینے میں وہی جذبہ بیدار ہوا اور جلد ہی اپنے بزرگوار کے مشن کے وارث بن کر سلسلہ وارثیہ میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ آپ انتہائی خوش شکل خوبصورت وجیہہ اور دراز قد شخصیت کے مالک تھے۔ صوفیاء کی محفلوں کی رونق ہی نہیں بلکہ بزم عشاق کی زینت تھے۔ آپ دینی اور دنیاوی تعلیم اور علوم ظاہریہ و باطنیہ سے مرصع تھے۔ گفتگو میں بڑی احتیاط تھوڑا کلام مگر گفتگو جامع اور سیر حاصل ہوتی تھی۔ بڑے بڑے اور پیچیدہ مسائل چند لفظوں میں حل فرما دیتے تھے۔ آپ کا چہرہ دیکھ کر قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہوتی تھی۔

بیعت و احرام پوشی ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ وارثیہ کے عظیم احرام پوش صوفی بزرگ حضرت پیر محبت شاہ وارثی پنجابی رحمتہ اللہ علیہ جو کہ پنڈ دادنخان ضلع جہلم کے رہنے والے تھے اور بعد ازاں مرشد کامل کے حکم پر مراد آباد کے نزدیک کسی گاؤں میں پیغام رشد و ہدایت کو عام کرنے تشریف لے گئے تھے وہیں ان کا وصال با کمال ہوا اور وہیں مزار ہے۔

آپ ان بزرگ صوفی محبت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور کافی عرصہ مجاہدہ و ریاضت میں مشغول رہے۔ بعد ازاں مرشد کامل نے سلوک کی منزلیں طے کرانے کے بعد آپ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ وارثیہ کا احرام عطا فرما کر اجازت بیعت و ارشاد سے نوازا۔

سیرت و کردار ☆: آپ جس طرح بظاہر خوبصورت تھے۔ اسی طرح باطنی طور پر بہت زیادہ خوبصورت تھے۔ اخلاق کریمانہ انتہائی درجہ کا تھا۔ زہد و تقویٰ میں بے مثال اور تمام عمر شریعت محمد ﷺ اور اپنے پیشواؤں کے طریقے پر گزاری آپ علم حلم بردباری تحمل جلال و جمال میں یکساں تھے۔ آپ کے چہرہ پر حضور عالم پناہ بانی سلسلہ عالیہ وارثیہ حضور حاجی سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کا پرتو نظر آتا

Marfat.com

تھا۔ آواز میں اس قدر خوش گلوئی اور شیرینی تھی۔ کہ جب کوئی کلام یا تلاوت قرآن کرتے تھے۔ یا کسی عرس یا محفل میں ختم شریف بالخصوص درود تاج پڑھتے تو تمام محفل پر سحر طاری ہو جاتا تھا۔

آپ کی تمام زندگی سادگی سے عبارت ہے۔ نمود و نمائش کا شائبہ بھی قریب نہ پھٹکنے دیا۔ دنیاوی مال و دولت لالچ حرص وطمع بغض عداوت سے کنارہ کش رہے۔ آپ سراپا محبت ہی محبت تھے۔ محفل سماع کے رسیا اور دلدادہ تھے۔ آخری عمر تک سنتے رہے اور ہر سال ۲۹ صفر کو آپ کے ہاں آپ کے پیشواؤں کے عرس کے موقع پر پشاور سے کراچی تک کے قوال باری باری حاضری دے چکے ہیں۔ صوفیاء کے ہاں عرسوں کی محفل میں آنا جانا آپ کا معمول زندگی رہا۔ آپ جس محفل میں تشریف لے جاتے آپ ممتاز ہی نظر آتے تھے۔ آپ کی شخصیت اتنی پرکشش اور دلکش تھی کہ ہر شخص آپ کے احترام میں کھڑا ہو جاتا تھا۔ آپ اپنے ہم عصر بزرگوں سے بڑی محبت سے ملتے اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے تھے۔

راقم الحروف سے آپ کا تعلق ☆: راقم الحروف کے والد گرامی حضور فیض الملت حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جس زمانے میں انبالہ شہر میں امام و خطیب اور تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ آپ کا تعلق قبلہ والد گرامی سے اسی زمانے سے تھا۔ بعد ازاں قیام پاکستان کے بعد آپ محلہ سید پوری گیٹ بنی چوک راولپنڈی اور والد گرامی ساتھ والے جھنگی محلہ میں مقیم ہوئے تو یہ تعلق پھر ۱۹۷۶ء ۲۴ جون تک قائم رہا۔ ۱۹۷۶ء میں والد گرامی کے وصال باکمال کے بعد اور اس سے پہلے بھی آپ راقم الحروف سے قبلہ والد گرامی کی وجہ سے بڑی ہی شفقت و محبت سے پیش آتے تھے۔ اپنے ہاں ہونے والے عرس میں شرکت کے لئے خصوصی دعوت دیتے اور تاکید مزید فرماتے کہ ضرور آنا ہے۔

اسی طرح راقم جس زمانے میں جامع مسجد سید پوری گیٹ میں خطیب تھا۔ آپ نے اپنے صاحبزادے کا نکاح بھی مجھ راقم الحروف سے ہی سے پڑھوایا الغرض اس لحاظ سے آپ انتہائی درجہ کے وضع دار اور روادار بھی تھے کہ اپنے جاننے اور ماننے والوں کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آخری ایام میں کافی ضعیفی اور کمزوری کی وجہ سے بیمار رہے اور اسی علالت میں ۷۶ برس کی عمر میں مورخہ ۱۴ ذیقعد ۱۴۰۲ھ بمطابق ۲ ستمبر ۱۹۸۲ء بروز جمعتہ المبارک کو آپ کا وصال باکمال ہوا اور آپ کو راولپنڈی کی مرکزی عیدگاہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ آپ کے وصال باکمال کے بعد آپ کے صاحب زادے آپ کے مشن پر گامزن ہیں اور ہر سال عرس کی محفل ۱۶ صفر کو انتہائی اہتمام و انصرام سے منعقد کراتے ہیں راولپنڈی کے تمام صوفیاء اور اہل طریقت و محبت حضرات صاحبزادگان کی دعوت پر شرکت کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر مقصود شاہ وارثی المعروف حکیم قاضی زاہد حسین وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: حکیم حاذق ظاہری و باطنی، صوفی باصفا، عالم باعمل، فاضل بے بدل علوم خفی و جلی، حضرت فقیر مقصود شاہ وارثی المعروف حکیم قاضی زاہد حسین وارثی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۶ مارچ ۱۹۲۲ء کو معروف صوفی بزرگ حضرت قاضی محمد یوسف قادری سہروردی علیہ الرحمۃ کے علمی و روحانی گھر واقع موضع سنگھوئی ضلع جہلم میں ہوئی۔

آپ کا پیدائشی نام قاضی زاہد حسین رکھا گیا، جبکہ سلسلہ عالیہ وارثیہ کے عظیم صوفی بزرگ حضرت خواجہ عنبر شاہ وارثی علیہ الرحمۃ نے سلسلہ عالیہ میں آپ کا نام مقصود شاہ وارثی رکھا۔

آپ سلسلہ عالیہ وارثیہ کے عظیم نیرّ تاباں حضرت قاضی فقیر اکمل شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے خانوادہ کے چشم و چراغ اور سلسلہ وارثیہ کے معروف بزرگ شیخ کامل حضرت خواجہ قاضی عزت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے بڑے بھائی ہیں۔

بیعت و احرام پوشی ☆: آپ سرکار عالم پناہ، وارث عالم نواز، آفتاب و ماہتاب ولایت عارف باللہ حضرت حافظ حاجی سید وارث علی شاہ دیوہ باشی علیہ الرحمۃ کے اویسی بیعت تھے، جبکہ ظاہری بیعت حضرت خواجہ بابا عنبر شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے دست مبارک سے سلسلہ عالیہ وارثیہ میں داخل ہوئے اور انہی کے دست مبارک سے خرقہ احرام پا کر سرفراز ہوئے۔

احرام پوشی کے باوجود بھی تمام عمر سادہ لباس اور ظاہری وضع قطع پر قائم رہے اور احرام اطہر کو روز محشر کے لئے سنبھال کر رکھ دیا۔

آپ علوم ظاہری و باطنی پر مکمل دسترس رکھتے تھے، جب کبھی علماء اور مشائخ فقراء کی مجلس میں تشریف لے جاتے تو شرکائے محفل محتاط ہو کر گفتگو کرتے، کے آپ باخبر عالم اور باباطن درویش بھی ہیں۔

سب سے پہلے گورنمنٹ ہائی سکول ساگری نزد روات ضلع راولپنڈی میں انگلش ٹیچر کے طور پر تعینات رہے، خطہ پوٹھوار بالخصوص روات کے علاقہ کے اکثر پڑھے لکھے لوگ آپ کے شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت فقیر الحاج قاضی عزت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کا شمار بھی آپ کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔

1955ء میں آپ کے والد گرامی حضرت قاضی محمد یوسف کے وصال باکمال کے بعد سکول کی ملازمت چھوڑ کر مستقلاً اپنے آبائی

Marfat.com

علاقہ موضع سنگھوئی شریف ضلع جہلم میں تشریف لے آئے، اور علاقہ بھر میں دین متین اور خدمت خلق اللہ میں مصروف ہو گئے۔

آپ لوگوں کی باطنی تربیت کے ساتھ مختلف بیماریوں کا دوا کے ذریعے علاج بھی کیا کرتے تھے، آپ ایک مستند حکیم حاذق تھے جبکہ خداوند کریم نے آپ کو دست شفا عطا فرمایا ہوا تھا، بہت سے لاعلاج اور زندگیوں سے مایوس مریض آپ کی چوکھٹ سے شفایاب ہو کر گئے۔ لالچ طمع سے پاک ہو کر مریضوں کا علاج فرماتے، بعض نادار و یتیم اور مساکین کا مفت علاج فرماتے، بلکہ بہت سے غریب مریضوں کو مفت دوا اور زادراہ بھی عنایت فرماتے تھے۔

تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کی طرف سے آپ اور فقیر محبوب حسین قادری نوشاہی سرگرم عمل تھے، آپ کی ذات والا صفات صبر وقناعت، استقامت وجرأت کا کوہ گراں تھی، صبر کا دامن کسی بھی حال میں ہاتھ سے چھوٹنے نہ دیا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۰۴ھ بمطابق 29 جنوری 1983ء کو ہوا، مزار پُر انوار والدہ ماجدہ کے قدموں کی جانب موضع سنگھوئی شریف ضلع جہلم میں مرجع خاص وعام ہے۔

آپ کے بعد آپ کے جانشین آپ کے بڑے فرزند ارجمند حضرت ڈاکٹر قاضی تنویر وارث وارثی مدظلہ العالی مقرر ہوئے، جو بڑے ہی احسن انداز میں آپ کے قائم کردہ سلسلہ کو چلا رہے ہیں، جبکہ آپ کے دوسرے صاحبزادے جناب قاضی راشد عزیز وارثی صاحب بھی انتہائی فعال اور متحرک وباکردار وباصلاحیت شخصیت کے مالک ہیں۔

جناب حضرت ڈاکٹر تنویر وارث صاحب قبلہ کا فقیر راقم الحروف سے گہرا اور دلی تعلق ہے، فقیر کی کتابوں کی پروف ریڈنگ کی نظر ثانی اور دوران تحریر اپنے مفید مشوروں سے نوازنا اور فقیر کی مکمل سرپرستی فرمانا ڈاکٹر تنویر وارثی صاحب مدظلہ کی طبیعت ثانیہ کا خاصہ ہے۔

اکثر وبیشتر فقیر کی دعوت پر پروگراموں اور عرسوں کی محافل کی زینت بھی بنتے ہیں، اس کے علاوہ بھی فقیر کی التجا پر تحریری کام کی اصلاح اور ترتیب وتدوین میں انتہائی خلوص سے معاونت فرماتے رہتے ہیں۔

حضرت ڈاکٹر صاحب سراپا محبت وایثار کا مجسمہ ہیں، اللہ کریم نے ظاہری وباطنی تعلیم سے مرصع کرنے کے ساتھ ساتھ اخلاص، پیار، محبت اور دوراندیشی اور بزرگوں سے ملنے والی درویشی بالخصوص حضرت قاضی عزت شاہ صاحب وارثی علیہ الرحمۃ کے اوصاف کمالات سے آپ کو مزین کر رکھا ہے۔ آپ کی پُرخلوص دعوت پر فقیر کو آستانہ عالیہ چھپر شریف میں کئی مرتبہ حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے، دعا ہے کہ اللہ کریم ڈاکٹر صاحب کا سایہ تادیر اہل سلسلہ پر قائم دائم رکھے۔ اور حضرت قاضی اکمل شاہ وارثی اور قاضی عزت شاہ وارثی کے حقیقی وارثوں کو خداوند کریم وارث پاک کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت سیّد محمد یوسف حسین شاہ اجمیری وارثی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر السادات، فدائے وارثِ عالم نواز، فقیرِ یگانہ، مرشدِ زمانہ، حضرت سید محمد یوسف حسین شاہ اجمیری وارثی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اپنے دور کے معروف بزرگوں میں ہوتا ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۱۶ھ بمطابق ۱۸۹۸ء کو ہندوستان کے معروف روحانی شہر اجمیر شریف میں حضرت خواجہ فقیر سید معروف حسین شاہ اجمیری وارثی علیہ الرحمۃ کے روحانی گھرانے میں ہوئی۔

آپ شہنشاہ ولایت، عطائے رسول حضرت خواجہ سید محمد معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے اولادِ پاک سے ہیں، آپ کے اجداد اور والدِ گرامی کا شمار حضرت خواجہ اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سجادہ نشینوں میں شمار ہوتا ہے۔

شہباز خیل میں ورودِ مسعود ☆: ایک رات آپ کو خواب میں حضرت سید عبد الصمد ہمدانی علیہ الرحمۃ کے مزار اور اس سے ملحقہ مسجد و کنویں کی زیارت کرائی گئی، اور حکم دیا گیا کہ آپ وہاں جا کر ان کی خدمت کریں، شہباز خیل کے قبرستان میں غربی جانب ایک نو گز لمبا قدیمی مزار ہے اسی مزار اور مسجد کی خدمت کا حکم آپ کو ملا تھا۔

چنانچہ آپ نے رختِ سفر باندھا اور مختلف جگہوں پر پڑاؤ کرتے ہوئے پہلے میانوالی پھر شہباز خیل پہنچے تو آپ نے جو کچھ خواب میں مشاہدہ فرمایا تھا وہ نقشہ بعینہٖ وہاں موجود نظر آیا، حضرت عبد الصمد علیہ الرحمۃ کا مزار اور مسجد بالکل خستہ حالت میں سقم ظریفی کا شکار نظر آتا تھا۔

چنانچہ آپ نے ڈیرے ڈال کر مسجد و مزار شریف کی خدمت صفائی اور دیگر امور کا انتظام و انصرام سنبھال لیا، اور مسجد و مزار شریف کی ازسرِ نو تعمیر کا آغاز فرمادیا، اور اپنی رہائش ملک غلام رسول ولد محمد زمان کے ہاں رہائش اختیار کر لی۔

بیعت و احرام ☆: غالباً آپ سلسلہ عالیہ وارثیہ میں اپنے والدِ گرامی حضرت خواجہ پیر سید معروف حسین اجمیری وارثی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے، اور انہی سے سلسلہ عالیہ کے قاعدے کے مطابق احرام حاصل کر کے صاحب مجاز ہوئے۔

نوٹ ☆: آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ سید معروف حسین شاہ اجمیری وارثی علیہ الرحمۃ حضور عالم پناہ، سلطان الاولیاء

Marfat.com

حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ دیوا باشی علیہ الرحمۃ کے دستِ گرفتہ اور احرام پوش فقیر تھے، یہ رہنے والے اجمیر شریف کے تھے اور وصال دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی یو پی انڈیا میں ہوا وہیں مرقد منورہ مرجع انام ہے۔

سیرت و کردار☆: آپ کا زیادہ تر وقت عبادت و ریاضت میں گزرتا تھا، آپ کا معمول تھا کہ اکثر روزے سے رہتے تھے، خصوصاً ہر ماہ دس روزے ضرور رکھتے تھے، کھانا بہت کم کھاتے، اسی طرح نیند بھی برائے نام ہی فرماتے تھے، رمضان شریف کا پورا مہینہ اعتکاف فرماتے تھے، ماہ ربیع الاول شریف حضور ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد پاک بڑی عقیدت ومحبت سے مناتے، اور بارہ ربیع الاول شریف دن کے وقت میانوالی شہر میں تشریف لا کر میلاد النبی کے جلوس میں شرکت فرماتے تھے۔ آپ کا طرز زندگی بہت سادہ تھا، عاجزی وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ تمام عمر مسکینی کے ساتھ بسر کی، ہر شخص آپ کا دل سے احترام کرتا تھا۔

آپ کو حضرت سیدہ کائنات بی بی سیدہ خاتون جنت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے ازحد محبت وعقیدت تھی، ہر سال ۱۶ رجب کی رات ذکر واذکار اور تلاوت کلام پاک میں گزر جاتی، آپ کے مریدین وعقیدت مندان جوق در جوق اس پروگرام میں خصوصیت کے ساتھ شرکت کرتے تھے، صاحب استطاعت لوگ اپنے اپنے گھروں سے دودھ لے کر آتے اور جمع کرتے جاتے، پھر سب لوگ حضرت سید عبدالصمد شاہ ہمدانی علیہ الرحمۃ کے مزار پرانوار پر حاضری دیتے اور قریب ہی حضرت لنگر شہید کے مزار پر حاضری دیتے، صبح فجر کے بعد وہ تمام دودھ مجلس میں موجود حاضرین اور بقیہ اردگرد کے لوگوں کے گھروں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔

آپ نے اپنے متوسلین کو ہدایت ونصیحت فرمائی تھی کہ میرے بعد بھی اس عرس کو جاری رکھنا، الحمدللہ کے آپ کے فرمان کے مطابق ہر سال ۱۶ رجب کو یہ عرس اُسی قاعدے کے مطابق انعقاد پذیر ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ آپ اردگرد کے مزارات پر حاضری دیتے تھے خصوصاً موسیٰ خیل میں حضرت ناگ سلطان علیہ الرحمۃ ک مزار پر ضرور جاتے اس کے علاوہ آپ نے کچھ عرصہ سکیسر کے پہاڑوں میں چلہ کشی اختیار کی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے پہاڑوں کو آباد کیا۔

کشف وکرامات☆: محترم جناب حاجی محمد نصر اللہ خان ایڈووکیٹ ضلع کچہری میانوالی نے اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ میانوالی بار کونسل کے انتخابات ہو رہے تھے، جس میں صدارت کا امیدوار تھا، میرا مقابلہ ملک عبدالکریم ایڈووکیٹ سے بہت سخت زوددار تھا، میرے دوست میجر سلطان اکبر خان نے مجھے مشورہ دیا کہ شہباز خیل جا کر حضرت سید یوسف شاہ اجمیری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری دے کر دعا کے لئے عرض کرتے ہیں۔

چنانچہ ہم دونوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا مقصد ومدعا پیش کیا، آپ نے **نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ** پڑھ کر میری کمر پر تین مرتبہ تھپکی دی، اللہ تعالیٰ نے الیکشن والے دن مجھے ان تھپکیوں کے بدلے میں تین ہی ووٹوں سے کامیابی وکامرانی عطا فرمائی۔

کرامت نمبر۲☆: گل بیگ خان سکنہ کھباڑا نوالہ ضلع میانوالی فرماتے ہیں کہ میرا بھائی آپ سے بیعت ہونا چاہتا تھا، اس نے مجھے کہا کہ آؤ چل کر مجھے شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرادو۔

چنانچہ ہم گھر سے نکلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا رجب کے مہینے میں آجانا، آپ کا فرمان سن کر ہم واپس آگئے۔

Marfat.com

گل بیگ خان صاحب فرماتے ہیں کہ میں بھی پیر کامل کی تلاش میں تھا اور میرے دل میں خواہش تھی کہ میں قادری سلسلہ میں بیعت اختیار کوں گا۔ میں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کسی کے آگے نہ کیا تھا۔

جب رجب کا مہینہ آیا تو میں اپنے بھائی کو ہمراہ لے گیا اور شاہ صاحب کی خدمت میں بھائی کو بیعت کرنے کی درخواست کی، آپ اکثر لوگوں کو چشتیہ سلسلہ میں بیعت فرماتے تھے، میرے بھائی کو بیعت کرنے کے بعد مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بھائی میں سلسلہ قادریہ میں بھی بیعت لینے کا مجاز ہوں، آپ کی زبان ترجمان سے یہ بات سنتے ہی مجھے یقین ہو گیا کہ آپ نے میرے دل کی بات جان لی ہے۔

چنانچہ میں نے گزارش کی حضور مجھے بھی اپنی غلامی میں قبول فرمالیں۔ اس کے بعد آپ نے مجھے اپنے دست مبارک پر بیعت کا شرف بخشا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۰۹ھ بمطابق ۲۵ مئی ۱۹۸۸ء کو ہوا، مزار پُرانوار آپ کی تعمیر کردہ جامع مسجد عثمانیہ شہباز خیل ضلع میانوالی میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر آج بھی منہ مانگی مرادیں پارہے ہیں۔

جامع مسجد عثمانیہ بالکل خستہ حالت میں تھی، آپ نے آ کر اس مرمت وتعمیر کا کام کرایا، بعدازاں تمام مسجد شہید کر کے ازسرِ نو تعمیر کے لئے سنگ بنیاد اپنے ہاتھوں سے رکھا، مسجد کا کام ابھی جاری تھا کہ زندگی نے وفا نہ کی اور آپ کا وصال ہو گیا۔

آپ کے وصال کے بعد مریدین وعقیدت مندان نے عظیم الشان جامع مسجد عثمانیہ کی تعمیر مکمل کر دی ہے۔ آپ کا مزار پُرانوار اسی مسجد کے ساتھ مرجع انام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر منور شاہ المعروف اختر میر وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز، فاضل یگانہ، مرشد زمانہ حضرت فقیر منور شاہ المعروف اختر میر وارثی رحمتہ اللہ علیہ قادر الکلام فقیر ذیشان ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت امرتسر کے ایک کشمیری معزز خاندان میں ہوئی۔

آپ اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور نہایت ہی ذہین وفطین شخص تھے، 1937ء میں دہلی مسلم لیگ کے بنیادی ممبر بنے، حضرت قائد اعظم محمد علی جناح نے خود آپ کو مسلم لیگ کا اسسٹنٹ سیکرٹری مقرر کیا، چونکہ آپ وکالت کے شعبہ سے منسلک تھے۔ 1947ء تک آپ شملہ میں وکالت کرتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد میاں افتخار الدین نے آپ کو افسر بکار خاص (آبادکاری) مقرر کیا۔ اس دور میں آپ نے بے شمار مستحق مہاجرین کو دوکانیں اور مکانات الاٹ کئے، لیکن بذات خود کوئی چیز حاصل نہیں کی، اور وکالت کے شعبہ سے منسلک رہ کر اپنی گذر بسر فرماتے رہے۔ 1947ء میں قیام پاکستان کے بعد آپ لاہور تشریف لائے اور پرانی انارکلی میں سکونت اختیار کی۔

بیعت واحرام پوشی ☆: آپ سلسلہ عالیہ وارثیہ میں حضرت حاجی میاں اوگھٹ شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور دو جنوری 1950ء کو آپ کی احرام پوشی خاص میاں اوگھٹ شاہ وارثی کے ہاتھوں جگ دیش پور میں علی وارث خان وارثی صاحب کے مکان پر ہوئی۔

حضرت میاں اوگھٹ شاہ وارثی جب پاکستان تشریف لائے تو پرانی انارکلی لاہور میں آپ ہی کے پاس قیام فرمایا تھا۔

سیرت وکردار ☆: آپ نے سلسلہ عالیہ وارثیہ کی اشاعت کا بہت کام کیا، دیوہ شریف کے سالانہ عرس مبارک میں پاکستان سے ایک قافلہ بہت عرصہ تک آپ کی قیادت میں جاتا رہا۔

اگرچہ آپ ایک بہت بڑے وکیل تھے، مگر دوسری طرف دینی علوم پر بھی خاصی مہارت رکھتے تھے، اس کے ساتھ ساتھ آپ کو شاعری سے بھی خاصہ لگاؤ تھا، حال تخلص رکھتے تھے، آپ صاحب تصانیف بھی تھے، اپنی نوک قلم سے اہل سلسلہ کے لئے دو کتابیں تعارف وارثیہ، فقرائے وارثیہ، یادگار چھوڑی ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۱۰ھ بمطابق دسمبر 1989ء کو ہوا۔ مزار پر انوار دربار وارث راوی روڈ لاہور میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت سید خواجہ عنبر علی شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عاشق رسول سلسلہ عالیہ چشتیہ وارثیہ کے عظیم المرتبت بزرگ شریعت وطریقت کے عالمی مبلغ ممتاز نعت گوشاعر نقیب الاولیاء سرگروہ فقراء وارثیہ فدائے وارث کونین حضرت الحاج سید خواجہ عنبر علی شاہ وارثی چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ متصرف باتصرفات اور مقرب بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۲۴ھ بمطابق 1906ء رمضان المبارک میں ہندوستان کے ایک انتہائی ممتاز ومحترم خطہ اجمیر شریف کے ایسے گھرانے میں ہوئی جو روحانی اور اخلاقی قدروں کا حقیقی امین اور پاکیزگی وتقدس کی آماجگاہ تھا۔

آپ کے والد محترم حضرت علامہ سید محمد ظہور حسین قادری چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ اپنے عہد کے جید عالم دین وزبردست صوفی بزرگ کی حیثیت سے سارے اجمیر شریف میں عقیدت واحترام کے ساتھ پہچانے جاتے تھے ان تمام علوم کے علاوہ علم نجوم علم جفر اور فن مصوری میں بھی کامل دسترس حاصل تھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا مثالی زہد وتقویٰ اور عابدانہ طریق زندگی بھی اپنی مثال آپ تھا آپ نے اپنے عظیم المرتبت والدین کی آغوش محبت میں پرورش پائی۔

ابتدائی تعلیم وتربیت ☆: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی بعدازاں وہ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ سے فارغ التحصیل ہوئے علاوہ ازیں علم حدیث شریف آپ نے سراج العلماء سے حضرت مولانا امجد علی خان صاحب مصنف (بہار شریعت) سے پڑھا جب کہ علم صرف ونحو اور فلسفہ اپنے عہد کے ممتاز علماء سے پڑھے۔ دینی علوم کے ساتھ ساتھ آپ دنیاوی علوم ہر سے بھی آراستہ تھے۔ میٹرک تک تعلیم اجمیر شریف کے ایک سرکاری اسکول میں حاصل کی بعدازاں اعلیٰ تعلیم علی گڑھ یونیورسٹی سے مکمل کی آپ بچپن سے ہی بہت ذہین وفطین تھے۔

بیعت واجازت ☆: آپ قبلہ شاہ صاحب نے ۱۳ سال کی عمر میں داخل سلسلہ وارثیہ ہونے کا شرف عارف باللہ مجسمہ حیرت ومحبت حضرت الحاج خواجہ حیرت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے توسط سے حاصل کیا۔ جو سراج الطریقت لسان الحقیقت حضرت خواجہ بیدم شاہ صاحب وارثی علیہ الرحمۃ کے تربیت یافتہ فقیر تھے۔ آپ نے تعلیمی منازل طے کرنے کے ساتھ ساتھ مسلسل عبادت وریاضت کے ذریعے روحانی مدارج طے فرمائیں اور مختلف سلاسل طریقت وشریعت کے متعدد جلیل القدر بزرگوں کی انتہائی جانفشانی سے خدمت انجام دی۔

Marfat.com

انہی پاکباز بزرگوں میں سرکار حضور سیدنا حاجی وارث علی شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے ایک عاشق صادق قلندر زماں قطب دوراں حضرت خواجہ مقصود شاہ صاحب وارثی علیہ الرحمۃ بھی تھے۔ جن کی باکمال شخصیت قبلہ شاہ صاحبؒ کا مرکز قرار پائی قبلہ شاہ صاحبؒ ان کی ذات صفات کو دیکھ کر تصویر حیرت بن گئے اور ان کی بے مثال فقیری کے ضمن میں بے ساختہ کہہ اٹھے کہ "وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے" اور حضور وارث عالم نوازؒ کی ذات اقدس میں سرتاپا محور معترف رہے۔

برس ہا برس کی خدمت اور حضور امام وارث الاولیاء سے آپ کی محبت کا یہ انہماک وعنایت درجے کا لگاؤ ملاحظہ فرما کر حضرت سیدنا خواجہ مقصود شاہ صاحب وارثی علیہ الرحمۃ جیسے مستند سرکار فقیر نے آپ کو بعد نماز فجر بروز عید الفطر ۲۸ سال کی عمر میں اپنے دست خاص سے احرام طریقت وارثیہ عطا فرمایا۔ یہ شفقت ومحبت اور عطاو بخشش کی انتہا تھی۔ کیوں کہ نوجوانی میں خرقہ وارثیہ عطا ہونا کوئی معمولی بات یا بچوں کا کھیل نہ تھا۔ لیکن آپ چونکہ اس انعام کے بجا طور پر اہل بھی تھے۔ ان کی زندگی شاعر مشرق کے اس شعر

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جس کا ہے بیداغ ضرب ہے کاری

کے مصداق ہمیشہ پاکدامانی کے زیور سے آراستہ اور عشق ومحبت کے حقیقی جوہر سے پیراستہ رہی آپ نے سرکار عالم پناہ حضور وارث عالم نواز سے محبت کی بناء پر ان کی حیات طیبہ وطاہرہ کو اپنی زندگی کے تمام گوشوں کے لیے نمونہ عمل بنایا اور اپنے شیخ کی پیروی میں مناقشہ سے احتراز فرما کر الگ رہنے کو ترجیح دی۔ ساتھ ہی ساتھ انہوں نے اپنے شیخ کی دوسری سنت یعنی سیاحت کو بھی اپنایا اور اس ضمن میں برصغیر پاک وہند کے چپے چپے کی سیاحت بھی فرمائی۔ جن میں بالخصوص حجاز مقدس عرق اور ساؤتھ افریقہ بھی شامل ہیں۔

آپ کی زندگی اپنے شیخ کامل وارث الاولیاءؒ کی محبت میں عنائیت کی انوکھی اور قابل تقلید مثال تھی۔

آپ کے ہم عصر علماء صوفیاء صلحاء☆: آپ نے اپنے دور شباب میں جن بزرگوں کی خدمت کی ان میں حضرت بابا سائیں ولایت علی شاہ (ملیر والے) مولانا مودودی کے بڑے بھائی ابوالخیری مودودی کے جلیل القدر استاد گرامی حضرت مولانا عبدالسلام نیازی دہلویؒ حضرت مولانا سعید دہلوی حضرت مولانا نعیم عطا شاہ اشرفی، حضرت پیر جی عبدالرشید قلندری (سجادہ نشین) حضرت بوعلی شاہ قلندر، حضرت بابا محبت شاہ وارثی، حضرت سید الحمد للہ شاہ صاحب وارثی علیہم الرحمۃ سمیت دیگر بہت سی معزز اور مقتدر شخصیات شامل ہیں۔

اپنے عہد کے جن علماء کرام اور مشائخین عظام سے آپ کے دیرینہ مراسم رہے۔ ان میں حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری حضرت سید آل حسن اشرفی حضرت قاضی سید محبوب شاہ قادری حضرت سید ذہین شاہ تاجی، حضرت حکیم عارفین ابوالعلائی حضرت استاد باقر حسین باقر شاہجہان پوری، حضرت پیر سید خالد میاں صابری کمبل پوش حیدر آباد، حضرت مطرب حقانی، حضرت دیوان بدرالاسلام ہانسوی، حضرت میاں محمد حسین قلندر زماں صابری، حضرت شاہ عزیز سلیمانی، حضرت شاہ حافظ غلام رسول قادری، حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت صوفی نصیر میاں کیفی، حضرت علامہ ظہور الحسن درسؒ، حضرت صوفی سجاد حسین میرٹھی صابری، حضرت میاں دیوان غلام قطب الدین حضرت سید اسرار احمد معینی اجمیری (متولی اجمیری شریف) حضرت سید درویش احمد موتی میاں رزاقی القادری حضرت قبلہ حکیم

Marfat.com

عبدالعزیز بخاری دہلوی، شیخ السلام حضرت خواجہ قمرالدین سیال شریف، حضرت سید طاہر میاں نیازی، حضرت سید صفدر علی صابریؒ، حضرت علامہ رشید ترابیؒ، حضرت پیر محمد شریف الدین القادری چشتی، حضرت علامہ حمزہ علی القادری، حضرت علامہ محمد اکبر و محمد اصغر درس، حضرت پیر جی محمد فاروق رحمانی صابری، حضرت صوفی جمیل میاں رضوی امروہوی جمانی، حضرت قاری ممتاز احمد رحمانی، حضرت کوثر باپو قادری، حضرت مولانا کوثر نیازی، حضرت صوفی انعام اللہ اشرفی، حضرت صوفی محمود میاں صاحب حضرت مرزا انوارالحسن بیگ، حضرت مولوی یعقوب کاپوری، حضرت قاضی تراب علی نظامی حضرت پیر صوفی اعجاز حسین بلگرامی حضرت صوفی غلام ربانی صاحب علیھم الرحمۃ اجمعین
حقیقت یہ ہے کہ قبلہ شاہ صاحب "عہد حاضر کی عظیم ترین بزرگ و روحانی شخصیت تھے۔ ان کی زندگی ان کے پیشواء حضرت الحاج بابا خواجہ حیرت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے اس شعر کی عملی تفسیر تھی۔

خدمت خلق سے ہوئے مخدوم
آبرو پائی آبرو کھو کے

سیرت و کردار: آپ ایک عالم باعمل درویش خدمت اور ایک عاشق صادق وانسانیت کی فلاح و بہبود کے سچے علمبردار تھے۔ انہوں نے بزرگوں کے بتائے ہوئے راستے پر ثابت قدمی سے چل کر ایک روشن مثال قائم کی انہیں دیکھ کر عہد رفتہ کے صوفیاء کرام کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ انہوں نے اولیاء کرام کے مشن کو انتہائی کامیابی کے ساتھ آگے بڑھانے کا فریضہ انجام دیا۔ آپ عجز وانکساری کا مجسمہ، صبر و توکل کا پیکر اور اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کو اپنی زندگی کا مرکز و محور سمجھنے والے بزرگ تھے۔ آپ نے عقائد و نظریات اور فقہی موشگافیوں میں الجھنے کے بجائے اپنے کردار کی پاکیزگی و عملی قوت کے ذریعے ایک خاموش مبلغ کی حیثیت سے دین متین کی جیسی اور جتنی خدمت فرمائی سینکڑوں مقررین اپنی تقاریر و خطابت اور اپنی تصانیف کے ذریعے انجام نہ دے پائے بہت سے لوگوں نے آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ جب کہ ایسے لوگ بلا مبالغہ ہزاروں کی تعداد میں ہندوستان اور پاکستان کے گوشے گوشے میں موجود ہیں جو آپ کے توسط سے سلسلہ عالیہ وارثیہ میں داخل ہوئے اور سرکار عالم پناہ کی عقیدت و محبت سے اپنے قلوب و اذہان کو مصفیٰ و مجلی کرنے کی سعادت عظمیٰ و متاع بے بہا حاصل ہوئی۔

عملی و ادبی خدمات ☆: ایک عرصے تک شعبہ صحافت میں بھی اپنی خداداد صلاحیتوں کے جوہر دکھائے۔ آپ ہندوستان میں دہلی سے شائع ہونے والے جناب عبداللہ فاروقی کے رسالے "محشر خیال" لکھنؤ سے جناب عزیز حسن حقانی کی ادارت میں نکلنے والے میگزین "درویش پیشوا" اور اس قسم کے دیگر اخبارات و رسائل سے وابستہ رہے جن میں مختلف موضوعات پر آپ کی سینکڑوں متنوع تحریریں شائع ہوئیں۔

آپ کی وابستگی کا شرف بے شمار مذہبی اور ادبی تنظیموں کو بھی حاصل ہوا اور مخلوق خدا ان کی بے لوث اور مخلصانہ خدمات سے مستفید ہوتی رہی۔ بالآخر وہ وقت بھی آیا کہ جب آپ نے بمبئی شہر بھارت سے سلسلہ چشتیہ وارثیہ کے تعلیمی مشن کو انتہائی کامیابی کے ساتھ آگے بڑھانے کے سلسلہ میں ماہانہ رسالہ بارگاہ شائع کیا۔ جو ادبی دنیا میں اپنی مثال آپ تھا۔

Marfat.com

قبلہ شاہ صاحب نے تحریک پاکستان میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ وہ اس سلسلے میں ممتاز رہبر اور ادیب و شاعر مولانا ظفر علی خان مرحوم کی قائم کردہ تنظیم (اتحاد ملت) کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے اپنی ولولہ انگیز تقاریر، بصیرت افروز نظموں اور تدبّر سے لبریز تحریروں سے منتشر قوم کو جمع کرنے کا فریضہ تادیر انجام دیتے رہے۔

اسی زمانے میں آپ کی نعتوں اور مناقب اہل بیت اطہار کا مجموعہ بھی شائع ہوا جس کا نام (صحیفہ سیفی) تھا یہ مجموعہ کلام بوہری قوم کے روحانی پیشواء اور علی گڑھ یونیورسٹی کے چانسلر ہز ہائی نس سیدنا طاہر سیف الدین نے اپنی دلی پسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے قبلہ شاہ صاحب کو بذات خود ایک عمامہ ایک خرقہ اور مبلغ پانچ سو روپے نقد نذر سے نوازا اور ساتھ ہی سو روپے ماہوار وظیفہ بھی مقرر فرمایا جو ایک بڑا اعزاز ہے۔ آپ نے فن شاعری میں استاد حضرت اختر مودودی صاحبؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ کا ایک بڑا حوصلہ ان کی شاعری بھی ہے۔ وہ خاص ایک صوفی تھے اور جب صوفی شاعر بھی ہو تو اس کی شاعری کیفیات عشق حقیقی سے یقینی طور پر مالا مال ہوتی ہے اور جس شاعری کا تعلق کسی صاحب جذب و کیف شخصیت سے ہو اس کے اثرات کا دیرپا ہونا لازمی ہے قبلہ شاہ صاحب کی شاعری ایک صاحب دل شاعر کا ایسا نغمہ ہے۔ جسے سن کر سماعتوں میں رس گھلتا محسوس ہو رہا ہے اور جسم و جان وجد میں آجاتے ہیں۔ انہوں نے حمد و نعت و مناقب اور فضائل اہل بیت اطہار میں بے شمار نظمیں قلمبند فرمائی ہیں اور وہ سب کی سب ایسی ہیں جنہیں پڑھ کر یا سن کر سر دھنا جا سکتا ہے اور لوگ سر دھنتے ہیں۔ ہمارا مشاہدہ بھی ہے اور تجربہ بھی آپ کے بہت سے نعتیہ شہ پارے بہت مشہور و معروف ہی نہیں بلکہ عالمگیر شہرت کے حامل ہیں۔ خاص طور پر حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ کی لازوال تضمین (سر لامکان سے طلب ہوئی) بے پناہ مقبول ہوئی۔

اس طرح حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ حق تعالیٰ اور بحضور پرنور رسالت مآب ﷺ میں بے انتہائی مستجاب و مقبول قطع

یا صاحب الجمال و یا سید البشر

کی تضمین (داتا سخی کریم دید اللہ نامور)

حد درجہ مقبول و معروف ہیں۔ متذکرہ تضمین کی شہرت مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ عرصہ دراز سے شاید ہی کوئی دن ایسا ہو کہ شائقین نعت نے انہیں بصورت قوال اعظم جناب حاجی غلام فرید و حاجی مقبول احمد صابری و ہمنواؤں سے نہ سنا ہو قبل اس کے یہ نعتیہ کلام شہرت و رفعت کی اس بلندی پر نظر آتے ہیں جس کی لوگ برسوں تمنا کرتے ہیں۔

لیکن بہت کم خوش نصیب ایسے ہوتے ہیں جن کی یہ تمنا پوری ہوئی ہو آپ کا معاملہ اس کے برعکس تھا بقول علامہ اکبر آبادی کہ۔

ہے حصول مدعا کا راز ترک مدعا
میں نے دنیا چھوڑ دی تو مل گیا مولا مجھے

قبلہ شاہ صاحب کو چونکہ حصول شہرت کی کوئی تمنا نہ تھی لہذا نہ چاہتے ہوئے بھی شہرت و عزت و عظمت اور سربلندی ان کے پیروں

Marfat.com

تلے تھی۔ قبلہ شاہ صاحبؒ نام ہی کے شاہ نہ تھے بلکہ خداوند قدوس نے انہیں حقیقتاً بادشاہ بنا دیا تھا۔ ان کا الطاف وکرم سب کے لیے یکساں تھا ان کی نظر فیض اثر میں اپنا پرایا سب برابر تھے۔ دنیائے تصوف کی جلیل القدر علمی وروحانی شخصیت حضرت بابا ذہین شاہ تاجی یوسفی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے قبلہ شاہ صاحب کو دور حاضر میں روحانیت کی کنجی قرار دیا۔

کراچی میں مستقل قیام ☆: قبلہ شاہ صاحب کا مشغلہ یوں تو سیاست تھا لیکن جب آپ کراچی میں تشریف لائے۔ تو میوہ شاہ قبرستان میں واقع خانقاہ جامعہ وارثیہ چشتیہ قادریہ کامران العلوم درگاہ حضرت بی بی مائی آمنہ صاحبؒ میں قیام فرماتے اس خانقاہ عالیہ کی بنیاد اور تعمیر وترقی آپ ہی کی یادگار ہیں آپ 1936ء میں شہر کراچی تشریف لائے۔ تو اوّل شہر کراچی کے معروف روحانی فیض درگاہ حضرت سیدنا قطب عالم شاہ بخاریؒ عیدگاہ بندر روڈ کراچی میں معتکف رہے۔ جہاں آپ کے روز افطار وکھانے کی خدمات متولی درگاہ حضرت منشی شاہ خدا بخش سہروردی چشتی لکھنوی کراچوی کی جانب سے تھا۔ بعدازاں آپ قبلہ شاہ صاحب مستقل درگاہ حضرت سیدہ بی بی مائی آمنہ صاحبہؒ جو نا دھوبی گھاٹ قبرستان میں ایک مختصر جگہ پر معتکف ہو کر چلہ کش ہو گئے۔ آج یہ جگہ جلوہ گاہ وارثیہ کے نام سے زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ خانقاہ ہذا میں سلسلہ وارثیہ کے جلیل القدر بزرگ حضرت سیدنا الحمد اللہ شاہ وارثی نوشاہی دہلوی علیہ الرحمۃ جو حضور امام وارث الاولیاء کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف اور احترام طریقت وارثیہ حضرت سیدنا محمد ابراہیم شاہ صاحب وارثی علیہ الرحمۃ سے فیض یاب تھے دوم حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ کے والد ماجد حضرت علامہ سید محمد ظہور حسین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ کا مزار فیض زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ دیگر احرام پوش فقراء وراثیہ خانقاہ ہذا کے عقب میں برصغیر کے معروف میلاد خواں حضرت مولانا محمد اکبر وارثی میرٹھی علیہ الرحمۃ کا مزار مبارک موجود ہے۔

ایام علالت ☆: آپ خاصے عرصے علیل رہے اور آپ کا علاج بہاولپور کے بعد کراچی کے عباسی شہید ہسپتال میں ہوا۔ آپ خانقاہ ہذا پر ہی ماہ رمضان المبارک خاصے علیل تھے کہ عید الفطر ۱۴۱۳ھ کے تیرہ دن بخار نے شدت اختیار کی تو آپ نے خادموں کو جناب سید حسن شاہ وارثی، جناب سید عبدالماجد صوفی وارثی، جناب خواجہ دلبر شاہ صاحب وارثی، جناب سید تنویر احمد نقوی کو فون کرنے کا حکم فرمایا مگر افسوس کے موجود خادموں میں سے کسی نے صرف بدر وارثی اور دوسرے خادم نے سید تنویر احمد نقوی کو فون پر شدید علالت کا کہا۔ خادموں میں سے کسی نے بھی جناب سید حسن شاہ وارثی اور جناب دلبر شاہ وارثی کو اطلاع نہ دی شام کو جناب سید تنویر احمد نقوی نے آپ کو عباسی شہید ہسپتال میں داخل کیا۔ جہاں آپ کو بہت افاقہ ہوا۔

حضرت خواجہ دلبر شاہ کی محبت ☆: جناب سید حسن شاہ وارثی جب عباسی شہید ہسپتال پہنچے قدم بوسی کا شرف حاصل فرمایا تو آپ نے حالت جلال میں فرمایا کہ سید میاں میں کئی مرتبہ ان لوگوں سے کہتا ہوں کہ میرے دلبر کو فون کر دو مگر یہ لوگ نہ جانے کیوں دلبر شاہ کو مجھ سے ملاقات کرنے نہیں دیتے ہیں۔ آپ برائے مہربانی میرے دلبر کو فون کر دو کہ وہ مجھ سے ایک بار ضرور ملاقات کر لیں۔ آخر کار جناب سید حسن شاہ صاحب وارثی نے رات بارہ بجکر ۴۵ منٹ پر دلبر شاہ صاحب کے گھر فون پر قبلہ شاہ صاحب کا حکم سنایا فون سنتے ہی جناب دلبر شاہ صاحب کی والدہ ماجدہ عباسی ہسپتال پہنچیں تو ان سے بھی قبلہ شاہ صاحب نے یہی فرمایا کہ بیٹی میں نے سب کو بیٹا بنایا

Marfat.com

ہے مگر تمہارے رشید کو میں نے اپنا دلبر نواسا بنایا ہے۔ تم دلبر کا دودھ بخش دو اور بس...... تم گھر جاؤ اور میرے دلبر کو میرے پاس بھیجو وقت کم ہے۔ وعدہ وفا کرنے میں......

غرض کہ رات ایک بجکر ۱۵ منٹ پر دلبر شاہ صاحب عباسی شہید ہسپتال پہنچے تو ثمر الدین یوسف سے ملاقات ہوئی وہ بولے کہ میاں آپ کو کس نے اطلاع دی۔ چنانچہ جناب دلبر شاہ وارثی اپنے وارث و مولا کے حضور حاضر ہوئے۔ شیخ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ بعد آپ نے فرمایا کہ بیٹا میں تمہیں کئی دنوں سے یاد کر رہا ہوں مگر یہ لوگ ہیں۔ کہ مرید ہونے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں اور حکم بھی نہیں سنتے خیر وعدہ کرو کہ اب تم مجھے چھوڑ کر کبھی بھی نہیں جاؤ گے کچھ موجودہ مریدین نے آپ کے ان جملوں پر سخت غمی کا اظہار کیا کہ آخر ہم نے بھی تو بہت خدمت کی ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا ہمارے سلسلہ وارثیہ میں سجادہ نشینی یا خلافت نہیں ہے۔ ہمارے سلسلہ وارثیہ میں نظامات ہیں اور میں نے از خود بحکم حضور وارث پاکؒ میاں دلبر شاہ وارثی کو ناظم اعلیٰ مقرر کیا ہے۔ وہ تاحیات اس خانقاہ ہذا کے ناظم اعلیٰ رہیں گے کیونکہ ہمارے شیخ عالم پناہ حضور وارث پاک عالم نواز ذکر اللہ بعد از وصال حضرت سیدنا معروف شاہ صاحب وارثیؒ نے بروز سوئم حضرت سیدنا ابراہیم شاہ وارثی صاحبؒ کو دیوہ شریف کا ناظم اعلیٰ مقرر فرما کر احرام پوشی کی تھی اور حضور وارث عالم نواز ذکر اللہ کی حیات ظاہری میں ہی از خود سرکار عالم پناہؒ نے حضرت قبلہ حافظ پیاریؒ شاہ وارثی کو دیوہ شریف میں خانقاہ وارثیہ نشست گاہ وارث اولیاء قیام فرما کر خانقاہ کا ناظم اعلیٰ مقرر ارشاد فرمایا۔

وصیت ☆: مجھے جو حکم سرکارؒ سے عطا ہوتا ہے، اس پر میں عمل کرتا ہوں۔ جو کوئی دلبر شاہ کی رائے سے اتفاق نہ کرے وہ کوفی ہے۔ اس کا حشر قیامت کے دن کوفیوں میں اللہ تعالیٰ کرے، غرض کہ دوران علاج آپ عباسی شہید ہسپتال اپنی خواہش کے مطابق ہسپتال سے لاتعلق ہو گئے اور اپنی جاں نثار عقیدت مند مریدہ افشاں آپا وارثیہ کے گھر واقع نیسری تشریف لے گئے۔

بعد نماز عصر محترمہ افشاں آپا وارثیہ نے جناب بدر وارثی کے گھر فون کیا کہ بدر بھائی کچھ لوگ جن میں بنام محمد ندیم ولد محمد اکبر اور راجہ میرے گھر پر بھائی سلیم اجمیری سے غیر اخلاقی شرمناک گفتگو کر رہے ہیں۔ قبلہ شاہ صاحب عباسی ہسپتال سے دوپہر کو ہمراہ سلیم اجمیری صفیہ آپا اور رسیہ آپا کے میرے گھر تشریف لائے مگر یہ لوگ نہ جانے کیوں کیا چاہتے ہیں۔ برائے کرم آپ دلبر بھائی تو جلد اطلاع کریں انکو قبلہ شاہ صاحب یاد فرما رہے ہیں جلد تشریف لائیں نوازش ہوگی لہذا بدر السلام وارثی اور دلبر شاہ وارثی صاحب پہنچے اور قبلہ شاہ صاحب کو اپنے ہمراہ عبدالجبار و احمد حسین وکیل کے ناظم آباد لائے دوسرے دن قبلہ شاہ صاحب نے مریدین و حلقہ احباب وارثیہ جسمیں حضرت سید حسن شاہ وارثی، بدر السلام وارثی، خواجہ دلبر شاہ وارثی، سلیمان بدر وارثی، بھائی محمد یوسف کمال شاہ وارثی محترمہ ممتاز آپا تاجیہ، رفیق شاہ وارثی، رئیسہ آپا وارثیہ، صفیہ آپا وارثیہ اور دیگر مریدوں کے سامنے ندیم والد اکبر عبدالجبار عرف راجہ کی افشاں آپا وارثیہ کے گھر پر غیر اخلاقی ریاکاری کے عمل پر نفرت کا اظہار فرمایا۔ وصیت نامہ حرف آخر قانونی تحریر فرمانے کا حکم فرمایا اور از خود دستخط فرمائے اور حاضرین کو بھی دستخط کرنے کا حکم فرمایا بعد ازاں قبلہ شاہ صاحب بروز جمعرات خانقاہ ہذا پر تشریف لائے اور غسل صحت فرمایا غسل کی خدمت محترم خواجہ دلبر شاہ وارثی اور محمد یوسف کمال شاہ وارثی ساکن کوئٹہ نے انجام دیئے بعد محفل سماع منعقد کرنے کا حکم ارشاد فرمایا محفل سماع منعقد

Marfat.com

ہوئی۔ بعدازاں بعد نماز عشاء قبلہ شاہ صاحب بدر وارثی کی رہائش گاہ پر تشریف لائے

کراچی سے سفر پنجاب ☆: آپ کراچی سے حاجی محمد اسلم صاحب قادری کی رہائش گاہ واقع شاد مان کالونی لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں سے آپ ہمراہ محمد اسماعیل وارثی کے بہاولپور آئے اور یہاں چند روز قیام فرما کر آپ لودھراں صوفی غلام مصطفےٰ وارثی صاحب کے گھر آ گئے۔ لودھراں سے آمدہ ایک ٹیلی فون اطلاع میں شدید علالت کا سن کر آپ کے جان عزیز خادم خاص محترم خواجہ دلبر شاہ وارثی، ہمراہ بدر السلام وارثی کو لے کر کراچی سے بذریعہ ہوئی جہاز ملتان اور ملتان سے لودھراں پہنچے اور مورخہ 3 مئی 93ء بروز پیر شب 9 بجکر 45 منٹ پر ہوائی جہاز ہی کے ذریعے قبلہ شاہ صاحبؒ کو لے کر کراچی آ گئے اور کراچی ائیر پورٹ سے ہمراہ جناب خواجہ دلبر شاہ وارثی بھائی بدالسلام وارثی کے گھر ناظم آباد نمبر 4 لے آئے۔ جہاں لودھراں سے اپنی آمد کے بعد قبلہ شاہ صاحب صرف دو دن مقیم رہے۔ شب کو جناب اللہ رکھا الانہ بھائی وارثی ہمراہ اصغر علی کے ناظم آباد پہنچے اور بعد نماز فجر آستانہ عالیہ سے اختری آپا وارثیہ ہمراہ خادم عبدالحفیظ وارثی کے ہمراہ پہنچے اور خدمت میں مصروف ہو گئے کچھ وقت قبلہ شاہ صاحب کو قصیدہ شریف سناتی رہی بعد از محبوب شاہ وارثی، عبدالجبار وارثی، اور سید حسن شاہ وارثی سید عبدالماجد میاں صاحب و ممتاز آپا تاجیہ بھی آ گئے۔

وصال با کمال ☆: ۱۴۱۴ھ بمطابق بروز منگل 5 مئی 1993ء صبح 7 بجکر 55 منٹ پر محترم خواجہ دلبر شاہ وارثی کو اپنے دست مبارک سے خرقہ احرام فقراً وارثیہ عنایت فرما کر اور کچھ وصیت ضروری فرمائی اور دعا کے عنوان سے دونوں ہاتھ بلند فرما کر محترم جناب خواجہ دلبر شاہ وارثی کا ہاتھ اپنا دست مبارک میں لے کر 8 بجکر ایک منٹ پر کلمہ طیبہ با آواز بلند پڑھا اور ہاتھوں کو چہرہ انور پر پھیر کر واصل بحق ہو گئے۔ آپ کے وصال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح نہ صرف شہر کراچی بلکہ پورے ملک کے اطراف و کناف میں پھیل گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے خانقاہ وارثیہ چشتیہ قادریہ کامران العلوم درگاہ حضرت سیدہ بی بی مائی آمنہ صاحبہؒ واقع جونا دھوبی گھاٹ قبرستان کراچی میں آپ کے ہزاروں سوگواران کا ایک میلہ لگ گیا جس میں سینکڑوں افراد مختلف سلاسل کے مشائخ عظام و علماء کرام و بزرگ صحافی حضرات و ادبا، شعراء، نعت خواں، قوالان اور تمام شعبہ زندگی کے لوگ شامل تھے۔

آپ کو آپ کی وصیت کے مطابق جناب خواجہ دلبر شاہ وارثی، صغیر حسن زبیری الوارثی، محبوب شاہ وارثی، جناب معصوم شاہ وارثی، و حافظ صاحب رفیق شاہ صاحب نے غسل دیا جب کہ آپ کی نماز جنازہ عقیدت مندوں کی کثرت کی وجہ سے 3 مرتبہ خانقاہ ہذا ہی میں ادا کی گئی۔ بعدازاں آپ کو آپ کے تحریری وصیت نامہ حرف آخیر قانونی جو وصال سے قبل مورخہ 14 اپریل 1993 کو فرمائی تھی کے مطابق درگاہ حضرت سیدہ بی بی مائی آمنہ صاحبہؒ کے ہمراہ آپ کے قدیمی حجرہ چلہ گاہ میں زیر خاک مبارک چھپا دیا گیا۔

اس قحط الرجال کے دور میں اہل دل کو آپ کی موجودگی سے بڑی ڈھارس تھی۔ آپ بیکسوں بے سہاروں اور بے پناہوں کا سہارا اور پناہ تھے آپ نے اپنی چوراسی سالہ زندگی میں بے شمار لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن کیا آپ کا وصال اہل دل اہل نظر و اہل طریقت و تصوف کے لیے پورے ایک عہد اور پوری تاریخ کا خاتمہ ہے۔ آج کل آپ کے خصوصی مرید و احرام پوش فقیر اور آپ کے قائم کردہ ادارے خانقاہ وارثیہ چشتیہ قادریہ کامران العلوم متصل درگاہ حضرت سیدہ بی بی مائی آمنہ صاحبہ علیہ الرحمۃ جونا دھوبی گھاٹ قبرستان کراچی

Marfat.com

کے ناظم اعلیٰ حضرت فقیر خواجہ دلبر شاہ وارثی صاحب مدظلہ آپ کی جلائی ہوئی شمع کو روشن کیے ہوئے ہیں۔ دیگر امور سلسلہ و تعمیر خانقاہ کے علاوہ حضور وارث عالم نواز کا جشن صد سالہ جس انداز سے منایا گیا، وہ حضرت خواجہ دلبر شاہ وارثی کا ہی حصہ ہے۔ فقیر راقم الحروف کو ایک عرصہ سے ان سے نیاز حاصل ہے۔ جبکہ کراچی میں حضرت بابا عنبر شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری کے موقع پر تفصیلی ملاقات کا شرف بھی حاصل ہے۔ آپ کے دربار کی تعمیر حضرت خواجہ دلبر شاہ وارثی کی انتھک محنت و کاوش اور ان کے فن تعمیر کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت صوفی میاں عطاء اللہ ساگر وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : فدائے وارث عالم نواز، فارغ از قید مشیخیت، کاتب وارث، حامل علوم ظاہری و باطنی، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حاجی میاں عطاء اللہ ساگر وارثی رحمتہ اللہ علیہ نمونہ سلف صالحین ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۵۴ھ بمطابق 1935ء کو عارف کامل فقیر یگانہ حضرت بابا رحمت علی چشتی صابری ہوشیار پوری رحمتہ اللہ علیہ کے علمی و روحانی گھر ہوشیار پور مشرقی پنجاب انڈیا میں ہوئی۔

آپ کے والد گرامی سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں معروف شیخ طریقت حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ ثمہ ہوشیار پوری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت اور ان کے مرید خاص تھے۔

گھر کے اس علمی و روحانی ماحول میں آپ کی تربیت و پرورش حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی سرپرستی میں اپنے والد بزرگوار بابا رحمت علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھوں ہوئی۔

پاکستان کی جانب ہجرت ☆ : آپ نے ابتدائی تعلیم ہوشیار پور میں ہی حاصل کی جب ساتویں کلاس میں پڑھ رہے تھے تو مشرقی پنجاب میں ان دنوں ہندو مسلم فسادات اپنے عروج پر تھا، جس کی بنا پر آپ کے والد بزرگوار نے اپنے آبائی وطن کو خیر باد کہا اور پاکستان میں ضلع گوجرانوالہ کے موضع آروپ شریف کو اپنا مسکن بنالیا اور وہیں سکونت اختیار کر کے اپنی ظاہری تعلیم مکمل کی، اور وہاں سے ملازمت کی غرض سے کراچی تشریف لے آئے۔

کراچی میں قیام کے دوران آپ کی نظر سراپا حیرت، فقیر یگانہ حضرت خواجہ حیرت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ کے روئے تاباں پر پڑی تو پہلی ہی نظر میں کام تمام ہو گیا اور آپ انہی کے ہو کے رہ گئے۔

بیعت طریقت ☆ : آپ سلسلہ عالیہ وارثیہ میں فقیر سراپا حیرت حضرت میاں الحاج حیرت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر حضور عالم پناہ امام الاولیاء حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے غلاموں میں شامل ہو گئے

Marfat.com

آپ نے بیعت ہونے کے بعد تمام عمر سلسلہ عالیہ وارثیہ کی ترویج واشاعت کا فریضہ بحسن وخوبی سرانجام دیا۔

سلسلہ عالیہ وارثیہ میں آپ کے ہم عصر فقراء آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے، آپ ہر سال دیوہ شریف حضور عالم پناہ امام الاولیاء حضور وارث پاک کے سالانہ عرس مقدس کے موقع پر اور سلطان الہند عطائے رسول غریب نواز حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار گوہر بار میں قافلے لے کر جایا کرتے تھے۔

اجمیر شریف اور دیوہ شریف میں زیارات کے علاوہ بہت سے بزرگوں سے بھی ملاقات فرماتے، ہندو پاک میں آپ کے جاننے والے تمام مشائخ وعلماء سے آپ گہرے روابط اور علمی وقلمی شناسائی تھی۔

علمی ذوق وقلمی خدمات☆: آپ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں اپنی نوک قلم سے کتابوں کی شکل میں سلسلہ عالیہ کی جو خدمات انجام دیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) شعرائے وارثیہ (حصہ اول)۔(۲) ضیاء الوارثین (تذکرہ شعرائے وارثیہ حصہ دوم)۔(۳) آثار الوارثین۔اس کتاب میں آپ نے حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اور اپنے والد گرامی حضرت بابا رحمت علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ قلم بند کیا ہے۔(۴) مفید الوارثین (المعروف بہ سلسلہ عالیہ وارثیہ میں جمہوریت، یکجہتی اور رواداری) انوار الوارثین (المعروف بہ مشائخ جالندھر) (۵) خیر الوارثین (۶) تذکرہ مشائخ ہوشیار پور (۷) محبوب الوارثین چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں، جبکہ اول الذکر تین کتابوں ضیاء الوارثین (شعرائے وارثیہ جلد دوم)، انوار الوارثین (المعروف بہ مشائخ جالندھر) اور آثار الوارثین کے قلمی نسخے موجود ہیں، جن کی اشاعت کے لئے آپ کے فرزند ارجمند جناب صاحبزادہ میاں غلام فرید وارثی صاحب کوشاں ہیں، آپ کو کتابوں سے ازحد لگاؤ تھا جو بھی نایاب کتاب کہیں سے مل جاتی اسے جلد کروا کر اپنی لائبریری کی زینت بنا لیتے۔

پنجاب یونیورسٹی کے لئے کتابوں کا عطیہ☆: آپ نے اپنی لکھی ہوئی کتابوں کے علاوہ تصوف اور بالخصوص سلسلہ عالیہ چشتیہ وارثیہ کی نادر ونایاب کتب بڑی تعداد میں پنجاب یونیورسٹی قائداعظم کیمپس کی لائبریری کو بطور عطیہ دی تھیں۔ جو کہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں "الوارث کولیکشن" ساگر وارثی کے نام سے محفوظ ہیں۔

آپ کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ ان کتابوں سے ہر خاص وعام مستفیض ہو، اور تصوف بالخصوص سلسلہ عالیہ وارثیہ کی تعلیمات جہاں تک ممکن ہو ہر شخص کو پہنچیں، اس نظریہ کی بنیاد پر آپ نے اپنی لاتعداد کتب کا عطیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کو دیا تھا، کہ لوگوں میں سلسلہ عالیہ وارثیہ اور بانی سلسلہ حضور وارث عالم نواز امام الاولیا حافظ حاجی سید وارث علی شاہ سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی ذات مبارک اور آپ کی تعلیمات کو روشناس کرایا جاسکے اور حضور وارث پاک کے احرام پوش فقراء کی زندگی کے حالات کو متعارف کرایا جائے، اس سلسلہ میں آپ نے

Marfat.com

کتابوں کے علاوہ براہ راست بھی لوگوں تک حضور عالم پناہ سرکار وارث پاک کا پیغام محبت پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

سیرت و کردار☆ : آپ کی تمام زندگی ذکر خدا اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گزری، شریعت وطریقت کے اصولوں کی پاسداری اور حق بات پر ڈٹ جانا آپ کا شیوہ خاص رہا ہے، اپنے ہم عصر بزرگوں اور اپنے سے بڑے بزرگوں کا دل وجان سے احترام فرماتے، عرس وغیرہ کی محافل ہوں یا دیگر روحانی مجالس آپ کبھی بھی ان بزرگوں کے برابر نہ بیٹھتے اور نہ ہی کسی معاملہ میں ان کی برابری فرماتے، حتیٰ کے اپنے گھر میں ہونے والی مجالس ومحافل میں بھی ان بزرگوں سے الگ ایک کونے میں بیٹھنے کی کوشش کرتے۔

اپنے پاس بیٹھنے والوں اور اپنی اولاد کو بھی تمام عمر بزرگوں کے احترام وادب کا درس دیا، اکثر فرماتے ہمیں جو کچھ بھی ملا ہے وہ ان بزرگوں کے قدموں میں بیٹھنے سے ملا ہے۔

آپ کی زندگی کے کچھ اصول بہت پختہ تھے جن پر قائم رہتے ہوئے زندگی تمام کردی، تمام عمر وضع داری، رواداری، اخلاق، پیار محبت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے دیا اپنے معاملات میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہونے دی، ہمیشہ اپنے شیوخ اور بزرگوں کے طرح اپنی زندگی کو مجسمہ حسنات واخلاق بنائے رکھا، سخاوت کا عنصر آپ کی ذات میں بہت زیادہ تھا۔

آنے والے مہمان کے لئے دیدہ فرش راہ بچھا دیتے تھے، اگرچہ آپ کی زندگی سفید پوشی کے عالم میں گزری مگر اس کے باوجود کبھی کسی حال میں صبر واستقامت کے دامن کو نہ چھوڑا، ہر حال میں خدا کی مشیت پر راضی رہے، اور اپنے حال کو کسی کو خبر نہ ہونے دی، آپ نے اپنے حالات اور اپنی ذات کو پس پردہ رکھ کر تمام عمر فقراٗ کی خدمت اور سلسلہ عالیہ کی ترویج واشاعت میں بسر کی، آپ کے ہم عصر یا ہم راز بزرگ آج بھی حیات ہیں، جو اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ نے کبھی بھی اپنے آپ کو احرام پوش فقراٗ میں متعارف نہیں کرایا، نہ ہی کبھی مشیخیت کا دعویٰ کیا۔

بلکہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ آج کل مریدین اپنے شیخ کا نہ ادب کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے مرشد کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہیں، مگر ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ ہمیں فقیری مل جائے، یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ اپنے سلسلہ کے لوگوں سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں اور ان میں پیار محبت بالکل ختم ہو کے رہ گیا ہے۔

حالانکہ حضور وارث عالم پناہ رحمتہ اللہ علیہ نے ہمیشہ محبت ہی کا درس دیا ہے، اور محبت بانٹنے کا حکم دیا ہے، اور محبت میں کسی کی ذات پات نہیں دیکھی جاتی، اور نہ ہی کوئی خلافت ہوتی ہے، جس کسی کو سرکار وارث پاک سے جتنی محبت ہے اس کو اتنا ہی حصہ ملے گا، بقول شخصے

پی مورا میں پیو کی پی دن میں ہیں رین
جیسے نجریا ایک ہے اور دیکھت کے دونین

Marfat.com

شاعرانہ ذوق اور آپ کا کلام ☆: آپ نے تصنیف وتالیف کے میدان اگرچہ بے بہا خدمات انجام دیں مگر اس کے ساتھ ساتھ شاعری سے بھی آپ کو خاصہ لگاؤ اور شغف تھا، آپ نے بہت سی نعتیں، مناقبات اور غزلیات لکھیں خصوصا حضور وارث پاک کی بارگاہ میں بہت سا منظوم نذرانہ بھیجا، آپ کے کلام سے نمونہ کے طور پر وارث پاک کی بارگاہ میں سلام عقیدت پیش خدمت ہے۔ جس سے آپ کا حضور وارث عالم نوازؓ سے قلبی تعلق ولگاؤ اور شاعرانہ ذوق کی بلندی پرواز کا پتہ چلتا ہے۔

نمونہ کلام:

السلام اے حضرت مخدوم وارثؒ السلام
سب مریدوں کے دلوں میں ہے تمہارا احترام
تیرے ساگر وارثی کا دست بستہ السلام
السلام اے وارثؒ ہم بے کسوں کا السلام
ساگر مسکین ترا دامن گرفتہ
نظر کن براد گاہے گاہے
کرو صبر تم اپنی مجبوریوں پر
ہے ساگر یہی اب نظامِ زمانہ

وہ مجھ سے بدگماں رہتے ہیں غیروں کے مقابل میں
چلو ساگر ہم اپنی خوبیء تقدیر دیکھیں گے

ہم ان کی راہِ طلب میں چلے تو ہیں ساگر
مگر ہم عزم کو کچھ اور پائدار کریں

Marfat.com

توبہ ہم کرلیں مگر دل کی امنگوں کا علاج
چھوڑ دیں اب کیسے ساغر مشربِ رندانہ

اولاد امجاد☆: خداوند کریم نے آپ کو چار بیٹیاں اور تین صاحبزادے عطا فرمائے، جن میں میاں حاجی خالد وارثی، میاں شہزاد وارثی، میاں غلام فریدؔ وارثی کے اسمائے گرامی شامل ہیں، آپ کے تمام اہل خانہ حضور قبلہ فقیر قاضی عزت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ چھپر شریف گوجر خان والوں کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہیں۔ آپ کے تمام صاحبزادے بالخصوص سب سے چھوٹے صاحبزادے میاں غلام فریدؔ وارثی محبت وخلوص کا مجسمہ اور اخلاق وحسنات کا پیکر ہیں، جن کا آستانہ چھپر شریف اور آستانہ سنگھوئی شریف میں حضرت ڈاکٹر فقیر تنویر وارث وارثی، حضرت صاحبزادہ راشد عزیز وارثی صاحب جناب حضرت صوفی حاجی محمد خلیل الرحمٰن خالد حجازی چشتی صابری، پیر طریقت جناب خلیفہ محمد الیاس صابری خلیفہ مجاز حضرت منظور المشائخ اوکاڑہ، حضرت میاں عبدالرحمٰن قادری نوشاہی سجادہ نشین دربار حضرت شمس الدین قادری لاہور، حضرت سائیں عارف قاری سجادہ نشین دربار حضرت شاہ عنایت قادری لاہور، سید اویس علی سہروردی لاہور، پیر غلام مصطفیٰ چشتی صابری فیصل آباد۔

اور فقیر راقم الحروف سے گہرا تعلق اور رابطہ ہے، اور ان تمام بزرگوں کی محافل ومجالس کی زینت ورونق بنتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے انہیں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

جناب صاحبزادہ غلام فریدؔ وارثی ایک پڑھے لکھے نوجوان اور باصلاحیت شخصیت کے حامل اور اپنے عظیم والد گرامی کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں عزیزم صاحبزادہ میاں غلام فریدؔ وارثی صاحب حضرت فقیر قاضی عزت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر نہ صرف بیعت ہیں بلکہ اپنے والد گرامی کے طریقہ پر قائم رہتے ہوئے سلسلہ عالیہ کی خدمت میں مصروف ہیں، اور اپنے مرشد کامل حضور فقیر قاضی عزت شاہ صاحب وارثی علیہ الرحمۃ اور ان کے خاندان کے تمام بزرگوں کا احترام بھی دل میں رکھتے ہیں۔

حضرت میاں عطاء اللہ ساغرؔ وارثی رحمتہ اللہ علیہ ظاہری زندگی کے آخری ایام میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ملازمت بھی کی اس کے ساتھ ساتھ سلسلہ عالیہ کی ترویج واشاعت کا کام بھی کیا، مختلف موضوعات پر ریسرچ بھی کی، اور بزرگوں کی محافل میں جاتا رہا اور بہت سے بزرگوں کی خدمت کر کے ان سے روحانی استفادہ بھی کرتا رہا۔ مگر بات تو تب ہے کہ میری اولاد بھی میرے اس لائحہ عمل اور مقدس مشن کو اپنائے اور کچھ کر کے دکھلائے، بقول شخصے

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

Marfat.com

بفضلہ تعالیٰ آپ کی تمام اولاد آپ کی خواہش کے مطابق حضور وارث پاک کی غلام ہے اور ہر سال آپ کے طریقہ پر قائم رہتے ہوئے حضرت وارث عالم پناہ کا عرس بھی کراتے ہیں۔

زندگی کے آخری ایام کی کیفیت ☆: اپنی ظاہری زندگی کے آخری سال 14 نومبر 1999ء کو آپ نے حسب معمول امام الاولیاء عالم پناہ حضرت حافظ حاجی سید وارث علی شاہ سرکار دیوہ باشی رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک اپنے گھر واقع اسلام آباد کالونی سمن آباد لاہور میں کرایا تو ختم شریف کے وقت خلاف معمول اپنے فرزند اکبر حاجی خالد وارثی کو مخاطب کر کے فرمایا "حاجی صاحب ختم شریف شروع کریں"

آپ کے اس فرمان پر بعض اہل نظر سمجھ گئے کہ اس میں ضرور کوئی راز ہے، آئندہ عرس پر حضرت میاں عطاء اللہ ساگر وارثی رحمۃ اللہ علیہ ہم سے جدا ہو جائیں گے۔ اس لئے کہ صاحبزادہ حاجی میاں خالد وارثی صاحب کو نامزد کرنا اس بات کی دلیل تھی کہ

آج کی بات پھر نہیں ہو گی
یہ ملاقات پھر نہیں ہو گی
ایسے بادل تو پھر بھی آئیں گے
ایسی برسات پھر نہیں ہو گی

آپ کو اپنے والدین سے بہت محبت تھی، ان کی یاد کو ہمیشہ دل میں زندہ رکھا، یہی وجہ تھی کہ آپ نے والدین کے نام کے نفلی حج اور عمرے بھی ادا کئے۔

ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد اپنے صاحبزادگان سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ چلو یار مکان بیچ کر آروپ شریف گوجرانوالہ میں تمہارے دادا، دادی کے پاس ہی چلتے ہیں۔

مگر وقت نے آپ کو مہلت نہ دی نومبر 1999ء میں آپ نے آخری عرس کرایا اور فروری سن دو ہزار میں آپ کا وصال ہو گیا، جس کے باعث مکان بیچ کر وہاں جانے کی خواہش ادھوری ہی رہی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۲۰ھ بمطابق 7 فروری 2000ء بروز پیر بوقت صبح 8 بجے ہوا۔
مرقد منورہ آپ کی خواہش کے عین مطابق والدین کے قدموں میں موضع آروپ شریف ضلع گوجرانوالہ میں مرجع انام ہے۔
آپ کے وصال پر جناب رانا مزمل سفری نے منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے

Marfat.com

میاں عطاءُ اللہ ساگر ہے سونا نگر تیرے بغیر
چھا گئی تاریکیاں دیکھا جدھر تیرے بغیر

تو تو جا کے سو گیا ہے نیند میٹھی لحد میں
جی سکیں گے ہم نہ ساگر جی مگر تیرے بغیر

قطعہ تاریخ

آج ساگر وارثی ہے اٹھ گیا دنیا سے آہ!
اس لیے ساری فضاء ہو رہی بے کیف سی

چھوڑ کر وہ عالم صد رنگ کو ہے چل دیا
پاسدار بادۂ عرفان علم و آگہی

طائر سدرہ پکارا مجھ سے برجستہ فدؔا
"بخشش نیکو لقب" ہے سالِ وصلِ وارثی

۱۴۲۰ ہجری

(ازقلم: ابوالطاہر فدا حسین فدؔا)

قطعہ تاریخ

آج ہم میں موجود نہیں ہیں جناب ساگر
پیا تھا جنھوں نے عشق و مستی کا جام

لگتا نہیں وہ بچھڑ چکے ہیں ہم سے
مگر اس حقیقت سے ہے منسلک قدرت کا نظام

درویشوں کی نسبت سے ملا تھا یہ رتبہ
یہ نظر تھی شاہ حیرتؔ کی اور وارثؒ کا فیضِ عام

خادم الفقراء تھے اور کہلائے کاتبِ وارثؒ
اللہ کی عطاء ہوئے ،قدرت نے بخشا یہ انعام

غیر کا خیال بھی نہ آنے دیا کبھی دل میں
بلند کیا ذکر اپنے ہی مرشد کا صبح و شام

سر تعظیم کو جھک جائیں گے، محفل میں سب کے
جب بھی زباں پہ آئے گا اس مردِ قلندر کا نام

فریدؔ بھی بھیج رہا ہے نذرانہ عقیدت
"اے نگاہِ وارثؒ آفتابِ وارثیہ" سلام

۲۰۰۰ عیسوی

(ازقلم: غلام فریدؔ وارثی)

Marfat.com

حضرت قاری دیدار شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز، قاری القرآن، قبلۂ طالبان، حضرت مولانا قاری دیدار شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ امام مسند درس وتدریس ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت موضع نڑالہ ریاست کپورتھلہ، انڈیا میں صوفی منش بزرگ جناب علی بخش صابری کے گھر 1916ء میں ہوئی۔ والدین نے آپ کا پیدائشی نام عبدالحق رکھا۔ جب داخل سلسلہ ہوئے تو مرشد کامل نے سلسلہ عالیہ میں قاری دیدار شاہ وارثی نام تجویز فرمایا۔ اسی نام سے آپ نے شہرت وعظمت پائی۔

جب سن شعور کو پہنچے تو والدین نے قرآن پاک کی تعلیم کے حصول کے لئے مولانا حافظ نظام الدین مرحوم کے مدرسہ میں داخل کرا دیا، جہاں آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے، بہت جلد قرآن عظیم کو نہ صرف مکمل پڑھا بلکہ قرأت وتجوید کے فن پر اس قدر عبور حاصل کیا کہ بعد کو اس فن کے استاد وامام کے طور پر پہچانے جانے لگے۔

وطن عزیز کے بڑے بڑے علماء حفاظ، بالخصوص قراء حضرات آپ کے گھٹنوں کو ہاتھ لگا کر ادب سے ملتے تھے۔

بیعت واحرام پوشی ☆: آپ سلسلہ عالیہ وارثیہ میں حضرت بابا محبت شاہ پنجابی وارثی علیہ الرحمۃ کے دست حق سے داخل ہوئے۔

1954ء میں حضرت قبلہ مقصود شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے دست مبارک سے حضرت فقیر الحاج حضرت خواجہ بابا حیرت شاہ وارثی کی موجودگی میں احرام پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

احرام پوشی کے بعد آپ سلسلہ عالیہ وارثیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے، بہت سے طالبان حق نے آپ سے استفادہ کیا۔

درس وتدریس ☆: برصغیر پاک وہند کے معروف عالم دین، محدث اعظم پاکستان ابوالفضل حضرت محدث اعظم پاکستان کے قائم کردہ ادارے جامعہ رضویہ مظہر الاسلام جھنگ بازار فیصل آباد میں کافی عرصہ تک آپ فن تجوید وقرأت کے استاد کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

اس کے علاوہ گورنمنٹ کالج فار ویمن، اسلامیہ کالج فار ویمن، کنڈر گارٹن گرلز ہائی سکول، مسلم گرلز ہائی سکول میں بھی ایک طویل عرصہ تک قرأت وتجوید کی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

Marfat.com

پاکستان میں سلسلہ عالیہ کی خدمت ☆: 1947ء میں آپ ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان کے معروف شہر لائلپور موجودہ فیصل آباد میں سکونت پذیر ہو کر جہاں درس وتدریس اور خدمت قرآن کا فریضہ سرانجام دیتے رہے وہاں اس کے ساتھ ساتھ سلسلہ عالیہ وارثیہ کی خدمت کا فریضہ بھی سرانجام دیتے رہے، لاتعداد افراد آپ کی دعا سے کامیاب و بامراد ہوئے، بہت سے بیماروں کو شفا ملی۔

پاکستان میں سلسلہ عالیہ وارثیہ کے روح رواں حضرت قبلہ قاضی اکمل شاہ صاحب وارثی علیہ الرحمۃ جن کا مزار پُر انوار چھپر شریف تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں ہے سے اور ان کے بھتیجے حضرت فقیر الحاج قاضی عزت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ سے آپ کا گہرا قلبی تعلق اور لگاؤ تھا جو تادم آخر قائم رہا۔

عرس کی تقریبات کا آغاز آپ کی تلاوت قرآن کریم سے ہوتا، بعدازاں محفل میلاد ہوتی تھی، اس تقریب میں ملک کے معروف قرأ حضرات زینت القرأ قاری عبدالرحمٰن استاذ القرأ جناب قاری غلام رسول صاحب جناب ڈاکٹر قاری محمد یونس صاحب بھی اس موقع پر موجود ہوتے تھے۔

آستانہ عالیہ چھپر شریف کے عرس کی اس تقریب سعید میں یہ تین فقرائے سلسلہ وارثیہ الحاج حضرت فقیر عزت شاہ وارثی، حضرت فقیر قاری دیدار شاہ وارثی، حضرت فقیر شفقت شاہ وارثی علیہم الرحمۃ ہمیشہ اکٹھے بیٹھتے تھے۔

وصال باکمال ☆: اکتوبر 2000ء میں عرس کا تک کے بعد آپ زیادہ تر علیل رہنے لگے۔

8 دسمبر 2000ء بمطابق ۱۴۲۱ھ بروز جمعۃ المبارک آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مزار پُر انوار آپ کی اپنی خریدی ہوئی جگہ واقع الٰہی ٹاؤن ملت روڈ فیصل آباد میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر آج بھی آپ کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

آپ کے وصال کے بعد سلسلہ عالیہ وارثیہ کی بزرگ ومعروف شخصیت الحاج فقیر قاضی عزت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ نے معروف صوفی بزرگ جناب حضرت فقیر شفقت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کی ڈیوٹی لگائی جس کو انہوں نے اپنی ظاہری حیات مبارک میں بحسن وخوبی سرانجام دیا۔ حضرت شفقت شاہ وارثی جن کا وصال 2007ء کے آخر میں ہوا۔ ان کے وصال کے بعد آج کل حضرت فقیر ڈاکٹر تنویر وارث وارثی صاحب مدظلہ العالی دام فیوض وکرم الجاریہ جو حضرت الحاج فقیر اکمل شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے پوتے اور حضرت قاضی عزت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے سگے بھتیجے ہیں۔

حضرت فقیر ڈاکٹر تنویر وارث وارثی مدظلہ العالی کو حضرت قبلہ شفقت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں خرقہ احرام عطا ہوا ہے۔ وہی ہر دو بزرگوں کے مزارات کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر عزت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: یادگار سلف، نمونہ فقر، مرقع درویشی، آبروئے اہل وفا، آشنائے اہل صفاء شہنشاہ اہل سخا سالار قافلہ سوز و گداز، توقیر عشق و محبت، عکس جمال وارث عالم نواز حضرت فقیر عزت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ کشتہ عشق وفا ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۴۴ھ بمطابق 9 نومبر 1925ء کو آپ کے آبائی گاؤں سنگھوئی ملہو (ضلع جہلم) میں صوبیدار حکیم قاضی محمد یوسف قادری سروری رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں ہوئی۔ والدین نے نومولود کو حضرت حاجی حافظ فقیر اکمل شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ کی گود میں دے دیا۔

حضرت نے آپ کا اسم گرامی عزیز احمد تجویز فرمایا۔ آپ مغل شہزادے دارا شکوہ کے درویش اور عالم بیٹے سلیمان شکوہ کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت شمس العارفین خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ خاص حافظ رکن عالم چشتی علیہ الرحمۃ آپ کے پردادا تھے کہ جن کے دور میں امام الاولیاء سرکار سیدنا حاجی وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ دوران سفر سنگھوئی میں آپ کے ہاں تین روز کے لئے جلوہ افروز ہوئے تھے۔ اسی موقع پر سرکار عالم پناہ نے فرمایا تھا کہ حافظ جی آپ کے گھر میں ہمارا حصہ ہے، ہم جب چاہیں گے وصول کر لیں گے اور وہ حصہ آپ نے حاجی حافظ فقیر اکمل شاہ وارثی علیہ الرحمۃ اور الحاج فقیر عزت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کی صورت میں وصول فرمایا جو آپ کے احرام پوش تھے۔

حضرت سائیں نور احمد قادری علیہ الرحمۃ سجادہ نشین حضرت سلطان باھو علیہ الرحمۃ کے خلیفہ خاص حضرت حافظ قاضی محمد عطا علیہ الرحمۃ آپ کے دادا تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت قاضی احمد جی چشتی علیہ الرحمۃ خلیفہ خاص حضرت پیر سید حیدر علی شاہ جلالپوری علیہ الرحمۃ کی صاحبزادی اور مقبول بارگاہِ غوثیہ علیہ الرحمۃ حضرت قاضی غلام محی الدین علیہ الرحمۃ کی پوتی تھیں۔ ایسی مبارک اور مقدس فضا میں آپ نے آنکھ کھولی۔

ابتدائی تعلیم و تربیت ☆: ابتدائی تعلیم والدین سے حاصل کی جو کہ انتہائی متقی، پرہیزگار اور عالم فاضل تھے۔ سکول کی تعلیم کا آغاز سنگھوئی سے کیا۔ مڈل پاس کرنے کے بعد اپنے بڑے بھائی حکیم قاضی زاہد حسین وارثی المعروف فقیر مقصود شاہ وارثی علیہ

Marfat.com

الرحمۃ کے پاس تخت پڑی چلے گئے جو اُن دنوں گورنمنٹ ہائی سکول ساگری (راولپنڈی) میں بطور استاد تعینات تھے۔ وہاں پر دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ کی حقیقی دینی و روحانی تعلیم کا بھی اہتمام ہوا۔ جس کی ابتداء آپ کے پرنانا حضرت قاضی غلام محی الدین علیہ الرحمۃ صاحب اور آپ کے نانا جان حضرت قاضی احمد جیؒ نے کی۔

پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی بارگاہ میں ☆: آپ کے بچپن کا ایک قابل ذکر اور انتہائی اہم واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ابھی چند سال کے ہی تھے کہ اس قدر شدید بیمار ہو گئے کہ بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ لاعلاج قرار دے دیئے گئے۔ آپ کے والد گرامی جو کہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ سے بے حد عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ آپ کو لے کر اُن کے پاس پہنچے اور آپ کو پیر صاحب کے قدموں میں رکھ دیا اور عرض گزار ہوئے کہ حضرت یہ میرا لخت جگر ہے عزیز احمد۔ شدید بیمار ہے۔ اس پر خصوصی نگاہ کرم فرمایئے۔ پیر صاحب نے نظر کرم فرمائی اور آپ کو گود میں بٹھا لیا اور اپنے دست مبارک سے سیب چھیل کر کھلایا۔ آپ کے والد گرامی نے عرض کی کہ یہ بیماری کے باعث کچھ کھا پی نہیں سکتا۔ ہو سکتا ہے سیب کھانے سے معدہ خراب ہو جائے تو پیر صاحب نے فرمایا۔ بیٹا کھاؤ کچھ نہیں ہوتا۔ (وہی سیب کھانے سے اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمائی)۔

چنانچہ حضور تاجدار گولڑہ نے تسلی دے کر رخصت فرمایا۔ آپ کے والد گرامی آپ کو واپس لائے اور آپ بفضل خدا تندرست ہو گئے۔ صحت یابی کے بعد آپ کے والد گرامی آپ کو دوبارہ پیر صاحب کے پاس لے گئے اور عرض کیا کہ حضور اسے اپنے دامنِ رحمت میں جگہ دیتے ہوئے بیعت فرمالیں۔ پیر صاحب نے نگاہ اٹھائی آپ کی طرف دیکھا، شفقت فرمائی اور فرمایا کہ یہ کسی دوسری ہستی کی امانت ہے میں بیعت نہیں کر سکتا۔ قبلہ پیر صاحب کے وصال کے وقت آپ کی عمر تقریباً بارہ سال تھی۔ آپ اس وقت بھی گولڑہ شریف میں موجود تھے۔

سفر اجمیر شریف ☆: 1938ء میں گورنمنٹ ہائی سکول ساگری میں نویں جماعت میں داخلہ کے بعد ایک روز اچانک سکول سے واپسی پر راستے میں ریڈیو سٹیشن بگا جی ٹی روڈ پر ہی اپنا سکول بیگ اپنے ماموں زاد بھائی اور کلاس فیلو قاضی محمود الحسن کے سپرد کیا اور عازم لاہور ہوئے۔ وہاں سے براستہ قصور، فیروز پور، سہارن پور رڑکی کلیر شریف اور دہلی پہنچے۔ دہلی کی سیاحت کے دوران اچانک آپ کی ملاقات ایک نابینا مجذوب درویش سے ہو گئی۔ آپ اُن کے نزدیک گئے تو انہوں نے آپ کو فوراً اجمیر شریف جانے کا حکم دیا۔ اجمیر شریف میں آپ کی ملاقات اس وقت کے سجادہ نشین خواجہ حسن امام چشتی علیہ الرحمۃ سے ہوئی۔ خواجہ صاحب نے حال احوال، نام و پتہ پوچھنے کے بعد آپ کی ڈیوٹی درگاہ شریف میں لگادی اور مزار شریف کی چابی آپ کے حوالے کر دی نیز رہنے کے لئے ایک حجرہ دے دیا اور کھانے کا بندوبست اپنے گھر سے کر دیا۔ گیارہ ماہ، بائیس دن خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کے حضور گزارنے کے بعد جناب خواجہ حسن امام علیہ الرحمۃ ایک روز صبح کے وقت آپ کے پاس آئے اور کہا کہ عزیزم آپ کی ڈیوٹی تو مکمل ہو چکی ہے۔ حضور غریب نواز علیہ الرحمۃ

Marfat.com

نے آپ کو اجازت دے دی ہے۔آپ دیوہ شریف چلے جائیں۔اجمیر شریف میں قیام کے دوران آپ نے عالم بے بدل مفسر قرآن حافظ نورالحسن چشتیؒ سے تفسیر قرآن پڑھی اور دیگر ظاہری و باطنی علوم حاصل کیے۔

جب خواجہ صاحب نے آپ کو اذن سفر دیا تو انہی دنوں رجب کا سالانہ عرس ختم ہوا تھا۔عوام کی اکثریت واپس جا چکی تھی لیکن ابھی کچھ لوگ باقی تھے۔آپ نے خانقاہ کے وارثی دالان میں دیکھا تو سرکار وارث پاک کے احرام پوش جناب فقیر ابوالحسن شاہ وارثی اوٹاوی علیہ الرحمۃ سے آپ کی ملاقات ہوگئی۔انہوں نے آپ کو دیوہ شریف کا نقشہ بنا کر دیا اور راستہ سمجھایا۔خواجہ صاحب نے زادراہ عطا فرمایا اور آپ اجمیر شریف سے دیوہ شریف پہنچ گئے۔

گھر واپسی اور مشاغل☆: 1939ء میں گھر واپس آ کر آپ نے ایک دفعہ پھر اپنی ظاہری تعلیم کا منقطع سلسلہ جاری کر دیا اور میٹرک کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے ادیب فاضل، ادیب عالم اور منشی فاضل کورس پاس کیے اور درس و تدریس کے شعبہ سے وابستہ ہو گئے۔اس دوران آپ جہلم اور چکوال کے مختلف سکولوں میں تعینات رہے۔اس کے ساتھ ساتھ آپ کو طب و حکمت سے بھی گہری دلچسپی تھی جس کی بناء پر آپ کو فخر الحکما کا اعزاز بھی حاصل تھا۔

جوانی میں آپ کا اخلاق و کردار انتہائی پاکیزہ اور صاف ستھرا، آپ کی صحت انتہائی عمدہ اور لباس و خوراک انتہائی سادہ تھی۔ پورے علاقے میں والی بال، لانگ جمپ اور ہائی جمپ کا کھلاڑی آپ کے مقابلے کا کوئی نہ تھا۔شکار اور سیاحت آپ کے شوق تھے۔

چھپر شریف آمد☆: 8 مارچ 1948ء کو جب حضرت حافظ اکمل شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا تو اُس وقت آپ بادشاہ پور میں تعینات تھے۔اطلاع ملنے پر آپ اپنے خاندان کے واحد فرد تھے کہ جو حافظ صاحب کی تجہیز و تکفین میں شامل ہونے کے لئے چھپر شریف پہنچے اور تمام انتظامات کیے۔1956ء میں حافظ صاحب کے خادم خاص عبداللہ شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا تو آستانہ عالیہ احرام پوش فقراء سے خالی ہو گیا۔

چنانچہ 8 مارچ 1956ء سالانہ عرس مبارک کے موقع پر حضرت فقیر میاں حیرت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ نے آپ کو نصف احرام عطا فرمایا، عزت شاہ نام رکھا اور جملہ فقراء و حلقہ احباب کے اصرار پر آپ نے آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف کا انتظام و انصرام سنبھالا اور فانی فی اللہ باقی باللہ آیت من آیات اللہ سرکار عالم پناہ حضور وارث پاک علیہ الرحمۃ کے حکم سے آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف کی تعمیر کا آغاز فرمایا۔سرکار عالم پناہ نے فرمایا کہ حافظ صاحب کے مزار کی تعمیر کرو یہ پاکستان میں دیوہ ہوگا۔بحمدہ تعالیٰ آج سرکار عالم پناہ کے فرمان کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔

1959ء میں آپ میلہ کاتک میں شرکت کے لئے دیوہ شریف حاضر ہوئے تو جناب فقیر پنڈت الف شاہ وارثی علیہ الرحمۃ نے آپ کے احرام کی تکمیل فرمائی۔آپ نے تقریباً 48 سال چھپر شریف میں قیام فرمایا۔

Marfat.com

بعد احرام پوشی معمولات ☆: احرام پوشی کے بعد ذکر وفکر، عبادت وریاضت اور مطالعہ کے علاوہ آپ کا محبوب عمل زیارت مقدسہ کی سیر وسیاحت تھی۔ اس دوران آپ نے پاکستان، ہندوستان، عرب ممالک اور یورپ کے کونے کونے کی سیاحت فرمائی۔ بے شمار سفر آپ نے خشکی کے راستے پیدل اور اونٹوں پر کئے۔ متعدد حج اور عمرے کئے۔ مدینہ شریف سے آپ کو عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ مدینہ شریف میں آپ کئی کئی ماہ تک قیام فرماتے۔ اس قیام کے دور کو آپ اپنی زندگی کا سنہری دور قرار دیتے تھے۔

ادبی ذوق ☆: آپ شعر وادب کا انتہائی عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ عربی، فارسی، اردو، پوربی، پنجابی اور سرائیکی شعراء کے بے شمار اشعار آپ کو زبانی یاد تھے۔ دورانِ سماع آدابِ محفل اور کلام کی عمدگی کا بے حد خیال رکھتے۔ مولانا رومؒ، جامیؒ، قدسیؒ، امیر خسروؒ، احمد جامؒ، علامہ اقبالؒ، میاں محمد بخشؒ، حضرت سلطان باہوؒ، خواجہ غلام فریدؒ، بیدم شاہ وارثیؒ، حیرت شاہ وارثیؒ اور ابر شاہ وارثیؒ کے کلام کو بہت پسند فرماتے۔

روحانی تربیت ☆: آپ کی روحانی تربیت میں حضرت فقیر نور محمد قادری سروریؒ کلاچوی کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔ اپنے والد گرامی کے حکم پر آپ نے کافی عرصہ دربار شریف حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ قیام کر کے روحانی منازل طے کیں اور باطنی علوم سے بہرہ ور ہوئے۔ حضرت فقیر نور محمد علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنے پاس رکھ کر متعدد عمل کروائے۔ خصوصاً قصیدہ غوثیہ شریف کا عمل کروایا اور قصیدہ غوثیہ کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ قصیدہ غوثیہ شریف کے عمل کے دوران جو محیر العقول واقعات پیش آئے ان کا تذکرہ آپ نے خود کئی احباب سے فرمایا۔

اسلامی مشاورتی کونسل کی رکنیت ☆: ضیاء دور میں آپ نے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی ذاتی درخواست اور حضرت پیر کرم شاہ صاحب الازھری علیہ الرحمۃ کے اصرار پر اسلامی مشاورتی کونسل کی ممبر شپ قبول کی اور کئی عمدہ خطاب فرمائے۔ تحریک پاکستان میں آپ نے مسلم لیگ کے جھنڈے تلے بھرپور حصہ لیا لیکن بعد میں عملی سیاست سے ہمیشہ دور رہے۔

ہم عصر مشائخ عظام سے مراسم ☆: آپ کے تعلقات برصغیر کے مختلف سلاسل کے بے شمار گھرانوں سے بے حد قریبی تھے۔ یوں تو حضرت قبلہ بابوجی غلام محی الدین گولڑوی، حضرت شاہ عبدالحق گولڑوی، سائیں محمد حسین بالکا سائیں کانواں والی سرکار (گجرات)، سائیں مرچو صاحب اسلام پورہ، عربی شاہ صاحب موہڑہ جنڈی نزد بوبل، قلندر زماں سید اسد الرحمٰن قدسی (بھون۔ چکوال) خواجہ قطب الدین مکھڈ شریف، خواجہ نظام الدین تونسوی، شیخ الاسلام قمر الملت والدین حضور خواجہ قمر الدین سیالوی، امیر حزب اللہ پیر سیّد فضل شاہ صاحب، پیر سیّد برکات شاہ، حضرت حبیب سلطان، حافظ فیض سلطان، سائیں غلام جیلانی، غزالی دوران حضرت علامہ احمد سعید کاظمی، پیر خضری، پیر صاحب آف گھمکول شریف، پیر محبوب حسین نوشاہی اور حضور ضیاء الامت جسٹس پیر کرم شاہ الازھری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے اپنے خصوصی تعلقات کے حالات وواقعات آپ اکثر بیان فرماتے لیکن پیر کرم شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے آپ

Marfat.com

کا انس ومحبت کا ایک ایسا رشتہ تھا کہ جسے آپ آخر وقت تک بہت زیادہ یاد فرماتے تھے۔آپ بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ قبلہ پیر صاحب یہاں تشریف لائے تو فرمانے لگے کہ یہاں جگہ بہت اچھی ہے۔آپ کے اس علاقے میں ایک اچھی درسگاہ ہونی چاہیے۔میں نے عرض کیا حضرت درسگاہ میں بنوا دیتا ہوں اسے چلانا آپ کا کام ہے۔پیر صاحب نے کہا،ٹھیک ہے۔

- چنانچہ اس کے بعد آپ نے اپنی توجہ آستانہ کی تعمیر کے ساتھ ساتھ مدارس ومساجد کی تعمیر کی طرف مبذول فرمائی اور ملک بھر میں دو درجن سے زائد مساجد و درس گاہیں تعمیر کروائیں۔آج الحمدللہ ان تمام درس گاہوں میں تعینات اساتذہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے فارغ التحصیل ہیں جہاں سے ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں بچے حافظ قرآن بن کر نکل رہے ہیں اور دیگر علوم بھی حاصل کر رہے ہیں۔ ان اداروں کا معیار بحمدللہ انتہائی اعلیٰ اور معیاری ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہر سال مختلف مراحل میں ان اداروں کے طلباء نمایاں پوزیشنیں حاصل کر رہے ہیں۔ان اداروں میں سب سے زیادہ نمایاں جامعہ قادریہ وارثیہ میرا شمس ہے جہاں پر درس نظامی کے ساتھ ساتھ بی اے تک تعلیم دلوائی جاتی ہے۔نیز ایک بچیوں کا ادارہ بھی تعمیر کر دیا گیا ہے۔

دینی وروحانی خدمات☆: آپ نے جب چھپر شریف میں مستقل قیام اختیار فرمایا تو اس وقت اس علاقہ میں قادیانیوں کا بہت زور تھا۔آپ نے اپنے حسن اخلاق،علم وفضل اور روحانی قوت سے اس زور کو توڑا اور بے شمار قادیانیوں کو دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل فرمایا۔آپ عصر حاضر کے وہ واحد فقیر درویش اور صوفی ہیں کہ جنہوں نے عرب میں بھی تصوف وطریقت کا لوہا منوایا۔

چنانچہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بے شمار باشندے اور شاہی خاندان کے افراد بشمول ہمشیرہ شاہ فہد آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔آپ کی روحانی خدمات میں سے ایک اہم باب کا تعلق آپ کو حاصل باطنی علوم کشف القلوب اور کشف القبور رہے۔کشف القلوب کے ذریعے آپ آنے والوں کو باطنی کیفیات کا مطالعہ فرمالیتے اور ان کی اصلاح کرتے۔ان کے مسائل حل کرتے۔اور اکثر و بیشتر ان کے سوال کرنے سے پہلے ہی ان کے سوالوں کے جواب دے دیتے جس کے مشاہدہ کرنے والے دو چار نہیں ہزاروں افراد موجود ہیں۔

کشف القبور کے ذریعے آپ سینکڑوں اولیائے کرام سے فیض یاب ہوئے اور بے شمار گمنام اولیائے کرام کو منظر عام پر لائے اور ان کے مزارات تعمیر کرائے جن میں حافظ سید فخر الدین علیہ الرحمۃ (ڈھوک باوا فیض بخش)،سید نور الحسن شاہ علیہ الرحمۃ (چورا شریف نزد چنگا بنگیال)،بابا اللہ شیر شہید علیہ الرحمۃ (میرا شمس)،سید حافظ غلام رسول شاہ صاحب قادری نوشاہی علیہ الرحمۃ (ٹھلہ نزد بھڈانہ)،غلام جیلانی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ (دھریالہ سیداں)،حضرت غلام محی الدین علیہ الرحمۃ (چھوٹا چورا چھپر شریف)۔

آپ ایک روحانی تاریخ ساز شخصیت تھے۔آپ نے ساری زندگی خدا اور رسول ﷺ سے عشق ومحبت کا درس دیا۔ساری زندگی مخلوق خدا کی خدمت میں گزاری اور مخلوق خدا سے محبت کی تلقین فرمائی۔آپ کو اپنے مرشد برحق سرکار سیدنا حاجی وارث علی شاہ

Marfat.com

قدس سرہ العزیز سے سوز و گداز کا جو حصہ ملا اسی پیغام کو ساری زندگی عام کرتے رہے۔ آپ کی دلکش شخصیت اور علمی و روحانی وجاہت کا اثر تادیر قائم رہے گا۔

جو بہار ملتی تو پوچھتا کہ کہاں وہ کیف نظر گیا
وہ صبا کی شوخیاں کیا ہوئیں، وہ چمن کا حسن کدھر گیا

ٹرسٹ آستانہ عالیہ وارثیہ کا قیام ☆: آپ نے ۱۹۹۵ء میں آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف کی تعمیر کی تکمیل فرمائی اور اس کے انتظام و انصرام کو چلانے کے لئے ایک رجسٹرڈ وارثیہ ٹرسٹ قائم فرمایا اور آستانہ کا تمام انتظام اس کے سپرد کر دیا جس کی مدد کے لئے مقامی انجمن وارثیہ اور یو کے ٹرسٹ وارثیہ بھی موجود ہیں۔

چنانچہ آپ کے وصال کے بعد بھی وہی ٹرسٹ آستانہ کا نظام چلا رہا ہے جس کے منتظم اعلیٰ جمیل اصغر ملک وارثی ہیں۔

فقیر کا ورثہ ☆: حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ اپنی وراثت میں کوئی جائیداد، بنگلہ، گاڑی، بینک بیلنس اپنے نام چھوڑ کر نہیں گئے۔ آپ نے اپنے مرشد کریم سرکار وارث پاک کی تعلیم کا عملی نمونہ پیش کر دیا کہ فقیر مسافر ہوتا ہے، فقیر کی ملکیت کچھ چیز نہیں ہوتی۔ فقیر کا سرمایہ حیات فقط عشق و محبت اور سوز و گداز ہوتا ہے اور یہی فقیر کا ورثہ ہوتا ہے۔ جو بھی خلوص اور محبت کے ساتھ اس ورثہ کا طالب ہوگا۔ اسے اس کا حصہ مل جائے گا۔

ارشادات عالیہ ☆: آپ اکثر فرمایا کرتے۔ فقیر کے لئے کسی کے سامنے دستِ سوال دراز کرنا حرام ہے۔ فقیری ایک کا ہو کر ایک میں گم ہو جانے کا نام ہے۔

۲ ☆: فقیر وضعدار ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں محبت ہی محبت ہے۔ اگر محبت ہے تو سب کچھ ہے محبت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

۳ ☆: آج کل پیری مریدی کو ذریعہ معاش بنا لیا گیا ہے۔ فقر لباس میں نہیں قلب کی حضوری کا نام ہے۔ لباس کو اعجاز وجود کی پاکیزگی سے ملتا ہے وجود کی پاکیزگی قلب میں حضور رسالت مآب محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت سے ہوتی ہے۔ نسل آدم کے سینہ کی اندر تعمیر کعبہ کر کے چراغ مصطفوی ﷺ روشن کرنا ہمارے ہاں فقیری ہے۔ اس کے بغیر سب بہروپ ہے۔

نمبر ۴ ☆: محبت سے خالی انسان نہیں ہوتا حیوان ہوتا ہے۔

نمبر ۵ ☆: اگر کوئی چاہے کہ فقط بھیس بدل کر اصل سرچشمہ فیض کا اندازہ لگا لے تو وہ اپنی مہم میں ناکام رہے گا۔ فقیری اور چیز ہے پیری اور چیز۔

نمبر ۶ ☆: فقیر کو موت نہیں فقیر تو شہید راہ وفا ہوتا ہے لہٰذا فقیر کی پردہ پوشی پر سوگ منانا اور جزع فزع کرنا منع ہے۔

نمبر ۷ ☆: تمام مذاہب کی بنیاد جذبات پر ہے جبکہ اسلام کی بنیاد مشاہدات پر ہے۔

Marfat.com

نمبر۸☆: کائنات کے ہر ذرے کی توقیر کرو کہ اس خاک کے ہر ذرے میں فقر و ولایت کا ایک نہ ایک آفتاب چھپا ہوا ہے۔ اس کی ہر گزرگاہ کے سینے پر کسی نہ کسی ولئی کامل کا نقش کف پا ثبت ہے۔

نمبر۹☆: اسلام کو سب سے زیادہ نقصان علمائے کرام کی بے عملی اور پیرانِ عظام کی بے راہ روی نے پہنچایا ہے۔

نمبر۱۰☆: آپ اکثر معتقدین سے فرماتے کہ مجھے مال و دولت کی کوئی ضرورت نہیں۔ مجھے کسی قسم کی کوئی نذر نیاز نہ پیش کریں نہ بھجوائیں بلکہ اپنے اردگرد نظر رکھیں اور اپنے مال سے غریبوں، یتیموں، بیواؤں اور دیگر مستحقین کی مدد کریں۔ ہر آنے والے کو نماز، درود شریف، رزقِ حلال اور والدین کی خدمت کی نصیحت فرماتے۔

کوائف وصال و تدفین☆: بعد از وصال جائے مدفن آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف کے احاطے میں واقعہ باغیچہ تجویز کیا گیا۔ غسل کی سعادت فقیر احمد شاہ وارثی، ڈاکٹر قاضی تنویر وارث وارثی اور کپتان محمد حسین وارثی کو حاصل ہوئی۔ نماز جنازہ فقیر احمد شاہ وارثی نے پڑھائی اور خصوصی دعا جگر گوشہ حضرت ضیاء الامت پیر امین الحسنات شاہ صاحب نے فرمائی۔ نماز جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

وصال سے لے کر آج تک آپ کے بے شمار متوسلین اور احباب آپ کی خدمت میں مسلسل قرآن و طعام اور درود و صلوٰۃ کی شکل میں نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ فقیر احمد شاہ وارثی، ڈاکٹر تنویر وارث وارثی، ناصر وارثی اور صدیق وارثی نے آپ کو لحد میں اتارا۔ فقیر احمد شاہ وارثی صاحب کو یہ سعادت خصوصی طور پر حاصل ہوئی کہ اپنے ہاتھ سے کعبہ شریف کے دو تبرکات گنبد خضریٰ شریف کا تبرک اور حضور قبلہ عاشقاں داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے مزار مبارک کا تبرک، بھی لحد انور میں سینہ مبارک پر رکھا۔ یہ تبرکات ریاض احمد بھٹی وارثی کے ذریعہ اُن تک پہنچے تھے۔ مستری صدیق، حاجی نذیر اور حاجی رشید نے تربت مبارک تیار کی۔ چہلم کی تقریب 10 اکتوبر 2004ء بروز اتوار تجویز کی گئی۔

قبر مبارک میں استعمال ہونے والی ہر ہر اینٹ پر ختم قرآن کیا گیا۔ ان اینٹوں کی تعداد 760 عدد ہے۔ یوں جس آستانہ عالیہ وارثیہ کی تعمیر و تزئین میں آپ کی ساری زندگی بسر ہوئی وہیں آپ کا مدفن بنا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۲۵ھ بمطابق دسمبر 2004ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار چھپر شریف تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے دو سگے بھتیجے جناب قاضی ڈاکٹر محمد تنویر وارثی، جناب قاضی راشد عزیز وارثی، سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے کر اپنے اسلاف کی جلائی ہوئی شمع کو فروزاں کیے ہوئے ہیں۔

آپ کے بڑے بھتیجے حضرت ڈاکٹر قاضی تنویر وارثی کی احرام پوشی ہو چکی ہے وہ سرکار عالم پناہ وارث پاک کے اور اپنے خاندان

Marfat.com

کے فقراء حضرت اکمل شاہ وارثی وحضرت عزت شاہ وارثی کے روحانی مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جناب قاضی راشد عزیز وارثی اعلیٰ تعلیم یافتہ شاعر و کئی کتابوں کے مصنف اور سرکار عالم پناہ کی محبت سے مخمور ہیں۔

حضرت ڈاکٹر قاضی تنویر وارث وارثی مدظلہ العالی کو اپنے ہم عصر علماء اور مشائخ میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، بڑے بڑے علماء اور مشائخ وصوفیا اور اسکالرز حضرات علمی تحقیق کے میدان میں ان سے رابطہ رکھتے ہیں۔

حضرت قاضی ڈاکٹر تنویر وارثی صاحب مدظلہ العالی ایک پڑھے لکھے اور صاحب مطالعہ اور علمی ذوق سے مالا مال شخصیت کے مالک ہیں، راولپنڈی ڈویژن بلکہ پورے پنجاب میں سلسلہ عالیہ وارثیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

جناب ڈاکٹر قاضی تنویر وارث وارثی بلند اخلاق کے مالک اور لائق حکیم حاذق ہیں وہ دوا اور دعا ہر دو طریقوں سے مریضوں کا علاج کرتے ہیں، فقیر راقم الحروف سے عرصہ دراز سے رابطہ میں ہیں، اکثر فقیر کے غریب خانے پر قدم رنجہ فرما کر غریب خانے کو رونق بخشتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف کے زیر انتظام منعقد ہونے والے عرسوں کی محافل میں بھی زینت بنتے رہتے ہیں۔ حضرت ڈاکٹر تنویر وارث وارثی صاحب قبلہ کی دعوت پر فقیر کو آستانہ عالیہ چھپ شریف گوجر خان میں بارہا حاضری کی سعادت حاصل ہے، راقم نے دورِ حاضر کے احرام پوش فقرا میں جناب ڈاکٹر تنویر وارثی صاحب کو اخلاص، پیار، محبت و ایثار کا مجسمہ پایا ہے، اگر یہ کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آج کے دور میں آپ کا وجود اہل علم وقلم اور اہل تصوف بالخصوص سلسلہ وارثیہ کے لیے غنیمت ہے۔

خداوند کریم وارث پاک کا صدقہ ان کو سلسلہ عالیہ کی خدمت کی مزید توفیقات سے نوازے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اسی خاکِ آستاں میں اِک دن فناہ بھی ہو گا
کہ بنا ہوا ہے بیدم اسی خاکِ آستاں سے

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت بابا فقیر شفقت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے وارث عالم نواز، نمونۂ سلف صالحین، فقیر یگانہ، مرشد زمانہ، حضرت سراج الحق المعروف بابا فقیر شفقت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ مجسمۂ حسنات وکمالات ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1901ء میں قصبہ گوپی پور ضلع جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں جناب حضرت فتح الدین صابری کے گھر میں ہوئی۔

والدین نے پیدائشی نام سراج الحق رکھا، سلسلہ عالیہ وارثیہ سے حضرت خواجہ الحاج حیرت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ نے آپ کا نام شفقت شاہ وارثی رکھا، اسی نام سے آپ نے شہرت پائی۔

آپ بچپن سے ہی نیک سیرت باکردار اور دیندار طبیعت کے مالک تھے، اکثر نعت رسول ﷺ پڑھتے اور حضرت سلطان باھو کا کلام اور حضرت میاں محمد بخش کے کلام سیف الملوک کے اشعار ترنم سے پڑھتے تھے۔

1928ء میں آپ حضرت قاری دیدار شاہ وارثی کے ہمراہ حضرت فقیر محبت شاہ پنجابی وارثی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے ہاتھوں سلسلہ عالیہ وارثیہ میں داخل ہوئے۔

کچھ ہی عرصہ کے بعد فقیر اکمل حضرت قاضی اکمل شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کی صحبت بافیض بھی آپ کو نصیب ہو گئی، اسی دوران دیوہ شریف کی متعدد بار حاضری نصیب ہوئی، بہت سے وارثی فقراُ جن میں حضرت میاں فقیر اوگھٹ شاہ وارثی، حضرت فقیر بابا فیضو شاہ وارثی، حضرت الف شاہ وارثی، حضرت خواجہ بیدم شاہ وارثی علیہم الرحمۃ کی زیارت بھی آپ کو نصیب ہوئی۔

1947ء میں آپ اپنے آبائی علاقہ جالندھر سے ہجرت کر کے پاکستان کے معروف شہر فیصل آباد تشریف لے آئے۔

1952ء میں نصف احرام حضرت خواجہ الحاج حیرت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے دست مبارک سے عطا ہوا۔ 1985ء میں مکمل احرام حضرت فقیر الحاج قاضی عزت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں عطا ہوا۔

سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کے بعد آپ سب سے پہلے حضرت حاجی محبت شاہ وارثی پنجابی کی خدمت میں رہے۔ اس کے بعد حضرت قاضی اکمل شاہ وارثی چھپر شریف گوجر خان کی خدمت میں رہ کر استفادہ کرتے رہے۔ پھر حضرت خواجہ حیرت شاہ وارثی کے خادم

Marfat.com

رہے، آخری العمر حضرت الحاج قاضی عزت شاہ وارثی کے ساتھ قریباً چالیس برس تک سفر و حضر میں رہے۔

2004ء میں جب حضرت قاضی عزت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال ہوا تو سلسلہ کے لوگوں نے کہا کہ آج ہم یتیم ہو گئے ہیں، اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ آج میرے پر کٹ گئے ہیں، آپ نے حضرت قاضی صاحب کے وصال کا دل پر بہت صدمہ لیا۔

آپ کی ذات ذالا صفات سلسلہ عالیہ کے لئے ایک روشن مینار تھی۔ لاتعداد افراد آپ کے ہاتھوں سلسلہ میں داخل ہوئے، بہت سے لوگوں کو آپ کے ہاتھوں احرام ملا، اور بہت سوں کے احرام حضرت قاضی عزت شاہ صاحب نے آپ کے ہاتھوں درست کرائے۔

حضرت قاضی اکمل شاہ وارثی چھپر شریف گوجر خان کے خانوادہ کے عظیم چشم و چراغ اور حضرت قاضی عزت شاہ وارثی کے سگے بھیتجے پیکر اخلاص و محبت جناب ڈاکٹر قاضی تنویر وارثی صاحب مدظلہ کی احرام پوشی بھی آپ ہی کے ہاتھوں 4 محرم الحرام ۱۴۲۷ھ کو پاکپتن شریف میں عرس حضرت مسعود العلمین بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقع پر ہوئی۔

اس طرح آپ کا فیضان آج بھی حضرت ڈاکٹر قاضی تنویر وارثی صاحب مدظلہ العالی کے ذریعے جاری و ساری ہے جو تسلسل سے تا قیامت جاری رہے گا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مختصر علالت کے بعد ۱۴۲۸ھ بمطابق 5 نومبر 2007ء کو ہوا۔

6 نومبر کو آپ کی نماز جنازہ حضرت ڈاکٹر قاضی تنویر وارثی کی اقتدا میں ادا کی گئی، مزار پُر انوار حضرت قاری دیدار شاہ وارثی کے پہلو میں موضع گوکھوال الٰہی ٹاؤن ملت روڈ فیصل آباد میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد حضرت ڈاکٹر قاضی تنویر وارث وارثی مدظلہ سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ نہایت ہی احسن انداز سے سرانجام دے رہے ہیں جبکہ آپ کے مزار اور عرس و دیگر معاملات بھی ان کی سرپرستی میں سرانجام پا رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

﴿تعارف سلسلہ عالیہ اویسیہ﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ خَالِقِ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِین ٥ اَلصَّلٰوۃُ وِ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ الْاَمِیْنِ ٥ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَآزْوَاجِہٖ وَ اَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ الْکَامِلِیْن ٥ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ٥ عَلَّمْنٰہُ مِن لَّدُنَّا عِلْماً ٥ صَدَقَ اللّٰہُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم ٥

سرکار ابد قرار نبی مختار حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کفر کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں وحدانیت کی شمع کو روشن کیا تو ہر طرف نورانیت کے جلوے نظر آنے لگے، حجاز مقدس بالخصوص سرزمین مکہ سے، شام، ایران، روم، قیصر و کسریٰ، نجد، یمن اور دیگر ممالک میں کفر و شرک میں مبتلا رہنے والے توحید و رسالت کے مبلغ بن گئے اور گھر گھر جا کر ایک دوسرے کو توحید و رسالت کی دعوت دینے لگے سرکار علیہ السلام نے اس اہم مشن کے لیے بعض جگہ سرکردہ صحابہ کا وفد ترتیب دے کر ان کو تبلیغ اسلام کے لیے دیگر ممالک میں بھیجا اور بعض جگہ یہ پیغام حق ایک دوسرے ذریعے اور بعض جگہ سینہ بسینہ پہنچا اور لوگ تھے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں گرفتار ہوئے جا رہے تھے۔ اور عشق کی حالت یہ تھی کہ خدا و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر گھروں میں لڑائی جاری تھی۔

ایک بھائی اگر کافر ہے تو دوسرا بھائی مسلمان اور کافر کی زبان سے توہین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جملہ نکلنے کی دیر ہوتی تھی کہ مسلمان بھائی کافر کی گردن اتارنے کے لیے تیار نظر آتا۔ حتیٰ کہ بہن بھائیوں اور ماں باپ تک سے یہی سلوک، مقصد و مدعا اور اس جنون و عشق کا مرکز و منبع صرف اور صرف آقا علیہ السلام کی ذات والا صفات تھی کہ ان کے نام پر ماں باپ، بہن بھائی عزیز و اقارب مال و جائیداد الغرض اپنے محبوب کے نام ہر چیز قربان تھی اور ایمان نام بھی اسی چیز کا ہے، اسی مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ

Marfat.com

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْن

ترجمہ☆: تم میں سے کوئی بھی ایمان میں کامل واکمل نہیں ہوسکتا کہ جب تک کہ وہ مجھے اپنی جان و مال اور والدین واولاد سے زیادہ پیارا نہیں سمجھتا۔

صحابہ کرام کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کا عالم یہ تھا کہ سرکار کے ایک اشارے پر کوئی اپنا مال کوئی اپنی اولاد کوئی اپنی جان قربان کررہا ہے۔ تاریخ عالم گواہ ہے احادیث گواہ ہیں کہ سرکار کے پاس بیٹھنے والوں اور سرکار کے پاس آنے جانے والوں نے تو سرکار کو دیکھا اور ان کی وحی یوحیٰ والی زبان ترجمان سے پیغام حق کو سنا اور سرکار کے رخ والضحٰی کو دیکھا تو جان اور مال قربان کررہے ہیں بلکہ تاریخ عالم اور احادیث پاک اس کی گواہ ہیں کہ بعض لوگ وہ بھی تھے کہ جنہوں نے دیکھا بھی نہیں اور سینہ بسینہ پیغام حق کو قبول کیا اور دین اسلام کو نہ صرف قبول کیا بلکہ سرکار ابد ارا قرار صلی اللہ علیہ وسلم پر جانیں نچھاور کرتے رہے ان پاکیزہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور لوگوں میں سے ایک ذات حضرت اویس بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ المعروف حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات والا صفات ہے کہ جنہوں نے سرکار علیہ السلام کو دیکھے بغیر نہ صرف اسلام قبول کیا بلکہ سرکار کے عشق میں ایسے سرشار ومعمور اور فنا ہوئے کہ خود کو پھر کسی چیز کی خبر نہ رہی، محبوب کی ہر ادا سے محبت و پیار انکا ورثہ اور ایمان بن گیا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت ملک یمن کے علاقہ قرن میں مراد نامی قبیلہ میں جناب عبداللہ کے گھر طلوع اسلام سے قبل ہوئی۔

ابھی بچپن کا عالم تھا کہ آپ کے والد گرامی کا وصال ہوگیا جبکہ آپ کی والدہ محترمہ کافی ضعیف اور بوڑھی تھیں، والد گرامی کے انتقال کے بعد آپ والدہ کی خدمت میں مصروف ہوگئے، چھوٹی سی عمر میں دن بھر لوگوں کے اونٹ اجرت پر چراتے اس سے جو مزدوری حاصل ہوتی اس سے اپنا اور اپنی والدہ محترمہ کا گذر اوقات کرتے اور بقایا وقت والدہ محترمہ کی خدمت میں صرف کرتے۔

جب آپ نے تبلیغ اسلام سے متاثر ہوکر اسلام کو قبول کیا تو روز اول سے ہی سرکار علیہ السلام کے حسن و جمال اور ان کی ذات والا صفات پر دل و جان سے شیدا ہوگئے ہمہ وقت اپنے محبوب کے جلوؤں میں گم رہتے اور سرکار علیہ السلام سے عشق ومحبت کا ایسا غلبہ پیدا ہوا کہ خود سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر صحابہ کرام کی مجلس میں ارشاد فرمایا کرتے کہ مجھے یمن کی طرف سے محبت کی خوشبو آتی ہے۔

یمن میں ایک دوست جس کا نام اویس قرنی ہے رہتا ہے۔

سرکار علیہ السلام کی زبان ترجمان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ اور تعریفی کلمات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جس کی تعریف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں اس کی تعریف کوئی دوسرا کیا بیان کرسکتا ہے۔ سرکار علیہ السلام سے آپ کے عشق کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب غزوہ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دندان مبارک شہید ہوئے تو ہر عاشق نے اس سانحہ پر افسوس کیا اور ہر ایک نے گہرے انداز میں اس سانحے کا احساس کیا۔

Marfat.com

مگر ان ہی سب سے زیادہ اور حقیقی اور عملی شکل میں اس صدمے کا احساس جس انداز سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا اور سب سے زیادہ دلی صدمہ کا احساس اگر نظر آتا ہے تو وہ آپ ہی کی ذات والا صفات ہے، جس کی وضاحت ان کے اپنے عمل سے اس طرح ہوتی ہے کہ جب آپ کو یہ اطلاع ملی کے دشمنوں نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دندان مبارک شہید کر دیئے ہیں مگر آپ کو یہ علم نہ ہو سکا کہ کونسے دندان مبارک شہید ہوئے ہیں، اوپر والے ہیں یا نیچے والے یا سامنے والے دندان مبارک ہیں۔ سرکار علیہ السلام کے عشق میں دیوانگی کے عالم میں آپ نے سب سے پہلے ایک دانت توڑا پھر خیال آیا نہ جانے کونسا ٹوٹا ہوگا، پھر دوسرا، پھر خیال کیا اور پھر تیسرا حتیٰ کہ تمام دندان مبارک کو آقا علیہ السلام کی محبت میں شہید کر ڈالا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس محبوب اور سچے عاشق کی یہ والہانہ محبت اور ادا پسند آئی۔

چونکہ انہوں نے تمام دانت توڑ ڈالے تھے، جس کی وجہ سے سخت غذا یا پھل نہ کھا سکتے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوراک کے لیے کیلے کا درخت پیدا کیا، تا کہ میرے محبوب کا محبوب و عاشق بغیر دانتوں کے کیلے کا پھل آسانی سے کھا سکے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ کرام سے فرمایا کہ یمن کے علاقہ ''قرن'' میں اویس نامی ایک مرد ہے، جو قیامت کے روز میری امت کی شفاعت کرے گا، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنا چہرہ مبارک حضرت علی اور حضرت عمر کی طرف کر کے فرمایا کہ وہ ایک درمیانے قد کا شخص ہے جس کے بال لمبے لمبے ہونگے، اور اس کے بائیں پہلو پر ہتھیلی کا سفید داغ ہوگا، مگر وہ برص کا نہیں۔ اور ہتھیلیوں پر بھی ایسا ہی نشان ہوگا۔

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اویس قرنی کو قیامت کے روز میری امت کے لیے قبیلہ خروز بیعہ کی بھیڑوں کے بالوں کی تعداد کے برابر شفاعت کرنے کا حق ہوگا اور تم جب ان سے ملاقات کرو گے تو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میری امت کے حق میں دعا کرے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب نزع کا وقت طاری ہوا تو صحابہ کرام نے کملی والے آقا علیہ السلام سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا خرقہ مبارک کس کو دیا جائے؟

تو سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میرا خرقہ اویس قرنی کو دیا جائے، سرکار علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت عمر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم قرن پہنچے تو آپ نماز میں مشغول تھے جبکہ ملائکہ ان کے اونٹ چرا رہے تھے۔

جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ان دونوں صحابہ کرام نے آپ کو سلام کیا اور آپ کا نام پوچھا تو آپ نے اپنا نام عبداللہ بتایا پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ آپ اپنا ہاتھ دکھائیے تو کیا دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ذیشان کے مطابق ہاتھوں پر نشان تھا جسے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بوسہ دیا۔

اور پھر آپ کو حضور علیہ السلام کا سلام دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خرقہ (یعنی جبہ) مبارک پیش کرتے ہوئے امت مصطفیٰ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کے حق میں دعا کرنے کا پیغام بھی دیا۔

یہ پیغام سن کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ اچھی طرح چھان بین کر لیں، کہیں کوئی اور اویس قرنی نہ ہو جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان دہی کی تھی۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے حضور کے فرمان ذیشان کے مطابق آپ میں وہ نشانیاں دیکھ لی ہیں، ہمیں اب کوئی شک باقی نہ رہا ہے، حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر سے کہا کہ اے عمر آپ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت خاص میں بہت زیادہ رہے ہیں، آپ کی دعا مجھ سے زیادہ قبولیت کا مقام رکھتی ہے لہٰذا آپ دعا کریں، یہ سن کر حضرت عمر نے فرمایا کہ میں تو ہمیشہ دعا کرتا رہتا ہوں، آپ سرکار علیہ السلام کی وصیت کے مطابق امت کے لیے دعا فرمائیں تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پوری ہو جائے۔

یہ جواب سن کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام کا وہ لباس خرقہ لیا اور کچھ فاصلے پر ایک جگہ اللہ کی بارگاہ میں دعا کے لیے مصروف ہو گئے اور اللہ کریم کی بارگاہ میں یوں دعا فرمائی۔

یارب جب تک تو میری شفاعت پر امت محمدیہ کی مغفرت نہ کرے گا میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا لباس (یعنی خرقہ) نہیں پہنوں گا۔ اس لیے کہ تیرے نبی نے اپنی امت کو میرے حوالے کیا ہے۔

غیب سے آواز آئی کہ ہم نے تیری سفارش پر کچھ گنہگاروں کو بخش دیا ہے، آپ نے دوبارہ عرض کی اے اللہ پوری امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دے تو آواز آئی کہ میں نے ایک ہزار کو بخش دیا، آپ نے پھر رب کبریا کی بارگاہ میں عرض کی تو پھر آواز آئی کہ ہم نے چند ہزار کو اور بخش دیا حتیٰ کہ آخر میں آواز آئی کہ ہم نے آدھی امت کو بخش دیا، ابھی یہ سلسلہ جاری تھا کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم آ گئے جنہیں دیکھ کر آپ نے فرمایا آپ لوگ کیوں میرے پاس آئے ہو میں جب تک پوری امت کی بخشش نہ کروا لیتا اس وقت تک یہ خرقہ نہ پہنتا اور مجھے یقین کامل ہے کہ اس خرقہ کی وجہ سے میں نے پوری امت بخشوا لینی تھی اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی امت سے ہر فرد کو بخش دیتا۔

امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کے بعد آپ کے پھٹے پرانے کپڑے اور پراگندہ حال کو دیکھ کر فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو آپ کے لیے لباس اور کھانا لے آئیں۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا اے امیر المؤمنین مجھے کھانے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں نے لباس پہن رکھا ہے لہٰذا مجھے اس کی بھی ضرورت و حاجت نہیں ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پھر آپ ہم سے کچھ رقم ہی وصول کر لیں، یہ سن کر آپ نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور دو درہم نکال کر دکھائے اور فرمایا کہ میں نے اونٹ چرا کر اس کی مزدوری سے یہ پیسے حاصل کیئے ہیں، اگر آپ اس بات کی ضمانت دیں کہ یہ خرچ ہونے کے بعد بھی میں زندہ رہوں گا تو آپ کی نقدی کو قبول کر لیتا ہوں۔

Marfat.com

یہ سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضبط نہ کر سکے اور رونے لگے اور اپنا درہ زمین پر مارا اور فرمایا کاش عمر کی ماں مجھ کو نہ جنتی۔

مشہور صحابی حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا تو میں ان کی زیارت کے لیے قرن گیا، تو میں نے ان کو فجر کی نماز میں مشغول پایا، جب نماز سے فارغ ہوئے تو وظائف میں مشغول ہو گئے، حتیٰ کہ نماز ظہر کا وقت آ گیا، پھر آپ نے نماز ظہر ادا کی اور نماز سے فارغ ہو کر پھر اوراد و وظائف میں مشغول ہو گئے۔ حتیٰ کہ نماز عصر کا وقت آ گیا اور یہ سلسلہ رات گئے تک جاری رہا اور میں ان کے معمولات کو دیکھتا رہا حتیٰ کہ تین دن گذر گئے نہ ہی میری ملاقات ہو سکی نہ ہی بات ہو سکی اور نہ ہی آپ نے اس دوران کچھ کھایا نہ ہی کچھ پیا اور نہ ہی سوئے اور نہ ہی آرام کیا اور پھر استغفار میں مصروف ہو گئے۔

حضرت ربیع فرماتے ہیں کہ آپ نے راتوں کی تقسیم کچھ اس طرح کر رکھی تھی کہ ایک پوری رات سجدے میں گذارتے تو دوسری رکعت رکوع میں اور کسی رات کو قیام میں بسر فرما دیتے تھے غرضیکہ وہ ہر رات دوسری رات کی طرح زندہ رکھتے تھے۔

چونکہ آپ کی والدہ ماجدہ ضعیف تھیں اور والد بھی سر پر موجود نہ تھے، آپ دن میں لوگوں کے اونٹ چرا کر جو مزدوری کرتے اس سے اپنا اور والدہ کا گذر بسر فرماتے تھے، چنانچہ والدہ کی خدمت کے پیش نظر آپ کبھی قرن سے باہر بھی نہ گئے، اسی لیے آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری طور پر زیارت نہ کی ہوئی تھی۔

ایک مرتبہ بغرض زیارت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ گھر سے نکلے اور عازم مکہ معظمہ ہوئے ادھر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کو کسی غزوہ میں جانا تھا، آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر سے روانہ ہونے سے قبل حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میں غزوہ پر جا رہا ہوں، اگر میرے جانے کے بعد کوئی مہمان آ جائے تو ان کو بڑی ہی تعظیم سے بٹھایا جائے اور بھرپور خدمت کی جائے، اس لیے کہ آنے والے مہمان بڑا ہی نیک پارسا اور متقی و پرہیز گار اور میرا سچا عاشق ہے۔ لہٰذا میرے آنے تک ان کو روکا بھی جائے، اگر وہ نہ رکنا چاہیں تو ان کو روکنے پر مجبور نہ کیا جائے، اس کی شکل و صورت کو یاد رکھ لیا جائے اور اگر کوئی پیغام دیں تو یاد رکھ لینا گھر میں یہ پیغام دے کر سرکار غزوہ میں چلے گئے۔

اور آپ ﷺ کے جانے کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ پاک پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو غزوہ میں گئے ہوئے ہیں اور بظاہر مدینہ میں موجود نہیں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً واپسی کا ارادہ کر لیا اور کسی قسم کی خاطر و مدارت کے بغیر ہی واپس روانہ ہو گئے جبکہ ان کو روکنے کے لیے بڑی کوشش کی گئی مگر وہ نہ رکے اور چل دیئے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے فارغ ہو کر گھر پہنچے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ کوئی مہمان آیا تھا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جی ہاں یمن سے ایک مہمان آیا تھا۔ اس کی شکل و شباہت چرواہوں جیسی تھی، بال بڑھے ہوئے کپڑے میلے تھے، انہوں نے آپ کے بارے میں دریافت کیا۔ جب انہیں بتلایا کہ آپ تو غزوہ میں گئے ہوئے ہیں تو یہ سن کر وہ فوراً مدینہ سے چلے گئے۔ ہم نے ٹھہرانے کی بہت کوشش کی مگر وہ نہ مانے، اور واپس چلے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

Marfat.com

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کون تھے؟ عرض کیا حضور میں تو بالکل نہیں جانتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، جو قرن ملک یمن سے میرے دیدار کے لیے آئے تھے اور وہ ظاہری دیدار کی حسرت لیئے ہوئے واپس چلے گئے اور وہ یہاں ٹھہر بھی نہیں سکتے تھے اس لیے کہ ان کی والدہ اکیلی ہیں جو کہ بہت ضعیف اور آنکھوں سے معذور ہیں اور ان کی نگہداشت کرنے والا اویس قرنی کے علاوہ کوئی نہ ہے۔ اس لیے ان کو مجبوراً واپس جانا پڑا کہ مزید فرمایا کہ وہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا پکا عاشق ہے جس کو صرف ذکر الٰہی سے غرض ہے وہ کسی سے مرعوب نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی سے متاثر ہے۔ یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت متاثر ہوئیں اور عرض کرنے لگیں حضور اگر چہ انہوں نے آپ کو بظاہر نہیں دیکھا مگر عشق ومحبت کا یہ انداز میرے لیے باعث حیرت ہے اور میرا دل گواہی دیتا ہے کہ جس کی تعریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں واقعی وہ شخص کتنی قدر ومنزلت والا ہوگا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باطنی نسبت تھی اور اسی نسبت کی بنا پر وہ دنیا مافیہا سے بے خبر اپنے محبوب کے جلووں میں گم تھے۔

حضرات گرامی قدر☆: اسی نسبت کو نسبت اویسیہ کہا جاتا ہے، اس نسبت کا فیضان مخفی طور پر یا تو ملاء اعلیٰ کے ذریعے یا پھر انبیائے کرام کی ارواح کی معرفت یا قرب فرائض کے اولیائے کاملین وسابقین کی روح کے واسطے سے ہوتا ہے۔

یہ نسبت تین طرح سے حاصل ہوتی ہے:

۱۔ یہ نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ذریعے نور نبوت کے حصول سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کو نسبت سکینہ کہا جاتا ہے۔

۲۔ جب قلب انسانی میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسان کا ہجوم ہوتا ہے اور انسان قدرت کے عطیات وعنایات میں غور و فکر کرتا ہے تو اس وقت نور الٰہی کے تمثلات بار بار طبیعت انسانی میں موجزن ہوتے ہیں،

اس طرح ربط بانسبت عشق کا آغاز ہو جاتا ہے، پھر اس نسبت کے باطنی انہماک کی کیفیتیں رونما ہونے لگتی ہیں، جس کی وجہ سے انوار الٰہی روح انسانی پر پیوست ہوتے رہتے ہیں، اس طرح اس نسبت عشق کی جڑیں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جاتی ہیں، ایسی نسبت کو نسبت عشق کہا جاتا ہے۔

۳۔ اس نسبت کا تیسرا جز و نسبت جذب ہے، جب عارف کامل کا ذہن اس سمت میں رجوع کرتا ہے، جس سمت میں ازل کے انوار ہوتے ہیں اور ازل سے پہلے کے نقوش موجود ہوتے ہیں تو یہی نقوش عارف کے قلب میں بار بار دور کرتے ہیں اور حرف (وحدت) فکر عارف کا احاطہ کر لیتی ہیں۔

پھر اسی نسبت کی شعائیں روح پر نزول کرتی ہیں، جب عارف ان میں کھو جاتا ہے تو عقل وشعور سے دست بردار ہو کر خود کو اس نسبت کی روشنیوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیتا ہے، ایسی ہی نسبت کو نسبت اویسی کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

جس کو سادہ لفظوں میں یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ در رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست فیضان نبوت حاصل کرنے کے لیے نسبت اویسیہ کا حصول ضروری ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ اور آپ کی معرفت حاصل کیئے بغیر بارگاہ نبوت سے فیضان و معرفت حاصل کرنا ناممکن ہے،

اس وجہ سے آپ کو سلسلہ عالیہ اویسیہ کا امام اور سالار قافلہ عشق و محبت کہا جاتا ہے، بڑے بڑے کاملین زمانہ جن میں حضرت بایزید بسطامی، حضرت جنید بغدادی، حضرت خواجہ سید محمد بہاؤالدین شاہ نقشبندی، حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین وغیرہ ہم۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمتہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ کے باطنی وروحانی طور پر مرید تھے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روحانی یعنی اویسی مرید و خلیفہ تھے۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے معروف روحانی شخصیت حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمتہ اپنے پڑدادا پیر حضرت شاہ عبدالحق ردولوی علیہ الرحمتہ کے اویسی مرید اور باطنی طور پر فیض یافتہ تھے، اسی طرح حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت سہروردی علیہ الرحمتہ کو لاتعداد بزرگوں سے باطنی طور پر دست بیعت ہونے اور ان سے خرقہ خلافت کے حصول کا شرف حاصل ہے۔

حضرت مخدوم سید نصیر الدین محمود چراغ دہلی چشتی نظامی علیہ الرحمتہ کو بھی بہت سے بزرگوں نے باطنی طور پر اپنی طرف سے خرقہ خلافت و اجازت عطا فرمایا تھا۔

حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی علیہ الرحمتہ کو بھی حضرت خواجہ عبدالخالق سے باطنی فیضان معرفت بیعت و خلافت حاصل تھی اور وہ پاکستان میں سلسلہ عالیہ اویسیہ کے روح رواں اور سالار مانے جاتے ہیں اور صاحب السید آپ کا خطاب ہے۔

حسن ابدال میں سلسلہ عالیہ صابریہ کے معروف بزرگ حضرت خواجہ رحم الدین سرکار رحمتہ اللہ علیہ اگرچہ سجادہ نشین اجمیر شریف حضرت ظہور معراج سے بیعت تھے مگر نسبت اویسیہ والی کلیر حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری سے حاصل تھی، ورانہی سے فیضان و معرفت ملا جس کی بنا پر خواجہ نگر شریف حسن ابدال میں رونقیں نظر آرہی ہیں۔

پاکستان میں حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی علیہ الرحمتہ کے ذریعے یہ سلسلہ جنوبی پنجاب میں خوب پھلا پھولا اس کے علاوہ بھی لاتعداد بزرگ اویسی بیعت رکھنے کا شرف حاصل کیئے ہوئے ہیں جن کا فیضان معرفت آج بھی جاری و ساری ہے، ان تمام بزرگوں کے حالات فقیر راقم الحروف نے اپنی معلومات کے مطابق سلسلہ اویسیہ کے باب میں درج کیئے ہیں جن کو پڑھنے کے بعد ان بزرگوں کی شان وعظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

حضرت سید محمد شاہ دولہا سبزواری بخاری اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، دلیل الکاملین، برھان الواصلین حضرت سید محمد شاہ دولہا سبزواری بخاری اویسی رحمتہ اللہ علیہ ستارۂ ولایت آسمانی ہیں۔

آپ کا آبائی وطن بخارا ہے اور آپ حسینی سید ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے سید الشہداء راکب دوش مصطفیٰ حضرت امام حسین علیہ السلام سے جا کر ملتا ہے۔ آپ نے بخارا میں دینی تعلیم مکمل کر کے تبلیغ اسلام کی خاطر وطن کو چھوڑا۔ اور سبزوار ملک ایران میں آ کر سلسلہ رشد و ہدایت کا آغاز کیا۔ ہزاروں افراد نے آپ سے روحانی علم اکتساب فیض کیا۔ لاتعداد افراد بیعت سے مشرف ہوئے اور کئی ہزار افراد آپ کے دست حق پرست پر آپ کی نگاہ ولایت سے مسلمان ہوئے۔

کراچی میں ورود مسعود ☆: سبزوار سے آپ نے ہندوستان کے سفر کا آغاز کیا اور مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے سندھ کے معروف مقام کراچی کے علاقہ کھارادر میں مستقل سکونت اختیار کی۔

کھارادر کے معروف علاقہ جعفر فدو ٹاور کے قریب جہاں آج کل آپ کا مزار پُر انوار ہے۔ وہاں خانقاہ کی بنیاد رکھی اور سلسلہ رشد و ہدایت اور عبادت و ریاضت مجاہدہ و سلوک میں مشغول ہو گئے۔

جس جگہ آج کل آپ کا مزار ہے۔ آپ نے اس کے ساتھ والی جگہ پر جامع مسجد حیدری جو کہ آج بھی قائم ہے۔ اس کی بنیاد بھی اپنے دست مبارک سے رکھی۔

اس زمانے میں کھارادر جعفر فدو ٹاور روڈ پر آج کل کی طرح لمبی لمبی سڑکیں اور بلند و بالا عمارتیں موجود نہ تھیں۔ بلکہ وہاں ایک ندی بہتی تھی۔ سندھی زبان میں کنارہ کو ندی کہتے ہیں۔ آپ نے اس ندی کے کنارے پر قیام فرمایا۔ اسی وجہ سے آپ کو کندی والا بخاری کہتے ہیں۔ آج بھی آپ کا مزار اسی نام سے معروف ہے۔ آپ کی ذات سے ان گنت کرامات کا صدور ہوا۔ جن کو احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔

۱) عوام و خواص میں یہ بات مشہور ہے کہ آپ کے دربار سے کوئی خالی نہیں جاتا۔ اگر نیت صاف ہو تو دامنوں کو گوہر مراد سے بھر کر لے جاتا ہے۔

Marfat.com

۲) اگر کوئی دنیاوی معاملات میں پریشان ہو۔ چاہے وہ کاروباری معاملہ ہو یا گھریلو آپ کے دربار میں اگر کوئی صدق دل سے دعا کرے تو جلد قبولیت کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔

۳) جس کے دل میں حج بیت اللہ کی تمنا ہو۔ وہ شخص اگر آپ کے دربار پر آ کر دعا کرے تو اللہ اس کی تمنا ضرور پوری کرے گا۔

۴) آپ کے مزار پر آپ کی نسبت سے ایک جھنڈا لگا ہوا ہے۔ جہاں لوگ آ کر منتیں مانتے ہیں اور منت کی نیت سے تیل ڈالتے ہیں۔ جو بھی کسی قسم کی منت مانگے وہ ضرور پوری ہوتی ہے۔ عوام و خواص اس جھنڈے والی جگہ پر بالخصوص مہلک بیماریوں سے شفا کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اور ان کو شفا مل جاتی ہے۔

۵) پاکستان کی سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ مرحومہ اس مزار سے خاص عقیدت و نسبت رکھتی تھیں۔ وہ حکومت میں آنے سے قبل بھی اس مزار پر حاضری دیتی تھیں اور وزیر اعظم بننے کے بعد بھی حاضر ہوتی رہیں۔

22 اگست 1996ء بروز جمعرات مزار شریف کی عمارت کی توسیع مکمل ہونے پر محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس عمارت کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر وزیر اعلیٰ سندھ سید عبداللہ شاہ، گورنر سندھ کمال اظفر اور دیگر اعلیٰ سرکاری و سول حضرات و اراکین قومی و صوبائی اسمبلی بھی موجود تھے۔

آپ کے دور کے بزرگوں میں حضرت سید یوسف شاہ منوڑہ والے اور حاجی غائب شاہ کیماڑی والے، حضرت عبداللہ شاہ غازی کلفٹن والے تھے۔

آپ کے مزار کے قریب آپ کے خلفاء اور آپ کی اولاد کے مزارات بھی موجود ہیں۔ انہیں پنج پیر کہا جاتا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 17 ربیع الثانی ۱۰۷ ہجری بمطابق 1301ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار کھارادر، جعفر فدو ٹاور روڈ کراچی میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو آپ کے دربار پر حاضری کی دو مرتبہ سعادت حاصل ہے، نہایت ہی خوبصورت اور روحانیت سے بھرپور یہ مرکز تجلیات اپنے اندر ایک عجیب کشش رکھتا ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت پیر سید یعقیق شاہ بخاری اویسی المعروف شاہ عقیق رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صدر نشین محفل مشاہدات غیبی، بہ ہستی ذات مطلق موجود، قطب یگانہ، غوثِ زمانہ حضرت پیر سید یعقیق شاہ بخاری اویسی المعروف شاہ عقیق رحمتہ اللہ علیہ شہید تیغ محبت ہیں۔

آپ والد کی طرف سے حسینی سید اور والدہ کی طرف سے حسنی سید ہیں۔ ابھی آپ کی عمر عزیز صرف سات برس کی تھی کہ والد گرامی کا وصال 841 ہجری میں ہو گیا۔

آپ کے والد گرامی نے وصال سے قبل اپنے فرزند سید اسماعیل شاہ بخاری اور حضرت سید شاہ سلیمان بخاری کو وصیت کی تھی کہ میرے وصال کے بعد شاہ یعقیق کو سندھ بھیج دینا۔ ابھی والد گرامی کے وصال کو چھ ماہ ہی گزرے تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔

والدین کے وصال کے بعد آپ کے دادا حضرت سید عبداللہ شاہ بخاری علیہ الرحمتہ نے آپ کی تربیت و پرورش کی اور جب سن شعور کو پہنچے تو آپ کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی۔

والد گرامی کی وصیت کے مطابق آپ کے بھائیوں نے آپ کو مریدوں کے ایک قافلے کے ساتھ سفر پر روانہ کر دیا۔ اس قافلے میں آپ کے والد گرامی کے خاص عقیدتمند جناب سید محمود شیرازی بھی تھے۔ آپ کا قافلہ سب سے پہلے نجف اشرف پہنچا۔ وہاں حضرت مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم کے دربار پر حاضری دی۔ زیارت روضۂ مولائے کائنات کی اور وہاں سے ان کے فیوض و برکات سے مالا مال ہو کر کربلائے معلیٰ میں چلہ کشی کی۔

بعد ازاں حضرت پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الصمدانی السید نا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار گوہر بار میں حاضر ہو کر ان کے فیوض و برکات سمیٹ کر وہاں سے بیت المقدس جا پہنچے۔ وہاں حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مزارات پر چلہ کشی کر کے روحانی تربیت حاصل کی۔ وہاں سے مکہ مکرمہ پہنچ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مزارات پر حاضری دی۔ وہاں سے آپ مدینہ منورہ پہنچے جہاں آپ کو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔

Marfat.com

مدینہ شریف میں آپ حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت وملاقات سے مشرف ہوئے۔ جو بہت بہترین اور خوبصورت لباس میں ملبوس تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں آپ کو ہندوستان بھیج دوں۔ لہٰذا آپ ہندوستان کے علاقہ سندھ میں تشریف لے جائیں۔

آپ مدینہ پاک سے چند ماہ کی مسافت طے کر کے ۸۵۱ ہجری بمطابق 1447ء کو ہندوستان میں داخل ہوئے۔ جب گھر سے چلے تھے عمر صرف سات برس تھی۔ جب واپس اپنے بھائی کے پاس لکرالہ شریف آئے تو آپ کی عمر سترہ برس تھی۔ یعنی دس برس تک سیاحت اور زیارات بزرگان دین اور مزارات مقدسہ کی حاضری اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر کے واپس پہنچے۔

لکرا سے چل کر آپ نے مکلی کے قبرستان ٹھٹھہ میں چلہ کشی کی بعد ازاں حضرت سید داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پرانوار پر لاہور میں تین برس تک چلہ کش رہے۔

جب ۸۵۴ ہجری بمطابق 1353ء میں دوبارہ سندھ پہنچے تو جہاں آج کل آپ کا مزار ہے۔ وہاں پر خانقاہ قائم کی۔ اور مخلوق کی خدمت اور دادرسی میں مشغول ہو گئے۔ لاتعداد افراد کو حقیقی منزل سے آشنائی ملی۔ بے شمار افراد آپ کے دست حق پرست پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے۔ سندھ میں قیام کے فوراً بعد ہی آپ کی کرامات و کشف کا دور دور تک چرچا ہونے لگا۔ لوگ دھڑا دھڑ آ کر فیض پانے لگے۔ آپ جس طرف نگاہ فرماتے ظلمتیں دُور ہوتیں اور روشنی پھیل جاتی۔ جس بیمار کی طرف ایک نظر دیکھ لیتے وہ شفایاب ہو جاتا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۸۵۵ ہجری بمطابق 1451ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار چوہڑ جمال سے آٹھ کلومیٹر دور جانب جنوب مرجعٔ خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی لوگ قافلہ در قافلہ حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

آپ کی مزار کی یہ خاصیت آج بھی موجود اور زندہ کرامت ہے کہ جو شخص کسی مرض میں مبتلا ہو وہ آپ کے مزار پر ایک چلہ کرے تو خدا اسے شفایاب کر دیتا ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت پیر سید محمد حسین المعروف پیر مراد اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: امام العاشقین، برھان الواصلین، دلیل الکاملین، حجۃ الاولیاء حضرت پیر سید محمد حسین المعروف پیر مراد اویسی رحمتہ اللہ علیہ قطب الاقطاب ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۸۳۱ ہجری بمطابق 1427ء کو ولی العصر حضرت سید احمد شاہ کاظمی کے گھر ہوئی۔ آپ کی ولادت سے قبل حضرت شیخ محمد عیسیٰ اور دیگر بزرگان دین نے آپ کے والد گرامی کو خوشخبری سنائی تھی کہ تمہارے ہاں پیدا ہونے والا بچہ اپنے وقت کا عظیم شیخ طریقت اور ولی کامل ہوگا۔

آپ کا شجرہ نسب بیسویں پشت میں حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے جا کر ملتا ہے۔

آپ کا نام نامی اسم گرامی والدین نے سید محمد حسین رکھا۔ لقب آپ کا سید مراد شاہ ہے۔ اور آپ نے اسی لقب سے شہرت پائی۔

آپ کے دادا جان حضرت سید محمد حسینی شیراز سے سندھ میں آ کر آباد ہوئے۔ آپکے والد گرامی حضرت سید احمد شاہ علیہ الرحمتہ کا ابتدائی زمانہ سیہون شریف میں گزرا اور وہ سیہون شریف میں حضرت سید عثمان مروندی المعروف لعل شہباز قلندر علیہ الرحمتہ کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے تھے۔ آپ بچپن ہی سے پابند شریعت و طریقت تھے۔ نماز روزہ و دیگر نفلی عبادات، عبادت و ریاضت، مجاہدہ میں ہمہ وقت مشغول رہتے تھے۔ مخلوق خدا آپ کی خدمت میں حاضری دے کر آپ کے فیوضات روحانیہ سے مستفید ہوتی تھی۔ بہت سے لاعلاج مریض آپ کی دعا سے صحت پا گئے۔

جب آپ کی عمر شریف چالیس برس کی ہوئی تو دور دور تک آپ کی ولایت و بزرگی کے چرچے زبان زد خاص و عام ہونے لگے۔ لاتعداد افراد روزانہ آپ کی خدمت میں حاضری دے کر دین کے احکام سیکھنے اور آپ کی نگاہ ولایت سے مستفیض و مستفید ہوتے تھے۔

بہت سے غیر مسلموں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ ہزاروں افراد نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ ان میں سے لاتعداد افراد درجۂ ولایت کو پہنچے۔

رمز و کنایہ☆: حضرت خواجہ پیر صدر الدین عارف سہروردی علیہ الرحمتہ ملتان والوں کو جب خبر ملی کہ ٹھٹھہ میں کوئی بزرگ ہیں جن کی شہرت کو چہار دانگ عالم میں دوام حاصل ہے تو انہوں نے اپنے خادم خاص کو دودھ سے بھرا ہوا پیالہ دے کر آپ کے پاس بھیجا اور

Marfat.com

فرمایا کہ یہ پیالہ ان کو دینا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح دودھ کے پیالے میں کچھ نہیں سما سکتا۔ اسی طرح سندھ کے اندر ہمارے سلسلہ کے علاوہ کسی دوسرے سلسلہ کی گنجائش نہیں ہے۔

چنانچہ آپ کا خادم خاص دودھ سے بھرا پیالہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور پیالہ پیش کیا۔ تو آپ نے اپنی جائے نماز کے نیچے سے پھول کی چند پتیاں نکالیں اور انہیں پیالے میں رکھ دیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح دودھ کے بھرے ہوئے پیالے پر یہ کلیاں نظر آ رہی ہیں۔ سندھ میں اسی طرح ہمارے سلسلہ کی جگہ بھی مجھے خالی نظر آ رہی ہے۔ جہاں تک میرا آپ کے پاس آنے کا معاملہ ہے تو اس میں عرض ہے کہ میں سید اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دیتے رہتے تھے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بوقت ضرورت ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔

حضرت شیخ صدرالدین سہروردی ملتانی علیہ الرحمتہ کا مرید خاص آپ کا یہ پیغام لے کر جب حضرت صدرالدین ملتانی علیہ الرحمتہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے دیکھا کہ دودھ کے پیالے پر پڑی ہوئی پھولوں کی پتیاں اتنی طویل مسافت اور کئی روز گزرنے کے بعد بھی تک تروتازہ ہیں۔ تو وہ آپ کی اس کرامت کے قائل ہوگئے۔ اور ملاقات کے لیے خود ملتان سے ٹھٹھہ پہنچے اور نہایت خلوص اور پیار محبت سے آپ سے ملے۔ اور چند روز قیام بھی کیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۸۹۳ ہجری بمطابق 1487ء کو ہوا۔

مزار پُر انوار مکلی ٹھٹھہ صوبہ سندھ میں مرجعِ خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نورِ ایمان سے منور کرتے ہیں۔

ٹھٹھہ کی معروف جامع مسجد صفہ کی تعمیر آپ نے کرائی تھی جو کہ آج بھی آپ کی یادگار کے طور پر موجود ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت شیخ حسین صفائی اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: سلطان الفقراء، قطب الاولیاء، غوث الاتقیاء، زبدۃ الصلحاء، امام لعرفاء حضرت قطب شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ زینت بزم اولیاء ہیں۔

آپ ٹھٹھہ صوبہ سندھ کے اکابر اولیاء سے ہیں۔ آپ کی تمام عمر یاد خدا میں وقف تھی۔ بچپن سے لے کر جوانی اور آخری العمر تک یاد خدا میں مست و مستغرق رہے۔ آپ کی والدہ محترمہ سندھ کی عظیم روحانی شخصیت حضرت شیخ سید محمد حسین المعروف پیر مراد اویسی علیہ الرحمتہ کی مریدہ اور خادمہ تھیں۔ آپ گہورہ سے لے کر اپنے لڑکپن اور جوانی کی عمر تک والدہ ماجدہ کے ہمراہ حضرت شاہ مراد اویسی علیہ الرحمتہ کے گھران کی خانقاہ میں آیا جایا کرتے تھے۔

حضرت پیر محمد حسین المعروف شاہ مراد اویسی علیہ الرحمتہ بھی بچپن ہی سے آپ سے شفقت و محبت فرمایا کرتے تھے اور آپ کے بچپن کے زمانہ سے ہی آپ کی تربیت حضرت شاہ مراد نے شروع کر دی تھی۔ جس کی وجہ سے بچپن ہی سے آپ میں ولایت کے آثار نظر آنے لگے تھے۔

ایک دن حضرت شاہ مراد وضو فرما رہے تھے کہ آپ نے وضو کا بچا ہوا پانی پی لیا۔ پانی پینے کی دیر تھی کہ آپ کی دنیا ہی بدل گئی اور ایک عجیب روحانی کیفیت آپ پر طاری ہو گئی اور سینہ نور سے منور ہو گیا اور اسی ایک لحہ میں ولایت کے درجہ پر فائز ہو گئے اور بہت جلد ہی آپ کی ولایت کے ڈنکے ہر سو بجنے لگے۔

سیرت و کردار☆: آپ پابند شریعت تھے کوئی کام خلاف شریعت سرزد نہ ہونے دیا۔ ہمہ وقت یاد خدا میں مست و مستغرق رہتے۔ کوئی لحہ بھی یاد خدا سے خالی نہ تھا۔

آپ انتہائی مستغنی المزاج شخص تھے۔ جو کچھ بھی نذر نیاز کے طور پر آتا اس میں سے حسب ضرورت رکھ لیتے، باقی ماندہ غرباء اور مساکین میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ زیادہ تر آپ کا وقت تنگدستی میں ہی گزرتا تھا۔

آپ کے دور کے سندھ کے فرمانروا شاہ حسن ارغون نے کئی مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضری کے لیے درخواست دی۔ جسے آپ نے قبول نہیں کیا۔ اس لیے کہ آپ حاکموں سے ملاقات کو پسند نہ کرتے تھے۔ دنیاوی مال و متاع سے بے رغبتی اس قدر کے اس کو کبھی

Marfat.com

اپنے پاس بھٹکنے بھی نہ نہیں دیا۔

کرامت ☆: ایک مرتبہ ایک خادم نے آپ کو کیمیا بنانے کا نسخہ پیش کیا تا کہ آپ کی تنگدستی دور ہو جائے اور کشادگی پیدا ہو۔

چند دن کے بعد وہی خادم دوبارہ حاضر خدمت ہوا۔ اور عرض گزار ہوا کہ حضرت میں نے تو آپ کی تنگدستی اور افلاس کے خاتمہ کے لیے آپ کو سونا بنانے کا نسخہ پیش کیا تھا۔ مگر آپ نے اس کی طرف توجہ ہی نہیں فرمائی۔

آپ نے فرمایا کہ ہمارے کسی بیت الخلاء میں جا کر تماشہ دیکھو۔ وہ خادم گیا اور ایک ایک بیت الخلاء میں جا کر دیکھا وہاں سونے اور چاندی کے ڈھیر پڑے ہوئے ہیں۔

خادم جب یہ نظارہ دیکھ کر لوٹا تو آپ نے فرمایا اے بے خبر! تو نے دیکھا کہ دنیا مردانِ خدا کی نظر میں کس قدر اور ذلیل وخوار ہے۔ جسے تم دل میں جگہ دیتے ہو سر آنکھوں پر رکھتے ہو اور سینے سے لگاتے ہو۔ ہم نے اسے اپنے پاس سے نکال کر بیت الخلاء کے سپرد کر دیا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۹۳۱ ہجری بمطابق 1524ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار اپنے مرشد کے قدموں میں مکلی ضلع ٹھٹھہ صوبہ سندھ میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت خواجہ لطف اللہ المعروف مخدوم نوح اویسی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف باللہ، مالک مقام فنافی اللہ، حجۃ اللہ، بقاباللہ، آیت اللہ حضرت خواجہ لطف اللہ المعروف مخدوم نوح اویسی رحمۃ اللہ علیہ زینت المشائخ ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۹۱۱ ہجری بمطابق 1505ء کو سندھ کی معروف درگاہ ہالہ ضلع حیدر آباد صوبہ سندھ میں ہوئی۔

آپ کا سلسلہ نسب امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر ملتا ہے۔ آپ کے جداعلیٰ حضرت شیخ ابوبکر کتانی علیہ الرحمۃ سب سے پہلے کوٹ کروڑ ضلع ملتان میں آ کر آباد ہوئے۔

آپ کے جدامجد حضرت مخدوم فخر الدین صغیر ایک مرتبہ سیر وسیاحت کے لیے ہالہ کندی تشریف لائے تو اہل ہالہ نے ان کی بہت پذیرائی کی اور نہایت ہی عزت وتکریم سے پیش آئے۔ اور ان سے ہالہ میں مستقل مقیم ہونے کی استدعا کی۔ حضرت مخدوم فخر الدین نے ان کی استدعا کو قبول کیا اور مستقلاً ہالہ میں ہی سکونت اختیار کر لی۔ اور سلسلہ رشد وہدایت قائم کر کے تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور وہیں ان کا وصال ہوا۔

آپ کا نام نامی اسم گرامی لطف اللہ ہے۔ مگر آپ "مخدوم نوح" کے نام سے معروف اور مشہور ہوئے۔ آپ پیدائشی مادرزاد ولی ہیں۔ بچپن ہی سے کرامات ظاہر ہونا شروع ہو گئیں تھیں۔ پیدائش کے ساتویں روز محلہ کی قریبی مسجد سے آذان کی آواز آئی تو اس وقت آپ جھولے میں آرام فرما رہے تھے۔ جب آذان ختم ہوئی تو آپ نے بزبان فصیح کہا: **نَعَمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ٥**

سیرت وکردار ☆: اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم لدنی کی دولت سے مالا مال فرمایا تھا۔ آپ کا شمار سندھ کے سرکردہ اولیائے کاملین میں ہوتا ہے۔ آپ اپنے پاس آنے والے ہر شخص سے اس کے حسب حال گفتگو فرماتے تھے۔ قرآن مجید کے معانی ومطالب اس انداز سے بیان فرماتے کہ جید علمائے کرام بھی دم بخود رہ جاتے تھے۔ بزرگان دین کے احوال وآثار کا ذکر ایسے پُر تاثیر انداز میں فرماتے کہ سامعین کو رجوع الی اللہ کی دولت حاصل ہو جاتی تھی۔ آپ کا تمام وقت عبادت وریاضت اور یاد خدا میں بسر ہوتا تھا۔ آپ بے حد متوکل اور قناعت پسند تھے۔ مال دنیا کی رغبت دل میں بالکل نہ تھی۔

ایک سید زادے کا خدمت میں تشریف لانا ☆: ایک مرتبہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ایک سید زادے آپ کے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے میں آپ کو خرقۂ خلافت دینے اور کچھ فائدہ پہنچانے کے لیے آیا ہوں۔ میں کیمیا بھی

Marfat.com

جانتا ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو آپ کو کیمیا سکھا سکتا ہوں۔ جو شاید کسی وقت آپ کے کام آ جائے۔

اُن کی بات سن کر آپ نے جواب دیا کہ جس روز سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت وزیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ دنیا کی ہوس دل سے نکل گئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے ایک درہم منگوا کر اس پر مٹی ملی تو وہ سونا بن گیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ خدا نے جس کو اس قدر نوازا ہو وہ تمہارے کیمیا لے کر کیا کرے گا۔

کرامت ☆: ایک مرتبہ بادشاہ دہلی کی طرف سے سندھ کو فتح کرنے کے لیے ایک لشکر بھیجا گیا۔ لوگوں نے آپ کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا فکر کی ضرورت نہیں، انشاء اللہ انجام بخیر ہوگا۔

جب بادشاہ دہلی کا لشکر قرب وجوار کی آبادیوں کو تخت وتاراج کرتا ہوا ہالہ پہنچا تو اہل ہالہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ حضور وہ تو ہالہ میں پہنچ گئے ہیں۔

آپ نے فرمایا تھوڑی سی خاک لا کر دو۔ جب خاک پیش کی گئی تو آپ نے اس پر ایک دعا پڑھ کر پھونک ماری اور وہ مٹی لشکر کی جانب پھینک دی۔ آپ کے اس عمل سے وہ لشکر اپنا سامان بھی ہالہ میں ہی چھوڑ کر وہاں سے بھاگا اور دہلی سے پہلے کہیں نہ رُکا۔

آپ کی ازواج واولاد ☆ حضرت مخدوم نوح کی چار بیویاں تھیں، پہلی بیوی قبیلہ ترک سے تھیں، اُن کا عرف پاجارہ تھا ان سے چار صاحبزادے اور صاحبزادیاں تولد ہوئیں، بڑے صاحبزادے کا نام محمد امین تھا، جن کو آپ کے بعد خلافت ملی، دوسرے صاحبزادے کا نام میاں حامد تیسرے کا نام میاں نور محمد اور چوتھے کا نام میاں احمد تھا، جبکہ چار صاحبزادیوں میں بی بی تاج خاتون، بی بی رقیہ، بی بی مریم، بی بی صحت خاتون تھیں۔

دوسری بیوی سے آپ کے پانچ صاحبزادے تھے جن میں میاں داؤد، میاں موسیٰ میاں ہارون، میاں یوسف میاں آدم، تیسری بیوی سے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں، صاحبزادوں میں میاں میراں محمد، میاں ابراہیم ملقب بہ ادھم ثانی، میاں جلال الدین، اور صاحبزادی کا نام بی بی بیبائی ہے۔ جنکا نکاح آپکے بھتیجے میاں اللہ داد بن حضرت محمد بلال سے ہوا تھا۔ چوتھی بیوی قبیلہ سعتہ سے تھیں، جن سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

حضرت پیرزادہ اعجاز الحق قدوسی علیہ الرحمتہ اپنی کتاب میں صاحب دلیل الذاکرین کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ، آپ کے تمام صاحبزادے نیک، متقی، پرہیزگار اور متشرع تھے، ان میں سے کسی سے بھی کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہوئی جو خلاف شرع ہو، ان میں سے بارہ صاحبزادوں نے طویل عمریں پائیں، باقی بچپن ہی میں وصال فرما گئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ستاسی برس کی عمر شریف میں 27 ذیقعدہ ۹۹۸ ہجری بمطابق 1589ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار ہالہ کندی ضلع حیدرآباد صوبہ سندھ میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت وھیو درویش اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: پروردۂ نگاہ لطف رسول مدنی، واقف اسرارِعلوم لدنی حضرت وھیو درویش اویسی رحمتہ اللہ علیہ زبدۃ السالکین ہیں۔

آپ سندھ کے چاٹھیہ قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور روحانی طور بارگاہ نبوت کے منظور نظر اور حاضر باش درویشوں میں سے ہیں۔ سرکار علیہ السلام کی طرف سے براہ راست آپ کو باطنی فیضان ودیعت ہوتا رہا۔ جب کبھی کوئی مہم پیش آتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دستگیری کے لیے پکارتے تو آپ کی مشکل فوراً حل ہو جاتی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق سینے میں اس قدر رچا بسا ہوا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سنتے ہی آپ پر رقت طاری ہو جاتی اور اسی کیفیت میں آپ کی حالت غیر ہو جاتی تھی۔

سنت کا اتباع اس قدر کہ اگر آپ کے علم میں یہ آ جائے کہ فلاں شخص نے فلاں کام سنت کے خلاف کیا ہے۔ جب تک آپ اس کی اصلاح نہ فرما لیتے آرام سے نہ بیٹھتے تھے۔ اسلام کی سربلندی کے لیے ہمیشہ کمربستہ رہتے۔ اعلائے کلمۃ الحق آپ کا طرّہ امتیاز تھا۔ اس سلسلہ میں کسی بھی شخص کی رعایت نہ فرماتے اور یہی وجہ تھی کہ آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں بادشاہ وقت کو بھی خلاف سنت کام کرتے ہوئے آپ کا خوف دامن گیر رہتا تھا۔

بادشاہ وقت پر آپ کا اس قدر رعب و دبدبہ قائم تھا کہ حاکم کی مجال نہ تھی کہ ظلم کا بازار گرم کرے یا لوگوں کے حقوق پامال کرے۔

سیرت و کردار☆: آپ سادات کرام کا خصوصی ادب واحترام فرماتے تھے۔ زر و مال و دولت سے کوئی تعلق و پیار نہ تھا۔ جو کچھ مال و دولت آتا غریبوں میں تقسیم فرما دیتے۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قدر مستغرق تھے کہ اگر کوئی شخص ذرا سی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرتا یا بے ادبی کرتا تو اس کی صورت دیکھنا گوارہ نہ کرتے۔

ایک مرتبہ سدھو نامی شخص جو کہ عارفین زمانہ سے تھے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہلکی سی بے ادبی کا جملہ کہہ دیا۔ بعد میں وہ شرمندہ بھی بہت ہوا ایک دن وہ بہت سے تحفے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تا کہ معافی کی صورت بن جائے۔

Marfat.com

جب آپ کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی تو آپ جوش میں آ کر غضب سے بھڑک اٹھے۔ اور غیرت ایمانی کے تقاضے کے پیش نظر اس کو ملنے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ جب اس نے میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کا جملہ کہا تھا تو اسے سانپ نے کیوں نہ ڈس لیا۔ اس کو کہو واپس چلا جائے۔

چنانچہ وہ شخص واپس چلا گیا اور اسی دن شام سے پہلے ایک سانپ نے اس کو ڈسا اور وہ مر گیا۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال ۱۰۰۱ ہجری بمطابق 1592 کو ہوا۔

مزار پُر انوار تروکی کے مقام پر نہر سانگرہ کے کنارے سندھ میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت میاں اخوند محمد سعید شوربانی اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قدوۂ ارباب کمال، زبدۂ اصحاب قال وحال، جامع کمالات انسانی، معدن فیوضات رحمانی، حضرت میاں اخوند محمد سعید شوربانی اویسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ فرید الدہر اور وحید العصر ہیں۔

تذکرہ نگاروں کے مطابق آپ عالم شباب میں اپنے ہم عمر نوجوانوں کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے، گھڑ سواری کا بے حد شوق رکھتے تھے، اکثر تیر کمان اور تلوار و خنجر سے لیس ہو کر جنگل کی طرف نکل جایا کرتے تھے، بوڑھے اور عمر رسیدہ لوگ جب آپ کو لعولعب میں مشغول پاتے تو آپ کو خاصی نوک ٹوک اور نصیحت کرتے کہ دنیاوی کھیل تماشہ چھوڑ و اور دین کی طرف توجہ کرو، تاکہ تمہاری آخرت سنور جائے، آپ ان بزرگوں کی باتیں بڑی توجہ سے سنتے مگر کرتے وہی جو دل میں رچ بس گیا تھا۔

رحمت خدا سے تقدیر بدلنے لگی ☆: ایک روز آپ شکار پر نکلے دوسرے نوجوان ساتھی بھی اپنی اپنی سواریوں پر سوار و ہمراہ تھے، ایک شکار کے پیچھے دوڑتے بھاگتے یکدم سے آپ کے دل میں احساس پیدا ہوا، کہ یہ کس قدر فضول اور بے مقصد مشغلہ ہے۔ کہ خواہ مخواہ بے زبانوں کی جان چلی جاتی ہے، اور ہم اس پر خوش ہوتے ہیں۔

چنانچہ جیسے ہی یہ خیال دامن گیر ہوا آپ نے گھوڑے کی لگام کھینچ لی جس پر دوسرے تمام ساتھی حیرت زدہ رہ گئے، اور وہ بیک وقت بولے، کیا ہوا سعید بھائی خیریت تو ہے۔

آپ نے فرمایا کچھ نہیں ہوا، دراصل جانوروں کو مارنا اور اُن کا شکار کرنا، یہ سب چیزیں مجھے بے معنی اور بے مقصد لگتی ہیں۔ اتنا کہہ کر آپ نے اپنے گھوڑے کا رخ گھر کی جانب موڑ لیا اور گھر پہنچ کر آپ اپنے دل میں جنم لینے والے اس مسئلے پر غور کرتے رہے، اور آپ کے ذہن میں طرح طرح کے سوالات جنم لینے لگے۔

آغوش رحمت میں جگہ ملنے لگی ☆: اسی عالم میں آپ کے ذہن میں حضرت شیخ بنگ اور اُن کے پیر و مرشد حضرت شیخ وتو کا خیال آ گیا، ان دونوں بزرگوں کے چرچے اُن دنوں زبان زد خاص و عام تھے، ہر سو ان کی روحانی طاقت اور علمیت وفضیلت کے چرچے بھی سُن چکے تھے، اسی سوچ وفکر میں آپ کو نیند کا غلبہ طاری ہوا تو آپ نیند کی آغوش میں چلے گئے اور خواب میں آپ کی ملاقات انہی متذکرہ بزرگوں سے ہوگئی جو ایک ہی پلنگ پر تشریف فرما تھے۔

Marfat.com

آپ نے ان سے دریافت کیا آپ لوگ کون ہیں اور کس مقصد سے یہاں تشریف لائے ہیں؟

ان میں سے ایک بزرگ نے جواب دیا کہ میرا نام شیخ وتو ہے، پھر دوسرے بزرگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ میرا مرید اور خلیفہ شیخ بتک ہے۔

پھران بزرگوں نے پوچھا آپ کون ہیں اور یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہو۔

آپ نے جواب دیا میرا نام اخوند محمد سعید ہے اور میں آپ دونوں کا عقیدت مند ہوں، اُنھوں نے پوچھا سعید ہم سے کیا چاہتے ہو، آپ نے عرض کیا میری خواہش ہے کہ مالک حقیقی سے ملوں۔

آپ کی بات سن کر شیخ وتو نے اپنے پاس بیٹھے اپنے مرید وخلیفہ حضرت شیخ بتک سے کہا اس کے لئے کچھ کرو۔

کرم کے بادل چھانے لگے☆: تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ بتک نے اپنی دوانگلیاں آپ کی پشت مبارک پر لگادیں، آپ کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے دماغ میں کوئی شیئے سرائیت کرگئی ہو، ابھی یہ عمل جاری ہی تھا کہ آپ کی آنکھ کھل گئی، آپ نے اپنے اندر غیر معمولی نوعیت کی روحانی تبدیلی محسوس کی، دل میں نوری کرن کی لہر دوڑنے لگی، دلال کی دنیا بدلنے لگی۔

اس واقعہ کے بعد آپ دنیا سے بےزار رہنے لگے، کسی بھی دنیاوی کام میں جی نہ لگتا، دن رات یاد الٰہی کو اپنی زندگی کا مقصد ومحور بنا لیا، جیسے ہی آپ کی زندگی کا رنگ ڈھنگ بدلا، لوگ جوق در جوق آپ کی طرف آنے لگے، مخلوق خدا کو آپ کی دعاؤں سے فیض پہنچنے لگا، دور دور سے لوگ آکر آپ کے دست مبارک پر بیعت ہونے لگے، آپ کی گفتگو اس قدر پُر تاثیر اور سحر انگیز ہوتی چلی گئی۔ کہ پہلی ہی ملاقات کرنے والا گرویدہ ہو کے رہ جاتا۔

اپنے اویسی مرشد کی بارگاہ میں☆: ایک روز جب آپ اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کے درمیان تشریف فرما تھے تو آپ نے اُن سے پوچھا کیا تم لوگ کبھی حضرت شیخ بتک علیہ الرحمۃ کی گلی میں بھی گئے ہو، مریدین کے عرض کیا نہیں حضور ہمارا جانا تو نہیں ہوا، ویسے بھی وہاں حضرت شیخ بتک علیہ الرحمۃ کی اولاد ہر طرف موجود ہے۔

اس پر آپ نے فرمایا ہمیں اس سے کیا غرض ہم نے تو اپنے شیخ کے مزار پر حاضری دینی ہے۔

چنانچہ آپ نے اپنے مریدوں کو ہمراہ لیا اور حضرت شیخ بتک علیہ الرحمۃ کی گلی کی جانب روانہ ہوئے، لیکن ابھی اُن کا مزار کچھ فاصلے پر تھا، کہ حضرت اخوند سعید کے قدم رُک گئے، اس پر مریدین نے حیران ہو کر دریافت کیا حضور کیا ماجرہ ہے کہ یکدم چلتے چلتے اچانک کیوں رُک گئے ہیں؟

آپ نے فرمایا مجھے اُدھر جاتے ہوئے اس خیال سے شرم آرہی ہے کہ شیخ بتک کی اولاد نے تو دنیا ترک کردی ہے، اور مال وزر کو منہ نہیں لگایا، لیکن ایک میں ہوں کہ اپنی زندگی کا بڑا حصہ سیاحت اور کھیل تماشے میں گزار کر اس کوچے میں قدم رہا ہوں، میں اس گلی کے بہادر مکینوں کی طرف کونسا منہ لے کر جاؤں۔

آپ کے چند ساتھیوں نے دریافت کیا حضور یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟

Marfat.com

آپ نے فرمایا میری تمہاری سمجھ سے بالاتر ہیں تم جا کر مزار پر حاضری دے کر آؤ، اور میں یہیں پر کھڑا ہوا تمہاری واپسی کا منتظر رہوں گا، اس موقع پر آپ نے ایک شخص سے بطور خاص فرمایا کہ جب تو مزار پر جائے تو میری جانب سے حضرت شیخ کو بطور خاص یہ کہ دینا کہ اخوند سعید کو جو کچھ بھی ملا ہے وہ اللہ کی کرم نوازی سے اور آپ کی بدولت ہی ملا ہے، یہ ایک ایسا احسان ہے جسے میں کسی طور بھی نہیں اُتار سکتا۔

اس پر آپ کے چند مریدوں نے عرض کیا حضور آپ کو اپنے مرشد کامل کے مزار پر جانا چاہیے، مگر آپ کسی طرح بھی رضامند نہ ہوئے، اور مریدین کو دربار شریف کی جانب روانہ کر دیا، مریدین نے دربار پر سلام کے بعد عرض کیا حضور ہمارے مرشد کریم حضرت شیخ اخوند محمد سعید تشریف لائے تھے، مگر دربار شریف پر حاضر نہ ہو سکے جس کی صحیح صورتحال کا آپ کو بخوبی علم ہو چکا ہوگا۔

یہ پیغام دے کر جب مریدین واپس آئے تو آپ نے دریافت فرمایا کیا تم نے شیخ بنک علیہ الرحمۃ کو میرے بارے میں بتا دیا تھا، مریدوں نے عرض کی جی حضور، یہ سُن کر آپ کا دل بھر آیا اور فرمایا کہ میں جتنا دکھ اور کرب محسوس کر رہا ہوں شاید اس کا کوئی اندازہ کر سکے۔

اس واقعہ کے بعد آپ کی ریاضت و مجاہدہ، عبادت میں اور زیادہ شدت آ گئی، اور جب کبھی شیخ بنک علیہ الرحمۃ کی گلی سے گزر ہوتا تو یہی کہتے کہ یہاں سے تو مجھے "بوئے عشق آ رہی ہے" لیکن جب اس کے برعکس دوسری گلیوں سے گزرتے تو فرماتے یہاں سے بوئے دنیا آ رہی ہے۔

کشف و کرامات ☆: آپ کا ایک مرید گھوڑوں کی تجارت کیا کرتا تھا، ایک دن اس نے حاضر خدمت ہو کر دکن جانے کی اجازت چاہی اور عرض کی حضور میں ۲۰۰ گھوڑے لے کر جا رہا ہوں دعا فرمائیں مجھے اس تجارت میں نفع ہو، آپ نے فرمایا بیشک تم رکن حیدر آباد چلے جاؤ، مگر اس مرتبہ تمہیں کچھ پریشانی کا سامنا ہوگا، مرید نے عرض کی حضور کیا راستے میں ڈکیتی کا خطرہ ہے، آپ نے فرمایا سودا تو ہو ہی جائے گا، افغان تاجر اس بات سے قدرے مطمئن ہو کر سفر پر چلا گیا۔

جب دکن پہنچا تو بڑے بڑے نواب، رئیس و امیر کبیر لوگ گھوڑے خریدنے آئے ہوئے تھے سب نے گھوڑے دیکھے ضرور مگر سودا کسی ایک نے بھی تاجر سے رجوع نہ کیا، اس صورتحال کے پیش نظر تاجر کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا، اور وہ سوچنے لگا اگر چند روز اور اسی طرح گزر گئے تو پھر کیا ہوگا۔

دو تین روز کے بعد مایوس ہو کر بستر پر لیٹا مگر نیند کس کو آئے کو اس بے چینی کی کشمکش میں تاجر کو اپنے مرشد کا خیال آ گیا، آنکھوں میں نمی تیرنے لگی، اور جذباتی خیالوں میں اپنے مرشد سے کہنے لگا مجھے پہلے بتا دیا ہوتا تو میں یہاں آتا ہی نہ۔ اسی کیفیت میں رو کر عرض کرنے لگا حضور میں کچھ نہیں جانتا۔

خدارا میرے لئے دعا کریں میری مشکل آسان ہو جائے، اگر دو، تین تک میرا کام نہ ہوا تو میں کہیں کا بھی نہ رہوں گا، اسی کشمکش میں اس کی آنکھ لگ گئی۔ اس نے خواب میں دیکھا آپ تشریف لائے اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا، مایوسی گناہ ہے، اللہ پر بھروسہ رکھ، انشاء

Marfat.com

اللہ کل تیرے پاس ایک ایسا گاہک آئے گا جس کے ہاتھ میں نیلی ہمیانی ہوگی، تم اُس پر خاص توجہ دینا اُس سے تمہارا سودا ضرور ہو جائے گا۔

اس کے ساتھ ہی تاجر کی آنکھ کھل گئی، اگلے روز صبح سویرے تاجر کے پاس گاہکوں کی آمد ورفت شروع ہوگئی مگر دوپہر ہو چکی تھی۔ سودا کسی سے نہ ہوا، وہ ہر ایک کے ہاتھ میں مرشد کی بتائی ہوئی نیلی ہمیانی دیکھ رہا تھا۔

جب دوپہر ڈھل گئی تو ایک شخص اُس کے پاس آیا اُس نے پوچھا بھائی تیرے پاس کتنے گھوڑے ہیں، تاجر نے کہا ۲۰۰ سو گھوڑے ہیں، خریدار نے کہا کہ میں سارے خریدنا چاہتا ہوں، یکمشت رقم بتاؤ۔

تاجر نے اپنے دوسو گھوڑوں کی مجموعی قیمت بتا دی، اور اس کے ساتھ ہی کہا بھائی تم گھوڑے تو خریدنا چاہتے ہو مگر اس وقت تمہارے ہاتھ میں پھوٹی کوڑی بھی نظر نہیں آ رہی۔

تاجر کی بات سن کر خریدار بولا، جو قیمت تم نے بتائی ہے میں وہ دینے پر تیار ہوں، تاجر نے کہا اگر ایسا ہے تو قیمت میرے حوالے کرو، تاکہ میں اپنا مال تمہارے حوالے کروں۔

افغان تاجر کے رویے سے خریدار غصے میں آ گیا، کیونکہ وہ اُسے کنگال سمجھ رہا تھا، اُس نے اس ناراضگی کی وجہ سے تفصیلی بھاؤ بھی نہیں کیا، اور فوراً اپنے ملازم کریم بخش کو بلوایا اور اس کے ہاتھ میں موجود تھیلا تھا جو اُس نے آتے ہی مالک کو تھما دیا، خریدار نے اس تھیلے کے اندر سے نیلے رنگ کی ہمیانی نکالی، جسے دیکھ کر تاجر خوش ہوگیا۔ اور کہنے لگا کہ اب یقین ہوگیا ہے کہ واقعی آپ گھوڑے خرید لیں گے۔

اب گاہک اپنی جگہ پریشان کہ تاجر کے رویئے میں یک دم سے تبدیلی اور غصے اور تلخی سے بات کرنے والا خندہ پیشانی سے پیش آ رہا ہے۔ بہر کیف اُس رقم دے کر تمام گھوڑے خرید لئے۔

پھر اُس نے تاجر سے پوچھا بھائی یہ بتلاؤ کہ تم اچانک خوش اخلاق کس طرح بن گئے؟ افغان تاجر نے خواب میں مرشد کی بشارت کا تمام قصہ سنا دیا، جس کی بنا پر خریدار کے دل میں اُس کے مرشد سے ملنے کی تمنا پیدا ہوئی۔ اُس نے کہا بھائی اگر میں قصور آؤں تو کیا تمہارے مرشد میاں اخوند محمد سعید صاحب سے میری ملاقات ہو سکے گی، تاجر نے کہا میرے مرشد تو نہایت رحم دل اور بھلے آدمی ہیں۔ ہر کسی سے ملنا اور اُس کے کام آنا میاں صاحب کی فطرت میں شامل ہے، اس کے بعد وہ خریدار گھوڑے لے کر چلا گیا، اور افغان تاجر قصور اپنے مرشد کی خدمت میں پہنچ گیا، اور تمام قصہ گوش گزار کیا، اور اس کے بعد سے آپ کا اور بھی زیادہ معتقد ہو گیا۔

اُس زمانے میں صابری سلسلہ کے پیر رحمت نامی بزرگ کا قصور میں بہت چرچا تھا، کسی دوسرے شہر سے اللہ کے نیک بندے کی قصور میں آمد ہوئی تو وہ حضرت پیر رحمت شاہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں کچھ دن رہ کر جب پلٹا تو کسی نے پوچھا بھائی حضرت پیر رحمت شاہ کو کیسا پایا، کہنے لگا واقعی وہ صاحب ولایت وریاضت ہیں، میں ان کی ذات سے بہت متاثر ہوا ہوں۔

اس پر سوال کرنے والے نے مشورہ دیا کہ آپ اس علاقہ میں موجود دوسرے بزرگ حضرت میاں اخوند سعید شوربانی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی ضرور ملئے۔

Marfat.com

چنانچہ وہ بزرگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند روز کے بعد جانے لگے تو سوال کرنے والے نے پوچھا ان کے بارے میں کیا خیال لے کر جا رہے ہیں، تو کہنے لگے میں ان سے بہت مرعوب ہوا ہوں، وہ ایک ایسے بحر بے کنار ہیں کہ جس کا کوئی ساحل ہی نہیں ہے۔

آپ کے علم و فضل کا یہ حال تھا کہ جو شخص جس موضوع پر بھی بات کرتا آپ اُس کا اس انداز سے جواب دیتے کہ وہ آپ کی برتری کا قائل ہو جاتا تھا۔

کرامت نمبر۲ ☆: آپ کے مریدوں اور ارادتمندوں میں قوم افغان کی ایک نیک صالحہ عورت بھی تھی، اس کے زہد و تقویٰ کے پیش نظر آپ اُس کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

ایک دن اس عورت کے قبیلے کے افراد سے کسی کی لڑائی ہوگئی، دوسرے فریق نے اپنے مخالف فریق کے کسی شخص کو قتل کر دیا، اور قتل کے بعد اُس نے آپ کے پاس پناہ لے لی، آپ نے اسے بہت ڈانٹا کہ تو نے کسی کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ کر اچھا کام نہیں کیا، آپ کی بات سن کر قاتل شرمندہ ہو کر آپ سے معافی کا خواستگار ہوا، اور عرض کی حضور میں اس جرم کا ہرجانہ ادا کرنے کو تیار ہوں، بشرطیکہ میرے دشمن مجھے معاف کر دیں۔

ادھر مقتول کے لواحقین کو خبر ہوگئی کہ قاتل آپ کی پناہ میں ملے، وہ آپ کے درِ دولت پر آئے اور کہنے لگے آپ نے مقتول کو پناہ دے کر اچھا کام نہیں کیا۔

آپ نے فرمایا! اب تو میں نے اسے پناہ دے دی ہے، ہاں اس کے جرم کی بنا پر تم اس ایسا جرمانہ یا دیت عائد کر دو کہ وہ ادا کر دے اور معاشرے میں عزت و آبرو کے ساتھ رہ سکے، میں اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہتا۔

مقتول کے لواحقین پر آپ کی بات کا کوئی اثر نہ ہوا، اور وہ اس بات پر ڈٹے رہے کہ مقتول کو ہمارے حوالے کیا جائے، آپ نے کچھ دیر سوچ کر فرمایا اچھا تم مقتول کا اصل وارث میرے سامنے لاؤ تا کہ میں اس سے بات کر سکوں، مگر وہ اس پر بھی رضامند نہ ہوئے، آپ نے فرمایا میں نے بڑے اصول کی بات کی ہے مگر تم خواہ مخواہ اپنی بات پر اڑے ہوئے ہو۔

چنانچہ اسی بحث و مباحثہ میں مسئلہ طول پکڑ گیا، اور ان میں سے کسی نے قاتل کو زبردستی پکڑ کر قتل کر دیا، جب آپ کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا میں اس افغان خاندان کو ایسی سخت سزا دوں گا کہ دوسرے لوگ بھی عبرت لیں گے۔

آپ کی عقیدت مند صالحہ عورت کو جب پتہ چلا کہ آپ نے جلال میں آ کر اتنے سخت جملے ارشاد فرمائے ہیں تو وہ دوڑی ہوئی آئی، اور آتے ہی اس نے عجیب و غریب منظر دیکھا کہ آپ زمین سے پودے اکھڑ رہے ہیں اور فرما رہے تھے کہ یہ رہی فساد کی جڑ، میں نے اسے اکھاڑ پھینکا، یہ رہی فساد کی جڑ میں نے اسے اکھاڑ پھینکا۔

وہ نیک خاتون کافی دیر تک خاموش تماشائی بن کر یہ سب دیکھتی رہی، پھر کچھ دیر بعد عرض کی حضرت آپ جس خاندان کو برباد کر رہے ہیں میرا تعلق بھی اس خاندان سے ہے، کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کی ادنیٰ سی ارادت مند کی نسل بھی ہمیشہ کے لئے برباد ہو

Marfat.com

جائے۔

آپ نے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ تیرے خاندان نے بڑی زیادتی کی ہے، اُسے سزا ملنی چاہیے، خاتون نے عرض کیا، میاں صاحب یہ ظلم کرنے والوں میں ہیں یا میری نسل تو شامل نہیں ہے۔

آپ نے اُس کی بات سن کر کچھ دیر کے لئے خاموش اختیار کرنے کے بعد فرمایا، اچھا چل یوں ہی سہی، میں نے تجھے اور تیری نسل کو محفوظ رکھا، اس کے بعد آپ نے ایک پودے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا جا میں نے تجھے معاف کیا، اور دیگر پودوں پر عمل بیخ کنی جاری رکھا، جس کے نتیجہ میں مذکورہ تمام خاندان تو برباد ہو گیا، مگر اس نیک صالحہ خاتون کی نسل باقی بچی رہی۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال ۱۰۳۰ھ بمطابق 1620ء کو ہوا، مزار پُر انوار قصور شہر میں مرجع خلائق عام ہے، جہاں دور دور سے لوگ آ کر آج بھی منہ مانگی مرادیں پا رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت شیخ رحمکار المعروف کاکا صاحب اویسی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: متصرف بہ تصرفات، صاحب کشف وکرامات وعلم الیقین، حق الیقین، عین الیقین، جامع علوم ظاہری و باطنی، جامع الصفات وکمالات وحسنات، حضرت شیخ المشائخ شیخ رحمکار المعروف کاکا صاحب اویسی رحمۃ اللہ علیہ عالم علوم ربانی وصاحب نسبت رسولی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 983ھ بمطابق 1575ء کو اپنے وقت کے عظیم ولی کامل حضرت شیخ بہادر المعروف ایک بابا سہروردی علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔

آپ کا اسم گرامی والدین نے رحمکار رکھا مگر آپ نے کاکا صاحب کے نام سے شہرت پائی، جبکہ شیخ المشائخ آپ کا لقب تھا، آپ صرف صوبہ سرحد ہی میں نہیں بلکہ پورے برصغیر پاک وہند میں حضرت کاکا صاحب کے نام سے مشہور اور معروف ہیں۔

آپ کے والد گرامی حضرت شیخ بہادر المعروف ایک بابا صاحب سہروردی سلسلہ میں بیعت تھے مگر صوبہ سرحد کی معروف روحانی شخصیت حضرت شیخ اخون پنجو صاحب چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے دلی عقیدت ومحبت رکھتے تھے، ان کا مزار بھی حضرت کاکا صاحب کے مزار سے چند میل کے فاصلے پر نوشہرہ میں ہی مرجع خاص وعام ہے، جہاں سے آج بھی لاتعداد افراد فیوض وبرکات حاصل کر رہے ہیں۔

آپ کے دادا کا نام مست بابا صاحب تھا یہ بھی اپنے زمانے کے بلند ترین عارفین کاملین سے ہوئے ہیں ان کا مزار بھی آپ کے مزار سے سات میل دور نوشہرہ میں ہی مرجع خاص وعام ہے۔

آپ کے پردادا حضرت غالب بابا صاحب بھی جلیل القدر شیوخ سے ہوئے ہیں ان کا مزار چراٹ کے پہاڑ کے دامن میں دشوار گزار راستے میں ہونے کے باوجود بھی زیارت گاہ عام وخاص ہے۔

ولادت سے قبل والد گرامی کا خواب ☆: محقق صوبہ سرحد جانشین شیخ المحدثین پیر طریقت حضرت سید محمد امیر شاہ گیلانی قادری علیہ الرحمۃ آف یکہ توت پشاوری اپنی کتاب تذکرہ علماء مشائخ سرحد جلد اول میں شمس العلماء حضرت قاضی میر احمد شاہ صاحب کی کتاب تحفۃ الاولیاء کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ ایک رات حضرت ایک بابا صاحب نے خواب میں دیکھا کہ میں نے چھوٹا بول کیا ہے اور اس کی جھاگ میرے سر سے اونچی ہوگئی۔

Marfat.com

آپ کے والد گرامی حضرت ایک بابا نے حضرت شیخ اخون پنجو بابا چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا خواب سنایا تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں ایک فرزند عطا فرمائے گا اور اس لڑکے کی شہرت اور بزرگی تجھ سے بڑھ چڑھ کر ہو گی۔

چنانچہ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے والد گرامی آپ کو لے کر حضرت اخون پنجو صاحب چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضرت اخون پنجو صاحب نے آپ کے حق میں دعا فرمائی۔

آپ کے چہرہ مبارک پر بچپن ہی سے ولایت کے آثار نمایاں تھے، بچپن ہی سے آپ نیک طبیعت اور ہونہار نیک خصلت پہچانے جاتے تھے، آپ کی والدہ آپ کی نیک عادات وخصلات کی بناء پر آپ سے بہت خوش تھیں وہ ہمیشہ آپ کو دعاؤں سے نوازا کرتیں اور نیکی کی نصیحت کرتی رہتی تھیں۔

ایسے برگزیدہ و نیک پاکیزہ والدین کی سرپرستی میں آپ کی تربیت ہوئی، گھر کے علمی وروحانی ماحول کی بناء پر بہت جلد آپ نے ظاہری وباطنی علوم میں کمال دسترس حاصل کی۔

آپ کے استاد محترم حضرت اخوالدین سلجوقی جو اللہ دین کے نام سے معروف تھے اور اپنے وقت کے معتبر علماء میں سے تھے انہوں نے بڑے ہی احسن انداز میں آپ کے ظاہری علم کی تکمیل کر کے آپ کو کندن بنا دیا، علوم ظاہری وباطنی میں آپ اپنے وقت کے تمام علماء میں بلند مقام رکھتے تھے۔

سیرت وکردار ☆: آپ صائم الدہر، شب بیدار، انتہائی راست گفتار، متواضع، منکسر المزاج، سخاوت میں عدیم المثال، صاحب قلب سلیم اور مخلوق خدا پر نہایت درجہ کی شفقت فرمانے والے، ہر آنے والے سائل سے رحمدلی سے پیش آتے، اپنے مریدین پر خصوصی توجہ وشفقت فرماتے، مریدین پر باطنی توجہ وتصرف فرمانے میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ کے تمام مریدین اور آپ کی صحبت میں بیٹھنے والے ہمہ وقت محبت الٰہی میں سرشار رہتے تھے، آپ کی باطنی توجہ سے دور رہنے والے مریدین بھی محروم نہ تھے بلکہ آپ اپنے باطنی تصرف سے ہمہ وقت ان کی دستگیری فرمایا کرتے تھے۔

آپ تارک ماسوا اللہ، زاہد مرتاض، قرآن حکیم کے بحر ذخائر، حقیقت ومعرفت کے رموز واسرار سے بخوبی واقف تھے۔

صاحب مقامات قطبیہ ومقالات قدسیہ آپ کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

''حضرت ایشاں را در علم الیقین وحق الیقین اور عین الیقین حظ عظیم وعلم کامل بود، ودریں مقامات درک وافری داشت''

یعنی حضرت کا صاحب علم الیقین، حق الیقین اور عین الیقین کا کامل ومکمل علم رکھتے تھے اور ان سے اور ان کے مقامات سے بہت عظیم اور وافر واقفیت کے مالک تھے، صاحب علم لدنی تھے اور آپ کی نظر کیمیا اثر تھی اور آپ مستجاب الدعوات اور انتہائی یکسو گوشہ نشین اور کم گو شخصیت کے حامل تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ بظاہر کسی کے ہاتھ پر بیعت نہ تھے، آپ کا سلسلہ طریقت اویسی تھا، اس سلسلے میں صاحب مقامات قطبیہ ومقالات قدسیہ'' رقمطراز ہیں۔ ''اویسی طریقہ داشت، نوازش نہ نبی یافت'' یعنی آپ اویسی طریقہ رکھتے ہیں اور نبی کریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت سے سرفراز تھے۔

ایک اور مقام پر صاحب مقامات قطبیہ ومقالات قدسیہ فرماتے ہیں۔

پس طریقہ حضرت اویسی بود، ومربی اور نور حضرت نبی بوﷺ یعنی آپ کا طریقہ اویسی تھا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک آپ کی پرورش کرتا تھا۔

آپ کے بارے آپ کے صاحبزادے کی رائے ☆: آپ کے فرزند و جانشین حضرت عبدالحلیم صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگرچہ آپ نے کبھی اس بات کا اظہار نہیں فرمایا، مگر میرے خیال میں آپ اپنے والد گرامی حضرت شیخ بہادر المعروف ایک بابا صاحب الرحمۃ کے دست حق پرست پر سہروردی سلسلہ میں بیعت سے سرفراز تھے۔

آگے چل کر فرماتے ہیں کہ آپ نے عبادت وریاضت کے لئے اپنے والد گرامی حضرت شیخ بہادر علیہ الرحمۃ کے مزار پرانوار پر جگہ مقرر فرمائی ہوئی تھی اور آپ کو جتنا بھی فیض حاصل ہوا ہے اور فتوحات و برکات ملے ہیں یہ سب اپنے عظیم والد گرامی حضرت ایک بابا صاحب کے مزار پرانوار سے حاصل ہوئے ہیں۔

بعد از وصال فیضان وانوار کی برسات ☆: آپ سے اس قدر خوارق وعادات اور اس قدر کثرت کے ساتھ کرامات کا صدور ہوا کہ ان کو جمع کرنے کیلئے ایک دفتر درکار ہے، آپ کا مزار مرکز تجلیات وفیوض و برکات ہے، جہاں سے آج بھی ہزاروں کی تعداد میں لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔

آپ کے صاحبزادے حضرت میاں عبدالحلیم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات کے بعد بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا ہے اور آج بھی کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض حضرات کو تو خواب میں بھی آپ نے فیضیاب کیا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ دریا صاحب ساکن موضع چمکنی پشاور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حج کا ارادہ ہے اجازت عنایت فرمایئے، آپ نے ان کو حج پر جانے کی اجازت نہ دی، وہ مسلسل لگاتار تین چار مرتبہ حاضر ہو کر اجازت طلب کرتے رہے، بالآخر آپ نے ان کو اجازت عنایت فرما کر ارشاد فرمایا۔

"یا شیخ دریا۔ این دیدن بمثل دیدن قیامت می نماید"

"یعنی ملاقات اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ جیسا کہ قیامت کو ملاقات ہو"

چنانچہ پھر ہوا بھی ایسا ہی کہ حضرت شیخ دریا چمکنی جب حج سے فارغ ہو کر واپس آئے تو قندھار پہنچ کر معلوم ہوا کہ حضرت کا کا صاحب کا وصال ہو چکا ہے آپ کے وصال کی خبر سن کر حضرت شیخ دریاہ کو بہت صدمہ ہوا اور وہ آپ کے اس کشفی قول کو یاد کر کے بار بار رویا کرتے تھے۔

آپ کے مرید وخلیفہ حضرت جمیل بیگ جو صوبہ سرحد کے معروف شاعر خوشحال خان خٹک کے بھائی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مجھے آپ نے تین ایسے رازوں سے آگاہ کیا ہے کہ جن کو میں ظاہر نہیں کر سکتا، اگر ظاہر کر دوں تو میری ہلاکت ہے اور اس راز کی ادنیٰ بات یہ

Marfat.com

ہے کہ حضرت کاکا صاحب فرماتے تھے کہ اگر میں اپنی زنانگی کو برقرار رکھوں تو تمام جہان میرے زیرنگیں ہوجائے۔

اولاد وامجاد☆: خداوند کریم نے آپ کو پانچ صاحبزادے عنایت فرمائے ان میں حضرت آزاد گل، حضرت محمد گل، حضرت خلیل گل، حضرت عبدالحلیم، حضرت نجم الدین کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ آپ کے تمام صاحبزادے صاحب علم وفضل اور نیک، متقی و پرہیزگار ہوئے ہیں۔ ان میں سے صاحبان دولت اور حکمران وقت بھی ہوئے ہیں پورے صوبہ سرحد بالخصوص علاقہ خٹک میں آپ کی اولادوں کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے خلفاء میں درج ذیل حضرات کے اسمائے گرامی معلوم ہوئے ہیں جن میں حضرت غازی خان صاحب، عزیز شیخ صاحب، حضرت عبدالرحیم شہسوار، حضرت شیخ رحیم خٹک، حضرت علی گل، حضرت ملی گل، یہ دونوں حضرات آپ کے خادم خاص بھی ہیں، ان کے مزارات آپ کے مزار پرانوار کے ساتھ ہی مرجع خاص وعام ہیں۔ حضرت فقیر شکئی، حضرت شیخ جمیل صاحب، حضرت مرزا گل صاحب، حضرت شیخ بابر صاحب، حضرت دریا خان صاحب چمکنی، حضرت شیخ فتح گل صاحب، حضرت شیخ ادین صاحب، حضرت شیخ کمال صاحب، حضرت شیخ حیات صاحب، حضرت پیر میاں حاجی صاحب، حضرت حسن بیگ صاحب، حضرت اخوند بلال قلندر صاحب، حضرت اخوند اسماعیل صاحب، علیھم الرحمۃ والرضوان والغفران

وصال باکمال☆: وصال باکمال سے قبل آپ کچھ عرصہ علیل رہے، مگر علالت کے باوجود آپ نے کبھی نماز قضا نہیں کی، جب بوجہ کمزوری کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکتے تھے تو دو خادم آپ کے بازو پکڑ کر کھڑے کر دیتے اس طرح آپ نے آخری وقت تک سخت بیماری میں بھی کھڑے ہوکر نماز ادا فرمائی اور اپنے معمولات واوراد وظائف کو آخری وقت تک پورا فرماتے رہے۔

آپ کا وصال باکمال 24 رجب المرجب ۱۰۶۳ھ بروز جمعۃ المبارک بمطابق 1652ء کو ہوا، مزار پرانوار تحصیل وضلع نوشہرہ میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں آج بھی پوری دنیا سے عقیدت مندان حاضری دیکر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت سید حسن رسول نما اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: کشتۂ عشق رسول، واقف اسرار رموز شریعت وطریقت، متصرف بہ تصرفات حضرت خواجہ سید حسن المعروف رسول نما اویسی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب نور توحید ہیں۔

آپ کے آباؤاجداد بخارا سے ہجرت کر کے موہان متصل لکھنو انڈیا میں آ کر مقیم ہوئے۔ پھر وہاں سے ہجرت کر کے نارنول چلے آئے۔ اور یہیں پر مستقل اقامت گزیں ہوئے۔

آپ کے آباؤاجداد میں حضرت عثمان نارنولی اور حضرت سید تاج الدین علیہم الرحمۃ شیر مار اور جا بک مار شہرہ آفاق بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کا طریقہ اویسیہ مشہور ہے۔ آپ مادرزاد ولی ہیں۔ اپنے والد گرامی کے وصال با کمال کے بعد سرکاری طور پر خوانین کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے۔

جب آپ کی عمر 18 برس ہوئی تو خاندانی پریشانیوں سے تنگ آ کر تحصیل علم کے لیے اکبر آباد تشریف لے گئے۔ تحصیل علم کے بعد آپ نے وہاں سے پورب کا رخ کیا۔ اثنائے راہ ایک حدیث سنی کہ "جو شخص مجھ سے ایک بالشت بھر نزدیک ہو میں اس کے قریب ہو جاتا ہوں"۔

یہ سننے کے فوراً بعد غلبۂ عشق ایسا سوار ہوا کہ اونچے اونچے پہاڑوں پر چڑھ کر چیختے اور چلاتے۔ اے بار الٰہا میں تو یہاں تک پہنچ گیا ہوں تو کہاں ہے؟

سیرت و کردار☆: آپ کی ذات والا صفات انتہائی نیک اور پاکیزہ اور برائی سے مبرّا تھی۔ زندگی بھر کوئی کام خلاف شریعت سرزد نہ ہونے دیا۔ دین اسلام کے احکام کے سلسلہ میں بہت احتیاط سے کام لیتے۔ ہر وقت یادِ الٰہی میں مست و مستغرق رہتے تھے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری آپ کا شعار تھا۔ عبادت وریاضت، مجاہدہ وسلوک ومعرفت میں یکتائے زمانہ تھے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے سینے میں سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ آپ اپنے زمانے کے اعلیٰ درجہ کے کاملین سے تھے۔ چودہ برس تک دن کے وقت درس وتدریس اور پوری رات ذکر خدا میں بسر کرتے تھے۔

آپ چودہ برس تک درس وتدریس عبادت وریاضت مجاہدہ وسلوک میں مشغول رہنے کے بعد جب اپنے وطن مالوف نارنول پہنچے

Marfat.com

تو اپنے نفس پر مندرجہ ذیل شرائط کی پابندی عائد کرلی۔ اول یہ کہ، اپنے خویش واقربا کی وعظ و نصیحت سے محروم نہ رہوں گا۔ دوم یہ کہ، اپنا منہ کالا کر کے گلی کوچوں میں پھروں گا اور ہر ایک سے بھیک مانگ کر کھایا کروں گا۔ سوم یہ کہ، اگر لوگ میرے پاس آئیں گے تو دیوانہ بن جاؤں گا۔

زیارت رسول کریم ﷺ ☆: ایک دفعہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ رسول کریم ﷺ کرسی پر رونق افروز ہیں۔ دست مبارک میں ایک انگوٹھی ہے۔ جس کے نگینے پر اللہ کا اسم کندہ ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے حسن اللہ پاک کے نام کی اس طرح نگہداشت کرنی چاہیے۔ اس کے بعد سرکار دو عالم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا۔ جس کی وجہ سے میرے دل سے ظلمت دور ہو کر اسم پاک اللہ منقوش ہو گیا۔

آپ کے ارشادات و تعلیمات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہیے کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس سے حیاء کرے۔ اور کوئی حرکت ایسی نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

۲) اخلاص کی کوشش کرو۔ اگر سالہا سال حرمین شریفین میں عبادت کرو لیکن اخلاص سے بہرہ ور نہ ہو گے تو کچھ نہ پاؤ گے۔

۳) نماز پڑھو جہاں تک ہو سکے۔ امام نہ بنو۔ کسی شخص کے ضامن نہ بنو۔ دوسروں کے معاملات میں دخل نہ دو۔ خوراک کم کھانے کی کوشش کرو۔

۴) نامحرم اور اجنبی عورتوں کے ساتھ خلوت میں بیٹھنے سے پرہیز کرو۔

۵) مخلوق خدا کی حاجت روائی کے لیے دست سوال دراز کرنے سے دریغ نہ کرو۔

۶) اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرو اور خادموں کا ہاتھ بٹاؤ۔

۷) اگر غیب کی باتیں منکشف ہونے لگیں تو ان کو پوشیدہ رکھنا چاہیے۔

کشف و کرامات ☆: جون پور قصبہ بہلول میں قیام کے دوران قصبے کا چوہدری جلال الدین آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا۔ ایک دن اس نے درخواست کی۔ حضور میرے بارہ بیگھے خربوزے کے کھیت ہیں۔ ان میں قدم رنجہ فرمائیں تو نوازش ہوگی۔

آپ نے فرمایا اگر تین بیگھے سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرفتوح کی نیاز کے لیے پیش کرو تو حاضر ہوں۔ ورنہ نہیں۔ آپ کی طرف یہ صاف جواب پا کر وہ چوہدری رنجیدہ ہو کر گھر چلا گیا۔ رات ہوئی تو خواب میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جلال الدین جو کچھ تمہیں سید حسن رسول نما نے فرمایا ہے۔ اس کی تعمیل کرو۔

چنانچہ وہ شخص خواب سے بیدار ہو کر علی الصبح خوشی سے جھومتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مقررہ نیاز پیش کی۔ آپ نے فرمایا چوہدری صاحب کل تو انکار تھا۔ اور آج اقرار اور پھر اصرار۔ اس کی کیا وجہ۔ اس نے دست بستہ عرض کی حضور میری طرف سے انکار

Marfat.com

میری پست ہمتی کا نتیجہ تھا۔ اور اقرار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ذیشان کا کرشمہ ہے۔ میرا نصیبہ چمکا کہ مجھے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔

آپ نے اس کی نیاز قبول کر کے غرباء، مساکین کو اجازت عام دی کہ چوہدری کے خربوزوں کا کھیت لوٹ لو۔ آپ کی طرف سے منادی سن کر غریب مسکین جوق در جوق آئے اور کھیت لوٹ کر لے گئے۔

سرکار مدینہ کے خواب میں رسول نما۔ فرمانے کے بعد اسی دن سے آپ رسول نما کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ کے ذریعے ہزاروں بندگان خدا کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال جہاں آرا نصیب ہوا۔ اسی لیے آپ کو رسول نما کہتے ہیں۔

ایک رات کو اپنی خانقاہ معلیٰ نارنول میں محو خواب تھے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ حسن اب نارنول کو چھوڑ دو۔ اور فوراً اکبر آباد دہلی چلے جاؤ۔ یہ فرمان ذیشان سنتے ہی فوراً اسی وقت وہاں سے ہجرت کی اور اکبر آباد دہلی آ گئے۔ اور وہیں قیام پذیر ہو گئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 22 شعبان المعظم ۱۱۰۳ ہجری بروز ہفتہ بمطابق 1691ء کو ہوا۔ مزار پر انوار اکبر آباد دہلی میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت میاں حمید اللہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: آئینۂ جلال و جمال، صاحب کشف و کرامات و کمال، عارف ربانی، مرشد لاثانی حضرت میاں حمید اللہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ اپنے زمانے کے جلالی بزرگ اور حضرت ابوالخیر علیہ الرحمتہ کے حقیقی چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ کی ذات سے بہت سی کرامات زبان زد خاص و عام ہیں۔ سیف زبان اس قدر تھے کہ جو فرماتے ویسا ہی ہو کے رہتا۔

ایک مرتبہ ایک ہندو عورت کا بیٹا مر گیا۔ وہ بیٹے کی میت اٹھائے ہوئے بازار سے روتی ہوئی جا رہی تھی۔ جب وہ آپ کی خانقاہ معلّٰی کے پاس سے روتی ہوئی گزری تو آپ سے اس کا رونا برداشت نہ ہو سکا اور فرمایا مائی کیوں روتی ہے؟ تمہارا لڑکا تو زندہ ہے۔ جب اُس بوڑھی نے دیکھا تو واقعی زندہ تھا۔

آپ کی اس کرامت کی خبر آپ کے بڑے بھائی حضرت شاہ ابوالخیر کو ہوئی تو انہوں نے آپ سے فرمایا۔ تقدیر خداوندی میں دخل دینا اولیاء اللہ کا کام نہیں ہے۔

چنانچہ تھوڑی ہی مدت کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔

آپ کے بھائی حضرت ابوالخیر کو جب بعد از وصال آپ کی پائنتی کی جانب دفن کیا گیا تو آپ کی قبر نے رُخ تبدیل کر لیا تھا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۱۰۵ ہجری بمطابق 1693ء کو ہوا۔

مزار پُر انوار بستی ابوالخیر تحصیل و ضلع جھنگ میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی منہ مانگی مرادیں پا رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت سید محمد امین المعروف شاہ دوست محمد کاظمی اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: کاشفِ اسرار علوم الٰہیہ، واقفِ رموزِ معرفت وحقیقت، سلطان التارکین، عمدۃ الکاملین، دلبند حضرت امام موسیٰ کاظم، فخر الصلحاء والاصفیاء حضرت خواجہ سید محمد امین المعروف شاہ دوست محمد کاظمی رحمتہ اللہ علیہ نیر اُفق ولایت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت اپنے زمانے کے عظیم ولی کامل حضرت خواجہ پیر سیّد علاؤالدین شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی، آپ کے آباؤ اجداد غزنی سے ہجرت کر کے ہندوستان تشریف لائے اور مختلف جگہ پڑاؤ کرتے ہوئے کوٹ چاندنہ کالا باغ میں سکونت پذیر ہوئے، تاجہ خیل قبائل کے لوگوں نے آپ کے والدِ گرامی کو تبلیغ دین کے لئے مانگ لیا اس طرح آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ پیر سید علاؤالدین شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ نے میانوالی کے معروف علاقہ موچھ میں مستقل اقامت اختیار کی اور تمام عمر دین متین کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے موچھ میں ہی وصال فرمایا، جہاں آج بھی ان کا مزار پُر انوار مرجعِ خلائق عام اور قبلۂ حاجات ہے۔

آپ کے آباؤ اجداد میں تقریباً تمام ہی افراد مرد وزن نیک و متقی و پرہیزگار اور اپنے اپنے زمانے کے عظیم صلحائے کاملین ہو گزرے ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب ۲۷ واسطوں سے حضرت امام موسیٰ کاظم بن حضرت امام جعفر صادق، بن حضرت امام محمد باقر، بن حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام حسین، بن حضرت شیر خدا امام المشارق والمغارب علی ابن ابی الطالب کرم اللہ وجہہ الکریم وعلیہم السلام سے جا کر ملتا ہے۔

تاریخی اعتبار سے آپ کا اصل نام سید محمد امین شاہ کاظمی ہے مگر آپ نے سید شاہ دوست محمد کاظمی المعروف دادمیاں کے نام سے شہرت پائی، جس کی وجہ تسمیہ روایاتِ معتبرہ سے یہ ثابت ہے کہ آپ اپنے والدین کے اکلوتے فرزند تھے، والدین کسی بھی لحہ ایک پل کے لئے آپ کی جدائی گوارہ نہ کرتے تھے۔

چونکہ آپ کو تعلیم کا ازحد شوق غالب تھا کہ خدا نے آپ سے بہت سے کام لینے تھے، اور خلق اللہ کی ہدایت کا فریضہ آپ کے ہاتھوں سرانجام پانا تھا، ابتدائی تربیت وتعلیم تو آپ نے اپنے والد گرامی سے گھر میں ہی حاصل کی حفظ قرآن اور ابتدائی کتب دینیہ میں بھی اپنے عظیم والد گرامی سے اکتساب فیض کیا، اس کے بعد علوم دینیہ کی کتب متداولہ اور اعلیٰ تعلیم کے لئے گھر سے باہر جانا ضروری تھا، جس کے لئے آپ والدین سے پوچھے بغیر دینی علوم کی تکمیل کے شوق میں گھر سے نکلے اور دور دراز کا سفر اختیار کر کے دریائے سندھ کے

Marfat.com

مشرقی جانب اور پنجاب و ہندوستان کے معروف دینی اداروں میں تشریف لے جا کر علوم دینیہ میں کمال اور باطنی علوم و معرفت کی تکمیل میں مصروف ہو گئے، اس خواہش کی تکمیل کے لئے آپ نے گھر سے نکل کر جس مدرسے یا ادارے میں داخلہ لیا وہاں اپنا اصلی نام لکھوانے کی بجائے اپنا نام شاہ دوست محمد بتایا اور علوم ظاہریہ و باطنیہ کی تکمیل میں مصروف رہ کر کمال و عروج حاصل کر لیا۔ تکمیل و فراغت کے بعد آپ اپنے وطن مالوف کو لوٹے اور والدین کریمین کی خدمت میں حاضری دے کر قدمبوس ہوئے، اور خدمت خلق اللہ اور طالبان و تشنگان علوم دینیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دینے لگے، اس طرح آپ سید محمد امین المعروف شاہ دوست محمد بہ ملقب دادا میاں کے نام سے معروف ہوئے۔

جب آپ وطن مالوف کو پلٹے تو آپ کے والدین دریائے سندھ کے غربی کنارے جو علاقہ آج کل کالا باغ اور کوٹ چاندنہ کے نام سے معروف ہے میں مقیم و آباد تھے۔

ایک دن تاجہ خیل قبائل کے چند عمائدین نے آپ کے دادا حضرت سید آدم شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ جو اپنے زمانے کے عارف کامل تھے کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی ہمیں اپنی قوم اور علاقے میں مذہبی و روحانی نظام کو فروغ اور اشاعت دین کے لئے کسی راہبر کی تلاش ہے، لہٰذا آپ اپنے لخت جگر حضرت سیدنا شاہ علاؤالدین کاظمی علیہ الرحمۃ کو ہمارے سپرد کر دیں تا کہ وہ اپنی علمی استعداد اور روحانیت سے ہمارے علاقہ اور قوم میں تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔

آپ کے دادا بزرگوار نے آپ کے والد گرامی حضرت سیدنا شاہ علاؤالدین کاظمی علیہ الرحمۃ اور آپ کو تاجہ خیلوں کے حوالے کر دیا۔

تاجہ خیلوں نے آپ کے والد گرامی کو پچاس ہزار کنال زرعی رقبہ علاقہ موچھ ضلع میانوالی میں بطور نذر پیش کیا۔ جہاں آپ کے دادا اور والد بزرگوار نے ایک دینی ادارہ اور ایک خانقاہ معلّٰی قائم کر کے سلسلہ تعلیم و تربیت و رشد و ہدایت کو جاری کیا۔ لاتعداد افراد نے ان اداروں سے اکتساب فیض کیا۔

سیرت و کردار☆: آپ روحانیت کے بلند درجہ پر فائز تھے۔ آپ نے اپنی روحانی توجہات سے علاقہ بھر میں علم و عرفان کے دریا بہائے، اس مقصد کے حصول کے لئے آپ نے تاجہ خیلوں کی رفاقت سے ایک الگ بستی تعمیر کروائی جس کا نام وانڈا قریشاں رکھا جبکہ محکمہ مال کے ریکارڈ میں موضع قریشیاں درج ہے۔ اس بستی میں مسلمانوں کو اسلامی نظام حیات سے منسلک کرنے کے لئے آپ نے ایک دینی مدرسہ قائم فرما کر علوم اسلامیہ کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت پر بھرپور توجہ دی۔

بہت سے افراد نے آپ کے قائم کردہ ادارے سے اکتساب فیض کر کے علاقہ بھر اور مضافات میں دینی علوم کی ترویج و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔

آپ کے حلقہ ارادت میں بہت سے قبائل جن میں تاجہ خیل، روکھڑی کے محبہ خیل، تری خیل، سوانس کے خواص خیل کے علاوہ دیگر اقوام جن میں اعوان، اوترا، وٹو، جٹیال، برہان، پنوار، کوروٹانے، داخل ہوئے، مسلمانوں کے ان قبائل کے علاوہ ہندو بھی آپ کی عقیدت

Marfat.com

ومحبت میں گرفتار تھے، یہی وجہ تھی کہ آپ کے دم قدم سے قائم ہونے والی وانڈا نام کی بستی بہت جلد ایک بڑے گاؤں کی شکل اختیار کر گئی۔

پٹھانوں میانوالی کے ذیشان قبیلہ نیازیاں کے افراد کا بنیادی تعلق غزنی اوراس کے مضافات کے علاقوں سے تھا، نیازی قبائل کے افراد جب غزنی سے پنجاب کی جانب قافلوں کی صورت میں پاوندہ گیری (تجارت) کے لئے آئے تو انہوں نے اس علاقہ میں رہائش اختیار کر لی۔

کتاب حیات افغانی میں درج ہے کہ دریائے سندھ کے شرقی جانب اس وقت گکھڑ راجے مقیم تھے، جن کا دارالسلطنت معظم گڑھ تھا، جو میانوالی اور کندیاں کے درمیان واقع ہے، اس دارالسلطنت کے کھنڈرات کے نشانات اب تک موجود ہیں۔

حیات افغانی کے مصنف نے لکھا کہ نیازیوں نے گکھڑوں کو مار بھگا اوراس علاقے پر قابض ہو گئے۔

تاریخ افغاناں خورشید جہاں کے قول کے مطابق نیازیوں نے گکھڑوں کو بھگا کر دریائے سندھ کے آر پار نہ صرف ڈیرے ڈالے بلکہ بستیاں اور گاؤں اور شہر تک بسا دیئے اور دین اسلام کے فروغ کے لئے وہ بھی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ جس کی وجہ سے اسلامی تعلیمات اور تصوف کو فروغ دینے میں کافی آسانیاں اور کامیابیاں ملیں۔

سخاوت آپ کو ورثے میں ملی تھی، جس کی بنا پر آپ نے سخاوت کی وہ مثال قائم کی جس کو تادیر تاریخ زندہ اور آپ کی اولاد صدیوں تک شکوہ کناں رہے گی۔

تاجہ خیل قبیلہ کے سردار تاجہ خان نے آپ کو جو پچاس ہزار کنال رقبہ دیا تھا آپ کی خدمت میں جو بھی بے گھر آیا۔ آپ نے اس کو گھر بنانے کے لئے زمین دے دی، جس غریب نے آ کر غربت کا شکوہ کیا آپ نے زمین کچھ حصہ اس کو کاشت کاری کے لئے دے دیا کہ جاؤ اس سے جو پیدا ہو وہ تمہارا مقدر ہے۔

تاجہ خیلوں کے علاوہ نیازیاں روکھڑی قبائل کے دیندار بزرگوں نے بھی آپ کو بیس ہزار کنال رقبہ نذر کیا تھا، جو آج کل روکھڑی پکہ میں ہے اور پتی سمندر خیلاں کے ساتھ شامل ہے جس کا ریکارڈ محکمہ مال میں درج ہے۔

آپ نے وہ رقبہ جات علاقہ کے غریب لوگوں اور بے گھر افراد جو اس بستی میں آ کر آباد ہوئے کو تقسیم کر دیا باقی ماندہ رقبہ اپنی اولاد کو دے دیا۔

آپ کی اولاد کو آج بھی شکوہ ہے کہ اگر آپ نے یہ تمام زمین اپنی اولاد کے نام چھوڑی ہوتی تو ہم بھی دیگر پیران عظام کی اولاد کی طرح امیر و جاگیردار ہوتے، جبکہ اب رہائش کے علاوہ تھوڑا سا رقبہ ہمارے زیر کاشت ہے اس سے آپ کی سخاوت و غریب پروری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کو دنیاوی مال و متاع و جائیداد سے کوئی سروکار نہ تھا، بلکہ آپ کی تمام زندگی خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا اور خدمت خلق کے لئے وقف تھی۔

کشف و کرامات ☆: تاجہ خیل قبیلہ کے مورث اعلیٰ تاجہ خان کو خداوند عالم نے دنیا کی ہر چیز عطا فرمائی تھی مگر وہ اولاد نرینہ کی نعمت سے محروم تھے، ایک دن بڑی شکستہ دلی کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور میں آپ کا مرید ہو کر ابھی تک

Marfat.com

اولادِ نرینہ سے محروم ہوں، خداوند قدوس کی بارگاہ میں میرے لئے اولادِ نرینہ کے لئے دعا فرمائیں۔

آپ تاجہ خان کی شکستہ دلی اور عاجزی وانکساری سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، اس کی بات سن کر مراقبہ میں چلے گئے بعد مراقبہ اللہ کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے دعا کے بعد فرمایا تاجہ خان خداوند کریم تمہیں چھ بیٹے عطا فرمائے گا۔ میری طرف سے تمہیں ابھی مبارک ہو۔

چنانچہ پھر ہوا بھی ایسا ہی کہ خداوند کریم نے تاجہ خان کو چھ بیٹے ہی عطا فرمائے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا، اس کے بعد سے تاجہ خان اور اس کی اولاد کے دل میں آپ کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ گئی، عقیدت و محبت کے سمندر میں طوفان برپا ہو گیا، حتیٰ کہ یہ سلسلہ تاجہ خان کی اولادوں میں آج تک جاری وساری ہے کہ وہ آپ کی اولادوں کی مثل مرشد عزت وتوقیر کرتے ہیں۔

تاجہ خان کی اولاد میں یہ عقیدہ راسخ ہے کہ وہ جب کسی مشکل کام یا جنگ وجدال پر جاتے ہیں تو پہلے آپ کے مزار پر نہ صرف سلام کرتے ہیں بلکہ آپ کی اولاد سے دعا واستعانت کے طلب گار ہوتے ہیں۔

کسی ایک مہم میں آپ کی اولاد میں سے کسی بزرگ نے انہیں دعا دی اور یہ ہدایت کہ جب تمہیں کوئی مشکل مہم پیش آئے اور تمہارا گزر دلے والی میں آپ کے مزار سے ہو تو جاتی دفعہ وہاں سے کچھ نہ کھانا نہ ہی پینا، واپسی پر جو چاہو کھاؤ پیو۔ ان شاء اللہ تمہاری ہر مہم کامیاب ہوگی، اس کے بعد سے تاجہ خان کی اولاد کا یہ مستقل معمول بن چکا ہے۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک مرتبہ آپ اپنی خانقاہ میں وعظ ونصیحت فرما رہے تھے، عقیدت مندان پوری توجہ سے آپ کی زبان سے نکلنے والے ارشادات کو سماعت کر رہے تھے کہ اچانک آپ نے فرمایا "ہٹ او کتا کھرے تھیں ایہہ سائیاں والا اے" اس فرمان کے ساتھ ہی آپ کا چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا، پشتو زبان میں نکلنے والے اس بے جوڑ جملے کو سُن کر محفل میں موجود تمامی افراد حیران ہو گئے۔

کہ "اس رمز و کنایہ والے اور مستانہ کلام کے پیچھے ضرور کوئی راز ہوگا۔"

چنانچہ دوسرے روز محفل جمی ہوئی تھی کہ زمان خان نامی ایک شخص آیا اور آتے ہی پاؤں سے لپٹ گیا اور عرض کی حضور کل آپ کی نگاہ ولایت کے سبب خداوند کریم نے مجھے دوبارہ نئی زندگی ملی ہے۔

اس نے بتایا کہ کل فلاں وقت میں فلاں بیلے میں تھا کہ میرا شیر سے آمنا سامنا ہو گیا، شیر نے میری طرف دیکھا اور غرایا اور مجھے نگلنے کے لئے مجھ پر جھپٹنے کو تھا کہ میرے پیر و مرشد حضرت سید شاہ دوست محمد کاظمی المعروف دادا میاں نمودار ہو کر اس شیر کے منہ پر زوردار طمانچہ مارا اور فرمایا "ہٹ اوئے کتا کھرے تھی ایہہ سائیاں والا اے" شیر کی کتے کی طرح چیخیں نکل گئیں اور وہ چیختا چلاتا مجھ جیسے شکار کو چھوڑ کر جنگل کی طرف بھاگ گیا، جب میں آپ کی قدمبوسی کے لئے لپکا تو آپ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

محفل میں موجود لوگ سمجھ گئے کہ یہ وہی وقت تھا کہ جب آپ کی مجلس ارشاد گرم تھی اور آپ نے جو بے ربط جملہ فرمایا تھا وہ اسی وقت فرمایا تھا۔

اس مرید کی بات سن کر آپ نے حاضرین کو گواہ کر کے فرمایا میں کل کہیں نہیں گیا میں تو ان لوگوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا، مگر وہ

Marfat.com

مرید عرض کرنے لگا حضور یہ کس طرح ممکن ہے کہ غلام اپنے آقا کے چہرے کو نہ پہچانے۔

کرامت بعد از وصال☆: بعد از وصال آپ کی مرقد منورہ آپ کی قائم کردہ بستی میں ہی بنی رہی اور آپ کی چند پشتیں گزر گئیں کہ دریا نے اپنا رخ موڑا اور آپ کی بستی کا کٹاؤ شروع ہو گیا۔

بستی کے لوگوں نے آپ کا جسد اطہر مرقد منورہ سے باہر نکالا کسی صندوق کی بجائے چارپائی پر رکھا جب چہرہ مبارک دیکھا تو آپ کا جسد مبارک اور کفن بھی صحیح سلامت تھا۔

موضع وانڈہ سے آپ کا جسد اطہر قصبہ موچھ لایا گیا یہاں آپ کی اولاد کثیر تعداد میں موجود ہے، مگر قبیلہ شفیع خیل کے بزرگ اپنے گھر لے گئے، اور اپنے چھپر پر آپ کا جسد اطہر رکھا، جس کی وجہ سے ان کو یہ برکت حاصل ہوئی، کہ وہ لوگ مفلوک الحال تھے خوش حال ہو گئے۔

اس کے بعد آپ کا جسم اطہر ''ڈلے والی'' لایا گیا اور یہیں تدفین کر کے مزار پُر انوار کی تعمیر کر دی گئی۔

جب ''ڈلے والی'' میں آپ کا مزار پرانوار بنا تو لوگوں کی عقیدت ومحبت کی بنا پر کہ اولیائے کرام کے پڑوس کی قبروں پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے۔ اطراف واکناف سے معتقدین نے اپنے مردوں کو دفن کرنا شروع کر دیا۔ ایک پورا شہر خاموشاں آباد ہو گیا، اور یہاں بہت سے کاملین اولیائے کرام، شہداء، حفاظ، علماء، اور عوام وخواص کی قبریں بن گئیں، اسی طرح آپ کی بستی وانڈہ کے لوگ بھی آپ کے مزار کے اردگرد کافی تعداد میں مدفون ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال تقریباً ۱۱۷۴ھ بمطابق 1760ء میں ہوا۔

مزار پُر انوار موضع ''ڈلے والی''، تحصیل وضلع میانوالی میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر آج بھی منہ مانگی مرادیں پا رہے ہیں۔

آج کل دربار شریف کے موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر سید کاظمی صاحب ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت خواجہ عبدالخالق اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلسلہ عالیہ اویسیہ کے سالار، امام الاوتاد، رئیس الابدال، احسان الخلائق، خیر العباد، سرفراز دارین، زیب زین شرع متین حضرت خواجہ عبدالخالق اویسی رحمتہ اللہ علیہ پیشوائے جمیع اہل کمال ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1097 ہجری بمطابق 1685ء کو موضع محب علی جو کنارہ دریائے گھارا پاکپتن سے سولہ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے میں اپنے زمانے کے متجر عالم دین عارف کامل حضرت حافظ طاہر بن حافظ محمود علیہم الرحمتہ کے گھر ہوئی۔

آپ کے والد گرامی اور دادا جان دونوں حافظ قرآن اور اپنے زمانے کے متجر عالم دین اور عارف کامل تھے۔

آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار حافظ محمد طاہر کے ہاتھوں مکمل ہوئی۔ ابتدائی دینی تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ مزید تعلیم کے حصول کے لیے لاہور تشریف لے گئے اور حضرت اسماعیل عرف وڈا میاں سہروردی علیہ الرحمتہ کے درس واقع مغلپورہ میں داخل ہو کر علم حاصل کرتے رہے۔ معروف صوفی بزرگ حضرت بابا بلھے شاہ قادری علیہ الرحمتہ وہاں پر آپ کے ہم سبق رہے ہیں۔

لاہور سے کتب متداولہ پڑھنے کے بعد مزید تعلیم کے لیے ہندوستان میں رام پور دہلی کے مدارس میں گئے اور وہاں کے جید اساتذہ سے جن میں مولانا فخر الدین فخر جہاں چشتی نظامی علیہ الرحمتہ جیسے قابل ترین عالم و فاضل اور عارف کامل شیوخ زمانہ سے اکتساب فیض کرتے رہے۔

تلاش مرشد کامل کی جستجو ☆: ظاہری تعلیم کے بعد آپ کو باطنی علوم و اسرار و رموز سے آگاہی کے لیے مرشد کامل کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تو آپ اپنے گھر سے نکل کر لاہور میں معروف صوفی بزرگ حضرت بابا بلھے شاہ قادری علیہ الرحمتہ جو آپ کے استاد بھائی اور ہم سبق رہے ہیں کے پاس پہنچے اور ان سے اپنی دلی کیفیت بیان کی تو حضرت بابا بلھے شاہ نے بھی ایسی ہی کیفیت بیان کر ڈالی۔ بالآخر طے یہ ہوا کہ ملتان کے علاقہ تلمبہ موضع عبدالحکیم میں حضرت شیخ سلطان عبدالحکیم قادری علیہ الرحمتہ کے پاس چلتے ہیں۔ فی زمانہ وہ بہت بڑے عارف کامل بزرگ ہیں۔

جب آپ بابا بلھے شاہ کے ہمراہ حضرت شیخ عبدالحکیم قادری علیہ الرحمتہ کے پاس جانے لگے تو ایک اور ساتھی محمد گل شیر نامی آیا اس نے کہا میں بھی تلاش میں ہوں۔ آؤ اکٹھے چلتے ہیں۔ چلتے چلتے یہ تینوں حضرات حضرت شیخ عبدالحکیم قادری علیہ الرحمتہ کی خدمت میں پہنچے

Marfat.com

اور اپنا اپنا مدعا بیان کیا۔ حضرت شیخ عبدالحکیم قادری علیہ الرحمتہ نے مراقبے کے بعد محمد گل شیر کو اپنے ہاتھ پر بیعت کر لیا۔ اور حضرت بابا بلھے شاہ سے فرمایا تمہارا حصہ حضرت شیخ عنایت قادری لاہوری کے پاس ہے ان کے پاس چلے جاؤ۔ اور آپ سے فرمایا تمہارا حصہ ایک ایسے شخص کے پاس ہے جو عالم جاودانی میں رونق افروز ہے۔ لہٰذا آپ اپنے گھر چلے جائیں اپنے کام میں مشغول رہیں۔ تمہارا مطلوب خود تمہارے تک پہنچ جائے گا۔ اور حضرت شیخ عبدالحکیم نے آپ کو درود مستغاث پڑھنے کی تاکید فرمائی۔

دل میں ہو یاد تیری گوشۂ تنہائی ہو☆: حضرت شیخ عبدالحکیم قادری علیہ الرحمتہ سے الوداع ہو کر آپ اپنے گھر واپس تشریف لے آئے اور ایک خانقاہ و مدرسہ قائم کیا اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اور معمول یہ بنا لیا کہ درس و تدریس کے بعد آپ درودِ مستغاث کا ورد شروع کر دیتے اور پھر رات گئے تک یہی معمول جاری رہتا۔ ایک دن نماز ظہر کے بعد آپ اپنے اوراد و وظائف میں مشغول تھے کہ آپ نے شمال کی جانب جنگل سے شور کی آواز سنی جیسا کہ کوئی شکاری آ رہا ہو۔ اس آواز سے آپ ہیبت زدہ اور پریشان بھی ہوئے کہ خدا خیر کرے نہ جانے کیا معاملہ ہے۔

اتنی دیر میں آپ نے دیکھا کہ اس لشکر نے سامنے قریب ہی خیمہ نصب کیا۔ آپ دیکھ کر حیران ہوئے اور سوچنے لگے شاید یہ کسی بادشاہ کا لشکر اور خیمہ ہو۔

ابھی آپ یہ سوچ رہے تھے کہ آپ کے کانوں میں کسی کے آنے کی آہٹ محسوس ہوئی۔ سر اٹھا کر دیکھا تو ایک سفید ریش بزرگ جن کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ جس کی روشنی سے آپ کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں اور آپ پر مدہوشی کی ایک کیفیت طاری ہو گئی۔

جب کچھ دیر کے بعد ہوش آیا تو دیکھا کہ بزرگ موجود نہیں ہیں۔ ٹھیک دوسرے روز بھی ایسا ہی ہوا۔ آپ نے ان نورانی صورت بزرگ کو دیکھا ضرور مگر کوئی بات نہ کر سکے۔

بالآخر آپ نے فیصلہ کر لیا کہ کل جب وہ آئیں گے تو میں ان سے ان کا نام پتہ ضرور دریافت کروں گا۔

چنانچہ تیسرے روز جب وہ بزرگ تشریف لائے تو آپ نے آگے بڑھ کر ان کے قدم پکڑ لیے اور عرض کیا حضور اپنا نام تو بتائیں آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میرا نام اویس بن عامر ہے اور حق تعالیٰ کی طرف سے تمہاری روحانی تربیت اور تمہارا روحانی فیض میرے ذمہ ہے۔ اس کے بعد انہوں نے آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر آپ کو بیعت کیا۔ اور کچھ اوراد و وظائف آپ کو تلقین کیے اور خود نظروں سے غائب ہو گئے۔

بیعت و خلافت☆: آپ اویسی طریق پر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے طریقت اویسیہ کا خرقہ حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔

عالم جذب و کیف و مستی☆: حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک سے معرفت کے جام پینے کے بعد آپ پر جذب و مستی و کیف کی کیفیت طاری ہو گئی۔ جہاں بیٹھے ہیں بیٹھ گئے ہیں۔ جہاں پڑے ہیں پڑے ہوئے ہیں۔ دنیا و مافیا کی کچھ خبر آپ کو نہ رہی۔ ایک مدہوشی کا عالم طاری رہا۔ صاحبزادوں نے ہوش میں لانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ معالج و طبیب بلائے مگر

Marfat.com

ان کی دوا کارگر ثابت نہ ہو سکی۔ اسی کیفیت میں تین دن گذر گئے۔ تیسرے روز آپ کے ہمسائے کے گھر شادی تھی وہاں پر کسی نے جب ساز کو چھیڑا تو اس کی آواز کان میں پڑی تو آپ کے جسم مبارک کو جنبش ہوئی۔ آپ کے گھر والوں نے جب یہ کیفیت دیکھی تو ہمسائے کے گھر سے ساز و سارنگی بجانے والے کو لے آئے۔ اور اس سے کچھ نغمات قدوسی پڑھنے کو کہا۔ جب اس نے نغمات قدوسی کا آغاز کیا تو کان میں آواز پڑتے ہی جذب و کیف و مستی کی کیفیت کم ہونا شروع ہوگئی۔ اور آپ اٹھ کر رقص کرنے لگے۔

رقص کرتے کرتے آپ کا جوش ٹھنڈا ہوا تو آپ نے چند لقمے تناول فرمائے۔ اور وضو کے لیے پانی طلب کیا۔ اور وضو کر کے نماز ادا فرمائی۔

حاضرین نے اس جذب و کیف و مستی کے بارے میں دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے مبارکباد دو کہ حضرت شیخ عبدالحکیم قادری علیہ الرحمتہ کے فرمان کے مطابق مجھے اپنا مطلوب مل گیا ہے۔ یہ سن کر لوگوں نے آپ کو مبارکباد دی۔ اتنی دیر میں مسجد سے مؤذن کی آذان کی آواز آئی تو اللہ اکبر کی آواز سن کر آپ پر دوبارہ بیخودی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ لہٰذا دوبارہ اس گانے والے کو بلوایا گیا اور اس سے نغمہ سنانے کی فرمائش کی تو اس کی آواز سن کر آپ دوبارہ ہوش میں آگئے۔ جب آپ کی یہ کیفیت مستقل ہوگئی تو گھر والوں نے فیصلہ کر لیا کہ اس سرود بجانے والے اور نغمات سنانے والے کو مستقلاً خانقاہ میں رکھ لیا جائے تاکہ جب ضرورت پیش آئے وہ اس وقت نغمات قدوسی آپ کو سنا دیا کرے۔ اور آپ کی طبیعت بحال رہے۔

آپ کے صاحبزادگان نے اس ستار بجانے والے کو پیشکش کی تم مستقل ہمارے پاس رہ جاؤ ہم تمہارے قیام وطعام کے علاوہ تمام اہل خانہ کی کفالت کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ لیکن اس نے یہ پیشکش مسترد کرتے ہوئے کہا کہ میں اپنے خویش و اقارب اور موروثی رواج کو چھوڑ کر کس طرح ایک فقیر کے دروازے پر پڑا رہوں۔

یہ کہہ کر وہ وہاں سے ابھی کچھ ہی دور آگے گیا ہوگا کہ راستے میں ایک اژدھا اس کو نظر آیا۔ جیسے کہ وہ اس کا منتظر ہو۔ وہ میراثی جس طرح راستہ تبدیل کرتا وہ اژدھا اس کے تعاقب میں رہتا۔ اس نے اس کو غیب سے تنبیہ تصور کرتے ہوئے واپس لوٹا اور آپ سے معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا انشاء اللہ فقیر مرتے دم تک اور میرے بعد میری اولاد تمہاری اولاد تم کو اپنے سے دور نہیں کرے گی۔

سماع کی کیفیت بارے علماء لاہور کا فتویٰ ☆:

آپ کے ذوق سماع اور وجد و حال کی شہرت عام ہوئی تو علمائے لاہور کو حیرانگی ہوئی کہ ایسا صاحب علم و فضل رکھنے والا شخص کیسی حرکات کا مرتکب ہو رہا ہے۔ لہٰذا ان سے مل کر اس معاملہ کا تصفیہ کرنا ضروری ہے۔

جب آپ کو علم ہوا کہ لاہور کے علماء آنا چاہتے ہیں تو آپ نے پیغام بھجوا کر منع فرما دیا اور خود لاہور آنے کا فرمایا کہ میں آؤں گا۔ آپ کے صاحبزادگان اور دیگر عقیدتمندان حالت استغراق اور محویت میں لاہور لے کر گئے۔ جب لاہور کے علما نے یہ کیفیت دیکھی تو امتحان کی غرض سے آپ کو ایک حجرہ میں بند کر دیا۔ اور کھانے پینے کی چند اشیاء اور پانی کا لوٹا بھی حجرے میں رکھوا کر دروازے کو تالا لگا دیا۔

Marfat.com

تین روز گذرنے کے بعد جب حجرہ کو کھولا تو کھانے پینے کی اشیاء اسی طرح موجود تھیں پانی کا لوٹا بھی بھرا ہوا تھا۔ مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کرنے والی ہے۔ اس حالت میں دیکھ کر علماء کو آپ کی تجہیز و تکفین کی فکر لاحق ہوئی۔

آپ کے ساتھ جو ساتھی اور صاحبزادگان تھے انہوں نے ان سے محفل سماع کی اجازت چاہی تو علماء نے مجبوراً اجازت دی۔

چنانچہ سماع شروع ہوئی تو آپ کے جسم میں حرکت شروع ہونے لگی اور بے جان بدن میں جان آنے لگی اور تھوڑی سی دیر میں آپ اپنی اصلی حالت میں واپس آ گئے۔ اس کے بعد آپ نے وضو کے لیے پانی طلب کیا اور نماز ادا کی۔

آپ کی کیفیت دیکھ کر لاہور کے علمائے کرام نے فتویٰ دیا کہ ''بغیر نماز کے ولایت ناقص ہے اور بغیر سماع کے نماز ناممکن ہے۔''

اس کے بعد آپ واپس اپنے وطن مالوف واپس چلے آئے۔

خواجہ فخرِ جہاں کی نظر میں آپ کا روحانی مقام ☆: آپ کے روحانی مراتب و مقام کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ فخر الدین فخر جہاں چشتی نظامی علیہ الرحمتہ کی مجلس میں حضرت قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی اور آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی علیہم الرحمتہ تشریف فرما تھے۔ تو حضرت فخر جہاں نے حضرت خواجہ سیرانی کی طرف اشارہ کر کے حضرت قبلہ عالم مہاروی سے پوچھا کہ آج کل یہ کس حال میں ہیں؟ حضرت قبلہ عالم مہاروی نے عرض کی حضور یہ دریا کے کنارے پھر رہے ہیں ان کو دریا کے پار پہنچا دیں۔ تو حضرت فخر جہاں نے فرمایا کہ حضرت خواجہ عبدالخالق علیہ الرحمتہ کے ہوتے ہوئے ان کو کسی کی رہنمائی کی ضرورت نہیں ہو سکتی۔

آپ کے خلفائے نامدار ☆: آپ کا حلقۂ ارادت اگرچہ بہت وسیع تھا۔ اور آپ کے مریدین کی تعداد بے حد وحساب ہے لیکن خلیفہ مجاز صرف تین ہوئے ہیں۔ جن میں آپ کے خلیفہ اکبر جن کا پورے برصغیر پاک و ہند میں صف اول کے بزرگوں میں شمار ہوتا ہے اور لاتعداد مرید و خلفا ان کے دامن فیض کرم سے وابستہ ہیں۔ ان میں آپ کے خلیفہ اکبر حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی جو آپ کے چچا زاد بھائی بھی ہیں ان کے علاوہ سید محمد عارف شاہ ساکن بریلی شریف، میاں محرم علیہم الرحمتہ والغفر ان

کیفیت قبل از وصال ☆: ایک مرتبہ بہت سے احباب اور آپ کے صاحبزادگان آپ کے پاس تشریف فرما تھے کہ آپ کے خلیفہ اکبر حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی علیہ الرحمتہ تشریف لائے تو آپ نے سب کو تھوڑی دیر باہر جانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد حضرت سیرانی سے فرمایا کہ میرا آخری وقت بہت قریب ہے اس لیے اب میرے قریب رہا کرو۔ حضرت سیرانی نے عرض کی جیسا حکم ہو۔ مگر چونکہ میری سیروفی الارض کے تحت ڈیوٹی لگی ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں دعا فرمائیں۔ آپ نے مراقبہ میں سر رکھا اور فرمایا کہ ٹھیک ہے سیاحت کرو مگر زیادہ دور نہیں میرے علاقے کے ارد گرد ہی رہنا۔ جب آپ کے مریدین و دیگر خلفاء اور صاحبزادگان کو اس بات کا پتہ چلا کہ آپ سفر آخرت کی تیاری پر ہیں تو وہ بہت غمگین ہوئے۔

اس کے بعد آپ نے اپنے صاحبزادگان پر باطنی توجہ دینا شروع کر دی۔ ماہ ذی الحج کے آتے ہی عام لوگوں سے قطع تعلق کر لیا۔ ہر وقت عبادت و ریاضت و ذکر و اذکار اور مراقبہ میں محو رہتے۔ کھانا پینا بالکل ترک فرما دیا۔ اور تمام فیضان اویسیہ اور باطنی امانت اپنے

Marfat.com

فرزند اکبر حضرت خواجہ صالح محمد علیہ الرحمتہ کے سپرد کر دیں۔

مزار پُر انوار کی بعد از وصال بار بار منتقلی ☆: آپ کو بعد از وصال آپ کی رہائش گاہ بستی رانا وٹو میں دفن کیا گیا۔ آپ کے وصال کے بعد دریائے گھارا میں چار سال کے بعد سیلاب آیا تو آپ کے مزار مبارک کے زیر آب آنے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ تو آپ کا جسد مبارک وہاں سے نکال کر آپ کی جائے پیدائش موضع محب علی کے مقام پر دفن کر دیا گیا۔ ۱۲۲۷ ہجری میں چالیس برس کے بعد دریائے گھارا میں زبردست سیلاب آ گیا تو آپ کے ورثا نے آپ کے جسد مبارک کے صندوق کو وہاں سے نکال لیا۔ اور ایک ایسے کمرے میں جس کا دروازہ تک نہ تھا رکھ دیا اور صندوق پر غلاف ڈال دیا۔ اس کے بعد ایک سال تک فیصلہ نہ ہو سکا کہ اب کہاں دفن کیا جائے۔

ایک سال کے بعد شہر فرید کے راسخ العقیدہ اور بزرگوں سے پیار کرنے والے محمد پناہ خان اور محبت خان جو کہ زمیندار تھے۔ آپ کے ورثا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے اگر آپ لوگ ہمیں اجازت دیں تو حضرت کا تابوت لے جا کر اپنے علاقے میں دفن کر دیں۔ تاکہ ہم کو حضرت کی ہمسائیگی کا شرف حاصل ہو۔ ان زمینداروں کے بے حد اصرار پر آپ کے جسد مبارک کو بذریعہ کشتی دریا کے پار لایا گیا اور موجودہ جگہ دفن کر دیا گیا۔ جہاں آج کل بہت ہی عظیم الشان اور خوبصورت دربار اور گنبد دیگر عمارات موجود ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 26 ذی الحج ۱۱۸۷ ہجری بمطابق 1774ء کو ہوا۔ مزار پر انوار حاصل پور اور چشتیاں کے درمیان ریلوے اسٹیشن بخشن خان کے شمال کی جانب چند کلومیٹر کے فاصلے پر مرجع خاص و عام ہے۔

جہاں آج بھی اہل عقیدت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کا مزار پر انوار نواب بہاول خان والی بہاولپور نے تعمیر کرایا۔ مزار کے ساتھ نہایت ہی عظیم الشان مسجد، لنگر خانہ، خانقاہ اور مجلس خانہ بنا ہوا ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہباز قضائے تجرید، ہمائے آشیانہ تفرید، خوکردہ جمال محمدی، پروردۂ کمال احمدی، مجذوب عشق رب رحمان و مخمور شراب عرفان، قمری شاخ سار احمدیت، بلبل مرغزار صمدیت، فائزبہ کمالات الفقر و فخری حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی اویسی رحمتہ اللہ علیہ سلطان ارباب مشاہدہ ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۳۵ ہجری بمطابق 1722ء کو موضع ''محب علی'' جو پاکپتن شریف سے سولہ کلومیٹر دور دریائے گھارا (دریائے ہاکڑہ) کے کنارے آباد ہے کے علمی و روحانی مرکز میں ہوئی۔

آپ کے آباؤ اجداد فتح پور تو گیرہ ضلع اوکاڑہ سے ہجرت کر کے موضع محب علی کے مقام پر نقل مکانی کر کے آباد ہوئے۔ یہیں آپ کی ولادت ہوئی اور آپ کا پیدائشی نام محمد عبداللہ رکھا گیا۔ مگر آپ محکم الدین کے نام سے معروف ہوئے۔

آپ نے دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے جس یقین محکم سے خدمات انجام دیں اور اپنے مشن پر سختی سے ڈٹے رہے اسی پر آپ محکم الدین کے نام سے جانے اور پہچانے گئے اور معروف ہوئے۔

آپ کا گھرانہ علم و فضل کا گہوارہ تھا۔ آپ کے والد گرامی والدہ محترمہ اور چچا جان اور دادا بزرگوار اور چچازاد بھائی سب کے سب حافظ قرآن اور صاحب علم و عرفان تھے۔

آپ کے چچا حضرت حافظ محمد طاہر علیہ الرحمتہ فقہ اور حدیث کے معروف عالم تھے۔ ان کے فتویٰ کو سند کا درجہ حاصل تھا۔ آپ نے اپنی دینی تعلیم کا آغاز اپنے گھر سے ہی کیا اور تھوڑی سی مدت میں قرآن کریم حفظ کر لیا۔ اس کے بعد علوم دینیہ کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا تو صرف سولہ برس کی عمر میں شرح عقائد اور علامہ تفتازانی تک کی درسی کتب مکمل کر لی تھیں۔

ابتدائی دینی تعلم کے بعد آپ حضرت قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمتہ کے ہمراہ لاہور تشریف لے گئے اور وہاں پر دن میں تعلیم حاصل کرتے اور شام کو لباس بدل کر گدا کر کے اپنی تعلیمی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ اپنے نفس کو رام کرتے۔ اس کے بعد آپ کے چچازاد بھائی حضرت خواجہ عبدالخالق اویسی علیہ الرحمتہ آپ کو اپنے ہمراہ لے کر دہلی میں حضرت خواجہ فخر جہاں خواجہ فخر الدین چشتی نظامی دہلوی علیہ الرحمتہ کی روحانی درسگاہ میں لے گئے۔ وہاں آپ نے خواجہ فخر جہاں سے علم و فضل اور طریقت کی منازل سلوک و

Marfat.com

معرفت طے کیں۔ اس کے علاوہ اپنے چچازاد بھائی حضرت خواجہ عبدالخالق سے بھی روحانی مدارج طے کیئے۔ علوم ظاہریہ و باطنیہ کی تکمیل کے بعد آپ دہلی سے وطن مالوف واپس تشریف لے آئے۔ جہاں آپ کے چچازاد بھائی حضرت خواجہ عبدالخالق علیہ الرحمتہ درس و تدریس میں مصروف تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ نے اپنے استادگرامی حضرت خواجہ فخرالدین فخر جہاں چشتی نظامی علیہ الرحمتہ دہلوی کے حکم سے اپنے چچازاد بھائی حضرت خواجہ عبدالخالق بانی سلسلہ عالیہ اویسیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور انہی سے سلسلہ عالیہ اویسیہ میں خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔

عبادت وریاضت ومجاہدات ☆: آپ نے سخت سے سخت ریاضتیں کیں اور تزکیہ نفس کی وہ تدبیریں اختیار کیں جن سے سالوں کی منزلیں مہینوں میں اور مہینوں کی ہفتوں میں اور ہفتوں کی دنوں میں طے ہو جاتیں تھیں۔

آپ نے حضرت دیوان چاولی مشائخ کے مزار پر چالیس روز کا چلّہ کیا۔ اس دوران نہ کھایا نہ پیا اور نہ ہی سوئے۔ آپ تمام رات عبادت الٰہی میں گذار دیتے۔ تہجد اور فجر کی نماز کے دوران ذکر جہر فرماتے تھے۔

آپ کئی کئی دن تک جنگلوں میں روزہ کی حالت میں محو عبادت رہتے۔ اشراق چاشت اوابین کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے۔ قصیدہ امالی، دعائے مغنی، قصیدہ غوثیہ اور تلاوت قرآن مختلف اوقات میں آپ کا معمول خاص تھا۔ ہر وقت باوضو رہتے اور پابند شریعت وطریقت میں یکتائے زمانہ تھے۔

علمی مقام ومرتبہ ☆: جس طرح آپ روحانی طور پر بلند مقام پر فائز تھے۔ اسی طرح آپ کا علمی مقام بھی بہت ارفع واعلیٰ تھا۔ بڑے بڑے علماء مشکل ترین مسائل لے کر حاضر ہوتے تو آپ ان کے سامنے جب علمی نکات بیان فرماتے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ علم کا دریائے بحرِ بے کنار ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔

حکیم علامہ غلام مرتضیٰ جو علم ہیت کے استاد تھے۔ فرماتے ہیں کہ شرح چغمینی کے اسباق مجھ سے حل نہ ہو سکے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا عبارت پڑھیئے۔ جب میں نے عبارت پڑھی تو آپ نے اپنے بیان فیض ترجمان سے آسان الفاظ میں ایسا حل فرمایا کہ میں اپنے مقصد کو پہنچ گیا۔

مولانا محمد ساکن کوٹ مٹھن شریف فرماتے ہیں کہ شرح عقائد کے مشکل اسباق جب آپ پڑھاتے تو سامنے بیٹھا ہوا طالب علم اس کو باآسانی سمجھ لیتا تھا۔

آپ کی تصنیف منیف ☆: آپ نے ''تلقین لدنی'' کے نام سے فارسی میں ایک کتاب رقم فرمائی جس سے تصوف میں آپ کی نظر عمیق کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آپ کی کتاب میں شریعت وطریقت، حقیقت ومعرفت کی بڑی احسن انداز میں تشریح کی گئی ہے۔ یہ کتاب تصوف کے اسرار ورموز سے بھری ہوئی ہے۔

آپ کے القابات ☆: آپ نے جب دیوان چاولی مشائخ کے مزار پر چالیس یوم کا چلہ کاٹا تو اس دوران آپ کو متعدد بار

Marfat.com

"سیروفی الارض" کی آواز آئی۔ جب چلّہ ختم ہوا تو پھر بھی یہی آواز کانوں میں تھی۔

وہاں سے آپ اپنے مرشد کامل کی خدمت میں تشریف لے گئے حاضری دی اور مرشد کامل کو چلّہ میں پیش آنے والے واقعات سنائے اور پھر مرشد کے حکم سے سیر وسیاحت کے لیے سفر پر روانہ ہو گئے۔ آپ نے دین اسلام کے فروغ اور اس کی اشاعت کے لیے دور دراز دشوار گذار سفر اختیار کیئے۔ قریہ قریہ بستی بستی، شہر شہر ملک در ملک گھومتے رہے۔ خارزار اور پاؤں میں چھبنے والے کانٹے موسم کا تغیر و تبدل آپ کا راستہ نہ روک سکا۔

اپنے سفر کے دوران ہزار ہا افراد کو راہ مستقیم پر لا کھڑا کیا۔ اور روحانی فیوض و برکات سے ان کو مستفید کیا۔ آپ نے برصغیر پاک و ہند کے ہر علاقہ میں قدم رنجہ فرمایا اور ان علاقوں کی بولیاں سیکھیں۔ ہندوستان یوپی کے علاقہ میں اردو بولی جاتی تھی۔ وہاں آپ کو "صاحب السیر" جہاں کاٹھیاواری بولی جاتی تھی وہاں آپ کو "سیلانی" اور جنوبی پنجاب اور سرائیکی کے علاقہ میں آپ کو سیرانی کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔

آپ کے القابات، صاحب السیر، سیرانی اور سیلانی۔ ان سب کا معنیٰ و مطلب ایک ہی ہے۔ یعنی سیر یا سفر میں رہنے والا۔ آپ نے تمام عمر کسی مقام پر ایک رات سے زیادہ قیام نہیں کیا۔ اگر کسی مجبوری سے کسی شہر یا علاقہ میں دوسری رات رہنا پڑ جاتا تو آپ کسی دوسرے مکان میں قیام فرماتے۔

آپ فرماتے تھے کہ ایک جگہ رہنے سے فقیر کا دم گھٹتا ہے۔ آپ نے کئی حج کیئے اور تمام حج پیدل اور اکیلے ہی کیئے۔ تمام عمر مجرد گذاری اور شادی نہیں کی۔ اس بارے میں فرماتے تھے کہ میں ہر وقت سفر پر رہتا ہوں۔ اس لیے بیوی کے حقوق ادا کرنے سے قاصر ہوں۔

سیرت و کردار☆: آپ با کردار اور نیک سیرت پابند شریعت و طریقت بزرگ تھے۔ تمام عمر عبادت و ریاضت مجاہدہ اور سیاحت میں گذاری اور کفر و بطلان کے اندھیروں کو اپنے نورانی اعمال و افعال اور نگاہ ولایت سے دور کر دیا۔ برصغیر پاک و ہند کے بہت سے علاقوں میں جہاں کفر ہی کفر تھا وہاں اسلام کی شمع کو روشن کیا۔

آپ کے روحانی کمالات و فیضان کی انتہا یہ ہے کہ جس قدر لوگوں کو فیض یاب فرماتے اسی قدر خوش ہوتے تھے۔ آپ کے متعلق ایک بزرگ نے آپ کے فیضان کو دریا کے سیلاب سے تعبیر کیا ہے۔

ایک اور بزرگ نے آپ کے فیضان کو باران رحمت سے تعبیر کیا ہے کہ جس جگہ سے گذرے علم و عرفان کی بارش کر کے ایک سیلاب بہا دیا۔

تقویٰ کا عالم یہ تھا کہ تمام عمر روپیہ پیسہ کو ہاتھ تک نہ لگایا نہ ہی کسی سے نذر نیاز قبول کی۔ آپ کی زندگی میں ایسے لاتعداد واقعات موجود ہیں کہ زبان فیض ترجمان سے بات نکلتی گئی اور وہ اسی وقت پوری ہوتی گئی۔ نظر کا عالم یہ تھا کہ جس پر پڑی وہ مدہوش ہو کے رہ گیا۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: جن حضرات کو آپ نے خرقۂ خلافت سے نوازا ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

Marfat.com

(۱) حضرت خواجہ سلطان احمد الدین اویسی خلیفہ اول دربار بیرانی خانقاہ شریف جی ٹی روڈ بہاولپور۔ (۲) حضرت حافظ قمر الدین اویسی گوٹھ قائم رئیس قائم پور ضلع بہاولپور۔ (۳) حضرت خواجہ محمد سلیمان اویسی ان کا مزار آپ کے دربار کے پاس خانقاہ شریف بہاولپور میں ہے۔ (۴) شیخ محمد سلیم قریشی اویسی موضع سامانی۔ (۵) شیخ اللہ داد اویسی پاک گیٹ نزد ریلوے اسٹیشن ملتان۔ (۶) شیخ نور ملتانی اویسی ان کا مزار بھی آپ کے دربار خانقاہ شریف ضلع بہاولپور میں ہے۔ (۷) شیخ نتھو اویسی ڈاہراجی کاٹھیاواڑ ہندوستان (۸) شیخ دوست محمد اویسی جہاز گڑھ۔ (۹) حافظ عبدالکریم قادری اویسی۔ (۱۰) میاں عبدالسلام۔ (۱۱) حضرت دیوان غوث محمد اویسی (۱۲) مولوی غلام محمد اویسی۔ (۱۳) خلیفہ محمد صدیق داجلی اویسی۔ (۱۴) خلیفہ محمد وارث اویسی۔ (۱۵) خلیفہ محمد اعظم اٹھوال اویسی۔ (۱۶) خلیفہ محمد مقبول کھوکھر اویسی۔ (۱۷) میر خان پرجانی اویسی رئیس و بانی گوٹھ مہرو بہاولپور۔ (۱۸) میاں سلطان محمود ہرندی اویسی۔ (۱۹) حضرت حافظ محمد جمال اویسی مارواڑ ہندوستان۔ (۲۰) حاجی کچی بہ معروف شیخ صاحب اویسی۔ (۲۱) مولوی محمد مراد ملتانی اویسی پراڑ کوتوالی بیرون لوہاری گیٹ ملتان۔ (۲۲) حافظ نور احمد اویسی تاریخ گنج ملتان۔ (۲۳) شیخ ابو طالب اویسی۔ (۲۴) حضرت سوبھا اویسی میر پور ماتھیلو سندھ۔ (۲۵) حضرت نور شاہ اویسی ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد۔ (۲۶) میاں بھٹو اویسی سندھ۔ (۲۷) حضرت ملا عزت اللہ اویسی بلوچستان۔ (۲۸) حضرت شاہ ابوالفتح اویسی مئو مبارک ضلع رحیم یار خان رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

کشف و کرامات ☆: ایک مرتبہ آپ کا ایک عقیدت مند آیا اور عرض کرنے لگا حضرت میرے پاس سونا بنانے والا نسخہ کیمیاء ہے۔ میں آپ کی نذر کرنا چاہتا ہوں تاکہ لنگر کے خرچ کا نظام با آسانی چلتا رہے۔ آپ نے فرمایا اچھا بیٹھ جاؤ۔ جب آپ پیشاب کے لیے باہر کی طرف جانے لگے تو اسے بھی ہمراہ لے لیا۔ پیشاب سے فراغت کے بعد آپ نے مٹی کا ڈھیلہ جس سے پیشاب خشک کیا تھا اس کو زمین پر دے مارا۔ وہ مٹی کا ڈھیلہ جتنی جگہ پر بکھرا اور جس جس مٹی پر لگا وہ زمین سونے کے ڈھیر میں تبدیل ہو گئی۔ پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ فقیر کے لیے مٹی اور سونے کی کوئی اہمیت نہیں تم اپنا نسخہ پاس ہی رکھو۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک مرتبہ راجھستان ہندوستان کی ریاست مارواڑ کے شہر سے گذر رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ اس محلہ کے ہندوؤں نے بتوں کو بلند مقام پر رکھا ہوا تھا۔ مگر ہوا یہ کہ آپ کی نظر جس بت پر پڑی وہ گر کر آپ کے قدموں میں آ جاتا۔ اس کیفیت کو دیکھ کر لوگ بہت حیران ہوئے اور کثیر تعداد میں ہندو کلمہ پڑھ کر نہ صرف مسلمان ہوئے بلکہ آپ کے غلام بے دام بن کر رہ گئے۔

کرامت نمبر۳ ☆: آپ ملتان میں حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ کے دربار کے تھڑے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ہندو نوجوان پتاشوں سے بھرا تھال لے کر آیا۔ آپ نے اس کی طرف نظر بھر کے دیکھا تو وہ بے اختیار ہو کر کلمہ پڑھنے لگا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر نواب مظفر خان (نواب آف ملتان) نے اس نومسلم کو گھوڑا اور خلعت عطا کی۔ وہ نومسلم جب گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے گھر کے دروازے پر پہنچا تو گھر کے جس فرد نے بھی اس کا چہرہ دیکھا وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتا گیا۔

حتیٰ کہ محلے کے جو افراد اُس سے ملنے آئے اُس کی نگاہ باکمال جس کے چہرے پر پڑتی گئی وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ

Marfat.com

پوری آبادی مسلمان ہوگئی۔آپ نے اس نومسلم کا نام مطیع الاسلام رکھا۔

کرامت نمبر۴ ☆: ایک مرتبہ ریاست جیسلمیر (ہندوستان) تشریف لے گئے تو وہاں کے راجہ کے تالاب سے پانی لینے لگے۔نگہبان نے جا کر راجہ کو اطلاع کر دی۔اس نے اپنے لڑکے کو بھیجا جس نے آ کر آپ کو نازیبا الفاظ میں بُرا بھلا کہا۔آپ نے نگاہ اٹھا کر اس لڑکے کو دیکھا تو وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

جب راجہ کو یہ اطلاع پہنچی تو وہ اور بھی مشتعل ہو گیا وہ ایک بڑا لشکر مقابلے کے لیے لے آیا۔جب وہ آپ کی مسجد کے دروازے پر پہنچا جہاں آپ مقیم تھے۔راجہ نے آپ کی طرف دیکھا تو دیکھتے ہی بے ساختہ زبان سے کلمہ جاری ہو گیا۔اور تمام لشکر سمیت مسلمان ہو گیا۔اور آپ کی بیعت کر کے غلامی اختیار کی۔

کرامت نمبر۵ ☆: ایک مرتبہ آپ کسی زمیندار کے کھیت سے گذر رہے تھے تو زمیندار نے آپ کو گالی دے کر کہا بھڑوے یہاں سے کیوں گذر رہے ہو۔آپ نے اپنے ساتھ موجود خادم سے پوچھا کہ بھڑوا کسے کہتے ہیں؟

خادم نے عرض کی حضور دو کو ملانے والے کو بھڑوا کہتے ہیں۔آپ نے فرمایا اچھا اس نے ہمیں دو کو ملانے والا کہا ہے۔تو پھر ہم دو کو ملا دیتے ہیں۔یہ کہہ کر آپ نے نگاہ ولایت سے اس کی طرف دیکھا تو وہ زمیندار واصل حق ہو چکا تھا اور دنیاداری سے فارغ ہو کر خدا پرست ہو کے رہ گیا۔

کرامت نمبر۶ ☆: ایک مرتبہ دوران سفر نماز کے لیے مسجد میں گئے تو امام مسجد واقعہ معراج پر تقریر کر رہے تھے۔ایک شخص نے سوال کیا۔مولانا صاحب کیا آسمان میں سوراخ یا دروازہ ہے۔جہاں سے گذر کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر تشریف لے گئے تھے۔مولانا نے جواب دیا کہ وہ نبی تھے۔نبی کے لیے کونسا کام مشکل ہے۔یہ جواب سن کر سوال کرنے والا اگرچہ چپ ہو گیا تھا۔لیکن دلی طور پر وہ مطمئن نہ ہوا تھا۔

آپ اس کی دلی کیفیت سے مطلع ہو گئے اور اس کا تجسس بھانپ کر اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ سامنے مسجد کی دیوار کو دیکھو کیا اس میں کوئی سوراخ یا دروازہ ہے؟ لوگوں نے کہا ہرگز نہیں۔آپ اس دیوار سے پار گزر گئے اور واپس بھی آ گئے۔ پھر فرمایا کہ اگر آپ اسے نظر کا دھوکا سمجھیں تو کوئی بھی شخص میرے پاس آ جائے۔مجمع میں سے ایک آدمی آیا۔آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے ہمراہ لے کر دیوار کے پار چلے گئے۔اور پھر اسی طرح واپس آ گئے۔

اس کے بعد آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ میں کملی والے آقا علیہ السلام کا غلام اور ادنیٰ غلام ہوں اگر میں ایسی دیوار میں سے گذر سکتا ہوں جس کا نہ دروازہ ہے نہ سوراخ۔تو پھر مالک دو جہاں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیا مشکل ہے کہ آپ اپنے جسم اطہر سمیت عرش پر تشریف لے جائیں۔آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر لوگ نہ صرف مطمئن ہوئے۔بلکہ لاتعداد افراد آپ کے ہاتھ پر بیعت بھی ہو گئے۔

واقعہ قبل از وصال ☆: ۱۱۹۷ ہجری بمطابق 1783ء کو آپ نے خراسان جانے کا پروگرام بنایا اور براستہ ڈیرہ اسماعیل

Marfat.com

ایک بستی تلیسری جا پہنچے۔ رات کو قیام کر کے وہاں سے خراسان جانے کی بجائے دریائے سندھ کے کنارے موضع کچھی پہنچ گئے۔ وہاں ایک شیشم کے درخت کے نیچے ایک رات قیام کیا۔ وہاں سے اوچ شریف میں ایک رات قیام کے بعد دھراجی بندر علاقہ کاٹھیاواڑ ہندوستان تشریف لے گئے۔

ضلع کاٹھیاواڑ میں آپ کے مریدین کی کافی تعداد ہے۔ آپ نے اپنے مرید حافظ محمد کوکی کے ہاں قیام فرمایا اور صبح کو پنجاب کے سفر کا قصد کیا۔

حافظ محمد کوکی نے رات کے کھانے میں زہر ملا دیا تا کہ آپ صبح کو سفر نہ کر سکیں اور یہیں آپ کا وصال ہو تا کہ آپ کی قبر مبارک یہیں بنے۔ زہر نے اپنا اثر دکھایا اور جگر پر اثر انداز ہوا۔ آپ نے سخت پریشانی اور خرابی صحت کے باوجود نماز عشاء ادا کی اور اس کے فوراً بعد بذریعہ قے آپ کے جگر کے ٹکڑے باہر آنے لگے جس کے باعث نقاہت میں اضافہ ہو گیا اور آپ نڈھال ہو گئے۔

آپ کے مرید ابو طالب نے یہ کیفیت دیکھی تو اس نے مسنون طریقہ سے آپ کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔ آپ نے ابو طالب سے فرمایا ابھی وقت نہیں آیا کچھ دیر باقی ہے۔ یہ کہہ کر آپ جذب کی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور چھت کی کڑیوں کو مضبوطی سے پکڑ کر کھڑے رہے۔ آپ نے ابو طالب کو اپنی جیب سے دس روپے دیئے اور فرمایا کہ پانچ روپے میرے کفن دفن پر خرچ کرنا اور باقی پانچ روپے خیرات کر دینا۔ اور میرے ورثاء کو کہنا کہ حافظ محمد کوکی جس نے مجھے زہر دیا ہے اس سے کوئی باز پرس یا اس کے خلاف کارروائی نہیں کرنی۔ اس کے بعد مراقبہ کی صورت میں بیٹھ کر ذکر میں مصروف ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد ابو طالب کو قریب بلا کر فرمایا اب وقت آ گیا ہے۔ یہ سن کر ابو طالب آبدیدہ ہو گیا۔ اور جب قریب ہو کر آواز سنی تو منہ سے ھُو ھُو کی آواز آ رہی تھی۔ اور فرما رہے تھے کہ دوست دوست سے مل گیا ہے۔ یہ واقعہ ۵ ربیع الثانی 1197 ہجری بمطابق 1783ء کا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۵ ربیع الثانی ۱۱۹۷ ہجری بمطابق 1783ء کو دھراجی بندر ضلع کاٹھیاواڑ ہندوستان میں حافظ محمد کوکی نامی مرید کے زہر دینے سے ہوا۔

اس نے اپنے منصوبے کے تحت آپ کو اپنے قصبے میں ہی دفن کر دیا۔

آپ کے مرید ابو طالب اور شیخ نتھو نے آپ کے ورثاء کو آپ کے وصال کا جو مراسلہ بھیجا وہ چھ ماہ بعد ماہ شوال میں ان کو ملا۔ آپ کے وصال کی خبر سنتے ہی آپ کے لواحقین کی ایک جماعت دھراجی کاٹھیاواڑ پہنچ گئی۔

وہاں پر حافظ محمد کوکی سے بیس روز تک تکرار رہا مگر وہ کسی بھی صورت آپ کے جسد خاکی کو لے جانے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ بالآخر بیس یوم کے بعد فیصلہ ہوا کہ آپ کا جسد خاکی دو صندوقوں میں سے ایک میں رکھ دیا جائے اور فریقین اپنے اپنے صندوق پر نشانی لگا لیں۔ اگر حافظ محمد کوکی کے صندوق میں آپ کا جسد آ گیا تو لواحقین خاموشی سے واپس چلے جائیں گے اور اگر لواحقین کے صندوق میں جسد اطہر آ گیا تو حافظ محمد کوکی مزاحمت نہ کرے گا۔

جب کچھ دیر کے بعد حافظ محمد کوکی نے اپنا صندوق کھولا تو اس کے صندوق میں آپ کا جسد اطہر موجود تھا۔ چنانچہ حسب معاہدہ دو صندوق

Marfat.com

نشانیاں لگا کر رکھ دیئے گئے۔ جسے دیکھ کر وہ خوش ہو گیا۔ اور صندوق کو دوبارہ اسی جگہ دفن کر دیا۔ جہاں سے نکالا تھا۔

جب آپ کے لواحقین نے اپنا صندوق کھولا تو اس میں بھی آپ کا جسد اطہر موجود تھا۔ آپ کے لواحقین نے آپکا جسد مبارک ایک چار پائی پر رکھا اور اس کے ساتھ بڑے بڑے بانس باندھے اور پا پیادہ براستہ ریاست بیکانیر، ریاست جیسلمیر، ریاست بہاولپور کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ قافلہ دن کو سفر کرتا اور جہاں رات ہوتی رک کر آرام کرتا۔ جب یہ قافلہ بہاولپور شہر سے سولہ کلومیٹر دور ایک بستی جس کا نام گوٹھ بخشا تھا۔ وہاں پہنچا تو رات ہو گئی۔ تو تمام لوگ آرام کی غرض سے رک گئے۔

اس بستی میں آپ اکثر تشریف لایا کرتے تھے۔ وہاں کی رہنے والی ایک خاتون حلیمہ جو آپ کی بہن بنی ہوئی تھی۔ آپ ہمیشہ اسے بہن کہہ کر بلایا کرتے تھے۔ ایک دن حلیمہ نے عرض کی حضرت آپ مجھے بہن کہتے ہیں اور بھائی کبھی بہنوں کا ساتھ نہیں چھوڑتے۔ آپ ہمیشہ سفر پر رہتے ہیں نہ جانے کس جگہ کس وقت آپ کا وقت آجائے۔ اور آپ وہاں دفن ہو جائیں اور مجھے خبر بھی نہ ہو۔ اس طرح میں آپ کے مزار کی حاضری سے بھی محروم رہوں گی۔

آپ نے فرمایا بہن فقیر جہاں بھی ہوگا۔ بہن کا ساتھ نہیں چھوڑے گا۔ جب آپ کا تابوت مائی حلیمہ کے گاؤں گوٹھ بخشا پہنچا تو خبر سن کر وہ بھی روتی پیٹتی آئی۔ اور چار پائی سے لپٹ کر آپ کا کیا ہوا وعدہ یاد دلا رہی تھی۔

دوسرے روز جب کہ ورثا نے چار پائی اٹھانا چاہی تو چار پائی اٹھائی ہی نہیں جا رہی تھی۔ اور نہ ہی کسی سے چار پائی ہلائی جا رہی تھی۔ سب لوگ حیران و پریشان تھے۔ بالآخر آپ کے ورثا عقیدتمندان نے باہمی مشاورت سے فیصلہ کیا کہ آپ کو یہیں دفن کر دیا جائے۔ اس لیے کہ چار پائی کا نہ ہلنا آپ کی خواہش کا اظہار ہے۔ اس لیے آپ کو مائی حلیمہ کی جھونپڑی میں ہی دفن کر دیا گیا۔

بعد میں نواب مظفر خان گورنر ملتان نے آپ کے مزار پر چبوترہ تعمیر کرایا اور دس محرابوں والا تالاب وضو کے لیے تیار کرایا۔ ساتھ ہی خوبصورت مسجد بھی تعمیر کرا دی گئی۔ آپ کا مزار پُر انوار خانقاہ شریف سابقہ نام گوٹھ بخشا جو کہ بہاولپور شہر سے سولہ کلومیٹر جی ٹی روڈ پر مرجع خاص و عام ہے۔ اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کا سالانہ عرس پاکستان میں ۵ ربیع الثانی کو خانقاہ شریف جی ٹی روڈ بہاولپور میں اور ہندوستان کاٹھیاواڑ میں بھی اسی تاریخ کو منایا جاتا ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت میاں محمد عارف شہید کلہوڑا اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، عارف ابن عارف، کامل ابن کامل، متصرف بہ تصرفات، حضرت میاں حافظ محمد عارف شہید اویسی کلہوڑ رحمتہ اللہ علیہ قطب الاقطاب ہیں۔

آپ سندھ کے رہنے والے تھے۔ سندھ میں ہی آپ نے قرآن کریم حفظ کیا اور دیگر علوم دینیہ کی تکمیل و تحصیل کی اور آپ اپنے عظیم والد گرامی حضرت میاں عبدالنبی کلہوڑا اویسی سہروردی علیہ الرحمتہ کے ہمراہ سندھ سے لیہ تشریف لے آئے۔ لیہ اور بھکر، منکیرہ یہ تمام علاقہ جات آپ کے والد گرامی کو عطیہ میں ملے تھے، جن کے قبضے کے حصول کے لئے بلوچوں سے لڑائی لڑنا پڑی جس میں خدا نے آپ کو فتح دی۔

آپ اپنے والد گرامی کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں اویسی تھے، آپ نے بھکر، لیہ اور جھنگ کے علاقوں میں لوگوں کو شریعت کا پابند اور احیائے سنت کا فریضہ سرانجام دیا۔

جو بھی شخص آپ کے پاس مرید ہونے آتا، پہلے آپ اسے پابند شریعت بناتے، داڑھی رکھواتے اور تمبا کو نوشی اور اس کی کاشت سے منع فرماتے۔ ہر مرید سے مکمل پرہیز گاری کا وعدہ لیتے۔

تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ جب سدوزئیوں کو شکست ہوئی اور وہ وہاں سے بھاگے تو آپ نے راجہ لکھی کے ہمراہ ان کا پیچھا کیا، جب واپس تشریف لائے تو شام ہو چکی تھی۔

شہر کے باہر سکھوں کا ڈیرہ لگا ہوا تھا جو کہ تاجر پیشہ تھے، جب آپ وہاں سے گزرے تو سکھوں نے سمجھا کہ شاید ڈاکو آ گئے ہیں، انہوں نے آپ کے لشکر پر فائرنگ کر دی۔ جس سے آپ اور راجہ لکھی شہید ہو گئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲۰۸ھ بمطابق 1793ء کو ہوا۔ مزار پر انوار لیہ شہر میں جنڈ گلی کے قریب میں مرجع خلائق عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے دربار کو ہر بار کی زیارت کی سعادت حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت میاں عبدالنبی کلہوڑ سہروردی اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام الواصلین، دلیل الکاملین، قدوۃ السالکین، انیس العارفین حضرت میاں عبدالنبی کلہوڑ سہروردی اویسی رحمتہ اللہ علیہ آسمان آفتاب طہارت و پاکیزگی ہیں۔ آپ حضرت عباس شہید کربلا کی اولاد سے ہیں۔ شجرہ نسب درج ذیل ہے: حضرت میاں عبدالنبی بن غلام شاہ بن میاں نور محمد بن میاں یار محمد بن میاں نصیر محمد بن میاں الیاس محمد بن میاں داؤد بن آدم شاہ بن دودہ عباسی بن حمید بن محمد بن ہتلا بن تھلا بن کابر بن پہار بن ظاہر بن مہدی بن ہاشم بن قاسم بن ہارون بن رشید عباسی بن سن کراس بن عبداللہ بن عنبر بن حضرت عباس علمدار شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیہم اجمعین۔

بیعت وخلافت ☆: آپ کا خاندان باطنی طور پر سید محمد جونپوری سہروردی علیہ الرحمتہ سے وابستہ اور بیعت تھا۔ آپ بھی باطنی طور پر سید محمد جونپوری سہروردی کے اویسی ہیں۔

سیرت وکردار ☆: سندھ کا یہ کلہوڑ خاندان جو کہ سندھ پر حکمرانی کے ساتھ ساتھ اپنے علم وفضل وکمال باطنی اور روحانی تصرفات وکمالات وخرق عادات کی بنا پر سلسلہ درویشی بھی قائم کئے ہوئے تھا۔

آپ کو نواب امین الملک اور عزت رام ایڈووکیٹ کی سفارش سے لیہ وبھکر کی سند اجارہ داری اور مبلغ چالیس ہزار روپیہ نقد بھی بطور امداد عطا ہوئے۔ ان دنوں لیہ وبھکر بلوچوں کے قبضے میں تھا۔ بلوچوں سے قبضہ لینے کے لئے آپ نے ان سے جنگ کر کے لیہ کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد اپنے صاحبزادے محمد عارف اور راجہ لکھی اور پلیا فقیر کی سرکردگی میں ایک لشکر منکیرہ بھیجا جو کامیاب وبامراد ہو کر واپس ہوئے۔ اس طرح لیہ، بھکر اور منکیرہ آپ کے قبضے میں آ گئے۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد آپ کے صاحبزادے کا وصال ہو گیا تو آپ وہاں سے جیسل میر تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ قیام کے بعد موضع حاجی پورہ تحصیل جام پور ضلع راجن پور تشریف لے گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲۲۰ھ بمطابق 1805ء کو ہوا۔ مزار پر انوار حاجی پور تحصیل جام پور ضلع راجن پور، میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے دربار کے موجودہ سجادہ نشین جناب میاں عنایت حسین عباسی جو آپ کی اولاد سے اور ضلع راجن پور کے اچھے بڑے زمیندار اور فی زمانہ بہت بڑے پیر بھی ہیں بڑی محبت سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت سلطان بالا دین اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان العرفا، پیکر عشق ووفا، راز دار علوم لدنیہ ومعرفت خدا، امام الاتقیاء حضرت سلطان بالا دین اویسی رحمتہ اللہ علیہ صاحب تجرید وترک ہیں۔

آپ سلطان العاشقین حضرت خواجہ عبدالخالق اویسی رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ آپ کی تمام تربیت وتعلیم آپ کے والد گرامی نے فرمائی تھی۔ آپ کے والد گرامی اپنے زمانہ کے متجر عالم دین اور عارف کامل تھے۔

آپ نے روحانی فیض حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی اویسی علیہ الرحمتہ سے حاصل کیا تھا۔ آپ کے پیرومرشد حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی اویسی علیہ الرحمتہ ایک مرتبہ آپ کو لے کر آپ کے دادا بزرگوار اور اپنے مرشد کامل حضرت خواجہ عبدالخالق کے دربار گوہر بار میں گئے اور آپ کو ایک پوشاک یعنی خرقہ خلافت پہنایا۔ اور بغلگیر ہو کر آپ سے فرمایا کہ اس پوشاک میں راز الٰہی پوشیدہ ہے۔ اور یہ میرا مستانہ ہے۔

آپ بے حد عبادت گذار، عابد زاہد متقی ونیک نام عبادت وریاضت میں یکتائے روزگار تھے۔ فقر وفاقہ میں بے مثال تھے۔ ہمہ وقت یاد خدا اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی زبان مبارک پر جاری رہتا تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲۴۱ ہجری بمطابق 1825ء کو ہوا۔ مزار پر انوار آپ کے دادا بزرگوار کے مزار کے ساتھ خانقاہ شریف بہاولپور شہر سے سولہ کلومیٹر دور جی ٹی روڈ بہاولپور میں مرجع خاص وعام ہے جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت مولانا میاں تاج محمد مہر اویسی قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مردمیدان جاہد و فی اللہ، ناظر جمال مطلق درمقید، فقیر باصفا مرید باکمال مولانا میاں تاج محمد صاحب مہر گوٹھ عال (نزد چک، تحصیل لکھی، ضلع شکارپور) میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اپنے بھائیوں سے اختلاف کی بنیاد پر اپنے بڑے بھائی میاں محمد مبارک کے ساتھ عال گوٹھ سے منتقل ہو کر ایک گوٹھ کو قائم کیا جو کہ "میاں جو گوٹھ" کے نام سے مشہور ہوا۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ نے "میاں جو گوٹھ" (ضلع شکارپور سندھ) میں استاد العلماء حضرت مولانا عبدالحکیم پنہیار قادری رحمتہ اللہ علیہ (جو کہ حضرت پیر سید موسیٰ شاہ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ گھوٹکی والے کے مرید باوفا تھا) سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اس کے بعد میاں صاحب حصول علم میں ملتان شریف گئے، وہاں علامہ قاضی نور احمد صاحب بلکانی والے کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کا مدرسہ، حضرت حامد محمود مخدوم سید محمد راجن رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ شریف کے قریب دریائے سندھ پر قائم تھا۔ وہیں درسی نصاب مکمل کیا۔

اویسی فیض ☆: دوران تعلیم آپ کے سر میں شدید درد ہوا۔ بہتیرے علاج معالجہ کیا لیکن بے سود حالانکہ خود حضرت قاضی نور احمد صاحب ایک حاذق حکیم تھے لیکن کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔ اتفاقاً سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قادری قدس سرہ (جھنگ پنجاب) کا ایک فقیر وہاں مدرسہ میں مہمان آکر ٹھرا۔ فقیر نے فرمایا : مولوی صاحب! آپ کا یہ درد کسی بیماری کے سبب نہیں کہ حکیموں کا علاج کارگر ہو۔ یہ ہمارے مرشد کریم حضرت سلطان العارفین کے تصرف و کشش کے سبب ہے۔ اس لئے آپ حضرت کی خانقاہ مقدس پر حاضری دیں انشاء اللہ تعالیٰ مزار شریف کی زیارت کرتے ہی آپ کا درد سر ختم ہو جائے گا۔

چنانچہ مولانا صاحب زیارت کرتے ہی شفایاب ہو گئے اور ڈھائی سال تک مزار شریف پر معتکف ہوئے اور فیض حاصل کرتے رہے۔ اس طرح آپ اویسی قادری ہوئے۔ آپ ایک مقبول درگاہ الٰہی اور صاحب الحضوری بزرگ تھے۔

مرشد کریم سے عشق ☆: ایک بار بچے راستے میں کھڑے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ مولانا صاحب اپنے مرشد کے نام پر کام کر دیتے ہیں، اس لئے کہ انہیں اپنے مرشد سے عشق ہے۔ اس لئے مرشد کے نام پر انکار نہیں کر سکتے۔ بچوں نے بغرض تماشہ مولانا صاحب سے کہا، مولانا صاحب! اپنے مرشد کے نام پر اس تالاب میں ایک غوطہ لگائیں۔ مولانا صاحب مرشد کا نام سن کر سراپا احترام بن گئے، ایندھن کا گٹھا سر سے اتار کر نیچے رکھا اور نہر میں غوطہ لگایا۔ جب ایک بار غوطہ لگا چکے تو پھر بچوں نے مرشد کا واسطہ دیا کہ ایک بار اور غوطہ لگائیں۔ مرشد کے نام پر مولانا صاحب نے نہ جانے کتنی بار غوطہ لگا چکے۔ بچے کھیل تماشہ سمجھ رہے تھے۔ ادھر آپ عشق کے امتحان میں کامیاب نکلے ادھر ایک صاحب نہر پر آنکلے۔ انہوں نے بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر بھگا دیا اور مولانا صاحب کو باہر نکالا اور ان کے کپڑے

Marfat.com

نچوڑے اوران کا گٹھا اور ریوڑ ان کے مکان پر پہنچا دیا۔ سبحان اللہ!

میں مدار جاں سے گزر سکا تو تری کشش کے طفیل میں
یہ ترے کرم کا کمال تھا کہ حصار ذات کو ڈھا دیا

سخاوت ☆: مولانا تاج محمد صاحب ذریعہ معاش کے لئے ریوڑ پالا کرتے تھے۔ ان کا تھوڑا سا دودھ بیچ کر روٹی کے واسطے غلہ خرید لیتے اور باقی دودھ راہ خدا میں تقسیم کر دیتے تھے۔ اس ریوڑ کو عموماً بذات خود چراتے تھے اور جب بھیڑیں چرا کر واپس آتے۔ تو ایندھن کا گٹھا سر پر اٹھا کر لاتے تھے

مرشد زادے کا ادب ☆: سلطان حامد (مولف مناقب سلطانی) لکھتے ہیں کہ میرے جدامجد نے میرے والد ماجد سے فرمایا۔ بیٹا! اتنے فقیر اور اونٹ لے کر آستانہ گاؤں جاؤ، وہاں سے باگڑ کی لمبی لکڑیاں لاؤ۔ کیوں کہ فلاں کنوئیں میں پانی کم ہو گیا ہے اس میں کوٹھی بنائی جائے گی۔ آپ نے حکم بجالاتے ہوئے ویسا ہی کیا۔ جب ہم اس کنوئیں پر پہنچے تو غوطہ لگا کا چار لکڑیوں کو چار رسوں سے باندھا۔ جب پانی کی سطح پر آئیں تو ان رسوں کو باہر کے درختوں سے باندھ دیا تا کہ ایک ایک کر کے نکال لی جائے۔ اس کام میں شام ہو گئی۔ چونکہ جلدی تھی اس لئے انہوں نے مولانا تاج محمد کو کہا کہ جلدی آؤ اور اس چوتھی لکڑی کو اچھی طرح کھینچے رہو۔ انہیں خیال تھا کہ جب باقی کے تین رسے باندھ لئے جائیں گے تو پھر اس چوتھے کو بھی باندھ لیا جائے گا۔ اور رات اپنے اپنے مکانوں میں بسر کر کے صبح ان لکڑیوں کو نکال کر اونٹ پر لاد دیا جائے گا۔ اور اس طرح پھر دوسرے روز کنویں میں اترنا نہیں پڑے گا۔ وہ تمام فارغ ہو کر سوار ہوئے، ساتھیوں کے ہمراہ اپنی منزل کو پہنچے۔ وہاں جا کر مولانا تاج محمد یاد آئے، جو کہ ساتھیوں کے ساتھ نہ تھے۔

والد صاحب نے اسی وقت گھوڑا دوڑایا اور کنویں پر جا کر دیکھا کہ تاج محمد دونوں ہاتھوں سے رسی کو اچھی طرح پکڑے جوں کے توں کھڑے ہیں۔ اور آنکھیں مراقبہ کے لئے بند ہیں۔ گھوڑے سے اتر کر اس کے ہاتھ سے رسی لی اور درخت سے باندھی اور اسے ساتھ لے لیا اور راستہ میں پوچھا: تاج محمد! رسی کو درخت سے کیوں نہیں باندھا۔ اس نے کہا، مجھے رسی تھام کر کھڑے رہنے کا حکم تھا میں کیوں کر حکم عدولی کر سکتا تھا۔ سبحان اللہ

میاں تاج محمد نے ایک ظالم شخص کو ایک ہی نگاہ سے دربار الٰہی کا خاص بندہ اور صاحب حضوری بنا دیا۔ پھر تو اس کی یہ حالت ہوئی کہ پورے چھ مہینے مسجد شریف میں ایک ہی استغراق میں مراقبہ کئے بیٹھے رہے کہ اس کا سر سینے سے نہ اٹھا۔ جو شخص آپ کی خدمت میں آتا اسے ایک ہی نگاہ سے دریائے توحید میں مستغرق فرما دیتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۷ جنوری جمادی الاول ۱۲۷۶ھ بمطابق 1850ء کو ہوا۔ ساری زندگی خلق خدا کو فیض پہنچایا۔ آپ کا مزار میاں جو گوٹھ ضلع شکار پور صوبہ سندھ میں مرجع خلائق ہے، سالانہ عرس منعقد ہوتا ہے، میاں عبدالحئی مہر سات ویں سجادہ نشین ہیں۔

بحوالہ: تذکرہ انوار علمائے اہلسنت سندھ

Marfat.com

حضرت فقیر میاں عیسیٰ قادری اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی مادرزاد، پیشوائے جمیع اہل کمال، آشنائے رموز و کنایات معراج، ناظر جمال مطلق در مقید، محقق در مقام ذوق و شہود، قطب حقیقت حضرت فقیر میاں عیسیٰ قادری اویسی رحمتہ اللہ علیہ آپ کا شمار عارفان روزگار اور واصلان صاحب اسرار میں ہوتا ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت تقریباً ۱۲۱۵ اور ۱۲۲۰ھ بمطابق 1800ء اور 1805ء کے درمیانی عرصہ میں بستی بختاور ضلع بھکر میں جناب حضرت نور محمد علیہ الرحمۃ کے گھر ایک مرد قلندر کی بشارت کے عین مطابق ہوئی۔

آپ کا نام نامی حضرت فقیر میاں عیسیٰ اور لقب عارف سلطان ہے۔ آپ اپنے خاندان کا امتیازی نشان اور اپنے وقت کے عظیم ولی کامل نہایت ہی راست باز، برگزیدہ، عبادت و ریاضت میں یکتا، اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔

امانتِ فقر ☆: حضرت عاشق خان قادری علیہ الرحمۃ جن کا مزار مبارک موسیٰ زئی شریف کے جنوب مشرق میں واقع ہے، لونی پٹھان قبیلے یہ بزرگ خراسان سے اس جگہ تشریف لائے اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے فیضان کے قاسم و امین ٹھہرے۔ حضرت غوث پاک اور دیگر بزرگوں کی ارواح طیبہ سے براہ راست بھی ان کو فیض حاصل تھا۔ طبیعت انتہائی جلالی کسی کو اپنے قریب نہ آنے دیتے تھے جو شخص قریب آتا اس کو اتنا مارتے کے زخموں سے چور چور ہو جاتا تھا۔ یہ فقیر اپنے حال میں مست اپنی خانقاہ کے قریب حال کے ایک درخت کے نیچے تکیہ لگائے بیٹھے رہتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ کے والد گرامی حضرت فقیر نور محمد علیہ الرحمۃ اُن سے ملاقات کے لئے ڈیرہ اسماعیل خان موسیٰ زئی شریف لے گئے تو لوگوں نے اُن کے قریب جانے سے بہت روکا لیکن آپ کے والد گرامی دست بستہ سر جھکائے عاشق خان قادری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں چلے گئے، فقیر مست الست حضرت عاشق خان علیہ الرحمۃ نے آپ کے والد گرامی کی طرف دیکھا تو نہایت محبت سے اپنے پاس بٹھایا، اور حال احوال پوچھا، اس کے بعد سے آپ کے والد گرامی اکثر بیشتر ان بزرگ مست الست کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔

حضرت عاشق خان قادری علیہ الرحمۃ نے فرمایا نور احمد ''تمہاری پشت سے ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے، وہ ہمارے فیض جذب و ولایت کا متحمل ہو سکتا ہے، ہمارے پاس اُس کی امانت ہے، چونکہ ہم اس کے آنے سے پہلے اس جہان سے رخصت ہو جائیں گے، اس لئے ہم یہ امانت تمہارے سپرد کر رہے ہیں، جب وہ پیدا ہو تو اس کے حوالے کر دینا، اور ہماری طرف سے تمہیں رخصت ہے۔''

چنانچہ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے والد گرامی حضرت فقیر نور احمد علیہ الرحمۃ نے آپ کی تربیت و تعلیم پر

Marfat.com

خصوصی توجہ فرمائی، جب آپ بالغ ہوگئے اور مروجہ ظاہری علوم کی تکمیل فرمالی تو والد گرامی نے وہ فیض باطنی جو اُن کو حضرت عاشق خان قادری علیہ الرحمۃ نے امانتاً آپ کے لئے عنایت فرمایا تھا، وہ آپ کے سینے میں منتقل کردی۔

بیعت وخلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ قادریہ میں اویسیہ طریقہ پر حضرت عاشق خان قادری علیہ الرحمۃ موسیٰ زئی ڈیرہ اسماعیل خان والوں کے اویسی تھے، اور اویسی طریقہ پر ہی آپ کو ان کی اجازت تھی۔

سیرت وکردار☆: آپ کا زیادہ وقت عبادت وریاضت میں گزرتا، دنیا اور اہل دنیا سے کبھی کوئی سرکار نہ تھا، عشق ومحبت کے جذبے سے سرشار ہمہ وقت جذب ومستی کا غلبہ طاری رہتا، عموماً استغراق اور مشاہدہ جمال میں مستغرق رہتے، تلاوت قرآن مجید، درود شریف، اسمائے الٰہی اور دیگر اوراد ووظائف کے علاوہ دلائل الخیرات، درودِ مستغاث اور قصیدہ غوثیہ کا ورد آپ کا معمول تھا۔

آپ کی پوری زندگی شریعت وطریقت کی پاسداری اور اتباع میں گزری۔ ہمیشہ ہر معاملے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کو مقدم رکھتے تھے۔ آپ کی عبادت وریاضت کی خوشبو رفتہ رفتہ علاقہ بھر بالخصوص بستی بختاور کو معطر کرنے لگی۔ آپ محفل سماع کو پسند فرماتے تھے ایک مرتبہ دوران سماع آپ پر وجد کی کیفیت بھی طاری ہوئی تھی۔

آپ نے اپنے قول وفعل اور پاکیزہ کردار سے اپنے اکابر کے نام کو روشن بلند کیا۔ اپنے اخلاق اور علم وعرفان سے صالحین کی ایسی فعال جماعت جن کی تعداد ہزاروں میں بتائی جاتی ہے کو رُشد وہدایت کا نہ صرف پیغام دیا بلکہ اُن میں سے لاتعداد افراد ایسے بھی تیار کیے جنہوں نے اطراف وجوانب میں دین حق کی شمع کو فروزاں کیا، اور آپ کے پیغام ومشن کو اس انداز سے آگے چلایا کہ صبح قیامت تک آپ کے فیضان کا ڈنکا بجتا رہے گا۔

ضلع بھکر، میانوالی، ڈیرہ اسماعیل خان، لیہ، مظفر گڑھ کے اضلاع خاص طور پر ڈیرہ اسماعیل خان کے شمالی علاقے سے لے کر ڈیرہ غازی خان تک دریائے سندھ کے طول وعرض بالائی اور زیریں دیہاتی علاقے میں آپ کے ہزاروں عقیدت مندان آج بھی موجود ہیں۔ آپ کے مریدین کی اولادیں آج بھی آپ کی اولاد کی مثل مرشد عزت واحترام کرتی ہیں۔

آپ کی اولاد سے کوئی بزرگ بھی ان علاقوں میں اگر چلا جائے تو کئی کئی مہینے تک عقیدت مندوں کا ہجوم ان کے گرد جمع رہتا۔ دامان کے علاقے میں سپرا، سکندر، ببر، گونسر، ماہڑہ، پرویہ، رنگپور، پچانڑیں، رشید جھوک، مسوخان، گرہ کھوکھراں، کانواں والی جھوک، ککری اور روڑا کے دیہاتوں میں بھی آپ کے ہزاروں عقیدت مندان موجود ہیں۔

آپ کو شہرت سے سخت نفرت تھی، اس بارے کسی بھی اقدام یا فعل کو پسند نہ فرماتے تھے، باوجود اس کے ذرائع ابلاغ کے فقدان اور مواصلاتی نظام نہ ہونے کے برابر تھا پروردگار عالم نے کسی قدر اہتمام کے بغیر آپ کو وہ شہرت ومقبولیت عطا فرمائی کہ آج ڈیڑھ سو برس گزر جانے کے باوجود آپ کی عظمت رفتہ میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی بلکہ دن بدن مقبولیت میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے، اور آج بھی ہزاروں دلوں میں آپ کی محبت وعقیدت موجود ہے۔

کشف وکرامات☆: ایک دن آپ مغرب کی نماز کے قریب اپنی مسجد کے صحن میں تشریف فرما تھے کہ اچانک بستی بختاور

Marfat.com

کی گلیوں سے ہوتا ہوا ایک شیر صحن مسجد میں آ پہنچا، لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا، پالتو جانور بھی کانپنے لگے۔

آپ نے آگے بڑھ کر شیر کی کمر پر تھپکی دے کر اُسے رخصت کر دیا۔ شیر کسی قسم کا نقصان کیے بغیر آرام سے جنگل کو واپس چلا گیا۔ آپ کے ایک عقیدت مند میاں غلام محمد نے عرض کی حضور شیر کی آمد کے خوف سے ہماری بھینسوں کے دودھ بھی خشک ہو گئے، آپ نے فرمایا آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔

اس واقعہ کے بعد آپ اکثر و بیشتر دو میل دور جنگل میں تشریف لے جاتے، اور رات بھر عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے۔ کسی کو علم نہیں کہ جنگل میں کیا شغل ہوتا ہے۔

اتفاقاً ایک دن قوم ''کچالا'' کا ایک کسان اپنے جانوروں کو چراتا ہوا جنگل کے قریب سے گزرا تو اُس نے دیکھا کہ جانور بڑی تیزی سے ایک طرف جمع ہو رہے ہیں، جانوروں کا انداز وحشیانہ نہیں تھا، بلکہ بڑے سلیقے اور نظم و ضبط سے چل رہے تھے، جانوروں کی خلاف معمول حرکات و سکنات دیکھ کر اس شخص کو حوصلہ ہوا وہ آہستہ آہستہ اُن کے پیچھے ہولیا، جوں جوں وہ آگے کی جانب بڑھتا گیا اس کی گھبراہٹ کم ہوتی گئی۔

جب وہ آگے پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت فقیر عیسیٰ قادری اویسی ایک جگہ تشریف فرما ہیں اور جنگل کے جانوروں کا ہجوم ہے وہ خود بھی آپ کے قدم چوم رہے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی اُٹھا کر آپ کے قدموں میں ڈال رہے ہیں۔

جب آپ اس شغل سے فارغ ہوئے تو وہ شخص آگے بڑھا تو آپ نے اُسے دیکھ کر تعجب اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے تاکیدی انداز میں فرمایا، خدا کے لئے میرے عیبوں پر پردہ ڈالنا، اور میرے حال کی کسی کو خبر نہ کرنا۔

وہ شخص گھر آیا تو اس کی حالت ہی بدلی ہوئی تھی، گھر والوں نے پوچھا تو اس سے رہا نہ گیا اور سارا واقعہ بیان کر دیا۔ یہ خبر پورے علاقہ میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی جس کی وجہ سے لوگوں کے دل میں آپ کے بارے میں مزید عقیدت و محبت پیدا ہو گئی۔

کرامت نمبر۲ ☆: حاجیوں کا قافلہ حج پر گیا، واپسی پر حاجیوں کا بحری جہاز گرداب میں پھنس گیا اور بچنے کی کوئی امید باقی نہ رہی۔

اسی جہاز میں علاقہ پشاور کے حضرت پیر سید حیدر شاہ علیہ الرحمۃ بھی سوار تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ بچنے کی کوئی امید نہیں رہی تو اللہ کا واسطہ دے کر بزرگان دین کو مدد کے لئے جب پکارا تو آپ حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمتہ اللہ علیہ وہاں ظاہر ہوئے اور جہاز آپ کی برکت سے گرداب سے نکل آیا، آپ کو ظاہراً دیکھ کر پیر سید حیدر شاہ علیہ الرحمۃ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا خدارا ہمیں اپنا نام تو بتا دیجیے، آپ نے جلدی میں اپنا نام بتایا اور فرمایا بھکر سے آیا ہوں۔

حضرت پیر حیدر شاہ علیہ الرحمۃ جب بخیریت اپنی منزل کو پشاور پہنچے تو پہلی فرصت میں آپ سے ملاقات کے لئے گھر سے نکلے، انہیں خیال گزرا کہ آپ نے سکھر فرمایا تھا، اس لئے وہ سندھ کا سفر اختیار کر کے سکھر پہنچے تو آپ کی تلاش کی مگر ساری کوشش بے سود رہی۔ واپسی پر پنجاب آئے تو دل میں خیال آیا کہ شاید بھکر نہ فرمایا ہو، چنانچہ وہ بھکر پہنچے، یہاں اُنہیں اپنے متعلقین بھی مل گئے، اس

Marfat.com

کے علاوہ بھکر کا سودھا خاندان بھی حضرت پیر حیدر شاہ علیہ الرحمۃ کا معتقد تھا، پیر حیدر شاہ علیہ الرحمۃ نے جب انہیں اپنی آمد کا مقصد بتایا تو انہوں نے بھکر کے مشہور خطیب سید جعفر شاہ کے والدِ گرامی سے رابطہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ بستی بختاور میں اس نام کے بزرگ واقعی موجود ہیں۔

چنانچہ وہ تمام لوگ حضرت پیر حیدر شاہ علیہ الرحمۃ کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چل دیئے۔

ادھر آپ حضرت فقیر میاں عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے پیر حیدر شاہ علیہ الرحمۃ کی آمد سے قبل اپنے لنگر خانے میں پیغام بھجوایا کہ آج خاص مہمان آ رہے ہیں، لہٰذا کھانے کا انتظام کرو، آپ کی زبان ترجمان سے اس قسم کے الفاظ خلاف معمول تھے، آپ کے صاحبزادگان اور خدام نے دریافت کیا تو آپ نے مہمانوں کی تعداد بھی بتادی، اور یہ بھی فرمایا اچھا کھانا تیار کراؤ۔

چنانچہ ظہر کے قریب حضرت پیر حیدر شاہ صاحب علیہ الرحمۃ بھی اپنے ہمراہیوں سمیت آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے، آپ نے بھی خانقاہ سے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا۔

حضرت پیر سید حیدر شاہ علیہ الرحمۃ نے جب آپ کو دیکھا تو جہاز والا تمام منظر سامنے آ گیا، اور بے اختیار آپ کے قدموں میں گرنے لگے تو آپ نے گلے سے لگا لیا، اور فرمایا شاہ صاحب آئندہ اس طرح نہ کرنا میں تو آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں، آپ نے کیوں اس قدر تکلیف اٹھائی میں کہاں اس قابل تھا کہ آپ نے میری خاطر اتنا طویل سفر کر ڈالا۔

کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر پیر صاحب نے آپ کی خدمت میں بیعت کے لیے عرض کیا تو آپ نے معذرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ شاہ صاحب ہم تو آپ کی دعاؤں کے طالب ہیں آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں، باوجود اس کے شاہ صاحب نے ضد پکڑ لی اور بار بار اصرار کرتے رہے، تو مجبور ہو کر آپ نے فرمایا شاہ صاحب آپ کے حکم پر آپ کو بیعت کرتا ہوں مگر میری ایک شرط ہے، وہ یہ کہ آئندہ آپ میرے پاس آنے کی زحمت نہ فرمانا اور نہ ہی کسی دوسرے کو میرے پاس بھیجنا، کیونکہ اس سے میری شہرت میں اضافہ ہوگا، جبکہ میں چاہتا ہوں کہ میرے عیبوں پر پردہ پڑا رہے، تو بہتر ہے۔

چنانچہ شاہ صاحب نے آپ کی اس شرط کو قبول کیا تو آپ نے اُنہیں بیعت اور اجازت سے سرفراز فرمایا۔

آپ کی اولاد سے ایک عالم دین حضرت مولانا حافظ ممتاز احمد چشتی مدظلہ العالی شیخ الحدیث انوار العلوم ملتان اپنی کتاب ''انوار العارفین'' میں رقمطراز ہیں کہ ہمارے خاندان کے کچھ بزرگ کافی عرصہ بعد کسی کام کے سلسلہ میں پشاور گئے تو اتفاقاً پیر سید حیدر شاہ علیہ الرحمۃ کے مزار پر پہنچ گئے۔ وہاں کیا دیکھا کہ مزار کی لوح پر جہاز کے گرداب میں پھنسنے اور حضرت فقیر صاحب سے فیض یاب ہونے کا واقعہ لکھا ہوا تھا۔

حضرت پیر سید حیدر شاہ علیہ الرحمۃ کی اولاد سے کچھ بزرگ فوراً تشریف لائے اور بغیر کسی سابقہ تعارف کے بہت اعزاز واکرام سے نوازا، اور کئی دن تک ہمارے بزرگوں کو ٹھہرائے رکھا، بڑی مشکل سے آنے کی اجازت دی، افسوس کے پھر دوبارہ شاہ صاحب کے مزار پر حاضری ہوئی نہ ہی ہمارے خاندان کے بزرگوں کا ان کی اولاد سے رابطہ ہو سکا، اور اس تاریخی تعلق کو مزید پھلنے پھولنے کا موقعہ نہ مل سکا۔

Marfat.com

کرامت نمبر۲ ☆: سکھا شاہی کے زمانے میں کافی کرم کے علاقہ غیر پر سکھوں نے رات کے وقت حملہ کر دیا۔ حضرت پیر سید حیدر شاہ علیہ الرحمۃ کے گھرانے میں صرف مستورات تھیں، آپ شاہ صاحب خود مریدین کے ہاں دورے پر تھے۔
سکھوں نے حویلی کے دروازے سے داخل ہونے کی کوشش کی تو مستورات نے خدا کا واسطہ دے کر کہا" ہے کوئی اللہ کا ولی جو اس وقت ہماری امداد کرے" اور خود دروازے کی طرف آئیں تو کیا دیکھا کہ ایک سفید پوش میانہ قد بزرگ نے تلوار سے ایک سکھ کی گردن اُڑا دی، اور دوسرے سکھوں کو بھگا دیا۔
مستورات نے فرمایا اے بزرگ خدا کے لئے اپنا نام تو بتا دیجئے آپ نے ہم پر بڑا احسان فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہم سادات ہیں، آپ نے نام بتا کر فرمایا میں سادات کا ادنیٰ غلام ہوں۔
کرامت نمبر۳ ☆: ایک مرتبہ آپ تلاوت قرآن حکیم فرمارہے تھے کہ ایک سیدزادے تشریف لائے اور آتے ہی کہنے لگے میں نے لڑکی کی شادی کرنی ہے لہٰذا میری امداد فرمائیں، چونکہ آپ سادات کا بے حد احترام اور خیال فرماتے تھے، اس لئے بلاتوقف آپ نے فرمایا شاہ جی جھو پھیلائیں۔
اس کے بعد آپ نے قرآن حکیم کو ذرا ہلایا تو اس میں سے چاندی کے سکے گرنے شروع ہو گئے، آپ نے فرمایا شاہ صاحب کافی ہیں۔ انہوں نے کہا اگر کچھ اور ہوں تو اچھا ہے، آپ نے قرآن حکیم کو مزید ہلایا تو پھر چاندی کے سکے گرے تو آپ نے شاہ صاحب سے پوچھا شاہ صاحب کافی ہیں، تو انہوں نے جھولی کو مزید پھیلاتے ہوئے کہا ایک مرتبہ پھر ایسا فرما دیں تو بہت اچھا ہوگا، تیسری مرتبہ جب آپ نے قرآن مجید کو ذرا ہلایا تو اتنے روپے گرے کے شاہ صاحب کی جھولی بھر گئی۔
اب شاہ صاحب بہت خوش ہوئے اور ساتھ ہی دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس کام کے لئے فقیر صاحب کو تکلیف دے کر بہت غلطی کی ہے، ہمارے گھر میں بہت سے قرآن مجید رکھے ہوئے ہیں ہم خود ہی یہ کام کر لیتے۔
چنانچہ شاہ صاحب مذکور جلدی جلدی قدم اٹھاتے ہوئے گھر کی طرف روانہ ہوئے، گھر پہنچ کر چاندی کے سکے سنبھالے اور طاق میں رکھے ہوئے قرآن کریم کے نسخوں کو زور زور سے ہلایا اور بار بار ہلایا مگر ایک روپیہ بھی برآمد نہ ہو سکا، پھر خیال کیا کہ وہ قرآن کریم جو فقیر صاحب کے پاس ہے وہ کسی خاص کمپنی کا ہوگا، لہٰذا ان سے دریافت کیا جائے تو کام بن جائے گا۔
اگلے دن صبح سویرے شاہ صاحب نے بستی بختاور کا رُخ کیا اور آپ کے دروازے پر پہنچ کر یہ کہلا بھیجا کہ ملاقات کی تکلیف نہیں دینا چاہتا بس اتنا فرما دیجئے کہ آپ کا قرآن مجید کس کمپنی کا ہے، چونکہ آپ کو سارے قصے کا باطنی طور پر علم تھا، آپ نے فرمایا شاہ صاحب خواہ مخواہ بار بار آپ قرآن مجید کے نسخوں کو ہلا ہلا کر تکلیف دیتے رہے قرآن مجید کی ایک ہی کمپنی لوح محفوظ ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ ہاتھ اس عاجز کا ہاتھ، اس بات کو سن کر شاہ صاحب نے معذرت چاہی اور روانہ ہو گئے۔
کرامت نمبر۴ ☆: کڑی شموزئی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کا ایک پٹھان درویش آپ کی زیارت کی غرض سے دریائے سندھ کے کنارے پہنچا تو وہاں کوئی کشتی وغیرہ نہ تھی، چونکہ تمام کشتیاں سورج غروب ہونے سے بہت پہلے اپنی اپنی منزل کو روانہ ہو چکی

Marfat.com

ہوتی ہیں۔

شام ہونے کو تھی، درویش نے کچھ دیر کشتی کا انتظار کیا جب رات ہونے لگی تو صبر نہ کر سکا، اُس نے حضرت فقیر صاحب کو آواز دی اور دریا میں چھلانگ لگا دی۔

ادھر شام کا وقت تھا کہ آپ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے کہ بیٹھے بیٹھے اچانک ہاتھ لمبے کرتے ہوئے فرمایا ''او خدا کے بندے یہ کیا کر دیا توبہ'' پھر اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے فرمایا میرے کرتے کی آستین پانی سے تر ہو گئی ہیں انہیں اچھی طرح نچوڑو، اور خیال رکھنا ایک پٹھان درویش رات کو آ پہنچے گا اسی کو دریا سے نکالتے ہوئے میرے کپڑے پانی سے تر ہو گئے ہیں، آدھی رات ہوئی تو وہ پٹھان آپ کے دروازے پر آن پہنچا اور زور زور سے کہنے لگا، ''بابو خوا آج تو ہم مرتا تھا'' آپ نے آگے بڑھ کر اسے دلاسہ دیا اور اس کی دلجوئی فرمائی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲۷۵ھ تا ۱۲۸۰ھ بمطابق 1857ء تا 1863ء کے درمیان مورخہ 28 شعبان المعظم کو ہوا۔

وصال کے وقت آپ پر جذب و مستی کا عجیب عالم طاری تھا، چونکہ بظاہر اس قسم کے اثرات یا حالات نہ تھے کہ جس سے آپ کے سفر آخرت کا اندازہ ہو، آپ کے دونوں صاحبزادے حضرت فقیر غلام محمد اور حضرت فقیر حیدر صاحب کچھ دیر کے لئے باہر گئے ہوئے تھے۔

آپ کی زوجہ محترمہ حاضر خدمت تھیں کہ آپ یکدم وجد و جلال میں آئے اور اپنے دونوں صاحبزادوں کو فقر و ولایت کی نعمت باطنی سے مالا مال کیا اور اسم ذات کا ورد کرتے ہوئے وصال فرما گئے۔

سب سے پہلے آپ کو آپ کے آبائی گاؤں جہاں آپ کے اجداد مدفون ہیں وہاں دفن کیا گیا۔ بتیس برس کے بعد دریائے سندھ سے کٹاؤ کے باعث آپ کی بشارت پر آپ کے جسد اطہر کو نوتک سے مشرق میں چاہ عمر والا منتقل کیا گیا، جب آپ کا مزار کھول کر جسد اطہر نکال کر موجودہ جگہ تک لایا گیا تو تین دن تک ہزار ہا لوگوں نے آپ کے جسد اطہر اور چہرہ مبارک کی زیارت کی۔

آپ کا مزار پُر انوار بستی بختاور بھل روڈ بھکر شہر میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پا رہے ہیں۔ آپ کے دربار کے بارے مشہور ہے کہ مشکل اور پریشانی کے وقت اگر کوئی آپ کے دربار کی طرف رُخ کر کے آپ کو پکارے تو اللہ تعالیٰ آپ کے وسیلے سے اس کی مشکل حل فرما دیتا ہے۔

آپ نے اپنے وصال سے قبل اپنے خاندان والوں کو نصیحت فرمائی تھی، کہ علم پڑھنا، پڑھانا اور مساجد کو آباد رکھنا، اللہ تعالیٰ ان کاموں کی وجہ سے تمہارے رزق میں برکت کرے گا اور ہمیں اطمینان اور سہولت رہے گی۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت خواجہ پیر علی مردان اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آئینہ جلال و جمال حقانی، مظہر تامہ کمال انسانی، ستارۂ ولایت آسمانی، حجتہ اللہ، فنافی اللہ، بقا باللہ، غریق در بحرِ توحید و رسالت، فقیر مست الست، واقف اسرار لدّ نی حضرت خواجہ مقبول الرحمٰن المعروف خواجہ پیر علی مردان اویسی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب نور توحید و تفرید ہیں۔

آپ کی ولادت با سعادت ۱۱۸۸ ہجری بمطابق 1774ء کو ملتان شہر کے قدیمی اور بارونق بازار کتب فروشاں اندرون حرم گیٹ میں حضرت خواجہ مولانا حافظ مدد علی علیہ الرحمتہ کے علمی و روحانی گھر میں ہوئی۔

۱۱۸۸ ہجری ملتان کے لوگوں پر اس قدر بھاری بالخصوص برصغیر کے مسلمان ان دنوں انگریزوں کے خلاف برسر پیکار تھے۔ ابھی انگریز ہندوستان میں مکمل قبضہ اور حکومت قائم نہ کر سکے تھے کہ مسلمانان برصغیر ملک کو غلامی سے بچانے کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کا عزم کر چکے تھے۔

ان ایام میں آپ کی ولادت با سعادت ہوئی۔ جبکہ آپ کے والد گرامی حافظ علی مدد صاحب درس و تدریس اور خطابت کے میدان میں کھڑے ہو کر مسلمانان ملتان کی قیادت کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے عظیم والد گرامی سے حاصل کی بعد ازاں مختلف علماء سے علوم متداولہ کی کتب پڑھیں اور تفسیر و حدیث میں مکمل دسترس حاصل کی۔

علوم دینیہ سے مکمل فراغت کے بعد آپ نے اپنے والد گرامی کے مشن کو جاری رکھتے ہوئے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ تو آپ کے علم و فضل کی شہرت سن کر ملتان کے گیلانی سادات، قریشی خاندان اور پٹھان اور گردیزی سادات کے سجادگان اور شیوخ کی اولادیں آپ کے حلقہ درس میں آنے لگیں اور آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے علوم اسلامیہ کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ اویسیہ میں حضرت پیر خواجہ محکم الدین سیرانی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

نوٹ ☆: آپ کا اصل نام مقبول الرحمٰن ہے۔ جب آپ حضرت خواجہ سیرانی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تو انہوں

Marfat.com

نے سلسلہ عالیہ میں آپ کا نام علی مردان رکھا۔اس کے بعد سے آپ اسی نام سے مشہور ہوئے۔

سیرت و کردار☆: آپ پابند شریعت وطریقت بزرگ تھے۔تمام عمر دین اسلام کے لیے وقف کیے رکھی۔عامتہ المسلمین کی خدمت کو اپنے لیے اعزاز سمجھتے تھے۔آپ کا معمول تھا کہ تمام رات ملتان شہر کی مساجد میں وضو کے لیے پانی بھرتے رہتے تا کہ صبح کو نمازی آئیں تو وضو کرنے میں تکلیف نہ ہو۔کبھی کبھی رات کے آخری حصے میں سونے کے لیے گھر تشریف لاتے۔آپ کے خاندان کی بزرگ مستورات نے اکثر دیکھا ہے کہ رات کو کمرے میں لیٹے ہوئے تھے کہ اس وقت آپ کے جسم کے ٹکڑے الگ الگ پڑے ہوتے تھے۔اور ہر حصے سے اللہ ھو اللہ ھو کی آوازیں آرہی ہوتی تھیں۔

آپ کئی کئی پہر بھوکے رہتے لیکن آپ کے دستر خوان پر روزانہ دین کی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء علماء حفاظ کے علاوہ کثیر تعداد میں آپ کے عقیدتمندان کھانا کھاتے تھے۔

آپ کی طبیعت کسی کی تکلیف برداشت نہ کرتی تھی۔اگر کوئی غریب مسکین یا ضرورت مند آپ کے پاس سوال لے کر آجاتا تو آپ اس کا سوال ضرور پورا فرماتے۔اگر اتنے وسائل پاس نہ ہوتے تو پریشان ہو جاتے جب تک اس کا مسئلہ حل نہ ہو جاتا آپ کو چین و قرار نہ آتا تھا۔

تمام عمر انگریزوں کے خلاف تقریری، تحریری اور عملی جہاد کرتے رہے۔کسی کی زبان سے انگریز کا نام سننا بھی پسند نہ کرتے تھے۔

آپ کے دست مبارک پر کئی غیر مسلم کلمہ پڑھ کر صاحب ایمان ہوئے۔آپ نے درس وتدریس اور وعظ ونصیحت کے ذریعے پورے ہندوستان کو اپنا حلقہ ارادت بنالیا تھا۔آپ کے وعظ وتقریر کو پورے ہندوستان میں ایک منفرد مقام حاصل تھا۔آپ کے ہزاروں مریدین ملتان، کوئٹہ، کراچی تک پھیلے ہوئے ہیں۔

آپ نے جس طرح دین اسلام اور دنیاوی معاملات میں لوگوں کی رہنمائی کی اس کی مثال ناممکن ہے۔اور اس کے ساتھ ساتھ مختلف مقامات پر خانقاہیں اور مساجد کی تعمیر بھی کرائی۔اس سلسلہ میں آپ کے بھائی حضرت مولانا قاضی مخدوم غلام نبی اویسی جو کہ ملتان کے قاضی تھے۔آپ کے معاون و مددگار رہے۔آپ کے پاس حضرت پیر سید جماعت علی شاہ، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور حضرت خواجہ امام بخش اویسی اور ان کے والد و دیگر مشائخ عظام خصوصیت سے تشریف لایا کرتے تھے۔

نواب بہاولپور کی آمد پر آپ کا طرز عمل☆: ایک مرتبہ آپ ملتان سے کچھ عرصہ کے لیے بہاولپور تشریف لے گئے اور وہاں کی ایک جامع مسجد میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔تو وہاں آپ کے زہد وتقویٰ کا شہرہ عام ہوا۔تو نواب آف بہاولپور سلام ونیاز کے لیے مسجد میں حاضر ہوئے۔اس وقت آپ مسجد میں طلباء کو درس دے رہے تھے۔جیسے ہی نواب آف بہاولپور نے مسجد میں قدم رکھا۔آپ اسی وقت اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔نواب صاحب حیران تھے کہ ابھی میں نے آپ کو دیکھا تھا کہ درس دے رہے تھے۔اور یکدم سے دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گئے۔اس نے مسجد کے تمام کونوں اور صحن میں دیکھا۔جب آپ کو مسجد میں موجود نہ پایا تو مایوس ہو کر واپس چلا گیا۔

Marfat.com

جیسے ہی نواب صاحب واپس گئے تو آپ پھر طلباء کے درمیان بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ کسی نے آپ سے عرض کی حضور نواب صاحب اتنی عقیدت ومحبت سے آئے تھے۔ ان کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا گیا۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ کہ میں اس وقت کائنات کے خالق و مالک رب العزت کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ درس قرآن دیتے ہوئے یہ کیسے ممکن ہے کہ دنیا کی ایک ریاست کے حکمران سے ملاقات کرتا۔ جبکہ میرے خیال کے مطابق نواب موصوف میرے اور میرے خدا کے ملنے میں رکاوٹ کا باعث تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 25 رجب المرجب شریف ۱۲۸۲ ہجری بمطابق 1865ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار چوک شہیداں اور حرم گیٹ کے درمیان والی سڑک یعنی اکبر روڈ ملتان میں مرجع خاص وعام ہے۔

جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کا دربار انتہائی خوبصورت اور دلکش ہے۔ جس میں مجلس خانہ، لنگر خانہ اور سجادنشینوں کے کمرے اور مجلس خانہ کی جنوبی طرف ایک عالیشان مسجد ہے۔ جہاں آج بھی سلسلہ رشد وہدایت جاری ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد عارف اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف کامل، ولی العصر، امام السالکین، مونس الارواح، سراج الاولیاء، زبدۃ العرفاء حضرت خواجہ محمد عارف اویسی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاصفیاء ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی اویسی علیہ الرحمتہ کے خلیفہ اول حضرت سلطان احمد دین علیہ الرحمتہ کے گھر ہوئی۔

جب آپ سن شعور کو پہنچے تو والد گرامی نے قرآن کریم حفظ کروانے کے لیے ایک بہترین حافظ وقاری کو اس کام کے لیے مقرر فرمایا۔ آپ استاد محترم سے جو سبق پڑھتے وہ استاد کے جانے کے بعد بھی یاد کرتے رہتے تھے۔ آپ اپنے ہم عمر بچوں سے مختلف اور کھیل کود میں دلچسپی نہیں لیتے تھے۔

ایک دن آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا۔ بیٹا تم جو سبق استاد سے پڑھتے ہو وہ جا کر حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی علیہ الرحمتہ کے دربار پر ان کو سنا آیا کرو۔ وہ تمہیں خوش ہو کر انعام سے نوازیں گے۔

اس کے بعد سے آپ کا معمول بن گیا کہ اپنے استاد سے جو سبق لیتے اسے حفظ کرنے کے بعد حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی علیہ الرحمتہ کے دربار پر جا کر ان کو سنا آتے۔

ایک دن آپ حضرت خواجہ سیرانی کے مزار کے سرہانے حسب معمول کھڑے ہو کر قرآن شریف کا اپنا سبق سنا رہے تھے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں چاندی کا ایک روپیہ پڑا ہوا ہے۔ آپ نے اس کا ذکر گھر جا کر والدہ ماجدہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا بیٹا وہ روپیہ تمہارا انعام ہے جو حضرت خواجہ سیرانی تمہیں سبق سننے کے بعد دیتے ہیں۔ اس لیے تم وہ روپیہ اٹھالیا کرو۔ اس کے بعد آپ کا معمول بن گیا۔

آپ روزانہ شام کو جا کر خواجہ سیرانی صاحب کے مزار کے سرہانے کھڑے ہو کر قرآن پاک کا حفظ کیا ہوا سبق سناتے اور چاندی کی مہر والا روپیہ جو مزار کے کنارے پڑا ہوا ملتا اٹھا لیتے۔ آپ نے تمام دینی مروجہ علوم اپنے گھر پر ہی حاصل کیئے اس لیے کہ آپ کا پورا گھرانہ علم وفضل اور عرفان کی دولت سے مالا مال اور دینی علوم کا گہوارہ تھا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ اویسیہ میں اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ سلطان احمد دین اویسی علیہ الرحمتہ کے

Marfat.com

دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ والد گرامی نے راہ سلوک کی منازل طے کرانے کے بعد آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد فرمایا۔

سیرت و کردار☆: آپ بچپن ہی سے پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔ تہجد اشراق، اوابین کبھی قضا نہ فرماتے۔ ہمہ وقت باوضو رہنا آپ کی طبیعت ثانیہ کا خاصہ بن چکی تھی۔ علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد عبادت وریاضت میں اس قدر کیف حاصل ہوا کہ اہل دنیا کی محبت دل سے ختم ہو کے رہ گئی اور ہمہ وقت عبادت وریاضت میں مشغول نظر آنے لگے۔

ایک رات آپ اپنے حجرے میں مصروف عبادت تھے کہ شور وغل سنائی دیا۔ جس سے آپ کی عبادت میں خلل واقع ہوا۔ آپ نے خادم سے دریافت کیا یہ شور کیسا ہے؟ خادم نے عرض کیا مڈ رشید دریا کے کنارے واقع آپ کی ذاتی اراضی سے غلہ آیا ہے جو اتارا جارہا ہے۔ یہ شور اونٹوں اور غلہ اتارنے والے لوگوں کے بولنے کی وجہ سے ہے۔

آپ نے فرمایا ایسا غلہ کبھی نہ آئے جو عبادت میں مخل ہو۔ آپ کے اس فرمان کے بعد مڈ رشید کی نہایت قیمتی اور زرخیز زمین بنجر ہو گئی۔ اور وہاں سے گندم آنا بند ہو گئی۔

تقوے کا عالم یہ کہ تمام عمر روپے پیسے کو ہاتھ نہ لگایا کسی سے کبھی نذر ونیاز قبول نہ فرمائی۔ جب آپ کی ولایت کا چرچہ عام ہوا تو نواب آف بہاولپور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی پارسائی اور تقوی کا چشم دید مشاہدہ کرنے کے بعد آپ سے بے حد متاثر ہوئے اور عرض کی حضور مجھے اپنے ہاتھ پر بیعت فرما کر غلامی میں قبول کر لیجیے۔

آپ نے جواب میں فرمایا اس سے پہلے نواب بہاول خان عباسی ہمارے دادا مرشد خواجہ سیرانی کی خدمت میں بیعت کے لیے آئے تھے۔ ہمارے حضرت نے یہ کہہ کر مسترد فرما دیا تھا کہ ہم فقیر لوگ ہیں ہمیں بادشاہوں سے کیا غرض۔

باوجود اس کے وہ نواب صاحب پھر بھی اپنے اہل وعیال سمیت آتے رہے۔ قدم بوسی کرتے رہے۔ اس دوران انہوں نے آپ کو جاگیر بطور نذرانہ پیش کی۔ آپ نے لینے سے انکار کر دیا۔ تو نواب آف ریاست بہاولپور نے عرض کی نالہ صادق کی آمدنی لنگر کے اخراجات کے لیے ہی قبول فرمالیں۔

نالہ صادق ریاست بہاولپور میں ایک نہر کا نام ہے اس نہر سے آبپاشی کرنے والے کسانوں سے نقد رقم بعوض آب پاشی وصول کی جاتی تھی۔

نواب صاحب کی اس پیش کش سے آپ جلال میں آگئے اور فرمایا تم کیا چاہتے ہو۔ فقیر تمہاری ریاست سے چلا جائے۔ فقیر لنگر کا خرچہ خود چلا سکتا ہے۔

آپ کا غصہ اور جلال دیکھ کر نواب موصوف تھر تھر کانپنے لگے اس کے بعد دوبارہ کبھی آپ کو نذرانہ پیش کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

کرامت☆: نوجوانی کے عالم میں ہی آپ سے کرامات کا صدور ہونے لگا تھا۔ ضلع ڈیرہ غازی خان کے علاقہ لنڈی سیداں، شہر داجل تحصیل جام پور، بستی سامی کے آس پاس کے علاقہ میں پانی بالکل نہ تھا۔ جس کی وجہ سے زراعت نہ ہو سکتی تھی۔ حالت

Marfat.com

یہاں تک خراب تھی کے پینے کا پانی بھی میسر نہ تھا۔ایک مرتبہ آپ لنڈی سیداں میں اپنے کسی مرید کے گھر قیام فرماتے کہ میزبان نے عرض کی حضور دعا فرمائیں یہاں بھی پانی نکل آئے۔اور دوسری جگہوں کی طرح یہاں بھی کنویں چلیں۔آپ اس میزبان کے کہنے پر شہر سے باہر تشریف لے گئے اور پانی سے بھرے ہوئے لوٹے سے کئی جگہ پانی گرایا اور دعا فرمائی۔آپ کی دعا کی برکت سے جس جس جگہ آپ نے پانی ڈالا تھا وہاں سے زیر زمین پانی کے کنویں چلنے لگے اور رقبے سیراب ہونے لگے جس سے فصلیں لہلہانے لگیں اور لوگوں کو پینے کے لیے پانی ملنے لگا۔لنڈی سیداں اور بستی سامی، داجل میں آج تک وہ کنویں موجود ہیں۔جبکہ اس کے آس پاس کے گاؤں میں اب بھی پانی کا فقدان ہے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال 23 جمادی الاول ۱۲۹۷ ہجری بمطابق ماہ اپریل 1879ء کو ہوا۔مزار پر انوار آپ کے دادا مرشد حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی علیہ الرحمتہ کے مزار کے پاس خانقاہ شریف بہاولپور میں مرجع خاص وعام ہے۔جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت مولانا محمد فاضل درخانی اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پاسبان شریعت، مجاہد راہِ ترک وفنا، سرخیل مبازران طریقت، سرِ دفتر عارفان حقیقت، سرمست جام وحدت و معرفت حضرت مولانا محمد فاضل درخانی اویسی رحمتہ اللہ علیہ شیخ وقت اور قطب زمن ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۴۶ھ بمطابق 1830ء کے لگ بھگ بلوچستان کے معروف علاقہ ڈھاڈر کے قریب ایک گاؤں درخان میں ہوئی۔

انگریزوں کے تسلط اور نفوذ کے خلاف بلوچستانیوں کا اولین قدرتی ردّعمل مدافعت ومقاومت کا تھا۔

چنانچہ ان میں ایک طبقہ ایسا وجود میں آیا جو اس ہمہ جہتی سامراج کے خلاف مستقل طور پر نبرد آزما ہوا۔اسی میں آپ نے شرکت کی۔اور اپنے ساتھیوں مینگل اور جونگل کے ہمراہ انگریزی چوکیوں پر حملہ آور ہوتے رہے۔

ایک رات جب تاریکی چھائی ہوئی تھی آپ کے ساتھی ایک بڑے سردار کا گھر لوٹنے کے لئے جارہے تھے،اس موقع پر آپ کے ضمیر نے آپ کو روکا،اس لئے اس میں جہاد کا شائبہ تک نہ تھا۔آپ نے طوعاً وکرہاً اُن کا ساتھ دیا،اور چھوٹی سی پہاڑی کو مورچہ بنا کر بیٹھ گئے،مگر دل میں بے چینی کی کیفیت مسلسل برقرار تھی،ابھی آپ اسی اُدھیڑ بن میں تھے کہ پیچھے سے کسی نے سر پر زوردار ڈھول جمائی اور کڑک کر کہا کہ محمد افضل یہ کام چھوڑ دو۔

آپ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا۔غصے کی حالت میں پیچ وتاب کھاتے ہوئے فرمایا سامنے آؤ، چھپتے کیوں ہو،لیکن وہاں کوئی ہوتا تو سامنے آتا۔وہ تو حضرت خضر علیہ السلام جیسی کوئی بزرگ ہستی تھی جس نے مشیتِ خداوندی سے ایسا کیا۔

چنانچہ آپ پریشان سے ہوگئے،اور تھوڑی دیر غور وفکر کرنے کے بعد اپنے سے جدا ہوکر مغموم سی حالت میں گھر پہنچے۔رات کا باقی حصہ آسمان کے تارے گن کر گزارے۔صبح ہوئی تو مسجد میں گئے اور زندگی میں پہلی مرتبہ خلوص دل سے بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوکر برے کاموں سے توبہ کی۔

اب آپ کے دل میں دینی تعلیم حاصل کرنے کی لگن پیدا ہوئی۔

Marfat.com

چونکہ قرب وجوار میں کوئی دینی مدرسہ نہ تھا اس لئے بے قرار رہنے لگے۔

معروف تذکرہ نگار جناب ڈاکٹر انعام الحق کوثر صاحب مصنف تذکرہ صوفیائے بلوچستان رقم طراز ہیں کہ اسی بیقراری کے عالم میں بزرگان دین نے روحانی طور پر آپ کی جانب توجہ فرمائی۔

چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اور ''چار یار'' نے آپ کی بنیادی تعلیم و تربیت مکمل کی۔ ابھی غالباً مزید تعلیم و تربیت کی ضرورت تھی، اس لئے قدرت نے سبب پیدا کیا جس سے آپ کی کایا ہی پلٹ گئی۔

ظاہری تعلیم کے غیبی امداد☆: ایک روز آپ شام کے وقت مٹھڑی سے اپنے قصبہ درخان کی جانب تن تنہا تشریف لا رہے تھے کہ دو ڈاکوؤں نے آپ کو راستے میں لوٹ لیا۔ یہاں تک کے جسم سے کپڑے بھی اتروالئے آپ کے جسم پر صرف اور صرف ایک لنگوٹ باقی بچا۔

یہ بات آپ کے لئے باعثِ ننگ تھی، کہ اس حالت میں اپنے گھر کو جاتے، اس لئے کہ گاؤں ہی نہیں بلکہ علاقہ بھر کے لوگ آپ کو جانتے تھے، اس کے علاوہ آپ ایک بڑے خاندان اور قبیلہ رئیسانی کے فرد تھے۔

آپ نے کافی سوچ وبار کے بعد قصبہ ہمایوں جانے کا فیصلہ کرلیا۔ وہاں پہنچ کر آپ مولانا عبدالغفور مرحوم کے مدرسہ میں پہنچ کر داخلہ لیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں دینی علوم کی تکمیل کر کے واپس اپنے گھر پہنچے۔

قصبہ درخان میں خانقاہ کا قیام☆: قصبہ درخان میں اس سے پہلے کوئی دینی مدرسہ نہ تھا، آپ نے اپنے گھر کے قریب ایک مسجد بنوائی اور اس کے احاطہ میں مدرسہ جاری کیا۔ جہاں باقاعدہ درس و تدریس کا اجراء ہوا، ہر نماز کے بعد آپ خود وعظ فرماتے، قدرت نے آپ کی زبان میں وہ تاثیر رکھی تھی کہ جو بھی ایک مرتبہ آپ کا وعظ سن لیتا گرویدہ ہو کے رہ جاتا۔ گناہگار چاہے کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو آپ کی مجلس میں آ کر توبہ کر کے نیک و پارسا ہو جاتا۔ وقت کے ساتھ ساتھ آپ کا حلقہ اثر وسیع ہوتا چلا گیا۔ ہمہ وقت لوگوں کا ہجوم آپ کی خانقاہ معلّٰی میں رہنے لگا۔ لاتعداد افراد آپ کے دست مبارک پر بیعت ہو گئے۔

آپ نے عقیدتمندوں کی بڑھتی ہوئی کثرت کو دیکھ کر باہر سے آنے والے افراد کے لئے لنگر کا بندوبست کیا۔ جہاں سے مسافروں کو دووقت کا کھانا مفت ملتا تھا۔ مسافروں کے قیام کے لئے چار پانچ بڑے کمروں پر مشتمل ایک سرائے تعمیر کروائی۔

غیرت دینی وجذبۂ حق واصلاح معاشرہ☆: ۱۲۵۵ھ بمطابق 1839ء سے ریاست قلات میں انگریز سامراج کا عمل دخل، تہذیب وتمدن عقیدے کے اعتبار سے اپنے مخصوص نقطۂ نظر اور مفاد کے قالب میں ڈھلنا شروع ہو گیا تھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ قدرت شاید آپ کو انگریز کی فکری اور اعتقادی یلغار کے مدمقابل لا کر اسلام کا بول بالا کرنا چاہتی تھی۔

Marfat.com

چنانچہ آپ نے پینتیس سال تک تبلیغ اسلام اور اصلاح معاشرہ کا کام سرانجام دیا۔ آپ نے قلات اور کوئٹہ کے مضافات میں ازسرنو اسلام کی تجدید کا فریضہ انجام دیا۔ گمراہ اور دین سے پھرے ہوئے لوگوں کو سیدھی راہ دکھلائی۔ معاشرت سے متعلق کاموں کی اصلاح کی، قدیم وضع کی شلوار کو سادہ شلوار میں تبدیل کرایا، فضول لباس کو ممنوع قرار دیا۔

افاذۃ المصلی کے مصنف اور آپ کے نواسے حضرت مولانا عبداللہ درخانی اپنی تصنیف میں ایک مقام پر رقمطراز ہیں کہ

آپ نے ایک موقع پر سردار حاجی مُلا محمد خان رئیسانی آف مٹھڑی کو جب وہ اپنے فرزند اسداللہ خان کے ہمراہ آپ سے ملاقات وزیارت کے لئے آیا تو سردار صاحب سے فرمایا اسداللہ خان کے کانوں سے سونے کی بالیاں نکالئے کہ شرع شریف میں ممنوع ہے۔ اور سردار کو بھی ہدایت فرمائی کہ آپ بڑی شلوار نہ پہنا کریں شرع اس کی اجازت نہیں دیتی۔

چنانچہ سردار صاحب نے گھر پہنچ کر ہر دو ہدایات پر عمل کیا۔ اور ان کی دیکھا دیکھی خاندان کے باقی افراد نے بھی ان چیزوں کو برا سمجھ کر ترک کر دیا۔

ایک مرتبہ خان وقت نے آپ کو دعوت پر بلایا اور آپ کے احترام کی خاطر رہائش گاہ کے راستے میں سرخ رنگ کے کپڑے کا فرش تیار کرایا۔ لیکن جب آپ پہنچے تو اس فرش پر چلنے کی بجائے خالی جگہ پر ہی قدم رکھے اور فرمایا کہ اس سے نخوت وتکبر کی بو آتی ہے۔

یہ سُن کر خان آف قلات کے ماتھے پر شکن آ گیا، اور دوران گفتگو تہدیدی انداز میں کہا کہ ہمارے لئے کسی کو موت کے گھاٹ اتروا دینا معمولی بات ہے۔ آپ اُس کی بات اور رمز کو سمجھ گئے۔ اور جواب میں فرمایا کہ میری اتنی خوش نصیبی کہاں کہ تمہارے ہاتھوں سے جام شہادت نوش کروں۔ اس بے باک جواب پر خان صاحب کا سارا نشہ ہرن ہو کے رہ گیا اور اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

آپ کا معمول تھا کہ تبلیغ کے لئے اکیلے ہی جاتے تھے اور کسی کے مہمان نہ بنتے نہ ہی کسی کے گھر کا کھانا تناول فرماتے۔ اس لئے کہ تبلیغ کے دوران آپ اس عمل کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔

اپنے ہمراہ ستو اور گُور رکھتے تھے، اسی کو استعمال میں لاتے۔ اور رات کے وقت کسی مسجد میں قیام وعبادت کرتے تھے۔

ہمعصر علماء سے تعلق ☆: آپ اپنے دور کے علمائے حق، اولیاء اللہ اور دیگر بزرگ ہستیوں سے تبادلہ خیال کے عادی تھے۔ آپ کے ہمعصر بزرگوں حضرت پیر شاہ ابوالخیر دہلوی، حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم بھرچونڈی شریف سندھ، حضرت خواجہ میاں فیض الحق چشموی کوئٹہ، حضرت خواجہ محمد جان بابک، کڈنی، علاقہ قندھار، حضرت حاجی محمد صدیق مستونگ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن سکھر، حضرت محمد ابراہیم سرحدی، علیہم الرحمۃ آپ کے ہمعصر بزرگوں میں سے تھے۔

جو موسم سرما میں قصبہ درخان میں تشریف فرما ہوتے، محفلیں منعقد ہوتیں اور دانش ومعرفت کے گہر بکھیرے جاتے تھے۔

Marfat.com

فروغ علم کے لئے آپ کی کاوشیں ☆: آپ کی ذات والاصفات بجائے خود ایک ادارہ اور ایک تحریک تھی اور آپ کا قائم کردہ دینی مدرسہ براہوئی علم وادب میں آمدِ بہار کا نقیب تھا۔اس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ عربی وفارسی کی بجائے براہوئی اور بلوچی خصوصاً براہوئی زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا،اس سے براہوئی اس قدر آشنا ہوگئے کہ عیسائی مبغلین کی تبلیغات دھری کی دھری رہ گئیں۔ اور تفسیر وفقہ، حدیث وشریعت، تاریخ وسیر، اخلاق ونصائح، نظم ونثر، اور علم وادب کے گوناگوں اورادق سے ادق مضامین براہوئی زبان میں ادا کئے جانے اور پڑھائے جانے لگے۔

آپ کے قائم کردہ مدرسہ درخان کے تحت پیدا ہونے والا ادب اصلاحی، مقصدی اور تعمیری تھا۔اس میں فکری بے راہروی اور دماغی عیاشی نہیں تھی۔ بلکہ سنجیدگی اور متانت اس کے طغرائے امتیاز تھے۔ براہویوں میں خالص اسلامی رنگ کی نشاۃ الجدیدکا احیا اس ادارے کا مقصودِنظر تھا۔

وصالِ باکمال ☆: آپ کا وصالِ باکمال ۱۹ شوال المکرم بروز منگل ۱۳۱۴ھ بمطابق 1896ءکو ہوا، مزارپُرانوار ڈھاڈر ضلع کچھی صوبہ بلوچستان میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نورایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے جانشین وخلیفہ اکبر آپ کے نواسے حضرت مولانا محمد عبداللہ درخانی علیہ الرحمۃ مقرر ہوئے۔آپ کے نواسے مولانا عبداللہ درخانی کے لختِ جگر حضرت مولانا عبدالباقی درخانی تھے۔جو بعد کو اپنے والد کے سجادہ نشین مقرر ہوئے تھے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت حافظ حاجی حامد اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف اکمل، حافظ آیات قرآنی، صوفی لامکانی، عارف ربانی، مرشد لاثانی حضرت حاجی حامد اویسی رحمتہ اللہ علیہ ستارۂ ولایت آسمانی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت میمن قوم کے ایک بزرگ جناب محمد ہاشم بن محمود کے گھر صوبہ سندھ کے قدیمی قصبہ ٹھٹھ میں ہوئی۔

ابھی آپ کی عمر عزیز صرف تین برس کی تھی کہ چیچک کی موذی بیماری کی وجہ سے آپ نابینا ہو گئے۔ اگرچہ ظاہری بینائی نہ تھی۔ مگر حق تعالیٰ نے آپ کو جو باطنی روشنی عطا فرمائی تھی۔ وہی آپ کے لیے مشعل راہ بنی۔ کم سنی کے عالم میں قرآن کریم مکمل طور پر حفظ کر لیا تھا۔ دیگر علوم دینیہ کی کتب وعلوم وفنون مولانا محمد متعلوی اور مولانا ولی محمد کے پاس پڑھے اور انہی سے تحصیل و تکمیل فرمائی۔

علوم دینیہ سے تکمیل کے بعد آپ کی شہرت دور دور ہو گئی۔ اور آپ کے علم وفضل کا ڈنکا بجنے لگا۔ دین اسلام اور تصوف کے تمام معاملات میں کامل تسلیم کیئے جاتے تھے۔ آپ کے کشف وکرامات کا چرچا زبان زد خاص وعام تھا۔ ہمہ وقت مخلوق خدا آپ کے دروازے پر دعا کے لیے موجود رہتی تھی۔ ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر داخل سلسلہ اویسیہ ہوئے۔

کشف وکرامات ☆: آپ نے کپڑے کی دکان کھولی ہوئی تھی۔ خود دوکانداری فرماتے۔ نابینا ہونے کے باوجود کھوٹے کھرے پیسوں کی خوب پہچان کر لیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ چند عورتیں کچھ چور مردوں کی ملی بھگت سے آپ کی دوکان پر آئیں اور کپڑا چوری کر کے لے گئیں۔ آپ نے پولیس کو رپورٹ کر دی لیکن چوروں کا کہیں سراغ نہ ملا۔

ایک دن ایک عورت ایک کپڑے کا ٹکڑا بطور نمونہ لے کر آپ کی دوکان پر آئی اور کہنے لگی۔ حافظ صاحب اس نمونے کا کپڑا دے دیں۔

آپ نے وہ کپڑا ہاتھ میں لیتے ہی پہچان لیا۔ کہ یہ وہی کپڑا ہے جو میری دوکان سے چوری ہوا تھا، آپ نے فوراً پولیس کو بلوایا اور عورت کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا۔ پولیس نے اس عورت کو مارا پیٹا تو اس نے تمام ماجرا بیان کرتے ہوئے اصل چوروں کے نام بتا دیئے۔

Marfat.com

چنانچہ پولیس نے اصل چوروں کو پکڑ کر عدالت میں چالان اور ملزم پیش کیئے اور وہ کپڑا بھی بطور ثبوت عدالت میں پیش کیا جو چوری ہوا تھا۔

جج نے بطور امتحان آپ کے کپڑے کے تھان دوسرے تھانوں سے ملا کر آپ سے کہا کہ حافظ صاحب اپنے کپڑوں کے تھان ان میں سے نکال لیں۔

آپ نے بلا جھجک اپنے تھان ان تھانوں میں سے نکال دیئے۔ جسے دیکھ کر انگریز جج اور موقع پر موجود عدالت کے تمام اہلکار ششدر رہ گئے۔

اس کے علاوہ بھی لاتعداد کرامات آپ کی مشہور ہیں جو طوالت کے خوف سے درج نہیں کی جاسکتیں۔

اشعار میں وصال کی اطلاع ☆: آپ بڑے ہی حق گو اور حق سنج شخصیت کے مالک تھے۔ آخری عمر میں آپ سادات ٹھکھڑ سے کسی بات پر ناراض ہو کر نور آئی شریف ضلع حیدر آباد میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔

آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ نے اپنے وصال سے قبل ہی اپنے عقید تمندان کو چند اشعار میں اطلاع کر دی تھی۔ جسے اکثریت سمجھ نہ سکی۔ بعض اہل دل نے اس کو سمجھا بھی مگر توجہ نہ دے سکے۔ آپ نے ایک طویل نظم اس سلسلہ میں رقم فرمائی۔ جس کے دو شعر پیش خدمت ہیں:

عمر ع آہے نہ ولیھو وطن ماڑیسن کیر ڈینڈم کفن

گندیم شال گندھر میں دھراڑیوں دفن پکھی پار کر منجھنجا پوندا پتھر

ترجمہ ☆: اے عمر اب میرا وطن قریب نہیں رہا۔ اگر میں تیرے محلات میں مر گئی تو مجھے کون کفن دے گا۔ شاید مجھے چرواہے کسی کنارے دفن کریں گے۔ اور میری تعزیت گاہ تھر پارکر سے بھی آگے بنے گی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال آپ کی پیشین گوئی کے مطابق ۱۳۱۵ ہجری بمطابق 1897ء کو مارواڑا کے علاقے کے موضع "جاریلی" میں سفر کے دوران ہوا۔ اور چرواہوں نے آپ کو وہیں دفن کر دیا۔

آپ کا مزار پُر انوار مارواڑا کے علاقہ موضع "جاریلی" ضلع حیدر آباد صوبہ سندھ میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کی تاریخ وصال "آہ غریب الوطن" سے نکلتی ہے۔

آپ کے خطبات سندھی زبان میں "خطابات حامد" کے نام سے پورے سندھ کی مساجد میں نماز جمعہ کے موقعوں پر پڑھے جاتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت مولانا قاضی محمد فیض عالم اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فیض یاب از بارگاہ خواجہ اویس قرنی، پروردۂ نگاہ لطف رسول مدنی، مالا مال از علم وعرفان حضرت امام اعظم، پیشوائے ارباب طریقت، مرشد طالبان طریقت ومعرفت حضرت مولانا قاضی محمد فیض عالم اویسی رحمتہ اللہ علیہ خورشید ولایت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت کوٹ نجیب اللہ تحصیل وضلع ہری پور ہزارہ میں حضرت مولانا جیون خان بن مولانا علاؤالدین کے گھر ہوئی۔

آپ مشربا اویسی اور مسلکا سُنّی حنفی المذہب ہیں۔ایک دن آپ حرم مکہ میں تشریف فرما تھے۔کہ سید التابعین امام العارفین حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عیاناً ملاقات ہوئی تو آپ ان کے دست حق پر بیعت ہوگئے۔جس سے آپ کو یقین کامل اور علم وعرفان کی دولت نصیب ہوئی اور آپ سلوک ومعرفت کی راہ پر گامزن ہوگئے۔اور مرشد کامل کی نگاہ التفات کی بدولت آپ کا شمار کاملین میں ہونے لگا اور آپ کی ذات والا صفات مرجع اہل عرفان بن گئی۔

سراج الامت حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کا قلبی لگاؤ اور عشق تھا۔حضرت امام اعظم کے ساتھ قلبی لگاؤ کا معاملہ یہاں تک تھا کہ اگر کسی مسئلہ میں آپ کو الجھن پیش آجاتی تو حضرت امام اعظم خواب میں تشریف لاکر عقدہ کشائی فرما دیتے تھے۔

آپ کے سینۂ بے کینہ کو مالک لم یزل نے علم وعرفان اور معرفت کی روشنی سے منور کر دیا تھا۔آپ دن کے وقت طلباء کو علوم متداولہ کی کتب پڑھاتے۔لوگوں کی طرف سے ملنے والے استفتا کا جواب لکھتے۔بعد ازاں مطالعہ کتب کے ساتھ ساتھ تصنیف کا کام بھی سر انجام دیتے۔

آپ صائم الدہر اور قائم الیل تھے۔تمام رات عبادت وذکر وفکر میں گزرتی اور دن بھر طلباء کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیتے تھے۔آپ اللہ تعالیٰ کے دین اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور پکے عاشق تھے۔تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرتے۔

تصنیف وتالیف میں گرانقدر خدمات ☆: آپ نے انتہائی بلند پایۂ کتب اپنی نوک قلم سے عوام اہل سنت اور علمائے

Marfat.com

حق کے لیے قیمتی جواہر پاروں کی شکل میں چھوڑی ہیں۔ جن میں (۱) حل المشکلات المغیث فیما یتعلق بالفقہ والحدیث، عربی قلمی نسخہ ہے۔ ۲) شرح الفیتہ لابن مالک بن انس، عربی فی النحو۔ ۳) بزاس الصالحین لرفع عن مطاعن غیر مقلدین۔ ۴) بزاس البراہ فی ادا الجمعہ فی حکومت الکفرہ، آپ کی یہ کتاب مولوی محمود شاہ ڈھنڈوی کی کتاب کا جواب ہے جو انہوں نے "تبصرہ الجمعہ" کے نام رسالہ لکھا تھا۔ ۵) ابراہین القطعیہ فی تعین اوقات المعربیہ، قلمی نسخہ غیر مطبوعہ۔ ۶) مصباح الظلام عند قبر عبدالسلام، یہ کتاب کرامات اولیاء کے ثبوت پر ہے جو چھپ چکی ہے۔ مگر نایاب ہے۔ ۷) ہدایۃ البلید اطاوجوب التقلید، یہ کتاب قلمی نسخہ کی شکل میں ہے۔ ۸) وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والاسقاط، یہ کتاب چھپ چکی ہے۔ ۹) صیانۃ الالیاس، من وسوسۃ الخناس۔ یہ کتاب فارسی میں غیر مطبوعہ ہے۔ ۱۰) آپ کی آخری کتاب "فتاویٰ الہمات" زیر تکمیل تھی کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال 25 شوال المکرم ۱۳۲۱ ہجری بمطابق 1903ء کو ہوا۔

مزار پر انوار موضع درویش نزد ریلوے اسٹیشن ہری پور ہزارہ صوبہ سرحد میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت قاضی فیروز الدین اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فیض یاب از نسبت اویسیہ، عالم ربانی، مرشد لاثانی، متصرف بہ تصرفات حضرت قاضی فیروز الدین اویسی رحمتہ اللہ علیہ سلطانِ ارباب مشاہدہ ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۷۲ ہجری بمطابق 1855ء کے لگ بھگ موضع درویش نزد ہری پور شہر ہزارہ صوبہ سرحد میں ولی العصر حضرت قاضی عمر الدین علیہ الرحمتہ کے گھر ہوئی۔ چونکہ آپ والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ اس لیے آپ کی ولادت پر بہت خوشی منائی مگر شومیِ قسمت کہ انہیں اپنے اس عظیم فرزند ارجمند کا عروج دیکھنا نصیب نہ ہوا۔

ابھی دو برس کی عمر تھی کہ والدہ کی آغوش سے محروم ہو گئے۔ جب چھ برس کی عمر شریف ہوئی تو والد گرامی قدر حضرت قاضی عمر الدین علیہ الرحمتہ کا وصال ہو گیا۔

والدین کے وصال کے بعد آپ کے ماموں حضرت فقیہہ العصر عالم باعمل حضرت قاضی فیض عالم آپ کو اپنے گھر کوٹ نجیب اللہ نزد ہری پور ہزارہ لے گئے۔

آپ کے ماموں قاضی فیض عالم علیہ الرحمتہ اپنے زمانے کے متبحر علماء میں شمار ہوتے تھے۔ اور ان کا فتویٰ چلتا تھا۔ ان کی بے مثال علمیت اور بے نظیر قوتِ استدلال کا بڑے بڑے علماء جن میں بالخصوص دارلعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مولوی انور شاہ کاشمیری جیسے محدث وقت بھی ان کی علمیت کے معترف تھے۔ قاضی فیض عالم نہ صرف عالم دین بلکہ اپنے وقت کے عظیم صوفی اور عارف کامل بھی تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ روحانی طور پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت تھے۔ آپ کو حضرت اویس قرنی سے روحانی طور پر ملاقاتوں کا اکثر شرف حاصل رہا ہے۔ اور انہی ملاقاتوں میں آپ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روحانی طور پر فیضان حاصل کیا ہے۔ اسی بنا پر آپ اپنے آپ کو نقشبندی، قادری چشتی، سہروردی لکھنے کے بعد اویسی لکھتے تھے۔

جس ہستی کو صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے براہ راست اکتساب فیض کا شرف حاصل ہو۔ اس کے روحانی مدارج کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ اسی باطنی قوت کی بنا پر آپ کا بڑے سے بڑا مخالف بھی آپ کے سامنے جھکنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔

Marfat.com

اعلائے کلمۃ الحق ☆: ایک مرتبہ گاؤں کے ایک رئیس کے گھر کسی دور دراز پہاڑی علاقہ سے کوئی عورت بھاگ کر آ گئی۔ عورت کا دعویٰ تھا کہ مجھے خاوند نے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا ہے۔

وہ عورت رئیس کے گھر میں بطور مہمان رہنے لگی۔ اس دوران رئیس کا خیال بن گیا کہ اس عورت کا نکاح اپنے ملازم سے کرادوں۔ عورت بھی اس بات پر رضامند تھی۔

رئیس نے آپ کو بلا کر صورتحال سے آگاہ کیا تو آپ نے یہ کہہ کر نکاح پڑھانے سے انکار کر دیا کہ صرف عورت کے ذاتی دعوے کی بنا پر یہ بات تسلیم نہیں کی جا سکتی کہ اسے شوہر نے طلاق دے دی ہے۔ ممکن ہے یہ عورت گھر سے بھاگ کر آئی ہو۔ اور یہاں آ کر طلاق کی کہانی گھڑی ہو۔ اس لیے ضروری ہے کہ اُس گاؤں میں چار آدمی بھیج کر اس واقعہ کی پہلے تصدیق کی جائے۔ پھر نکاح پڑھایا جائے۔ یہ مشورہ اور شرعی مسئلہ تھا جو آپ نے اسے دیا اور اس کے بعد آپ تو چلے آئے مگر وہ رئیس اس نکاح پر بضد تھا۔ اس نے دوسرے گاؤں کے امام کو بلا کر نکاح پڑھوا لیا۔

جب آپ کو اس نکاح کے بارے علم ہوا تو آپ کو بہت غصہ آیا۔ اور آپ نے گاؤں کے لوگوں کو بلا کر فرمایا کہ جب تک طلاق یقینی نہ ہو۔ کسی بھی منکوحہ عورت کا دوسری جگہ نکاح کرنا قطعی طور پر حرام ہے۔ اور جو شخص اس فعل حرام کو حلال سمجھتے ہوئے کر گزرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور اس پر اس کی بیوی حرام ہے۔ رئیس کی بیوی تو اس شرعی حکم سے اس پر حرام ہو ہی گئی ہے۔ مگر جو شخص اس سے لین دین اور کسی قسم کا تعلق واسطہ رکھے گا۔ اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

آپ کے فرمان کے مطابق لوگوں نے رئیس سے قطع تعلق کر لیا۔ جس کی وجہ سے رئیس بہت پریشان ہوا۔ اور غصہ میں تلملاتا ہوا آپ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا جو آپ کر رہے ہیں، اس کے نتیجے میں آپ کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔

آپ نے فرمایا نفع و نقصان تو صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہی بہتر جانتا ہے نفع کون اٹھائے گا اور نقصان کس کا ہوگا۔ آپ کا یہ بے دھڑک جواب سن کر رئیس اس وقت تو چلا گیا۔ مگر اس نے گاؤں میں جا کر انتقاماً منادی کرا دی کہ کوئی شخص قاضی صاحب کے گھر نہ جائے نہ ہی نذر نیاز، نہ ہی خورد و نوش اور ضروریات زندگی کی کوئی چیز ان کو دی جائے۔ جس کسی نے بھی اُن سے کسی قسم کا تعلق واسطہ رکھا وہ سخت ترین سزا کا مستحق ہوگا۔

چنانچہ رئیس کے ڈر سے لوگوں نے آپ سے میل جول رابطہ تعلق واسطہ ختم کر دیا۔ مگر رات کو جب ساری دنیا سو جاتی تو گاؤں کی چند ایک نیک سیرت بیبیاں مکانوں کی چھتوں پر سے آ کر رات کے اندھیرے میں آپ کو ضروریات زندگی کی ہر چیز پہنچا جاتیں تھیں۔ جس کی بنا پر آپ کو اس مقاطعے کا کچھ اثر نہ ہوا۔ مگر چند دنوں کے بعد گاؤں کے قریب ایک قتل ہو گیا۔ حالات و واقعات سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ قتل رئیس کے ایما پر ہوا ہے۔ انگریزوں کی حکومت تھی۔ پولیس نے عدالت کا حکم ملتے ہی فوراً رئیس کو گرفتار کر لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد رئیس ضمانت پر رہا ہوا تو اس پر مقدمہ قتل چلا۔ شہادتیں قلمبند ہوئیں جو سب اس کے خلاف تھیں۔ اب رئیس کو یقین ہو گیا کہ میرا بچنا مشکل ہے۔ اور یہ سب کچھ قاضی صاحب کی بے ادبی اور حکم شرعی کی خلاف ورزی کی سزا ہے۔

Marfat.com

وہ رئیس آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کا خواستگار ہوا اور بڑی منت وخوشامد سے آپ کو راضی کرنے میں کامیاب ہو گیا۔
چنانچہ چند ہی دنوں کے بعد عدالت نے شہادتوں کو نامکمل قرار دیتے ہوئے اسے باعزت بری کر دیا۔

آپ کا روحانی تصرف☆: اپنے روحانی تصرف کے بارے آپ نے از خود فرمایا کہ گرمیوں میں دوپہر کے وقت طلباء کے آرام کے لیے ایک ہوا دار برآمدہ تعمیر کرنے کی ضرورت پیش آ گئی۔ معماروں اور مزدوروں نے برآمدے کی دیواریں اور ستون کھڑے کر دیئے۔ اب چھت ڈالنے کے لیے لکڑی کی ضرورت تھی۔ گاؤں کے قریب ایک احاطہ تھا۔ جس میں شہداء کی چند قبریں تھیں۔ انہیں شہیدوں کے مزارات کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس احاطے میں بڑے بڑے درخت تھے۔ اور مشہور تھا کہ جو بھی ان درختوں کو ذرا بھی کاٹے یا کوئی ٹہنی توڑے تو اسے سخت نقصان پہنچتا ہے۔

میرے دل میں خیال آیا کیوں نہ ان درختوں کو کاٹ کر طلباء کے برآمدے کے لیے لکڑی حاصل کر لی جائے۔ اور اس کا اس سے اچھا مصرف اور کیا ہوگا کہ طلباء کی پڑھائی اور آرام کے لیے کام آ جائے۔

چنانچہ میں نے مستری مزدوروں سے کہا کہ ان درختوں میں سے چند ایک درخت کاٹ لو۔ میری بات سن کر سب نے کہا، استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ سب خوفزدہ ہو کر کانوں کو ہاتھ لگا کر کہنے لگے۔ بھلا شہیدوں کے مزارات سے درخت کاٹ کر ہم نے مرنا ہے کیا؟ میں نے ان سے کہا کہ اس میں مرنے کا کیا سوال ہے؟ شہدا تو خوش ہوں گے کہ ان کے مزارات کی لکڑی بہترین دینی خدمت میں صرف ہو رہی ہے۔ وہ کہنے لگے جناب ہم کسی قیمت ان درختوں کو نہیں کاٹ سکتے۔ برائے مہربانی ہمیں اس کام کے لیے مجبور نہ کیا جائے۔

جب میں نے دیکھا کہ یہ بہت ہی زیادہ خوفزدہ ہیں تو میں نے اپنے طلباء سے کہا بیٹا تم اس کام کو انجام دو۔ تو وہ بھی خوفزدہ تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم کام کرو میں تمہارے ساتھ اول سے آخر تک موجود رہوں گا۔ اگر کسی کو ذرا سا بھی نقصان پہنچا تو میں ذمہ دار ہوں۔ بہر حال دوسرے دن طلباء نے لکڑیاں کاٹنے کے کام کا آغاز کیا۔ کافی تعداد میں لکڑیاں کاٹی گئیں۔ مگر کسی کو بھی کچھ نہ ہوا۔ وہ تمام لکڑی مدرسے کے برآمدے کی چھت پر استعمال ہوئی۔ چھت مکمل ہونے پر ایک ٹکڑا پانچ فٹ لمبا بچ گیا۔ میں نے طلباء سے کہا اس کو اٹھا کر میرے گھر چھوڑ آؤ۔ طلباء وہ لکڑی میرے گھر چھوڑ آئے۔ کسی شخص کو ذرا تکلیف کا احساس تک نہ ہوا۔ جب رات ہوئی تو میں گھر میں سویا ہوا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہمارے گھر کے صحن میں کچھ آدمیوں کے قدموں کی آواز ہے۔ میں حقیقت معلوم کرنے کے لیے کمرے سے باہر نکلا تو کیا دیکھا کہ صحن میں تین چار آدمی ہاتھوں میں چمکدار نیزے لیے کھڑے ہیں۔ ان میں سے ایک آدمی پانچ فٹ والی لکڑی کو اکیلے ہی اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے۔

میں نے پوچھا تم کون ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم مزارات والے شہداء ہیں۔ میں نے کہا تم یہاں کیا کرنے آئے ہو؟ ان میں سے ایک نے نیزہ ہوا میں لہراتے ہوئے مجھ سے پوچھا یہ لکڑی اپنے گھر کیوں لے کر آئے ہو۔ میں نے کہا جلانے کے لیے۔

انہوں نے جواباً کہا کہ ہم طلباء کے برآمدے کی چھت کے لیے اجازت دے سکتے ہیں۔ مگر ذاتی ضرورت کے لیے نہیں۔ اس

Marfat.com

لیے ہم اپنی لکڑی اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ یہ کہہ کر اس شہید بزرگ نے وہ لکڑی اٹھائی اور کندھے پر رکھ لی۔

مجھے ان کی بات سن کر غصہ چڑھ گیا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ میرے گھر سے لکڑی تم لے جاؤ۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ کہہ کر میں آگے لپکا اور لکڑی کو پکڑلیا۔ ان میں سے ایک نے نیزہ میری طرف کیا مگر دوسروں نے یہ کہہ کر اس کا نیزہ پکڑلیا، کیا تم نہیں جانتے یہ کون ہیں؟

وہ چند لمحے غصے کے عالم میں میرے گھر کے صحن میں پھرتے رہے۔ جس نے لکڑی اٹھا رکھی تھی۔ اس نے مجھ سے لکڑی چھڑانے کی بہت کوشش کی۔ مگر میں کب چھوڑتا تھا۔ آخر غصے میں آ کر اس نے لکڑی زور سے زمین پر دے ماری۔ جس سے وہ لکڑی زمین میں کافی دھنس گئی۔

چنانچہ اس وقت لکڑی کے زمین پر پھینکنے سے جو آواز پیدا ہوئی۔ اس سے میری آنکھ کھل گئی۔ مگر طبیعت میں سخت اضطراب اور خواب کا گہرا اثر تھا۔ میں چارپائی سے اٹھا کمرے سے باہر آیا اور صحن میں دیکھا تو حقیقتاً وہ لکڑی زمین میں دو فٹ سے زیادہ دھنسی ہوئی تھی۔

تصنیف و تالیف میں آپ کی خدمات☆: آپ چونکہ غیر مقلدین کے مسلک کے سخت مخالف تھے۔ اس لیے ان کے رد میں آپ نے بہت سی دینی کتب تصنیف فرمائیں، جن میں چند یہ ہیں:

۱) **حل مشکلات المغیث فی یتعلق بالفقه و الحدیث**

۲) **البراهین القطعیته لتعن الاوقات المغربیة** ۔اس کتاب میں آپ نے مغرب کے صحیح وقت کی تحقیق اور غیر مقلدین کے اس خیال کی تردید کی ہے کہ سورج کے نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہی روزہ افطار کر لینا چاہیے۔

۳) **نبراس ابردة عند اداء الجمعة فی حکومت الکفرة** ۔اس کتاب میں آپ نے تحقیق سے ثابت کیا کہ انگریز حکومت کے عہد میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

۴) **وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والاسقاط** ۔یہ کتاب میت کے حیلہ اسقاط کے جواز میں ہے۔

۵) **نبراس الصالحین فی دافع مطاعن غیر المقلدین** ۔اس کتاب میں آپ نے غیر مقلدین کی طرف سے حنفیوں کے خلاف تمام اعتراضات کا رد کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔

تعلیم و تربیت☆: آپ کی تمام تربیت و تعلیم اپنے ماموں قاضی فیض عالم علیہ الرحمتہ کے ہاتھوں ہوئی۔ انہوں نے آپ پر خصوصی توجہ دی۔ اور آپ نے پوری توجہ و محنت و لگن سے اپنے ماموں سے تعلیم حاصل کر کے بلند مقام حاصل کیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں علوم دینیہ میں کمال حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔ اور اپنے ماموں کے علمی مشاغل میں ان کا ہاتھ بٹانے لگے۔

شادی و اولاد☆: آپ کی شادی اپنے ماموں اور استاد حضرت قاضی فیض عالم کی دختر خدیجہ بی بی سے ہوئی۔ جن کے بطن سے آپ کو خدا نے قاضی صدرالدین نقشبندی جیسے بزرگ ولی کامل صاحبزادہ عطا فرمایا۔ جنہوں نے دین اسلام اور علم اور تصوف و

Marfat.com

طریقت کی شاندار خدمات انجام دیں۔ آپ کوٹ نجیب اللہ میں ہی قیام پذیر تھے۔ کہ موضع درویش کے رئیس اعظم نادر خان آپ کے ماموں حضرت قاضی فیض عالم علیہ الرحمتہ کو کوٹ نجیب اللہ سے موضع درویش ہری پور لے آئے۔ ان کے کچھ عرصہ کے بعد آپ بھی درویش چلے آئے اور یہیں قیام پذیر ہو کر اپنے علمی مشاغل کا آغاز کر کے بقیہ زندگی یہیں گزاری۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 3 ذیقعد ۱۳۳۸ ہجری بمطابق 7 جولائی 1919ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار موضع درویش ہری پور شہر ہزارہ صوبہ سرحد میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت خواجہ سلطان احمد دین اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فاضل نگینہ، عاشق مدینہ، سلطان الاصفیاء، برہان الاتقیاء، امام السالکین حضرت خواجہ سلطان احمد دین اویسی رحمتہ اللہ علیہ صاحب تجرید وترک ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت حضرت خواجہ نور احمد سیرانی اویسی بن عارف حق خواجہ محمد عارف سیرانی اویسی علیھم الرحمتہ کے گھر خانقاہ شریف ضلع بہاولپور میں ہوئی۔

آپ نے مروجہ دینی تعلیم اپنے دادا بزرگوار کی قائم کردہ درسگاہ واقعہ دربار حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی اویسی علیہ الرحمتہ میں وقت کے جید علماء سے حاصل کی اور شرعی اور فقہی امور کی تعلیم اپنے دادا بزرگوار سے حاصل کی۔

آپ کے والدگرامی خواجہ نور احمد سیرانی جوانی کی عمر میں ہی وصال کر گئے تھے۔ اس لیے آپ کی تربیت و پرورش اور تعلیم تمام تر دادا بزرگوار کے زیر سایہ مکمل ہوئی۔

آپ کے دادا بزرگوار آپ سے حد درجہ پیار کرتے تھے۔ اور ایک لحہ کے لیے بھی آپ کو اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے تھے۔ انہوں نے ہی آپ کو راہ سلوک کی روحانی منزلیں طے کرائیں۔ اس تربیت و شفقت کا اثر یہ ہوا کہ آپ اپنے دادا بزرگوار کے رنگ میں رنگ گئے۔ اور دیکھنے والے اکثر حضرات آپ کو دیکھ کر کہنے پر مجبور ہو جاتے کہ حضرت خواجہ عارف سیرانی کا پرتو نظر آرہا ہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ اویسیہ میں اپنے دادا بزرگوار اور حضرت خواجہ محمد عارف سیرانی اویسی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر صاحب ارشاد ومجاز ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ بچپن سے ہی پابند صوم صلوٰۃ اور دیگر شرعی امور کے پابند تھے۔ آپ کی زندگی کا ہر ہر لحہ عبادت و ریاضت اور یاد الٰہی میں صرف ہوتا تھا۔ آرام بہت کم فرماتے اور جو تھوڑی بہت نیند فرماتے اس میں بھی تسبیح کے دانے چلتے رہتے۔ اپنے جد اعلیٰ کی طرح انتہا درجہ کے متقی پرہیزگار تھے۔ مال وزر سے نفرت فرماتے تھے۔

روزانہ آستانہ عالیہ پر حاضری دینے والے زائرین کے علاوہ علاقہ کے غریب ونادار یتیم اور بے سہارا لوگوں کو لنگر ملتا۔ چاہے کتنے ہی افراد آجائیں لنگر میں کبھی کمی واقع نہ ہوئی۔ آپ کے زمانے میں جنگ عظیم چھڑ گئی۔ جس کی وجہ سے ملک میں کھانے پینے کی اشیاء میں کمی واقع ہوگئی۔ مہنگائی اپنے عروج پر تھی۔ ملک میں قحط کی صورت پیدا ہوگئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود آپ کے لنگر میں کمی نہ آئی۔ حسب سابق لنگر میں کھانا تقسیم ہوتا رہا۔ بلکہ جنگ میں جو رنگروٹ لائے گئے تھے۔ ان کو بھی آپ کے لنگر سے کھانا ملتا تھا۔ بسا اوقات ان کی

Marfat.com

تعداد پانچ سو یا اس سے بھی زیادہ ہو جاتی تھی۔

آپ کا حلقہ ارادت بہت وسیع تھا۔ بہاولپور، ملتان کے علاوہ صوبہ سندھ، صوبہ سرحد، صوبہ پنجاب اور بالخصوص صوبہ بلوچستان میں لاتعداد لوگ آپ کے ارادتمند تھے۔ کوئٹہ میں آپ کے مریدین کی کثیر تعداد تھی۔

جب آپ حج بیت اللہ شریف کے لیے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو وہاں کے قیام کے دوران بے شمار لوگ روزانہ حاضر خدمت ہو کر آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوتے۔

درس و تدریس ☆: آپ ایک جید عالم ہونے کی وجہ سے علم دوست تھے۔ اس لیے آپ نے اپنے دادا بزرگوار کی تعمیر و قائم کردہ درسگاہ کو بہت وسعت دی۔

اس درس گاہ میں تقریباً تین سو طلبا جن میں اکثر طلباء دیگر علاقوں سے آئے ہوئے تھے۔ وہ مدرسے میں رہ کر تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ان سب کی خوراک، لباس اور دیگر ضروریات زندگی کی سہولیات اور کتب کا خرچہ لنگر سے ادا کیا جاتا تھا۔

اساتذہ کرام کو ہر ماہ اپنی جیب سے تنخواہ ادا کرتے۔ بہت سے فاضل علماء آپ کی اس درسگاہ سے پڑھ کر فارغ ہوئے۔

مولانا عبید اللہ صاحب جو کہ بہاولپور یونیورسٹی جامعہ اسلامیہ کے شیخ الجامعہ (پرنسپل) ہوئے ہیں وہ اسی درسگاہ کے تعلیم یافتہ تھے۔

ہم عصر اولیاء کی نظر میں آپ کا مقام ☆: ایک دن آپ اپنے آبائی گھر سے نزدیک سمہ سٹہ ریلوے اسٹیشن سے کہیں جانے کے لیے سوار ہوئے تو اس ٹرین میں شاعر ہفت زبان عارف کامل وحید العصر حضرت خواجہ غلام فرید چشتی نظامی علیہ الرحمتہ آف کوٹ مٹھن پہلے سے سوار تھے۔

جب حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمتہ کو آپ کے بارے معلوم ہوا وہ بھی گاڑی میں سوار ہیں تو حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمتہ اپنے کمپارٹمنٹ سے نکل کر آپ کے کمپارٹمنٹ میں تشریف لائے۔ جب آپ نے حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمتہ کو دیکھا تو احتراماً کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ آپ بزرگ ہیں تکلیف کیوں فرمائی۔ مجھے حکم دیا ہوتا میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمتہ نے فرمایا اے رستہ کہیں اندھے کوں ڈکھا میں اکھیں والاہاں۔ (ترجمہ) یہ راستہ کسی اندھے کو دکھاؤ میں آنکھیں رکھتا ہوں۔

دراصل حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمتہ آپ سے 30-35 برس بڑے تھے۔ اس لیے آپ نے ان کی بزرگی کے احترام میں کسر نفسی سے کام لیا تھا۔ مگر خواجہ صاحب نے جملہ کہہ کر فرمایا کہ میں آنکھیں رکھتا ہوں۔ اس لیے تمہارے مقام سے باخبر ہوں۔ اس کے بعد مزید فرمایا کہ آپ کا ایک دن کا سفر اور میری سال بھر کی ریاضت برابر ہے۔

کرامت ☆: ایک قاضی صاحب ہر وقت آپ کی ذات والاصفات پر معترض رہتے تھے۔ اس لیے کہ وہ آپ کے مقام سے بے خبر تھے۔ ایک رات قاضی صاحب مذکور نے خواب میں دیکھا کہ میں مر گیا ہوں اور دفن کر دیا گیا ہوں۔ دفن کے بعد قبر تنگ ہونا شروع ہو گئی ہے۔ اور میں دونوں ہاتھ پاؤں سے قبر کی دیواروں کو روکنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ لیکن قبر کی تنگی میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ بلکہ دیواروں کے دباؤ کی وجہ سے گھٹن محسوس ہوئی تو گھبرا کر آنکھ کھل گئی۔ مگر جاگنے کے بعد بھی طبیعت میں گھٹن تھی۔

Marfat.com

اگلے روز قاضی صاحب مذکور خانقاہ شریف میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ قاضی صاحب کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا قاضی صاحب دونوں ہاتھ پیروں کا زور لگانے سے بھی کبھی قبر کی تنگی دور ہوتی ہے۔

قاضی صاحب یہ سن کر حواس باختہ رہ گئے۔اور روتے ہوئے قدموں سے لپٹ گئے۔اس کے بعد قاضی صاحب مذکور نے آپ کے بارے زبان سے ہلکا جملہ استعمال نہ کیا اور نہ ہی دل میں خیال لائے۔

وصال باکمال ☆: آپ ہر سال موسم گرما میں کوئٹہ تشریف لے جایا کرتے اور وہاں کے مریدوں سے ملاقات اور انکی تربیت فرماتے۔

۱۳۴۸ ہجری گرمی کے موسم میں حسب معمول کوئٹہ کے لیے روانہ ہوئے تو اپنے چھوٹے بھائی محمود الدین کو بھی حکم دے کر ہمراہ لیا۔ ان کے علاوہ دیگر خلفاء مریدین بھی ہمراہ تھے۔جب سمہ سٹہ ریلوے اسٹیشن سے روانہ ہونے لگے تو آپ نے سب کو دوطرفہ ٹکٹ لے کر دیا۔اور اپنا ٹکٹ یک طرفہ لیا۔آپ کے ہمراہیوں میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ یہ پوچھتا کہ سب کا دوطرفہ اور آپ کا یک طرفہ ٹکٹ کیوں ہے؟ کوئٹہ پہنچ کر آپ بیمار ہوگئے اور چند روز بیمار رہنے کے بعد آپ کا وصال ہوگیا۔تب آپ کے ساتھیوں کو معلوم ہوا کہ یک طرفہ ٹکٹ میں کیا راز تھا۔

کوئٹہ سے آپ کا جسد مبارک صندوق میں بند کر کے سمہ سٹہ لایا گیا۔پھر وہاں سے خانقاہ شریف آپ کی وصیت تھی کہ مجھے میرے دادا بزرگوار کے قدموں میں دفن کیا جائے۔جب جگہ دیکھی تو تھوڑی نکلی۔جس جگہ قبر کھودی گئی جگہ تھوڑی نکلی۔فیصلہ یہ ہوا کہ صبح کو دیکھا جائے گا رات ہوگئی ہے۔اس بناء پر صندوق آستانہ عالیہ کے اندر رکھ کر تالا لگا دیا گیا۔رات کو خانقاہ شریف سے گھر گھراہٹ کی آوازیں آئیں۔صبح جب دربار شریف کا تالہ کھولا گیا تو سب لوگ حیران تھے کہ قبر کی جو جگہ تنگ تھی وہ کشادہ ہوگئی ہے۔

بوقت دفن یہ طے پایا کہ آپ کا صندوق کھول کر دفن کیا جائے۔اس لیے کہ سیرانی خاندان کے بزرگوں کو تابوت میں دفن نہیں کیا جاتا۔مگر دیگر ساتھی یہ کہنے لگے کہ وصال کو تین دن گذر گئے ہیں۔موسم بھی سخت گرمی کا ہے۔جسد اطہر خراب ہوگیا ہوگا۔اس لیے صندوق سمیت ہی دفن کر دیا جائے۔مگر وہاں موقع پر موجود عارف کامل حضرت مولانا احمد علی صاحب نے فرمایا کہ یہ ولی کی میت اور جسم ہے۔موسم گرمی کا ہو یا سردی کا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

چنانچہ جب آپ کو تابوت سے نکالا گیا تو ہزاروں افراد دیکھ کر حیران رہ گئے کہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ گہری نیند سوئے ہوئے ہیں اور ماتھے پر پسینہ تھا۔

آپ کا وصال باکمال 27 شوال ۱۳۴۲ ہجری بمطابق ماہ مارچ 1923ء کو ہوا۔مزار پرانوار خانقاہ شریف ضلع بہاولپور میں مرجع خاص و عام ہے۔جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت میاں الٰہی بخش اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: بُرہانِ ملت، گنج حقیقت، برہان شریعت، مقبول بارگاہ رحمانی، مصدرِ جودِ یزدانی حضرت میاں الٰہی بخش اویسی رحمتہ اللہ علیہ آپ اولیائے نامدار سے ہیں۔

آپ رہنے والے ''لالہ پنڈی ضلع گجرات'' صوبہ پنجاب کے تھے، خاندان کے دیگر افراد کا آبائی پیشہ کاشتکاری تھا، آپ کو بچپن ہی سے تعلیم حاصل کرنے کا شوق تھا، شروع میں اپنے بھائیوں کے ہمراہ کاشتکاری کرتے تھے، مگر ذوق تعلیم سے مجبور ہو کر سلسلہ کاشتکاری کو موقوف کر کے بہاولپور چلے گئے اور وہاں جا کر تعلیم حاصل کرتے رہے۔

محکمہ پولیس میں ملازمت ☆: آپ ۱۳۰۸ھ بمطابق ۱۸۹۰ء میں بلوچستان کے صدر مقام کوئٹہ تشریف لے آئے، اور ۱۸۹۱ء میں پولیس میں بطور محرر کانسٹیبل بھرتی ہوئے۔

۱۳۱۴ھ بمطابق ۱۸۹۶ء میں ''مسٹر بیٹی انسپکٹر پولیس'' کی سفارش پر سکول ماسٹر مقرر ہوئے، اور ڈھ برس تک محکمہ تعلیم میں ملازمت کرتے رہے، بارنس سکول سبی میں سیکنڈ ماسٹر مقرر ہو کر خدمات انجام دیتے رہے۔

چونکہ آپ کرکٹ کے زبردست کھلاڑی تھے، اس دوران مسٹر بیٹی Beeti ترقی پا کر سپرنٹنڈنٹ پولیس ہو گئے تھے، مسٹر بیٹی کو بھی کرکٹ سے شغف تھا، وہ آپ کو بھی اسی وجہ سے پسند کرتا تھا، آپ اُس کے بار بار اصرار پر دوبارہ محکمہ پولیس میں واپس آ گئے اور ہیڈ کانسٹیبل کے عہدے پر تعینات ہوئے، بعد میں سارجنٹ فرسٹ گریڈ مقرر کیے گئے، بعدازاں اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر سب انسپکٹر کے عہدے تک تعینات رہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ کے سلسلہ بیعت کے بارے کچھ معلوم نہ ہو سکا، کتاب صوفیائے بلوچستان کے مصنف ڈاکٹر انعام الحق کوثر صاحب کے مطابق آپ کا سلسلہ اویسیہ تھا۔

سیرت وکردار ☆: آپ انتہا درجہ کے عابد وزاہد اور عبادت گزار تھے، تمام عمر شریعت محمدیہ کی نہایت سختی سے پابندی کرتے رہے، صدقِ مقام اور اکل حلال میں مشہور تھے، سرکاری ڈیوٹی اور دنیاوی معاملات کے ساتھ ہمہ وقت ذکر الٰہی میں محو رہتے تھے۔ آپ کا عمل اس مقولہ کے مطابق ''دست بہ کار و دل بہ یار'' کے مصداق تھا۔ آپ جذب وفنا کے مقامات سے گزر کر مقام عبودیت پر فائز ہو گئے تھے، اسی وجہ سے آپ صحو پر قائم تھے۔

آپ کی طبیعت قدرے جلالی تھی، غصہ ہمیشہ اس وقت آتا تھا جب کسی شخص کو برائی کرتے یا غلط کام کرتے دیکھتے تو آگ بگولہ ہو

Marfat.com

جاتے تھے۔ اس معاملہ میں اگر آپ کا افسر بھی جھوٹ بولتا یا غلط کام کرتا تو ضبط نہیں کر سکتے تھے، جب تک کھری کھری نہ سنا دیتے طبیعت کا جلال ٹھنڈا نہ ہوتا تھا۔ اکثر غصے کے عالم میں پشتو زبان کا استعمال زیادہ ہوتا تھا، اس کے علاوہ آپ کو بلوچی، براہوئی، اور فارسی زبانوں پر بھی عبور حاصل تھا، آپ ان تمام زبانوں کو اس قدر روانی سے بولتے تھے کہ آپ پر اہل زبان ہونے کا گمان ہوتا تھا۔ آپ نے معاشرتی اور ثقافتی اعتبار سے اپنے آپ کو پشتونوں میں ڈھال لیا تھا۔

غیرت ایمانی یا پہلوانی ☆: ایک دفعہ کوئٹہ میں کشتیاں ہوئیں، جس میں دور دراز کے پہلوانوں نے بھی مقابلہ میں حصہ لیا، ان مقابلوں میں بڑی جوڑ کا مقابلہ ایک مسلمان اور سکھ کے درمیان تھا۔

جب مقابلہ شروع ہوا تو سکھ پہلوان نے مسلمان پہلوان کو گرا لیا، اس موقعہ پر آپ بھی دوسرے افسروں کے ساتھ بیٹھے کشتی دیکھ رہے تھے، جب مسلمان پہلوان سکھ سے گرا تو آپ کی غیرت ایمانی کو جوش آ گیا، اور حسب عادت پشتو میں فرمایا، حیف ہے مسلمان ہو کر کافر سے گر گیا۔

آپ کے ساتھ ہی ایک سکھ افسر بیٹھا ہوا تھا، اُس نے طنزیہ طور پر کہا مولوی صاحب پھر آپ خود کشتی لڑ کر دیکھ لیں، بس پھر کیا تھا، آپ نے کھڑے ہو کر سکھ پہلوان کو چیلنج کیا، لوگ ہنسنے لگے، کہ یہ مولوی کیا کشتی لڑے گا۔

آپ نے اپنے پولیس افسر سے اجازت مانگی آپ کے اصرار پر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اجازت دے دی۔

چنانچہ تیسرے دن باقاعدہ کشتی ہوئی، سکھ پہلوان گراؤنڈ میں آ کر روایتی انداز میں خوب اُچھلا، آپ نہایت اطمینان سے آگے بڑھے اور سکھ پہلوان سے ہاتھ ملاتے ہی اس کو چند سیکنڈ میں چاروں شانے چت کر دیا، یہ دیکھ کر سکھ پہلوان بہت حیران ہوا، اس نے دوبارہ کشتی لڑنے کی درخواست کی، آپ نے دوسری مرتبہ بھی ایک منٹ سے پہلے اسے گرا لیا۔

اس کے بعد آپ نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی اور فرمایا کہ پہلوان تو تم ہی ہو میں نے تو صرف قوت ایمانی کی ہلکی سی جھلک دکھائی ہے، سکھ پہلوان آپ سے بہت متاثر ہوا، اُس نے آپ کے ہاتھ چوم لئے۔

ازدواجی زندگی ☆: آپ نے بلیلی سے کچھ آگے کلی مہترزئی کے ایک معزز پختون خاندان کے فرد جناب ملک عبداللطیف صاحب کی دختر نیک اختر سے شادی کی تھی، جن کا انتقال آپ کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۴۷ھ بمطابق ۱۹۲۸ء بروز جمعتہ المبارک کو ہوا۔

وصال سے قبل آپ تپ محرقہ اور ڈبل نمونیہ کے عوارض میں مبتلا ہوئے، انتہائی تکلیف کے باوجود آپ کی استقامت کا یہ عالم تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی کی طرح آپ نے کوئی نماز قضا نہیں ہونے دی، تہجد اور اوراد و وظائف کا معمول بلا ناغہ بدستور جاری رہا۔

وصال والے دن بروز جمعہ نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد گھر تشریف لائے اور اپنے صاحبزادے میاں گلزار محمد مرحوم بانی و مرید روزنامہ "نعرۂ حق" کوئٹہ سے فرمایا سورۃ یٰسین پڑھو۔ چنانچہ انہوں نے سورۃ یٰسین پڑھتے ہوئے ایک جگہ اعراب کی غلطی کی تو آپ نے ان کو فوراً ٹوک دیا اور پھر صحیح تلفظ زبان مبارک سے ادا کیا، اس کے کچھ دیر بعد آپ کی روح مبارک پرواز کر گئی۔

آپ کا مزار پُر انوار کلسی کوئٹہ کے قبرستان میں مرجع خلائق عام ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ امام بخش سیرانی اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قدوۃ السالکین، برھان العارفین، امام الواصلین، شیخ یگانہ حضرت خواجہ امام بخش سیرانی اویسی رحمتہ اللہ علیہ یکتائے زمانہ ہیں۔

آپ نے دینی علوم اپنے زمانے کے جید علمائے کرام سے حاصل کیئے۔ ظاہری تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد باطنی تعلیم و تربیت اپنے والد گرامی حضرت خواجہ نبی بخش سیرانی اویسی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی اور انہی کے دست مبارک پر بیعت سے سرفراز ہو کر منصب خلافت پر سرفراز ہوئے۔

آپ خانوادہ سیرانیہ اویسیہ کے جلیل القدر بزرگ ہوئے ہیں۔ انتہائی حلیم الطبع بلند اخلاق و کردار کے مالک تھے۔ آپ صاحب ارشاد صاحب کشف و کرامات بزرگ ہیں۔

بچپن سے ہی کھیل کود اور دیگر فضولیات سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اوائل عمر سے نماز روزہ تہجد، اشراق اوابین کی پابندی کرتے رہے۔ زندگی کا ایک ایک لحہ یاد خدا میں بسر ہوتا تھا۔ نماز با جماعت کا اس قدر اہتمام کے پوری زندگی میں کوئی نماز ایسی ادا نہ کی جو جماعت کے ساتھ نہ ہو۔

آپ نے اپنے سفر کے لیے ایک بہترین حافظ و قاری رکھے ہوئے تھے۔ جو سفر کے دوران نماز پڑھانے پر مامور تھے۔

تمام عمر شریعت و طریقت کے احکام کی پابندی کی اور کوئی کام خلاف شریعت سرزد نہ ہونے دیا۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ زیادہ تر عبادت کسی درخت کے نیچے بیٹھ کر کرتے تھے۔

درس و لنگر اور تعمیر مسجد ☆: آپ نے اپنے جد اعلیٰ حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی اویسی علیہ الرحمتہ کے دربار شریف پر قائم اپنے بزرگوں کے مدرسے پر خصوصی توجہ دی۔ درسگاہ کو کافی وسعت دی۔ لنگر کا انتظام وسیع کیا۔

اور دربار شریف سے ملحقہ مسجد کو شہید کر کے از سر نو تعمیر کرایا اور اس پر سنگ مرمر کا اس قدر پرکشش کام کرایا کہ یہ مسجد برصغیر کی خوبصورت ترین مساجد میں شمار ہونے لگی۔

حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ رسول ﷺ ☆: آپ حج بیت اللہ شریف کے لیے تشریف لے گئے تو آپ

Marfat.com

کے اہل خانہ کے علاوہ تیس آدمی مزید آپ کے ہمراہ قافلے میں شامل تھے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں آپ کے دستر خوان پر ایک سو آدمی ہر وقت کے لنگر پر کھانا کھاتے تھے۔حج بیت اللہ پر روانگی کے وقت ذاتی جائیداد فروخت کر کے زر کثیر ہمراہ لے گئے۔اور مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے سامنے ایک شاندار عمارت خریدی اور اسے ''رباط سیرانی'' کا نام دے کر وقف کر دیا۔جس سے حج اور عمرہ پر جانے والوں کو رہائش و خوراک کی مفت سہولت مہیا کی جاتی تھی۔''رباط سیرانی'' کا خرچہ چلانے کے لیے اپنی ذاتی جائیداد سے 400 کنال زرخیز زمین وقف فرما دی جس کی سالانہ آمدنی مدینہ منورہ رباط سیرانی کے خرچہ کے لیے روانہ کی جاتی تھی۔

رباط سیرانی کے لیے وقف پاکستان میں جگہ کو محکمہ اوقاف نے قبضے میں لے لیا۔جبکہ مدینہ منورہ میں رباط سیرانی مسجد نبوی کی حدود میں آجانے سے اس کی کثیر رقم آپ کی طرف سے مقرر کردہ مینیجر نے سعودی حکومت سے وصول کر کے ہضم کر لی ہے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال چند روزہ علالت کے بعد 16 جمادی الاول ۱۳۶۵ ہجری بمطابق ماہ اپریل 1946ء کو ہوا۔

مزار پُر انوار خانقاہ شریف جی ٹی روڈ بہاولپور میں مرجع خاص و عام ہے۔جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

درشان حضرت خواجہ گوہر الدین احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ

صاحب کشف و کرامت، پیکر صدق و یقیں
عارف شرع نبی، کشاف نکتہ ہائے دیں

مستی و آگاہی، جذب و ہوش کی تصویر خوب
دانش و علم لدُنّی کی وہ تمثال حسیں

بے خود و ہشیار، سُکر و صحو کا نقش جمیل
فقر کا ماہِ منور، عشق کا مہر مُبیں

اس نے کیں دریافت پاکیزہ قبور انبیاء
اہل دنیا کی نظر سے جو نہاں صدیوں سے تھیں

عاشقِ احمد، شرف یاب لقائے مصطفیٰ
مظہر فیض نبوت، حق نگر وہ بالیقیں

مسجدیں تعمیر کیں، قائم مدارس بھی کئے
اس نے استقلال و خوبی سے کیا ہے کار دیں

باطنی بیعت تھی داتا سے اس عالی جاہ کی
مخزن دنیا کا مالک وہ قسیم کنز دیں

زائر دربار ہائے مکہ وطیبہ بھی تھا
ذاکر حق، وصف گوئے رحمۃ اللعالمیں

منتخب عبد خدا تھا وہ، خدائے پاک نے
اس کو بخشا تھا عُلوئے اولیائے سابقیں

علم و آگاہی کی دنیا کے جلیل القدر لوگ
اس کے خوان دانش و عرفان کے تھے ریزہ چیں

اس خدا آگاہ و خود آگاہ کی تاریخ وصل
یوں کہی طارق، ''جلال و افتخار متّقیں''

۱۹۵۲ء

وصل مرد حق کی تاریخ دگر بھی کی رقم
سال ہجری میں، ''کمال و اعتبار متقیں''

۱۳۷۱ھ

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

Marfat.com

حضرت خواجہ گوہرالدین احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: حاجی الحرمین شریفین، صدرنشین محفل مشاہدات غیبی، آئینہ جلال و جمال حقانی، مظہر کمال تامہ انسانی، غریق در بحرِ توحید و رسالت، فقیر مست الست، حجتہ اللہ، فنا فی اللہ، بقا باللہ، واقف اسرارِ علوم لدنیہ، پیشوائے ارباب طریقت، شاہباز میدان حقیقت، آفتاب شریعت، ماہتاب طریقت، شمع قصرِ ہدایت، آثار ولایتش ظاہر برخاص و عام بے دلیل، مجذوب عشق رحمان و مخمورِ شراب عرفان، مدرس مسائل عشق و عرفان، محدث وجد و پیان حضرت خواجہ گوہرالدین احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ ستارۂ ولایت آسمانی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۸۵ ہجری بمطابق 1868ء موضع جیندڑ شریف نزد کڑیانوالہ جلال پور جٹاں روڈ ضلع گجرات میں گجر خاندان کے ایک معزز فرد جناب محمد علی کے گھر ہوئی۔

آپ ابھی کم سنی کے عالم میں ہی تھے کہ آپ کے والد گرامی جناب محمد علی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ والد گرامی کے وصال کے بعد آپ کی تربیت و تعلیم کی تمام تر ذمہ داری آپ کے تایا جان جناب صدرالدین صاحب پر آن پڑی۔ آپ کے تایا متمول اور بارسوخ شخصیت کے مالک تھے۔

آپ کے اجداد گجر قوم کی گوت جیندڑ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے گاؤں کا نام بھی جیندڑ ہے۔

آٹھویں صدی عیسوی میں ایک حکمران راؤ کبیر تھا۔ جس کے بیٹے کا نام جی دھر رائے تھا۔ جی دھر کے لغوی معنی بہادر اور دلاور کے ہیں۔ اور بعد میں جی دھر گوت کو جیندڑ پکارا جانے لگا۔

آئین اکبری میں ابوالفضل نے بھی اس کا تلفظ جیندڑ ہی لکھا ہے۔ اس راجے کی اولاد نے شہر لودران اور لدھیانہ آباد کیئے۔ سوراسٹر میں اسی خاندان کا راجہ راکھنکار حکمران تھا۔ اس خاندان کا راجہ سکھپال والی ٹھینڈا تھا۔ جو محمود غزنوی کے دور میں مسلمان ہوا تھا۔ گجرات کے جیندڑ اسی خاندان کی اولاد سے ہیں۔ گجر فیملی میں یوں تو لاتعداد اولیائے کاملین ہوئے لیکن درج ذیل بزرگان دین جو کہ گجر قوم سے ہوئے اور قیامت تک کے لیے آسمان ولایت کے درخشندہ ستارہ بن کر چمکتے رہیں گے۔ جن میں حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی میرپور آزاد کشمیر، قطب الاقطاب حضرت باباجی لاروی نقشبندی مجددی مقبوضہ کشمیر، حضرت بابا الف دین گھنلوی کوٹلی آزاد کشمیر، حضرت خواجہ نظام الدین نقشبندی مجددی کیہاں شریف ضلع مظفرآباد آزاد کشمیر کے اسمائے مبارک سرفہرست ہیں۔

Marfat.com

آپ کی ولادت سے قبل عارفین کی پیشین گوئی ☆: ضلع گورداس پور کے ایک قصبہ بٹالہ شریف کے آستانہ عالیہ قادریہ کے روح رواں اور عارف کامل حضرت شاہ ظہور محی الدین قادری علیہ الرحمتہ جو کہ پورے ہندوستان کے مختلف شہروں، قصبوں میں جا کر غیر مسلموں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے اور مسلمانوں کو طریقت وتصوف کے ذریعے راہ ہدایت دکھاتے اور اصلاح باطن کرنے میں ممتاز اور یکتا نظر آتے تھے۔

انیسویں صدی عیسوی میں ان کا شہرہ پورے ہندوستان میں پھیلا ہوا تھا۔ دین حق کی شمع فروزاں کرتے کرتے ان پر بڑھاپے نے غلبہ کیا۔ نظر کمزور ہوگئی مگر عشق ومحبت اور دین اسلام کی تڑپ ان کو چین سے بیٹھنے نہ دیتی تھی۔

ان کے مریدین پالکی میں بٹھا کر بٹالہ شریف سے کوبہ کو بہ پیدل چلتے ہوئے دورے اور تبلیغ کرتے ہوئے لوگوں کے دلوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں کرتے ہوئے سیالکوٹ اور پھر سیالکوٹ سے گجرات کی طرف اک نئی منزل پر رواں دواں تھے۔

حضرت شاہ ظہور محی الدین قادری علیہ الرحمتہ پالکی میں سوار اپنے سینکڑوں مریدین وعقیدتمندان کے ہمراہ ہیڈ مرالہ کے راستے جلال پور جٹاں شہر کے شمال میں ایک برساتی نالہ عبور کرتے ہوئے موضع جینڈڑ شریف سے گزر رہے تھے کہ اچانک حضرت شاہ ظہور محی الدین قادری علیہ الرحمتہ نے پالکی روکنے کا حکم دیا۔

مقربین ومریدین نے رکنے کی وجہ پوچھی تو حضرت شاہ ظہور محی الدین نے فرمایا ''یہاں مجھے کسی مرد خدا کی خوشبو کا احساس ہوا ہے۔ لہٰذا اس کی تعظیم کے لیے توقف کرنا ضروری تھا۔ یہ اشارہ حضرت شاہ ظہور محی الدین قادری علیہ الرحمتہ نے آپ کی ولادت با سعادت کا دیا تھا کہ یہ یہاں مرد خدا پیدا ہوگا۔ اور پھر ایسا ہی ہوا کہ اس خطہ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

نوٹ ☆: اس قسم کے واقعات متقدمین اور سلف صالحین کے بارے میں کتابوں میں درج ہیں۔ جیسا کہ حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی جب خرقان کے قریب سے گزرے تو منہ اوپر اٹھا کر لمبے لمبے سانس کھینچتے جیسے کوئی خوشبو سونگھتے ہوں۔ مریدین کے استفار پر آپ نے فرمایا کہ ''چوروں کی اس سرزمین سے مجھے ایک مرد حق آگاہ کی خوشبو آتی ہے۔ جس کی کنیت ابوالحسن اور نام علی ہوگا۔

واقعہ نمبر ۲ ☆: روایت ہے کہ شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمتہ کی ولادت باسعادت سے قبل آپ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ امیر الدین کوٹلوی شرقپور تشریف لایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کشف ہوا ہے۔ اس زمین میں ایک ''شیر خدا'' پیدا ہوگا۔ جس سے ایک زمانہ فیض یاب ہوگا۔

آپ کے بچپن کی کیفیت ☆: آپ مادرزاد ولی تھے۔ بچپن ہی سے تنہائی پسند تھے۔ اپنے ہم عصر بچوں کے ساتھ کھیل تماشوں میں حصہ نہ لیتے تھے۔ اور گھریلو کام کاج سے فارغ ہو کر قریبی مسجد میں یا کسی جگہ تنہائی میں ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔ دن کو اپنے بزرگوں کے ساتھ زمینداری میں ہاتھ بٹاتے اور رات کو مسجد میں ذکر وفکر میں مشغول ہو جاتے۔

Marfat.com

آپ کے تایا جان کے گھر والے چاہتے تھے کہ آپ دنیاوی امور اور کھیتی باڑی میں خوب ماہر ہو جائیں مگر چونکہ آپ پر غلبۂ عشق و محبت اس قدر تھا کہ اس طرف دھیان ہی نہ لگتا تھا۔ آپ نے بچپن میں بھیڑ بکریاں چرا کر سنت انبیاء ادا کی۔ اور کبھی کبھی کھیتوں کی نگہبانی کے لیے باہر جاتے تو حال یہ تھا کہ آپ کے سامنے اگر کوئی شخص آپ کے کھیت سے فصل کاٹ رہا ہوتا تو آپ اسے کچھ نہ کہتے بلکہ چپکے سے واپس آ جاتے تھے۔

گھر والوں نے جب یہ صورتحال دیکھی تو بہت متفکر ہوئے اور ایک حکیم کے پاس آپ کے لے گئے۔ حکیم نے اچھی طرح تشخیص کرنے کے بعد کہا کہ اس لڑکے کو کوئی بیماری نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل پر عاشقانہ خیالات کا غلبہ ہے۔ جس نے اسے دنیا و مافیہا سے بے خبر اور بے نیاز کر دیا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اگر یہی حال رہا تو یہ لڑکا ولائیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوگا۔

عبادت و ریاضت ☆: اس زمانے میں آپ کو صوفیائے کرام کے اشعار پڑھنے کا بے حد شوق تھا۔ آپ رات کو آبادی سے دور تنہائی میں چلے جاتے اور بڑی خوش الحانی سے عارفانہ کلام و اشعار پڑھتے۔ ایک دن آپ نے مثنوی شریف کے مندرجہ ذیل شعر کسی سے سنے۔

جستجو کن جستجو کن جستجو   دربدر می گردو می رو کوبکو
قال رابگذار مردے حال شو   پیش مرد کاملے پامال شو

اس دن کے بعد سے آپ نے پیر کامل کی تلاش شروع کر دی۔ اسی دور میں آپ رات کو جینڈ ڑ شریف کے جنوب میں برساتی نالے کے کنارے تشریف لے جاتے اور بلند آواز سے قصیدہ غوثیہ کا ورد کرتے۔ جب نیند کا غلبہ ہوتا تو بالوں کو جھٹکا دے کر بیدار ہو جاتے اور پھر ذکر و فکر میں مشغول ہو جاتے تھے۔

ابھی آپ نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا ہی تھا کہ آپ کے تایا جان جناب صدر الدین کا انتقال ہو گیا۔ تایا کے وصال کے بعد زمینوں کی دیکھ بھال اور گھر بار کی تمام تر ذمہ داریاں آپ پر آن پڑیں۔ آپ دن کے وقت زمینداری کرتے اور گھر کا کام کاج دیکھتے اور رات کو اپنے نزدیکی گاؤں حاجی والا میں حضرت میاں اللہ ودھایا کی مجلس میں تشریف لے جاتے۔

بن مانگے نعمت باطنی کا انعام ☆: اس دوران کچھ عرصہ کے بعد عارف کامل حضرت میاں اللہ ودھایا نے آپ کو پیغام بھیج کر بلوایا۔ اور فرمایا کہ "میں اس جہان سے کوچ کر رہا ہوں تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ اپنا باطنی فیضان نعمت تمہیں دے جاؤں اور میں یہ سب کچھ جو میرے پاس ہے تمہاری ملک کرتا ہوں۔ اور میرے سب مرید میرے بعد تمہارے ہونگے۔" اس واقعہ کے کچھ دن بعد میاں اللہ ودھایا کا وصال ہو گیا۔ آپ ان کی تجہیز و تکفین و تدفین کے بعد اپنے گاؤں جینڈ ڑ شریف آ گئے۔ اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔

حضرت سلطان باہو کی زیارت ☆: حضرت میاں اللہ ودھایا علیہ الرحمتہ کے وصال کے بعد عبادت و ریاضت میں

Marfat.com

مصروف تھے کہ آپ گھر سے بزرگان دین کے مزارات کی حاضری کے لیے نکلے اور مختلف بزرگوں کے مزارات پر حاضری دیتے ہوئے۔ سلطان العارفین حضرت سلطان محمد باہو قادری علیہ الرحمتہ کے مزار واقع گڑھ مہاراجہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ تشریف لے گئے۔ اور وہاں پر عبادت وریاضت ومجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔

ایک دن حالت مکاشفہ میں حضرت سلطان باہو قادری علیہ الرحمتہ نے آپ کے کندھوں پر سوار ہو گئے اور کہا کہ اعلان کر دیں کہ سلطان باہو زندہ ہے"۔ آپ نے جواب میں عرض کیا۔ "جناب آپ نے اپنی بات بتائی ہے خدا کی بات نہیں بتائی۔"

حضرت قاضی سلطان محمود قادری کی خدمت میں حاضری ☆: ایک رات اپنے حجرہ خاص میں محو عبادت تھے کہ اچانک آپ کا کمرہ روشن ہو گیا۔ صبح کو بیدار ہوئے تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ کسی عارف کامل سے یہ معمہ حل کراؤں۔ اس دور میں حضرت قاضی سلطان محمود قادری آوان شریف کا بہت شہرہ تھا۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال اور ان کے والد شیخ نور محمد بھی قاضی صاحب کے مرید اور فیض یافتہ ہیں۔

آپ حضرت قاضی صاحب کے ایک مرید مولوی غلام حسین کے ہمراہ آوان شریف میں حضرت قاضی سلطان محمود قادری علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا مسئلہ ان کے سامنے بیان کیا۔ حضرت قاضی صاحب آپ کی طلب حق میں جستجو کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور فرمایا۔ آپ نے بڑا اچھا رستہ اختیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے گا۔

میں آج تک اس بات کو شدت سے محسوس کرتا تھا کہ میں دریا کے عین وسط میں کسی جزیرے پر اکیلا کھڑا ہوں۔ لوگ مجھے دیکھ کر صرف اشارے سے کہہ دیتے ہیں کہ قاضی صاحب اس جزیرے پر کھڑے ہیں۔ اور میرے پاس پہنچنے کی کوئی کوشش نہیں کرتا۔

آج میں خوش ہوں کہ مجھے ایک ایسا شخص نظر آیا جو دریا کو عبور کر کے میرے پاس پہنچ گیا ہے۔ اور وہ تم ہو۔ اللہ تمہیں کامیاب کرے اور فرمایا کہ اس قسم کے مشاہدات اور روحانی لمحات بکثرت وارد ہوتے رہیں گے۔

ایک دفعہ آپ عطائے رسول ہندالولی حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور کچھ عرصہ وہاں مقیم رہ کر عبادت وریاضت ومجاہدہ میں مصروف رہ کر جب گجرات پہنچے تو آپ کو معلوم ہوا کہ قاضی سلطان محمود قادری صاحب آوان شریف سے گجرات میں حضرت شاہ دولہ ولی کے مزار پر پیرزادوں کی بیٹھک میں تشریف فرما ہیں۔ آپ ان سے ملنے وہاں گئے اور ملاقات کی۔

بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دینا آپ کا معمول خاص تھا۔ لیکن آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں خود اپنی مرضی سے کسی بزرگ کے مزار پر نہیں جاتا۔ جب تک صاحب مزار خود نہ بلائے۔

مزارات بزرگان پر آپ کا سوال ☆: آپ مسلک ابراہیمی کے حامل تھے۔ جب کسی بھی بزرگ کے مزار پر تشریف لے جاتے یا جس ولی کے پاس حاضری دیتے اس سے ایک ہی سوال کرتے تھے کہ مجھے حق تعالیٰ ذات کا پتہ بتائیں۔

آپ کو حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے جوان تمہارا ظرف بہت وسیع ہے۔ اسے کوئی نبی ہی پُر کر

Marfat.com

سکتا ہے۔کسی ولی کے بس کی بات نہیں ہے۔

اس واقعہ کے چند روز بعد آپ نے خواب میں دیکھا کہ زمین اور آسمان کے درمیان میں ایک تابوت معلق ہے۔ جو بہت سے انوار و برکات کا مظہر ہے۔ وہاں سے ایک دیوار مدینہ منورہ کی طرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر تک جاتی ہے۔

اس خواب سے پہلے آپ کو وہاں سے روحانی طور پر بلاوا آ گیا۔

حضرت طانوخ علیہ السلام کی زیارت اور فیضان ☆: حضرت طانوخ علیہ السلام کا مزار گجرات شہر سے شمال مشرق کی جانب ہیڈ مرالہ روڈ پر 35 کلومیٹر کے فاصلے پر موجود ہے۔ حضرت طانوخ علیہ السلام جناب حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی گیارھویں پشت سے ہیں۔ اس مزار پر آپ سے پہلے بہت سے اولیائے کاملین حاضری دیتے چلے آئے۔ جن میں حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی، حضرت قاضی سلطان محمود قادری آوان شریف کے علاوہ دیگر بزرگان نے چلے بھی کیئے۔

آپ کا معمول تھا کہ دن میں زمینداری کرتے اور رات کو شیخ جوگانی کے ٹیلے پر حضرت طانوخ کے مزار پر تشریف لے جاتے۔ اور تہجد کے بعد اپنے گاؤں جیند ڑ شریف واپس آجاتے اور نماز فجر کے بعد معمول کے مطابق اپنے کام کاج میں مصروف ہو جاتے تھے۔

بارہ سال تک آپ کا یہی معمول رہا۔ ایک دن آپ نے حضرت طانوخ علیہ السلام سے ان کی مرقد منورہ پکی کرانے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے فرمایا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

آپ سے پہلے حضرت قاضی سلطان محمود قادری علیہ الرحمتہ نے بھی اجازت مانگی تھی۔ مگر اجازت نہیں ملی تھی۔ آپ نے حضرت طانوخ علیہ السلام سے عرض کیا۔ حضور میں آپ کے لیے قبر پکی نہیں کروانا چاہتا بلکہ اپنے دیکھنے کے لیے بنوانا چاہتا ہوں تاکہ اچھی لگے۔ آپ کی بات سن کر حضرت طانوخ علیہ السلام نے آپ کو قبر پکی کرانے کی اجازت دے دی۔

آپ نے حضرت طانوخ علیہ السلام کا مزار پختہ بنوایا۔ بعد میں سنگ مرمر بھی لگوایا۔ آپ تقریباً ساٹھ برس تک حضرت طانوخ علیہ السلام کے مزار پر تشریف لے جاتے رہے۔ آپ نے اس دوران نہ تو ان سے دولت کا مطالبہ کیا نہ ہی ولایت کی خواہش کا اظہار کیا۔ بلکہ ان سے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ کی تفسیر پوچھتے رہے۔ اور صاحب مزار پچاس برس تک سبقاً سبقاً اس کی تفسیر بتاتے رہے مگر تفسیر ختم نہ ہوئی۔

آپ کی دیگر انبیاء کے مزارات پر حاضری ☆: موضع گجراں میں حضرت موسیٰ حجازی علیہ السلام اور موضع ایمان میں حضرت صفوان علیہ السلام کے مزارات پر بھی آپ حاضری دیتے رہے اور ان کی مزارات پختہ تعمیر کرائے۔ اور ان مزارات کے ساتھ مسجدیں بنوائیں۔ دریائے چناب کے کنارے حضرت آمنون علیہ السلام کی قبر آپ نے ہی پختہ تعمیر کرائی۔ اور رہائشی کمرہ بنوایا۔ آپ بھی انبیائے بنی اسرائیل سے حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔

حال ہی میں اسی مزار کی تزئین و آرائش کا کام سجادہ نشین حضرت پیر حبیب اللہ اویسی نور اللہ مرقدہ اور پیر یوسف صاحب موجودہ سجادہ نشین نے کرایا ہے۔ جس سے مزار کی خوبصورتی دوبالا ہو گئی۔

Marfat.com

انبیاء سے اولیاء کی نسبت اویسی اور فیضان ☆: امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ اویسی نسبت والے بزرگوں کی روحانی تربیت روحانی بزرگ ہستیوں کی پاک ارواح کرتی ہیں۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی، حضرت بایزید بسطامی اور حضرت شاہ نقشبند بخاری علیہم الرحمتہ کی روحانی تربیت اسی طرح ہوئی۔ جیسا کہ ان بزرگوں کی سوانح حیات میں درج ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات شریف کی جلد اول کے مکتوب نمبر 259 میں لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں بھی انبیائے کرام نے دعوت توحید دی۔ اے فرزند یہ فقیر جس قدر ملاحظہ کرتا ہے اور نظر کو وسیع کرتا ہے۔ کوئی جگہ ایسی نہیں پاتا جہاں ہمارے پیغمبر کی دعوت نہ پہنچی ہو۔ اور گزشتہ امتوں میں ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی جگہ بہت کم ہے۔ جہاں پیغمبر مبعوث نہ ہوئے ہوں۔ حتیٰ کہ سرزمین ہند بھی جو اس معاملہ سے دور دکھائی دیتی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اہل ہند سے پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں اور اللہ جل شانہ کی طرف دعوت فرمائی ہے۔ اور ہندوستان کے بعض شہروں میں محسوس ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے انوار شرک کے اندھیروں میں شعلوں کی طرح روشن ہیں۔

اسی طرح حضرت شیخ محی الدین عربی علیہ الرحمتہ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ انبیائے کرام کی دعوت توحید ہر جگہ پہنچی ہے۔ حضرت ابن عربی اور حضرت امام ربانی کے اقوال کی روشنی میں پتہ چلا کہ گزشتہ امتوں کے زمانے میں ایک نہ ایک پیغمبر ضرور گزرا ہے۔ اور قرآن پاک بھی اس حقیقت پر شاہد عدل ہے۔ **"وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ"** سورۂ رعد آیت نمبر ۷۔ (ترجمہ) اور ہر قوم میں ایک ہادی (نبی) ہوا ہے۔

بیعت ☆: آپ ظاہرانہ تو کسی کے ہاتھ پر بیعت تھے اور نہ ہی کسی کو اپنے ہاتھ پر بیعت فرماتے تھے۔ اگر کوئی آ کر کہتا کہ مجھے بیعت کریں۔ تو آپ فرماتے کہ میرے پیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لہٰذا آپ سب کے پیر بھی وہی ہیں۔ آپ کبھی کبھی ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے زندگی میں جب سے ہوش سنبھالا ہے خدا کی مرضی کے بغیر ایک قدم بھی نہیں اٹھایا۔

آپ کی علمی استعداد و صلاحیت ☆: آپ نے باقاعدہ کسی مکتب یا مسجد میں تعلیم حاصل نہ کی تھی۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی اُمّی ہونے اور جملہ علوم سے واقف ہونے کی آپ زندہ دلیل تھے۔

شیخ القرآن ابوالحقائق حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی چشتی نظامی علیہ الرحمتہ آپ کی علمیت کے معترف تھے۔ اور ہر سال 12 ربیع الاول شریف کو آپ کی زیر صدارت جینڈ شریف میں خطاب فرماتے تھے۔

مفسر قرآن حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی علیہ الرحمتہ نے ایک مرتبہ حاضر خدمت ہو کر جب انسان کامل کے بارے آپ سے سوال کیا تو اس وقت کمرے سے باہر بارش ہو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا مفتی صاحب جس طرح بارش کا قطرہ پانی میں گرتا ہے تو بلبلا بن جاتا ہے۔ اور پھر پانی میں مل کر پانی ہو جاتا ہے۔ یہی حال انسان کامل کا ہے۔

یہ جواب باصواب سن کر گجرات جا کر مفتی صاحب نے علمائے کرام سے فرمایا۔ کون کہتا ہے کہ سائیں کو ہر دین پڑھے ہوئے نہیں

Marfat.com

ہیں۔

مسلک اہل حدیث کے مولوی محمد اسماعیل غزنوی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضور یہ فرمائیے کہ توحید کس وقت صحیح ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ مولانا توحید اس وقت صحیح ہوتی ہے جب مسلمان کا معبود و مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہو جائے۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ عبادت اس ذات کی کرے اور مقصود کوئی اور شے ہو۔

مولوی اسماعیل غزنوی یہ جواب سن کر حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ ہم یہ سمجھ کر آئے تھے کہ آپ سادہ سے درویش ہیں۔ اور ہم آپ کو اپنے عقیدے کے مطابق قائل کر لیں گے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس قدر توحید کی سمجھ آج آئی ہے۔ پہلے کبھی نہ آئی ہوگی۔

سالانہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ☆: اپنے علاقہ میں سب سے پہلے آپ نے بارہ ربیع الاول شریف کے موقع پر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پروگرام کا انعقاد کیا۔ جس میں ملک بھر سے جید علمائے کرام تشریف لا کر حضور علیہ السلام کی شان بیان فرماتے اور ثنا خوان حضرات دور دور سے آ کر نعت خوانی کرتے۔ عقیدتمندان تلاوت قرآن کرتے اور آقا علیہ السلام کی ذات بابرکات پر درود وسلام کے نذرانے بھیجتے۔ اس موقع پر آپ کی طرف سے لنگر کا وسیع انتظام ہوتا۔ نہ صرف حاضرین کو پیش کیا جاتا بلکہ پورے گاؤں کے مختلف ڈیروں پر بھی تقسیم ہوتا تھا۔ اور یہ سلسلہ دو تین دن تک جاری رہتا تھا۔ جو کہ آج بھی آپ کے بنائے ہوئے طریقہ کے مطابق آپ کی اولاد اس کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ اور ہر سال حسب سابق نہایت ہی اہتمام سے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا روح پرور پروگرام ہوتا ہے۔

حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول ﷺ ☆: آپ نے 1940ء میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کیا۔ تقریباً 35-30 افراد آپ کے ہمراہ ہو لیے۔ اس زمانہ میں لوگ بحری جہاز کے ذریعے حج کیا کرتے تھے۔ جناب شیخ نور محمد (مصنف گوہر نایاب) بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بحری جہاز کی اوپر والی منزل پر مسجد تھی۔ جہاں پر جہاز کے مسافر نماز ادا کرتے تھے۔ نماز ظہر کے بعد یا کسی اور نماز کے بعد کبھی کبھی حضرت شیخ القرآن ابوالحقائق علامہ عبدالغفور ہزاروی چشتی نظامی علیہ الرحمۃ اور کبھی مولوی محمد اسماعیل غزنوی غیر مقلد وعظ کرتے تھے۔

حج بیت اللہ ادا کرنے کے بعد آپ مدینہ منورہ میں آقائے نامدار تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بے کس پناہ میں حاضر ہوئے۔ درود وسلام پیش کیا۔ اور مدینہ منورہ میں ہی جنت البقیع میں حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا اور حضرت سیدۂ کائنات سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے مزارات پر حاضر ہوئے تو آپ پر رقت طاری ہو گئی۔

دسویں محرم الحرام کو آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں نذرانہ پیش کرنے کے لیے ختم دلوایا اور لنگر شریف پیش کیا۔ اور تیرھویں محرم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر جدہ پہنچے اور وہاں سے وطن مالوف جنیدڑ شریف واپس آ گئے۔

آپ کی حضور ﷺ سے نسبت ☆: آپ کی خدمت اقدس میں آ کر اگر کوئی بیعت کے لیے عرض کرتا تھا تو آپ اُسے فرماتے کہ میرے پیر آقائے نامدار تاجدار مدینہ ﷺ ہیں۔ لہٰذا جو میرے پیر ہیں وہی تیرے پیر ہیں۔

Marfat.com

آپ خودفرماتے ہیں کہ میرے پاس جوبھی آتا ہے میں اس کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کردیتا ہوں۔اور حضور اس کوقبول فرمالیتے ہیں۔اسی لیے ساری زندگی کسی سے بیعت نہیں لی۔اس حوالے سے پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت رکھنے والے کوبھی نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہو جاتی ہے۔اوراس کوحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت ومحبت اوراچھی صحبت کی خیرات نصیب ہو جاتی ہے۔

آپ کوحدیث نبوی ﷺ کے ساتھ بڑی محبت تھی۔آپ کا معمول تھا کہ ہرروزنمازظہر سے لے کرعصر تک تاج المحد ثین شیخ الجامعہ حضرت علامہ مولانا محمد محب النبی چشتی نظامی علیہ الرحمتہ آف بھوئی گاڑشریف والوں سے درس حدیث سنتے اور خوداس کی وضاحت وتشریح فرماتے۔اوراس دوران علمی وروحانی نکات کاانبارلگادیتے۔

ایک دن مولوی عنایت اللہ گجراتی آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا کہ لاؤ میں حدیث پڑھ کرسناتا ہوں۔آپ نے مولانا محب النبی علیہ الرحمتہ سے فرمایا اس کومشکوٰۃ شریف دے دو۔اس نے عرض کی حضرت مجھے تو مشکوٰۃ ساری یاد ہے۔آپ نے فرمایا۔ پڑھو۔

مولوی عنایت اللہ کے دل میں خیال تھا کہ شاید آپ پڑھے ہوئے نہیں ہیں۔اس نے ویسے ہی عربی کی ایک عبارت پیش کردی۔ آپ عبارت سن کرخاموش رہے۔اس نے ایک اور عبارت پڑھی تو آپ پھربھی خاموش رہے۔

مولوی عنایت اللہ کہنے لگا کہ جب شیخ الجامعہ مولانا محب النبی پڑھتے ہیں تو آپ اس کی تشریح فرمادیتے ہیں اور جب میں نے حدیث پڑھی تو آپ خاموش رہے۔اس کی کیا وجہ ہے۔آپ نے فرمایا۔مولانا جب آپ پڑھ رہے تھے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ کی طرف رجوع کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔یہ جھوٹ بولتا ہے۔میں نے ایسے نہیں کہا جیسے یہ مولوی عنایت اللہ کہہ رہا ہے۔

یہ سن کرمولوی عنایت اللہ آپ کے قدموں میں گرگیا۔اور کہنے لگا حضور آپ نے سچ فرمایا ہے۔اور میں اس بات کوتسلیم کرتا ہوں کہ واقعی آپ محمدی ہیں۔واقعی آپ کوحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت عطا ہوئی ہے۔اس لیے آپ کوحقیقت حدیث کا بھی شعور بھی خدا کی طرف سے عطا ہوا ہے۔

ہردم رضائے جاناں ☆: جب آپ کے چھوٹے صاحبزادے کاوصال ہوا تو لوگ تعزیت اور فاتحہ خوانی کے لیے حاضر ہوتے۔جب وہ آپ کے فرزند ارجمند کے وصال پرافسوس کا اظہار کرتے تو آپ فرماتے توبہ توبہ اللہ کے فضل پرافسوس یہ تو بہت بڑا گناہ ہے۔

غرضیکہ بڑے سے بڑے نقصان ہوجانے پرآپ کومطلق کوئی رنج نہ ہوتا اور نہ ہی بڑے سے بڑے فائدے پرکبھی خوشی ہوتی بلکہ آپ ہردم اپنے محبوب کی رضاپرراضی برضا رہتے تھے۔

کشف وکرامات کی حقیقت ☆: آپ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک کشف وکرامات کی کوئی وقت نہیں۔یہ بچوں کاکھیل

Marfat.com

اور بھان متی کے تماشے اور بازی گری کے مترادف ہے۔ اس میں مشغولیت سے مراتب الٰہیہ میں کمی واقع ہوتی ہے۔

کشف و کرامات کی بجائے تصوف و ولایت میں قرب الی اللہ، وصلِ حق، فنا فی اللہ، فنا الفنا اور بقا البقا حقیقی مقاصد ہیں۔ جبکہ کشف و کرامات اس سے نیچے کی چیزیں ہیں۔

شیخ القرآن ابوالحقائق حضرت علامہ عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمتہ نے ایک مرتبہ آپ سے کشف القبور کی اجازت طلب کی تو فرمایا مولانا یہ تو عورتوں کے حیض سے بھی زیادہ ناپاک ہے۔ اس کی طلب و جستجو نہیں رکھنی چاہئے۔ بلکہ مردِ حق آگاہ سے جب بھی مانگو۔ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب مانگو۔ کشف القبور تو مرنے کے بعد سب کو مل جاتا ہے۔ اور چیز وہ حاصل کرنی چاہئے جو ہر کسی کے مقدر میں نہ ہو۔

تصوف کی منزل کا راہی جب محنت شاقہ کرتا ہے تو اس کی روح میں ذرا سی لطافت آجاتی ہے۔ جس سے وہ نہایت معمولی کرامت دکھا سکتا ہے۔ اس کو لوگ بہت بڑی چیز اور تصوف کا بلند درجہ سمجھتے ہیں۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے وہ یہ کہ بقا باللہ کی منزل کے راستے میں کرامت ایک بہت بڑا حجاب ہے۔ اس لیے کرامت کو چھوڑو اور فنا فی الرسول ہو کر تعلیمات کی دنیا کو آباد کرو۔ جس سے مخلوق کو اور خود کو بھی فائدہ حاصل ہو۔

حجاب اور کشف کی قسمیں ☆: آپ فرماتے ہیں کہ حجاب کی تین قسمیں ہیں:

اوّل ☆: "حجاب ظلمانی"، جو گناہوں کی تاریکی سے بندہ اور خدا کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔

دوئم ☆: "حجاب نورانی"، یہ کشف و کرامات کا حجاب ہے جس سے ترقی بند ہو جاتی ہے۔

سوم ☆: "حجاب کیفی"، جب سالک مقام قرب میں جا کر اپنے دل میں لذت محسوس کرتا ہے۔ تو بعض اوقات وہ لذت کے حصول اور جستجو کی خاطر اس میں مصروف ہو جاتا ہے۔ اس دوران جب اس کی نیت میں ذرا سا غبار پیدا ہوا تو اس کے تیور بدل جاتے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کشف ایک حجاب ہے۔ جس کی اہل اللہ کے ہاں کوئی قدر و منزلت نہ ہے۔

جبکہ عیسائی، ہندو اور بدھ مت اسی ذرا سی بات پر پھولے نہیں سماتے اور اسی کو منزل حقیقی سمجھتے ہیں۔ جب کہ حقیقت کسی اور شے کا نام ہے۔

"چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک"

کہاں مقام فقر و تصوف کی دنیا میں رہنے والے مردان حق اور کہاں یہ لوگ۔

انسان کے سر پر تو خلافت الٰہیہ کا تاج ہے اور وہ اللہ کی طرف سے اس کائنات پر حکمرانی کرتا ہے۔ اور قیام کائنات کا دار و مدار اہل اللہ پر ہوتا ہے۔

بندے اور خدا کے درمیان یہ لوگ فیض رسانی کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اور حق تعالیٰ کی ذات ان کو امر تکوینی کے انصرام و انتظام و دیعت فرماتا ہے۔ ان کی برکات سے نزول باراں، اور سرسبزی نباتات اور بقائے انواع حیوانی اور آبادی و قصبات ہے۔ ان مردان حق

Marfat.com

کی وساطت سے واقعات دنیا رونما ہوتے ہیں۔ان کے ہاتھوں سے بادشاہ بنتے ہیں اور تخت سے اترتے ہیں۔اور مخلوق کی ترقی کا راز بھی انہی لوگوں سے ہے۔

مردان حق کی دو قسمیں ☆: ان مردان حق کی بھی دو قسمیں ہین۔اول، اولیائے ظاہرین۔ دوم، اولیائے مستورین۔ اولیائے ظاہرین کے سپرد خدمت خلق ہوتی ہے۔ یہ لوگ ظاہر ہوتے ہیں اور خلق خدا کی خدمت کی خاطر یہ لوگ ظاہر ہونے پر مجبور ہوتے ہیں۔

دوسرا طبقہ اولیائے مستورین کا ہے۔ان حضرات کے ذمے انصرام تکوینی ہوتا ہے۔یعنی مخلوق کے دنیاوی کاموں کے انتظام کی خدمت ان کے سپرد ہوتی ہے۔ان کو رجال الغیب بھی کہتے ہیں۔ یہ عام لوگوں کی طرح شہروں اور قصبوں میں رہتے ہیں۔شادی کرتے ہیں، بیمار ہوتے ہیں، علاج بھی کرواتے ہیں۔مگر حق تعالیٰ ان کو لوگوں سے پوشیدہ رکھتا ہے۔ایسے ہی لوگوں کے بارے ان کی شان میں فرمایا۔"**اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری**"۔(ترجمہ) میرے خاص بندے میری قبا کے نیچے رہتے ہیں اور میرے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔

ان مستورین اولیائے کاملین کی بارہ قسمیں ہیں:

اقطاب، غوث، امامان، اوتاد، ابدال، اخیار، ابرار، نقباء، نجباء، مکتوبان، مفردان۔

ہر زمانے میں ایک بڑا قطب ہوتا ہے جس کو قطب الارشاد قطب عالم کہا جاتا ہے۔اور سارا عالم اسی کے فیض و برکت سے قائم ہے۔ وہ اللہ کریم سے براہ راست فیض نعمت حاصل کرتا ہے۔اور نور حقیقت محمدی کی برکت اور عنایت سے ہر سمت پر نظر رکھتا ہے۔اور ماتحت الاقطاب کا تقرر یا تنزل کرتا ہے۔قطب الارشاد ہی ولی کو معزول یا مقرر کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔اس کا باطنی نام عالم لاہوت میں عبداللہ ہوتا ہے۔

ماتحت الاقطاب ☆: قطب الارشاد کے ماتحت دوسرے اقطاب ہوتے ہیں۔ مثلاً قطب، ابدال، قطب اقالیم، قطب ولایت وغیرہ۔

بعض صوفیاء کے نزدیک غوث اور قطب ایک ہی عہدے کے دو نام ہیں۔جبکہ آپ کے نزدیک یہ دونوں یعنی مرتبہ غوثیت اور مرتبہ قطبیت علیحدہ علیحدہ منصب ہیں۔

منصب "امامان" ☆: قطب الارشاد کے ماتحت یعنی اس کے نیچے دو نائب ہوتے ہیں۔ جن کو امامان کہا جاتا ہے۔ایک قطب الارشاد کے دائیں ہاتھ پر دوسرا بائیں ہاتھ پر ہوتا ہے۔ جب قطب عالم کی جگہ خالی ہوتی ہے تو بائیں ہاتھ والا اس کی جگہ پر آ جاتا ہے۔اور دائیں ہاتھ والا بائیں ہاتھ والے کی جگہ لے لیتا ہے۔

منصب "اوتاد" ☆: اوتاد چار ہوتے ہیں۔اور یہ پوری دنیا کے چاروں کونوں۔ ایک شمال میں دوسرا جنوب میں۔ تیسرا مشرق میں، چوتھا مغرب میں مامور ہوتے ہیں۔ قیام عالم میں ان سے میخوں کا کام لیا جاتا ہے۔

Marfat.com

منصب ''ابدال'' ☆: ابدال سات ہوتے ہیں۔ اور اقلیم پر متعین ہوتے ہیں۔ ان کو قطب ہفت اقلیم بھی کہتے ہیں۔ یہ ہے وہ نظام باطنی جو مرد حق آگاہ کے سپرد ہوتا ہے۔

آپ اکثر اپنی مجالس میں فرمایا کرتے تھے کہ بقاباللہ وہ مقام ہے۔ جہاں پر طالب حق کی محبت کی آزمائش ہوتی ہے۔ ان کا ایمان پرکھا جاتا ہے۔ کبھی ان پر نوازشات کی بارش ہوتی ہے۔ کبھی ناز وانداز کی تجلیاں گرائی جاتی ہیں۔ اور کبھی جام معرفت سے ان کو سیراب کیا جاتا ہے۔ کبھی ہجر وفراق کے تیر برسائے جاتے ہیں۔ کبھی زلف یار کا اسیر بنا کر دام محبت میں گرفتار کیا جاتا ہے۔ کبھی رخ زیبا کی سیاباری سے منور کیا جاتا ہے۔ کبھی قرب سے پرورش کی جاتی ہے۔ اور کبھی بعد سے آزمایا جاتا ہے۔ کبھی بے خودی محویت اور استغراق میں مست ومتوالا کیا جاتا ہے۔ کبھی وحشت خوف، ہیبت اور رعب وجلال کی آگ میں جلایا جاتا ہے۔ اور کبھی بلبل کی طرح روئے گل پر نثار ہونے کی دعوت دی جاتی ہے۔

غرضیکہ محبوب حقیقی کے ناز ونعم اور انداز بدلتے رہتے ہیں اور عاشق صادق ہر حال میں خوش وخرم رہتا ہے اور زبان سے حال سے کہتا ہے:

گر بکشی رضائے تو ورنہ کشی عطائے تو
راحت من رضائے تو راحت من رضائے تو

آپ کی تعلیمات وفرمودات ☆: آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ سچا مواحد وہ ہے جس کا معبود اور مقصود اللہ رب العزت کی ذات ہو اور جس کی عبادت واطاعات اپنے مالک حقیقی کی خوشنودی کے لیے ہو نہ کہ عزت واقتدار اور خواہش جنت کے لیے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ اے بندے! جس طرح وہ ہر لحاظ سے تیرا خدا ہے تو بھی ہر لحاظ سے اس کا بندہ ہو جا۔ اے انسان! تو اس وقت تک مواحد نہیں ہو سکتا جب تک غیریت کو ختم نہیں کرے گا۔

۲) آپ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک تو قطبیت وغوثیت بھی ایک حجاب ہے۔ کیونکہ بندۂ سالک کی سیر اس سے بہت آگے ہے۔

۳) آپ فرماتے ہیں کہ جو چیز راہ حقیقت کی طرف جانے سے روکے وہ ذات کا غیر ہے۔ جب تک انسان غیر کے چکر میں پڑا رہے گا۔ خدا تک رسائی ناممکن ہے۔ کیونکہ غیر سے محبت راہ حقیقت کے راستے کی دیوار ہے۔ اور تصوف سراسر ماسوا کی نفی کرتا ہے۔ عارف کامل کی علامت یہ ہے کہ وہ ذات الٰہی سے اپنے تعلقات کی بنا پر اسی پر بھروسہ کرتا ہے۔ اور صوفی کی تعریف بھی یہ ہے کہ ذات حق تعالیٰ کو تمام موجودات عالم پر ترجیح دیتا ہے۔

۴) آپ فرماتے ہیں کہ بندے کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی نقصان دہ چیز نہیں کہ وہ غیر خدا کی قید میں گرفتار ہو جائے۔ جب تک غیریت کا ایک بال بھی موجود ہے۔ وہ معرفت واطاعت کی حقیقت سے ناآشنا ہے۔ غیریت کے مٹنے میں ہی ذات کا حصول اور قرب موجود ہے۔ انسان کی تخلیق کا مقصد وباعث معرفتِ الٰہی کا حصول اور ذات کا قرب فناء میں منحصر ہے۔

Marfat.com

فنا سے مراد جسم کی فنا نہیں بلکہ یہ ان غیریتوں کی فنا ہے جن میں انسان گرا ہوا ہے۔ یا اس کے ذہن وقلب پر طاری ہیں۔ جب یہ غبار اترتا ہے تو جلوۂ ذات کا نور عطا ہوتا ہے۔

۵) آپ فرماتے ہیں کہ بندے کے صدق کی علامت یہ ہے کہ وہ حق کی ہر بات اور نصیحت کو پسند کرتا ہے۔ خواہ اس کا عیب اس کے منہ پر بیان کیا جائے۔ وہ خوشی کے ساتھ تکلیف برداشت کرتا ہے۔ جس طرح دنیادار اپنے رزق کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ بندۂ کامل اپنے مولائے حقیقی کی تلاش میں رہتا ہے۔

۶) آپ فرماتے ہیں کہ اپنی اعلیٰ گفتگو اور نیک خیالات قلب کو خدا کی راہ میں استعمال کرنا مفید ہے۔ اور شر سے کنارہ کر کے خیر کی طرف آنا بہتر ہے۔ نیکی کی طرف آنے والا فرد کو نیکی کا بوجھ برداشت نہیں کرسکتا۔ لیکن وہ اس حقیقت سے واقف ہوتا ہے۔

سیرت وکردار☆: آپ کا معمول تھا کہ گرمی ہو یا سردی، ہر حال میں تہجد، چاشت اور اوابین کی نمازیں اور دیگر نوافل باقاعدگی سے ادا فرماتے، بالخصوص نماز پنجگانہ کا پورا اہتمام فرماتے۔ حتیٰ کے بڑھاپے میں بھی نماز تراویح باجماعت ادا فرماتے تھے۔ ہمہ وقت باوضو رہنا آپ کا معمول تھا۔ مگر نماز فرض اور دیگر نوافل کی ادائیگی کے وقت پھر بھی تازہ وضو فرماتے تھے۔ فجر کی نماز علی الصبح اور عشاء کی نماز کافی رات گئے ادا فرماتے تھے۔ روزانہ غسل فرماتے اور اچھا لباس زیب تن فرماتے تھے۔

آنے والے ہر آدمی سے اس کے ایمان، حال اور خیال کے متعلق پوچھتے اور بعض خصوصی حضرات سے ان کے دنیاوی متعلقات یا عزیز واقارب کے لیے ہمدردی کا اظہار اور ان کے لیے دعا بھی فرماتے۔ یہاں تک کے ان کی روحانی مدد فرمانے کے علاوہ عالم رویا میں تسلی وتشفی بھی فرماتے تھے۔

آپ نہایت ہی اعلیٰ وارفع خصائل سے مرصع ومعمور تھے۔ حسن اخلاق میں بے مثال تھے۔ ایثار، قربانی، احساس، ہمدردی، جرأت، حوصلہ، برداشت وتوکل۔ صبر ورضا وتسلیم وعفو ودرگذر، فراخیٔ قلبی، سخاوت اور یقین، قناعت ومروّت، دیانت، صیانت، امانت کی پاسداری، اطعام واکرام، مجاہدہ، مراقبہ، موافقت، مرافقت، مداومت، معالمت، توحید، تہذیب، تجرید، تفرید، عنایت، رعایت، شفقت، شفاعت، لطف وکرم، اور شکر وفکر، ذکر، حرمت، ادب، اعتصام، احترام ہمت ومعرفت وحقیقت کا بحرِ بے کنار اور یکتائے روزگار تھے۔

وصال باکمال سے قبل کے احوال وکیفیات☆: جس سال آپ کا وصال ہونا تھا۔ آپ نے اپنے ہاں میلاد شریف کا جلسہ جو مدتوں سے جاری تھا، منعقد کرایا اور اس کے اختتام سے قبل خلاف معمول حاضرین جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے ان کو پند ونصائح فرمائے۔ اور اعمال کی درستگی کے بارے بیان فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ پتہ نہیں کہ آئندہ سال کون ہوگا اور کون نہیں۔ جب آپ نے خطاب ختم فرمایا تو آپ کی کمر میں درد شروع ہوگیا۔ درد کی وجہ سے اپنے کمرے میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ کا یہ فکر انگیز اور خلاف معمول خطاب سن کر محسوس کرنے والوں نے محسوس کیا کہ آپ نے اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہونے کے لیے اپنا آخری پیغام عوام الناس تک پہنچایا ہے۔ اس کے بعد آپ دو ماہ تک علیل رہے۔ اس دوران اگرچہ تکلیف زیادہ بھی ہوئی مگر زبان پر شکوہ تک نہ آیا۔ بلکہ پیکر صبر ورضا بن کر زبان سے شکرانے کے الفاظ ہی ادا فرماتے رہے۔ وصال سے ایک روز قبل آپ نے خدام سے فرمایا کہ خان ملک کو پیغام بھیجو کہ میں

Marfat.com

سفر پر جا رہا ہوں۔ آ کر مجھے مل جائے۔ پیغام ملتے ہی خان ملک فوراً حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے۔ آپ نے انہیں سینے سے لگا کر فرمایا۔ خان ملک یہ میری آخری ملاقات ہے۔ آپ کی زبان ترجمان سے یہ الفاظ سن کر خان ملک رونے لگے اور عرض کرنے لگے۔ حضور ہمارا کیا بنے گا۔ چونکہ وہ آپ کا دیوانہ تھا تڑپنے لگا۔ آپ نے اپنے دیوانے کو تڑپتا ہوا دیکھ کر فرمایا۔ خان ملک اگر میرے رب نے چاہا تو ہم وہاں بھی اسی طرح ہونگے۔

آپ کا خادم جو ہر وقت خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ اس نے عرض کی حضرت آج آپ کو بہت زیادہ تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کریم کی رضامندی کی خاطر اپنے پیارے بیٹے کی گردن پر چھری چلا دی۔ حضرت امام حسین نے رب کی رضا کی خاطر سارا کنبہ شہید کرا دیا۔ مگر اُف تک نہ کی۔

جب کہ میں تو رضائی میں بیٹھا ہوں۔ کئی آدمی میری خدمت پر مامور ہیں۔ میں کس منہ سے کہوں کے مجھے تکلیف ہے۔ اس کے بعد ساری رات تکلیف میں گزاری۔ نماز تہجد بھی ادا فرمائی۔ آخری دن صبح کو ڈاکٹروں نے نبض دیکھی تو باہر آ کر خاص مریدوں کو بتایا کہ نبض بالکل کمزور ہو چکی ہے۔ ایک ہلکی سی رمک محسوس ہوتی ہے۔

ڈاکٹر کی یہ بات سن کر اہل عقیدت و محبت آپ کے کمرے میں آ کر رونے لگے اور آپ کے آخری کلمات سننے کے لیے جمع ہو گئے۔

اس وقت آپ نے آخری کلمات یہ ادا فرمائے کہ میں قربان حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جنہوں نے اللہ کریم کی رضا حاصل کرنے کے لیے بیٹے کی گردن پر چھری رکھ دی۔ یہ فرما کر آپ رونے لگے حتیٰ کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ کبھی خاموش ہو جاتے اور کبھی وجدانی کیفیت کے انداز میں خیال محبوب میں گم ہو جاتے۔

جب آپ کے صاحبزادے حضرت میاں محمد رمضان صاحب اویسی حاضر ہوئے تو فرمایا۔ رمضان فقیری اخلاق حسنہ اور خدمت خلق کا نام ہے۔ جو لوگ محتاج لنگر پر گزارہ کر رہے ہیں۔ ان کی بدستور امداد کرتے رہنا۔ تاکہ وہ اپنی زندگی کے بقیہ دن بھی یہیں گزاریں۔ رمضان قرآن و حدیث کا ساتھ کبھی نہ چھوڑنا۔ آنے والے کی جیب کو نہ دیکھنا۔ اللہ کریم اپنے بندوں کے رزق کا بندوبست آسمان سے فرمائے گا۔ رمضان اگر میرے رب کو منظور ہوا تو کشتی خشکی پر چلے گی۔

حضرت شیخ الجامعہ رئیس المدرسین استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد محب النبی چشتی نظامی بھوئی گاڑ شریف والے حاضر ہوئے تو آپ سے اجازت طلب کی۔ تو آپ نے فرمایا ٹھہر جاتے تو اچھا ہوتا۔ انہوں نے عرض کی حضور طلباء کے سبق کا حرج ہوگا۔ یہ سن کر آپ نے رخصت دے دی۔ راستے میں ابوالحقائق حضرت علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی نظامی علیہ الرحمتہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مولانا محب النبی علیہ الرحمتہ سے عرض کی۔ استاد جی واپس چلو۔ آج حضرت اویس وقت کے وصال کا دن ہے۔ مولانا محب النبی نے فرمایا کہ میں ان کے پاس سے آیا ہوں وہ بہتر ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں تم اپنے کشف کو رہنے دو۔

قصہ مختصر یہ کہ مولانا ہزاروی نے حضرت شیخ الجامعہ کو واپس جینڈ شریف جانے پر مجبور کر دیا۔ اور اپنے ہمراہ لے کر آپ کے

Marfat.com

کمرے میں پہنچے تو مولانا ہزاروی صاحب نے عرض کی حضور میں استاد جی شیخ الجامعہ صاحب کو واپس لے آیا ہوں۔ یہ سن کر آپ خوش ہوئے۔ نماز مغرب کے وقت تمام حاضرین عقیدت مندان مریدین سے فرمایا۔ سب جا کر مسجد میں با جماعت نماز ادا کرو۔ سب ساتھی مغرب کو چلے گئے اور آپ نے اپنے کمرے میں ہی نماز مغرب ادا کی۔ جب نماز پڑھ چکے تو خادم سے فرمایا کہ مجھے لٹا دو۔ اس کے بعد زبان حال سے کلمات خلیل اللہ ادا فرمانے لگے۔ "حَسْبِیَ اللّٰہُ نِعْمَ الْوَکِیْل وَ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْر"۔

شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ نماز کی حالت میں مجھے زبردست کشش ہوئی۔ میں نماز کے فوراً بعد آپ کے حجرہ اقدس کی طرف آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ کے آخری لمحات تھے۔ میں چلا اٹھا۔ ہائے آپ تو ہمیں اکیلا چھوڑ کر چلے جا رہے ہیں۔ اس وقت کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو اشکبار نہ ہوئی ہو۔ ہر دل غم سے نڈھال تھا۔ کہ اس کیفیت میں آپ کا وصال باکمال ہو گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۵ جمادی الاول ۱۳۷۱ ہجری بمطابق 2 فروری 1951ء کو بعد از نماز مغرب ہوا۔ مزار پُر انوار جینڈ ڑ شریف نزد کڑیانوالہ جلال پور جٹاں روڈ تحصیل و ضلع گجرات میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کا سالانہ عرس مبارک جینڈ ڑ شریف دربار اویسی گجرات میں ہر سال آپ کے سجادہ نشین حضرت پیر محمد یوسف اویسی مدظلہ کی زیر سرپرستی ۵ جمادی الاول کو منایا جاتا ہے۔ ملک بھر سے علمائے کرام، نعت خوان حضرات اور معروف قوال اپنے اپنے انداز میں حاضری دے کر سامعین کے دلوں کو مسحور اور محظوظ کرتے ہیں۔ لنگر کا وسیع و عریض نظام قائم ہے۔ جہاں سے حاضرین و زائرین مریدین عقیدتمندان ہر خاص و عام کو لنگر ملتا ہے۔

حضرت قبلہ خواجہ گوہر دین احمد اویسی علیہ الرحمتہ کی اولاد سے آپ کے پڑپوتے جناب حضرت صاحبزادہ پیر شہزاد گوہر اویسی جو کہ سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں راولپنڈی میں رہائش پذیر ہیں، فقیر راقم الحروف پر بہت مہربان ہیں۔ ہر لحہ شفقت و محبت فرماتے ہیں۔ کبھی کبھی فقیر کے آستانے گلستان غریب نواز موہڑ چھپر غوث اعظم روڈ (سابقہ چکری روڈ) راولپنڈی میں بھی قدم رنجہ فرماتے ہیں۔ جناب پیر شہزاد صاحب محبت پیار، بھائی چارے اور حسن اخلاق کا عظیم مجسمہ ہیں۔ خداوند کریم ان کے بزرگوں کی نسبت کا صدقہ ان کے علم و عرفان میں برکتیں پیدا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

جناب پیر شہزاد گوہر اویسی اپنے گھر کی طرح سرکاری دفتر میں بھی اپنے بزرگوں کی سنت پر قائم رہتے ہوئے لنگر تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ کھانے کے وقت کسی کو بغیر لنگر نہیں جانے دیتے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

قطعۂ تاریخ (سال وصال)

حضرت خواجہ گوہر الدین احمد چشتی اویسی رحمۃ اللہ علیہ

سال وصال 1371ھ، 1952ء

قرآنی مادۂ تاریخ (سال وصال)

"ثم ننجی الّذین اتّقو" (مریم)

1952ء

سال وصال ہجری	سال وصال عیسوی
۱۳۷۱ھ	1952ء
"شمش فیض علم و تقویٰ"	"قاسم فیصان مصطفیٰ"
"درخشانیٔ قمر ولایت"	"خورشید آسمان ادب مُحمّد"

"گوہر فضیلت عرفان"

عمر شریف: .... ۸۶ سال ..... بہ الفاظ بحساب ابجد .... "یادِ محبوب احد"

.... ۸۴ سال .... بہ الفاظ بحساب ابجد .... "زیب جاوداں"

Marfat.com

حضرت فقیر غلام محمد اویسی المعروف بادشاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: حق گو حق سچ، مرد قلندر ہمہ اوصاف یگانہ، مرشد زمانہ، حضرت فقیر غلام محمد اویسی المعروف بادشاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ولی ابن ولی، منبع حسنات وکمالات ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت تقریباً 1870ء بمطابق ۱۲۸۷ھ وقت کے عارف کامل حضرت حافظ نور محمد المعروف لاڈلا علیہ الرحمۃ کے علمی وروحانی گھر کوچھ شریف نزد رکھی موڑ میانوالی میں ہوئی۔ آپ اپنے "لقب بادشاہ" کے نام سے مشہور اور معروف ہوئے۔

آپ کے والد ماجد حضرت مولانا حافظ نور محمد عرف لاڈلہ، انتہائی نیک سیرت و باکردار بزرگ شخصیت کے حامل تھے، اُن کی پرورش حافظ محمد عظیم وٹے پٹ نے فرمائی اور انہوں نے ہی اُن کو اپنے دست مبارک سے گھٹی پلائی تھی۔ ان کے کان میں اذان بھی اُنہوں نے ہی کہی تھی، اسی وجہ سے آپ کے والد گرامی حافظ محمد عظیم وٹے پٹ علیہ الرحمۃ کے لاڈلے مشہور تھے۔ اور اُن کو لاڈلے کے لقب سے لکھا اور پکارا جاتا تھا۔

آپ کی ولادت سے متعلق ایک واقعہ☆: آپ کے والد محترم حضرت حافظ نور محمد اویسی علیہ الرحمۃ کی عمر خاصی زیادہ ہوگئی تھی لیکن اولاد سے محروم تھے، تمام رشتہ کے قریبی لوگ اُن کی جائیداد پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض افراد نے آپ کے والد گرامی سے برملا کہہ دیا تھا کہ آپ کی کوئی اولاد تو ہے نہیں، لہٰذا یہ تمام جائیداد ہمارے نام کردو۔

آپ کے والد گرامی ان کی بات سن کر رنجیدۂ خاطر ہوئے اور اپنے پیرومرشد حضرت سید لعل شاہ ہمدانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں جا کر رو دیئے۔ پیرومرشد نے حکم دیا کہ فلاں شخص کی لڑکی بہت نیک ہے، میری طرف سے جا کر ان کو رشتہ کا پیغام دو، اس کی لڑکی نے ہمیشہ شادی سے انکار کیا، وہ کسی سے بھی شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

لیکن جب آپ اپنے مرشد کا پیغام لے کر لڑکی کے والد کے پاس حاضر ہوئے اور رشتہ کا پیغام دیا تو لڑکی کا والد لڑکی کے پاس گیا اور حضرت پیر سید لعل شاہ ہمدانی علیہ الرحمۃ کا حکم سنایا تو اس نے سرِ تسلیم خم کرلیا۔ اس طرح آخری عمر میں آپ کے والد گرامی کی شادی ہوئی اور سال بعد خداوند عالم نے ان کو بیٹی سے نوازا۔

جب دوسرا سال گزرا تو آپ یعنی (حضرت غلام محمد اویسی) کی ولادت باسعادت ہوئی، مگر شومیٔ قسمت کہ آپ کی ولادت کے

Marfat.com

کچھ عرصہ بعد آپ کے والد گرامی کا وصال ہو گیا۔

چنانچہ آپ نے یتیمی کے ماحول میں پرورش پائی۔

علمی استعداد و صلاحیت☆: آپ نے کسی مکتب یا مدرسہ میں باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی اور نہ ہی کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے، خداوند کریم نے آپ کو علم لدنی سے نوازا ہوا تھا۔ جب کبھی مجلس میں وعظ فرماتے تو زبان ترجمان سے نکلنے والے الفاظ سامعین کے دلوں پر نقش ہو جاتے، انداز بیان اتنا دلکش اور مسحور کن تھا کہ سامعین سَر دھنتے اور ان پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

سیرت و کردار☆: آپ نے چونکہ دینی ماحول میں پرورش پائی تھی۔ اس لئے بچپن ہی سے آپ کا رجحان عبادت و ریاضت اور پابندی شریعت کی طرف مائل تھا۔ آپ کے بارے مشہور ہے کہ زندگی کا طویل حصہ کوچھ شریف کے نزدیک ایک غار میں عبادت و ریاضت اور چلہ کشی میں گزارا، آپ کا معمول تھا کہ چاشت کے وقت اُس غار میں تشریف لے جاتے دیگر عبادات کے علاوہ قرآن مجید کی تلاوت اور دلائل الخیرات اور دیگر نوافل و اوراد و وظائف تواتر کے ساتھ مکمل فرماتے۔ آپ کو مثنوی مولانا روم کا اکثر حصہ زبانی یاد تھا۔ خداوند عالم نے لحن داؤدی سے آپ کو نوازا ہوا تھا۔ بڑی ہی ترنم کے ساتھ مثنوی کے اشعار پڑھتے تھے۔ جنہیں سن کر سامعین پر وجد طاری ہو جاتا تھا۔

اولاد و امجاد☆: خداوند کریم نے آپ کو چھ صاحبزادے عنایت فرماتے جو تمام بہترین اور پختہ منزل کے حافظ و قاری ہیں۔

نماز با جماعت کا سختی سے اہتمام☆: آپ کے پوتے حضرت علامہ غلام شبیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ سفر و حضر میں باجماعت نماز کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے، آپ جہاں کہیں تشریف لے جاتے کچھ احباب، عقیدت مندان ضرور ہمراہ ہوتے۔ جہاں نماز کا وقت ہو جاتا وہیں باجماعت نماز ادا فرماتے۔

ایک مرتبہ آپ کو کسی شخص کے مقدمہ کے سلسلہ میں میانوالی ضلع کچہری میں ایک ہندو جج کی عدالت میں پیش ہونا پڑا، آپ بروقت عدالت پہنچے، ابھی آپ کا بلاوہ نہیں آیا تھا کہ نماز کا وقت ہو گیا تو آپ نے اذان دلوا کر عدالت کی گیلری میں نماز کی جماعت کرا دی۔

ادھر آپ کی پیشی پڑ گئی اور پکار ہونے لگی لیکن آپ نماز میں مصروف رہے، نماز ادا کرنے کے بعد ہندو جج کے سامنے پیش ہوئے تو اُس نے سختی کے ساتھ کہا تم عدالت میں طلب کرنے پر پیش کیوں نہیں ہوئے، تو آپ نے بلا خوف وخطر فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی عظیم بارگاہ میں پیش تھا اس لئے دیر ہو گئی۔

جج نے تعصب کی بنا پر آپ کو قانون توہین عدالت کے تحت سزا سنا دی، تو آپ نے وہیں کھڑے ہو کر فرمایا جج صاحب آپ کی دنیاوی عدالت ہے، میں جس اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش تھا اس نے چاہا تو میں تمہاری سزا کا وقت پورا ہونے سے پہلے رہا ہو جاؤں گا۔

چنانچہ پھر ہوا بھی ایسا ہی کہ آپ چند دنوں کے بعد رہا ہو کر واپس گھر آ گئے۔

Marfat.com

بے نمازی مسلمان سے نفرت ☆: ایک مرتبہ کسی تفتیش کے سلسلہ میں ایک تھانیدار آپ کے ڈیرے پر آیا تو آپ نے اُس کی خاطر و مدارت کی، لیکن ہوا یہ کہ تھانیدار مذکور نے نہ ظہر کی نماز پڑھی نہ ہی عصر کی نماز ادا کی۔

یہ دیکھ کر آپ کی دینی غیرت بیدار ہوئی اور تھانیدار سے فرمایا کہ تم ظہر سے پہلے یہاں آئے ہو۔ میں نے دیکھا ہے کہ نہ تم نے نماز ظہر ادا کی نہ ہی عصر، لہٰذا میری غیرت یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ ایک بے نماز شخص یہاں میرے ڈیرے پر موجود رہے اور نماز نہ پڑھے، لہٰذا تم یا تو نمازیں ادا کرو یا پھر یہاں سے چلتے بنو اور کسی اور جگہ رہائش اختیار کر لو، اگر یہاں رہنا ہے تو تمہیں نمازیں ضرور پڑھنا ہوں گی۔

چنانچہ وہ تھانیدار شرمندہ ہو کر وہاں سے چل دیا۔

علی الاعلان قتل کی گواہی دے دی ☆: ایک مرتبہ آپ کے علاقے کے ایک سردار نے قتل کر دیا۔ اس بات کا سب کو علم تھا کہ قتل کس نے کیا ہے، لیکن اُس سردار اور وڈیرے کے رُعب و دبدبہ کی بنا پر کوئی بھی اس کے خلاف گواہی دینے کو تیار نہ تھا۔

انگریز پولیس افسر تفتیش کے لئے آیا تو علاقے کے تمام لوگ اکٹھے تو ہو گئے لیکن کسی کو سچ کہنے کی جرأت و ہمت پیدا نہیں ہوئی۔

انگریز افسر سمجھ گیا کہ وجہ کیا ہے؟ اس لئے کہ مقتول ایک انتہائی غریب شخص تھا، اس کی خاطر کوئی بھی شخص علاقے کے وڈیرے سے دشمنی مول نہیں لینا چاہتا تھا۔

انگریز پولیس افسر نے اپنے ایک واقف کار سے مشورہ کیا کہ اس قتل کے بارے کوئی گواہی نا مل رہی لہٰذا کیا کیا جائے، اس شخص نے انگریز کو مشورہ دیا کہ رکھی گاؤں میں حضرت علامہ غلام محمد اویسی جیسا سچا کھرا شخص موجود ہے جس کی زبان پر حق بولتا ہے، وہ نہ ہی گواہی چھپانے والے ہیں اور نہ ہی کسی سے ڈرنے والے، لہٰذا راستے میں آپ ان سے ملاقات کر لیں شاید کچھ حل نکل ہی آئے۔

چنانچہ وہ پولیس افسر گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کے ڈیرے کی طرف چلا آیا۔ گھوڑے کی باگ اُسی وڈیرے قاتل شخص نے پکڑی ہوئی تھی، پولیس افسر نے آپ سے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ قتل کس نے کیا ہے؟

آپ نے فرمایا پورے علاقے کو معلوم ہے کہ قتل کس نے کیا ہے؟ اگر آپ قاتل کو گرفتار کر کے سزا دلوانے کا وعدہ کریں تو میں بتا سکتا ہوں کہ قاتل کون ہے۔ انگریز افسر نے وعدہ کیا کہ قاتل چاہے کتنا ہی بااثر اور بڑا کیوں نہ ہو اس کو قانون کے مطابق سزا دلوائی جائے گی۔

آپ نے فرمایا کہ یہی ملک صاحب جس نے آپ کے گھوڑے کی لگام تھامی ہوئی ہے قاتل ہے، انگریز نے فوراً اسی وقت اُسے گرفتار کر کے چالان عدالت میں پیش کیا، عدالت میں مقدمہ چلا اور سزائے موت کا فیصلہ سنا دیا گیا۔

اس سچی گواہی کی بنا پر وہ ملک آپ کا جانی دشمن بن گیا، اس نے دو مرتبہ آپ پر قاتلانہ حملہ بھی کروایا۔ لیکن خدا کی قدرت کہ اُجرتی قاتل آپ کی طرف آتے تو اندھے ہو جاتے تھے۔

بالآخر اس ملک کی والدہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رو رو کر اپنے بیٹے کی رہائی کے لئے دعا کیلئے درخواست گزار ہوئی، آپ

Marfat.com

نے فرمایا کہ وہ تو ہماری دشمنی پر کمربستہ ہے اور ہمیں قتل کروانا چاہتا ہے، اور تم مجھ سے دعا کی درخواست کر رہی ہو۔

اُس نے عرض کی حضور وہ اپنے کیئے پر نادم ہے اور اس نے عہد کیا ہے کہ جب رہا ہو جاؤں گا تو آپ سے معافی مانگنے کے لئے در دولت پر حاضری دوں گا۔

اگر پھانسی ٹل گئی تو وہ ایک سال تک آپ کی خدمت کرتا رہے گا، اُس کی والدہ کی درخواست پر آپ نے اس کی رہائی کے لئے دعا مانگی اور فرمایا کہ صلح کی کوشش کرو۔

چنانچہ صلح کی کوششیں بارآور ثابت ہوئیں اور مقتول کے ورثاء نے قتل معاف کر دیا۔ جب وہ ملک جیل سے رہا ہوا تو سیدھا آپ کے آستانے پر آیا اور معافی مانگ کر ایک سال تک آپ کی خدمت کرتا رہا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت پیر سید لعل حسین ہمدانی نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

اس کے علاوہ مرشد کامل کے بھتیجے حضرت شاہ محمد ہمدانی علیہ الرحمۃ سے بھی وابستگی رہی۔ سلسلہ عالیہ اویسیہ میں بھی آپ کو کسی بزرگ سے اویسی نسبت حاصل تھی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۸۰ھ بمطابق گیارہ اپریل 1960ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار کوچھ شریف رکھی موڑ تحصیل و ضلع میانوالی میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں آج بھی آپ کے عقیدت مندان و مریدین حاضرین دے کر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں، آپ کا دربار انتہائی خوبصورت اور فن تعمیر کا شاہکار ہے، جس کی تعمیر مستری فتح سکندر کلری نے کی ہے، ہر سال باقاعدگی سے آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔

آپ کے دربار کے ملحقہ جامع مسجد کوچھ شریف رکھی موڑ میں آپ کے سگے بھتیجے علامہ غلام شبیر صاحب مدظلہ خطیب ہیں۔ جو مسلک اہل سنت کی بڑے ہی اچھے انداز میں خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت خواجہ بابا صلاح الدین کوٹری والے اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سالک سالک حقیقت، سرِ دفتر مجاہدان راہ ترک وفنا، سرخیل مبارزان طریقت حضرت خواجہ بابا صلاح الدین اویسی رحمتہ اللہ علیہ مردِ میدان جاہدوفی اللہ ہیں۔

حضرت بابا صلاح الدین بن حضرت عین الدین المعروف آئین دان ۱۳۲۰ھ بمطابق ۱۹۰۲ء کو بمقام اندرون ریاست چترال جبلی علاقہ دشوارگذار (صوبہ سرحد، پاکستان) میں آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ کے والد عالم دین وصوفی بزرگ تھے اور پہلے عالم تھے جو کہ اتالیق مہتر چترال کے عہدہ پر بھی فائز رہے اور آپ نے دین کی عظیم الشان خدمت انجام دیں۔ اُن کا وصال بلخ میں ہوا اور وہیں دائمی آرام گاہ ہے۔

تعلیم وتربیت ☆: زعفران کی کاشت جو وراثتاً آپ کے لئے ذریعہ معاش تھی کچھ عرصہ تک مامور رہے۔ بعد میں اپنے دونوں بڑے بھائیوں شکر اللہ اور ابدال الدین اور اپنی چھوٹی ہمشیرہ طاہرہ بی بی کے سپرد کر کے حصول تعلیم کی غرض سے اسلامیہ اسکول پشاور میں داخل ہوگئے۔ جہاں سے سند امتیازی میٹرک کی حاصل کی تو حکومت چترال نے آپ کو علی گڑھ حصول تعلیم کے لئے بھیج دیا گیا۔ جہاں سے آپ نے بی۔اے تک تعلیم حاصل کی۔ مگر سوئے اتفاق کے تعلیم منقطع کرنی پڑی۔ اس کا سبب یہ بتایا گیا کہ ایک محفل مذاکرہ قائم ہوئی جس میں طلباء کو اظہار خیالات کی دعوت دی گئی۔ جس کا موضوع تھا ''حصول علم دین کے بعد حصول علم دنیا ضروری ہے'' اور انعقاد بھیکم پور ہال مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ہوا۔

لہٰذا کسی سے مشورہ کئے بغیر خود فیصلہ کیا کہ حصول علم دین کے لئے کیوں نہ آغاز کیا جائے۔ پس ایک انقلاب زندگی کو ہم آغوش کئے ہوئے دیوبند پہنچے۔ وہیں طالب علم بن گئے اور مولوی حسین احمد مدنی کی شاگردی اختیار کی لیکن ایک عرصہ کے بعد مولانا کی بالآخر اصلیت واضح ہوئی کہ بابا صاحب کا مزار پر بغرض فاتحہ خوانی کے لئے جانا معمول تھا۔ ایک دن حسین احمد دیوبندی موقعہ پر پہنچے اور شاگرد سے مخاطب ہوئے کہ

صلاح الدین! یہاں خاک کے تودہ پر کیوں کر انہماک واستغراق ہے؟

مولانا! یہاں آپ خاک کا تودہ دیکھ رہے ہیں مگر میں یہاں سے آسمان تک نور ہی نور دیکھ رہا ہوں۔

مولانا نے جواب غیر متوقعانہ سن کر فوراً مشتعل انداز میں کہا: ''افسوس کہ تم دیوانے ہوگئے جو ایسی بات کہتے ہو۔''

Marfat.com

اس مکالمہ کے بعد دیو بند کی اصلیت کھل کر سامنے آ چکی تھی لہٰذا بددل ہو کر وہاں سے چل دیئے۔ وہاں سے نکلنے کے بعد دنیا سے بے نیاز تمام قومن وتو سے آزاد صحرا صحرا جنگل جنگل مناظر قدرت الٰہی کا مطالعہ کرنے میں مصروف رہے۔

چنانچہ وہ دور جو نصاب ولایت کی اصطلاح میں مجذوب یا مغلوب الحال کہلاتا ہے بابا صاحب کے لئے مقدر ہو گیا جس پر نہایت ثابت قدمی سے گامزن رہے اور آپ کا روزانہ مشغلہ سیر و سیاحت، زیارت مقامات مقدسہ، چلہ کشی، ریاضت شاقہ اور مجاہدات بن گیا۔

کلیر شریف میں حاضری ☆: عرصہ تک کلیر شریف میں دربار مخدوم سیدنا علاء الدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ عنہ میں قیام کیا۔ بعد میں اجمیر شریف خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے آستانہ پر کافی عرصہ تک مقیم رہے۔ اجمیر شریف میں ہی شہرت ہو گئی کہ آپ قائم اللیل اور صائم الدھر ہوتے ہوئے مخلوق کی خدمت کرتے ہیں۔ بس اس شہرت نے آپ کو آمادہ کیا کہ دوسری جگہ منتقل ہوں۔

چنانچہ بابا صاحب نے اجمیر سے رخت سفر باندھا۔ دہلی، لاہور، ملتان، سرہند اور دیگر اہم مقامات مقدسہ ومزارات اولیاء اللہ پر حاضری دینا اور خدمت خلق کو اپنا معمول بنالیا۔

قیام آگرہ ☆: ۱۹۳۵ء تا اکتوبر ۱۹۵۱ء تک آگرہ (بھارت) میں قیام رہا۔ تقریباً ۱۹۳۵ء کو آپ ابتدا میں جامع مسجد آگرہ میں قیام پذیر رہے اور شرف استعداد علمی حضرت مولانا سعادت اللہ صاحب سنبھلی اور مولانا مولوی حبیب اللہ کابلی سے حاصل کیا۔

اب مجاہدات کا عالم شدید تر ہونے لگا اور آپ نے فرائض مشروع کے ساتھ ساتھ مخلوق کی خدمت خالق کی عبادت کو بھی اپنا نظریہ حیات بنالیا اور بیشتر اوقات رقت گریہ وزاری میں گزارنے لگے اور آپ کی حالت جذب بسا اوقات حلقہ بگوش اور حاضر باش حضرات کے لئے تکلیف دہ اور پریشان کن ہو جاتی۔ کیوں کہ آپ کسی معالج یا طبیب سے رجوع ہونا پسند نہ فرماتے۔ دیکھا گیا ہے کہ آنکھیں متورم ہو کر پر آشوب ہو گئیں ہیں۔ پیروں کے تلوے پھٹ کر خون آلود ہو گئے اور ہزاروں روپیہ خلق اللہ پر نثار کر رہے ہیں مگر خود کے لئے فرماتے ہیں کہ "یہ ہی تکلیفیں تو میرا علاج ہیں۔" اس عالم میں بھی کثرت صلوٰۃ وصیام اور شدت مجاہدات معمولات روزمرہ بن گئے تھے۔ ساتھ ہی کتب بینی اور مشاہدات الٰہی میں روز افزوں ترقی ہوتی رہی حتیٰ کہ اتباع شریعت مجاہدات وریاضت کی بدولت نقاہت جسمانی غالب ہونے لگی کیوں کہ ایک نان جویں، ستوں بھڑ بھونجہ کی اپنے لئے خوراک بنالی مگر اللہ رے قوت روحانی کی۔ دنیا شاہد ہے کہ آپ کی زبان وتحریر معجز نمائے کلکت قدرت بن گئی اور حاجت مندوں کی ضرورتیں پوری کرنا، مریضوں کو شفایابی ہونا ایک جز وزندگی بن گیا۔

توجہ اصلاحی، توجہ اتحادی اور توجہ القائی کے ماہر بے بدل شمار کئے جانے لگے۔ بسا اوقات اپنے نیاز مندان پر اس خوبی اور قوت باطنی کے تحت انکشاف فرمایا کرتے کہ اگر اصلاح منظور ہے تو چند لمحوں میں اصلاح ظاہری واصلاح باطنی فرد واحد کی یا جماعت کی ہو

Marfat.com

گئی۔ اگر اتحادی مقصود ہے تو توجہ اتحادی کے مظاہرے ہوجاتے اور اگر القائی کا انکشاف چاہا تو توجہ القائی کے ذریعہ ایسا مظاہرہ ہوا کہ دنیا انگشت بدندان ہوگئی۔

بیعت ☆: آپ سلسلہ اویسیہ رکھتے تھے۔ مزارات مقدسہ پر چلہ کشی کر کے مختلف بزرگان دین سے فیضیاب ہوئے۔ اور انہی سے اویسی نسبت رکھتے تھے۔

شادی واولاد ☆: آپ نے مجرد زندگی گزاری۔

پاکستان تشریف لانا ☆: ۱۹۵۱ء کو پاکستان تشریف لائے اور کراچی میں کالا پل پر قیام فرمایا۔ ایک عرصہ تک یہ معمول ہوگیا کہ کافی وقت حضرت قطب عالم شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی مزار مقدس (جامع کلاتھ) پر گزارتے یا ایک ہفتہ دو ہفتہ کے لئے ٹھٹھہ تشریف لے جاتے اور مزار مقدس حضرت سید عبداللہ شاہ اصحابی یا حضرت شاہ مراد یا حضرت شاہ کمال علیہم الرحمۃ کے مزارات مقدسہ پر قیام فرماتے۔

بہر حال ایک وقت ایسا بھی آگیا کہ کراچی کی خانقاہ کو مستقلاً خیر باد کیا اور حیدر آباد (سندھ) میں سنوں بھڑ بہونچہ آگرہ والے کے اہل خاندان کے پہاڑ کے برابر زیریں قلعہ اپنی نشست قائم فرمائی اور ایک دور ایسا بھی آیا کہ مہینوں کے لئے سفر وحضر اختیار کیا۔ دور دراز علاقے، مقدس مزارات، شمالی علاقے پاکستان کے سیر وسیاحت میں دیکھے۔ مزار مبارک حضرت سخی عبدالوہاب شاہ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی روزانہ حاضری رہی۔ بطور خاص سیہون شریف (ضلع دادو سندھ) آنا جانا اور دربار حضرت عثمان مروندی المعروف لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ میں حاضری دینا اپنا مسلک خاص قرار دیا۔ حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مقدس پر حاضری دینے کے لئے بھٹ شاہ کا سفر کیا کرتے تھے۔

سیرت وکردار ☆: سرخ وسفید چہرہ پر بھورے رنگ کی داڑھی شریف، میانہ قد، گٹھا ہوا جسم اور آنکھیں سرخی مائل جو ارتقائی شکل میں آکر قدرے جھکی جھکی رہتی تھیں۔ جس کا سبب خاص محض گریہ وزاری، کتب بینی اور شب بیداری تھا۔ آخر عمر میں تقریباً سب دانت الوداع کہہ گئے تھے پھر بھی چہرہ پر وہی نورانی رعب وجاہ وجلال کی علامتیں نمایاں تھیں۔ داہنا شانہ مبارک قدرے دوسرے شانے سے اونچا تھا اور قیام کے وقت بائیں ہاتھ کو اپنی ران پر زور دے کر عجیب حسین انداز میں اپنے خضوع وخشوع کا مشاہدہ نماز میں فرماتے کہ دیکھنے والا خود تصویر حیرت بن جاتا۔ ابتداء میں تہبند، گھٹنوں تک کرتہ، سر پر لنگی اور برہنہ پا مگر (بید درخت کی عصاء) ہاتھ میں دستی بید جو آخر عمر تک رہا۔ مفارقت ہند سے کچھ دن قبل سلیپر پہننے لگے تھے اور ایک کمبل میں بھی اضافہ ہوگیا تھا مگر پاکستان میں شلوار کے بجائے تہبند استعمال کرنے لگے تھے جو دم آخر تک لباس رہا۔ متوکل، تارک الدنیا واسباب، خلیق مشفق ومہربان تھے۔

مولوی سید حامد علی جماعتی نقشبندی آگرہ والے لکھتے ہیں: ''میں نے مولانا رحمتہ اللہ علیہ کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ بلاخوف تردید کے کہا جاسکتا ہے کہ مولانا اپنے زمانے کے ایک جید عالم ہی نہ تھے بلکہ وہ ایک عظیم المرتبت صوفی اور ایک اعلیٰ پایہ کے درویش بھی تھے۔ وہ کرامت مجسم تھے۔ صبح سے شام تک بلا مبالغہ صدہا کرامتیں ان سے صادر ہوتیں چوبیس گھنٹے ہزاروں ہندو مسلم عقیدت مند

Marfat.com

پروانوں کی طرح ان کے اردگرد جمع رہتے۔ غریب، امیر اور بڑے چھوٹے کی ان کے یہاں کوئی تخصیص نہ تھی بلکہ سب دامن مراد بھر کر لے جاتے۔ حق گوئی، بے باکی اور صداقت شعاری کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے صاحبان عز و جاہ ان کے سامنے لرزہ براندام رہتے۔ کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ ان کی زبان فیض ترجمان حقائق و معارف کا سرچشمہ تھی۔ اسرار و رموز کائنات کے سوتے ہر وقت ابلتے رہتے۔ کشف القلوب اور کشف القبور بدرجہ اتم حاصل تھا۔"

صبر و تحمل، ضبط نفس، جود و سخا، راضی بررضا، صاحب علم و حلم، غریب پرور، مہمان نواز، اخلاق محمدی سے مشرف اور سادگی و عاجزی سے زندگی عبارت تھی۔

وصال باکمال☆: آپ کو شہباز ولایت حضرت لعل شہباز قلندر حافظ محمد عثمان مروندی قدس سرہ الاقدس سے قلبی محبت تھی۔ یہ اسی محبت کا نتیجہ ہے کہ آپ نے مزار مقدس کے پاس تین شب و روز گزارنے کے بعد ۲۰ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ بمطابق ۱۳ جولائی ۱۹۶۳ء بروز ہفتہ بوقت تین بجے ۶۳ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ جنازہ اطہر کو بخیر و خوبی کوٹری (ضلع دادو سندھ) علی الصبح لایا گیا۔ یہ ہی طے پایا کہ جب حاجی عبدالرحمٰن صاحب کوٹری میں مسجد اور مزار کے لئے وسیع و عریض قطعہ اراضی وقف کر رہے ہیں تو دوسری جگہ کی تجویز غیر مناسب ہے۔ بہرحال بروز اتوار بوقت گیارہ بجے دن بمقام احاطہ سندھ ٹمبری نزد اسٹیشن کوٹری میں تدفین ہوئی۔ مزار شریف پر عالیشان گنبد بنا ہوا ہے اور متصل خوبصورت مسجد شریف بھی ہے۔

نامور دانشور حضرت علامہ پروفیسر حامد حسن قادری مرحوم (کراچی) نے قطعہ تاریخ وصال کہا:

ہیں یہ ہی مولوی صلاح الدین خواب راحت میں اپنی تربت میں
زندگی میں تھے کس قدر با فیض وقت خلقِ خدا کی خدمت میں
عالم و زاہد و خدا آگاہ نیک خصلت میں پاک سیرت میں
کس قدر ابر جود و بحر کرم کس قدر باکمال رافت میں
پائیں فضلِ خدائے برتر سے جائے اعلیٰ جوارِ رحمت میں

قادری نے لکھا یہ سال وفات
ہیں یہ قربِ شفیعِ امت میں

۱۳۸۳ھ

بشکریہ انوار علمائے اہلسنت سندھ

Marfat.com

حضرت سائیں سجاول خان اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف یگانہ' قلندر زمانہ' واقف اسرار رموز حقیقت' فخر العصر حضرت بابا راجہ سائیں سجاول خان رحمتہ اللہ علیہ ضلع اسلام آباد کے ایک دُور اُفتادہ گاؤں میرا بیگوال کے ایک خوشحال زمیندار گھرانے کے چشم و چراغ جناب راجہ امیر زمان کے گھر ۱۳۱۵ ہجری بمطابق ۱۸۹۵ء میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق دھنیال راجپوت خاندان سے تھا۔ خاندان کے تمام افراد زمیندارہ/کھیتی باڑی کر کے اپنی گزر بسر کرتے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا شمار گاؤں کے معززین میں شمار ہوتا تھا۔ آپ کے والد انتہا درجہ کے نیک اور محنتی جفاکش انسان تھے۔ گھر کا ماحول بہت سادہ اور صاف وشفاف تھا۔ ایسے ماحول میں آپ کی پرورش ہوئی۔ سن بلوغت کو پہنچنے کے بعد آپ کے والد گرامی نے آپ کو زمیندارا اور کاشتکاری کی ذمہ داری سونپ دی۔ ابھی آپ کی عمر عزیز ۲۵ برس ہوئی تھی کہ والدین نے آپ کی شادی کرادی۔ شادی کے کافی عرصہ بعد تک آپ کے وہاں اولاد نہ ہوئی تو آپ اس کو مصلحت خداوندی تسلیم کرتے ہوئے اللہ کی رضا پر راضی ہے۔

آپ نے کچھ عرصہ تک فوج میں بھی ملازمت کی آپ ۱۹۱۴ء میں بھرتی ہوئے اور جنگ عظیم کے فوراً بعد واپس تشریف لے آئے۔ نوکری کو خیر باد کہہ کر اپنی زمینوں کی دیکھ بھال اور کاشتکاری میں مصروف ہو گئے۔ آپ دن کے وقت اپنے مال مویشی چرانے کے لئے جنگل میں لے جاتے اور مویشیوں کو چرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیتے اور آپ بذات خود یادِ خدا میں مشغول ہو جاتے۔ خدا کی عبادت و ریاضت کے دوران آپ خدا کی مخلوق اور کائنات کی تخلیق کی طرف بغور نظر دیکھتے رہتے۔ چونکہ تمام دن جنگل میں تنہائی کے عالم میں گزرتا اور اس تنہائی کے عالم میں آپ خدا کی زمین کے رنگین نظاروں اور سرسبز پہاڑوں کے نشیب وفراز دیکھتے رہتے اور کبھی اپنی تخلیق کرنے والے کے بارے میں سوچتے رہتے تھے کہ اس کشمکش میں آپ کے سینے میں عشق الٰہی کی آگ بھڑک اٹھی اور کافی عرصہ اس آگ میں جلتے رہے۔

حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ☆: جس وقت آپ پر عشق الٰہی کا غلبہ بڑھ گیا تو آپ سکون قلب کے لئے مختلف بزرگان دین کے مزارات پر جانے لگے۔ اس دوران آپ کی ملاقات فقرا' صوفیا' صلحاء' عابدین' ذاکرین' اولیاء اللہ سے بھی ہوئی جس کی وجہ سے آپ کو کافی حد تک سکون قلب ملا مگر عشق کی آگ تھی کہ دن بدن بڑھتی رہی۔

Marfat.com

ایک دن آپ حسب معمول جنگل میں مویشی چرانے میں مصروف تھے کہ نماز کا وقت ہوگیا۔ آپ نماز میں مصروف ہو گئے نماز سے فارغ ہوئے تھے کہ حضرات خواجہ خضر علیہ السلام تشریف لائے اور آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کسی چھ ماہی والے کو پیر نہ پکڑ لینا۔ میں ہی تمہارا پیر ہوں اور میرا ہی نام خواجہ خضر ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ سنو تم مجھے نہیں ڈھونڈ سکو گے نہ ہی مل سکو گے مگر جب کبھی بھی تم ہمیں یاد کرو گے میں تمہیں مل جایا کروں گا۔

اس واقعہ کے بعد تو آپ کے دل کی دنیا ہی بدل گئی زندگی کا انداز ہی کچھ اور ہو گیا کہ ہر وقت ذکر خدا میں مست رہتے اور نگاہوں میں حسن رسول ﷺ کا جلوہ سمایا رہتا اور دل میں اپنے پیرو مرشد کی جدائی ایک لحہ کے لئے بھی گوارہ نہ تھی۔ بلکہ دیوانہ وار ہر وقت ان سے ملنے کی جستجو لگے رہتے اکثر بے خودی کی کیفیت طاری رہنے لگی کسی چیز کا ہوش نہ رہتا۔

حضرت خواجہ محمد قاسم صادق موہڑوی سے ملاقات ☆: آپ کے والدین نے جب آپ کی یہ کیفیت دیکھی تو ان سے نہ رکا گیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ سے فرمایا کہ آپ جس سکون قلب کے لئے بیتاب ہیں ہوسکتا ہے کہ آپ کو موہڑہ شریف سے مل جائے۔ اس لئے میرے ساتھ موہڑہ شریف چل کر حضرت خواجہ محمد قاسم صادق علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضری دو۔

آپ اپنی والدہ کے ہمراہ حضرت خواجہ محمد قاسم والی علیہ الرحمتہ موہڑہ شریف علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہاں پر عوام کا پہلے سے جم غفیر موجود تھا۔ چنانچہ جہاں آپ کو جگہ ملی وہیں بیٹھ گئے اور دل میں خیال کیا کہ اگر خواجہ قاسم علیہ الرحمتہ صاحب کشف ہوئے تو خود بخود بلالیں گے۔ ابھی آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی نے آپ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ بچہ کس طرح آئے ہو؟ آپ نے عرض کیا کہ حضور مجھے میرا پیر ملا دیں۔ حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ صبح کے وقت آنا۔

چنانچہ اگلی صبح پھر حاضری دی اور اپنا سوال دہرایا تو حضرت خواجہ موہڑوی نے فرمایا کہ آپ کا پیر آخر اسی زمین پر ہوگا۔ آپ مجھ سے بیعت ہو جائیں۔ آپ نے عرض کیا حضور مجھے اپنا پیر ہی چاہئے اس پر حضرت خواجہ موہڑوی نے فرمایا اچھا تم اپنے گھر چلے جاؤ اور کسی کمرے میں تنہائی اختیار کرو تمہیں تمہارا پیر مل جائے گا۔ لہٰذا آپ واپس اپنے گھر تشریف لے آئے اور تنہائی کے عالم میں ہر وقت اپنے پیر خواجہ خضر علیہ السلام کو یاد کرتے اور ان کی جدائی میں روتے رہتے۔ آپ کے بدن میں اس قدر حرارت پیدا ہوئی کہ جسم عشق کی آگ میں دہکتا رہتا۔ تقریباً تین ماہ تک اس کیفیت سے دو چار رہے اس دوران آپ کو کھانے پینے کا کوئی ہوش نہ تھا۔ بس ایک کمرہ تھا اور یاد خدا میں مست ہو کر مرشد کامل کا انتظار تھا۔

حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے دوبارہ ملاقات ☆: آپ حسب معمول خلوت کے عالم میں مصروف تھے کہ ایک دن حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت خضر علیہ اسلام نے اپنی زیارت سے مشرف کرانے کے بعد آپ کو باطنی فیوض و برکات سے مستفید فرمایا اور آپ کو تسلی دی اس کے بعد آپ خلوت سے جلوت میں تشریف لائے اور پہلے کی طرح کھانا پینا اور لوگوں سے ملاقات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس دوران آپ کے چہرے پر اس قدر جلال طاری تھا کہ بڑے سے بڑا وجیہہ شخص بھی آپ کے چہرے کو نگاہ

Marfat.com

بھر کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ آپ کے چہرے پر حُسن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلوہ نظر آتا تھا۔

گھر بار اور دنیا داری کو خیر باد کہنا☆: جب آپ کی یہ حالت مستقل صورت اختیار کر گئی تو دنیا اور اہل دنیا سے آپ کو نفرت ہوگئی۔ آپ نے اسی دوران اپنی بیوی کے والد کو بلوایا اور فرمایا کہ میں بیوی کے قابل نہیں ہوں میری طرف سے میری بیوی آزاد ہے اس کو حق حاصل ہے کہ وہ اگر چاہے تو اپنے والدین کے پاس چلی جائے اور مجھ سے طلاق لے لو اور اگر میرے حق میں بیٹھنا چاہیے تو اس کی مرضی ہے بیٹھی رہے اور مجھے اپنا حق بخش دے اور بے شک ساری زندگی میرے گھر بیٹھی رہے۔ آپ کا یہ فرمان ذیشان سُن کر نیک دل خاتون نے اپنا حق آپ کو معاف کر دیا اور کہنے لگی۔ اب تمام زندگی اسی دروازے پر گزاروں گی۔ اس کے بعد اس خدا رسیدہ خاتون نے تمام عمر آپ کے مال مویشی اور زمیندارہ کی حفاظت کی اور اپنی پاکدامنی پر کوئی حرف نہ آنے دیا۔

باطنی طور پر حج بیت اللہ کی سعادت اور احرام کا عطا ہونا☆: دنیا داری اور گھر بار کے معاملات سے فراغت کے بعد آپ پر مزید یادِ حق کا غلبہ طاری ہو گیا۔ اسی دوران آپ نے باطنی طور پر حج بیت اللہ شریف کی بھی سعادت حاصل کی۔ آپ کو باطنی طور پر احرام کی دو چادریں عطا ہوئیں۔ جب آپ کو باطنی طور پر احرام ملا تو آپ نے تمام کپڑے اتار دیئے اس کے بعد احرام کی شکل میں دو چادریں ہی آپ کا لباس رہ گیا۔ موسم سردی کا ہو یا گرمی کا آپ کا لباس یہی ہوتا حتیٰ کہ سخت سردی کے موسم میں اکثر فرماتے کہ اُف اُف گرمی سے جل گیا اور ساتھ ہی بار بار یہ بھی فرماتے۔

جل گئی میری جان محبوب محمد ﷺ
سڑ گئی اے میری جان محبوب محمد ﷺ

راولپنڈی میں دورِ مسعود☆: اپنے گاؤں میں آپ دنیا داری سے بے خبر یادِ خدا میں مست الست اپنا وقت گزار رہے تھے کہ اچانک ایک دن آپ کو غیبی آواز آئی۔

بن کے تو بھنور الٹے ڈھیر پھرولنا چھڈ دے
چال سیکھیں توں ہنساں والی الٹا کاغاں نال اُڑنا چھڈ دے

جب یہ آواز مسلسل تین چار مرتبہ سُنی آپ سمجھ گئے کہ اب ہجرت کا وقت آ گیا ہے اور مجھے ہجرت کرنی چاہیے۔

چنانچہ آپ اپنے گھر سے نکلے اور آبادی سے کافی دور آنے کے بعد آپ کو اپنے گاؤں کا ایک آدمی ملا تو اُس سے فرمایا کہ میرے گھر جا کر اطلاع کر دینا کہ میں مدینہ پاک جا رہا ہوں۔ میری فکر نہ کرنا۔ وہاں سے چلتے چلتے آپ راولپنڈی پہنچ گئے مگر مدینہ پاک جانے کا کوئی سبب نہ بنا۔ اسی اثنا میں ڈنگی کھوئی چوک سرائے شیراں ٹاٹراں والا بازار میں ایک دوکاندار جس کا نام کالا خان تھا وہ پھلگراں کا رہنے والا تھا' اُس سے آپ کی ملاقات ہوگئی۔ کالا خان کھل سوڑی چوکر کی دوکان کرتا تھا۔ اُس نے بڑی محبت سے آپ کو بٹھایا' خدمت وخاطر کی اور آپ کے قیام کے لئے دوکان کے پیچھے حصہ خالی کر کے ایک تخت لکڑی کا بنوا کر آپ کا بستر اس پر لگا دیا۔ کالا خان کی محبت اور اس کی مہمان نوازی سے آپ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور آپ نے اپنا قیام اس کی دوکان پر ہی کر لیا۔

Marfat.com

آپ نے مرشد کے ہاتھ پر بیعت ہونے کے بعد تمام عمر چارپائی استعمال نہیں کی بلکہ زمین پر صرف ایک تلائی، یعنی (گدا) بچھا کر آرام فرماتے تھے۔ بعد میں عقیدت مندان کے مجبور کرنے پر زمین سے تھوڑا اونچا لکڑی کا تخت تھا جس پر آپ نے تمام زندگی گذاری۔

آپ اکثر فرماتے تھے کہ میں چارپائی پر اس لئے نہیں سوتا کہ میں آرام کر رہا ہوں اور میرے مرشد آ جائیں اور چارپائی سے نیچے اترتے ہوئے مجھے دیر نہ ہو جائے اسی وجہ سے نیچے لیٹتا ہوں کہ اگر مرشد آ جائیں تو استقبال کرنے میں دیر نہ ہو۔

سائیں آزاد کی فقیری سلب ہوگئی ☆: جب آپ راولپنڈی میں قیام پذیر ہو گئے تو آپ کا معمول تھا کہ آپ صبح و شام کے وقت تھوڑے سے وقت کے لئے کمرے سے باہر نکل کر باغ سرداراں کی طرف چلے جاتے۔ باغ سرداراں کے سامنے ایک چھوٹی سی مسجد جو آج کل جامع مسجد غوثیہ کے نام سے مشہور ہے۔ مسجد کے ساتھ ایک مندر تھا۔ اس میں ایک درویش سائیں آزاد نامی رہتا تھا۔ آپ ان کے ڈیرے پر پہنچ گئے۔ بعد ملاقات سائیں آزاد نے آپ کے لئے چائے بنوا کر آپ کو چائے پیش کی۔

سائیں آزاد نے جب آپ کو چائے پیش کی تو آپ کا امتحان لینے کی غرض سے حجام والی رچھانی درمیان میں رکھ دی۔ جب آپ نے چائے کی پیالی اٹھانا چاہی تو وہ بھاری معلوم ہوئی اور آپ وہ پیالہ اٹھا نہ سکے۔ ان کی یہ حرکت دیکھ کر آپ نے انہیں منع فرمایا کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ مگر وہ باز نہ آئے۔ تو آپ نے **بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھ کر پیالہ اٹھایا اور چائے پی۔ چائے پینے کے بعد آپ نے فرمایا مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم جیسے چور بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں تمہیں کسی پردیسی آدمی کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

آپ نے سائیں آزاد کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر تمہیں کچھ ضرورت تھی تو تم مجھ سے ویسے ہی لے لیتے میں دھنیال کا راجہ ہوں ہمارے بزرگ تو ویسے بھی بہت سخی ہیں۔ میں تمہارے مانگنے پر تمہیں ویسے ہی کچھ دے دیتا۔ یہ چوروں اور ڈاکوؤں والا سلوک اچھی چیز نہیں ہے۔ تمہیں میرے ساتھ سلوک نہیں کرنا چاہیے تھا۔

یہ کہہ کر آپ وہاں سے چل دیئے۔ جیسے ہی آپ نے سائیں آزاد کے ڈیرے سے قدم باہر نکالا ویسے ہی سائیں آزاد کی فقیری سلب ہوگئی۔ اب آپ آگے آگے جا رہے تھے اور سائیں آزاد آپ کے پیچھے پیچھے معافیاں مانگتا ہوا چل رہا تھا۔ اُس دن کے بعد سائیں آزاد تمام عمر آپ کا خادم اور غلام بن کر رہا۔

سیرت و کردار ☆: آپ انتہائی درجہ کے ذاکر و شاغل' عبادت گزار' پابند تہجد اور دیگر نوافل کثرت سے ادا فرماتے تھے۔ ہمہ وقت ذکر خدا میں مست الست رہتے کوئی لمحہ یاد خدا سے خالی نہ ہوتا۔ مخلوق خدا کی خدمت کو اپنا شعار سمجھتے تھے۔ حسن اخلاق میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ کی خدمت میں آنے والا آپ ہی کا ہو کے رہ جاتا۔ سخاوت میں بے مثل و بے مثال تھے۔ ہمیشہ فیض و کرم کا دریا جوش میں رہتا۔ آپ صاحب تصوف و کشف و کرامات بزرگ تھے۔ آپ کی نگاہ کیمیا کا اثر رکھتی تھی۔

کشف و کرامات ☆: آپ کے ایک خدمت گار صوفی محمد اقبال جو کہ چورہ شریف کے آستانہ عالیہ سے بیعت تھے۔ چورہ شریف کے عرس کے موقع پر ایک روز پہلے اپنے پیر خانے چلے گئے۔ عرس کی تقریبات اپنے عروج پر تھیں۔ رات کے وقت مجلس جاری تھی

Marfat.com

کہ انہوں نے دیکھا کہ محفل عرس میں امام الانبیاء سرکار مدینہ علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ رسالت مآب ﷺ کی زیارت سے جب صوفی محمد اقبال مشرف ہوئے تو انہوں نے تمام حاضرین سے کہا کہ تمام حضرات دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں جب دعا سے فارغ ہوئے تو صوفی محمد اقبال نے دیکھا کہ آپ بھی وہاں پر اُس محفل میں جلوہ گر ہیں۔ آپ کو دیکھ کر صوفی اقبال آگے بڑھے اور قدم بوسی کر کے عرض کرنے لگے۔ سرکار یہ سب صدقہ آپ کی ذات پاک کا ہے اور جو جلوہ میں نے آج دیکھا ہے یہ صرف اور صرف آپ کی نظر کا تصدق ہے۔ اس بات کے کافی عرصہ بعد ایک دن آپ نے صوفی اقبال سے پوچھا کہ موٹے تمہیں فیض کہاں سے ہوا ہے؟ تو اُس نے جواب دیا سرکار آپ بخوبی اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں جو فیض حاصل ہے وہ حضرت خواجہ نور محمد چوراہی علیہ الرحمتہ کے مزار سے ہوا ہے کیا تم نے دیکھا کہ میں بھی وہاں موجود تھا۔ تو صوفی اقبال نے عرض کیا بے شک حضور آپ وہاں موجود تھے اور میں نے بچشم خود آپ کو دیکھا تھا۔ حالانکہ آپ عرس کے موقع پر چورہ شریف بظاہر تشریف لے کر گئے ہی نہ تھے۔ بلکہ اپنی بیٹھک ڈنگی کھوئی چوک راولپنڈی میں ہی قیام فرماتے۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک مرتبہ آپ کی مجلس اپنے عروج پر تھی۔ آپ کا دریائے کرم بھی جوش میں تھا کہ آپ کے ایک عقیدت مند ولی محمد نے عرض کیا کہ حضور اگر آج پشاور کی پیڑیاں کھلائیں تو پھر فقیر مانیں۔ آپ چونکہ عاجزی میں بھی بے مثل و بے مثال تھے اور اپنا بھید بھی کسی کے سامنے کھلنے نہ دیتے تھے۔ آپ نے بات کو سنی ان سنی کر دیا۔

مگر تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک آدمی آیا اس کے ہاتھ میں مٹھائی کا ایک ڈبہ تھا۔ اُس نے لا کر آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے کالا خان سے فرمایا کہ ڈبے کو کھولو اور اس میں جو کچھ بھی ہے ولی محمد کو کھلا دو۔ پھر آپ نے اُس دینے والے سے پوچھا کہ آپ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں۔ تو اُس نے بتایا کہ میں پشاور کا رہنے والا ہوں۔ پشاور ہی سے پیڑیاں خرید کر صرف اور صرف آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔

کرامت نمبر۳ ☆: ڈنگی شریف والے دلاور شاہ صاحب اکثر آپ کے خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ سے ملاقات کے بعد سٹی صدر روڈ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ دل میں یکا یک خیال پیدا ہوا کہ فقیری جنگلوں میں گھومنے سے مل سکتی ہے۔ بابا صاحب کے پاس کچھ نہیں ہے۔ ابھی شاہ صاحب کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہی تھا کہ دیکھا کہ سامنے دو پولیس ملازم کھڑے ہیں ان میں سے ایک حوالدار اور دوسرا سپاہی تھا۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے یہ شخص انڈیا کا جاسوس معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے دلاور شاہ سے پوچھا کہ کون ہو کہاں کے رہنے والے ہو؟ تو انہوں نے بتایا کہ ڈنگی شریف کے سادات خاندان سے میرا تعلق ہے وہیں پر رہتا ہوں۔ پولیس والوں نے کہا کہ تمہاری زبان تو وہاں کی نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں تم جاسوس نظر آتے ہو۔ دلاور شاہ نے ہزار کوشش کی سمجھایا۔ مگر وہ نہ مانے اور دلاور شاہ کو پکڑ کر اپنے تفتیشی افسر کے پاس لے گئے۔

دلاور شاہ نے جب یہ معاملہ دیکھا تو فوراً آپ کی طرف خیال کر کے مدد کے لئے دل میں پکارا۔ تفتیشی افسر نے دلاور شاہ سے ایک دو سوال کیے اور چند لمحوں کے لئے توقف کیا اور پھر ان پولیس والوں کو بلا کر کہنے لگا کہ یہ تو کسی پیر کے مرید نظر آتے ہیں۔ جاسوس

Marfat.com

نہیں ہے۔لہٰذا جہاں سے اس کو لائے تھے اس کو وہیں واپس سٹی صدر پر چھوڑ کر آ ؤ۔ پولیس والوں سے فراغت کے بعد دلاور شاہ فوراً ڈنگی کھوئی آپ کی بیٹھک میں پہنچے تو آپ دلاور شاہ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ شاہ صاحب آج کہاں گئے تھے۔دلاور شاہ آپ سے معافی چاہی اور تمام واقعہ عرض خدمت کیا۔

کرامت نمبر۴ ☆: آپ کے ایک مرید ٹھیکیدار ولی احمد کے گھر ذکر کی مجلس تھی کہ وہاں صوفی اقبال نے آپ کی خدمت شریفہ میں عرض کی۔حضور میرے بھائی خادم کی شادی کے لئے دعا فرمائیں۔آپ نے دعا فرمائی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اُس کی شادی مرضی کے مطابق ہو جائے گی۔مگر جب شادی ہو جائے تو عرس کے لنگر کے لئے موٹا تازہ بکرا اللہ واسطے دے دینا۔جب محفل ختم ہوئی تو آپ ٹھکیدار ولی احمد کے گھر سے الوداع ہو کر ٹاہلی موہری سے پیدل ۲۲ نمبر چونگی کی جانب تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں بابا لال بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے قریب سڑک پر کھڑے ہو گئے۔تھوڑی دیر کے بعد آپ نے صوفی اقبال کو مخاطب کر کے فرمایا کہ موئے حضرت بابا لال شاہ رحمتہ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ صوفی اقبال کے بھائی کی شادی کیلئے دعا نہیں کرنی اس کے بھائی کی شادی ٹینچ بھاٹہ میں فلاں لڑکی سے ہوگی۔کیونکہ وہ لڑکی ہفتہ میں دو مرتبہ حضرت بابا لال شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیتی تھی۔

آپ کی زبان ترجمان سے یہ بات سن کر صوفی اقبال نے عرض کی۔حضور وہ تو بہت بڑے لوگ ہیں۔ہمیں کس طرح رشتہ دیں گے۔آپ نے فرمایا صوفی اقبال تم لڑکی والوں سے گھر جا کر رشتہ مانگو انشاء اللہ وہ ضرور رشتہ دیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا انہوں نے جب رشتہ مانگا تو لڑکی والوں نے فوراً ہاں کر دی اور صوفی اقبال کے بھائی خادم کی شادی اسی جگہ ہوئی۔

وصال باکمال ☆: آپ نے اپنے وصال باکمال سے پہلے ہی اپنے خدام مریدین کو بتا دیا تھا کہ میرے وصال کے بعد مجھے میرے گاؤں میں دفن کرنا اور فلاں جگہ پر میری قبر بنانا اور یہ بھی فرمایا کہ میرے وصال والے دن موسلا دھار بارش ہوگی اور میری نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کسی کو مت کہنا شمال کی جانب سے ایک شخص آئے گا جو میری نماز جنازہ پڑھائے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کے وصال باکمال والے دن موسلا دھار بارش ہوئی۔آپ کی لحد مبارک پر شامیانہ لگا کر کھدائی کی گئی اور اسی طرح تدفین بھی گئی اور نماز جنازہ پڑھانے کے لئے شمال کی جانب پہاڑوں سے ایک شخصیت کی آمد ہوئی۔صفیں درست تھیں۔انہوں نے آ کر مصلّے امامت پر قدم رکھا اور نماز جنازہ پڑھائی اور واپس تشریف لے گئے کسی کو نہیں معلوم کہ آنے والے کون اور کہاں سے تشریف لائے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مؤرخہ 2 دسمبر ۱۹۶۴ء بروز بدھ بمطابق ۲۶ رجب المرجب شریف ۱۳۸۴ء ہجری شب معراج کو ۴۹ برس کی عمر شریف میں ہوا۔مزار پُر انوار بھارہ کہو سے دس کلومیٹر دو میرا بیگوال ضلع اسلام آباد شاہراہ مری میں مرجع خلائق عام ہے۔اہل عقیدت آج بھی اس دربار گوہربار پر حاضر دے کر اپنی حاجات خدا سے طلب کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت حافظ سید محمود عبداللہ کرخی عربی شاہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: والیِ اقلیم ولایت، غریقِ بحرِ عشق ومحبت، مقتدائے اہل مودت، زیب وزین شرع متین، قطب الحق والیقین حضرت حافظ سید محمود عبداللہ کرخی المعروف عربی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ نشان حق کے ترجمان معارف ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت عراق کے زیر اثر علاقہ کردستان کے ایک مقام ادیان میں ایک عربی النسل حسنی حسینی سید جناب حضرت سید رضی محمد دوستِ خدا کے گھر میں ہوئی۔

آپ کے آباؤ اجداد حجاز مقدس سے ہجرت کر کے عراق کے زیر اثر کردستان کے علاقہ ادیان میں آ کر آباد ہوئے اور یہیں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ نے اپنے والد گرامی کی سرپرستی میں قرآن کریم ناظرہ پڑھا اور اس کے بعد چودہ سپارے حفظ کیئے اور پھر والدین گرامی قدر کے ہمراہ دو مرتبہ حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کی۔ اس وقت آپ کی عمر شریف صرف اور صرف بارہ برس تھی۔

تیرہ برس کی عمر میں گھر سے نکل کر جامعہ الازہر مصر پہنچے۔ وہاں پر قرآن کریم مکمل طور پر حفظ کیا اور دیگر علوم دینیہ کی تکمیل وتحصیل فرما کر علم تجوید وقرأت میں مہارت تامہ حاصل کی۔

یہی وجہ تھی کہ آپ جب قرآن کریم پڑھتے تو مصری لہجے میں بڑے ہی خوبصورت انداز سے قرأت فرماتے تھے۔ آپ کے پیچھے ایک مرتبہ نماز پڑھنے والا زندگی میں دوبارہ حسرت رکھتا اور آپ کی خانقاہ کے اندر مستقل نمازیوں کی تو حالت یہ تھی کہ دوران نماز جب قرأت سنتے تو ان پر رقت طاری ہو جاتی تھی۔

برصغیر میں آپ کی آمد ☆: مصر سے علوم دینیہ کی تکمیل وتحصیل کے بعد آپ مزارات بزرگان دین کی حاضری کے روحانی سفر پر نکلے۔ سب سے پہلے ترکی۔ پھر استنبول، وہاں سے بمبئی اور پھر دہلی میں حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی زری زربخش علیہ الرحمتہ اور دہلی کے دیگر خواجگان کے مزارات پر حاضر ہوئے۔ وہاں سے عطائے رسول ہند الولی خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ

Marfat.com

سید محمد معین الدین حسن اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پُر انوار پر حاضری دی اور کچھ عرصہ قیام کے بعد وہاں سے سلطان الاولیاء ختم اللہ الارواح مخدوم العالمین حضرت خواجہ سید علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پرانوار کلیر شریف میں حاضر ہوئے اور وہاں کافی عرصہ رہ کر حضور مخدوم پاک کے فیوضات باطنیہ سے مستفید ہوتے رہے اور جب وہاں سے رخصت ہونے لگے تو حضور مخدوم صابر پاک کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو عربی شاہ کے لقب سے نوازا۔ اور ایک جُبہ بھی عنایت فرمایا۔

لقب عربی شاہ کی وجہ تسمیہ☆: آپ خود فرماتے ہیں کہ جب میں کلیر شریف میں حضرت خواجہ مخدوم سید علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار مقدسہ پر چلہ کشی مکمل کرنے کے بعد وہاں سے روانہ ہوا۔ تو رڑکی ریلوے اسٹیشن پر مجھے ایک سفید ریش بزرگ سفید لباس میں آ کر ملے۔ انہوں نے مجھے عربی شاہ کے نام سے پکارا اور فرمایا کہ عربی شاہ یہ چوغہ آپ کے لیے حضور مخدوم پاک والی کلیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھیجا ہے۔ اس کے بعد مجھے الوداع کر کے وہ بزرگ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ مگر ہوا یہ کہ اس کے بعد میں جہاں کہیں بھی گیا لوگ مجھے میرے نام کی بجائے عربی شاہ کے نام سے پکارنے لگے۔

آپ نے حضور مخدوم پاک کے دربار سے جو روحانی فیوضات و برکات حاصل کئے اسی نسبت سے آپ چشتی صابری کہلاتے تھے۔

بیعت وخلافت☆: آپ حضرت خواجہ شاہ معروف کرخی علیہ الرحمتہ سے اویسی طریقہ پر بیعت تھے۔ اور انہی سے باطنی طور پر اجازت وخلافت حاصل تھی۔

اس کے علاوہ حضرت والی کلیر مخدوم العالمین کے دربار پر چلہ کشی کے بعد حضور مخدوم پاک نے آپ کو چوغہ مبارک اور لقب عربی شاہ سے نوازا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ عربی شاہ کرخی چشتی صابری قلندری کہلاتے تھے۔

آپ خود فرماتے ہیں کہ جس روز مجھے ولایت کی سند ملی تو اس وقت حضرت مخدوم پاک صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔

خطہ پوٹھوہار کے مقام بھاٹہ میں آپ کی آمد☆: آپ ہندوستان کے مختلف بزرگوں کے مزارات سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے بعد ہندوستان میں شملہ کے معروف مقام پر کچھ عرصہ رہے اور جنگلات سے لکڑیاں کاٹ کر بیچتے اور گزر اوقات فرماتے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن حسب معمول جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بازار میں بیچنے جا رہا تھا۔ تو جنگل کا سپاہی آ گیا اور مجھے پکڑ کر انسپکٹر کے پاس لے گیا۔ میں نے ہندو انسپکٹر سے کہا کہ یہ جنگل تمہارے باپ کا نہیں ہے۔ اس ساری کائنات کے وارث سادات آل

Marfat.com

نبی اولاد علی ہیں۔ یہ ساری کائنات میرے رب نے میری ماں سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا کو جہیز میں دی ہے۔تم کون ہو مجھے پوچھنے والے۔آپ کا یہ فرمانا تھا کہ ہندو انسپکٹر پر کپکپی طاری ہوگئی اور مجھے باعزت واپس بھیج دیا۔

اس کے بعد آپ مائی سیداں ضلع گورداسپور میں حضرت شاہ بدرالدین رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر کافی مدت تک چلہ کش رہے۔اور اکتساب فیض کرتے رہے۔

وہاں سے انبالہ کے محلہ تنوراں والا میں آپ ایک رئیسہ کے گھر کافی عرصہ بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دینے پر مامور رہے۔جب وہ آپ کی باطنی کیفیت سے آگاہ ہوئے تو آپ وہاں سے رخصت ہو کر عازم کشمیر ہوئے۔

دوران سفر خطۂ پوٹھوار کے مقام مندرہ میں ٹھہرے۔مائی زینب کے ہوٹل پر ہندو تھانیدار کا مرغا بن رہا تھا۔آپ نے مائی سے فرمایا یہ مرغا مجھے دے دو۔مائی چونکہ فقیر پرست اور دیندار تھی۔اس نے وہ مرغا آپ کو دے دیا۔جب ہندو سپاہی مرغا لینے آئے مائی کے بتانے پر وہ غضب میں آگئے اور آپ کا عربی لباس دیکھ کر مشکوک سمجھ کر گرفتار کر کے تھانے لے گئے۔

خطہ پوٹھوار کی عظیم روحانی شخصیت سائیں محمد حسین آف سنگھوری علیہ الرحمۃ جو اپنے مرشد خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کے عرس پر کلیام شریف میں تشریف فرما تھے۔اس تمام معاملہ کو باطنی طور پر دیکھ رہے تھے۔انہوں نے اپنا مرید بھیج کر آپ کو تھانے سے نکلوایا۔آپ اس مرید کے ساتھ سائیں محمد حسین کے پاس کلیام شریف پہنچے۔ان کا شکریہ بھی ادا کیا اور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ کے مزارِ پُر انوار پر حاضری بھی دی اور ان کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے۔

وہاں سے آپ پھرتے پھراتے حضرت بابا غلام بادشاہ کے عرس نوتھیہ شریف تحصیل کہوٹہ میں تشریف لائے۔عرس کے اختتام پر بھاٹہ گاؤں کے ایک بزرگ بابا فضل الٰہی جو فقراء اور صوفیاء کے عقیدتمند تھے۔ان سے آپ کی ملاقات ہوگئی وہ آپ کو اپنے ہمراہ موضع بھاٹہ تحصیل گوجرخان لے آئے۔

بھاٹہ میں چند روز قیام کے بعد اہل دیہہ کے متفقہ فیصلے سے آپ بھاٹہ کی مرکزی جامع مسجد کے امام مقرر ہوگئے۔بھاٹہ کی مسجد میں آپ سے پہلے جو امام تھے۔انہوں نے جب آپ کے پیچھے نماز پڑھی اور قرأت سنی تو رقت طاری ہوگئی۔اور کہنے لگے کے واقعی شاہ صاحب نے قرآن پاک پڑھنے کا حق ادا کر دیا ہے۔

چونکہ آپ اہل زبان تھے۔دوسرا یہ کہ تجوید و قرأت جامعہ الازہر سے پڑھی تھی۔تیسرا یہ کہ باطنی طور پر سینہ بہ سینہ آپکو ودیعت ہوا تھا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پُر تھا۔پھر تلاوت میں حلاوت کیسے نہ ہوتی۔آپ بھاٹہ کی مسجد میں امام کی حیثیت سے محلہ اور گاؤں کے بچوں کو قرآن پاک کی بھی تعلیم دیتے رہے۔آپ بچوں سے بڑی شفقت سے پیش آتے اور ان کو گولیاں، ٹافیاں اور بسکٹ وغیرہ دے کر خوش رکھتے تھے۔آپ کے حجرہ مبارک میں بڑے بڑے ٹوکرے جو گولیوں، ٹافیوں وغیرہ سے بھرے رہتے تھے۔کبھی خالی

Marfat.com

نہ دیکھے گئے۔

سیرت و کردار☆: آپ شریعت کے احکام کے پابند، نماز روزہ، عبادات و ریاضت پر سختی سے قائم اور معرفت وسلوک کی منازل کے حصول میں تسلسل سے محو جستجو رہتے تھے۔ بھری محفل میں سب کے سامنے بیٹھے بیٹھے ادھر لوگوں کے مسائل سنے اور حل کیئے جاتے۔ دوسری طرف آپ بذات خود خدا کی بارگاہ میں محو ذکر و فکر رہتے۔

آپ شرم وحیاء کا عظیم پیکر تھے کہ آبادی کی گلیوں سے گزرتے ہوئے اکثر اپنا چہرہ ڈھانپ لیا کرتے تھے۔ نفاست پسندی کا عالم یہ کہ آپ کا لباس بالکل صاف ستھرا ہوتا تھا۔ جسم اطہر پر کبھی مکھی بھی نہ بیٹھنے دی۔ اخلاق کی بلندیوں کے ساتھ صدق ووفاء کے ساتھ حسن و جمال کا پیکر بھی تھے۔ گفتگو نہایت دھیمی اور گاؤں کے ہر چھوٹے بڑے کی عزت وتوقیر کا ہمیشہ خیال رکھتے۔ ملاقات کرتے وقت اچھے القابات والفاظ سے یاد فرماتے۔ گفتگو فرماتے تو محسوس ہوتا کہ منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔ ظاہر و باطن میں کبھی بھی کسی سے کوئی لالچ یا طمع اور حرص کی جھلک آپ میں دیکھنے میں نہیں آئی۔ جو ایک بار ملتا گرویدہ ہو کے رہ جاتا تھا۔

آپ میں موجودہ غیر معمولی صلاحیتوں، جود وسخا، مہمان نوازی، نفاست، خلوص، غرباء سے محبت، بچوں سے شفقت، بالخصوص قرآن پاک کی خوبصورت تلاوت سے لوگ آپ سے بہت زیادہ مانوس تھے اور کبھی اہل دیہہ نے آپ کو امام صاحب امام مسجد یا مولوی صاحب کہہ کر نہیں بلایا۔ بلکہ ہر شخص آپ کو عربی شاہ کے نام سے پکارتا تھا۔

کشف و کرامات☆: آپ جن دنوں بابا نادر خان کے گھر والے حجرہ مبارک میں قیام فرماتھے۔ ایک اجنبی مجذوب جسم پر لوہے کے سنگل لپیٹے ہوئے بھاٹہ سے مشرقی جانب کے ویرانوں سے پھرتے پھراتے سیدھے آپ کی خدمت اقدس میں پہنچے۔ بغیر سلام دعا کے آپ کے سامنے بیٹھ گئے۔ اور آپ کی طرف گھور گھور کر دیکھنے لگے۔

آپ نے بھی اس کی طرف بغور دیکھا۔ اس دوران آپ کے چہرہ انور کا رنگ سرخ سا ہو گیا۔ آپ نے اس مجذوب سے پوچھا آپ کیا ہیں۔ مجذوب نے جواب دیا میں دودھ ہوں اور ساتھ ہی سوال کر دیا کہ آپ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا ہم سونا ہیں۔ دودھ میں گندگی گر جائے تو وہ ناپاک اور ناقابل استعمال ہو جاتا ہے۔ اور سونے میں کسی شے کی آمیزش نہیں ہوتی۔ سونا جہاں گرے جس چیز پر گرے باہر نکالو تو سونا ہی رہتا ہے۔ حالت جلال میں آپ کی زبان مبارک سے جلال بھرے منزل توحید کے یہ کلمات سن کر وہ مجذوب فوراً اٹھے اور اپنی راہ چل دیئے۔

کرامت نمبر۲☆: آپ جن دنوں دھان گلی میں قیام پذیر تھے اس علاقے میں دو نوجوان آپ کے ارادت مند تھے۔ دونوں ایک ہی دوشیزہ سے شادی کے خواہشمند تھے۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اپنی اس خواہش کا اظہار آپ سے کرتے اور

Marfat.com

کہتے سرکار دعا فرمائیں میری فلاں جگہ شادی ہو جائے۔

جب آپ کو یہ علم ہوا کہ یہ دونوں تو ایک ہی لڑکی پر فریفتہ ہیں۔ آپ الجھن میں پڑ گئے۔ کہ کس کے حق میں دعا کروں دونوں ہی ارادت مند تھے۔ ایک دن ان دونوں میں سے ایک نوجوان حاضر ہوا۔ اور حسب عادت وہی پرانی درخواست پیش کی۔ آپ نے جوش میں آ کر فرمایا وہ ''لڑکی'' تو نہیں وہ تو لڑکا ہے۔ (آپ کی مادری زبان چونکہ عربی حروف ہجا میں ڑ میں ہے۔ اس لیے آپ ڑ والے الفاظ کو ر پڑھتے تھے) وہ نوجوان شرمندہ ہو کر خاموشی کے ساتھ چلا گیا۔ اور آپ کے اس جواب کو زیادہ اہمیت نہ دی۔ کچھ دنوں بعد علاقے بھر میں یہ بات مشہور ہو گئی۔ کہ فلاں شخص کی بیٹی کی جنس تبدیل ہو گئی ہے۔ آپ کی یہ کرامت اس علاقہ میں بہت مشہور ہے۔

کرامت نمبر ۳ ☆: آپ کی حیات مبارکہ میں ایوب خان کے ابتدائی دور حکومت کا واقعہ جیسا کہ فوجی حکمرانوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ عوام پر اپنا رعب و دبدبہ جمانے کے لیے طرح طرح کے حربے و حیلے کرتے ہیں۔ ناجائز اسلحہ جمع کرانے کا اعلان ہوا اور کسی بدبخت نے ازراہ مذاق تھانہ مندرہ میں ایک گمنام سی درخواست دے دی کہ عربی شاہ کی بیٹھک (ماسٹر زمان کے گھر) میں بہت سا اسلحہ ہے۔

آپ نے ان دنوں سائیں اللہ دتہ حاجی محمد شفیع اور محمد خان کو حکم دے دیا کہ تم رات بھر بیٹھک پر پہرہ دو رات کو چور آئیں گے۔ یہ خدام بیان کرتے ہیں کہ ہم رات بھر بیٹھک پر پہرہ دیتے رہے اور رات بھر یہی سوچتے رہے کہ چوروں نے یہاں آ کر کیا لینا ہے؟ نہ جانے آپ کے اس حکم میں کیا حکمت ہے؟

چنانچہ سحری کے وقت جب کہ ہم اب اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ ایک جیپ بیٹھک کے دروازے پر آ کر رکی تھانہ مندرہ کا انسپکٹر چار پانچ ملازموں کے ہمراہ نیچے اترا اور دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ ہم نے کہا اس کی چابی تو قبلہ شاہ صاحب کے پاس ہے۔ اور وہی دروازہ کھول سکتے ہیں۔ اسی بحث و تکرار کے دوران گاؤں کے چند آدمی بھی موقع پر جمع ہو گئے۔ انسپکٹر اصرار کر رہا تھا کہ آپ کو بلایا جائے تا کہ دروازہ کھول کر حجرہ کی تلاشی لی جائے۔ موقع پر موجود گاؤں کے چند معززین نے آپ کے خدام سے کہا جاؤ قبلہ شاہ جی کو بلاؤ تا کہ پولیس اپنی تسلی کر لے اس میں کیا حرج ہے۔ اطلاع پر آپ تشریف لے آئے جلال میں چابی انسپکٹر کو عنایت کرتے ہوئے فرمایا تلاشی لے لو اس میں تو کچھ بھی نہیں۔ جب کمرہ کھولا گیا تو انہیں کمرہ بالکل خالی نظر آیا۔ جب کہ چھت اور در و دیوار پر مکڑی وغیرہ کے جالوں کے سوا کوئی سامان بھی موجود نہ تھا۔ پولیس انسپکٹر کمرہ بالکل خالی دیکھ کر باہر آ گیا۔ اور کمرہ کو دوبارہ تالا لگا کر چابی آپ کے ہاتھ میں دے دی۔ اب گاؤں کے لوگوں نے سرکار کا تعارف کرایا تو انسپکٹر نے آپ سے بے ادبی کی معذرت چاہی، آپ نے چابی دوبارہ انسپکٹر کو دی اور فرمایا کہ اب دوبارہ کھولو۔ انسپکٹر نے جب دوبارہ دروازہ کھولا تو یہ دیکھ کر حیران ہی رہ گیا کہ

Marfat.com

اس دفعہ تو کمرہ سامان سے بھرا پڑا ہے۔ جو کہ زیادہ تر کھانے پینے کی اشیاء خشک پھل میوہ جات وٹافیوں وغیرہ، جن سے آپ مہمانوں کی تواضع فرماتے ہیں یا بچوں میں تقسیم فرماتے جو گٹھڑیوں اور ڈبوں میں تھا کچھ وہ کمرے میں بکھرا پڑا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر پولیس انسپکٹر حقیقی معاملہ سمجھ گیا۔ معافی کا طلب گار ہوا اور آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گیا۔ اور پھر کچھ عرصہ تک آپ کی خدمت میں باقاعدگی سے حاضری دیتا رہا۔

کرامت نمبر۴ ☆: آپ کے موہڑہ جنڈی قیام کے دوران ایک مفلوک الحال شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی غربت کا رونا رویا۔ آپ نے اس کی بات کو توجہ سے سنا اور فرمایا اچھا ایسا کرو گھر کی چھت پر چڑھ جاؤ اور ڈھول بجاؤ اور کہو آج غریبی چلی گئی۔ غریبی چلی گئی۔ وہ شخص حیران اور شرمندہ ہو کر آپ کی طرف دیکھنے لگا۔ آپ نے اس کی پریشانی کو دیکھ کر فرمایا۔ اچھا چلو کوئی ٹین ڈبہ ہی بجا دو۔

اس نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ مکان پر چڑھ گیا اور ٹین بجا بجا کر بار بار کہنا شروع کر دیا۔ آج میری غریبی چلی گئی۔ اس کے بعد اس کی غریبی ایسے گئی جیسے کوئی جھوٹ بولے۔ چند دنوں میں اس کی حالت بدل گئی۔ اور اس کا پورا خاندان انگلینڈ چلا گیا۔ پھر ٹوٹا پھوٹا کچا مکان ایک عالی شان محل میں تبدیل ہو گیا۔

علاقہ بیول میں لوگوں کی اکثریت انگلستان جانے کی آرزو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یہ بات نہ صرف علاقہ بیول میں مشہور تھی بلکہ دھان گلی، نمب اور کشمیر کے علاقے تک یہ شہرہ عام تھا کہ جس نے انگلینڈ جانا ہو۔ وہ عربی شاہ کے پاس چلا جائے۔ یہ حقیقت اب تک ان علاقوں میں جا کر معلوم کی جا سکتی ہے کہ نمب، دھان گلی پنڈوڑہ، بٹلی، بنسیر، جبر، بیول اور دیگر کئی مضافات میں جہاں جہاں اور جس گھر آپ کا قیام رہا ہو یا جس شخص کی آپ سے ارادت رہی ہو وہ انگلینڈ چلا گیا۔ فقیر کا مقصد لوگوں کی غربت کو دور کرنا تھا۔ جب کہ لوگ خود بھی یہی مراد لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

چنانچہ جو بھی جو مراد لے کر حاضر ہوا وہ بامراد ہی گیا۔ کیونکہ سخاوت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جو کوئی جو کچھ مانگے اسے وہ کچھ عطا کر دیا جائے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کسی کو بے مراد لوٹانا ہم اپنی شان فقیری کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اسی لیے تو آپ نے کئی بار یہ بھی فرمایا کہ میں نے خدا کے حضور دعا کی ہوئی ہے کہ یا اللہ جو آدمی اپنے امر سے میری طرف بھیجے اس کی مراد بھی پوری کرنا۔

کرامت نمبر۵ ☆: آپ کا اسلام پورہ جبر کے مجذوب بزرگ سید عطاء شاہ بخاری المعروف سائیں مرچو سے مضبوط روحانی تعلق تھا۔ جس کا ذکر اکثر آپ اپنے ارادت مندوں سے فرماتے رہتے تھے۔ آپ نے فرمایا ایک دفعہ میں رات کے وقت سائیں مرچو کی خدمت میں پہنچا اور سائیں مرچو سے کہا سائیں روٹی بوٹی کا فوراً بندوبست کرو۔

Marfat.com

چنانچہ فوراً بھنا ہوا مرغ سائیں مرچو نے پیش کر دیا۔ (حالانکہ سائیں مرچو حالت مجاہدہ میں بھوک کو ترجیح دیتے تھے اور خود ظاہری طور پر طعام بہت کم تناول فرماتے تھے۔ اس کے برعکس آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے اللہ سے بھوک نہیں مانگی بھنا ہوا جوان مرغا کھا کر نرم وگرم بستر پر اللہ اللہ یعنی مجاہدہ کرنا عربی شاہ کا کام ہے)۔ آپ نے فرمایا کہ میں سائیں مرچو اور بابا لعل شاہ ساکن مری بارہ مولا سری نگر میں اکٹھے چلہ کش رہے۔ سائیں مرچو بائیس بوریاں لال مرچ گھول کر پی گئے۔ اسی وجہ سے سائیں مرچو کے لقب سے مشہور ہوئے ہیں۔

کرامت نمبر ۶ ☆: آپ کے مرید سائیں محمد رفیق بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اپنے ایک ساتھی حاجی محمد حنیف کے ہمراہ گھر سے آپ کی زیارت وملاقات کے لیے موضع بھاٹہ حاضر ہوا۔ نماز مغرب کے بعد میرے ساتھی نے اصرار کیا کہ گھر لازمی واپس جانا ہے۔

چنانچہ ہم آپ سے اجازت کے خواستگار ہوئے تو آپ نے حسب عادت ہمیں نہایت عمدہ کھانا کھلایا پھر ہمیں ہمراہ لے کر بھاٹہ گاؤں سے باہر مشرق کی طرف تشریف لے آئے۔ بھاٹہ کے قبرستان سے باہر نکل کر آپ نے ہمیں اپنے پاؤں پر پاؤں رکھنے اور آنکھیں بند کرنے کا حکم دیا کچھ دیر بعد جب ہم نے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو گاؤں کے مضافات میں پایا ہم پر خوف اور حیرانی کی ملی جلی کیفیت طاری تھی۔

ہمارے گاؤں اور بھاٹہ کا درمیانی فاصلہ چونتیس پینتیس کلومیٹر بنتا ہے۔ اگر کوئی آدمی تیز رفتار سے پیدل چلے تو کم وبیش چار پانچ گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ جب کہ ہم نے نماز مغرب کے بعد کھانا کھایا پھر بھاٹہ سے نکلے تھے اور ابھی عشاء کی اذان نہ ہوئی تھی کہ گھر پہنچ گئے۔ جب اتنے وقت میں گھر پہنچنے کے بارے میں بتایا تو اہل خانہ بھی حیران ہو گئے۔ اتنے کم وقت میں بھاٹہ گئے اور واپس بھی آ گئے۔ کیونکہ ہم بعد از دوپہر گھر سے نکلے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 25 جمادی الثانی ۱۳۸۵ ہجری بمطابق یکم نومبر 1964ء بروز اتوار دن دس بجے ہوا۔

مزار پر انوار موضع بھاٹہ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت علامہ پیر سیّد محمد شاہ کاظمی اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: دلبندِ رسول، فخر السادات کاظمیہ، ولی ابن ولی، عارف ابن عارف، عالم ربانی، مرشد لاثانی حضرت علامہ پیر سید محمد شاہ کاظمی اویسی رحمتہ اللہ علیہ شریعت وطریقت کے میدان کے شہسوار ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۲۰ھ بمطابق 1902ء کو موازوالا شریف نزد موچھ ضلع میانوالی میں اپنے وقت کے عظیم عالم و فاضل وشیخ طریقت حضرت خواجہ پیر سید محمد شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ کے علمی وروحانی گھر میں ہوئی۔

چونکہ آپ کا گھرانہ علم وعرفان کا مرکز ومنبع تھا، گھر کا تمام ماحول مذہبی وروحانی تھا، والد گرامی بذاتِ خود بہت بڑے عالم دین اور شیخ طریقت تھے، ایسے علمی وروحانی ماحول میں آپ کی بنیادی تربیت وتعلیم اپنے گھر میں ہی والد گرامی سے مکمل ہوئی۔ بعدازاں جامعہ نعمانیہ لاہور میں داخلہ لے کر باقاعدہ تعلیم حاصل کر کے سند فراغ حاصل کی، آپ ایک جید عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ میدان طریقت کے بھی شاہسوار عظیم تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ کے چچا حضرت پیر سیّد مراد علی شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ جو حضرت خواجہ شمس العارفین پیر سیال لجپال خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے۔

جب حضرت پیر سیّد مراد علی شاہ کاظمی چشتی نظامی علیہ الرحمۃ کے وصال کا وقت آیا تو انہوں نے آپ کے بھائی حضرت سید غلام یحییٰ شاہ کے بارے پوچھا وہ کہاں ہے۔

حضرت پیر سیّد مراد علی شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ کو اپنے بھتیجے سیّد غلام یحییٰ شاہ سے دلی محبت تھی، لیکن وہ بوجہ ملازمت آپ کے وصال کے وقت موجود نہ تھے۔

آپ نے عرض کی حضور بھائی سیّد غلام یحییٰ شاہ تو موجود نہیں، آپ کا یہ غلام حاضر ہے۔

حضرت پیر سیّد مراد علی شاہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا اچھا کالو تیرے نصیب اچھے ہیں (چونکہ آپ کا رنگ قدرے سانولہ تھا اس لئے وہ لاڈ سے آپ کو کالو کہتے تھے) حضرت پیر سیّد مراد علی شاہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو گلے سے لگایا اور راز کی کچھ باتیں بتائیں اور وصال فرما گئے۔

حضرت پیر سیّد مراد علی شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد خداوند قدوس نے آپ کے مقدر کا ستارہ بام عروج کو پہنچا دیا، جس کے نتیجے میں کیا اپنے کیا بیگانے ہر چھوٹے اور بڑے کی نگاہ میں آپ معزز ٹھہرے، ہمہ وقت خلق خدا کا ہجوم آپ کے گرد رہنے لگا۔

آپ کے والد گرامی کے مرید بھی آپ کی طرف رجوع کرنے اور آپ سے فیض پانے لگے، دور ونزدیک سے لوگ جوق در جوق

Marfat.com

آ کر خالی جھولیاں بھر کر واپس لوٹنے لگے، حتیٰ کہ بلوچستان اور پنجاب کے مختلف اضلاع سے آ کر لوگ آپکے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہونے لگے۔

حج بیت اللہ شریف وزیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ☆: آپ کو سفر حج کا بہت شوق تھا، ایک مرتبہ کوئٹہ سے واپسی پر حجاج کرام کو دیکھا کہ حج پر جا رہے ہیں، تو دل جذبات سے معمور ہوا تو پورا سال روتے روتے گزار دیا۔

ایک مرتبہ لاہور میں حضرت میاں میر قادری علیہ الرحمۃ کے دربار گوہر بار پر حاضری دی اور زیارت حرمین شریفین کے لئے دعا فرمائی، چونکہ آپ کو کشف قبور بھی حاصل تھا۔

آپ چھ دن تک حضرت میاں میر قادری علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار پر معتکف رہے، چھٹے دن حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ نے فرمایا "**قُلْ اُعْطِیْتَ اَسْئَلُکَ یٰامُوْسٰی**" (ترجمہ) جو تو نے سوال کیا تجھے عطا کر دیا گیا۔

اس جواب سے آپ اس قدر مطمئن ہوئے کہ اعلان فرمادیا کہ جو شخص فقیر کے لفافہ میں درخواست دے گا، اس کا نام قرعہ اندازی میں ضرور نکلے گا۔

جب قرعہ اندازی ہوئی تو اخباری اطلاع کے مطابق آپ کا نام موجود نہ تھا، لوگوں نے عرض کی حضور آپ نے تو فرمایا تھا کہ نام ضرور نکل آئے گا، مگر ایسا نہیں ہوا، آپ نے فرمایا تم اپنے سامان باندھ کر رکھو اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رکھو۔

ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ ڈاکیا خط لے کر آیا کہ آپ کا نام قرعہ اندازی میں نکل آیا ہے، آپ کراچی کے حاجی کیمپ میں رپورٹ کریں۔ آپ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ جب حج کی تیاری شروع ہوئی تو اس وقت ہمارے گھر میں ایک گائے کے علاوہ کچھ نہ تھا۔

چنانچہ اُسی گائے کو 120 روپے میں فروخت کیا اور یہی زادِ راہ بنا۔ والدہ محترمہ از حد پریشان تھیں اور آپ سے عرض گزار ہوئیں کہ کہیں سے قرض لے لیں۔ راستے کے خرچ کے لئے یہ رقم ناکافی ہے، آپ نے فرمایا کہ وہ ذات بے نیاز ہے، اور اسی پر بھروسہ ہے۔

جب حج کے لئے گھر سے نکلے تو ملنے والوں اور عقیدت مندوں کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا، لوگ پھولوں کے ہار کی بجائے نوٹوں کے ہار گلے میں ڈال رہے تھے۔ حتیٰ کہ اتنے ہار گلے میں ڈالے گئے کہ پائی خیل ریلوے اسٹیشن تک تین مرتبہ آپ کے گلے سے ہار اُتارنے پڑے، آپ نے مجھ سے فرمایا بیٹا اپنی والدہ کو بتا دینا کہ اللہ تعالیٰ نے حج کے اخراجات کے لئے رقم بھیج دی ہے، للہذا پریشان مت ہونا۔

کشف وکرامات ☆: آپ کے بھتیجے سیّد محمد ابراہیم شاہ کاظمی فرماتے ہیں کہ میں اکثر چچا جان کی خدمت میں حاضر رہتا تھا، ایک دن چکوال کے ایک عالم دین تشریف لائے، آپ اس وقت نماز کی تیاری کے لئے اُٹھ رہے تھے، اسے دیکھتے ہی مجھے ہاتھ سے اشارہ کیا، میں بھاگ کر گھر گیا، اور گھر سے پانچ روپے لے آیا۔

آپ نے آنے والے عالم دین سے ملاقات کی اور پانچ روپے ان کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ میں وضو کرنے جا رہا ہوں نماز کے بعد انشاء اللہ ملاقات ہوگی، مولانا صاحب نے عرض کی حضور میں نے بھی موچھ میں تقریر کرنی ہے، اس لئے اجازت چاہوں گا، یہ کہہ کر وہ مولانا چلے گئے۔

Marfat.com

سیّد ابراہیم شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں بھی ان کے پیچھے حالات وواقعات کی تحقیق وتصدیق کے لئے چل دیا، چند قدم آگے چل کر اُن مولانا صاحب نے پیچھے مڑ کر مجھے دیکھا تو فرمایا بیٹا حکومت نے مجھے ضلع بدر کر رکھا ہے۔

آج انتہائی مجبوری کے عالم میں میرے پاس ضروریات کے لئے کچھ بھی نہ تھا۔ میں یہی ارادہ لے کر حاضر ہوا تھا کہ اگر واقعی اللہ والے ہیں تو مجھے بن مانگے کچھ عطا کر دیں گے، میں قربان جاؤں آپ کی فراست پر میرے دل کا خیال جان لیا اور مجھے مدعا عرض کرنے سے پہلے ہی پانچ روپے عطا فرما دیئے۔

کرامت نمبر۲☆: یہی آپ کے بھتیجے سیّد محمد ابراہیم شاہ کاظمی ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر فرماتے ہیں کہ آپ بہت خوش اخلاق اور سخی و غریب پرور تھے، آپ کے پاس جو کچھ بھی آتا وہ غریبوں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ آپ کی سخاوت بعد از وصال بھی جاری وساری رہی۔

ماسٹر سیّد محمد امیر شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں قبرستان سے گزر رہا تھا جب میں آپ کے مزار پُر انوار کے قریب سے گزرا تو بوجہ عقیدت ومحبت فاتحہ کی غرض سے مزار شریف کے اندر داخل ہو گیا۔ مزار شریف پر فاتحہ پڑھتے ہوئے میرے دل میں خیال کی لہر آئی کہ زندگی میں جب کبھی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا، تو آپ چائے پلائے بغیر نہیں جانے دیتے تھے، سیّد امیر شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں فاتحہ پڑھ کر مزار شریف سے باہر نکلنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ ایک شخص ہاتھ میں چائے لئے آ پہنچا اور مجھے چائے پیش کی، میں نے کہا بھائی یہ چائے کی پیالی کسی اور کو دے دو تو وہ کہنے لگا کہ میں یہ چائے آپ ہی کے لئے لایا ہوں، میں نے چائے پی اور آپ کی ولایت وکرامت کا معترف ہو گیا۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے مریدین کا سلسلہ سندھ اور بلوچستان تک پھیلا ہوا ہے، آپ کے خلفاء کی تعداد 70 کے قریب ہے۔

اولاد وامجاد☆: اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو صاحبزادے حضرت علامہ سیّد محمد مزمل شاہ کاظمی اور سیّد محمد ہاشم شاہ کاظمی عطا فرمائے، حضرت علامہ سیّد محمد مزمل شاہ کاظمی صاحب بہت بڑے عالم دین اور شیخ طریقت ہیں، اپنے عظیم والد گرامی کی طرح حسن اخلاق اور سخاوت کا حسین مرقع ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۸۵ھ بمطابق 25 اکتوبر 1965ء کو اپنے مرید جناب نہال خان کے گھر کوئٹہ میں ہوا۔ آپ نے سفر کے آغاز سے پہلے اپنے ہمرائیوں سے فرما دیا تھا کہ دعا کرو سفر میں موت آئے کہ یہ بھی شہادت صغریٰ ہے، آپ کا جسدِ مبارک کوئٹہ سے مواز والا موچھ لایا گیا، جنازے کے بعد ہزاروں اشکبار آنکھوں کے ساتھ دفن کیا گیا۔

مزار پُر انوار مواز والا شریف نزد موچھ تحصیل وضلع میانوالی میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت علامہ مولانا پیر سیّد محمد مزمل شاہ کاظمی مدظلہ سجادہ نشین ہیں جو سلسلہ عالیہ کی خدمات احسن انداز میں انجام دے رہے ہیں۔

Marfat.com

حضرت الحاج مولانا محمد امین قریشی اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: متصرف بہ تصرفات ظاہری وباطنی، مجاز نسبت اویسی، محقق با استحقاق، جمیع کمالات، منبع فیوض و برکات وحسنات، واقف اسرار علم لدنیہ، پیکر شوکت و جمال وعرفان، محبوب رب رحمان، عالم ربانی، مرشد لا ثانی، حضرت خواجہ الحاج مولانا محمد امین قریشی اویسی رحمتہ اللہ علیہ شمع بزم ولایت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت حضرت میاں رحیم الدین کے گھر کشمیر کے ایک گجر قبیلے جس کی اصل قبیلہ بنی قریش سے تھی، آپ قبیلہ بنی قریش کے مقتدر جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت وحیہ کلبی کی اولاد سے ہیں، حضرت وحیہ کلبی کا شجرہ نسب پانچ پشتوں سے حضرت کعب جا کر ملتا ہے اور حضرت کعب۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدی قبیلہ قریش کے بزرگ اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کی ذریت واولاد سے ہیں۔

آپ اپنے خاندان کی وراثت خاصہ کے صحیح مظہر اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت نبوت ورسالت کے حقیقی مظہر و وارث اور قرآن وشریعت وطریقت کے حامل معنوی صوری فرزند اور آل عبا (ردا) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولایت اور فیض حکمت کے وارث بواسطہ حضرت پیران دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

اور راوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعزاز یافتہ شہنشاہ عشاق، حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبوبیت کے وارث جنہیں، معنوی وصوری حیثیت میں ہر سہ جانب سے روائے نبوت کا اعزاز وراثت میں عطا ہوا تھا۔

آپ کے آباؤ اجداد جموں کشمیر کے کوہستانی علاقہ، شاروا، دراوہ میں پنجاب سے منتقل ہوئے، یہ قبیلہ زمینداری کا شغف رکھنے کے ساتھ ساتھ فقر وفاقہ اور تصوف کا دلدادہ بھی تھا، شہری ماحول سے دور دراز یہ علاقہ معاشی، اور تعلیمی وتہذیبی و اسلامی تعلیمات کے حوالے سے پسماندہ تھا۔

صرف اور صرف آپ کے آباؤ اجداد کے علم وعرفان اور فقہ وتصوف کی بدولت اس علاقہ میں اسلامی تہذیب کو فروغ ملا، اور لوگوں کے اخلاق سنورے، آپ کے والدِ گرامی حضرت میاں رحیم الدین رحمتہ اللہ علیہ ہی اپنے زمانے کے عظیم صوفی اور درویش تھے۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ کی پرورش اور تربیت اپنے والد گرامی کے ہاتھوں مکمل ہوئی، ابتدائی تعلیم جس میں قرآن کریم کی

Marfat.com

تلاوت اور فارسی کی چند کتب اپنے والد گرامی سے پڑھیں بعدازاں مزید تعلیم کے لئے اپنے والدین سے اجازت لے کر کشمیر سے ہزارہ میں تشریف لا کر قرآن کریم کی تعلیم مع قرأت و تجوید، اور فارسی کی مزید کتب کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد پنجاب کے چند مشاہیر زمانہ سے دیگر کتب میں استفادہ کیا، بعدازاں آپ مزید تعلیم کے لئے عازم ہندوستان ہوئے۔

ہندوستان کے صوبہ یوپی کے مختلف شہروں جن میں دہلی، (امروہہ، دیوبند، کے علاوہ دیگر شہروں میں موجود معروف مدارس دینیہ میں وقت کے متجر علماء سے علوم دینیہ میں استفادہ کر کے علوم دینیہ سے فراغت حاصل کی۔

آپ بلا کے ذہین و فطین تھے جو بھی سبق استاد سے لیتے وہ اگلے وقت احسن انداز میں سنا دیا کرتے تھے، اپنی ذہانت ولیاقت کی بنا پر آپ جس مدرسہ میں بھی گئے وہاں کے اساتذہ اور علماء میں مقبول عام رہے۔

آپ کے اساتذہ کرام بھی آپ پر خصوصی توجہ دیتے، اور ساتھی طلباء بھی دلی احترام کرتے تھے۔

زمانہ طالب علمی میں آپ نے حصول علم کے راستے میں آنے والی تکالیف اور مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا، ایک طرف کم سنی، دوسری طرف غریب الوطنی محتاجی اور بے سروسامانی کی حالت میں حصول علم کی لگن، جس میں آپ نے اپنی سعی و جدوجہد میں کبھی فرق نہ آنے دیا، لباس بوسیدہ وہ بھی پیوند لگے ہوئے، کئی کئی وقت کا فاقہ، دور دراز سفر وہ بھی پیدل اس میں آنے والی صعوبتیں، اور حصول معرفت میں محنت شاقہ یہ تمام خصوصیات آپ کی بلند ہمتی اور پر عزم استقلال اور اولوالعزمی کی مظہر تھیں۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ اویسیہ میں حضرت مولانا نور الزمان شاہ امروہی ثمہ کوٹ چاندنہ داؤدخیل نزد ماڑی انڈس ضلع میانوالی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے، اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

خرقہ خلافت کے بعد شیخ کامل کا وصال ☆: آپ کے شیخ طریقت حضرت مولانا نور الزمان شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو خرقہ خلافت، خلافت عطا فرمانے کے بعد آپ کو حکم دیا کہ تم نے اپنی مراد پالی ہے، جاؤ تم کشمیریوں کے پیر ہو۔ تمہارے تین پھل ہوں گے، یہ سن کر آپ پر رقت طاری ہوگئی اور زار و قطار رونے لگے اور مرشد کامل سے عرض کی حضور میں آپ کی جدائی ایک لمحے کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

آپ کے شیخ طریقت نے فرمایا کشمیری ولی ہمیشہ زندہ ہوتا ہے اور صاحب نسبت اور صاحب مشاہدہ کے لئے ولی کی موت موت نہیں، بلکہ حضوری قائم رہتی ہے۔ میرا تصور قائم رکھو تو تم میری صحبت سے دور نہ رہو گے۔

اور سنو یہ وعدہ الٰہی ہے جو ہر حال میں پورا ہوتا ہے، اس میں صبر کرنا۔ تمہارا حصول علم و عمل پایہ تکمیل تک پہنچ چکا ہے، اب تمہیں کسی راہنمائی کی ضرورت نہیں، ہم اس حال میں بھی تمہارے قریب ہیں، آپ کے شیخ طریقت نے آپ کے دل کو تسلی و تشفی دی اور محبت و شفقت سے پیش آئے اور چند روز بعد ان کا وصال با کمال ہوگیا۔

وطن کی جانب واپسی ☆: مرشد کامل کے وصال کے چند روز کے بعد آپ قصبہ کوٹ چاندنہ ماڑی انڈس داؤدخیل ضلع

Marfat.com

میانوالی سے آپ رخصت ہو کر جب اپنے آبائی وطن وادی کرناہ (شاروا) جموں کشمیر پہنچے تو گھر پہنچنے پر معلوم ہوا کہ آپ کے والد گرامی وصال فرما چکے ہیں، یہ حادثہ جانکاہ سن کر آپ کو دلی صدمہ پہنچا مگر رب کی رضا پر راضی رہتے ہوئے گھر سے نکلے اور اپنے دو بھائیوں محمد سلیمان اور محمد اسماعیل کے ہمراہ والد گرامی کی مرقد منورہ پر حاضری دی فاتحہ سے فارغ ہو کر گھر تشریف لائے اور اپنے دونوں بھائیوں کو سلسلہ اویسیہ میں اپنے ہاتھ پر بیعت کیا، اور درود شریف کا وظیفہ تلقین کیا، اس طرح آپ نے اپنے گھر سے سلسلہ عالیہ اویسیہ کا اجراء کیا۔

چند روزہ قیام کے دوران گاؤں دیگر اعزاز اور ملنے والے احباب بھی حاضر ہو کر آپ دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہوئے۔

مرشد کامل کے دربار کی حاضری ☆: اگرچہ وطن پہنچتے ہی کافی سارے احباب آپ کے دلی طور پر نہ صرف عقیدت مند ہوئے بلکہ لاتعداد افراد بیعت سے بھی مشرف ہوئے جس سے آپ کی مشغولیت میں اضافہ اور تنہائی میں کمی واقع ہوئی۔

مگر دل تھا کہ وہ سوئے محبوب کھنچا جا رہا تھا، مرشد کامل کے بغیر ایک پل بھی قرار نہ تھا، قصبہ کوٹ چاندنہ کی گلیاں وہاں کے در و دیوار ہر وقت نظروں میں سمائے رہتے اسی بے قراری کے عالم میں آپ نے رخت سفر باندھا اور اپنے مرشد کامل کے دربار کوٹ چاندنہ کی جانب چل دیئے۔

مرشد کامل کے آستانہ پر حاضری دی سلام پیش کیا، فاتحہ پڑھی اور سکون قلب حاصل کیا، اس مرتبہ جناب صاحبزادہ فخر الزمان شاہ جو آپ کے شیخ کامل کے لخت جگر تھے اور ان کے وصال کے بعد اپنے والد کے سجادہ نشین وخلیفہ مجاز مقرر ہو چکے تھے، اور سجادگی کا منصب سنبھالتے ہی ان میں یک لخت ایسی تبدیلی واقع ہوئی کہ والد گرامی کے صحیح معنوں میں جانشین ٹھہرے۔

علم و عرفان سے لبریز ولایت کی دولت والد گرامی کی عنایت سے حاصل کر چکے تھے، اور بڑے ہی احسن انداز میں سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ ان کو جب آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اب پہلی والی بات نہ تھی، دل میں کوئی خلش نہ تھی، بڑے ہی تپاک سے آپ کا استقبال کیا دل کھول کر مہمان نوازی کی اور اپنی والدہ محترمہ سے ملاقات کرائی۔

آپ چند روز قیام کے بعد وہاں سے جب رخصت ہوئے تو صاحبزادہ فخر الزمان شاہ صاحب اور والدہ محترمہ کی کیفیت ایسی ہو رہی تھی کہ جیسے اپنے ہی گھر کا کوئی مہمان کسی دوسرے دیس میں جا رہا ہے، بڑے غمناک انداز میں انہوں نے آپ کو دعائیں دے کر رخصت کیا۔

کپواڑہ میں قیام ☆: اپنے مرشد کامل کے دربار کی حاضری اور چند روزہ قیام کے بعد آپ قصبہ کوٹ چاندنہ شریف سے رخصت ہو کر براستہ ہزارہ مظفر آباد پہنچے اور مظفر آباد کے راستے جموں وکشمیر کے قصبہ بارہ مولہ اور وہاں سے سری نگر کے راستے کپواڑہ کے ایک گاؤں کاشیراہ زانگلی میں اپنے قریبی عزیزوں کے گھر پہنچے تو انہوں نے آپ کی آمد پر مسرت کا اظہار کیا اور دل کھول کر مہمان نوازی کی۔

وہ آپ کی علمی استعداد اور باطنی بصیرت سے لاعلم تھے، اس لئے کہ آپ جب حصول علم کے لئے نکلے تھے اس وقت آپ کے

Marfat.com

چہرے پر داڑھی مونچھ بھی نہیں آئی تھی، انہیں آپ کے قیام دوران جب آپ کی علمی شان ومنزلت اور فقر کے اسرار سے آگاہی ہوئی تو انہوں نے دلی طور پر آپ کے شایان شان قدر ومنزلت کی۔

اس علاقہ میں چندروزہ قیام کے دوران آپ کو وہاں کی فضا سازگار اور ماحول اچھا لگا، اسی دوران عزیزوں نے بھی آپ کو مشورہ دیا کہ آپ آئندہ اسی علاقہ میں مستقلاً قیام رکھیں ہم ہر ممکن آپ کی خدمت وعزت کا فریضہ سرانجام دیں گے۔

آپ کو ان اعزا کا یہ مشورہ پسند آیا اور وہیں پر قیام کا فیصلہ کرلیا، آپ کے اعزا نے باہمی مشورہ سے گاؤں کے پاس ہی آپ کے لئے زمین کا کچھ حصہ منتخب کردیا آپ وہاں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد وہاں سے بھی رخصت ہوکر اگلی منزل کی جانب چل دیئے۔

بھائیوں کو جائیداد کا حصہ بخشنا☆: زانگلی شیراہ سے رخصت ہوکر آپ وطن مالوف پہنچے اور اپنے بھائیوں کو بتایا کہ میں نے زانگلی کے مقام پر قیام کا فیصلہ کرکے کچھ زمین حاصل کرلی ہے لہٰذا والد گرامی کے ترکہ سے جو میرا حصہ بنتا ہے مجھے دیا جائے آپ کے بھائیوں نے معذوری ظاہر کی اور کہا کہ والد صاحب نے اپنی زندگی میں جائیداد تقسیم کردی تھی۔

آپ نے بھائیوں کا جواب سن کر والد گرامی کی مرقد منورہ پر حاضری دے کر باطنی طور پر ان سے بھائیوں کے جواب کا ذکر کیا تو والد گرامی نے فرمایا کہ وہ عیالدار ہیں لہٰذا تم اپنا حصہ انہیں بخش دو، یہ جواب پاکر آپ گھر آئے اور اپنے بھائیوں کو بلا کر فرمایا کہ جائیداد تمہیں مبارک ہو، میں اپنا حصہ تمہیں بخشتا ہوں اور بخوشی یہاں سے جارہا ہوں۔

مرشد کے دربار کی دوبارہ حاضری اور مولانا بخاری سے ملاقات☆: اپنے وطن مالوف سے رخصت ہوکر آپ اپنے آقائے نعمت مرشد کامل حضرت نور الزمان شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر قصبہ چاندنہ شریف ضلع میانوالی تشریف لے گئے۔

دربار شریف سلام پیش کرکے فاتحہ پڑھی اور سجادہ نشین صاحبزادہ فخر الزمان شاہ صاحب سے ملاقات کی اماں جی کی خدمت میں سلام عرض کیا۔

چاندنہ شریف میں قیام کے دوران آپ کی ملاقات اپنے پیر بھائی حضرت مولانا سید عبدالرزاق شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ہو گئی۔

شاہ صاحب مذکورہ کو آپ کے شیخ کامل نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی فرمادیا تھا کہ اگر تمہاری سلوک کی منازل میری حیات ظاہری میں مکمل نہ ہوں تو مولانا محمد امین کشمیری سے مکمل کرلینا۔

مولانا سید عبدالرزاق شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مرشد کامل کا فرمان یاد دلایا تو آپ نے ان کی منازل سلوک طے کرنے کا وعدہ کرلیا اور مرشد کے دربار پر چندروز قیام کے بعد مولانا عبدالرزاق ہمراہ چلتے ہوئے براستہ ہزارہ سرہنہ اور وہاں سے بارہ مولہ پہنچے تو وہاں پر لاتعداد افراد نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

فقیر کی پیشن گوئی پر ارسلان خان کا بیعت ہونا☆: بارہ مولہ سے آپ سوپور کے راستے اپنے عزیزوں کے گھر کی

Marfat.com

طرف جا رہے تھے کہ، راستے میں ایک شخص ملا اس نے آپ کو سلام کیا، اور عرض کی کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں۔ اس نے کہا یہاں سے قریب ہی میرا گاؤں (یارو) ہے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا ہوں۔

آپ نے اس سے پوچھا تمہیں کس نے بتایا کہ میں بیعت کرتا ہوں؟ اس نے جواب دیا کہ میرے گاؤں میں ایک فقیر رہتا ہے، میں اس کی خدمت کرتا رہتا ہوں، اب جب میں نے ان سے کہا کہ مجھے بیعت کر لیں۔

انہوں نے میرے اصرار کے باوجود مجھے بیعت نہیں کیا، اب دو روز قبل فقیر نے مجھ سے کہا کہ آپ میرا جانے کا وقت آ گیا ہے، میرے وصال کے دن ایک لڑکا یہاں سے گزرے گا، اس نے مجھے آپ کا حلیہ بھی بتایا اور کہا کہ وہی میرا جنازہ بھی پڑھائے گا، اور تم نے اس کے ہاتھ پر بیعت بھی کرنی ہے، اس کے فقیر کی بتائی ہوئی نشانیاں آپ میں مکمل موجود ہیں، اور اب وہ فقیر قریب المرگ ہے، لہٰذا آپ میرے ساتھ چلیں۔

آپ بمعہ بخاری صاحب کے اس شخص کے ہمراہ اس کے گاؤں میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ وہ فقیر آخری سانس لے رہا ہے، جب آپ اس کے قریب ہوئے تو اس فقیر کا وصال ہو گیا۔

آپ نے بخاری صاحب کے ہمراہ اس کی تجہیز و تکفین و تدفین کے انتظامات مکمل کئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی تدفین کر دی۔

اس کے بعد وہ شخص آپ کو اپنے گھر لے گیا رات کا کھانا دیا اور آپ کی خدمت گزاری کی اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہوا۔

یہ بیعت ہونے والے جناب ارسلان خان صاحب تھے جن کا تعلق آفریدی پٹھانوں کے قبیلہ سے اور بہت بڑے زمیندار تھے۔

جب وہ آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے تو چند ہی روز میں ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہو گئی تھی، ارسلان خان صاحب کا آپ کے مریدوں میں بہت بلند مقام تھا، اتنے بڑے زمیندار ہونے کے باوجود انتہائی سادہ طبیعت کے مالک اور سادہ زندگی گزارنے کے عادی تھے۔

آپ وہاں سے بخاری صاحب کے ہمراہ رخصت ہو کر اپنے عزیزوں کے گاؤں کا شیرہ پہنچ کر قیام پذیر ہوئے، اور اپنی زمین پر مکان کی تعمیر کا منصوبہ بنانے لگے تو آپ کے ہمراہی پیر بھائی حضرت مولانا سید عبدالرزاق بخاری نے حق دوستی ادا کرتے ہوئے اپنی طرف سے مالی امداد کر کے آپ کے مکان کی تعمیر مکمل کروائی۔

اس دوران آپ نے بھی بخاری صاحب کو اپنے پاس رکھ کر ان کی تمام منازل اور مراتب طے کرا کر اپنے وعدے کو پورا کیا۔ جس کے بعد بخاری صاحب اپنے وطن کی جانب تشریف لے گئے۔

خواجہ عبدالکریم زرگر کا خواب ☆: ایک مرتبہ آپ اپنے گاؤں سے شہر کی طرف جا رہے تھے غالباً خواجہ ارسلان صاحب آپ کے ہمراہ تھے کہ دریا کے کنارے سڑک پر ایک شخص آپ کو ملا اور سلام عرض کر کے گزارش کی جناب آپ میرے گھر تشریف لے

Marfat.com

چلیں میں آج آپ کو اپنا مہمان بنانا چاہتا ہوں، آپ نے اس کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور اس کے ہمراہ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ جب گھر میں داخل ہوئے تو کیا دیکھا کہ وہاں ایک مقدس صورتحال ہے تمام گھر صاف ستھرا اور ایک کمرہ بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا اس میں ایک طرف کسی خاص مہمان کے بیٹھنے کے لئے ایک مخصوص جگہ بڑے سلیقے سے آراستہ کی گئی تھی۔

آپ کے دل میں خیال گزرا کہ شاید صاحب خانہ نے ختم شریف کی محفل سجائی ہوگی، اس لئے مسافر سمجھ کر ہمیں بھی مدعو کر لیا، یہ سوچ کر آپ کمرے کے ایک کونے میں بیٹھ گئے، تو خانہ مالک نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اس مخصوص جگہ پر آپ کو بٹھا دیا، اور عرض کی یہ جگہ آپ کے لئے مخصوص ہے، آپ اسی جگہ تشریف رکھیں۔

اس موقع پر اس نے تواضع کے لئے کشمیری کھانوں کا اہتمام کر رکھا تھا، ہمارے پہنچنے کے بعد رفتہ رفتہ بہت سے لوگوں نے آنا شروع کر دیا اور باادب ہو کر کمرے میں بیٹھتے گئے۔

اسی اثنا میں صاحب خانہ کچھ شرینی اور ایک کشمیری چادر آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض گزار ہوا کہ حضور مجھے اپنے دست مبارک پر بیعت فرمالیں۔ یہ تمام اہتمام صرف اور صرف اسی مقصد کے لئے تھا۔

میری عرصہ دراز سے خواہش تھی کہ شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤں، میں نے آپ کو ایک مرتبہ خواب میں دیکھا، مجھے بتایا گیا کہ تمہیں ان بزرگ سے فیض ہوگا، میں ایک مدت سے آپ کی تلاش میں تھا کامیابی کی کوئی صورت نکل نہیں رہی تھی۔

آج رات پھر مجھے خواب میں آپ کا دیدار کرایا گیا اور یہ بھی بتایا کہ صبح آپ فلاں فلاں جگہ سے ہوتے ہوئے شہر کی طرف جائیں گے۔

چنانچہ صبح ہوتے ہی میں نے تمام انتظامات اس یقین سے مکمل کئے میرا خواب سچا ہے اس کے بعد اس راستے پر آپ کے انتظار میں کھڑا ہو گیا۔ جب آپ تشریف لے آئے تو میرا خواب حق الیقین میں بدل گیا، لہٰذا جلدی سے مجھے بیعت فرما کر شرف بخشئے گا۔ آپ اس کی باتیں تعجب سے سن رہے تھے، بعد ازاں اس کے اصرار پر آپ نے اسے شرف بیعت بخشا اور اس کی شیرینی اور نذر نیاز قبول فرمالی۔

یہ بیعت ہونے والے بعد ازاں حضرت خواجہ عبدالکریم کے نام نامی اسم گرامی سے معروف ہوئے اور بیعت کے بعد پہلی رات میں ہی حضوری کے مقام پر فائز ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ نے ان کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب مجاز کیا۔ ہزاروں افراد نے آپ کے بعد ان سے فیض اٹھایا۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے شیخ کامل حضرت خواجہ سید محمد نور الزمان شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے جب آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا تھا، تو اسی وقت فرما دیا تھا کہ کشمیری تمہارے تین پھل یعنی تین خلفاء ہوں گے جن سے ہمارا سلسلہ آگے چلے گا۔

چنانچہ پھر ہوا بھی ایسا ہی کہ آپ نے اپنی ظاہری حیات میں اگرچہ لاتعداد لوگوں کو علم و عرفان اور حضوری کی دولت سے مالا مال کیا

Marfat.com

تھا، مگر خلافت وولایت کی سند صرف تین حضرات کو عنایت فرمائی تھی۔

جن میں اول جناب حضرت خواجہ عبدالکریم اویسی امینی، دوم جناب حضرت سخی ولایت خان صاحب اویسی امینی، سوم جناب ڈاکٹر محمد حفیظ صاحب اویسی امینی کی ذات والا صفات ہیں۔

جن کے دم سے آپ کے سلسلہ کو چہاردانگ عالم بالخصوص، وادی لولاب، ہندواڑہ، فیصل لنگیٹ، سوپور وغیرہ جموں کشمیر پر تمام فیضان خواجہ عبدالکریم صاحب کے ذریعہ پہنچا، جبکہ خلیفہ دوم سخی ولایت خان صاحب کے ذریعے سری نگر، گاندربل، وائل اور جموں کشمیر کے دیگر علاقوں میں فیضان چلا۔

جناب ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب اویسی امینی کی معرفت آپ کا سلسلہ کراچی، کے علاوہ پاکستان کے بڑے بڑے شہروں اور بیرون ممالک برطانیہ، جرمنی، فرانس، سعودی عربیہ وغیرہ میں پھیلا۔

حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ☆: آپ نے اپنے شیخ کامل حضرت سید محمد نورالزمان شاہ صاحب کی معیت میں حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کی بعدازاں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے، مدینہ پاک میں آپ کافی عرصہ مقیم رہ کر بارگاہ رسالت کے فیوض و برکات اور انوار وتجلیات سے مستفیض ہوتے رہے۔

سیرت و کردار☆: آپ نے ''بحیثیت پیر'' اپنی شرعی عبادتوں میں سے کسی نمائش کا اظہار واہتمام کبھی نہیں کیا، نہ ہی اپنے لباس میں کسی ظاہری نمائش کا اظہار کیا، جس سے یہ معلوم ہو کہ آپ کامل ولی اور پابند شریعت وطریقت بزرگ ہیں، آپ اتباع شریعت کا خصوصی اہتمام فرماتے، اور نماز پنجگانہ خشوع وخضوع سے اس طرح ادا فرماتے کہ کسی کو نمائش کا احساس نہ ہو، جب نماز کا وقت ہوتا تو اس وقت اگر مجلس میں تشریف فرما ہیں تو خاموشی سے اٹھے اور نماز ادا کر کے واپس دوبارہ مجلس میں تشریف لے آتے، اور کبھی بھی اہل مجلس پر تنقید نہ کرتے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی وغیرہ وغیرہ۔

تمام عمر اپنی صحبت میں بیٹھنے اور رہنے والوں کو تہجد کے وقت اٹھنے کے لئے کبھی شدت سے کام نہ لیا، سوائے ان مرید یا احباب کے جو خود اپنی مرضی سے اٹھ کر تہجد میں شرکت کرتے، بذات خود آپ کا اپنا یہ معمول تھا کہ بوقت تہجد بڑے ہی آہستہ سے اٹھتے تاکہ کسی ساتھی کو خبر نہ ہو اور نہ ہی کسی کے آرام میں خلل واقع ہو۔

لباس اس قدر سادہ زیب تن فرماتے کہ کسی کو یہ محسوس ہی نہ ہوتا کہ اتنے سادے لباس میں ملبوس شخصیت علم وعرفان کی بلندی کو چھور ہی ہے یا درجہ ولایت کے اعلیٰ منصب پر بھی فائز ہو سکتی ہے، ہر مجلس میں عام اور انتہائی سادہ لباس استعمال فرماتے تھے۔

سفر میں اس قدر سادگی اور غریبانہ انداز اپناتے کہ دوسرا شخص حقارت سے دیکھنے پر مجبور ہو جاتا مگر آپ کسی چیز کو خاطر میں نہ لاتے، نہ ہی آپ کے قلب وذہن پر ''انا'' کا تاثر پیدا ہوا۔

آپ کی شخصیت ایک نوری تاثر رکھتی تھی، مگر باوجود اس کے دل ودماغ ٹھنڈا اور پرسکون تھا، آپ تمام عمر سوائے آواز دوست کسی

Marfat.com

اور آواز سے متاثر نہ ہوئے، اعلیٰ ظرفی کا یہ عالم کبھی کسی مجلس میں آپ اپنی علمی وروحانی برتری کو نہ خود محسوس کرتے نہ ہی کسی کو محسوس ہونے دیتے۔ اپنی مجالس میں اعلیٰ وادنیٰ چھوٹے اور بڑے کی تمیز سے مبرا ٗو منزہ تھے، آپ کی مجلس میں امیر وغریب، حاکم وعالم فقیر اور درویش سب ہی آتے مگر آپ کی مجلس کا یہ اثر تھا کہ ہر آنے والے کو اپنی حیثیت کا احساس تک باقی نہ رہتا، اور نہ ہی آپ کے بارے کسی کو یہ محسوس ہوتا کہ آپ وقت کے اتنے بڑے پیر ہیں، بلکہ نئے آنے والے کو یہ سمجھنا مشکل ہو جاتا کہ ان میں پیر کون ہے مرید کون ہے، مریدین کی کسی غلطی پر آپ کے ماتھے پر شکن نہیں آیا، نہ ہی کبھی کدورت کا تاثر پیدا ہوا، آپ کا چہرہ ہر حال میں مثل آفتاب روشن رہتا، اپنے مریدوں سے ملتے تو آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے ٹمٹما اٹھتا، آپ کی چہرے کی زیارت کر کے مریدوں کی خوشی کی بھی انتہا نہ رہتی، جیسے کائنات کی سعادتیں مل گئیں، مریدوں سے اس طرح ملتے جیسے دوست دوست سے ملتا ہے، یا ایک شفیق باپ بیٹے سے ملتا ہے۔

آپ کی ذات سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اخلاق حسنہ کا مجسمہ تھی، آپ کے مواعظ حسنہ حقیقت کے سمندر ٹھاٹھیں مارتے دکھائی دیتے۔ ان مواعظ حسنہ کے ذریعے آپ اپنے مریدین کو آداب طریقت، آداب شریعت، اور آداب محبت والفت سے آراستہ فرماتے، آپ فرماتے کہ محبت ہی طریقت کی روح ہے، رات کا جاگنا تزکیہ نفس، عبادت وریاضت ومجاہدہ وسلوک، فقر وفاقہ اس وقت تک بیکار ہیں جب تک محبت پیر نہ ہو، اس لئے کہ محبت پیر ہی اصل ہے حصول معرفت کا، آپ اپنے پاس آنے والے مریدین کا خود استقبال کرتے، ایسا کبھی نہیں ہوا کہ مرید کو دروازے پر کھڑے ہو کر آپ کا انتظار کرنا پڑا ہو، جب کوئی مہمان چاہے وہ مرید ہی کیوں نہ ہو واپس جاتا تو آپ گاؤں سے بازار اڑھائی میل راستہ طے کر کے اس کا سامان بھی خود اٹھا کر بازار تک آ کر اسے الوداع کرتے۔

جب تک مہمان آپ کے در دولت پر موجود رہتے آپ مکمل وقت اور پوری توجہ ان کو دیتے ایک لحہ بھی ان کو تنہائی کا احساس نہ ہونے دیتے، اس دوران کسی شخص کو اپنی مصروفیت یا کسی تکلیف کا احساس نہ ہونے دیتے۔

آپ اپنے گھر کا کام خود انجام دیتے، حتیٰ زمیندارہ، ہل چلانا، ہل میں بیل جوتنا، فصل کی آبیاری کرنا، کٹائی وغیرہ تمام مراحل اپنے ہاتھ سے انجام دینے میں کبھی عار محسوس نہ کرتے، فصل کی پیداوار کے بعد گھر کے استعمال سے زیادہ جو کچھ بچتا اپنے اعزا اور دیگر مستحقین میں تقسیم فرما دیتے تھے۔

وقتِ آخر مریدوں کی دستگیری ☆: علاقہ چکار کا رہنے والا شیرو عرف سائیں جھنڈا کسی زمانے میں مرغیاں چوری کر کے بیچ دیا کرتا تھا۔

پھر وقت آیا کہ خدا نے ہدایت دی اور وہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گیا، آپ نے حضوری میں داخل کیا اور درود شریف کا وظیفہ بتلایا، وہ آپ کی ہدایت اور عنایت کی روشنی میں اپنے شغل میں مصروف رہا، مگر دنیا والے تھے کہ اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے تھے، ایک مرتبہ وہ بیمار ہو گیا، معمولی سا بخار تھا جو طویل بیماری کا سبب بنا، دیسی دوائیاں استعمال کی گئیں مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔

اس دوران اس کے عزیز اور برادری وعلاقہ کے لوگ بیمار پرسی کے لئے اس کے پاس آتے رہے ایک دن اس کے ایک حاسد نے اسے طعنہ دیا کہ کشمیر والے پیر نے تجھے درود شریف کا وظیفہ دیا تھا اور تو درود پڑھ کر کہتا تھا کہ مجھے بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

Marfat.com

حاضری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے، اور بڑے ہی ولایت کے دعوے دار بنے پھرتے ہو، اگر ایسا ہی ہے تو اب بلاؤ اپنے پیر کو، تاکہ وہ تجھے ٹھیک کردے اس کی باتیں سن کر سائیں جھنڈو کو غصہ تو بہت آیا اور چاہا کہ کسی طرح اٹھ کر اس کا منہ توڑ دوں مگر بوجہ نقاہت چارپائی سے اٹھ نہ سکا، اور کہنے لگا تم لوگ شیطان کے پیروکار ہو، ایک ولی کے بارے اپنے بغض وعناد کا اظہار کر کے گستاخی کے مرتکب ہو رہے ہو۔

اور مجھ پر مرغی چوری کا الزام لگاتے ہو، جبکہ میں نے اپنے مرشد کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے اس فعل بد سے توبہ کر لی تھی، بد بختو تم اس ولی کے مرتبہ اور مقام کو نہیں جانتے، اور مجھے افسوس ہے کہ اب میرا وقت آخر ہے میں تم سے زیادہ بات نہیں کر سکتا۔ میں تم لوگوں سے بہت جلد رخصت ہونے والا ہوں۔

موت کی بیماری مقدر ہوتی ہے اس میں صحت نہیں ہوتی، جھنڈو سائیں کی باتیں سن کر بعض ناسمجھ اس کے رشتہ دار اس سے ناراض ہو گئے اور کہنے لگے ہم اس کی تیمارداری کے لئے گئے تھے لہٰذا اسے ایسا نہیں کہنا چاہئے تھا۔

سائیں جھنڈو نے کچھ وقفے کے بعد کہا کہ میرے مرشد کریم کشمیر والے پیر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے لینے کے لئے آگئے ہیں، تسبیح اس کے ہاتھ میں تھی تسبیح پڑھ رہا تھا کہ ہاتھ سے گرگئی آنکھیں بند اور سر جھک گیا، سائیں جھنڈو کی خاموش کیفیت کو دیکھ کر اعزا نے آگے بڑھ کر دیکھا تو واقعی سائیں جھنڈو اپنے مرشد کریم اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ اپنے خالق حقیقی کے پاس پہنچ چکا تھا۔

واقعہ نمبر۲ ☆: موضع چکار کا نمبردار اور اس کی بیوی آپ کے دست حق پرست پر بیعت تھے، ایک دن نمبردار کی بیوی جو کہ بالکل رو بہ صحت تھی، نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ تمام رشتہ داروں کو بلوالو تاکہ وہ مجھ سے آکر آخری ملاقات کر لیں، اس لئے کہ میرا آخری وقت آچکا ہے۔

رشتہ داروں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی اور کہا کہ کیا کہہ رہی ہو، اس نے کہا میں جو کچھ کہہ رہی ہوں وہ درست ہے، وگرنہ بعد میں افسوس کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ چنانچہ بادل نخواستہ سب اعزا کو اطلاع دی گئی۔

کچھ وقت گزرا تو وہ دروازے کی طرف دیکھنے لگی اور یک دم سے مؤدب ہو کر بیٹھ گئی اور قریب پڑی ہوئی چارپائی سے تمام عزیز و اقارب کو اٹھنے کا کہا کہ چارپائی خالی کر دو اس لئے میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ مولانا محمد امین اویسی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں، اور ایسا محسوس ہوا کہ وہ ان کے لئے احتراماً جھک گئی ہے، اور آنے والے آنے کے بعد چارپائی پر بیٹھ گئے، اور وہ ٹکٹکی باندھ کر ان کی زیارت کرتی رہی، اس کے بعد اس نے آنے والے تمام عزیز و اقارب کو السلام علیکم کہا اور بستر پر لیٹ گئی، آنکھیں بند ہوئیں تو خاموشی چھا گئی، جب دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنے رفیق حقیقی کی معیت میں اپنے رفیق اعلیٰ سے وصل پا چکی ہے۔

واقعہ نمبر۳ ☆: لالہ وارث علی نامی شخص جو خود سر اور خونی شخص تھا، کئی قتل بھی کئے ہوئے تھے، ذہنی طور پر انتقامی شخص تھا۔ اُردو کی تعلیم بالکل معمولی راج مزدوروں کا کام کرتا تھا، مگر ذہنی قابلیت وصلاحیت اس قدر تھی کہ انجینئر بھی اس کے منصوبوں کی

Marfat.com

تعریف کرتے تھے، ذہین اتنا کہ گھر بیٹھے حکمت کی کتابیں پڑھ کر حکیم حاذق کی سند حاصل کی، عقل کی استعداد اتنی وسیع کہ باریک سے باریک نکتہ کی تہہ تک پہنچ جاتا۔

وقت آیا کہ وہ حضرت خواجہ محمد امین اویسی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوا تو اس کی ذہنیت بدل گئی۔ بڑھاپے اور ضعیفی کے باوجود بھی اپنے شیخ کا بتایا ہوا وظیفہ درود شریف سرد راتوں میں بھی ٹھنڈے پانی سے وضو کر کے پڑھتا۔

ایک وقت آیا کہ وہ بیمار ہو گیا، تو خود ہی اپنا علاج شروع کر دیا، اگر چہ اس کو تشخیص اور نسخہ ترتیب دینے میں کمال درجہ کا عبور حاصل تھا، لیکن اس کی اپنی بیماری میں اس کا کوئی نسخہ کوئی دوائی کارگر ثابت نہیں ہوئی۔

ایک دن وہ مذاق میں آ کر اپنے ملنے والوں سے کہنے لگا کہ مجھے تو حکیم لقمان والی بات یاد آ گئی، کہ میں دوا کھاتا ہوں اور فرشتے حلق سے باہر پھونک مار کر پھینک دیتے ہیں، پھر کہا اچھا بھئی فرشتو اب ہم دوا نہیں کھائیں گے۔ اس کے بعد سے دوا ترک کر دی، اور بستر پر لیٹے رہے، اس حالت میں بھی رفع حاجت اور وضو و نماز کے لئے خود ہی بغیر سہارے کے اٹھتے، درود شریف کا عمل مستقل ہمہ وقت جاری رہتا۔

آخر ایک دن صبح کے وقت کہنے لگے لو بھئی آج ہمارا آخری دن آ گیا، بس وقت کا انتظار ہے، اس دوران اپنے عزیزوں سے باتیں کرتے رہے، اپنی بیٹی کا اپنے کسی عزیز کے لڑکے سے رشتہ طے کیا، اور بیوی کو نصیحت و تاکید فرمائی، اور اس دوران دیگر رشتہ داروں عزیزوں سے دیگر معاملات طے کئے، کمال یہ ہے کہ اس دوران ساتھ ساتھ یہ بتاتے رہے کہ میری روح پاؤں سے اوپر آ گئی، تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ میری روح اب گھٹنوں تک پہنچ گئی اور لاتیں بے روح بے جان ہو گئیں پھر فرمایا اب میری روح سینے سے اوپر آ گئی ہے، جب روح سینے سے اوپر آ گئی تو لوگوں نے دیکھا کہ واقعی ان کا جسم بالکل ٹھنڈا اور بے حس ہو گیا، اس دوران خوش خوش بغیر کسی دہشت و خوف کے مزے مزے سے ہنس ہنس کے باتیں کر رہے ہیں، جب گلے کے پاس روح پہنچی تو گلے کی خرخراہٹ کی آوازیں آنے لگیں، اس وقت بھی صاف لفظوں میں فرمایا یہ آخری مقام ہے، اس کے بعد سر ڈھلک گیا اور بیٹھے بیٹھے گر گئے، اعزا نے جب غور سے دیکھا تو لالہ وارث اویسی امینی کا وصال ہو چکا تھا۔

وصال باکمال ☆: حضرت خواجہ محمد امین اویسی نے وصال سے قبل والی رات کو آپ نے پانی گرم کروایا خود غسل کیا نیا لباس زیب تن کیا اور خوشبودار تیل سر مبارک میں لگایا۔

آپ کی عادت شریفہ تھی کہ ابتدائے شب میں تھوڑی دیر استراحت فرماتے، بعد میں اٹھ کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جاتے، آپ معمول کے مطابق لیٹے، حسب معمول صاحبزدہ امین الدین، صاحبزادہ بشیر الدین آپ کے دونوں بیٹے آپ کی ٹانگیں دباتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد صاحبزادوں کو سونے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اپنی والدہ کو ہمارے پاس بھیج دو۔

چنانچہ مائی صاحبہ تشریف لائیں تو آپ نے فرمایا کہ میرا وقت آ چکا ہے ہم اب رخصت ہونے والے ہیں، ہمارے بعد ہر حال میں اللہ پر بھروسہ رکھنا ہمارے وصال پر آہ و زاری نہ کرنا، اور ہر حال میں شریعت کی پابندی کرنا، اس کے بعد آپ نے تین مرتبہ اللہ، اللہ، اللہ

Marfat.com

کہااور جان، جان آفریں کے سپرد کردی۔

آپ کا وصال با کمال ۷ اذالحج ۱۳۸۸ھ بمطابق ماہ جنوری 1968ء کو ہوا۔

مزار پر انوار کاشیراہ زانگلی کپواڑہ مقبوضہ جموں وکشمیر میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت پیر سلطان قیصر اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سالک مسالک حقیقت، سرِ دفتر مجاہدانِ راہ ترک وفنا، باریافتہ مجلس اُنس، سرمست جام وحدت، حضرت پیر قیصر سلطان اویسی رحمتہ اللہ علیہ صاحب کشف وکرامت بزرگ ہیں۔

آپ ابتدائی ایام میں ایک راہزن یعنی ڈاکو تھے، ڈاکہ زنی، چوری چکاری، آپ کا مشغلہ تھا۔ ایک رات چوری کر کے اپنے گھر کی طرف جا رہے تھے، کہ راستے میں آپ کو ایک عورت ملی، اُس نے آپ سے کہا میرے بچے بھوکے ہیں اور میرا شوہر کئی دنوں سے تلاش رزق میں گھر سے باہر گیا ہوا ہے، میں اس کے انتظار میں اُس کا راستہ دیکھ رہی ہوں۔

آپ کو اس کی حالت زار پر ترس آ گیا، اور ایک دنبہ ذبح کر کے اس کے کباب بنائے، اور اس عورت اور اس کے بچوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا، اس عورت نے آپ کے حق میں رب کعبہ کے حضور دعا کی۔

اے اللہ تیرے اس بندے نے ہمیں بھوکوں مرنے سے بچایا ہے، تو اس کی مراد پوری کر اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں اسے فردوس بریں کی نعمتوں سے مالا مال فرما۔

چنانچہ اُس عورت کی دعا رب کبریا کی بارگاہ میں قبول ہوئی، جس کے نتیجے میں قیصر ڈاکو، پیر قیصر سلطان بن گئے، یہ آپ کا آخری ڈاکہ تھا، اس کے بعد آپ عبادت و ریاضت میں مشغول ہو کر درجۂ بلند کو پہنچے۔ اور تمام عمر خدا کی یاد میں گزار دی۔

کشف وکرامات ☆: ایک مرتبہ ایک قافلہ اونٹوں پر کھجوریں لادے جا رہا تھا۔ آپ نے پہلے شتربان سے پوچھا کیا لے جا رہے ہو؟ اس نے سوچا اگر یہ بتاؤں کہ کھجوریں ہیں تو پھر اُونٹ سے اترنا پڑے گا، اور کھجوریں بھی دینا پڑیں گی۔ اس لئے اُس نے کہا حضرت نمک ہے، جو بازار میں فروخت کرنے جا رہے ہیں، آپ نے فرمایا اچھا نمک ہی ہوگا۔

چنانچہ آپ نے سب سے پوچھا سب نے یہی جواب دیا، سب سے آخری اونٹ سوار نے سچ بتا دیا کہ اس میں کھجوریں ہیں، اور پھر اس نے آپ کو کھجوریں بھی پیش کیں۔

جب یہ قافلہ شہر پہنچا تو پہلے شتربان جتنے بھی تھے ان کی کھجوریں نمک بن گئیں، اور آخری شتربان کی کھجوریں کھجوریں ہی رہیں۔

کرامت نمبر ۲ ☆: روایت ہے کہ ایک قافلے کا ایک اونٹ کمزور تھا، جو بوجھ کی زیادتی کی وجہ سے قافلے سے پیچھے رہ گیا اور

Marfat.com

چلتے چلتے اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ شتربان نے دل ہی دل میں آپکو یاد کیا، تو تھوڑی دیر میں اس نے ایک سفید ریش بزرگ کو دیکھا، ان بزرگ نے حالات پوچھے اور جیب سے کوئی چیز نکالی اور اونٹ کی ٹانگ میں ٹھونک دی۔

اس کے بعد وہ لنگڑا اونٹ ٹھیک ہو کر چلنے لگا، آپ نے اونٹ کے مالک سے فرمایا کہ جب کبھی اس اونٹ کو ذبح کرو تو اس کی یہ ٹانگ دیکھ لینا، اونٹ کے بوڑھے مالک نے پوچھا اے بزرگ آپ کون ہیں؟'' آپ نے جواب میں فرمایا'' تم نے ابھی کچھ دیر پہلے کس کو یاد کیا تھا؟...... اس کے ساتھ ہی آپ اس کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ جب چند سالوں کے بعد اس اونٹ کو ذبح کیا گیا تو اس کے مالک کو اس کی ٹانگ سے سونے کی کیلیں ملیں۔

براہوئی زبان کے عظیم شاعر قیصر خان فقیرزئی نے آپ کے بارے میں ایک شعر میں اس طرح کہا ہے

یا سخی سلطان کیس بنایا ہے
دشمن کہ بسو نے دیگرو شامے

ترجمہ☆: اے سخی سلطان! ہماری مدد کیجئے۔ دشمن تو شام کے وقت پہنچ گیا ہے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں ہوا، مزار پُر انوار کوہ سلطان ضلع چاغی صوبہ بلوچستان میں مرجع خاص وعام ہے۔

روایت کے مطابق آپ کے مزار کے اردگرد سانپوں کا انبوہ کثیر رہتا ہے، مگر وہ سانپ زائرین کو کچھ نہیں کہتے، ان سانپوں کا مارنا نحوست سمجھا جاتا ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت فقیر غلام محمد قادری اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، بحر اسرار معدن حقائق و معارف، فارغ از قید مشائخیت و نمود حضرت و نمود فقیر میاں غلام محمد قادری اویسی رحمتہ اللہ علیہ آپ مشربِ تجرید و تفرید کے سّر دفتر تھے۔

آپ کی ولادت با سعادت والی العصر امام الطریقہ اویسی حضرت عارف سلطان فقیر میاں عیسٰی قادری اویسی علیہ الرحمتہ کے علمی و روحانی گھرانے بستی بخاور ضلع بھکر میں ہوئی۔

آپ حضرت فقیر صاحب کے بڑے صاحبزادے تھے، آپ اپنے والدِ گرامی کی طرف سے تلقین کردہ وظائف اور ذکر و فکر میں دلچسپی نہ لیتے تھے، جب آپ کے والدِ گرامی حضرت فقیر میاں عیسٰی علیہ الرحمتہ نے سختی کی تو آپ نے عرض کیا، حضور، اگر نفس پر ظلم کرنے کے بغیر فقر کا حصول مشکل ہے تو پھر ہم فقیر نہ سہی یہ مصیبت ہم سے برداشت نہیں ہوسکتی۔

آپ کے والدِ گرامی حضرت فقیر صاحب یہ سُن کر مسکرانے لگے اور فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو۔

آپ نے عرض کی، میری تین شرطیں ہیں،

اول یہ کہ جو دعا کروں وہ قبول ہو جائے، دوم یہ کہ، سواری کے لئے اچھا گھوڑا میسر ہو، سوم یہ کہ دودھ مکھن بھی ہمیشہ ملتا رہے۔

آپ کے والدِ گرامی حضرت فقیر صاحب نے آپ کی تینوں شرطیں قبول فرمائیں

بیعت و خلافت ☆: آپ کا سلسلہ عالیہ قادریہ میں اویسیہ طریقہ پر اپنے والدِ بزرگوار سے بیعت سے مشرف تھے، اور اُنہی سے طریقہ اویسیہ پر اجازت سے بھی مشرف ہوئے۔

سیرت کردار ☆: آپ مستجاب الدعوات تھے، جو دعا بھی کسی کے حق میں فرماتے وہ فوراً بارگاہ ایزدی میں مقبول و منظور ہو جاتی تھی، لاتعداد غیر مسلموں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، آپ جامع الصفات و حسنات اور علم و عمل کا حسین مرقع اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے، آپ حضور ﷺ کی زیارت سے بھی مشرف تھے۔

کشف و کرامت ☆ ایک دفعہ آپ گھوڑے پر سوار تھے ایک اور شخص جو بیل پر سوار تھا، بستی چوہان جا رہے تھے، کہ اچانک بیل آپ کے گھوڑے کے قریب آیا تو بیل زور سے اُچھل پڑا اچانک آپ کی زبان مبارک سے نہایت ہی جذبے سے لفظ اللہ

Marfat.com

ادا ہوا، آپ کا یہ فرمانا تھا کہ راستے کے دونوں طرف سرکنڈوں اور درختوں کو آگ لگ گئی، قریب تھا کہ بیل سوار بیہوش ہو جاتا مگر آپ نے اسے تسلی دی اور فرمایا مطمئن رہو آگ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔

پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا "فضل فرما، فضل فرما، فضل فرما" یکدم آگ بجھ گئی، بستی چوہان کے قریب پہنچے تو بیل سوار سے فرمایا کہ بیل سے اترنے میں جلدی نہ کرنا، پہلے چھری منگوا لینا اس کی گردن پر رکھنا اور نہایت تیزی سے اسے ذبح کرنا کیونکہ اسم ذات "اللہ" کی ضرب سے بیل کا دل اور سینہ ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چھ صفر المظفر ۹۲-۱۲۹۰ھ بمطابق 1873-75ء کے درمیان ہوا۔ آپ کا مزار پُر انوار بستی بختاور تحصیل بہل ضلع بھکر میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

خداوند کریم نے آپ کو تین صاحبزادے فقیر غلام رسول، غلام صدیق، فقیر غلام نبی علیہم الرحمۃ عطا فرمائے تینوں کا وصال ہو چکا ہے۔

آج کل آپ کی اولاد سے شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا حافظ ممتاز احمد چشتی مدظلہ جو انوار العارفین کتاب کے مصنف بھی ہیں، وہ بڑے ہی اچھے انداز میں علمی اور قلمی حوالے سے اپنے اجداد کے مشن کی تکمیل میں مصروف ہیں آج کل مدرسہ انوار العلوم ملتان میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں، آپ کا سالانہ عرس بھی ماہ صفر میں منایا جاتا ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت خواجہ صالح محمد سیرانی اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فاضل اجل، عالم باعمل، عارف اکمل، شیخ یگانہ، ہمہ صفت قلندرانہ حضرت خواجہ صالح محمد سیرانی اویسی رحمتہ اللہ علیہ علم وعمل کے آفتاب ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 19 جمادی الاول ۱۳۲۶ ہجری بمطابق ماہ جون 1908ء کو سلسلہ عالیہ اویسیہ کے عظیم بزرگ حضرت پیر عبدالخالق علیہ الرحمتہ کی اولاد سے ایک نیک سیرت بزرگ کے گھر ہوئی۔

آپ خانوادہ حضرت عبدالخالق کے عظیم المرتبت اور صاحب علم وفضل وکمال اور صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔

آپ نے علوم دینیہ کی تعلیم اپنے آباؤ اجداد کی تعمیر کردہ دینی درسگاہ سے حاصل کی۔ فقہی علوم، صرف ونحو، علم ہیت وحدیث وتفسیر علامہ عبدالرحمٰن جامی جو جامعہ از ہر مصر کے سند یافتہ تھے۔ اور دس سال تک مدینہ شریف میں مسجد نبوی کے اندر دورہ حدیث کا درس دیتے رہے۔ آپ نے تمام علوم دینیہ ان سے حاصل کر کے سند فراغت حاصل کی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ کی روحانی تربیت اور سلوک ومعرفت کی منازل کی تکمیل حضرت خواجہ امام بخش اویسی علیہ الرحمتہ نے کی۔ آپ سلسلہ اویسیہ میں حضرت خواجہ امام بخش علیہ الرحمتہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وصاحب ارشاد ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ نہایت عبادت گذار تھے۔ نماز پنجگانہ، تہجد واشراق کے علاوہ آپ کا تمام وقت وظائف پڑھنے اور عبادت وریاضت میں صرف ہوتا۔ آپ نے کئی حج اور بے شمار عمرے ادا فرمائے۔ تمام عمر کوئی کام خلاف شریعت وطریقت سرزد نہ ہونے دیا۔ آپ نے اپنے جد اعلیٰ کے دربار پر قائم دینی مدرسہ اور لنگر کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ اس میں توسیع فرمائی۔ آستانہ عالیہ اور درسگاہ سے ملحقہ مسجد کی آرائش وزیبائش کرائی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چند روزہ علالت کے بعد 27 رمضان المبارک ۱۴۱۴ ہجری بمطابق ماہ فروری 1994ء کو ہوا۔ مزار پر انوار خانقاہ حضرت عبدالخالق اویسی علیہ الرحمتہ جو کہ حاصل پور اور چشتیاں شریف کے درمیان ریلوے اسٹیشن بخش خان کے شمال ضلع بہاولنگر میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

حضرت خواجہ پیر محمد حبیب اللہ گوہر اویسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مجسمہ حسنات، منبع فیوض و برکات، متصرف بہ تصرفات، صاحب کشف و کرامات، فیض یاب از بارگاہ رسول مدنی، کشتہ عشق رسول، مزین بہ مرتبہ ولایت، امام الفقراء والصلحا، زبدالاتقیا، گوہر ثانی لاثانی حضرت خواجہ پیر محمد حبیب اللہ گوہر رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان طہارت و پاکیزگی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۴ محرم الحرام ۱۳۵۱ھ بمطابق 1932ء 12 نومبر بروز اتوار کو معروف روحانی قصبہ جنیدڑ شریف تحصیل و ضلع گجرات میں وقت کے عظیم عارف کامل حضرت خواجہ پیر میاں محمد رمضان گوہر بن قبلۂ عالم حضرت خواجہ گوہر دین احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر میں ہوئی۔

آپ کی ولادت باسعادت کی خبر جب آپ کے عظیم دادا، اویس وقت قبلہ عالم حضرت خواجہ گوہر دین احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ کو دعا گئی تو انہوں نے ہی آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد حبیب اللہ گوہر تجویز فرمایا، اور آپ نے اسی نام سے شہرت و عظمت پائی۔

قصبہ جنیدڑ شریف آپ کی ولادت باسعادت کے زمانے میں علم و عرفان اور معرفت و روحانیت کا منبع و مرکز بن چکا تھا، وقت کے بڑے بڑے علماء، محدثین، مفسرین اہل دانش اور صوفیاء و طالبان حق آ کر اس چشمہ علم و حکمت سے فیض یاب ہو رہے تھے، ایسے علمی و روحانی ماحول میں آپ کی تربیت اویس وقت حضرت خواجہ گوہر دین احمد رحمتہ اللہ علیہ کے زیر سایہ عاطفت میں ہوئی، اور آپ اپنی محنت شاقہ اور دادا حضور کی نگاہ ولایت سے بہت جلد کندن بن کر آسمان ولایت کا ستارہ بن کر چمکے۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ کی تمام تر تربیت اپنے دادا حضور حضرت اویس وقت کی شفقت میں مکمل ہوئی آپ نے قرآن پاک کی تعلیم اور عربی و فارسی کی ابتدائی کتب اور دین اسلام کی بنیادی تعلیم قصبہ جنیدڑ شریف میں اپنے دادا بزرگوار کے سایہ عاطفت میں ہی مکمل کی اور دنیاوی مروجہ تعلیم میٹرک تک حاصل کرنے کے بعد گریجویشن گورنمنٹ زمیندارہ ڈگری کالج گجرات میں مکمل کی۔

آپ بذات خود فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے دادا حضور کی خدمت میں حسب معمول رات کے وقت حاضر تھا، کہ حضور اویس وقت نے فرمایا حبیب اللہ اس دنیا میں تمہیں سب کچھ آسائش و آرام ملے گا مگر جو لمحات تم میرے ساتھ گزار رہے ہو وہ دوبارہ نصیب نہ ہوں گے۔ لہٰذا اپنی کتابیں اٹھاؤ اور میرے پاس ہی زیادہ تر وقت گزارو۔

Marfat.com

چنانچہ دادا بزرگوار کا حکم ملتے ہی میں نے فوراً تمام مصروفیات منسوخ کر دیں اور ہمہ وقت گوشہ تنہائی میں آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے لگا، اور حضور اویس وقت کے وصال باکمال 1952ء تک مسلسل لگاتار آپ کی خدمت اقدس میں مصروف رہا اس دوران آپ کی خصوصی توجہات کا مرکز میری ذات تھی۔

شادی واولاد☆: آپ کی شادی خانہ آبادی قصبہ فتح پور تحصیل وضلع گجرات کے ایک معزز شریف اور زمیندار خاندان میں آپ کے والدِ گرامی حضرت خواجہ محمد رمضان گوہر نے اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ گوہر دین احمد رحمتہ اللہ علیہ کی ظاہری حیات مبارکہ میں طے کر دی تھی۔ جبکہ آپ کی شادی دادا بزرگوار کے وصال کے دو برس بعد 1954ء میں ہوئی۔

خداوند کریم نے اپنے فضل سے آپ کو پانچ بیٹیاں اور تین بیٹے عطا فرمائے جن میں صاحبزادوں کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں، صاحبزادہ جاوید حبیب گوہر، صاحبزادہ پیر شہزاد نوید گوہر، صاحبزادہ ڈاکٹر فرخ حبیب گوہر کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

سیرت وکردار☆: آپ کی تمام زندگی عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عبارت ہے، ہمہ وقت حسن رسول آپ کی آنکھوں میں موجزن رہتا تھا، سرکار علیہ السلام کی سنت کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے۔ دین اسلام کے احکام اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل آپ کا ورثہ ہے، اپنے پاس آنے اور بیٹھنے والوں کو بھی احکام شریعت اور عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درس دیتے رہے، تمام عمر کوئی لحہ بھی یادِ خدا سے غافل نہ گزارا، صوم وصلوٰۃ اور نفلی عبادتوں کا ہر حال میں خصوصیت سے خیال رکھتے، نماز پنج گانہ ہمیشہ باجماعت ہی ادا فرماتے رہے۔

عبادت وریاضت زہد وتقویٰ میں یکتائے روزگار تھے، تربیت مریدین پر خصوصی توجہ فرماتے، اگر کوئی مرید خلاف شریعت و طریقت عمل کرتا نظر آیا تو بڑے ہی پیار محبت سے اسے سمجھاتے، بلکہ ضرورت پڑنے پر سختی سے بھی اس کی اصلاح فرماتے تھے، سخاوت و اخلاق میں عدیم المثال تھے، آنے والے سائل کو نہ کبھی خالی لوٹایا نہ ہی کبھی جھڑکا جو کچھ بھی پاس ہوتا راہ خدا تقسیم فرما دیتے تھے۔

لباس ہمیشہ نفیس استعمال فرماتے تھے، ظاہری بناوٹ اور تصنع سے سخت نفرت تھی، ہر چھوٹے بڑے سے انتہائی شفقت ومحبت اور اخلاق سے پیش آتے تھے۔

حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم☆: 1984ء میں آپ نے پہلی مرتبہ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سعادت حاصل کی، مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد اپنے مرید خاص حاجی نور محمد جو وہیں پر کاروباری سلسلہ میں مقیم ہیں کے پاس آپ نے قیام کیا اور اپنے ہمراہی جناب صوفی اللہ دتہ وزیر آبادی کے ہمراہ عمرہ ادا کیا اور حرم شریف میں عبادت وریاضت میں مشغول رہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ حرم شریف میں عبادت وریاضت میں مشغول تھا کہ اچانک میری آنکھ لگ گئی تو میں نے دیکھا کہ امام الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرا دایاں بازو پکڑ کر فرمایا، اٹھو یہ حرم شریف ہے، یہاں پر سونا بے ادبی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ صرف میں نے ہی نہیں بلکہ میری نیند نے بھی سنے۔

Marfat.com

پھر اس کے بعد خدا کا ایسا کرم ہوا کہ جب تک ہم حرم پاک مدینہ شریف کے اندر رہے، جنیدڑ شریف کی واپسی تک ہمیں دوبارہ نیند نہیں آئی، اور ایک رات بھی آرام نہیں کیا۔

حرم پاک میں قبلہ پیر و مرشد کی عنایت ☆: آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حرم کعبہ میں حاضر ہوا، اور بیت اللہ شریف کی جانب میں نے دعا کے لئے جونہی ہاتھ اٹھائے تو میری نظر جب بیت اللہ شریف پر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ جتنے لوگ ہمارے آستانے پر آتے ہیں ان کے چہرے میرے سامنے آنے شروع ہو گئے، ان میں سے کچھ لوگوں کو میں پہچانتا تھا اور بہت سوں کو میں نہیں جانتا تھا، ان میں سے بہت سے حضرات لمبی لمبی لٹوں (زلفوں) والے اور کچھ نے سروں پر ٹوپیاں پہنی ہوئی تھیں، اور کچھ نے سروں پر پگڑیاں باندھی ہوئیں تھیں، میں کافی دیر تک ان کو حیرانی کے عالم میں دیکھتا رہا اور سوچتا رہا کہ یہ چہرے مجھے کیوں دکھائے جا رہے ہیں، میں اسی سوچ میں گم تھا کہ اتنی دیر میں حضور اویس وقت حضرت خواجہ گوہر دین اویسی رحمتہ اللہ علیہ جلوہ افروز ہوئے اور مجھ سے فرمانے لگے حبیب اللہ جب بھی دعا مانگو تو ان لوگوں کو اپنی دعا میں ضرور شامل کر لیا کرو، اور فرمایا کہ یہ چہرے ان لوگوں کے ہیں جنہوں نے قیامت تک جنیدڑ شریف آنا ہے۔

گھر والا دیکھنا ہے تو ادھر آ جاؤ ☆: آپ کے مرید خاص جناب باوا فضل محمد اویسی وزیر آبادی فرماتے ہیں کہ حج بیت اللہ سے واپسی پر آپ نے حج کے واقعات سفر کے اور کعبتہ اللہ میں دیکھے جانے والے مشاہدات کا تذکرہ کرتے ہوئے مجھ سے بیان فرمایا کہ ایک دن ہم کعبتہ اللہ میں بیٹھے ہوئے مصروف مشاہدہ و مراقبہ میں تھے کہ میں نے دیکھا کہ بیت اللہ شریف سے آسمان تک نور ہی نور پھیلا ہوا ہے، جیسا کہ انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی ہو۔

اس وقت میرے پیچھے صوفی اللہ دتہ وزیر آبادی بھی تھے، میں نے با آواز بلند صوفی اللہ دتہ سے کہا صوفی صاحب اگر گھر والے (یعنی کعبے والے) کی زیارت کرنی ہے تو ادھر دیکھو، آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ صوفی صاحب پر انوار و تجلیات کا ایسا اثر ہوا کہ بے ہوش ہو کے گر گئے، حرم شریف کے خدام نے جب صوفی صاحب کو بے ہوش دیکھا تو فوراً اٹھا کر ہسپتال لے گئے، ہسپتال کے ڈاکٹروں نے چیک کر کے بتایا کہ اس کے جسم کا پانی ختم ہو گیا ہے۔

چنانچہ ابتدائی طبی امداد کے طور پر ایک رات اور ایک دن میں گلوکوز کی تقریباً چودہ بوتلیں صوفی صاحب کو لگیں، دوسرے دن جب آپ صوفی صاحب کی عیادت کے لئے ہسپتال تشریف لے گئے تو ڈاکٹروں نے بتایا کہ اب ان کی حالت قدرے بہتر ہے، اب آپ انہیں لے جا سکتے ہیں۔

آپ صوفی صاحب کو اپنے ہمراہ لے کر حرم شریف میں آئے جونہی صوفی صاحب حرم کعبہ میں داخل ہوئے تو ان کی طبیعت پھر سے بگڑنا شروع ہو گئی، آپ نے ان کی یہ کیفیت دیکھ کر پوچھا صوفی صاحب تمہیں کیا ہو رہا ہے، اس نے عرض کی حضور جس چیز کا مجھ پر پہلے اثر ہوا تھا، اسی طرح پھر میرے دل پر اثر ہو رہا ہے، آپ نے فرمایا صوفی صاحب دل سے درود شریف کا ورد کرو خدا بہتر کرے گا۔

صوفی صاحب نے درود شریف کا ورد شروع کیا تو اس کے بعد سے طبیعت میں قرار آ گیا اور دوبارہ وہ کیفیت پیدا نہ ہوئی۔

Marfat.com

آپ حج کے موقعہ پر کل ۳۲ دن حرمین شریفین میں مقیم رہے، جس میں سے ۲۳ دن مکہ مکرمہ اور ۹ دن مدینہ منورہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار گوہر بار سے فیض یاب ہوتے رہے، اور مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۸۴ء کو واپس دربار عالیہ جنیدڑ شریف تحصیل وضلع گجرات میں اپنی مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔

بن مرشد ہتھ راہ نہ آوے ☆: ایک دن آپ کے پیرومرشد و دادا جان اویس وقت حضرت قبلہ عالم خواجہ گوہر دین احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں آپ سے ارشاد فرمایا حبیب اللہ خدا کے ساتھ تعلق کو مضبوط رکھو اور اس کی طرف (رُج) رجوع کرو، آپ نے عرض کیا حضور میں کوشش تو بہت کرتا ہوں مگر چند دنیاوی مصروفیات کی بنا پر کچھ سستی ہو جاتی ہے۔

حضور اویس وقت نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا رجوع اور تعلق کیسے ٹوٹتا ہے، اور اب تم بھی توڑ کے دکھاؤ، پیرومرشد کا اتنا فرمانا تھا کہ آپ نے دیکھا کہ آسمان سے ایک رسی آئی اور وہ آپ کی ناک کے ذریعے وجود میں داخل ہو کر دل میں لپٹ گئی، اتنے میں پیرو مرشد حضور اویس وقت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا لو تمہاری رسی (رُج) جوڑ دی گئی ہے۔

اس کے بعد آپ جس کسی کام کی غرض سے کسی کمرے میں تشریف لے جاتے تو وہ رسی غائب معلوم ہوتی جب باہر حضور اویس وقت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو رسی موجود ہوتی۔ جب دو چار مرتبہ ایسا ہی ہوا تو دل میں خیال گزرا کہ پیرومرشد کی خدمت میں عرض کیا جائے، لیکن ہوتا یہ تھا کہ جب پیرومرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے تو رسی قائم اور موجود ہوتی تھی۔ یہ دیکھ کر قبلہ عالم حضور اویس وقت رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جو تعلق خدا کی طرف سے جوڑا جائے وہ ہمیشہ قائم رہتا ہے۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابانیاں ☆: آپ کی ذات والا صفات میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر سرائیت کر چکا تھا کہ ہمہ وقت آقا علیہ السلام کے جلووں میں گم اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مستی میں مخمور رہتے، حالت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ آپ سخت سے سخت بیماری کے عالم میں بھی ہوتے تو اس وقت اگر کوئی شخص آپ کے سامنے مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر چھیڑ دیتا یا مدینہ شریف کا ذکر شروع کر دیتا یا کوئی نعت خوان آپ کے پاس بیٹھ کر نعت شریف شروع کر دیتا تو آپ کی طبیعت بحال ہونا شروع ہو جاتی۔ حتیٰ کہ بالکل تکلیف کا احساس باقی نہ رہتا۔ بسا اوقات خرابی صحت کے دوران اگر بذات خود مریدین کے سامنے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبت بھرا تذکرہ شروع فرما دیتے تو آپ کا چہرہ گلاب کی طرح کھل جاتا اور چہرہ مبارک پر ایک عجیب رونق و بہار آ جاتی۔ اس لئے کہ

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

مقامِ توحید اور علامہ ہزاروی کا سوال ☆: مفسر قرآن، محدث وجد و پیمان قبلۂ طالبان ابو الحقائق حضرت علامہ عبد الغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ اگرچہ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں حضور تاجدار گولڑہ فاتح قادیاں حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ چشتی نظامی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے۔ مگر قلبی تعلق و محبت کی بنا پر ان کو خرقہ خلافت اویسیہ قبلہ عالم حضرت خواجہ گوہر دین

Marfat.com

احمد اویسی علیہ الرحمۃ سے حاصل تھا۔

ابوالحقائق علامہ ہزاروی نے حضور تاجدار گولڑہ کے وصال باکمال کے بعد تمام عمر آپ کو مثل شیخ ہی جانا اور مانا، ہر الجھی ہوئی گتھی کو سلجھانے کے لئے اویس وقت حضرت قبلہ عالم خواجہ گوہر دین احمد اویسی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔

ایک دن علامہ عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ اویس وقت قبلہ عالم حضرت خواجہ گوہر دین اویسی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد دربار عالیہ جنیدڑ شریف تشریف لائے اور حضور قبلہ اویس وقت کے مزار پُر انوار پر حاضری دی۔ اس وقت ثانی لاثانی حضرت صاحبزادہ پیر محمد حبیب اللہ گوہر اویسی بھی مزار پُر انوار پر تشریف فرما تھے۔

حضرت علامہ ہزاروی پر مزار شریف پر حاضری دیتے ہوئے وجدانی کیفیت طاری تھی کہ اسی کیفیت میں حضرت اویس وقت کے مزار کی چوکھٹ پر سر رکھ کر سجدہ کیا۔

آپ علامہ ہزاروی کی اس کیفیت کو بغور ملاحظہ فرما رہے تھے کہ حضرت علامہ ہزاروی علیہ الرحمۃ نے آپ سے مخاطب ہو کر عرض کیا حضرت صاحبزادہ صاحب لگائیں فتویٰ کہ یہ سجدہ جائز ہے یا نہیں؟

آپ نے فرمایا ہزاروی صاحب اگر آپ نے ایک انسان کامل کی چوکھٹ پر سر رکھ کر سجدے میں یہ الفاظ کہے "**سُبْحَانَ یَا گُوْهَرُ الْاَعْلٰی**" تو میں فتویٰ لگاتا ہوں، اور اگر آپ نے سجدے میں سر رکھ کر "**سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی**" کہا تو پھر آپ کا سجدہ کرنا جائز ہوا۔ اس لئے کہ آپ نے ایک انسان کامل کی چوکھٹ پر سر رکھ کر سجدہ کیا اور اس انسان کامل یعنی اپنے مرشد کامل کو گواہ بنالیا کہ اے اللہ رب العالمین میں نے تجھ کو اس انسان کامل کو گواہ بنا کر سجدہ کیا تا کہ یہ تیری بارگاہ میں میرے سجدے کی گواہی دیں۔ آپ نے فرمایا ایسی صورت میں یہ سجدہ جائز ہے۔

آپ کا فرمان ذیشان سن کر علامہ ہزاروی نے فرمایا مجھے قسم ہے اُس ذات باری کی جس نے مجھے پیدا کیا ہے، میں نے سجدے میں سر رکھ کر "**سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی**" ہی کہا تھا۔

آپ نے فرمایا پھر فتویٰ کیسا آپ کا سجدہ جائز ہو گیا۔

مختلف مسائل پر مختلف مکاتب فکر کے علماء سے سوال و جواب☆: ایک دفعہ آپ راولپنڈی سے واپس گجرات اپنے آستانے جنڈڑ شریف تشریف لے جا رہے تھے کہ دوران سفر بس میں آپ سے اگلی نشست پر ایک نوجوان اور ایک وہابی مولوی اکٹھے سفر کر رہے تھے۔

وہابی مولوی نے اپنی عادت کے مطابق اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے نوجوان سے دریافت کیا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ نوجوان نے بتایا کہ میں لاہور حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری کے لئے جا رہا ہوں۔

چونکہ وہ مولوی صاحب وہابی اور منکرین شان اولیاء اللہ میں سے تھے یہ سن کر چونکے اور اُس نوجوان سے کہنے لگے یہ بتاؤ آپ وہاں جا کر کیا کریں گے کیونکہ وہ تو مر چکے اور مٹی میں مل کر خاک ہو گئے ہیں۔ اگر مرنے کے بعد وہ زندہ ہوتے تو ان کو کفن کیوں پہنایا

Marfat.com

گیا۔ ان کو غسل کیوں دیا گیا۔ اگر وہ زندہ ہیں تو پھر سینکڑوں من مٹی کے نیچے دفن کیوں کیا گیا وغیرہ وغیرہ۔

وہ نوجوان چونکہ اپنے عقائد کی تعلیم اور قرآن وحدیث سے نا آشنا تھا۔ مولوی کی بات سن کر خاموش ہو گیا۔

آپ پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو اور مولوی کی خباثت کو سن رہے تھے۔ اس بے ادبی کو سن کر آپ سے خاموش نہ رہا گیا۔ آپ نے مولوی صاحب کو مخاطب کر کے پوچھا کہ مولوی صاحب یہ بتائیں کیا قرآن پاک یہ نہیں کہتا "وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝" آپ نے فرمایا کیا اس کا ترجمہ یہی نہیں ہے۔ کہ جو لوگ میری راہ میں مار دیئے جائیں یا شہید کر دیئے جائیں ان کو مردہ مت کہو۔ اس لئے کہ وہ زندہ ہیں، مگر تم ان کی زندگی کے بارے شعور نہیں رکھتے۔ مولوی کہنے لگا واقعی یہ اسی آیت کا ترجمہ ہے۔

تو آپ نے فرمایا کہ جب راہ حق میں لڑنے والے شہید کو رب تعالیٰ خود زندہ کہہ رہا ہے تو پھر اس کو کفن کیوں دیا جاتا ہے، جنازہ کیوں پڑھا جاتا ہے، دفن کیوں کیا جاتا ہے، مولوی صاحب اس کا تمہارے پاس کیا جواب ہے۔ مگر مولوی صاحب کے پاس جواب ہوتا تو دیتے وہ خاموش ہو کے رہ گیا اور کہنے لگا میں اپنے استادوں سے پوچھ کر بتاؤں گا۔

واقعہ نمبر۲ ☆: دیوبندیو کے معروف مولوی عنایت اللہ گجراتی کا بھتیجا اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ مرغزار کالونی گجرات شہر میں آپ کے صاحبزادے پیر جاوید حبیب گوہر صاحب کے گھر ملنے کے لئے آیا تو دوران گفتگو وسیلے کے بارے انہوں نے بحث چھیڑ دی اور کہنے لگے۔ وسیلہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور نیک اعمال ہیں۔ انہیں کا وسیلہ روز محشر بندوں کے کام آئے گا۔

ان مولویوں کی یہ بات سن کر آپ نے فرمایا اگر تمہاری اس بات کو تسلیم کر لیا جائے تو اس سلسلہ میں میرا سوال یہ ہے کیا آپ لوگ یہ بتا سکیں گے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے اعمال نیک تھے؟ کیا ان کے اعمال خدا کی بارگاہ میں درجہ قبولیت رکھتے تھے؟ انہوں نے کہا جی ہاں بالکل وہ تو نبی تھے ان جیسے اعمال ہمارے کہاں۔ یقیناً ان کے اعمال خدا کی بارگاہ میں پسندیدہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب یہ بات درست ہے کہ نبی معصوم عن الخطا ہیں ان کے اعمال بھی ہمارے اعمال کے بدلے بدرجہا بہتر ہیں مگر اس کے باوجود وہ روز محشر ایک دوسرے سے شفاعت کے لئے کہیں گے اور بالآخر تمام انبیائے کرام اور تمام امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی بارگاہ میں اپنی بخشش اور شفاعت کے لئے نبی آخر الزمان نبی الانبیاء شافع روز جزا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں شفاعت کے لئے حاضر ہونگے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں دیکھ کر فرمائیں گے اَنَا لَھَا اَنَا لَھَا آؤ میں ہی ہوں تمہاری شفاعت کرنے والا پھر آقا علیہ السلام کی شفارش اور وسیلے سے روز محشر تمام سابقہ انبیاء جنت میں داخل ہونگے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی شفاعت ووسیلہ سے امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی بخشش ومغفرت ہوگی۔

آپ نے فرمایا اے علمائے کرام انبیاء کا معصوم عن الخطا ہونا مسلمہ ہے۔ اعمال میں بھی ہم لوگوں کے اعمال ان کے بہتر ہیں تو پھر انہوں نے براہ راست اپنے لئے خدا سے کیوں رابطہ نہ کیا۔ اگر ان کا عمل اور یہ سب کچھ ٹھیک ہے اور قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے تو پھر انہوں نے وسیلہ کیوں اپنایا۔ جب وسیلہ اپنانا ان کے نزدیک جائز ہے تو پھر ہمارے لئے وسیلہ اپنانا کس دلیل سے ناجائز بتاتے ہو۔

Marfat.com

مجھے جواب دو۔

قرآن وحدیث سے بھرپور آپ کا مضبوط مؤقف سن کر مولوی عنایت اللہ گجراتی کا بھتیجا اور اس کے ساتھ آنے والے سب مولوی خاموش ہوگئے۔

اس کے بعد آپ نے قرآن کریم کی یہ آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ اور دوسری آیت وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ قرآن و حدیث کے یہ دلائل سننے کے بعد بالآخر وہابی مولویوں کو وسیلے کا قائل ہونا پڑا۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری ☆: ایک مرتبہ آپ پروفیسر خالد صاحب لیکچرار زمیندار کالج گجرات کے والد گرامی کے چہلم میں شرکت کے لئے ان کے گاؤں صابو وال تشریف لے گئے، چہلم کی تقریب میں بڑے بڑے پروفیسر، ادیب، لیکچرار حضرات کے علاوہ مختلف مکاتب فکر کے علماء بھی موجود تھے۔ چہلم کی تقریب سے مختلف علمائے کرام اور چند پروفیسر حضرات نے ایصال ثواب کے موضوع پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

جناب پروفیسر خالد صاحب کے تمام رشتہ دار اہل حدیث مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے جو کہ سوئم قل شریف، دسواں، اور چالیسویں کے منکر ہونے کے باعث محفل چہلم سے باہر کھڑے تھے۔

پروفیسر خالد صاحب نے آخری خطاب اور دعا کے لئے مائیک پر آ کر آپ کے شایان شان بڑے ہی پُر جوش انداز میں آپ کا تعارف کروا کر آپ کو مائک اور اسٹیج پر آنے کی دعوت دی۔

آپ نے مائیک پر آ کر بڑی عاجزی وانکساری کے ساتھ اپنا تعارف ان الفاظ میں کروایا "سراپا گناہ ہیں...... مجسم خطائیں" آپ نے فرمایا کہ میزبان صاحب نے اپنی طرف سے میری پذیرائی کے لئے جو الفاظ استعمال کئے وہ ان کا حق تھا، مگر حقیقت میں میرا تعارف تو یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھے یہ اعزاز بخشا ہے کہ میں ایک انسان کامل یعنی حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ گوہر الدین احمد رحمتہ اللہ علیہ آف جنیدڑ شریف کی اولاد سے ہوں۔

آپ کی زبان ترجمان سے یہ سیدھے سادھے الفاظ سن کر مسجد سے باہر کھڑے وہابی حضرات یکدم سے مسجد میں داخل ہوئے اور کہنے لگے پیر ہو تو ایسا ہو جو سچی بات کرے۔

اس کے بعد آپ نے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں بخشش ومغفرت کیسے عطا ہوئی، آپ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی بخشش کا واقعہ، دعا و بخشش کی دلیل ہے۔ اس سے ہمیں رب کریم کے سامنے دعا کرنے اور مغفرت مانگنے کا طریقہ سکھایا گیا ہے۔

آپ کے اس مختصر خطاب اور پُر خلوص دعا کا یہ اثر ہوا کہ موضع صابو وال کے وہابی آپ کی شان وعظمت اور آپ کے عقیدہ کے قائل ہو گئے۔

Marfat.com

آپ مستجاب الدعوات تھے☆: آپ اکثر اپنی مسجد کے امام مولانا حافظ غلام مصطفیٰ صاحب سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حافظ صاحب دعا وہ ہوتی ہے جو رب کی بارگاہ میں قبول بھی ہو، اور جس کے لئے دعا کی جائے وہ آ کر کہے اور بتائے کہ میرا کام ہو گیا ہے۔

آپ کا معمول خاص تھا کہ جب بھی کوئی آنے والا آ کر دعا کے لئے عرض کرتا تو آپ اُس کے لئے اس وقت تک دعا فرماتے رہتے جب تک اس کا کام نہ ہو جاتا، اس لئے کہ آپ آنے والے اور دعا کے لئے کہنے والے کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے تھے، دوسرے کے دکھ کو اپنا دکھ نہ صرف تصور کرتے بلکہ اس کا اثر دل پر لئے رکھتے تھے، اس سلسلہ میں آپ کی عادت اس حدیث پاک کے عین مطابق تھی **المسلم اخو المسلم** کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ اور یہ ایک فطرتی عمل ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔

لندن میں عیسائیوں سے مکالمہ☆: 2006ء میں وصال سے ایک سال قبل آپ اپنے چھوٹے صاحبزادے ڈاکٹر فرخ حبیب گوہر کے بار بار اصرار پر ان سے ملنے کے لئے برطانیہ تشریف لے گئے۔ لندن میں چند روزہ قیام کے دوران ایک دن آپ کے صاحبزادے کی رہائش گاہ پر چند عیسائی آئے اور کہنے لگے ہم آپ کے گھر روشنی کرنے آئے ہیں۔

روشنی کیا تھی درحقیقت وہ عیسائیت کی تبلیغ کرنے آئے تھے کہ ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو مانو۔

ان کا کہنا تھا کہ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت تمہارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے بہتر ہے، کیونکہ ہمارے نبی عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ اور تمہارے نبی فطرت وقدرت کے قانون کے مطابق ماں اور باپ دونوں سے پیدا ہوئے۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کے بغیر پیدا ہونا افضلیت کی دلیل ہے۔ یا پھر تم مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کے والد کا بتاؤ کہ ان کے والد کون تھے۔

آپ نے ان سے فرمایا کہ تم میرے ایک سوال کا جواب دو۔ وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مٹی کے پرندے بناتے تھے۔ انگریز عیسائی کہنے لگے جی ہاں بناتے تھے، پھر آپ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر ان مٹی کے پرندوں پر پھونک مارتے تھے، انہوں نے جواباً کہا جی ہاں وہ پھونک بھی مارتے تھے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پھونک مارنے سے ان پرندوں میں جان آ جاتی تھی۔ انہوں نے جواب دیا جی آ جاتی تھی۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا اے عیسائیو تم مجھے ان پرندوں کا باپ بتا دو تو میں تمہیں عیسیٰ علیہ السلام کے والد کے بارے میں بتا دوں گا۔

آپ کی زبان ترجمان سے یہ سنتے ہی ان کے غبارے سے ہوا نکل گئی اور وہ کہنے لگے ہم اپنے پوپ، یعنی پادری سے پوچھ کر جواب دینگے۔

آپ نے فرمایا کہ جس کی پھونک سے مٹی کے پرندوں میں جان آ جاتی ہے اور وہ اڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس کی عظمت و بڑائی

Marfat.com

کو تسلیم کرتے ہوئے، ذرا یہ بھی تو سوچو جس خدا نے اپنے بندے کو یہ طاقت بخشی کہ اس کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور اس کو یہ اختیار دیا کہ وہ مٹی کے بنے ہوئے پرندوں کو اپنی پھونک مار کر جان دار کرے اور پھر وہ ہوا میں بھی اڑنا شروع کر دیں تو پھر اس نبی کے پیدا کرنے والے خدائے ذوالجلال کا اپنا مقام کیا ہوگا۔

جہاں تک ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات اور عیسیٰ علیہ السلام کا تعلق ہے تو جو کمال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رب کریم نے عطا فرمائے وہ تمام کمال اللہ رب العالمین نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے غلاموں اور ان کی امت کے ولیوں کو بھی عطا فرمائے ہیں۔

یہ جواب پا کر عیسائیوں کے غبارے سے ہوا نکل گئی اور وہ کہنے لگے ہم اپنے پادری سے پوچھ کر اس کا جواب دیں گے۔ وہ جاتے ہوئے آپ کا ایڈریس بھی لے گئے، مگر ایک سال گزرنے کے باوجود ان کا جواب نہیں آیا۔

استمداد اولیاء پر اعتراض کا جواب ☆: ایک مرتبہ آپ لاہور ایک مرید کے گھر شادی کی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں پر موجود چند وہابی مولویوں نے آپ سے اولیاء اللہ کی مدد دینے کے بارے سوال کیا کہ آپ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے اولیاء اللہ سے اگر مدد مانگی جائے تو وہ خدا کے بندوں کی مدد کرتے ہیں۔

جبکہ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ ولی اللہ بھی کسی کی مدد کر سکتے ہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ خدا تو ہر بندے کو دیتا اور عطا کرتا ہے، لہٰذا تم مجھے خدا کے عطا کرنے اور مدد کرنے کا طریقہ بتا دو۔ میں تمہیں اولیاء اللہ کے عطا کرنے اور مدد کرنے کا بتا دیتا ہوں کہ وہ کیسے عطا اور مدد کرتے ہیں۔

آپ کا یہ فرمانا تھا کہ تمام وہابی لاجواب اور خاموش ہو کے رہ گئے۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب جو طریقہ خداوند عظیم کے عطا و مدد کرنے کا ہے، وہی طریقہ اولیاء اللہ کی عطا و مدد کا بھی ہے، وہ خدا کی دی ہوئی توفیق سے مخلوق خدا کی مدد بھی کرتے ہیں اور مانگنے والے کو عطا بھی کرتے ہیں۔ کیا تم نے قرآن کریم کو نہیں پڑھا **اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْ**

ترجمہ ☆: اللہ بھی ایمان والوں کا مددگار ہے اور اس کے رسول بھی اور اس کے ولی بھی قرآن مقدس کی آیت اور آپ کا جواب سن کر وہ لاجواب ہو کر چلے گئے۔

کشف و کرامات ☆: ایک مرتبہ آپ بذریعہ کوچ لاہور سے گجرات تشریف لا رہے تھے، کہ راستے میں گاڑی جب مرید کے کے قریب پہنچی تو آپ کی کوچ سے آگے جنازہ جا رہا تھا۔ آپ کی نظر جب جنازے پر پڑی تو طبیعت مچل گئی اور آپ سارے راستے روتے رہے اور اس میت کی بخشش و مغفرت کے لئے دعا فرماتے رہے، مگر آپ کی طبیعت بے سکون و بے چین رہی اور اسی کیفیت میں آپ آستانہ عالیہ جنیدڑ شریف گجرات پہنچ گئے، گھر پہنچ کر بھی آپ کی طبیعت بے قرار رہی کسی کام کو ہاتھ لگانے کو دل نہ چاہتا نہ ہی کسی سے کلام کرنے کو طبیعت چاہتی، بار بار گریہ وزاری اور رب کعبہ کے حضور اس کے لئے دعائے مغفرت و بخشش کرتے رہے اور اسی کشمکش میں رات ہوگئی اور آرام کی غرض سے لیٹے تو طبیعت ویسی کی ویسی کافی رات گزرنے کے بعد اونگھ آئی تو تھوڑی دیر بعد آپ نے آواز سنی کے

Marfat.com

کوئی شخص دروازے پر دستک دے رہا ہے، آپ عالم خواب میں ہی دروازے پر گئے۔ جب کھولا تو کیا دیکھا کہ عربی لباس پہنے ہوئے ایک نوجوان کھڑا ہوا ہے، اس نے آپ کو سلام عرض کیا اور بڑی عاجزی سے عرض کرنے لگا جناب میں وہی مردہ ہوں جو آپ نے مرید کے میں دیکھا تھا، اور میرے حق میں رو رو کر دعائیں فرمائی تھیں، خدا نے آپ کی دعا کو قبول کرتے ہوئے مجھ گنہگار کو بخش دیا اور مجھے جہنم سے رہائی عطا فرمادی ہے، اور مجھے رہائی کے بعد حکم ہوا ہے کہ آپکی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کا شکریہ ادا کروں اور جہنم سے اپنی رہائی کی خوشخبری آپ کو سنادوں تاکہ آپ کے قلب کو سکون واطمینان حاصل ہو جائے۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

چنانچہ اس کے جانے کے بعد آپ نے رب کعبہ کا شکر ادا کیا اور اس کے بعد سے آپ کو اطمینان قلب اور سکون میسر ہوا۔

کرامت نمبر ۲ ☆: آپ کے مرید خاص جناب باوا فضل محمد علی وزیر آبادی فرماتے ہیں کہ آپ کا ایک مرید عرصہ دراز سے کاروباری سلسلہ میں جرمنی میں مقیم تھا، پاکستان آمد کے موقع پر وہ آستانہ عالیہ اویسیہ محمدیہ جنیدڑ شریف گجرات آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رو کر عرض کی حضور آپ کی دعا سے خدا نے تمام نعمتیں عطا فرمائی ہیں مگر آج میری شادی کو بارہ برس کے قریب ہو گئے ہیں مگر اولاد جیسی نعمت سے محروم ہوں، سرکار دعا فرمائیں خدا مجھے بھی اولاد جیسی نعمت عطا فرماوے۔

آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی اور فرمایا کہ انشاء اللہ تمہارے ہاں اولاد ہوگی، آپ کی طرف سے تسلی ملنے کے بعد وہ مرید واپس چلا گیا اور چند دنوں بعد جرمنی پہنچ کر اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔

آپ کا معمول تھا کہ آپ اکثر و بیشتر حضرت سیدنا موسیٰ حجازی علیہ السلام کے مزار پر انوار پر حاضری دیا کرتے تھے۔

ایک دن آپ حسب معمول حضرت سیدنا موسیٰ حجازی علیہ السلام کے مزار پر انوار پر دعا فرما رہے تھے کہ اچانک اس مرید کے لئے اولاد کی دعا رب کعبہ کے حضور کی تو اچانک غیبی طور پر آپ کے ہاتھوں میں دو سیب نمودار ہوئے، جو دعا کی قبولیت کی دلیل تھے، آپ نے وہ سیب سنبھالے اور خدا کا شکر ادا کیا اور گھر تشریف لا کر اس مرید کو جرمنی پیغام بھجوایا کہ فوراً پاکستان واپس آجاؤ۔

وہ مرید حکم ملتے ہی فوراً پاکستان آیا اور دربار شریف پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے اسے خوشخبری سنائی کہ جاؤ خداوند کریم تمہیں دو بیٹے عطا فرمائے گا، اور آپ اب چند ماہ پاکستان میں ہی اپنے گھر میں قیام کرو۔

چنانچہ وہ مرید چند ماہ قیام کے بعد واپس جرمنی چلا گیا اور تقریباً ٹھیک ایک سال کے بعد خداوند کریم نے اسے چاند سا بیٹا عطا فرمایا تو وہ مرید خوشی بخوشی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہو کر عرض کرنے لگا حضور خدا نے آپ کی دعا سے بیٹا عطا فرمادیا ہے آپ نے یہ خوشخبری سن کر فرمایا انشاء اللہ ایک بیٹا اور بھی ہوگا۔

چنانچہ اگلے برس خدا کے فضل و کرم اور آپ کی دعا سے خدا پاک نے دوسرا بیٹا بھی اس کو عنایت فرمادیا اب وہ مرید جب بھی وطن واپس لوٹتا ہے تو اپنے دونوں بچوں کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضری دیتا رہتا ہے۔

کیفیات قبل از وصال ☆: حضرت گوہر ثانی لاثانی خواجہ پیر محمد حبیب اللہ گوہر رحمۃ اللہ علیہ کی چھوٹی ہمشیرہ جو جنیدڑ شریف میں ہی مقیم ہیں، انہوں نے مورخہ 15-6-2007 یعنی آپ کے وصال سے چند روز قبل نماز فجر سے پہلے ایک خواب دیکھا جب صبح کو

Marfat.com

بیدار ہوئیں تو انہوں نے کسی شخص کو بھیجا کہ جاؤ مسجد میں بڑے پیر صاحب تشریف فرما ہیں، انہیں بلا کر لاؤ۔

چنانچہ آپ اپنی ہمشیرہ کے بلانے پر ان کے گھر گئے تو ہمشیرہ نے بتلایا کہ مجھے نماز فجر سے پہلے خواب آئی ہے اور میں خواب دیکھ ہی رہی تھی کہ فجر کی آذان کی آواز سنکر میری آنکھ کھل گئی۔

خواب کی تفصیل اس طرح ہے کہ۔ آسمان سے ایک انتہائی خوبصورت جھولا لے کر چند نورانی صورتوں والے بزرگ جو کہ بذات خود بھی بہت خوبصورت اور ان کا لباس بھی خوبصورت تھا، وہ بزرگ جھولا لے کر زمین پر آ رہے ہیں۔

میں نے ان سے پوچھا کہ یہ جھولا کس کا ہے، اور کیوں ہماری حویلی میں لایا جا رہا ہے تو وہ بزرگ کہنے لگے اس جھولے کو شہزاد کا ہاتھ لگوانا ہے۔

آپ نے ہمشیرہ کی زبانی خواب سن کر فرمایا کہ خواب بہت اچھی ہے، تعبیر اس کی یہ ہے کہ تم لوگ مجھے اپنے ہاتھ سے رخصت کرو گے، اور شہزاد کے تمام دینی و دنیاوی معاملات بحسن وخوبی سرانجام پائیں گے، اور شہزاد بیٹا صابر ہو جائے گا۔

آپ کی زبانی یہ تعبیری کلمات سن کر آپ کی ہمشیرہ صاحبہ رونے لگیں اور کہنے لگیں بھائی جان آج سے دو تین ماہ قبل بھی آپ نے کچھ ایسے ہی کلمات ادا کئے تھے، جس سے محسوس ہوتا ہے کہ آپ ہمیں داغ جدائی کی خبر سنا رہے ہیں، اب آپ ہمارے سامنے ایسے الفاظ دوبارہ نہ کہنا، بلکہ ہماری تو خواہش یہ ہے کہ ہم آپ کے سامنے آپ کے ہاتھوں سے رخصت ہوں۔

اگلا دن ہفتے کا تھا تقریباً رات ساڑھے دس بجے آپ نے بذاتِ خود پیر شہزاد اور علی جاوید گوہر کو فون کیا کہ آپ دونوں گھر آ جائیں۔

پیر شہزاد صاحب نے آپ سے عرض کیا ابا حضور میں 13 جون بروز بدھ کو آپ سے مل کر آیا ہوں اور ویسے بھی مجھے بخار ہے اور تھکا ہوا بھی ہوں اس لئے اگلے ہفتے کو ہی راولپنڈی سے گجرات آؤں گا۔

پیر شہزاد نوید گوہر کی بات سن کر آپ نے فرمایا نہیں تم ضرور آؤ۔

آپ کے صاحبزادے پیر شہزاد نوید گوہر فرماتے ہیں کہ اس سے قبل آپ نے کبھی اس طرح ضد کر کے نہیں بلوایا، بلکہ مجھے بار بار فرمایا نہیں بس تم جلدی سے گھر پہنچو۔

چنانچہ آپ کے حکم کی تعمیل میں پیر شہزاد صاحب اور بھتیجا ڈاکٹر علی گوہر صاحب رات ایک بجے مرغزار کالونی گجرات شہر میں اپنے بڑے بھائی جاوید حبیب گوہر کے گھر پہنچے تو بڑے بھائی کہنے لگے اس وقت گاؤں جانا ٹھیک نہیں ہے، لہٰذا صبح کے وقت چلے جانا، اس پروگرام کے تحت ہر دو حضرات نے گجرات شہر میں ہی رات قیام کا فیصلہ کیا۔

ادھر جنیدڑ شریف کی مسجد کے امام جناب حافظ غلام مصطفیٰ صاحب بتاتے ہیں کہ حضرت پیر محمد حبیب اللہ صاحب اس رات ایک بجے تک پیر شہزاد صاحب کے انتظار میں بیٹھے رہے اور فرما رہے تھے کہ شہزاد نے آنا ہے لہٰذا وہ آئیں گے تو پھر سونے کے لئے گھر جاؤں گا، جب آپ کو یہ اطلاع ملی کہ پیر شہزاد اور پیر علی گوہر دونوں حضرات گجرات پہنچ گئے ہیں۔ اور صبح کے وقت جنیدڑ شریف آئیں گے، یہ خبر

Marfat.com

پا کر آپ گھر تشریف لے گئے۔

چنانچہ حسب پروگرام پیر شہزادا اور پیر علی گوہر صبح 11:40 پر جنیدڑ شریف پہنچے تو آپ بڑی حویلی میں تشریف فرما تھے، ہر دو حضرات نے آپ کی زیارت وملاقات کی تو آپ نے ہر دو حضرات سے فرمایا کہ جاؤ چائے وغیرہ پیو میں بھی وہیں آتا ہوں، آپ دونوں سے بات کرنی ہے۔

آپ کا حکم پاتے ہی دونوں حضرات چائے پینے کے لئے چلے گئے ابھی چائے پی رہے تھے کہ تقریباً بارہ بجے کے قریب آپ تشریف لائے اور ہر دو حضرات سے فرمایا کہ تم چائے پیو اور میں وضو کر کے آتا ہوں، آپ وضو فرمانے کے بعد باتھ روم سے باہر کمرے میں آ کر چارپائی پر بیٹھ گئے، اور پیر شہزاد کو آواز دے کر فرمایا کہ کمرے میں آجاؤ۔

چنانچہ پیر شہزادا اور پیر علی گوہر کمرے میں گئے تو آپ چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے، جناب پیر شہزاد صاحب نے پوچھا ابا جان کیا بات ہے طبیعت خراب ہے تو ڈاکٹر کے پاس لے چلیں، یہ سن کر آپ نے فرمایا نہیں میری طبیعت بالکل ٹھیک ہے، یہ فرمانے کے بعد آپ بذات خود چارپائی پر لیٹے اور آنکھیں بند کرنے لگے تو پیر علی گوہر جو میڈیکل کے اسٹوڈنٹ ہیں نے آگے بڑھ کر آپ کا سینہ مبارک ملنا شروع کر دیا، اور پاؤں کے نیچے تکیہ رکھنے لگے۔

جناب پیر شہزاد نوید گوہر نے یکدم سے آگے بڑھ کر آپ کے سینے کو ملنا شروع کیا اتنی دیر میں آپ نے آنکھیں بند کر لیں، جناب پیر شہزاد صاحب نے آپ کو آواز دے کر بلایا تو آپ نے آنکھیں کھولیں اور آسمان کی طرف دیکھ کر با آواز بلند کلمہ طیبہ پڑھا اس کے بعد خاصے مسکرائے اور پیر شہزاد نوید گوہر کا ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر کہا کہ اللہ کے سپرد اور ہنستے ہنستے آنکھیں بند کیں اور داغ مفارقت دے گئے۔

واقعہ نمبر۲ ☆: آپ کے مرید خاص جناب باوا افضل محمد علی وزیر آبادی فرماتے ہیں کہ آپ کے وصال سے تین روز قبل ہی میری طبیعت میں بے چینی کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی، بروز جمعرات سونے کے لئے لیٹا تو مختلف قسم کے دردوں کے علاوہ طبیعت میں قدرے بے چینی کی وجہ سے نیند نہیں آئی، جمعہ کے روز رات کو سویا تو مختلف درباروں کی مجھے زیارت نصیب ہوئی۔

بروز ہفتہ بیدار ہوا تو صبح سے ہی طبیعت میں سخت اضطراب جبکہ بظاہر مجھے کوئی پریشانی نہ تھی میں سوچ میں پڑ گیا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے، میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا، اتوار کے روز دن گیارہ بجے شیراز لالہ موسیٰ والوں کا فون لاہور سے آیا اس نے مجھے خبر سنائی کہ خدا نے مجھے بیٹا دیا ہے، اور میں نے اپنے بچے کی پیدائش کی خبر آج صبح دس بجے حضور قبلہ پیر صاحب کو بھی کی تھی حضرت خواجہ ثانی لاثانی میرے بیٹے کی پیدائش کی خبر سن کر نہ صرف خوش ہوئے بلکہ انہوں نے اس کا نام بھی تجویز فرمایا ہے، اور حضرت صاحب کو اطلاع کرنے کے بعد آپکو فون پر یہ خوشخبری سنا رہا ہوں، میرے پوچھنے پر شیراز بھائی نے بتایا کہ الحمدللہ حضرت صاحب بالکل ٹھیک ہیں، میں شیراز بھائی کا فون سن کر دوبارہ لیٹ گیا۔

یہی باوا افضل محمد گوہری فرماتے ہیں کہ پچھلے کچھ دنوں سے میرے ساتھ ایک عجیب معاملہ یہ بھی ہو رہا تھا کہ جب میں سونے کے وقت اوڑھنے کے لئے کوئی چادر وغیرہ اپنے جسم پر ڈالتا تو مجھے محسوس ہوتا تھا کہ میں کفن اوڑھ رہا ہوں، اور یہ سلسلہ کافی دن سے جاری تھا

Marfat.com

اور کافی دن تک جاری رہا۔

بروز اتوار صبح گیارہ بجے شیراز بھائی کا فون سنا آپ کی خیریت معلوم کر کے لیٹا ہوا تھا کہ ایک بجے کے قریب کسی شخص نے مجھے آ کر جگایا اس کے پندرہ یا بیس منٹ کے بعد میرے فون کی گھنٹی بجی میں نے موبائل آن کیا تو حضرت صاحبزادہ پیر شہزاد نوید گوہر صاحب کا فون تھا میں نے کھڑے ہو کر ان کا فون سنا تو فرمانے لگے باوا جی پیر صاحب اس دنیا میں نہیں رہے، میں یہ سن کر ہکا بکا رہ گیا کہ ابھی دو گھنٹے پہلے شیراز بھائی بتا رہے تھے کہ بالکل ٹھیک ہیں یہ کیا ماجرا ہوا، ابھی میں پیر شہزاد صاحب سے کوئی دوسری بات کرتا کہ اس سے پہلے مجھے فون میں مستورات کے رونے اور چیخنے کی آوازیں آنی شروع ہو گئیں، میں یکدم سے اٹھا اور غسل کیا اپنے تمام پیر بھائیوں کو فون پر اطلاع کرتا ہوا وزیر آباد سے جنیدڑ شریف گجرات پہنچا تو خلق خدا کا اژدھام تھا ہر شخص کی آنکھ پرنم ہر آنکھ اشکبار تھی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۳۰ جمادی الاول ۱۴۲۸ھ بمطابق 17 جون 2007ء بروز اتوار بوقت ایک بجے دن کو ہوا۔

نماز جنازہ 18 جون بروز پیر ادا کی گئی، ہزاروں کی تعداد میں مختلف مکاتب فکر اور مختلف شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے سرکاری و غیر سرکاری علمائے کرام و مشائخ عظام اور ہزاروں عقیدت مندان نے شرکت کی۔

مزار پر انوار اپنے عظیم والد گرامی جناب حضرت خواجہ محمد رمضان گوہر رحمتہ اللہ علیہ کے پہلو اور دادا بزرگوار کے مزار سے قریب قصبہ جنیدڑ شریف تحصیل و ضلع گجرات میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

Marfat.com

قطعہ تاریخ کتاب (از قلم)

معروف محقق و نقاد
مخدوم اہل سنت جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری مدظلہ

صابری مقصود احمد بالیقین ہے ہمایوں فطرت و میمون سَرِشت

اسکی تحریر عارفوں کا ذکرِ خیر اہل حق کا تذکرہ اسکی نوشت

حُب پاکاں اسکی پیشانی کا نجم اولیاء سے پیار اسکی سر نوشت

اس عجوبہ کار کی ہے ہر کتاب علم و عرفان و حقیقت کی بہشت

دوستانِ حق کا ہے نغمہ سرا اس کتابِ نو میں وہ حق سرِشت

جاوِداں اُس کا تازہ شاہکار یہ نہیں کوئی جہانِ خشت

اس کی طارق نے رقم تاریخ کی یہ ہے "انور جوہرِ مقصودِ چشت"
۱۴۳۱ھ

اسکی تاریخِ طباعت اور بھی یوں کہی "عرفانی نبراسِ بہشت"
۱۴۳۱ھ

Marfat.com

قطعہ تاریخ اشاعت کتاب انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام

زبدہ دانشوراں مقصود احمد صابری — ہیں محبِ مصطفیٰ ﷺ سرمایہ اہل ذکاء
ذاتِ حق سے ہیں ودیعت خوبیاں اُن کو کئی — ملکِ قرطاس و قلم کے ہیں وہ اِک فرماں روا
آپ نے ترتیب دی ہے خوب یہ ارفع کتاب — لفظ ہے ایک ایک اس کا مثلِ نیّر پُر ضیاء
اُن نفوس قدسیہ کی ہے یہ سیرت کا بیاں — جن کی الفت ہے یقیناً توشہ روزِ جزا
نقشبندی قادری چشتی اویسی وارثی — سب سلاسل کے مشائخ کا ہے ذکرِ جاں فزا
لائق صد تحسین ہے یہ کار نامہ آپ کا — بہتریں گلدستہ ہے یہ دیدہ زیب و دلربا
اس کو رکھیں گے بنا کر اہل ایماں حرزِ جاں — فائدہ اس سے اٹھائے گا ہر اک شیخ و فتا
اہلِ سنت کا رہے گا بول بالا تا ابد — ان میں آتے ہی رہیں گے ایسے کامل اولیاء
مجھ کو تھی سالِ رسا کی جستجو فیض الامین — کہ دو "مسعود التواریخ" آئی یہ غیبی صدا
عیسوی سالِ اشاعت مجھ پہ یوں القا ہوا — "ہے گراں مایہ یہ گلدستہ حسین و خوش نما"

ازقلم، صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی ایم اے، مونیاں شریف ضلع گجرات

Marfat.com

اظہارِ تشکر

نسبت فریدی ہے تیری مقصود احمد صابری نسبت سے ہے عزت ملی مقصود احمد صابری
اولیائے چشت کے جو تذکرے لکھتا رہا اک فقیر صابری مقصود احمد صابری
مقبولیت اجمیر سے کلیر سے اور کلیام سے لائی مسرت کی گھڑی مقصود احمد صابری
نقشبندی اور چشتی اولیا راضی ہوئے سہروردی قادری مقصود احمد صابری
حق پرستوں کے لئے تو نے مزین کر دیئے کتنے نشانِ حیدری مقصود احمد صابری
سعی قلم سے آج یہ قرطاس کو عظمت ملی ظاہر حقیقت ہو گئی مقصود احمد صابری
پوچھیں ملائک مجھ سے جب دنیا سے کیا لایا ہے تُو شانِ ولایت ہے لکھی مقصود احمد صابری
پہلے کبھی نہ بجھ سکی تو نے بجھائی ہے ابھی اہلِ علم کی تشنگی مقصود احمد صابری
حاجی منیر صابری کا حکم تھا لکھتے رہو میں نے تو بس تعمیل کی مقصود احمد صابری
پیر طریقت نے میرے جنت کا مژدہ دے دیا مجھ کو بشارت مل گئی مقصود احمد صابری
میں تو فقیر بے نوا سگ ہوں درِ فرید کا اوقات کیا ورنہ مری مقصود احمد صابری

از قلم حضرت صاحبزادہ پیر مشتاق احمد صابری

سجادہ نشین دربار عالیہ چشتیہ ماڑی بگیال شریف تحصیل وضلع راولپنڈی

Marfat.com

مصادر و مراجعات

نمبر شمار	کتاب	مصنف
1	قرآن مجید	
2	ترجمہ کنز الایمان	اعلیٰ حضرت بریلوی
3	تفسیر ضیاء القرآن	پیر محمد کرم شاہ الازھری
4	تفسیر مظہری، کامل بارہ جلد	قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی
5	تفسیر نعیمی	مفتی احمد یار خان نعیمی
6	تفسیر گوہر البیان	علامہ شاہد جمیل چشتی
7	بخاری شریف کامل	حضرت امام بخاری
8	تفہیم البخاری شرح بخاری کامل	محدث کبیر علامہ غلام رسول رضوی
9	مرآۃ شرح مشکوۃ۔کامل (۸ جلد)	مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی
10	جواہر البحار شریف کامل	امام یوسف نبہانی
11	سعادت دارین	امام یوسف نبہانی
12	جامع کرامات اولیاء	امام یوسف نبہانی
13	برکات آل رسول	امام یوسف نبہانی
14	خصائص کبریٰ (جلد اول۔دوم)	سیوطی امام جلال الدین
15	شرح تعرف	ابوبکر بن ابی اسحاق بخاری
16	نزہۃ المجالس	امام عبدالرحمٰن صفوری
17	ثمرۃ الفوائد	شاہ لطف اللہ صابری
18	مکتوبات قدوسی	شیخ عبدالقدوس گنگوہی
19	ہشت بہشت	مکتبہ نوریہ، لاہور
20	شواہد النبوت	علامہ عبدالرحمٰن جامی
21	نفحات الانس	علامہ عبدالرحمٰن جامی

Marfat.com

22	تاریخ فرشتہ	محمد بن قاسم
23	لطائف علیہ	امام ابن جوزی
24	مرآۃ السالکین، شرح مرآۃ العارفین	سیدنا امام حسین علیہ السلام
25	اخبار الاخیار	شاہ عبدالحق محدث دہلوی
26	مرآۃ الاسرار	حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی
27	اقتباس الانوار	حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی
28	انیس الارواح	حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی
29	اسرار حقیقی	حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی
30	دلیل العارفین	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
31	فوائد السالکین	حضرت بابا فرید الدین گنج شکر
32	خیالات العشاق	حضرت قاضی حمید الدین ناگوری
33	اسرار الاولیاء	حضرت بدرالدین اسحاق چشتی
34	راحت القلوب	حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی
35	فوائد الفوائد	حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی
36	افضل الفوائد	حضرت امیر خسرو
37	راحت المحبین	حضرت امیر خسرو
38	نسب ونسبت فرید	مفتی ضیاء الحبیب صابری
39	آداب الطالبین	شیخ محمد بن قطب الاولیاء
40	انتباہ المریدین	شیخ محمد بن قطب الاولیاء
41	حقیقت گلزار صابری	شاہ محمد حسن رامپوری صابری
42	نور واحدیت	پیر غلام محمد صابری
43	تواریخ آئینہ تصوف	شاہ محمد حسن رامپوری صابری
44	وصل عرفان محمدی رسالہ فیضان حسینیہ	شاہ محمد حسن رامپوری
45	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین عطار
46	تحفۃ الابرار	مرزا آفتاب بیگ محمد نواب بیگ مرزا
47	تذکرہ فریدیہ	مولانا مشتاق احمد صابری انبہٹوی

Marfat.com

نمبر	کتاب	مصنف
48	انوار العاشقین	مولانا مشتاق احمد صابری انبہٹوی
49	تحفۃ السالکین	مولانا مشتاق احمد انبہٹوی
50	تحفۃ القادریہ	حضرت شاہ ابو المعالی قادری
51	شجرۃ الکون	از شیخ اکبر محی الدین ابن عربی
52	تذکرہ مشائخ دکن	محمود علی قطبی
53	تاریخ الخلفاء	امام جلال الدین سیوطی
54	رودِ کوثر	شیخ محمد اکرم
55	تذکرہ مشائخ تو گیرہ شریف	خواجہ الٰہی بخش، خواجہ عبد الحلیم
56	تاریخ مشائخ حشت	خلیق احمد نظامی
57	آبِ کوثر	شیخ محمد اکرم
58	قوت القلوب	شیخ ابو طالب محمد حارثی المکی
59	سفینۃ الاولیاء	شہزادہ دارالشکوہ
60	رسائل تصوف	شاہ ولی اللہ دہلوی
61	مقام گنج شکر	کپتان واحد بخش سیال صابری
62	قصر عارفاں	حضرت شیخ مولوی احمد علی چشتی
63	فیضان علی	حضرت شیخ محمد صالح
64	انوار مولا علی	مترجم: پیر سید محمد امیر شاہ قادری
65	تذکرہ قطب الاقطاب	خلیفہ محمد یونس صابری
66	تذکرہ مشائخ چشت (حصہ اول، دوم، سوم)	خلیفہ محمد یونس صابری
67	ارشاد الطالبین (از جلال الدین تھانیسری)	مترجم: خلیفہ محمد یونس صابری
68	شانِ قدرت	خلیفہ محمد الیاس صابری
69	ذکر پاکاں (حصہ اول، دوم)	محمد طفیل ناصری صابری
70	مفتاح العاشقین	حضرت خواجہ محب اللہ چشتی
71	سیر الاولیاء	حضرت سید محمد مبارک العلوی الکرمانی
72	سر العارفین	شیخ بہاؤ الدین محمود ناگوری چشتی
73	مجالس الحسنہ	حضرت خواجہ شیخ محمد چشتی

Marfat.com

74	خزینۃ الاصفیاء (اول۔دوم۔سوم)	مفتی غلام سرور لاہوری
75	حدیقۃ الاولیاء	مفتی غلام سرور لاہوری
76	تذکرۃ العارفین فی حیات مظہریہ	شاہ غلام حسین صابری حیدر آباد دکنی
77	اخلاق صابری فی عرفان باری	شاہ غلام حسین صابری حیدر آباد دکنی
78	گلزار فضل	راجہ مولا بخش صابری
79	خیابان معرفت	محمد حنیف حنفی
80	تقوۃ الاولیاء	محمد صلاح الدین اویسی
81	شمشیر قہاری	مخدوم ابرار احمد خاں صابری
82	عرفان روحی	ایف ایم ظفر ایڈووکیٹ صابری حیدر آباد
83	اولیائے پاک وہند کا انسائیکلوپیڈیا	مرزا محمد اختر دہلوی
84	تذکرۃ الاولیاء	ملک محمد اشرف نقشبندی
85	کرامات اولیاء	ملک محمد اشرف نقشبندی
86	تذکرہ حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر	میاں اخلاق احمد ایم۔اے
87	میرا شریف کے درخشاں آفتاب ومہتاب	پیر سیّد اجمل حسین مبشر ہمدانی
88	اولیائے ڈھوک قاضیاں	افتخار احمد حافظ قادری
89	فیضان میروی	خواجہ فخر الدین چشتی میروی
90	قصص الاولیاء	صوفی شرف الدین وارثی میرٹھی
91	بزم صوفیاء	صباح الدین عبدالرحمٰن
92	ملفوظات حیدری	ڈاکٹر عبدالغنی
93	ذکر حبیب	ملک محمد الدین
94	امیر حزب اللہ	ڈاکٹر عبدالغنی
95	نذر عقیدت	اکرام الحق
96	شان اولیاء	احمد مصطفیٰ صدیقی
97	قدیم حالات کلیر	حضرت بابا غریب شاہ صابری
98	فیضان کلیام	صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی صابری
99	تذکرہ علمائے اہل سنت	مفتی محمد صدیق ہزاروی

Marfat.com

100	تذکرہ اکابرین اہل سنت	علامہ عبدالحکیم شرف قادری
101	تذکرہ محی الدین	سردار احمد حسن سعیدی
102	شاہکار صابر	پیر گلزار حسین صابری
103	دہلی کے بائیس خواجہ	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
104	تذکرہ اولیائے پاک و ہند	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
105	تذکرہ قطب دوراں	ملک محمد اشرف نقشبندی
106	ربیع المجالس	صوفی سید محمد ظہیر الحسن صابری
107	گلشن صابر	سید محمد زمان شاہ صابری
108	تذکرہ قطب العالم	عبدالستار گوہر میاں
109	شمیم ولایت	ابو مظہر علی اصغر صابری
110	شمیم جالندھر	ابو مظہر علی اصغر صابری
111	چراغ صابری	شبیر بزمی صابری
112	ارواح اربعہ	علی اصغر چشتی
113	تذکرہ مولانا غلام ربانی	محمد نذر صابری
114	لاہور میں اسلام کے سفیر	خواجہ عابد نظامی
115	گلزار قلندر	احمد بدر اخاق صابری
116	انوار قلندر	صاحبزادہ طارق علی احمد صابری
117	کلید السالکین	صاحبزادہ جمیل اختر صابری
118	صدائے جرس	خواجہ شمس الدین عظیمی
119	امداد المشتاق	مولوی اشرف علی تھانوی
120	تاریخ مشائخ چشت	مولوی محمد زکریا سہارنپوری
121	فتح مبین	ابو الطاہر محمد رمضان
122	المعجم المفہرس	محمد فواد عبدالباقی
123	انوار لاثانی کامل	مفتی بشیر احمد نقشبندی
124	فیروز اللغات	مولوی فیروز الدین
125	اردو لغت	سعید اے شیخ

Marfat.com

126	تذکرہ مفتی غلام فرید ہزاروی	میاں محمد سیفی
127	حیات وتعلیمات۔صوفی سیّد امور الحسن صابری	پروفیسر ڈاکٹر مظفر عالم جاوید
128	ثقافت سرحد تاریخ کے آئینہ میں	قاری جاوید اقبال
129	قطب اکبر گنج شکر	غنی سکندر شیخ
130	الفوز المقال فی خلفائے پیر سیال	حاجی مرید احمد چشتی
131	مقابیس المجالس	مولانا رکن الدین
132	زندہ صداقت	پروفیسر محمد اسماعیل سیٹھی
133	مرآۃ العاشقین	حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی
134	نقش اولیاء	پروفیسر بشیر احمد رضوی
135	ملفوظات حیدری	صوفی نور عالم
136	نظامی بنسری	خواجہ سید حسن نظامی
137	خواجہ فرید اور انکا خاندان	خواجہ طاہر محمود کوریجہ
138	سیرت فخر العارفین	حکیم سید سکندر شاہ
139	تاریخ لاہور	کنہیا لال
140	ہفت اقطاب	مولانا غلام جہانیاں معینی
141	بزرگان بہاولپور	محمد صلاح الدین اویسی
142	قرب الٰہی	محمد ارشاد ارائیں
143	جمال فقر	صاحبزادہ محمد عبدالمالک
144	قصص الاولیاء	امیر علی خان
145	تعارف وارثیہ	حضرت بیدم شاہ وارثی
146	نقشِ حیرت	فقیر حیرت شاہ وارثی
147	عکس وحدت	فقیر حیرت شاہ وارثی
148	کلیات عنبر	خواجہ دبر علی شاہ وارثی
149	عین الیقین	سید عبدالآد شاہ وارثی
150	سوز وگداز	حیدر علی بابر
151	بلوغ المرام	مرزا محمد ابراہیم بیگ وارثی

Marfat.com

152	محبوب الوارثین	عطاء اللہ ساگر وارثی
153	تذکرہ مشائخ ہوشیار	عطاء اللہ ساگر وارثی
154	تذکرہ شعرائے وارثیہ	عطاء اللہ ساگر وارثی
155	حاجی سیّد وارث علی شاہ اور دیگر مذاہب عالم	از: ڈاکٹر فقیر قاضی تنویر وارث وارثی
156	مشکوٰۃ حقانیہ	مولانا فضل حسین وارثی
157	رشحات الانس	حاجی اوگھٹ شاہ
158	تذکرہ علماء مشائخ سرحد (جلد اول) (دوئم)	سید محمد امیر شاہ گیلانی پشاوری
159	تذکرہ حافظ سیّد محمد زمان قادری	سیّد محمد امیر شاہ گیلانی شاوری
160	تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ	سیّد محمد امیر شاہ گیلانی پشاوری
161	خوارق العادات	مترجم: سیّد محمد امیر شاہ گیلانی پشاوری
162	پیران چشت	صاحبزادہ محمد عرفان توگیروی
163	الحسن (مولوی جی نمبر)	سید غلام الحسنین قادری
164	گلستان غازی قلندر	قاضی محبوب علی
165	جلا الخواطر	ڈاکٹر مولوی عبدالکریم طفلی
166	نزھۃ الخواطر	علامہ سیّد عبدالحیٔ
167	انوار الاحسن	بابو عبدالقیوم
168	سفینۃ الاولیاء	شہزادہ دارالشکوہ
169	تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ	پروفیسر اسرار الحسنین قادری
170	زبدۃ آلاثار	شاہ عبدالحق محدث دہلوی
171	نزہتہ الخاطر الفاطر	حضرت ملا علی قادری
172	بہجۃ الاسرار	امام ابوالحسن الشطنوفی
173	خوشبوئے فقر	مولانا محمد خلیل ثاقب
174	قصص الاولیاء	ملک محمد اشرف
175	سید الاولیاء	علامہ طارق مجاہد جہلمی
176	مردخدا	آنسہ بلقیس چیمہ
177	لاڈلا سچیار	صاحبزادہ سکندر حیات

Marfat.com

178	حیات صدریہ	قاضی عبدالدائم
179	فیوضات بارویہ	خواجہ فقیر محمد حسنی
180	سنہرے لوگ	ڈاکٹر محمد وسیم انجم
181	تاریخ کشمیر (جلد اول تا پنجم)	محمود آزاد
182	سردلبراں	علامہ ذوقی
183	گلزار ولایت	ملک محمد یوسف نقشبندی
184	مکتوبات قدوسیہ	سلطان الحاج واحد بخش سیال
185	مہر منیر	مفتی فیض احمد چشتی
186	دلی کے بائیس خواجہ	ظہور الحسن شارب
187	ظوائر السرائر	میاں محمد عمر چمکنی
188	فیضان چشتیہ قادریہ	سیّد نعیم عباس
189	حیات سالک	قاضی عبدالنبی کوکب
190	تذکرہ اولیاء جہلم خورد	پروفیسر انجم سلطان
191	تذکرہ اولیائے جہلم (کلام)	پروفیسر انجم سلطان
192	نذر عقیدت	اکرام الحق چشتی
193	قصص الاولیاء موہڑہ شریف	صوفی عرفان رضوی
194	تذکرہ قطب الاقطاب	صوفی سکندر شیخ
195	تذکرہ شیخ الاسلام	حافظ محمد یوسف چشتی
196	چراغ ولایت	سردار عابد حسین
197	نظام الدین اولیاء	خواجہ عابد نظامی
198	تحفۃ المرسلۃ	مترجم محمد یونس صابری
199	تذکرہ مولانا غلام ربانی	چوہدری نذر محمد صابری
200	جمال تصوف	علامہ عبدالحلیم چکوالی
201	تذکرہ علمائے اہل سنت چکوال	علامہ حافظ عبدالحلیم چکوالی
202	پیکر عرفان و آگہی	حفیظ تائب
203	بہار چشت	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

Marfat.com

204	خطہ پوٹھوار کے صوفیائے کرام	غنی سکندر شیخ
205	تذکرہ حضرت دیوان حضوری	خلیل احمد
206	انوار لطیف	سیّد آل احمد رضوی
207	عباد الرحمٰن	سید مغفور القادری
208	تذکرہ مشائخ قادریہ	محمد دین کلیم قادری
209	جلوہ عشق	قمر محمود عبداللہ
210	تذکرہ شاہ محمد آغا	مرزا نذیر احمد نیازی
211	تذکرہ اولیائے ملتان	امتیاز حسین شاہ
212	اسرار گوہر	علامہ شاہد جمیل چشتی
213	لاہور میں اسلام کے سفیر	ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی
214	یہ پراسرار بندے	ڈاکٹر ابو اعجاز رستم
215	ریاض اولیاء	ریاض الرحمٰن ساغر
216	تذکرہ صوفیائے سندھ	محمد اعجاز الحق قدوسی
217	تذکرہ اولیائے سندھ	علامہ محمد اقبال نعیمی
218	تذکرہ مشاہیر سندھ	مولانا دین محمد رفائی
219	تذکرہ صوفیائے بلوچستان	ڈاکٹر انعام الحق کوثر
220	حیات قلندر	منیر احمد چشتی
221	قلندروں کا طریق	صدیق صابر ایاز
222	شہر خوشاں کے مکین	ایم آر شاہد
223	روح دارستہ	حنیف حنفی
224	عظمتوں کے پاسبان	علامہ عبدالحکیم شرف قادری
225	تذکرہ اولیاء جھنگ	بلال زبیری
226	تذکرہ اولیائے میانوالی	سید طارق مسعود کاظمی
227	تذکرہ اولیائے بھکر	مہر نور محمد تھند
228	تذکرہ اولیائے لیہ	مہر نور محمد تھند
229	جواہر فریدی	مولانا محمد علی اصغر چشتی

Marfat.com

230	چراغ چشت راروشنائی	دیوان عظمت سید محمد چشتی
231	تاج الاولیاء	حضرت ذہین شاہ تاجی
232	ازکار تاج الاولیاء	فریدالدین شاہ کریم بابا
233	سیرت خواجہ معین الدین چشتی	وحید احمد مسعود
234	تذکار فیض الملت	قاری خان محمد خان قادری
235	مشائخ نقشبندیہ مجددیہ	مولوی محمد حسین نقشبندی
236	مخزن کرم	چوہدری مقبول احمد مقبول
237	تنبیہ الغافلین	عبدالعزیز ہزاروی
238	مظاہر چوراہیہ	محمد یوسف بی اے
29	فیوضات الحسنیہ	صاحبزادہ احمد حسن
240	تذکرہ مولانا یعقوب	ڈاکٹر ساجد الرحمٰن
241	تذکرہ مشائخ نقشبندیہ	علامہ نور بخش توکلی
242	تذکرہ نقشبندیہ خیریہ	محمد صادق قصوری
243	گلستان حیات	صوفی طالب حسین
244	لمعات نور	حافظ سلطان محمود
245	تذکرہ قطب دوراں	ملک محمد اشرف
246	مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں	خلیق انجم
247	ملفوظات سائیں عبدالرزاق	بابو محمد رفیق احمد
248	رزاقیہ گلدستہ ذکر سعید	راؤ جمشید علی
249	مقامات محمود	غلام مصطفیٰ رزاقی
250	سیرت رزاقیہ	حاجی بابو محمد رفیق احمد
251	سرمایہ سہاگن	خواجہ محمد عبدالخالق
252	لمعات قادریہ خالقیہ	ناطق کلانوری
253	سفر بنگال	غلام مصطفیٰ رزاقی
254	بزم اسلاف	قاری محمد عبیداللہ
255	تجلیات خواجگان چشت	صاحبزادہ مقصود احمد صابری

Marfat.com

256	تذکرۃ العارفین	صاحبزادہ مقصود احمد صابری
257	تذکرہ اولیائے پوٹھوار (جلد اول)	صاحبزادہ مقصود احمد صابری
258	تذکرہ اولیائے پوٹھوار (جلد دوم)	صاحبزادہ مقصود احمد صابری
259	صحبت با اولیاء	مولوی تقی الدین ندوی دیوبندی
260	جمال الاولیاء	مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی
261	ارواح ثلاثہ	مولوی اشرف علی تھانوی
262	حضرت امیر خسرو کی شاعری	شاہد مختار
263	دیوان حضرت شاہ خاموش	محمود علی قطبی
264	فیضان صابر	محمد امیر صابری
265	چشت اہل بہشت	ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ
266	تقویم	پروفیسر عبدالقدوس ہاشمی۔ مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی
267	ضیائے حرم (ضیاء الامت نمبر)	
268	سیارہ ڈائجسٹ (اولیاء کرام نمبر) (جلد اول تا چہارم)	
269	علاج روح	سید میر زمان شاہ تاجی صابری
270	گلستان چشت	قاضی محمد صدیق عاصم سلطانی
271	علم شریعت وطریقت	خوشی محمد عاصی
272	سندھ کے صوفیائے نقشبند (اول۔دوم)	ابوالخیر ڈاکٹر محمد زبیر
273	قرب الٰہی	محمد ارشاد آرائیں
274	حیات الامیر مع تذکرۃ الابرار	سیّد افضال حسین گیلانی
275	مجالس علماء	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
276	خیابان رضا	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
277	خوشبو آئے باتوں سے	محمد صلاح الدین سعیدی
278	گوجر خان روحانیت وتاریخ کے آئینے میں	حاجی ایم زمان کھوکھر
279	جنوبی پنجاب سندھ بلوچستان میں اولیائے کرام	حاجی ایم زمان کھوکھر
280	سیالکوٹ سے خیبر تک	حاجی ایم زمان کھوکھر
281	پشاور سے خیبر تک	حاجی ایم زمان کھوکھر

Marfat.com

282	دُرُّ المعارف	شاہ رؤف احمد رامپوری
283	اولیائے ہند اور عظمتوں کے نشان	حاجی ایم زمان کھوکھر
284	کراماتِ سخی سلطان عبدالحکیم	صاحبزادہ میاں عبدالخالق چشتی
285	تذکرہ سخی سیدن شاہ شیرازی	محمد کعب شریف
286	گلدستہ محمدی	سیّد لیاقت علی گیلانی
287	انوارِ شکوری	منیر اختر شکوری
288	انوارِ پیر بخش	پروفیسر صاحبزادہ سید محمد علیم الدین شاہ الازہری
289	خزینۂ حق	مفتی محمد ریاض الدین اعوان
290	ارشاداتِ ابوالفیض	قاری غلام محمد خان چشتی قادری
291	گھنڈنامہ	محمد آفتاب سہیل شاہ
292	جلوۂ یزداں	سیّد صابر حسین شاہ صابری
293	دیوانِ محمدی	خواجہ محمد یار فریدی
294	بیتابی	خواجہ غلام قطب الدین نظامی
295	ضیائے حرم	غزالیِ دوراں نمبر

Marfat.com

موت، قبر، حشر، عذابِ قبر، نجاتِ اہلِ قبر کی معرفت، حقیقتِ روح، روح اور جسم کے تعلق، ارواح کی ہیئت، ارواح کی واپسی، ارواح کے مرجع، ارواح کی آپس میں ملاقات، نفسِ مطمئنہ، نفسِ امّارہ اور نفسِ لوامہ جیسے چونکا دینے والے بیشمار موضوعات پر مشہور و معروف محقق، عظیم اسلامی سکالر، علامہ ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ کی عالمی شہرت یافتہ تصنیف "کتاب الروح" کا پہلی مرتبہ مکمل بامحاورہ اردو ترجمہ بنام

کتاب الروح

جدید

ارواح کا جہان

مصنف

علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

مصباح اکرم

ترتیب و تحقیق

مفتی محمد وسیم اکرم القادری

مشتاق بک کارنر

الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور

Marfat.com

تصوف کا انسائیکلوپیڈیا...... تاریخ وتعارف تصوف...... حقیقت تصوف...... تصوف اور اسلام...... نقوش وآثار تصوف......
اسلامی تصوف...... کاروانِ تصوف...... مسائلِ تصوف...... تصوف کا قطب نما...... تصوف کے حقائق...... حسنِ تصوف......

تصوف کی سب سے قدیم ترین اور بنیادی کتاب کا ترجمہ

رسالہ قشیریہ

مصنف

الحضرۃ الشیخ العلامہ عبدالکریم ہوازن قشیری استوائی نیشاپوری

مترجم

علامہ مفتی محمد وسیم اکرمؒ القادری (ایم اے۔ایم فل)

(H.O.D) (شعبہ اسلامیات) سپیریئر گروپ آف کالجز ممڈیال)

تعارف تصوف، حقیقت تصوف، معرفت تصوف، صوفی کے مطالب ومعانی، صوفیاء کے حالات زندگی، فضائل و کمالات، آداب، سیرت وکرامات، عقائد، مخصوص الفاظ کی تفسیر، توبہ، مجاہدہ، خلوت، تقویٰ، زہد وورع، سکوت، خوف وامید، اخلاق مذمومہ، اخلاق حسنہ، اخلاص، رضا، ذکر، شکر، صبر، صدق، وفا، مریدوں کے فرائض وآداب، شیخ کی ذمہ داریوں اور اس جیسے بے شمار موضوعات پر مشتمل شیخ تصوف الامام عبدالکریم قشیری استوائی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''رسالہ قشیریہ'' کا اردو ترجمہ مع ''تحقیقی اضافات'' از مترجم۔

مشتاق بک کارنر

الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور

Marfat.com

محبة العبی و اھل بیتہ

محبت رسول ﷺ واہل بیت

اوراس کے تقاضے

(جلداوّل)

اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، فضائل، اطاعت، محبت، محبت کے اسباب، تقاضے اورفوائد، معجزات، اہل بیت کی اہمیت وفضیلت، مقام ومراتب، حکم تعظیم، فضائلِ وکمالات، کرامات، احکام ومسائل اورآداب جیسے بے شمار موضوعات پر مشتمل ''الشیخ جلیل محسن وناس ناصرالزبیدی'' کی کتاب ''محبة النبی و اھل بیتہ'' کی دوجلدوں کا مکمل اردوترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔

مصنف

الشیخ جلیل محسن وناس ناصرالزبیدی

ترجمہ وترتیب

مفتی محمد وسیم اکرمُ القادری (ایم اے۔ایم فل)

مشتاق بک کارنر

الکریم مارکیٹ اُردو بازارلاہور

Marfat.com

القول البدیع

الصلاۃ علی النبی احکامہا وفضائلہا وفوائدہا

فضائلِ درود

درود شریف کی برکتیں

مصنفین

الامام الحافظ المورخ محمد بن عبدالرحمن السخاوی

شیخ عبداللہ سراج الدین

مترجم

مفتی محمد وسیم اکرم القادری

(ایم اے۔ ایم فل)

مشتاق بک کارنر

الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور

Marfat.com

آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر جامع اور مستند کتاب

شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(اعلیٰ حضرت کی نظر میں)

محمد الیاس عادل مدظلہ العالیہ

(مصنف کثیر الکتب سیرت طیبہ)

مشتاق بُک کارنر

الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور

Marfat.com

یا حی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا قیوم

دُرود و سلام

انسائیکلوپیڈیا

ابرِ رحمت

تحقیق، تالیف، تصنیف

پروفیسر خورشید احمد

یہ مُفید و متبرک کتاب 105 بصیرت افروز ابواب 200 ایمان افروز واقعات 233 رُوح پرور احادیث اور 100 دُرودُوں پر مشتمل ہے۔ ان میں 51 دُرود شریف پہلی بار پیش کیے جا رہے ہیں۔ یہ نایاب دُرود شریف حصُولِ برکات کے لئے بینظیر، زیارتِ رسالت مآبؐ کے لیئے اکسیر اور رفعِ مشکلات کے لئے پُرتاثیر ہیں۔ یہ کتاب حقیقت میں دُرودی جواہر کا خزینہ ہے۔

مشتاق بُک کارنر
الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور

Marfat.com